[illegible]

تاریخ ابن کثیرؒ

اردو ترجمہ

البدایۃ والنہایۃ

جلد پنجم

حصہ نہم و دہم

۹۶ ہجری کے آغاز سے ۱۲۵ ہجری تک کے واقعات اس حصہ میں بنو امیہ کے مختلف خلفاء اور ان کے ادوار کی فتوحات کے تفصیلی حالات درج ہیں

---

۱۲۶ ہجری کے آغاز سے ۲۴۲ ہجری تک کے واقعات اس حصے میں بنو امیہ کے آخری خلفاء اور بنو عباس کے خلفاء کی ابتداء کے واقعات اور امام ابو حنیفہؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ اور دیگر مشہور اکابر کے حالات درج ہیں

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ)

ترجمہ و تحقیق

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

مولانا محمد اسلم بن قاری رحمۃ اللہ صاحب شہداد پوری

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۲۲۱۳۷۶۸

www.ahlehaq.org

ترجمہ و تحقیق کے جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر [illegible] علمی گرافکس
ضخامت : 502 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……ملنے کے پتے……

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel: 020-8911-9797

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ

تاریخ ابن کثیر

حصہ نہم و دہم

فہرست مضامین	۳	حمران بن ابان	۲۵
۷۴ھ ہجری	۱۵	۷۶ھ ہجری	۲۵
بکیر بن وشاح کی معزولی	۱۶	۷۶ھ میں وفات پانے والے	۲۸
۷۴ھ ہجری میں وفات پانے والے	۱۶	ابو عثمان النہدی	۲۸
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ذکر	۱۶	صلہ بن اشیم العدوی	۲۸
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر	۱۶	زہیر بن قیس البلوی	۳۰
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۱۷	۷۷ھ	۳۰
عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ	۱۸	شبیب کی ہلاکت	۳۲
ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ	۱۹	عیاض بن غنم الاشعری	۳۲
سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ	۱۹	مطرف بن عبداللہ	۳۳
مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر	۱۹	۷۸ھ	۳۴
ابو عبدالرحمن السلمی	۱۹	شریح بن الحارث	۳۵
ابو معرض اسدی	۱۹	عبداللہ بن غنم رضی اللہ عنہ	۳۸
بشر بن مروان	۲۰	جنادۃ بن امیہ الازدی	۳۸
سن ۷۵ھ ہجری	۲۰	العلاء بن زیاد البصری	۳۸
صالح بن مسرح کی تبلیغ	۲۳	سراقہ بن مرداس الازدی	۳۸
۷۵ھ میں وفات پانے والے	۲۳	النابغہ الجعدی	۴۰
عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ	۲۳	۷۹ھ	۴۰
ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ	۲۵	اس سال پیش آنے والے واقعات وحادثات	۴۰
اسود بن یزید	۲۵	حارث الحمشی کذاب کا قتل	۴۰

۷۹ھ میں مسلمانوں کا ترک خاقانوں پر حملہ ۴۲
صحابی رسول کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار ۴۲
قاضی شریح کا استعفیٰ ۴۳
ابو معشر اور دیگر اہل سیر ۴۳
قطری بن الفجاءۃ کا قتل ۴۳
غازی ترک عبداللہ بن ابی بکرہ کی وفات ۴۳
۸۰ھ ۴۳
اس سال پیش آنے والے واقعات ۴۳
مکہ میں تباہ کن سیلاب ۴۳
بصرہ میں طاعون کی وبا ۴۳
مہلب بن ابی صفرہ ترکوں کے مقابلے میں ۴۳
ترکوں کے خلاف مسلمانوں کا ۴۰ ہزار پر مشتمل لشکر ۴۳
اس سال وفات پانے والے اعیان ۴۵
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۵
جبیر بن نفیر ۴۵
عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ۴۵
ابو ادریس الخولانی ۴۶
معبد الجہنی قدری ۴۶
۸۱ھ ۴۷
اس میں پیش آنے والے مشہور واقعات وحوادث ۴۷
بکیر بن وشاح کا قتل ۴۷
ابن الاشعث کی انقلابی تحریک ۴۷
سوید بن غفلۃ بن عوسجہ بن عامر ۴۹
عبداللہ بن شداد بن الہاد ۵۰
محمد بن علی بن ابی طالب ۵۰
۸۲ھ ۵۲
اس سال پیش آنے والے واقعات ۵۲
واقعہ دیر الجماجم ۵۳
مہلب بن ابی صفرہ کی وفات ۵۴
اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں میں ۵۵
اسماء بن خارجہ الفزاری الکوفی ۵۵
المغیرۃ بن مہلب بن ابی صفرۃ ۵۵
الحارث بن عبداللہ ۵۵
عبداللہ بن ابی طلحہ بن ابی اسود ۵۵
عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ۵۶
عفان بن وہب ۵۶
جمیل بن عبداللہ ۵۶
عمر بن عبیداللہ ۵۸
وفات ۵۸
کمیل بن زیاد ۵۸
زاذان بن عمرو الکندی ۵۹
ام الدرداء الصغریٰ ۶۰
۸۳ھ ۶۱
اس میں پیش آمدہ واقعات ۶۱
شہر واسط کی تعمیر ۶۳
عبدالرحمن بن حجیرۃ الخولانی المصری ۶۳
حضرت طارق بن شہاب الاحمسی ۶۵
حضرت عبیداللہ بن عدی ۶۵
۸۴ھ اور پیش آمدہ واقعات ۶۶
ایوب بن القریۃ ۶۶
روح بن زنباع الجذامی ۶۷
ابن الاشعث کا قتل ۶۷
ایوب بن القریۃ ۶۸
روح بن زنباع ۶۸
روح بن زنباع کا مقام ۶۸
۸۵ھ اور پیش آمدہ واقعات ۶۹
موسیٰ بن عبداللہ کا قتل ۷۰
عبدالعزیز کی معزولی ۷۰
عبدالعزیز بن مروان ۷۱
ان کا نام ونسب ۷۱

www.ahlehaq.org

عبدالعزیز اور روایت حدیث	۷۱	تیاذوق الطبیب	۹۰
عبدالعزیز ثقہ تھے	۷۱	خالد بن یزید بن معاویہ	۹۰
ولید اور سلیمان کے لئے عبدالملک کی بیعت	۷۳	عبداللہ بن زبیر	۹۱
۸۶ھ میں پیش آمدہ واقعات	۷۵	واقعات ۹۱ھ	۹۱
اموی خلفاء کے والد عبدالملک بن مروان	۷۶	سہل بن سعد ساعدی	۹۳
شجرہ نسب	۷۶	واقعات ۹۲ھ	۹۳
عبدالملک اور روایت حدیث	۷۶	طویس المغنی	۹۳
عبدالملک اور بیعت	۷۶	واقعات ۹۳ھ	۹۳
خواص کی وفات	۸۲	سمرقند کی فتح	۹۳
ارطاۃ بن زفر	۸۲	خواص کی وفات	۹۷
مطرف بن عبداللہ بن شخیر	۸۳	انس بن مالک	۹۷
بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کی خلافت	۸۳	عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ	۹۹
واقعات ۸۷ھ	۸۳	بلال بن ابی درداء	۱۰۰
خواص کی وفات	۸۵	بشر بن سعید	۱۰۰
عتبہ بن عبد السلمی	۸۵	زرارۃ بن اوفیٰ	۱۰۰
مقدام بن معدی کرب	۸۵	خبیب بن عبداللہ	۱۰۰
ابوامامہ باہلی	۸۵	حفص بن عاصم	۱۰۰
قبیصہ بن ذویب	۸۵	سعید بن عبداللہ	۱۰۰
عروۃ بن مغیرۃ بن شعبہ	۸۶	فروۃ بن مجاہد	۱۰۰
یحییٰ بن یعمر	۸۶	ابوالشعثاء جابر بن زید	۱۰۰
شریح بن حارث بن قیس قاضی	۸۶	واقعات ۹۴ھ	۱۰۱
واقعات ۸۸ھ	۸۶	سعید بن جبیر کا قتل	۱۰۲
خواص کی وفات	۸۷	خواص کی وفات	۱۰۳
عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی	۸۷	سعید بن جبیر	۱۰۳
عبداللہ بن ابی اوفی	۸۷	تمت	۱۰۳
ہشام بن اسماعیل	۸۷	سعید بن المسیب	۱۰۴
عمیر بن حکیم	۸۷	طلق بن حبیب عنزی	۱۰۵
واقعات ۸۹ھ	۸۸	ابوعبداللہ عروۃ بن زبیر بن عوام	۱۰۶
واقعات سن ۹۰ھ	۸۸	علی بن حسین	۱۰۷
خواص کی وفات	۹۰	ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث	۱۱۳

www.ahlehaq.org

واقعات ۹۵ھ ۱۱۴
حجاج بن یوسف ثقفی کے حالات اور تذکرہ وفات ۱۱۴
فصل ۱۱۷
فصل ۱۲۱
حجاج کے جرأت مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات ۱۲۱
خواص کی وفات ۱۲۷
ابراہیم بن یزید نخعی ۱۲۷
ابراہیم نخعی کے چند اقوال زریں ۱۲۷
حسن بن محمد بن حنفیہ ۱۲۷
حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ۱۲۷
مطرف بن عبداللہ شخیر ۱۲۷
۹۶ھ ۱۲۸
اس میں پیش آنے والے واقعات ۱۲۸
جامع اموی دمشق کی تعمیر ۱۲۹
فصل ۱۲۸
جامع مسجد کی خوبیوں اور اشراف اعیان کی رائے کے بارے میں ۱۲۸
یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کلام ۱۲۹
اس گھڑی کا بیان جو مسجد کے دروازے پر نصب تھی ۱۳۰
جامع اموی میں قرآت قرآن کی ابتداء ۱۳۱
فصل ۱۳۱
بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کے حالات اور اس کی وفات کا بیان ۱۳۲
سلیمان بن عبدالملک کی خلافت ۱۳۵
قتیبہ بن مسلم کا قتل ۱۳۵
ابن خلکان کا قول ۱۳۶
۹۷ھ ۱۳۷
خطبہ کا عنوان ۱۳۸
الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ۱۳۸
موسیٰ بن نصیر ابو عبدالرحمٰن لخمی ۱۳۹
دو عظیم سپہ سالار ۱۳۹
۹۸ھ ۱۵۱
واقدی کا بیان ۱۵۲
عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ۱۵۳
۹۹ھ ۱۵۳
۹۷ھ اور ولید کی وفات ۱۵۳
سلیمان کی قسطنطنیہ آمد ۱۵۶
عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ۱۵۷
اس سال وفات پانے والے لوگ ۱۵۹
الحسن بن محمد بن حنفیہ ۱۵۹
عبداللہ بن محیریز بن جنادہ بن عبید ۱۵۹
محمود بن لبید بن عقبہ ۱۵۹
نافع بن جبیر بن مطعم ۱۵۹
کریب بن مسلم ۱۵۹
محمد بن جبیر بن مطعم ۱۵۹
مسلم بن یسار ۱۵۹
حنش بن عمرو الصنعانی ۱۵۹
خارجہ بن زید ۱۵۹
۱۰۰ھ کی ابتداء ۱۵۹
بنو العباس کی دعوت کا سال ۱۶۲
اس سال وفات پانے والے لوگ ۱۶۲
سالم بن ابو الجعد الاشجعی ۱۶۲
ابو امامہ سہل بن حنیف ۱۶۲
ابو الزاہریہ حدیر بن کریب الحمصی ۱۶۲
ابو طفیل عامر بن واثلہ ۱۶۲
ابو عثمان النہدی ۱۶۳
۱۰۱ھ کی ابتداء ۱۶۳
سوانح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۶۳
عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اخبار و آثار ۱۶۵
یزید بن عبدالملک کی خلافت ۱۶۸

www.ahlehaq.org

١٠٢ھ	۱۶۹
عراق اور خراسان پر مسلمہ کی حکمرانی	۱۷۰
ملک الترک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ	۱۷۰
الضحاک بن مزاحم الہلالی	۱۷۱
ابو المتوکل الناجی	۱۷۱
١٠٣ھ	۱۷۱
یزید بن ابی مسلم	۱۷۱
مجاہد بن جبیر المکی	۱۷۲
مصعب بن سعد بن ابی وقاص	۱۷۲
١٠٤ھ کا آغاز	۱۷۲
سراس کر عبدالرحمٰن کی فراری	۱۷۲
مدینہ والوں سے فریاد کرنا	۱۷۲
سعید بن الحرشی کی معزولی	۱۷۳
ترکوں کی شکست	۱۷۳
خالد بن معدان الکلاعی	۱۷۳
عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیثی	۱۷۳
عامر بن شراحیل الشعبی	۱۷۳
امام الشعبی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام	۱۷۳
ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری	۱۷۳
ابو قلابہ الجرمی	۱۷۳
ابو قلابہ کی جلاوطنی	۱۷۳
١٠٥ھ کے واقعات	۱۷۳
بروز جمعہ یزید بن عبدالملک کا انتقال	۱۷۳
یزید بن عبدالملک کی سوانح	۱۷۳
یزید بن عبدالملک کی بیعت خلافت	۱۷۳
ولید بن مسلم کا قول	۱۷۳
عمر بن عبدالعزیز کی نصیحت	۱۷۵
یزید بن عبدالملک کی اپنی باندی سے محبت	۱۷۵
خلافت کے بعد یزید کی خواہش	۱۷۵
حبابہ کی موت	۱۷۵
یزید بن عبدالملک کا انتقال	۱۷۵
یزید بن عبدالملک کی نماز جنازہ	۱۷۵
خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان	۱۷۵
ابان ابن عثمان بن عفان کی وفات	۱۷۵
١٠٦ھ	۱۷۶
خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حج کی ادائیگی کے دوران ہونے والے واقعات	۱۷۶
حضرت سالم بن عبداللہ کی وفات	۱۷۶
طاؤس بن کیسان الیمانی کی وفات	۱۷۷
حضرت طاؤس کا ایک عجیب واقعہ	۱۷۷
سلیمان بن عبدالملک کی طاؤس سے ملاقات	۱۷۷
ابو عبداللہ الشامی کو طاؤس کی نصیحت	۱۷۸
١٠٧ھ	۱۷۸
سلیمان بن یسار تابعی	۱۷۹
عکرمہ مولیٰ ابن عباس	۱۸۰
القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق	۱۸۰
مشہور شاعر کثیر کی وفات	۱۸۰
١٠٨ھ	۱۸۱
بکر بن عبداللہ المزنی کی وفات	۱۸۱
راشد بن سعد المقرائی الحمصی	۱۸۲
محمد بن کعب القرظی	۱۸۲
١٠٩ھ	۱۸۲
١١٠ھ	۱۸۳
شاعر جریر بن الخطفی حذیفہ	۱۸۳
ہمام بن غالب فرزدق	۱۸۵
الحسن بن ابی الحسن کی وفات	۱۸۶
محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرہ الانصاری	۱۸۷
محمد بن سیرین کی صفات	۱۸۷
ابو سعید الحسن البصری کے حالات	۱۸۸
وہب بن منبہ الیمانی	۱۸۹

www.ahlehaq.org

سلیمان بن سعد	۱۹۲	۱۲۰ھ	۲۰۳
ام الہذیل	۱۹۲	خالد کی آمدنی اور ہشام کا حسد	۲۰۶
عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی	۱۹۲	۱۲۱ھ	۲۰۶
عبداللہ بن سعد بن جبیر	۱۹۲	زید بن علی الحسین بن علی ابن طالب کا قتل	۲۰۶
عبدالرحمان بن ابان	۱۹۲	بوصیا کی نصیحتیں	۲۰۷
۱۱۱ھ	۱۹۲	اسد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب	۲۰۸
۱۱۲ھ	۱۹۳	مسلمہ بن عبدالملک	۲۰۸
رجاء بن حیوۃ الکندی	۱۹۳	مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات	۲۰۸
شہر بن حوشب الاشعری الحمصی	۱۹۳	قسطنطنیہ کا محاصرہ	۲۰۸
۱۱۳ھ	۱۹۳	نمیر بن قیس	۲۰۸
الامیر عبدالوہاب بن بخت کی شہادت	۱۹۳	۱۲۲ھ زید بن علی کا قتل	۲۰۸
مکحول الشامی	۱۹۵	یوسف بن عمر کا علمی مقام	۲۰۹
۱۱۴ھ	۱۹۵	اہل کوفہ سے یوسف کی تقریر	۲۰۹
عطاء بن ابی رباح	۱۹۵	عبداللہ ابو یحییٰ المعروف بالبطال	۲۱۰
۱۱۵ھ	۱۹۷	بطال کے دلچسپ و عجیب واقعات	۲۱۰
ابوجعفر الباقر	۱۹۷	بطال کی شہادت	۲۱۲
۱۱۶ھ	۱۹۷	ایاس الذکی	۲۱۲
۱۱۷ھ	۱۹۸	۱۲۳ھ	۲۱۵
قتادہ بن دعامہ السدوسی	۱۹۸	۱۲۴ھ	۲۱۶
سعید بن یسار	۱۹۹	القاسم بن ابی بزہ	۲۱۷
میمون بن مہران التابعی	۲۰۰	الزہری	۲۱۷
نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ	۲۰۰	بلال بن سعد	۲۲۰
ذوالرمہ الشاعر	۲۰۱	الجعد بن درہم	۲۲۱
۱۱۸ھ	۲۰۱	۱۲۵ھ	۲۲۱
علی بن عبداللہ بن عباس	۲۰۲	ہشام بن عبدالملک کی سوانح اور وفات کا ذکر	۲۲۳
علی بن عبداللہ کی پیدائش	۲۰۲	حصہ نہم ...... ختم شد	۲۲۳
۱۱۹ھ	۲۰۲	تاریخ ابن کثیر	
ترک کے بادشاہ خاقان کا قتل	۲۰۲	حصہ دہم	۲۲۳
المغیرہ بن سعید کا خاتمہ	۲۰۳	ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت	۲۲۳
بہلول بن بشر کی بغاوت	۲۰۳	خواص کی وفات	۲۲۶

www.ahlehaq.org

بغداد کے محاسن اور اس کے بابت آئمہ کے اقوال	۳۰۱	واقعات ۱۶۴ھ	۳۳۷
واقعات ۱۴۷ھ	۳۰۲	واقعات ۱۶۵ھ	۳۳۸
واقعات ۱۴۸ھ	۳۰۳	واقعات ۱۶۶ھ	۳۳۸
واقعات ۱۴۹ھ	۳۰۳	واقعات ۱۶۷ھ	۳۴۰
واقعات ۱۵۰ھ	۳۰۴	واقعات ۱۶۸ھ	۳۴۱
امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات	۳۰۵	واقعات ۱۶۹ھ	۳۴۱
واقعات ۱۵۱ھ	۳۰۵	مہدی بن منصور کے حالات	۳۴۱
رصافہ کی تعمیر	۳۰۶	موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت	۳۴۶
واقعات ۱۵۲ھ	۳۰۶	واقعات ۱۷۰ھ	۳۴۷
واقعات ۱۵۳ھ	۳۰۶	ہادی کے کچھ حالات	۳۴۷
واقعات ۱۵۴ھ	۳۰۸	ہادی کے اقوال	۳۴۸
اشعب الطامع	۳۰۸	ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت	۳۴۸
واقعات ۱۵۵ھ	۳۰۹	اس سال وفات پانے والے خواص کے اسمائے گرامی	۳۴۹
رافقہ کی تعمیر	۳۰۹	واقعات ۱۷۱ھ	۳۵۰
حماد الراویہ کے حالات	۳۱۰	واقعات ۱۷۲ھ	۳۵۰
واقعات ۱۵۶ھ	۳۱۱	واقعات ۱۷۳ھ	۳۵۰
واقعات ۱۵۷ھ	۳۱۱	خیزران	۳۵۱
امام اوزاعی کے کچھ حالات کا بیان	۳۱۱	ریطہ	۳۵۲
واقعات ۱۵۸ھ	۳۱۶	واقعات ۱۷۴ھ	۳۵۲
منصور کے حالات	۳۱۶	واقعات ۱۷۵ھ	۳۵۳
منصور کی اولاد	۳۲۲	خواص کی وفات شعوانہ عابدہ زاہدہ	۳۵۳
مہدی بن منصور کی خلافت	۳۲۳	لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی	۳۵۳
واقعات ۱۵۹ھ	۳۲۳	المنذر بن عبداللہ المنذر	۳۵۴
واقعات ۱۶۰ھ	۳۲۳	واقعات ۱۷۶ھ	۳۵۴
موسیٰ کے لئے مہدی کی بیعت کا بیان	۳۲۴	خواص میں سے اس سال وفات پانے والے	۳۵۶
واقعات ۱۶۱ھ	۳۲۵	ابراہیم بن صالح	۳۵۶
ابو دلامہ کے حالات	۳۲۷	ابراہیم بن ہرمہ	۳۵۶
واقعات ۱۶۲ھ	۳۲۸	صالح بن بشیر مری	۳۵۷
ابراہیم بن ادہم کے حالات	۳۲۸	واقعات ۱۷۷ھ	۳۵۷
واقعات ۱۶۳ھ	۳۳۶	خواص کی وفات	۳۵۸

www.ahlehaq.org

شریک بن عبداللہ	۳۵۸
واقعات ۱۷۸ھ	۳۵۸
واقعات ۱۷۹ھ	۳۵۹
خواص کی وفات اسماعیل بن محمد	۳۶۰
حماد بن زید	۳۶۰
امام مالک	۳۶۰
واقعات ۱۸۰ھ	۳۶۱
خواص کی وفات	۳۶۱
اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر	۳۶۱
حسان بن ابی سنان	۳۶۱
عافیہ بن زید	۳۶۱
سیبویہ	۳۶۲
عفیرۃ عابدۃ	۳۶۲
واقعات ۱۸۱ھ	۳۶۳
عبداللہ بن مبارک	۳۶۳
مفضل بن فضالہ	۳۶۳
یعقوب التائب	۳۶۳
واقعات ۱۸۲ھ	۳۶۵
خواص کی وفات	۳۶۵
معن بن زائدہ	۳۶۵
قاضی ابو یوسف	۳۶۵
یعقوب بن داؤد بن طہمان	۳۶۷
واقعات ۱۸۳ھ	۳۶۷
اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات	۳۶۷
موسیٰ بن جعفر	۳۶۸
ہاشم بن بشیر بن ابی حازم	۳۶۸
یحییٰ بن زکریا	۳۶۸
واقعات ۱۸۴ھ	۳۶۸
خواص کی وفات	۳۶۹
عبداللہ بن مصعب	۳۶۹
عبداللہ بن عبدالعزیز العمری	۳۶۹
محمد بن یوسف بن مروان	۳۶۹
واقعات ۱۸۵ھ	۳۶۰
عبدالصمد بن علی	۳۷۰
رابعہ عدویہ	۳۷۰
واقعات ۱۸۶ھ	۳۶۰
اس سال وفات پانے والوں میں سے خواص حضرات	۳۷۱
سلم الخاسر الشاعر	۳۷۱
عباس بن محمد	۳۷۲
یقطین بن موسیٰ	۳۷۲
واقعات ۱۸۷ھ	۳۷۲
خواص کی وفات	۳۷۶
واقعات ۱۸۸ھ	۳۸۱
خواص کی وفات	۳۸۱
ابو اسحاق فزاری	۳۸۱
واقعات ۱۸۹ھ	۳۸۲
خواص کی وفات	۳۸۲
محمد بن حسن	۳۸۲
واقعات ۱۹۰ھ	۳۸۳
مشہورین کی وفات	۳۸۳
سعدون مجنون	۳۸۳
عبیدہ بن حمید	۳۸۳
یحییٰ بن خالد بن برمک کے حالات	۳۸۳
واقعات ۱۹۱ھ	۳۸۶
اسی برس بغداد میں	۳۸۶
خواص کی وفات	۳۸۶
واقعات ۱۹۲ھ	۳۸۶
اسماعیل بن جامع	۳۸۷
عبداللہ بن ادریس	۳۸۸
مصعب بن سلام	۳۸۸

www.ahlehaq.org

علی بن ظبیان ۳۸۸
عباس بن احنف کے حالات ۳۸۹
عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور ۳۸۹
فضل بن یحییٰ ۳۸۹
منصور بن زبرقان ۳۹۱
یوسف بن قاضی ابی یوسف ۳۹۱
واقعات ۱۹۳ھ ۳۹۱
رشید کی وفات ۳۹۱
ہارون الرشید کے حالات ۳۹۲
رشید کی زوجات لڑکوں اور لڑکیوں کا بیان ۳۹۸
اولاد و ترکہ کی تفصیل ۳۸۳
محمد امین کی خلافت ۳۹۹
امین اور مامون کا اختلاف ۳۹۹
اسماعیل بن علیہ ۳۹۹
محمد بن جعفر ۴۰۰
ابوبکر عیاش ۴۰۰
واقعات ۱۹۴ھ ۴۰۰
خواص کی وفات ۴۰۱
سالم بن سالم ابو بحر بلخی ۴۰۱
عبدالوہاب بن عبدالمجید ۴۰۱
ابو النصر الجہنی المصاب ۴۰۱
واقعات ۱۹۵ھ ۴۰۱
خواص کی وفات ۴۰۲
اسحاق بن یوسف ۴۰۲
بکار بن عبداللہ ۴۰۲
ابونواس الشاعر ۴۰۲
واقعات ۱۹۶ھ ۴۰۹
امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی ہارون کو کیسے خلافت ملی ۴۱۰
خواص کی وفات ۴۱۱
حفص بن غیاث قاضی ۴۱۱
ابو شیص ۴۱۱
واقعات ۱۹۷ھ ۴۱۱
واقعات ۱۹۸ھ ۴۱۳
امین کے قتل کی کیفیت ۴۱۳
محمد بن امین کے حالات ۴۱۳
عبداللہ مامون بن رشید ہارون کی خلافت ۴۱۵
واقعات ۱۹۹ھ ۴۱۶
واقعات ۲۰۰ھ ۴۱۶
واقعات ۲۰۱ھ ۴۱۸
اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا ۴۱۸
خواص کی وفات ۴۱۸
واقعات ۲۰۲ھ ۴۱۸
واقعات ۲۰۳ھ ۴۱۹
اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت توڑنا ۴۲۰
خواص کی وفات ۴۲۰
علی بن موسیٰ کے حالات ۴۲۰
واقعات ۲۰۴ھ ۴۲۰
خواص کی وفات ۴۲۱
ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی کے حالات ۴۲۱
واقعات ۲۰۵ھ ۴۲۵
خواص کی وفات ۴۲۵
واقعات ۲۰۶ھ ۴۲۷
واقعات ۲۰۷ھ ۴۲۷
یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور کے حالات ۴۲۸
واقعات ۲۰۸ھ ۴۲۸
سیدہ نفیسہ کی وفات ۴۲۹
فضل بن ربیع کے حالات ۴۲۹
واقعات ۲۰۹ھ ۴۳۰
واقعات ۲۱۰ھ ۴۳۰

www.ahlehaq.org

دلہن بوران ۴۳۱
واقعات ۲۱۱ھ ۴۳۲
مشہور شاعر ابو العتاہیہ کے حالات ۴۳۲
واقعات ۲۱۲ھ ۴۳۲
واقعات ۲۱۳ھ ۴۳۳
نحوی شاعر کے حالات ۴۳۳
واقعات ۲۱۴ھ ۴۳۳
ابو محمد عبداللہ بن امین بن لیث بن رافع المصری ۴۳۵
واقعات ۲۱۵ھ ۴۳۵
ابو زید انصاری ۴۳۵
واقعات ۲۱۶ھ ۴۳۵
رشید کی عم زادی اور بیوی زبیدہ ۴۳۶
واقعات ۲۱۷ھ ۴۳۷
واقعات ۲۱۸ھ ۴۳۷
پہلی آزمائش اور فتنہ کا ذکر ۴۳۷
فصل ۴۳۸
عبداللہ المامون ۴۳۹
معتصم باللہ ابی اسحاق بن ہارون کی خلافت ۴۴۲
اسی سال خواص میں وفات پانے والے ۴۴۳
بشر المریسی کے حالات ۴۴۴
ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب معافری ۴۴۵
واقعات ۲۱۹ھ ۴۴۵
واقعات ۲۲۰ھ ۴۴۵
واقعات ۲۲۱ھ ۴۴۶
واقعات ۲۲۲ھ ۴۴۶
بابک کی گرفتاری کا واقعہ ۴۴۶
واقعات ۲۲۳ھ ۴۴۷
معتصم کے ہاتھوں عموریہ شہر کی فتح ۴۴۸
عباس بن مامون کا قتل ۴۵۰
واقعات ۲۲۴ھ ۴۵۱
ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی کے حالات ۴۵۲
واقعات ۲۲۵ھ ۴۵۳
سعید بن مسعدہ کے حالات ۴۵۴
الجرمی النحوی کے حالات ۴۵۴
واقعات ۲۲۶ھ ۴۵۴
ابو دلف عجلی ۴۵۴
واقعات ۲۲۷ھ ۴۵۵
معتصم کے حالات ۴۵۶
ہارون واثق بن معتصم کی خلافت ۴۵۷
بشر الحافی الزاہد المشہور ۴۵۷
بشر کے اقوال زریں ۴۵۸
واقعات ۲۲۸ھ ۴۵۹
ابو تمام الطائی الشاعر ۴۵۹
واقعات ۲۲۹ھ ۴۶۰
واقعات ۲۳۰ھ ۴۶۱
عبداللہ بن طاہر بن حسین ۴۶۱
واقعات ۲۳۱ ہجری ۴۶۲
واقعات ۲۳۲ھ ۴۶۵
متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کے حالات ۴۶۷
واقعات ۲۳۳ھ ۴۶۸
واقعات ۲۳۴ھ ۴۶۹
واقعات ۲۳۵ھ ۴۶۹
اسحاق بن ماہان ۴۷۱
واقعات ۲۳۶ھ ۴۷۱
واقعات ۲۳۷ھ ۴۷۱
واقعات ۲۳۸ھ ۴۷۳
واقعات ۲۳۹ھ ۴۷۳
احمد بن عاصم انطاکی ۴۷۳
احمد بن عاصم کے اقوال زریں ۴۷۳
واقعات ۲۴۰ھ ۴۷۳

www.ahlehaq.org

احمد بن ابی داؤد	۴۷۳	واقعات ۲۴۸ھ	۵۰۱
خواص کی وفات	۴۷۷	ختم شد حصہ نہم و دہم تاریخ ابن کثیر	۵۰۲
مولف مدونہ سحنون المالکی	۴۷۸		
واقعات ۲۴۱ھ	۴۷۸		
امام احمد بن حنبل	۴۸۰		
امام احمد کا زہد و تقویٰ اور تقشف	۴۸۱		
امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان	۴۸۳		
ائمہ سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا خلاصہ	۴۸۴		
معتصم کے سامنے آپ کو سزا دینے کا بیان	۴۸۵		
امام احمد کے بارے میں ائمہ کے تعریفی کلمات	۴۸۷		
آزمائش کے بعد امام احمد کا حال	۴۸۹		
امام احمد بن حنبل کی وفات	۴۹۱		
امام احمد کے بارے میں رؤیا صالحہ کا بیان	۴۹۱		
واقعات ۲۴۲ھ	۴۹۳		
خواص کی وفات	۴۹۳		
واقعات ۲۴۳ھ	۴۹۴		
خواص کی وفات	۴۹۴		
ابراہیم بن عباس	۴۹۴		
واقعات ۲۴۴ھ	۴۹۵		
واقعات ۲۴۵ھ	۴۹۵		
ابن الراوندی	۴۹۶		
واقعات ۲۴۶ھ	۴۹۶		
خواص کی وفات	۴۹۷		
احمد بن ابی الحواری	۴۹۷		
آپ کے اقوال زریں	۴۹۸		
واقعات ۲۴۷ھ	۴۹۸		
متوکل علی اللہ کے حالات	۴۹۸		
متوکل عوام کا محبوب	۴۹۹		
محمد منتصر بن متوکل کی خلافت	۵۰۰		
ابوسلیمان المازنی النحوی	۵۰۰		

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ابن کثیر...... حصہ نہم

۷۴ ہجری کے واقعات

۷۴ ہجری کے شروع میں ہی عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ کی گورنری سے معزول کیا اور حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی جگہ گورنر منتخب کیا اس مہم کے لئے وہ خود مدینہ آیا اور کئی مہینوں تک وہیں ٹھہرا رہا اور پھر بارادہ عمرہ وہاں سے نکلا، عمرہ سے فارغ ہو کر پھر ماہ صفر میں مدینہ واپس آیا اور تین ماہ تک مدینہ میں قیام کیا اور بنو سلمہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی جو آج تک اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کرنے پر حجاج نے جابر اور سہل بن سعد کو بہت برا بھلا کہا اور نازیبا الفاظ استعمال کئے اور میرے گمان کے مطابق اسی سال ابو ادریس خولانی کو حجاج نے یمن کا قاضی بھی مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

ابن جریر کے بیان کے مطابق اسی سال حجاج نے کعبۃ اللہ کی اس تعمیر کو شہید کروا دیا جس کی تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی اور کعبہ شریف کی تعمیر سابقہ طرز کے مطابق کرائی۔ میری رائے یہ ہے کہ حجاج نے کعبہ شریف کی ساری دیواریں شہید نہیں کروائی تھیں بلکہ اس نے صرف شامی دیوار کو گرا کر اس کے پتھر نکلوائے تھے اور اس کو بند کروا دیا تھا اور بقیہ پتھر کعبۃ اللہ کے اندر والے حصے میں لگوا دیئے تھے اور باقی تینوں دیواریں اپنی سابقہ حالت پر باقی رہیں یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی شرقی اور مغربی بنیاد جو زمین سے متصل ہیں وہ آج بھی اسی حالت میں موجود ہیں البتہ مغربی دیوار کی بنیاد بالکل شہید کرا کے شرقی دیوار کے نچلے حصے کی مرمت کروائی یہاں تک کہ اس کو زمین سے بلند کروا دیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھی۔

حجاج اور عبدالملک کو جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کی خالہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ "لولا ان قومک حدیث عهدهم بكفر" الخ یعنی اگر تیری قوم کا زمانہ کفر سے یا جاہلیت سے زیادہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو شہید کر کے اس میں حطیم کو بھی شامل کر دیتا اور اس کا ایک شرقی دروازہ بناتا اور ایک مغربی دروازہ اور ان دونوں کو زمین سے متصل کر دیتا چونکہ تیری قوم کے پاس اخراجات کی کمی تھی اس لئے وہ اس کی تعمیر میں پتھر استعمال نہ کر سکے اور نہ ہی اس کی تعمیر حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر مکمل کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا دروازہ اس طرح زمین کی سطح سے اونچا رکھا تاکہ جس کو وہ چاہیں کعبہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں منع کر دیں پس جب عبداللہ بن زبیر کو اس پر قدرت ہوئی تو اس نے ایسا ہی کیا جب عبدالملک کو اس کے بعد یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا:

وددنا لو تركنا وما تولى من ذلك

یعنی کاش ہم اس معاملہ کو یوں ہی چھوڑ دیتے اور اس کو نہ چھیڑتے۔

اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو حکم دیا کہ خوارج کا طبقہ ازارقہ کے ساتھ جنگ کے لئے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر بنا کر بصرہ

www.ahlehaq.org

بصرہ کی فوجیں اس کی ماتحتی میں دی جائیں چونکہ بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ سے قلبی طور پر نفرت تھی اس لئے اس نے عبدالملک کے اس حکم کو بادل ناخواستہ قبول کیا اور اس نے لوگوں کو مجبوراً مہلب بن ابی صفرہ کی اطاعت پر راضی کیا اور بشر بن مروان کے لئے عبدالملک کے حکم کی تعمیل کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا چنانچہ اس نے کوفیوں کے امیر عبداللہ بن مخنف کو ہدایت کی کہ وہ اپنے اقدامات پر سختی کے ساتھ عمل کرائے اور مہلب بن ابی صفرہ کا کوئی مشورہ اور اس کی کوئی رائے قبول نہ کرے پس مہلب بن ابی صفرہ اہل بصرہ کو لے کر روانہ ہوا اور دوران سفر راستے کے دوسرے امراء بھی اس کے ساتھ ہو لئے یہاں تک کہ رامہرمز کے مقام پر پڑاؤ ڈالا یہاں پر مہلب ابھی دس دن بھی نہ ٹھہرا تھا کہ اسے بشر بن مروان کی موت کی اطلاع ملی بصرہ میں ان کا انتقال ہوا تھا اور وہاں کا حاکم اب خالد بن عبداللہ مقرر ہوا تھا۔ یہ خبر سن کر مہلب نے کوفہ کی فوجیں تو وہیں چھوڑ دیں اور بقیہ افواج کو لے کر بصرہ واپس پہنچا اسی دوران خالد بن عبداللہ نے باغیوں کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ اگر وہ امیر کے پاس نہ پہنچے تو سخت نقصان اٹھائیں گے نیز ان کو عبدالملک کی جاہ سلطنت کا رعب دلا کر دھمکی دی چنانچہ جب ان باغیوں نے عمرو بن حریث سے کوفہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے امیر کو چھوڑ دیا ہے اور تم باغی بن کر آئے ہو ایسے باغیوں کو نہ کوئی اجازت ملے گی اور نہ ان کو تحفظ دیا جائے گا۔

جب ان باغیوں کو یہ پتہ چلا تو یہ سب اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مختلف علاقوں کی طرف چلے گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ بشر بن مروان کی جگہ حجاج عراق کا گورنر بنا۔ اس کی مزید تفصیل عنقریب آئے گی۔

بکیر بن وشاح کی معزولی ...... اسی سال عبدالملک بن مروان نے بکیر بن وشاح تمیمی کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے عبداللہ بن خالد بن اسید قرشی کو گورنر مقرر کیا تاکہ لوگ اس پر اتفاق کر لیں اور اس عزل ونصب کی ضرورت اس لئے تھی کہ عبداللہ بن خازم کے بعد خراسان فتنہ کا مرکز بن گیا تھا جب امیہ بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بکیر بن وشاح کو پولیس کی سربراہی کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کیا اور اس نے طخارستان کا گورنر بنانے کا مطالبہ کیا لیکن لوگوں نے امیہ سے اسے اس طرح اکیلے چھوڑ دینے پر اندیشے کا اظہار کیا اس لئے امیہ نے اس کو اپنے پاس ہی مقیم رکھا۔ ابن جریر نے کہا کہ حجاج اس سال امیر حج تھا۔ جب کہ وہ مدینہ، مکہ، یمن اور یمامہ کا گورنر تھا نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ عبدالملک نے بھی اسی سال عمرہ ادا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۴ ہجری میں وفات پانے والے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ذکر ...... حضرت رافع بن خدیج بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمرکاب تھے زراعت اور کھیتی باڑی کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے۔ چھیاسی سال کی عمر میں ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ان سے اٹھتر احادیث مروی ہیں جو سب کی سب قوی ہیں۔ جنگ احد کے دن ان کی ہنسلی میں ایک تیر لگا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ چاہو تو ان سے تیر نکال دیا جائے اور چاہو تو اسے اسی طرح چھوڑ دیا جائے جو ان کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دوسری صورت قبول کی چنانچہ یہی زخم خراب ہوا اور اسی سال اس زخم کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر ...... ان کا نام گرامی سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی تھا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اس کے بعد غزوہ خندق میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان سے بہت ساری احادیث مروی ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت میں سے بھی ایک عظیم جماعت سے انہوں نے روایت نقل کی ہیں تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی بڑی جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ شریف فاضل عالم صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے علامہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے دس برس پہلے

www.ahlehaq.org

ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

طبرانی نے لکھا ہے کہ مقدام بن داؤد نے ہمیں بیان کیا ان سے خالد بن نزار نے، ان سے ہشام بن سعید نے، انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے کن لوگوں پر زیادہ مصیبت آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء پر میں نے پوچھا ان کے بعد کن لوگوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا صلحاء پر ان میں سے بعض تو اس قدر فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتے تھے کہ ان کے جسم پر سوائے ستر عورت کے ایک صدری یا جبہ کے کوئی لباس نہ ہوتا تھا کسی کے جسم میں اتنی جوئیں پڑی ہوتی تھیں کہ ان کی تکلیف سے نجات مشکل ہوتی تھی مگر ان کے ان تکالیف کے باوجود صبر کا عالم یہ ہوتا تھا کہ راحت و آرام کی زندگی سے زیادہ ان کو اذیت و تکلیف والی زندگی پسند تھی۔

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں ہمیں لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابن عجلان سے انہوں نے سعید المقبری سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے اہل و عیال نے جب ایک دن روزمرہ کی ضروریات کا تقاضہ کیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاجت روائی کے لئے حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ اے لوگو اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم سوال کرنے سے مستغنی ہو جاؤ اور جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہت دے گا جو شخص استغناء برتے گا اللہ تعالیٰ اس کو مالدار کر دے گا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں عطا فرمائی اور اگر تم سوال کرنے سے نہیں رکو گے تو میرے پاس جو کچھ ہو گا وہ تمہیں عطا کر دوں گا اس کو طبرانی نے عطاء بن یسار سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ — ابن خطاب قرشی عدوی ابو عبدالرحمٰن مکی پھر مدنی اپنے والد ماجد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا اور بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی جب کہ ان کی عمر صرف دس سال تھی غزوہ احد کے دن کم سنی کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ ملی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر شرکت کی اجازت مل گئی جب کہ ان کی عمر پندرہ سال کی تھی اس کے بعد دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ یہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر کے حقیقی بھائی تھے ان کی ۔ والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ عبداللہ بن عمر میانہ قد والے تھے گندم گوں رنگ والے ان کے سر کے بال گھنے تھے جو کندھوں تک پہنچتے تھے تن آور تھے داڑھی میں زرد خضاب لگواتے تھے اور اپنی مونچھوں کو کٹواتے تھے۔ اور وہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتے تھے اور پانی کو اپنی آنکھوں کی اندرونی طرف تک داخل کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو قضاء کے منصب پر فائز کرنا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے والد نے بھی اس منصب پر فائز کرنا چاہا تھا۔ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور فارس کے دوسرے معرکوں میں شریک رہے نیز فتح مصر کے وقت بھی موجود رہے اور وہاں پر ایک گھر بھی تعمیر کروایا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ، فارس اور مدائن کا بھی کئی مرتبہ دورہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر بائیس سال تھی۔ عبداللہ بن عمر کو اپنے مال و جائداد میں کوئی چیز زیادہ پسندیدہ نظر آتی تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتے۔ ان کے غلاموں کو ان کی اس عادت کا پتہ تھا اس لئے عام طور پر ان میں سے کوئی ایک مسجد میں دیر تک رکا رہتا تھا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھتے تو اس غلام کو آزاد کر دیتے ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے مکر و فریب کرتے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا یہ لوگ اگر ہم سے اللہ تعالیٰ کے لئے فریب کرتے ہیں تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے لئے اس دھوکہ کو گوارا کر لیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جس کو وہ بہت پسند کرتے تھے ان کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام نافع سے اس کا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک اونٹ خریدا جب اس پر سواری کی تو انہیں بہت پسند آیا، نافع سے ارشاد فرمایا کہ اے نافع اس اونٹ کو صدقہ کے اونٹوں میں شامل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابن جعفر نے نافع غلام کی دس ہزار قیمت دینا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خاطر آزاد کر دیا اسی طرح ایک مرتبہ ایک غلام چالیس ہزار میں خریدا اور اس کو آزاد کر دیا تو غلام نے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے آزاد تو کر دیا لیکن مجھے زندگی کی گزر بسر کے لئے تو کچھ عنایت فرمائیں تو اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس ہزار دے دیے۔ اسی طرح ایک مرتبہ انہوں نے پانچ غلام خریدے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو وہ پانچوں کے پانچ غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے تو آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے لئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سب اس کے (اللہ) کے نام پر آزاد ہو جس کے لئے تم نے نماز پڑھی پھر ان کو آزاد کر دیا۔ حاصل یہ کہ انہوں نے اپنی موت تک ایک ہزار غلام آزاد کر دیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس تیس ہزار دینار صدقہ کر دیے ان کی عادت تھی کہ جب تک کسی یتیم کو اپنے دسترخوان پر نہ بٹھا لیتے گوشت تناول نہیں فرماتے تھے۔ بعض اوقات یتیم نہ ملنے کی صورت سے کئی کئی دن اور مہینہ تک انتظار کرتے۔

ان کے پاس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے سلسلے میں ایک لاکھ دینار بھیجے تھے مگر ایک سال پورا ہونے سے پہلے انہوں نے یہ ساری رقم خرچ کر دی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مانگتا نہیں ہوں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھے دے دے اسے شکر کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ فتنہ کے زمانہ میں جو امیر آتا تھا وہ ان کے پیچھے نماز ادا کرتا تھا اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے ان کو دے دیتا تھا وہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے آثار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تلاش کرتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جس درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے۔ اس درخت کی حفاظت فرماتے اور اس کی جڑوں میں پانی ڈالتے تھے اور جب بھی عشاء کی نماز جماعت سے رہ جاتی تو اس کی تلافی کے لئے پوری رات بیداری میں گزارتے تھے۔ آپ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔

لوگ کہا کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے وہ فضل و کمال میں اپنے والد کی طرح تھے جس دن ان کا انتقال ہوا تو وہ زندہ لوگوں میں سب سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ساٹھ سال تک لوگ ان سے فتویٰ حاصل کرتے رہے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں ان کے علاوہ انہوں نے حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، سعد، ابن مسعود، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی روایات نقل کی ہیں اور خود ان سے بہت سے لوگوں نے جن میں ان کے بیٹوں حمزہ، بلال، زید، سالم، عبداللہ، عبیداللہ، اسلم، انس بن سیرین، حسن، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، طاؤس، عروہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، ابن سیرین، زہری اور ان کے آزاد کردہ غلام نافع نے روایات بیان کی ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ نیک آدمی ہے بشرطیکہ قیام اللیل ہو چنانچہ اس ارشاد کے بعد وہ ہمیشہ قیام اللیل کرتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قریش کے نوجوانوں میں عبداللہ بن عمر سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو پانے والے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عبداللہ ابن عمر کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس کو دنیا نے اپنی طرف مائل نہیں کر لیا ہو۔ اور عبداللہ بن عمر کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص نہیں ہے کہ مال و دولت ملنے کے بعد اس کے درجات کم نہ ہوئے ہوں۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو [illegible] ہو گیا۔ لیکن دنیا کا کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو ابن عمر جیسے اعمال کے ساتھ اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہو۔ زہری کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حتمی ارادوں کے مالک تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے لیکن اپنے اور صحابہ کرام کے احوال سے مخفی نہ رہتے تھے۔ مالک کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر چھیاسی برس زندہ رہے اور ساٹھ سال تک فتویٰ دیتے رہے۔ دور دراز سے لوگ ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ واقدی اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ابن عمر کا انتقال ۷۳ھ میں ہوا۔ لیکن زبیر بن بکار اور دوسرے حضرات کا قول ہے کہ ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ ابن قتادہ بن سعد بن عامر بن جندع بن لیث، اللیثی ثم الجندعی، ابو عاصم اہل مکہ کے قاضی تھے۔ بقول مسلم بن حجاج ان کی ولادت نبی کریم ﷺ کی حیاۃ طیبہ میں ہوئی۔ بعض کی روایت کے مطابق ان کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے اور ان کی صحبت بھی ملی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، عبداللہ بن عمرو اور ام سلمہ وغیرہ سے بھی ان کی روایات منقول ہیں نیز ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں آپ کی توثیق ابن معین اور ابو زرعہ وغیرہ نے بھی کی ہے۔ ان کے حلقہ صحبت میں ابن عمر جیسے بزرگ صحابی بھی شامل تھے جو ان کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر بے اختیار رونا شروع کر دیتے تھے عبید بن عمیر بڑے فصیح و بلیغ تھے اپنے وعظ کے دوران خود بھی روتے تھے یہاں تک کہ کنکریاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں۔

مہدی بن میمون نے غیلان بن جریر سے روایت کیا ہے کہ عبید بن عمیر جس سے مواخات کا معاملہ کرتے تھے تو اس کو لے کر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے۔ اے اللہ ہمیں نیک بخت بنا اس رشد و ہدایت کے ذریعے جو آپ کا نبی لے کر آیا ہے اور محمد ﷺ کو ہمارے ایمان کا گواہ بنا دے اور ہمیں نیکیوں کے حصول کی توفیق عطا فرما اور دور دراز کی آرزوؤں سے اور امیدوں سے ہمیں دور رکھ، ہمارے دلوں کو نرم کر اور ناحق باتیں کہنے سے ہمیں محفوظ رکھ اور ہم تجھ سے کوئی ایسا سوال نہ کریں جس کا ہمیں علم نہ ہو۔

بخاری نے ابن جریر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کا انتقال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ..... ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا پورا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے، حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ کی صحبت کا شرف ان کو حاصل ہوا ہے انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی بلوغت سے پہلے آپ ﷺ کے انتقال کے وقت دیکھا لیکن آپ ﷺ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، نیز حضرت علی اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابو جحیفہ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، جن میں اسماعیل بن ابی خالد، حکم، سلمہ بن کہیل، شعبی اور ابو اسحاق السبیعی شامل ہیں۔ یہ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنا مکان بنوایا اور اسی سال یعنی ۷۴ھ میں وہاں پر ان کا انتقال ہوا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال ۷۲ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے محافظوں (باڈی گارڈ) میں سے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت ابو جحیفہ ان کے منبر کے پیچھے بغرض حفاظت کھڑے رہتے تھے۔

سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ..... حضرت سلمہ بن الاکوع ابن عمرو بن سنان انصاری ہیں۔ بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا شمار شہسوار اور علماء صحابہ کرام میں ہوتا تھا۔ مدینہ منورہ میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے ۸۰ سال سے زائد عمر پائی اور مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر ..... مالک بن رضی اللہ عنہ عامر اصبحی مدنی کہلاتے ہیں۔ یہ امام مالک بن انس کے دادا ہیں، انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے اور دوسروں سے بھی روایت نقل کی ہے۔ مالک رضی اللہ عنہ عالم و فاضل تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔

ابو عبدالرحمٰن السلمی ..... ابو عبدالرحمٰن کا شمار اہل کوفہ کے مہمان نوازوں میں ہوتا ہے۔ ان کا نام گرامی عبداللہ بن حبیب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک سنایا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت سے بھی قرآن پاک سن چکے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حجاج کی گورنری تک یہ کوفہ کے سب سے بڑے قاری شمار ہوتے تھے ان سے عاصم بن ابی النجود وغیرہ نے قرآن کریم پڑھا کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابو معرض اسدی ..... ان کا نام مغیرہ بن عبداللہ کوفی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کی ولادت ہوئی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں بھی تشریف لائے اور اس کی تعریف کی ان کے اشعار اچھے ہوتے ہیں اور یہ اقیشر لقب کے ساتھ معروف تھے۔ ان کا چہرہ سرخ اور ان کے

بال گئے تھے۔ ان کی وفات کوفہ میں ۷۴ھ میں ہوئی اور انہوں نے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

بشر بن مروان ...... عبدالملک بن مروان کے بھائی بشر بن مروان اموی ہیں۔ یہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے اہل عراق کے گورنر تھے۔ دمشق میں عقبہ طلباب کے قریب ان کا گھر تھا۔ یہ بہت سخی اور مالدار تھے۔ حمیر کے قریب دیر مروان انہی کی طرف منسوب ہے۔ یہ وہی ہے جس نے مرج راھط والے دن خالد بن حصین کلابی کو قتل کروایا تھا۔ یہ اپنے دروازے کبھی بند نہیں کرواتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پردہ میں رہنا عورت کا خاصہ ہے (مرد چھپ کر نہیں بیٹھتے) یہ ہنس مکھ چہرے والے تھے اور شعراء کو ہزاروں کا انعام دیا کرتے تھے ان کی تعریف کرنے والوں میں فرزدق اور اخطل بھی شامل ہیں۔

جہمیہ نے استواء علی العرش پر اخطل شاعر کے اس شعر سے استدلال کیا ہے وہ شعر یہ ہے:

قد استوی بشر علی العراق
من غیر سیف و دم مهراق

یعنی بشر بن مروان نے بغیر تلوار چلائے اور بغیر خون ریزی کے عراق میں قبضہ کر لیا۔

جہمیہ کا یہ استدلال کئی وجوہات سے باطل ہے۔ اخطل شاعر نصرانی تھا۔

بشر کے بازو میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا جو اس کی موت کا سبب بنا۔ پھوڑا نکلا تو اس سے کہا گیا کہ ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود وہ زخم سرایت کر گیا یہاں تک کہ کندھے تک پہنچا اور پھر وہ پیٹ تک پہنچا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو رو کر کہنے لگا کہ کاش آج میں ایک غلام ہوتا اور جنگل میں بکریاں چرایا کرتا اور یہ ذمہ داریاں میرے اوپر نہ ہوتیں۔ اس کا یہ قول ابوحازم یا سعید بن مسیب سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان کو موت کے وقت ہماری پناہ لینے پر مجبور کر دیا نہ کہ ہمیں ان کے پاس پناہ لینے کے لئے جانا پڑا۔ اور حسن کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ اپنی چارپائی پر بے قرار تڑپ رہا تھا اس کے کچھ دیر بعد وہ اس کے نیچے اترا۔ اس کے اردگرد اطباء موجود تھے اور وہ بے بسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔ ۷۴ھ میں بصرہ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ پہلا گورنر تھا جس کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ عبدالملک بن مروان کو جب ان کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ اس پر غمگین ہوا اور اس نے شعراء کو اس کا مرثیہ لکھنے کی ہدایت کی۔ واللہ اعلم۔

سن ۷۵ ہجری

۷۵ ہجری میں محمد بن مروان نے جو عبدالملک بن مروان کا بھائی تھا رومیوں سے جنگ کی مرعش سے نکلنے کے بعد ان لوگوں نے یہ جنگ کی۔

اسی سال عبدالملک نے مدینہ کی گورنری یحییٰ بن حکم بن ابی العاص کے حوالے کر دی اور حجاج کو معزول کر دیا۔ اسی سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق، بصرہ و کوفہ اور اس کے قرب و جوار کے بڑے بڑے علاقوں کا امیر و گورنر بنا دیا اور یہ سب کچھ بشر بن مروان کے انتقال کے بعد ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالملک کے خیال میں اہل عراق کی سرکشی روکنے کے قابل سوائے حجاج بن یوسف کے اور کوئی نہ تھا۔ صرف وہی اپنے رعب و دبدبہ شان و شوکت اور ہیبت و عظمت کی وجہ سے اہل عراق کی سرکشی پر غالب آ سکتا تھا، چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جو مدینہ ہی میں تھا اور عراق کی گورنری سپرد کر دیے جانے کی اطلاع دی۔ عبدالملک کا خط پہنچتے ہی حجاج کے پاس پہنچا وہ مدینہ سے عراق کے لئے بارہ شہسواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور کوفہ والوں کی غفلت کے وقت وہ کوفہ میں داخل ہوا یہ لوگ عمدہ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار تھے۔ چنانچہ اس نے کوفہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، غسل کیا، نقاب لگایا، عمامہ باندھا، تلوار لٹکائی اور اپنے عمدہ و خاص شان سے اپنے سر پر عمامہ باندھ کر گورنر ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ چنانچہ حجاج تو کوفہ کی جامع مسجد میں سیدھا پہنچا اور منبر پر بیٹھ گیا اور کافی دیر تک خاموش رہا۔ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے رہے اور پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھنے لگے اور کنکریاں اٹھائیں تاکہ اس کو ماریں۔ اس سے قبل وہ ایک گورنر کے ساتھ ایسا کر چکے تھے۔ جب حجاج کافی دیر تک خاموش رہا جبکہ لوگ حجاج کی گفتگو سننا چاہتے تھے تو وہ ان سے مخاطب ہوا اور سب سے پہلی بات جو اس نے کی وہ یہ تھی اے اہل عراق، اے اہل شقاق اور اے اہل نفاق و بداخلاق لوگو! مجھے تمہارے بارے میں یہاں آنے سے پہلے

ہی ظلم تھا اور اس کی اہمیت سے بھی واقف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ میرے ذریعے تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دے میرے ہاتھ سے وہ کوڑا جس سے میں تمہیں تادیب کرنا چاہتا تھا وہ گزشتہ کہیں گر گیا ہے اس لئے میں نے اس کی جگہ اس کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی لٹکی ہوئی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تمہارے بڑے کے بدلے میں تمہارے چھوٹے کو پکڑوں گا اور تمہارے غلام کے بدلے تمہارے آزاد کو پکڑوں گا اور پھر تمہیں اس طرح کوٹوں گا جس طرح لوہار لوہے کو کوٹتا ہے جس طرح نان بائی آٹے کو گوندھتا ہے۔ جب لوگوں نے حجاج کے اس انداز گفتگو کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں سے کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں۔

دوسری روایت کے مطابق حجاج رمضان المبارک کے مہینے میں کوفہ میں ظہر کے وقت مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر جا بیٹھا اور وہ سرخ رنگ کی پگڑی پہنے ہوئے تھا جس کے اطراف سے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا پھر کہا کہ اے لوگو میری طرف متوجہ رہو۔ لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو خوارج سمجھا تھا۔ چنانچہ جب سب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے تو پھر اس نے اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا اور یہ شعر پڑھا

انا ابن جلا و طلاع الثنايا　　متى اضع العمامة تعرفونى

میں مشہور آدمی ہوں اور نشیب و فراز سے واقف ماہر و تجربہ کار ہوں
جب اپنا عمامہ اتاروں گا تو تم اچھی طرح مجھے پہچان لو گے

پھر اس نے کہا اللہ کی قسم! میں ہر معاملے کو اس کی اہمیت کے پیش نظر دیکھتا ہوں اور اس کو اچھی طرح حل کرتا ہوں اور ہر پاؤں میں وہی جوتا پہنتا ہوں جو اس کے برابر ہوتا ہے۔ ہر کام کو اس کی مناسبت سے ہمواری سے انجام دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ ایسے سر نظر آ رہے ہیں کہ جن سروں کا اپنی گردنوں سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے بلکہ مجھے تو بعض لوگوں کی پگڑیوں اور داڑھیوں پر بہتا ہوا خون بھی دکھائی دے رہا ہے جو پنڈلیوں تک جا پہنچا ہے۔ پھر اس نے یہ شعر کہے

هذا اوان الشعر فاشتدى زيم
قد لفها الليل بسواق حطم
ليس براعى ابل ولا غنم
ولا بجزار على ظهر وضم
قد لفها الليل بعصلبى
اروع خراج من الدوى
مهاجر ليس باعرابى

اشعار پڑھنے کے بعد کہا، میں نے آج تک کسی کے نخرے برداشت نہیں کئے اور نہ ہی مجھ سے کوئی دشمنی کر سکا۔ میں نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں اور بڑے تجربے حاصل کئے ہیں۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے تمام تیر آزمائے ہیں اب قرعہ میرے نام نکلا ہے اور یہ کام میرے ذمے لگایا ہے اور عبدالملک بن مروان نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہو اور گمراہی کے راستے پر چل پڑے ہو اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہو لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں لکڑی کی طرح چھیل دوں گا اور میں جب کسی کو دھمکی دیتا ہوں تو اس کو پورا کرتا ہوں اور کسی سے وعدہ کرتا ہوں تو اس کو نبھاتا ہوں اس لئے تم اپنے آپ کو مختلف قسم کی باتوں اور اعتراضات سے دور رکھو اور تفرقہ بازی سے دور رہو اور سیدھے راستے پر چلتے رہو اور راہ حق سے منحرف مت ہو ورنہ ہر ایک کو ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ وہ اپنی مصیبت کا عادی ہو کر رہ جائے گا اور دوسرے کا اس کو ہوش ہی نہیں رہے گا۔

اس فصیح و بلیغ تقریر کے بعد اس نے کہا میں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد اگر میں نے مہلب کے ان آدمیوں کو دیکھا جو بشر بن مروان کی موت کی خبر سن کر واپس لوٹے تھے تو میں ان کا خون بہانے اور انہیں لوٹنے میں ہرگز دریغ نہیں کروں گا اس کے بعد بغیر کچھ کہے وہ منبر سے اتر آیا اور سیدھا گورنر ہاؤس میں داخل ہوا۔

اس واقعہ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف جب منبر پر چڑھا اور لوگ نیچے جمع ہو گئے تو یہ کافی دیر تک خاموش رہا یہاں تک کہ محمد بن عمیر نے اپنی مٹھی کنکریوں سے بھرلی اور حجاج بن یوسف پر کنکریاں پھینکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے، کتنا عیار اور کتنا برا شخص ہے! جب حجاج بن یوسف اپنی تقریر ختم کر کے اٹھا تو اس کے ہاتھ سے بلا اختیار کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں اور اس کو اس کا پتہ تک نہیں چلا اس لئے کہ وہ حجاج کی فصیح و بلیغ تقریر میں گم ہو چکا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے جب اپنی اس تقریر میں یہ کہا کہ چہرے مسخ کر دیئے جائیں۔ اللہ نے مثال بیان کی۔

> ترجمہ:..... "اللہ نے ایک ایسی مثال بتلائی کہ ایک بستی چین و امن سے تھی اس کو فراغت کی ہر جگہ سے روزی چلی آتی تھی پھر اللہ کے احسانات کی ناشکری کی پھر اس کو اللہ نے مزہ چکھایا کہ ان کے جسم کے کپڑے بھوک اور ڈر ہو گئے بدلہ اس کے جو وہ کرتے تھے۔"

اے لوگو! تم سیدھے راستے پر آ جاؤ ورنہ اللہ کی قسم میں تمہیں بہت ذلیل کروں گا اور تم پر اتنی سختی کروں گا یہاں تک کہ تم فرمانبردار بن جاؤ گے۔ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ انصاف ہو گا۔ تم لوگ عوام کو بھڑکانے کے لئے ادھر ادھر کی باتیں اور "یہ ہو گیا وہ ہو گیا، مجھے فلاں فلاں نے فلاں خبر دی ہے"۔ حالانکہ درحقیقت ہوتا کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسے غلط پروپیگنڈے سے دور رہو۔ بصورت دیگر کان کھول کر سن لو اس تلوار سے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا جو عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ اور یہ کام اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک تم لوگ بالکل تیر کی طرح سیدھے نہیں ہو جاتے۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑی طویل فصیح و بلیغ تقریر کی جو بڑی سخت قسم کی وعیدوں اور دھمکیوں پر مشتمل تھی جس میں کسی بھلائی کا وعدہ نہیں تھا۔

تیسرے دن بازار میں حجاج بن یوسف کے کانوں میں تکبیر کی آواز آئی وہ نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے اہل عراق، اے اہل اختلاف، اے اہل نفاق، اے بد اخلاق لوگو! میں نے آج بازار میں ایک تکبیر سنی ہے جو ایسی تکبیر نہیں ہے کہ جس میں ترغیب ہو بلکہ وہ ایسی تکبیر ہے کہ جس میں ترہیب و تخویف ہے۔ اے بدکار عورتوں کی اولاد، اے لاتوں کے بھوت، اے باندیوں اور قیسیوں کی اولاد آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے کوئی آپے سے باہر نہ ہو جائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ اللہ کی قسم تم لوگ ایسے حالات سے دوچار ہونے والے ہو جو پہلوں کے لئے درس عبرت ہو گا اور بعد والوں کے لئے تنبیہ و تادیب ہوگی۔

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی کھڑا ہوا اور حجاج سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کو نیکی کی توفیق دے، ہم خود اس لشکر میں شامل تھے جب کہ میں بیمار اور بوڑھا ہوں اور یہ میرا بیٹا مجھ سے جوان ہے۔ حجاج نے پوچھا تم کون ہو تو اس نے جواب دیا کہ عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی۔ حجاج نے کہا کہ تم نے کل کی میری تقریر سنی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ حجاج نے کہا کیا تم وہی شخص نہیں ہو جس نے عثمان بن عفان سے لڑائی کی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ حجاج نے کہا تمہیں کس بات نے اس پر ابھارا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ عثمان بن عفان نے میرے بوڑھے باپ کو قید کیا تھا۔ حجاج نے کہا کیا وہ وہی نہیں ہے جس نے یہ کہا تھا:

هممت ولم افعل و کدت ولیتنی   فعلت و ولیت البکاء حلائلا

> "میں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے قریب بھی ہو گیا تھا۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ کاش! میں ایسا کر گزرتا اور عورتوں کو روتا چھوڑ دیتا۔"

پھر حجاج نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تیرے بیٹوں کے حق میں تمہارا قتل بہتر ہے پھر کہا کہ اے میرے محافظ! کھڑا ہو اور اس کی گردن مار دو۔ پس ایک محافظ کھڑا ہوا اور اس کی گردن مار دی اور اس کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔

اس کے بعد حجاج نے لوگوں میں اعلان کروا دیا کہ سنو عمیر بن ضابی تمیمی نے تقریر سننے کے بعد تین دن تاخیر کی تھی اس لئے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا پھر لوگ نکلے اور پل پر ہجوم کا یہ عالم تھا کہ چار ہزار مذحج فوجیوں نے ایک گھنٹے میں پل عبور کیا اور ان کے ساتھ عرفاء بھی نکلے یہاں تک کہ مہلب کے پاس پہنچے اور اس سے اپنے پہنچنے کا پروانہ بھی لے لیا۔ پھر مہلب نے کہا اللہ کی قسم اب عراق میں ایک بہادر شخص آیا ہے۔ آج تمام دشمن ختم ہو گئے۔

www.ahlehaq.org

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ عمیر بن ضابی تمیمی کو حجاج بن یوسف پہچانتا نہیں تھا۔ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے کہا کہ اے امیر یہی وہ شخص ہے جو حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد ان کے قریب آیا اور ان کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس پر حجاج نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

پھر حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنا نائب بنا کر اپنی طرف سے بصرہ بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ کے ساتھ سختی کا معاملہ رکھے۔ حجاج نے شریح کو کوفہ کے منصب قضاء پر برقرار رکھا۔ پھر حجاج بصرہ کی طرف چل دیا اور کوفہ میں اپنا قائم مقام ابو یعفور کو مقرر کیا اور زرارہ بن اوفی کو بصرہ کا قاضی بنایا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

عبدالملک بن مروان نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا اور اپنے چچا یحییٰ کو مدینہ کا گورنر برقرار رکھا اور خراسان کا گورنر امیہ بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اسی سال بصرہ میں لوگ حجاج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عمیر بن ضابی کے قتل کے بعد حجاج نے بصرہ میں بھی قیام کیا تھا اور اس دوران ان کو بھی اہل کوفہ کی طرح ڈرایا دھمکایا تھا پھر بنی یشکر کا ایک آدمی لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ نافرمان ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں فتق کا مریض ہوں اس لئے مجھے اللہ نے معذور کر دیا ہے اور بشر بن مروان نے بھی معذور قرار دے کر چھوڑ دیا تھا اور میرا یہ نذرانہ بیت المال کے لئے ہے لیکن حجاج نے اس کا یہ نذرانہ بھی رد کر دیا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا اس واقعے سے اہل بصرہ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے اور وہ بصرہ سے نکل کر رامہرمز کے پل کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ بن جارود ان کا سردار تھا۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں حجاج ان کی سرکوبی کے لئے لشکر کے سرداروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ باہم گھمسان کی جنگ ہوئی اور ان کا سردار عبداللہ بن جارود مارا گیا حجاج نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عبداللہ بن جارود اور ان کے دوسرے سرداروں کے سر رامہرمز کے پل کے ساتھ لٹکا دیے جائیں۔ حجاج نے اس کے بعد ان سروں کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اس صورت حال سے اس کو بہت تقویت حاصل ہوئی اور خوارج کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

حجاج بن یوسف نے مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو بھیجا اور ان کو خوارج کے خلاف مقابلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ دونوں دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر خوارج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو رامہرمز کے تمام ٹھکانوں سے ہلکی پھلکی جنگ سے جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ خوارج ولایت سابور کے علاقے کازرون کی طرف بھاگ نکلے اور دوسرے لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے دونوں جماعتوں کی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جنگ ہوئی۔ جب رات خوب تاریک ہو گئی تو خوارج نے موقع پا کر مہلب پر شب خون مارا لیکن مہلب نے خندق کھدوا کر اپنے آپ کو اور اپنے لشکر کو محفوظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد خوارج عبدالرحمٰن بن مخنف کے پاس آئے ان کو انہوں نے غیر محفوظ پایا جب کہ مہلب نے اس کو بھی خندق کھدوا کر اپنے لشکر کو محفوظ کر لینے کا حکم دیا تھا لیکن اس نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا تھا۔ چنانچہ رات ہی کو گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ خوارج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو بری طرح شکست دی۔

کہا جاتا ہے کہ خوارج اور عبدالرحمٰن بن مخنف کی یہ جنگ بروز بدھ رمضان کے پہلے عشرے میں ہوئی تھی اور یہ ایسی تاریخی جنگ تھی کہ خوارج نے اس سے پہلے ایسی شدید جنگ نہیں لڑی تھی۔

خوارج نے مہلب بن ابی صفرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو اپنے ٹھکانے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے یکے بعد دیگرے گھوڑوں اور سپاہیوں کی امداد بھیجی۔ خوارج عبدالرحمٰن بن مخنف کے پاس عصر کے وقت پہنچے اور رات تک جنگ جاری رہی اور رات ہی میں عبدالرحمٰن بن مخنف کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے سپاہیوں کو بھی کثیر تعداد میں قتل کر دیا جو اس کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔

صبح ہوئی تو مہلب نے آ کر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حجاج بن یوسف کو اس کی ہلاکت کی اطلاع کر دی۔ حجاج نے عبدالملک بن مروان کو تعزیتی خط لکھا۔ عبدالملک نے لوگوں کو منیٰ کے مقام پر عبدالرحمٰن کی موت کی خبر دی۔ حجاج نے عتاب بن ورقاء کو اس کی جگہ امیر بنایا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے تابع رہے۔ یہ حکم عتاب بن ورقاء کو اگرچہ ناگوار گزرا لیکن حجاج کے حکم کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا اور حجاج کی خلاف ورزی کرنا اس نے ناپسند سمجھا پس وہ مہلب کے پاس چلا گیا۔ عتاب بادل ناخواستہ ظاہر میں مہلب کی اطاعت کرتا تھا اور اکثر خلاف ورزی کر جاتا تھا۔ پھر باہم گفت و شنید ہوئی اور مہلب نے عتاب پر سرزنش کرنا چاہی لیکن بعض لوگ درمیان میں رکاوٹ بن گئے۔

اس پر عتاب نے حجاج کو مہلب سے متعلق شکایت کا خط لکھا۔ حجاج نے عتاب کو خط لکھا کہ وہ مہلب کی ماتحتی میں کام نہ کرے اور حجاج کے پاس چلا

www.ahlehaq.org

جائے۔ اس کے بعد اس کے بعد مہلب نے اپنے بیٹے حبیب بن مہلب کو امیر مقرر کیا۔

۷۵ھ میں داؤد بن نعمان مازنی بصرہ کے گرد و نواح میں بغاوت کر دی۔ حجاج نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک امیر کو سریہ کے ساتھ روانہ کیا انہوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔

صالح بن مسرح کی تبلیغ ...... ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی سال صالح بن مسرح جو بنی امرء القیس کا آدمی تھا اس نے کچھ ہل چل شروع کر دی۔ یہ شخص صفریہ (خوارج کا ایک گروہ) کی رائے کو ترجیح دیتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ صالح بن مسرح پہلا وہ شخص ہے جو صفریہ سے نکل کر خارجی رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا تھا اور اس کے ساتھ شبیب بن یزید خارجی، بطین اور دوسرے بڑے سرکش خوارج تھے۔ اتفاق سے اسی سال عبدالملک بن مروان نے بھی حج کیا اور شبیب بن یزید خارجی اس دوران اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا حج سے واپس لوٹنے کے بعد عبدالملک بن مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے حجاج کو لکھا کہ اسے ڈھونڈ نکالا جائے۔ صالح بن مسرح کا کثرت سے کوفہ میں آنا جانا تھا اور وہاں ٹھہرا بھی کرتا تھا اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ جو اس کی بہت گرویدہ اور معتقد تھی جس کا تعلق اہل دارا اور موصل سے تھا صالح بن موصل ان کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو قصص القرآن سنایا کرتا تھا اور بہت عابد و زاہد تھا جب بھی قصہ بیان کرتا تو اللہ کی تعریف و ثنا، اور رسول اللہ ﷺ پر درود سے ابتداء کرتا تھا۔ اس کے بعد حاضرین کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت اور اسی کی تیاری کی ترغیب دیا کرتا تھا اور لوگوں کو موت کی تیاری کے لئے ترغیب دیتا تھا۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف بیان کرتا تھا اور ان کا ذکر خیر بھی نہایت ادب و احترام سے کیا کرتا تھا لیکن اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو برا بھلا کہتا تھا اور ناشائستہ کلمات ان کی شان میں کہتا تھا۔ جس طرح دوسرے خوارج حضرت عثمان کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور ان کو شہید کر دیا تھا۔

صالح بن مسرح لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب کے علاوہ ان کو دوسرے خارجیوں کے ساتھ مل کر خارجی بننے پر بھی تیار کرتا تھا اور جو لوگ ان کے مشن کے مخالف تھے ان کے قتل پر اپنے متبعین کو ابھارتا تھا۔ صالح بن مسرح دنیا کی پر زور مذمت کیا کرتا تھا اور دنیوی معاملات کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتا تھا اس لئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی باتوں کو توجہ سے سنتی تھی۔

شبیب بن یزید خارجی نے صالح بن مسرح کو خارجی بننے میں دیر کرنے والا پا کر اس کو خط لکھا اور خروج پر اس کو برانگیختہ کیا اور خروج پر زور دیا۔ پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ خود صالح کے پاس آیا جو اس وقت دارا میں تھا چنانچہ باہم وعدہ وعید کر کے ۷۶ھ کے ماہ صفر میں خروج کے لئے تیار کر لیا۔ اس مہم کے پیش نظر شبیب بن یزید اس کا بھائی مصاد محلل اور فضل بن عامر اور دوسرے بڑے بڑے سرکش صالح کے پاس آئے۔ جو اب تک دارا میں تھا۔ ان لوگوں کی تعداد ایک سو اسی تھی۔ پھر ان لوگوں نے باہم مل کر محمد بن مروان کے گھوڑوں پر حملہ کیا اور ان کو پکڑ کر لے گئے۔ اس کی مزید تفصیل بعد میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۷۵ھ میں وفات پانے والے

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ...... ابو مسہر اور ابو عبید کے بقول ۷۵ھ میں جو لوگ انتقال کر گئے ان میں عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کنیت ابو نجیح تھی جو حمص کے رہنے والے تھے بڑے جلیل القدر صحابی تھے یہ اور عمرو بن عبسہ دونوں قدیم الاسلام تھے اور ان کا شمار اہل صفہ میں ہوتا تھا۔ عرباض بن ساریہ کا شمار ان رونے والوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق سورۂ برأت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم ...... الخ

ان کی تعداد سات تھی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس کو سن کر دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عرباض بن ساریہ اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پہلی صف والوں کو تین بار، اور دوسری صف والوں کو ایک بار مرحبا کہتے تھے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ شخص تھے اور اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس بلا لیں اور وہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں پس تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔

عرباض بن ساریہ نے ان کے علاوہ متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ ...... ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ بیعت رضوان میں شریک رہے اور غزوہ حنین میں بھی جہاد میں شریک رہے۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جو شروع میں ہی شام چلے گئے تھے اور دمشق کے مغربی سمت قبلہ کی طرف رہتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دمشق کے مشرقی گاؤں بلاط میں مقیم رہے واللہ اعلم۔

ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ان سب اقوال میں مشہور قول کے مطابق ان کا نام جرثوم بن ناشر ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے۔ ان میں سعید بن مسیب، مکحول شامی، ابوادریس خولانی اور ابوقلابہ جرمی شامل ہیں۔ یہ ان حضرات میں شامل ہیں جو کعب احبار کی مجلس میں شریک رہتے تھے۔ یہ ہر رات کو باہر نکلتے اور نہایت غور و فکر سے آسمان کی طرف دیکھتے اور پھر واپس گھر لوٹ آتے تھے اور اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کرتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ بیشک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی تکلیف دہ موت نہیں دے گا جیسے میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ تکلیف کی حالت میں مرتے ہو۔ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان کی صاحبزادی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر جاگ گئی اور گھبرا کر اپنی والدہ کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ کہاں ہیں؟ ماں نے کہا وہ تو اپنے مصلے پر ہیں۔ بچی نے والد کو آواز دی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا پس وہ باپ کے قریب آئی اور ان کو حرکت دی تو وہ پہلو کے بل گر گئے۔ ان کی روح خالق حقیقی کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوعبیدہ، محمد بن سعد اور خلیفہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ دوسرے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہ کی امارت کے اولین دور میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

اسود بن یزید ...... اسود بن یزید حضرت عبداللہ ابن مسعود کی صحبت یافتہ ہیں۔ ان کا نام نامی اسود بن یزید نخعی ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ کثرت صیام کی وجہ سے ان کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی ۸۰ حج اور عمرے کئے تھے کوفہ ہی سے احرام باندھتے تھے۔ ان کا انتقال اسی سال ہوا۔ ان سے جب اس گھبراہٹ اور رونے کی وجہ کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کیا ہوا ہے مجھے کہ میں نہ گھبراؤں اور اس کا مجھ سے زیادہ کون حقدار ہے؟ اللہ کی قسم مجھے اپنی مغفرت کی خبر بھی دی جائے تو میں اللہ سے خوف محسوس کروں گا اپنے گناہ پر حیا محسوس کرتے ہوئے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے سامنے کوئی چھوٹی سی غلطی بھی کرتا ہے تو وہ اس سے ہمیشہ شرمسار رہتا ہے اگر دوسرا شخص اسے معاف بھی کر دے۔ آپ بکثرت روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا رنگ سبز اور پیلا پڑ جاتا۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو رونے لگے۔

حمران بن ابان ...... حمران بن ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عین التمر کے قیدیوں میں سے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید لیا تھا۔ یہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کروایا کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۷۵ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

۷۶ ہجری

ماہ صفر ۷۶ھ کے اوائل میں بدھ کی رات کو صفریہ کے امیر صالح بن مسرح اور شبیب بن یزید کے درمیان خصوصی نشست ہوئی اس میں صفریہ کے امیر صالح بن مسرح نے لوگوں کو تقویٰ اپنانے کی ترغیب دی اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ اس وقت تک کسی کو قتل نہ کیا جائے جب تک کہ اس کو اپنی جماعت میں داخل ہونے کی دعوت نہ دی جائے پھر وہ محمد بن مروان کے مویشیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو جزیرہ کا گورنر تھا۔ انہوں

www.ahlehaq.org

نے ان جانوروں کو پکڑا اور لے گئے اور دارا کی سرزمین میں تیرہ دن پڑاؤ ڈالا اور دارا کے قصبین اور بنجار کے لوگوں کو اپنے قابو میں لے لیا۔ ان حالات کو دیکھ کر محمد بن مروان جو جزیرہ کا گورنر تھا اس نے پانچ سو شہسواروں کو عدی بن عدی بن عمیرہ کی ماتحتی میں روانہ کیا پھر مزید پانچ سو سواروں کو امداد کے لئے بھیجا یعنی کل ایک ہزار کا لشکر حران مقام سے خوارج کے مقابلے کے لئے چل دیئے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ لوگ اپنی موت کو سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ خارجیوں کی طاقت ان کی قوت اور ان کی دلیری سے واقف تھے جب خارجیوں سے ان کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ان کو بڑی عبرتناک اور شرمناک شکست سے دوچار کیا اور خوب لوٹ مار کیا۔ جب اس صورت حال کا علم محمد بن مروان کو ہوا تو وہ بڑا غصہ ہوا اس نے پندرہ سو سوار روانہ کئے اور ان کا امیر حارث بن جعونہ کو بنایا پندرہ سو سوار خالد بن جزء کی سرکردگی میں روانہ کیا اور ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو کوئی بھی پہلے پہنچے گا وہ دونوں لوگوں کا امیر ہوگا۔

چنانچہ یہ دونوں امیر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ خوارج کی طرف آگے بڑھے جب کہ خوارج کی تعداد صرف ایک سو دس تھی جب یہ لوگ مقام آمد پہنچے تو صالح بن مسرح کچھ افراد کے ساتھ خالد بن جزء کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور باقی ماندہ افراد کو شبیب کی سرکردگی میں حارث بن جعونہ کی طرف روانہ کیا اس کے بعد رات تک دونوں جماعتوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی جب رات ہوئی تو فریقین میں سے ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا کہ خوارج کے ستر آدمی مارے گئے اور محمد بن مروان کے تیس آدمی مارے گئے اور رات ہی میں خوارج بھاگ کھڑے ہوئے اور جزیرہ سے نکل گئے اور موصل میں داخل ہو گئے اور چلتے گئے یہاں تک کہ دسکرہ مقام سے بھی آگے نکل گئے۔

ان حالات کے پیش نظر حجاج نے تین ہزار کا لشکر حارث بن عمیرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لشکر ان کی طرف روانہ ہوا اور موصل کے مقام پر ان کو جا پکڑا۔ اس وقت صالح بن مسرح کے پاس صرف نوے آدمی تھے۔ ان کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ صالح نے اپنے آدمیوں کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک دستے کی کمان خود صالح نے سنبھال لی۔ دوسرا دستہ شبیب کے حوالے کیا اور اس کو اپنے دائیں جانب رکھا تیسرے دستے کو سوید بن سلیمان کے حوالے کیا اور اس کو اپنے بائیں جانب متعین کیا۔

حارث بن عمیرہ نے خوارج پر حملے کا آغاز کیا اور ابو الرواح شاکری اس کے دائیں جانب سے آگے بڑھے اور زبیر بن اروح تمیمی اس کے بائیں طرف سے آگے بڑھا لیکن خوارج نے اپنی قلت کے باوجود بڑے صبر سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر سوید بن سلیمان آگے بڑھا اور اس کے بعد خوارج کے امیر صالح بن مسرح کو ہلاک کر دیا گیا۔ دریں اثناء شبیب اپنے گھوڑے سے گرنے لگا تو بقیہ خوارج نے اس کو اٹھا لیا اور اس کو قلعہ کے اندر لے گئے۔ اب بھی ستر خوارج باقی تھے۔ حارث بن عمیرہ نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کو جلا دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور دروازہ کے جلنے کا انتظار کرتے رہے تاکہ خوارج کو زبردستی وہاں سے نکالا جائے لیکن جب وہ باہر نہ نکلے تو یہ لوگ بے فکر ہو کر سو گئے جب رات ہو گئی تو خوارج نے نہایت سخت تکالیف برداشت کر کے دوبارہ حارث بن عمیرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے اور بقیہ لوگ بھاگ کر مدائن چلے گئے۔ شبیب اور اس کے ساتھیوں نے یہ موقع غنیمت جان کر حارث بن عمیرہ کے ساز و سامان کو لوٹ لیا۔ حارث بن عمیرہ کا پہلا وہ لشکر تھا جس کو شبیب نے شکست سے دوچار کیا۔ اس سال کے جمادی الثانیہ کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ دن باقی تھے جب خوارج کا لیڈر صالح بن مسرح قتل کیا گیا۔

شبیب کوفہ میں اسی سال داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس کا واقعہ بڑا تفصیلی ہے جو خارجیوں کے سردار صالح بن مسرح کے قتل کے بعد رونما ہوا۔ تمام خارجیوں کا شبیب پر اتفاق ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان سے جنگ کرنے کے لئے حجاج نے ایک اور لشکر روانہ کیا تھا جس نے شبیب اور اس کے لشکر کے ساتھ جنگ شروع کی اور ان کو شکست دی اس کے بعد خوارج نے انہیں شکست دی اس کے بعد وہ مدائن چلا گیا لیکن وہاں سے کچھ حصول نہیں کیا۔ پھر شبیب آگے بڑھا اور کلوذا کے مقام پر حجاج کے مویشی اپنے قبضہ میں لے لئے اس وقت اس کا ارادہ اہل مدائن پر حملہ کرنے کا تھا لیکن سرکاری فوجی وہاں موجود تھے ان کو جب اس کا علم ہوا تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ نکلے۔ جب حجاج کو اس کا پتہ چلا تو اس نے شبیب کے مقابلہ کے لئے چار ہزار کا لشکر روانہ کیا یہ لشکر مدائن پر گزرا اور شبیب کی تلاش میں نکلے اور شبیب اپنے لشکر سے تھوڑا آگے آگے جا رہا تھا جس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان سے خوفزدہ ہے مگر وہ اچانک پیچھے پلٹا اور مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا اور ان کا شیرازہ بکھیر دیا یہاں

www.ahlehaq.org

وغیرہ جیسے بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔

شبیب کی اس طرح کی کامیابیوں سے عبدالملک بن مروان اور حجاج اور دوسرے امراء میں بے چینی پھیل گئی اور عبدالملک بن مروان اس سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے اور اس نے شام والوں سے ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا جس نے اگلے سال میں ان سے مقابلہ کیا شبیب کے ساتھ تھوڑے سے سپاہی تھے لیکن اس کا رعب اور دبدبہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔ اس کی وجہ سے لوگ بڑے پریشان تھے۔ اس بارے میں بہت سے واقعات ہیں۔ شبیب کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ یہ سال ختم ہو گیا۔

ابن جریر کا کہنا ہے کہ اسی سال پہلی مرتبہ عبدالملک بن مروان نے درہم و دینار کو منقوش کرایا اور کتاب الاحکام السلطانیہ میں ماوردی نے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے سکوں پر عربی میں کس نے لکھا، سعید بن مسیب کا قول ہے کہ عبدالملک بن مروان ہی پہلا شخص تھا جس نے منقوش دراہم جاری کئے۔ اس سے پہلے رومی اور کسروی کے دنانیر و دراہم مروج تھے۔ ابو الزناد کا کہنا ہے کہ ۷۴ھ میں پہلا منقوش سکہ جاری ہوا۔ مدائنی کا قول ہے کہ ۷۵ھ میں رائج ہوا اور ۷۶ھ میں یہ سکے تمام جگہوں میں رائج ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان سکوں کی ایک طرف اللہ احد لکھا ہوا تھا اور دوسری طرف اللہ الصمد لکھا ہوا تھا۔ یحییٰ بن نعمان غفاری نے اپنے والد کے حوالے سے لکھا ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے درہم کو کندہ کروایا وہ مصعب بن زبیر تھے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے حکم سے اس کام پر مامور ہوئے تھے انہوں نے سنہ (۷۰ھ) میں اکاسرہ کے طریقہ پر دراہم پر لکھوایا تھا جن کے ایک طرف الملک اور دوسری طرف للہ کا لفظ لکھا ہوا تھا جس کو بعد میں تبدیل کر کے حجاج نے ایک طرف اپنا نام لکھوایا تھا اس کے بعد یوسف بن ابی عمر نے یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں دراہم کے نقش صاف کرا دیئے تھے جن کو بعد میں ہشام کے زمانہ حکومت میں خالد بن عبداللہ قسری نے عمدہ انداز میں صاف ستھرا بنایا تھا پھر یوسف بن عمر نے ان سب سے اچھے انداز میں اس کام کو انجام دیا تھا۔ اس لئے منصور نہیں قبول کرتا تھا مگر ہبیریہ، خالدیہ اور یوسفیہ دراہم۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ عوام میں مختلف قسم کے نقود رائج تھے ان میں سے ایک بغلیہ درہم تھا جو آٹھ دانق کا ہوتا تھا، دوسرا طبریہ درہم تھا جو چار دانق کا ہوتا تھا اور تیسرا یمنی درہم جو ایک دانق کا ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بغلی اور طبری درہم میں تحقیق اس طرح کی ان دونوں کے مجموعہ کا نصف لے کر ایک درہم شرعی بنا دیا جو ساڑھے پانچ مثقال کا ہوتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثقال کا وزن نہ تو کبھی زمانہ جاہلیت میں تبدیل ہوا اور نہ زمانہ اسلام میں تبدیل ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کی ولادت ہوئی جو مروان الحمار کہلاتا تھا بنو امیہ کا یہ شام میں آخری خلیفہ تھا۔ اسی سال عبدالملک بن مروان مدینہ کا گورنر رہا اسی سے خلافت بنو عباس میں منتقل ہوئی۔ اسی سال ابان بن عثمان ابن عفان نے لوگوں کو حج بیت اللہ کرایا اسی سال حجاج عراق کا امیر رہا اور امیہ بن عبداللہ خراسان کا حکمران رہا۔ واللہ اعلم۔

۷۶ھ میں وفات پانے والے

ابو عثمان النہدی ...... اسی سال ابو عثمان نہدی قضاعی کا انتقال ہوا جن کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں اسلام لے آئے تھے اور جلولاء، قادسیہ، تستر، نہاوند اور آذربائیجان میں شریک جہاد رہے۔ بہت عابد و زاہد عالم تھے۔ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ان کا انتقال کوفہ میں ایک سو تیس سال کی عمر میں ہوا۔

صلۃ بن اشیم العدوی ...... صلۃ بن اشیم العدوی کا شمار بصرہ کے کبار تابعین میں سے ہوتا تھا۔ بڑے صاحب فضل، متقی اور زاہد بزرگ تھے، ابو الصہباء کنیت سے پکارے جاتے تھے۔ نمازیں اتنی کثرت سے پڑھا کرتے تھے کہ اپنے بستر کی طرف چل کر آنا مشکل ہوتا تھا بلکہ سرین کے بل گھسٹ کر آتے تھے۔ بہت زیادہ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ ان کی مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب بھی ان کا گزر ایسے نوجوانوں سے ہوتا جو کھیل کود میں مصروف ہوتے تھے تو ان سے کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسی قوم بتاؤ جو سفر کا ارادہ کرتی ہو لیکن ان کے دن کھیل کود میں، راتیں سونے میں گزرتی ہوں تو وہ سفر کیسے اور کب طے کرے گی۔

ایک دن جب اس طرح کھیل کود کرنے والوں سے اس طرح خطاب کیا تو ان میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا، اللہ کی قسم! یہ ہماری تو مہلت مراد لے رہے ہیں جو دن بھر کھیل کود میں مصروف رہتی ہے اور راتیں نیند میں گزار دیتی ہے۔ اس کے بعد یہ جوان اس بزرگ کا ایسا تابع رہا کہ موت تک تمام اوقات اللہ کی عبادت میں گزار دیے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان کا ان کے قریب سے گزر ہوا جو اپنی شلوار گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے اس کو برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا تو اس بزرگ نے کہا اس کو چھوڑ دو تم سب کی طرف سے میں اس کو کہہ دوں گا۔ اس کے بعد اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اور اس سے کہا اے میرے بھتیجے مجھے تم سے ایک کام ہے۔ اس نے کہا کیا کام ہے؟ بزرگ نے کہا اپنی شلوار کو اوپر کر لو۔ نوجوان نے کہا بہت اچھا اور پھر اپنی شلوار کو اوپر اٹھا لیا اس کے بعد بھی بزرگ ان لوگوں سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اگر تم اس کو برا بھلا کہتے تو وہ تمہیں برا بھلا کہتا اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

صلہ بن اشیم عدوی کی اس طرح کی ایک حکایت ہے جس کو جعفر بن زید نے بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک جنگ کے لیے روانہ ہوئے ہمارے ساتھ صلہ بن اشیم بھی تھے لوگوں نے رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ ڈالا۔ میں نے کہا آج رات میں چھپ کر صلہ بن اشیم کے اعمال کی نگرانی کروں گا وہ کیا کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ صلہ بن اشیم رات کے وقت گھنے درختوں کی طرف چل دیے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا ایک جگہ پہنچ کر میں نے دیکھا کہ یہ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اتنے میں ادھر سے ایک شیر نکل آیا اور ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا میں ڈر کے مارے ایک درخت پر چڑھ گیا اور میں نے دل ہی دل میں کہا کہ ابھی ان پر حملہ کرے گا انہوں نے اطمینان سے سجدہ کیا اور بیٹھ کر پھر سلام پھیر کر اس شیر سے کہا کہ اگر تجھے کسی کام کا حکم ملا ہے تو اسے پورا کر ورنہ اپنا رزق کہیں دوسری جگہ تلاش کر۔ شیر نے یہ سن کر منہ موڑ لیا اور اتنے زور سے دھاڑا کہ آس پاس کے پہاڑ لرز گئے۔

صبح کے وقت وہ بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اس سے قبل میں نے کسی کی زبان سے اس طرح کی حمد و ثنا نہیں سنی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے نجات طلب کرتا ہوں اے میرے اللہ کیا مجھ جیسا کوئی شخص جنت طلب کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں لشکریوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ ان کی صبح اس طرح ہوئی جیسا کہ انہوں نے ساری رات اللہ کی حفاظت میں گزاری ہو اور میری تمام رات کانٹوں پر بسر ہوئی اور میں نے اپنی اور اس بزرگ کی زندگی میں بہت بڑا فرق محسوس کیا۔

ان کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ان کا خچر سامان کے ساتھ گم ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا خچر سامان کے ساتھ واپس لوٹا دے اتنے میں دیکھا کہ خچر مع سامان کے سامنے آ موجود ہوا۔

خود صلہ بن اشیم کا بیان ہے کہ جب جنگ میں ہمارا سامنا دشمن سے ہوا تو ہم نے اور ہشام بن عامر نے تلواروں اور نیزوں سے دشمن کا خوب مقابلہ کیا دشمنوں نے بھاگتے ہوئے کہا عرب کے صرف دو آدمیوں کا یہ حال ہے تو سارے عرب اگر ہم سے جنگ کریں تو کیا حال ہوگا اس لیے مسلمانوں کی اطاعت پوری کرو یعنی ان کا حکم مان لو۔

صلہ نے کہا ایک مرتبہ ایک جنگ میں مجھے بہت شدید بھوک لگی اپنے پروردگار سے دعا اور کھانا مانگ ہی رہا تھا کہ اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک سفید رومال میں تر و تازہ کھجوریں تھیں میں نے ان میں سے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔

اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں تھا کہ شام ہو گئی کہیں جگہ نہیں ملی تو ایک راہب کی خانقاہ میں چلا گیا میں نے اپنا حال ان کو سنایا تو مجھے پیٹ بھر کر کھجوریں کھلائیں ایک عرصہ بعد میرا گزر اسی راہب کے پاس سے ہوا تو وہاں دیکھا کہ وہاں اسی قسم کی کھجور کے درخت ہیں تو میں نے راہب سے کہا یہ تو وہی کھجوریں ہیں جو آپ نے مجھے کھلائی تھیں۔

اسی طرح ایک واقعہ صلہ بن اشیم کو ان کے بھتیجے نے ایک خوبصورت معاذہ عدویہ بنت عبداللہ سے بیاہ دیا، بھتیجے نے شب زفاف سے پہلے اس کو غسل کروایا پھر ان کو معطر کر کے حجرہ عروسی میں داخل کیا تو صلہ بن اشیم نے اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے ساری رات عبادت میں گزار دی ان کے ساتھ معاذہ بھی عبادت میں مشغول رہیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جب بھتیجے کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اے میرے چچا جان آپ نے اپنے بھتیجے

نے ایک جیب پیش کیا تھا آپ پوری رات نماز پڑھتے رہے اور اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا تو پکانے جواب دیا کہ تم نے مجھے جس مکان میں دن کے شروع میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے تم نے مجھے آگ یاد دلائی تھی اور تم نے مجھے جس مکان میں دن کے آخری حصہ میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے جنت یاد دلائی تھی۔ میں مسلسل ان کی فکر میں رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ وہ گھر جس سے آگ کی یاد دلائی تھی اس سے مراد حمام ہے اور وہ گھر جس سے جنت یاد دلائی تھی اس سے مراد حجلہ عروسی ہے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نے صلۃ بن اشیم سے دعا کی درخواست کی تو صلۃ بن اشیم نے کہا کہ اے اللہ اس کو ایسی چیزوں کی طرف راغب کر دے جن کو بقا اور دوام حاصل ہے اور ایسی چیزوں سے دور رکھ جو زائل ہونے والی ہیں اور اس کو ایمان و یقین کی دولت سے نواز دے۔

ایک دفعہ ایک جنگ میں اپنے بیٹے کے ساتھ شریک تھا اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے آگے بڑھ اور دلیری کے ساتھ جنگ میں حصہ لے تاکہ میں تجھے قربان کرنے کا ثواب بھی حاصل کر سکوں۔ یہ اٹھا اور لڑائی شروع کی یہاں تک کہ مارا گیا پھر یہ خود آگے بڑھے لڑائی میں شریک ہوئے یہاں تک کہ یہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ عورتیں صلۃ بن اشیم کی بیوی کے پاس جمع ہو گئیں تو اس نے کہا کہ اگر تم مجھے مبارکباد دینے آئی ہو تو میں تمہیں مرحبا کہتی ہوں اور اگر تم میرے پاس تعزیت کے لئے آئی ہو تو پھر واپس چلی جاؤ۔ اسی سال صلۃ بن اشیم اور ان کے بیٹے کا انتقال بلاد فارس میں کسی جنگ میں ہوا۔

زہیر بن قیس البلوی ...... زہیر بن قیس فتح مصر میں شریک رہے اور وہاں رہائش پذیر رہے۔ آپ کو جناب نبی ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ رومیوں نے ان کو بلاد مغرب میں برقہ کے مقام پر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر کے حاکم عبدالعزیز بن مروان نے برقہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہیں پر اپنی فوجوں کو اہل روم کے خلاف جنگ کا حکم جاری کیا۔ تعمیل حکم میں زہیر اور ان کے ساتھ چالیس آدمی روانہ ہوئے اور رومیوں کے پاس پہنچ گئے۔ پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کے پہنچنے تک قتال شروع نہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو شداد ہمیں ہی حملہ کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے حملہ کیا لیکن یہ سب قتل کئے گئے۔ منذر بن جارود کا بھی اسی سال انتقال ہوا وہ بیت المال کا متولی تھا اور حضرت معاویہ کے پاس وفد کی صورت میں گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۷۷ ہجری

۷۷ھ کے شروع میں حجاج نے اہل کوفہ میں سے چالیس ہزار فوجیوں کو تربیت دے کر تیار کیا اور اس میں مزید دس ہزار کا اضافہ کیا یہ کل پچاس ہزار ہوئے اور ان کے اوپر عتاب بن ورقاء کو امیر مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ شبیب خارجی جہاں کہیں ہو اس کا پیچھا کر کے اس کو قتل کیا جائے اور اس معاملہ کو سنجیدگی سے لے۔ جب شبیب کو معلوم ہوا کہ حجاج نے اتنا بڑا لشکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہے تو شبیب اس کی پرواہ کئے بغیر اپنے ساتھیوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور ان کو حجاج کی فوج سے جنگ کی صورت میں صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کرتا رہا۔ اس خطاب کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر عتاب بن ورقاء کی طرف روانہ ہوا۔ دن کے آخری حصہ میں ان دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ شبیب نے اپنے مؤذن سلام بن یسار الشیبانی کو حکم دیا کہ وہ اذان مغرب دے چنانچہ اس نے مغرب کی اذان دی پھر شبیب خارجی نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب بہت خشوع و خضوع اور طویل رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑھائی اس دوران عتاب بن ورقاء اپنے فوجیوں کی صف بندی کر چکا تھا اور شروع دن سے ہی اس نے خندق کھود رکھی تھی۔

شبیب نے مع اپنے اصحاب مغرب کی نماز پڑھی اور چاند طلوع ہونے کا انتظار کیا اور پھر اپنی فوج میمنہ اور میسرہ کو مرتب کیا اور پھر عتاب کی فوج کے علم برداروں پر یکبارگی سے حملہ کر دیا اور کہتا گیا میں شبیب ابوالمدلہ ہوں اور حکم صرف اللہ کا ہے۔ شبیب نے قبیصہ کی فوج کو شکست دے دی اور ان کے امیر کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ کئی امراء بھی جنگ میں مارے گئے اور پھر اس کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا اور ان کو تتر بتر کر دیا اور پھر قلب لشکر پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا اور مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ عتاب بن ورقاء اور زہرہ بن حویہ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کی فوج امیر کے قتل پر حواس باختہ ہو گئی اور پیٹھ

www.ahlehaq.org

پھر کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بھاگتے ہوئے ہی اپنے امیر اور زہرہ کی نعشوں کو روندتے ہوئے نکل کھڑی ہوئی۔ اس جنگ میں عمارہ بن جریر کلبی بھی مارا گیا اور پھر شبیب اپنی فوج سے مخاطب ہوا کسی بھاگتے ہوئے کا تعاقب نہ کرو حجاج کی شکست خوردہ فوج نے کوفہ پہنچ کر ہی دم لیا اور شبیب نے اس پر قبضہ کر کے اس میں موجود لوگوں سے اپنے لئے بیعت لے لی اور ان سے کہا کہ تم ہم سے کب تک بھاگتے پھرو گے اور اس کے بعد اس نے معسکر میں موجود تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور مدائن سے اپنے بھائی مصاد کو بلوایا اور خود کوفہ کا رخ کر لیا۔ اسی دوران حرج سے سفیان بن ابرد کلبی اور حبیب بن عبدالرحمن بھی چھ ہزار سواروں کے ساتھ حجاج کے پاس آ گئے۔ اور ان کے ساتھ شام سے بھی ایک خلق کثیر آیا تھا۔ اس کے بعد حجاج کو اہل کوفہ سے مدد لینے کی ضرورت نہ تھی۔

پھر حجاج نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد اہل کوفہ سے کہا اے اہل کوفہ اللہ تمہارے ذریعے کسی کو عزت نہ دے اور نہ تمہارے ہاتھ کسی کو نصرت عطا کرے۔ یہاں سے نکل جاؤ اور تم ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے ہمارے ساتھ نہ نکلنا۔ یہاں سے نکل کر حیرہ چلے جاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہائش اختیار کر لو۔ ہمارے ساتھ قتال کے لئے بجز ان لوگوں کے جو ہمارے ساتھ پہلے ہی سے کام کرتے آئے ہیں اور کوئی نہ آئے۔ جو عتاب کے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں تھے ان میں سے کوئی شریک نہ ہوگا۔

حجاج نے اب کے بار شبیب سے خود لڑنے کا عزم کر لیا۔ شبیب بھی کوفہ کی طرف نکل آیا اور صراة کے مقام پر آ کر رک گیا اور حجاج شامیوں اور دیگر فوج کے ہمراہ نکل پڑا اور دونوں فوجوں میں آمنا سامنا ہوا تو حجاج کی نظر شبیب کے چھ سو کی قلیل تعداد والی فوج پر پڑی تو اہل شام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا اے اہل شام! تم اطاعت گزار و فرمانبردار اور یقین کے وارث ہو ان ناپاک اور باطل پرستوں کو تم پر غالب نہیں آنا چاہیے بس تم اپنی نگاہیں پست رکھو اور سواری پر گھٹنے کے بل رہو اور نیزے کے ساتھ آگے بڑھو۔ پس اہل شام نے اسی طرح کیا۔ شبیب نے اپنی فوج کے تین گروہ بنا دیئے ایک کی کمان خود لی ایک کی سوید بن سلیم اور ایک کو محلل بن وائل کے ماتحت کر دیا۔ شبیب نے سوید کو حملے کا حکم دیا چنانچہ اس نے اپنے جتھے کے ساتھ حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اپنی جگہ کھڑی رہی۔ جب سوید کا دستہ قریب آیا تو انہوں نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے سوید کو شکست ہوئی اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ حجاج نے بلند آواز سے کہا اے اہل شام تم بات سننے والے اور بات ماننے والے ہو اسی طرح حملہ کرتے رہو اس کے بعد حجاج کرسی پر بیٹھ کر آگے بڑھا۔ یہ دیکھ کر شبیب نے اپنے دوسرے امیر محلل بن وائل کو حملے کا حکم دیا لیکن حجاج کی فوج اس بار بھی ثابت قدمی سے لڑتی رہی اور اسی طرح کیا جس طرح سوید کے ساتھ کیا تھا اور حجاج نے اس بار بھی اپنی فوج کو پہلے کی طرح داد دی اور اپنی کرسی آگے کھسکا لی۔ پھر شبیب اپنی فوج کے ساتھ حملے کے لئے آگے بڑھا۔ حجاج کے ساتھی ثابت قدمی سے لڑتے رہے اور نیزوں کی بہت سخت لڑائی لڑی گئی پھر اہل شام نے اس کی جماعت کو بہت نقصان پہنچایا اور اسے اپنی فوج کے پاس واپس لوٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ شبیب نے جب اہل شام کی شدت دیکھی تو سوید کو حکم دیا کہ اپنے دستے کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کرو اور تم انہیں شکست دے کر حجاج پر پشت کی جانب سے حملہ کر دو اور ہم سامنے سے مقابلہ کریں۔ پس اس نے حملہ کر دیا لیکن پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ حجاج نے عروہ بن المغیرہ بن شعبہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ عقب کی جانب مامور کر دیا تھا تاکہ پشت محفوظ رہے کہ حجاج طریق جنگ سے بھی خوب واقف تھا۔ جب شبیب کی کوئی چال کارگر ثابت نہ ہوئی تو اس نے اپنی فوج کو عام حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حجاج شبیب کی اس آخری کوشش کو بھانپ گیا اور اہل شام سے مخاطب ہوا اے اہل سمع و اطاعت اس آخری شدت پر صبر کرو یوں کہ اس کے بعد فتح ہماری ہوگی قسم ہے رب الارض والسماء کی پس وہ اپنی سواریوں پر بیٹھ رہے۔ شبیب نے اپنی فوج کے ہمراہ ہو کر آخری حملہ کر دیا اور حجاج کی فوج پر چھا گئے۔ حجاج نے اپنی فوج کو پکارا۔ فریقین میں گھمسان کا رن پڑا اور حجاج کی فوج نے بھی حملے کا مقابلہ کیا اور شبیب کی فوج پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ شبیب نے اپنی جماعت کو پکار کر کہا اے اللہ کے دوستو زمین پر اتر جاؤ اور خود بھی اتر گئے۔ اس کی جماعت زمین پر اتر کر لڑنے کی تیاری کرنے لگی۔ حجاج نے اہل شام کو پھر اہل سمع و اطاعت کہہ کر پکارا اور کہا یہ پہلی فتح ہے خدا کی قسم اور پھر منبر پر چڑھ کر فریقین کی طرف دیکھنے لگا۔ شبیب کے پاس تیس کے قریب آدمی رہ گئے تھے۔ اس موقع پر فریقین بڑی بے جگری سے لڑے اور بہادری دکھائی۔ شاید ہی روئے زمین پر اتنی لڑائی لڑی گئی ہوگی یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی بہادری کی تعریف کرنے لگا اور حجاج اس موقع پر فریقین پر گہری نظر ڈالے ہوئے تھا۔ خالد بن عتاب نے حجاج سے خوارج پر عقب سے حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ حجاج نے اسے

اجازت دے دی چنانچہ اپنے ہمراہ چار ہزار کی فوج لے کر خوارج کی فوج پر پچھلی جانب سے حملہ آور ہوا اور شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کر دیا اور شبیب کی بیوی غزالہ کو بھی قتل کر دیا۔ غزالہ کو قتل کرنے والے کا نام فروہ بن دقاق کلبی تھا۔

خالد بن عتاب، شبیب کی فوج کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس فتح پر حجاج بہت خوش ہوا اور اس کے ساتھیوں نے خوشی میں نعرے لگائے۔ شبیب کی فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے چلی گئی۔ حجاج نے ان کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حجاج کے لوگ ان کے پیچھے بھاگے۔ شبیب اپنی بچی کھچی جماعت سنبھال کر نکل کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے سرکاری فوج بھی اس کی طلب میں نکل پڑی۔ تھکاوٹ کی وجہ سے شبیب نے اپنی گردن جھکائی تھی اور اس کا سر اونگھنے کی وجہ سے ہلتا جاتا تھا جب کہ گھوڑے پر سفر جاری تھا یہاں تک کہ حجاج کی فوج اس کے قریب پہنچ گئی۔ شبیب کے بعض ساتھیوں نے اسے اس نازک موقع پر بے خبری سے منع کیا اور عقب میں موجود دشمن سے باخبر کیا مگر شبیب بالکل لاپرواہ اپنی اونگھ میں مشغول چلتا رہا۔ جب شبیب کا پیچھا کرتے کرتے کافی دیر ہو گئی تو حجاج نے ان سے کہا شبیب کو جہنم کی آگ میں جانے دو۔ پس انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور واپس آ گئے۔

پھر حجاج کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں کہا کہ شبیب کو اس سے پہلے کبھی شکست نہیں ہوئی۔ پھر شبیب نے کوفہ کا رخ کر لیا وہاں ان کا مقابلہ حجاج کے ایک فوجی دستے سے ہوا جس کی تعداد چھ ہزار تھی جب کہ دن چہار شنبہ کا تھا ان کی لڑائی ہفتے کے روز تک جاری رہی۔ حجاج کی فوج کا سپہ سالار حارث بن معاویہ ثقفی تھا۔ شبیب نے ان پر حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا اور کچھ کو قتل کر دیا باقی ماندہ افراد کوفہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور گھروں میں بند ہو کر رہ گئے۔ پس شبیب کے مقابلے کے لئے حجاج کا غلام ابو الورد ایک فوجی دستے لے کر نکلا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہو گیا جس کے بعد اس کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے اور کوفہ پہنچ کر چھپ گئے۔ جس کے بعد شبیب کے مقابلہ میں ایک اور آیا شبیب نے اسے بھی شکست دی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سواد کی جانب نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں ان کا گزر ان علاقوں پر حجاج کے کارندے پر ہوا جسے انہوں نے قتل کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے تمام مال و اسباب دریائے فرات میں پھینک دیا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلتا رہا اور کئی علاقوں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بڑھتا چلا آیا جو فوج بھی اس کے مقابلہ میں آئی ناکامی ان کی تقدیر بن چکی تھی۔ آخر کار ایک امیر سے بھی مڈبھیڑ ہوئی۔ شبیب کے ایک دوست امیر نے اس سے کہا میرے مقابلے کے لئے تم کو میں دعوت دیتا ہوں شبیب نے اس سے کہا میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ امیر نے شبیب سے کہا لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں تم گزشتہ واقعات اور کامیابیوں سے دھوکہ نہ کھانا، پس امیر نے اس پر حملہ کر دیا شبیب نے اس کے سر میں ایسا وار کیا کہ اس کا دماغ اس کی ہڈیوں اور گوشت کے ساتھ مل گیا۔ پھر شبیب نے اس کی تجہیز و تکفین کر دی۔ حجاج شبیب کو شکست دینے یا اسے گرفتار کرنے کے لئے مال کثیر صرف کر رہا تھا لیکن کسی کا ہاتھ شبیب پر بھاری نہ ہو سکا حتیٰ کہ شبیب پر اللہ نے موت مسلط کر دی جس میں نہ حجاج کا عمل دخل تھا نہ کسی اور کا۔

شبیب کی ہلاکت ۔۔۔۔۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ حجاج بن یوسف نے بصرہ پر اپنے نائب حکم بن ایوب بن الحکم بن ابی العقیل جو کہ حجاج کا داماد تھا کو لکھا کہ چار ہزار فوج تیار کر کے شبیب کے پیچھے لگا دی جائے جو کہ سفیان بن ابرد کے ماتحت ہوں گے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور شبیب کے پیچھے لگ گئے اور مقابلہ پر اتر آئے اور سفیان بن ابرد کے ساتھ اہل شام میں سے کچھ لوگ بھی تھے۔ شبیب کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ لڑائی بہت دیر تک جاری رہی دونوں فریقین نہایت صبر و استقلال سے لڑے جس کے بعد حجاج کی فوج نے خوارج پر زوردار حملہ کیا خوارج کی تعداد چونکہ کم تھی اس لئے وہ ہٹنے پر مجبور ہوئے اور بالآخر ایک پل کی آڑ لینے پر مجبور ہوئے اور شبیب نے وہاں سو ساتھیوں سمیت کچھ دیر توقف کرنے کے بعد ابن ابرد کی فوج پر زوردار حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔ شبیب نے پھر ان سے بے جگری سے مقابلہ کیا اور بالآخر انہیں پیچھے دھکیلنے پر مجبور کر دیا پس ابن ابرد نے تیر اندازوں کو حملہ کا حکم دیا۔ انہوں نے شبیب کی فوج پر تیروں کی بارش کر دی اور زوردار حملہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے خوارج بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد خوارج نے تیر اندازوں پر حملہ کر دیا اور تیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس دوران رات چھا گئی اور فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا اور اگلے دن کے جوش و ولولے کے ساتھ لڑنے کے عزم کے ساتھ رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو شبیب اپنے ساتھیوں سمیت پل عبور کرنے لگا اس دوران شبیب کے گھوڑے کے سامنے سے گزرنے والی گھوڑی پر چھلانگ لگا دی اور شبیب کا گھوڑا کشتی کے کنارے پر پاؤں لگنے سے پھسل گیا اور شبیب دریا میں

گر گیا۔ شبیب نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے اللہ جو چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اس کے بعد شبیب نے پانی میں کئی بار غوطے کھائے آخری بار پانی سے سر نکالا اور یہ آیت پڑھی:

ذالک تقدیر العزیز العلیم

"یہ اللہ بزرگ و برتر کا حکم اور اس کی مشیت ہے"۔

اس کے بعد وہ اس پل کے نیچے گہرے پانی میں غرق ہو گیا۔

جب خوارج کو شبیب کی ہلاکت کی خبر ہو گئی تو انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور متفرق ہو کر علاقوں میں بکھر گئے۔ حجاج کی فوج کا امیر آیا اور شبیب کی نعش کو پانی سے نکلوایا اس پر زرہ تھی پھر اس کا سینہ چاک کیا گیا اس کا دل نکال لیا گیا اس کا دل پتھر جیسا سخت گوشت کا لوتھڑا تھا جسے وہ زمین پر پٹک دیتے وہ گیند کی طرح انسان کی قامت کے برابر اچھل پڑتا بعض شبیب کی موت کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی فوج میں کچھ لوگوں کو ان سے عداوت ہو گئی جب وہ پل عبور کر رہے تھے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پل کو کاٹ دیا جس سے پل نیچے جا رہا اور شبیب کا گھوڑا پھسل کر دریا میں جا گرا اور غرق ہو گیا اور پھر ان لوگوں کو پکارا امیر المومنین شبیب غرق ہو چکے ہیں پس حجاج کی فوج کو پتہ چل گیا اور انہوں نے آ کر اسے پانی سے نکال لیا۔

اور جب شبیب کی موت کی خبر ان کی ماں کو دی گئی تو انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا میں جب شبیب سے حاملہ تھی تو ایک خواب دیکھا تھا کہ مجھ سے آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا تھا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آگ کو پانی ہی بجھا سکتا ہے اور شبیب کو پانی ہی بجھائے گا شبیب کی ماں لونڈی تھی جس کا نام جمیرہ تھا جو کہ نہایت حسین اور تمام عورتوں میں نہایت شجاع اور جنگجو عورت تھی۔ اپنے بیٹے کے ہمراہ جنگوں میں حصہ لیتی تھی۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جمیرہ بھی اسی جنگ میں کام آ گئی تھی اور شبیب کی بیوی غزالہ بھی اس جنگ میں ہلاک ہوئی تھی اور غزالہ بھی نہایت نڈر اور بہادر تھی، جنگوں میں اس بے جگری سے لڑتی کہ بہادر مرد بھی اس کے سامنے عاجز آ جاتے اور حجاج غزالہ سے بہت خوف کھاتا تھا حتیٰ کہ بعض شعراء نے اس کے بارے میں کہا:

اسد علی وفی الحروب نعامة
فتخاء تنفر من صفیر الصافر
هلا برزت الی غزالة فی الوغی
بل کان قلبک فی جناحی طائر

"میرے اوپر شیر اور جنگوں میں شتر مرغ ہو جیسا کہ نرم جوڑوں اور پروں والا عقاب صافر یعنی ڈرپوک پرندے کی آواز سے ڈرتا ہے۔ غزالہ کے مقابلہ پر لڑائی کے دوران کیوں نہیں آئے، بلکہ آپ کا دل تو پرندے کے پروں کی پناہ میں تھا یعنی تو ڈرپوک ہے۔"

اور کہا شبیب بن یزید بن نعیم بن قیس بن عمرو بن صلت بن قیس بن شراحیل بن مرة بن ذہل بن شیبان الشیبانی خلافت کا دعویدار تھا اور امیر المومنین کہلواتا تھا اور اگر اللہ اسے غرق نہ کرتا تو وہ ضرور مسند حکومت تک پہنچ جاتا اور شبیب کو روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔

جب عبدالملک نے حجاج کو شامی فوج کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر بھیجا تو وہ حجاج کے نرغے میں آ گیا اور جب اس کا گھوڑا دجیل میں گر گیا تو کسی نے کہا امیر المومنین کیا غرق ہو کر موت پاؤ گے تو شبیب نے جواب دیا یہ ذوالجلال کی مشیت سے ہے جو ٹالی نہیں جا سکتی۔ پھر اس کی لاش نکال لی گئی اور حجاج کے پاس لے جائی گئی تو حجاج نے شبیب کا دل نکالنے کا کہا جب وہ نکالا گیا تو پتھر کی طرح سخت تھا۔

اور شبیب طویل القامت گھنگریالے سیاہ و سفید بالوں والا تھا جس کی پیدائش عید الاضحیٰ کے دن سن ۲۶ کو ہوئی تھی۔ حجاج کی قوم نے شبیب کے ساتھیوں میں سے ایک کو پکڑ کر عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا پس امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ آپ ہی نے یہ اشعار کہے تھے

فان یک منکم مروان وابنه
وعمرو ومنکم هاشم وحبیب
فمنا حصین والبطین وقعنب
ومنا امیر المومنین شبیب

"اگر تم میں سے مروان اور اس کا بیٹا عمرو اور ہاشم وحبیب ہیں تو ہم میں سے بھی حصین وبطین وقعنب جیسے موجود ہیں، اور ہمارا امیر المومنین شبیب ہے۔"

اس شخص نے جواب میں کہا کہ اے امیر المومنین! میں اس وقت کہاں تھا جب شبیب ہم میں موجود تھا۔ عبدالملک کو اس شخص کا انداز واعتذار بہت پسند آیا اور اس کی جان بخشی کر دی۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نائب حجاج اور ازارقہ خوارج جن کا امیر قطری ابن الفجاءۃ تھا، کے درمیان سخت لڑائیاں لڑی گئیں۔ قطری کا شمار بھی مشہور اور بہادر گھڑ سواروں میں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھی اسی سال اسے چھوڑ کر مختلف علاقوں میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور قطری کا اس کے بعد کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کہاں چلا گیا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی آپس میں عرصہ تک چپقلش جاری تھی جن کا ذکر بہت طویل ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں واقعات کا تذکرہ بڑی طوالت سے کیا ہے۔

ابن جریر لکھتا ہے کہ اسی سال بکیر بن وشاح جو خراسان کا نائب تھا، نے امیہ بن عبداللہ بن خالد سے انتقام لیا۔ وہ اس طرح کہ بکیر نے لوگوں کو امیہ کے خلاف بھڑکایا اور پھر بڑی غداری سے اسے مار ڈالا۔

ان دونوں کے درمیان طویل لڑائیاں لڑی گئیں جن کا تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اسی سال شبیب کی وفات ہوئی جو کہ شجاعت وبہادری میں بے مثل تھا اس جیسا بہادر شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد نہیں دیکھا گیا۔ اس کی شجاعت اشتر کے بیٹے ابراہیم، مصعب بن زبیر اور ان کے بھائی عبداللہ کے ہم پلہ تھی اور قطری بن الفجاءۃ بھی شجاعت میں ان کے برابر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مشہور لوگوں میں سے کثیر بن الصلت بن معدی کرب الکندی بھی انتقال کر گئے جو کہ اپنی قوم میں کبیر اور مطاع تھے جن کا مدینہ ہی میں مصلی کے نزدیک ایک بڑا گھر تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کثیر عبدالملک کا کاتب رسائل تھا جن کا انتقال شام میں ہوا۔

محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ ــــ ان کی بہن عبدالملک کے نکاح میں تھی اور اسے بجستان کا والی مقرر کیا گیا تھا جب وہ بجستان روانہ ہوا تو اس سے کہا گیا تھا کہ آپ کے راستہ میں شبیب ہیں جن کا مقابلہ کرنے سے لوگ عاجز آ گئے ہیں، ان کی طرف جانا اور انہیں قتل کر دینا جو کہ آپ کے ہمیشہ کے لئے باعث شہرت بن جائے گا جب وہ گیا تو شبیب سے مقابلہ ہوا اور شبیب کے ہاتھوں مارا گیا بعض نے دوسرا سبب بیان کیا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

عیاض بن غنم الاشعری ــــ جنگ یرموک میں شریک ہوئے صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے، بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مطرف بن عبداللہ ــــ یہ تین بھائی تھے جن کے نام عروہ، حمزہ اور مطرف ہیں یہ امیہ کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے اس لئے حجاج نے تینوں کو عامل مقرر کیا تھا چنانچہ عروہ کو کوفہ، مطرف کو مدائن اور حمزہ کو ہمدان میں عہدیدار مقرر کیا۔

۷۸ ہجری

اسی سال مسلمانوں نے روم کے علاقوں پر حملہ کر کے اردقیلیہ کو فتح کر لیا۔ واپسی پر مسلم فوج کو سردی، بارش اور برف نے آ گھیرا جس سے بہت سارے مسلمان جاں بحق ہو گئے۔ اسی سال عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر کو تمام بلاد مغرب پر سربراہ بنا کر طنجہ روانہ کیا جہاں اس نے طارق بن زیاد کو

www.ahlehaq.org

مقدمۃ الجیش پر مامور کر دیا اور وہاں کے بادشاہوں کو ہلاک کر دیا اور عتش کی ناک کاٹ کر ملک بدر کر دیا۔ اور اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور خراسان بھی حجاج کے حوالے کر دیا۔ ساتھ میں سجستان بھی۔ حجاج شبیب کے معاملے سے فارغ ہو کر کوفے سے بصرہ منتقل ہو گیا اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو مقرر کر گیا۔ مہلب بھی وہاں پہنچ گیا جب کہ وہ ازارقہ خوارج کا خاتمہ کر چکا تھا۔ پس حجاج نے اسے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور متاثر ہونے والے لوگوں کو بلوایا۔ جس کسی کی تعریف مہلب کرتا جاتا حجاج اس کو انعام دیتا اور پھر حجاج نے مہلب کو سجستان کی امارت حوالے کی اور عبداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کی امارت حوالے کی۔ روانگی سے قبل ان دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا کہا جاتا ہے کہ بات کا آغاز مہلب کی جانب سے ہوا تھا اور مہلب نے پولیس کے سربراہ عبدالرحمن بن عبید بن طارق عبشمی سے اس سلسلے میں مدد لی اور اس کو گواہ بنا کر فیصل کیا۔ عبداللہ نے مہلب پر ایک لاکھ درہم جرمانہ عائد کیا۔

ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور اس وقت مدینہ کا گورنر ابان بن عثمان اور عراق، خراسان، سجستان و ملحقہ علاقوں پر حجاج امیر مقرر تھا جب کہ خراسان پر حجاج کا نائب مہلب بن ابی صفرہ، سجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ ثقفی اور کوفہ کا قاضی شریح، بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس بن مالک الانصاری مقرر تھا۔ اس سال مشہور شخصیات میں سے ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری السلمی صحابی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ابو عبداللہ کی روایات کی ہیں۔ آپ نے بیعت عقبہ میں بھی حصہ لیا تھا۔ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن آپ کے والد نے آپ کو گھر کی حفاظت پر مامور کر دیا۔ گھر والوں کی تعداد اس وقت نو افراد پر مشتمل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وفات سے قبل آپ کی بینائی چلی گئی تھی۔ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی اور آپ سے روایت شدہ احادیث کی تعداد پندرہ سو چالیس ہے۔

شریح بن الحارث ...... بن قیس ابو امیہ کندی، یہ کوفہ کے قاضی تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو عہدہ قضاء پر فائز کر دیا تھا عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اسی عہدہ پر فائز رہے پھر علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا پھر معاویہ نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پھر اپنی وفات تک اس عہدے سے منسلک رہے۔ آپ کی تنخواہ سو درہم تھی بعض نے کہا پانچ سو تھی۔ جب وہ فیصلہ کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے اب ظالم کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کس کا حق مارا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جب عدالت کی کرسی پر بیٹھتے تو آیت پڑھتے:

یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی

اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا پس لوگوں کے مابین انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کر۔

اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ظالم سزا کا منتظر ہے اور مظلوم مدد کا۔

کہا جاتا ہے کہ شریح تقریباً ستر سال تک قاضی رہے۔ جب کہ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے ایک سال قبل اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

آپ اصل میں ایرانی تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد یمن آ کر بس گئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد شریح مدینہ آئے تھے۔ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ایک سو آٹھ سال تھی۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے روایت کیا عارم بن ابو النعمان نے ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا شعیب بن الحبحاب نے ابراہیم تیمی سے کہ شریح کہا کرتے تھے کہ ظالموں کو پتہ چل جائے گا جن مظلوموں کا انہوں نے حق مارا ہے۔

ظالم سزا کے جب کہ مظلوم مدد کے منتظر ہیں۔ یہ روایت امام احمد نے اسماعیل ابن علیہ سے انہوں نے ابن عون انہوں نے ابراہیم سے۔ اعمش نے کہا کہ شریح کے پاؤں میں تکلیف ہوئی تو انہوں نے اس پر شہد لگایا اور دھوپ میں بیٹھ گئے۔ لوگ عیادت کرنے آئے انہوں نے پوچھا آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے پھر کہا طبیب کو دکھایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں دکھایا ہے۔ پھر پوچھا طبیب نے کیا کہا؟ کہنے لگے ٹھیک ہو جانے کی خوشخبری دی ہے۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی انگلی میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو لوگوں نے پوچھا کسی طبیب کو دکھایا؟ شریح نے جواب دیا اس نے تو یہ تکلیف دی ہے۔ واقدی نے کہا کہ [illegible] نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر کا فتنہ نو سال تک

جاری رہا لیکن نہ شریح خود اس معاملہ کے بارے میں کسی سے پوچھتے اور نہ ہی ان سے کوئی آدمی اس بارے میں دریافت کرتا یعنی کنارہ کش رہے۔ اور ابن ثوبان نے عبدہ سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے شریح سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ہوا تو میں نے اس بارے میں کسی سے کچھ نہ پوچھا بس کسی آدمی نے کہا اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ مجھے کب موت آئے گی۔

اس پر شریح نے جواب دیا کہ تمہیں کیا معلوم کہ میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ شقیق بن سلمہ نے شریح سے اس طرح روایت کی ہے کہ فتنہ ابن زبیر کے دوران میں نے کسی سے کوئی بات دریافت نہیں کی اور نہ ہی میں نے کسی مسلمان یا کسی معاہد پر ایک دینار یا درہم برابر بھی کبھی ظلم کیا۔ بس ابو وائل نے کہا کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو یہی پسند کرتا کہ مجھے موت آ جائے تو شریح نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کو کیسے قرار آ جائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ شریح نے کہا میرے دل کا کیا حال ہوگا جب دو نوجوان ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں اور ان میں سے ہر ایک مجھے محبوب ہو۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو کھیل کود میں مشغول دیکھ کر کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کھیل کود میں مشغول ہو۔ لوگوں نے کہا ہم کام کاج سے فارغ ہیں۔ فرمایا فارغ لوگوں کا یہ کام تو نہیں ہے۔ سوار ابن عبد اللہ العنبری نے بیان کیا ہے کہ ہم سے علاء بن جریر العنبری نے، انہوں نے سالم ابو عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ میں شریح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر ان سے سوال کیا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان میں۔

پس اس نے کہا کہ میں اصل شامی ہوں۔ شریح نے کہا بہت فاصلہ ہے پھر اس شخص نے کہا میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ شریح نے کہا اللہ مبارک کرے۔ کہا کہ اس گھر کی شرط لگائی ہے۔ شریح نے کہا وعدہ کا پاس ضروری ہے۔ اس شخص نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔ شریح نے کہا وہ تو میں نے کر دیا ہے۔

سفیان کہتے ہیں جب شریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو اتنا سارا علم حاصل کیسے ہوا؟ شریح نے کہا علماء سے لین دین کے باعث میں ان سے کچھ علم لیتا ہوں اور کچھ انہیں دیتا ہوں۔

عثمان بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن سالم سے، انہوں نے ابراہیم بن یوسف سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی اسحاق سے انہوں نے ہبیرہ سے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے لوگو! آپ میں سے فقہاء میرے پاس چلے آئیں تاکہ میں ان سے کچھ دریافت کروں اور وہ مجھ سے۔ راوی کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہم سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑے، لوگوں سے جگہ بھر گئی۔ پس علی رضی اللہ عنہ ان سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے۔ اگر لوگ بھی ان سے دریافت کرتے تو حضرت علی جواب دیتے (تمہارے پوچھنے پر) تو وہ جواب دیتے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ گھروں کو واپس جانے لگے۔ شریح دو زانو ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہے اور کوئی سوال ایسا نہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا جواب نہ دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شریح کھڑے ہو جاؤ کیوں کہ تم عرب میں سب سے زیادہ عدل پر مبنی فیصلے کرنے والے ہو۔

ایک مرتبہ شریح کے پاس دو عورتیں آئیں۔ ان میں ایک بچے کی ماں جب کہ دوسری اس کی دادی تھی۔ دونوں بچے کے لئے خود کو مستحق بتا رہی تھیں۔ بچے کی دادی نے شعر میں اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا

> "اے ابو امیہ ہم تیرے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آئے ہیں تیرے پاس بچے کی ماں اور دادی آئی ہیں۔ اگر تو نکاح نہ کرتی تو میں تجھ سے لڑکے کے بارے میں نہ جھگڑتی مگر تو نے نکاح کر لیا ہے پس لڑکا میرے حوالے کر اور چلی جا۔ اے قاضی اس بچے سے متعلق میری کہانی یہ ہے۔"

بچے کی ماں نے کہا

> "اے قاضی دادی (بچے) سے متعلق اپنا مدعا بیان کر چکی ہے پس تو مجھ سے بھی کچھ سن لے اور مسترد نہ کر۔ میرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جسے میں نے بڑی مشقت سے پالا ہے۔ میرا بچہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جب میری گود میں یتیم اور بے سہارا رہ گیا تو میں نے اس کی تربیت اور بھلائی کے واسطے شادی کر لی ایسے شخص سے جو میری اور میرے بچے کی کفالت قبول کرتے ہوئے

www.ahlehaq.org

مجھ سے محبت کا بخوبی اظہار کر سکے اور جو بخوبی بچے کی ضرورت بھی پوری کر سکے۔"

شریح نے کہا:

"جو کچھ تم دونوں نے بیان کیا قاضی نے بغور سن لیا اور پھر فیصلہ صادر کیا اور قاضی کو چاہیے کہ وہ حسب استطاعت صحیح فیصلہ کرے۔ دادی سے کہا کہ وہ بچے کو لے لے اور اسے خدا کا عطیہ سمجھ کر قبول کر لے۔ اور اگر وہ کچھ عرصہ صبر کرتی تو یہ بچہ اس کو قبل ازیں ہی مل جاتا۔"

یہ کہہ کر شریح نے بچہ دادی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ان سے معمر بن عون نے اور انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے شریح سے، ایک مرتبہ ایک آدمی کے اعتراف کی بنیاد پر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا۔ اس شخص نے کہا اے ابا امیہ! آپ نے میرے خلاف بلا گواہ فیصلہ صادر کر دیا۔ اس پر شریح نے جواباً کہا ہاں مجھے آپ کی خالہ کے بھانجے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسی طرح علی بن جعد نے کہا کہ ہم سے مسعودی نے بطریق ابی حصین بیان کیا کہ شریح سے ایک بکری کے متعلق سوال کیا گیا جو کیڑے مکوڑے کھاتی تھی۔ شریح نے کہا جنت کی گھاس ہے اور دودھ بھی اچھا ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ابی حیان التیمی [illegible] اپنے باپ سے کہ شریح کے گھر میں جب کوئی سنور (جنگلی بلا) جانور مر جاتا تو اسے گھر کے صحن ہی میں دفنا دیتے تھے تاکہ اس سے عام [illegible] کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ کہ شریح کے گھر میں ہی رکھے جاتے تھے کہ اس سے عام مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

ایک آدمی نے شریح سے کہا کیا آپ کی حالت غربت آمیز ہے۔ شریح نے جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اللہ کی نعمتوں کو دوسروں میں دیکھتے ہیں لیکن خود ان سے اعلم ہیں۔ طبرانی نے کہا کہ ہم سے احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی نے بیان کیا ہے ان سے عبداللہ بن شبیب نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن زید سعدان نے کہا کہ شریح نے اپنے بھائی جو کہ طاعون کے مرض سے بھاگ گیا تھا کو لکھ بھیجا کہ اما بعد، بیشک آپ اور وہ جگہ جہاں آپ ہیں اور وہ جگہ جہاں سے آپ نکل بھاگے ہیں ایسی آنکھوں کی تابع ہے جس سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا اور اس کی پکڑ اور طلب سے کوئی دور نہیں۔

ابوبکر بن شیبہ نے کہا کہ ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، انہوں نے الشیبانی سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے قاضی شریح سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب شریح قاضی تھے ان کو لکھ بھیجا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اللہ کے کلام سے اس کا فیصلہ کرو، جب قرآن میں حکم نہ ملے تو فیصلہ کے لئے سنت نبوی سے رجوع کرو، اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول میں موجود نہ ہو تو اس کا فیصلہ اجماع امت کی رو سے کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایسے مسئلہ کے فیصلے میں صالحین کے فیصلے کو مدنظر رکھو پس اگر یہاں بھی اس کی نظیر نہ ملے تو چاہو تو فیصلہ کرو (اجتہاد) اور اگر چاہو تو کچھ توقف اور تاخیر کرو میری رائے میں تاخیر بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

شریح نے کہا کہ میں ایک دن حضرت علی کے ہمراہ کوفہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قصہ گو کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ آپ قصے بیان کر رہے ہیں حالانکہ ہم قریب العہد ہیں (رسول اللہ ﷺ کو وفات پائے کم ہی عرصہ گزر رہا ہے) میں تم سے کچھ سوالات پوچھوں گا اگر تو نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں سزا دوں گا تو قصہ گو نے کہا پوچھئے اے امیر المومنین جو جی میں آئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ایمان کس چیز سے قائم رہتا ہے اور کس چیز سے زائل ہو جاتا ہے۔ قصہ گو نے جواب دیا ایمان کا قیام تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہے جبکہ ایمان کا زوال حرص اور لالچ سے ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا صحیح جواب، جو کچھ تمہیں وعظ و نصیحت کرتے ہو شوق سے کرو۔ کہا گیا کہ یہ قصہ گو نوف البکالی تھا۔

ایک شخص نے شریح سے کہا کہ تم تو دوسروں کے فضل و انعام کا تو ذکر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو نظر انداز کر دیتے ہو۔ قاضی شریح نے جواب دیا اللہ کی قسم مجھے تمہاری نعمتوں پر رشک آتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور نہ ہی مجھے کوئی ضرر۔

جریر نے شیبانی سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے کسی شخص سے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ اسے پہلے دیکھیں گے

اور گھوڑے لے کر چل پڑے مگر گھوڑا گر کر ہلاک ہو گیا حضرت عمرؓ نے مالک سے کہا اپنا گھوڑا واپس لے لو اس نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے کہا چلو قاضی سے اس کا فیصلہ کرالیں۔ آدمی نے کہا شریح کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کون شریح گھوڑے والے نے کہا عراقی شریح۔ وہ شریح کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ پس شریح نے کہا اے امیر المؤمنین اس کا گھوڑا جس حالت میں خریدا تھا واپس کیجئے یا جس طرح ہے قبول کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا فیصلہ بالکل صحیح ہے کوفہ چلے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا قاضی مقرر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسی دن شریح کی قابلیت کا پتہ چل گیا۔

ہشام بن محمد کلبی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ شریح کا ایک بیٹا تھا جو کتے پالتا تھا اور ان کو لڑاتا بھی تھا تو شریح نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنے بیٹے کے مودب کو لکھ بھیجا۔

ترجمہ ...... اس نے نماز چھوڑ دی ہے کتوں کی خاطر وہ اپنے بد خصلت اور برے دوستوں کے ساتھ مل کر کتوں کو لڑاتا تھا، وہ جب تمہارے پاس آجائے تو اس کو ملامت کرو اور اس کو نصیحت کرو اور اس کو عقلمند اور لائق کی طرح وعظ و نصیحت کریں اور اگر اس کو سزا دینا چاہو تو کوڑے مار دینا اور تین کوڑے لگانے کے بعد اس کو قید کر دینا اور جان لو جو کچھ آپ اس کی تربیت و اصلاح کے لئے کریں گے۔ مجھے غصہ آنے کے باوجود بہت عزیز ہو گا وہ بہتر ہیں۔

قاضی شریح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے عائشہ ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً سے اس امت کے اہل بدعت اصحاب ہوا، اور گمراہ لوگ مراد ہیں اور ہر گنہگار کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے بجز اہل بدعت اور اصحاب ہوا کے، میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ یہ حدیث ضعیف اور غریب ہے محمد بن مصفی نے بقیہ سے انہوں نے شعبہ سے یا کسی اور سے انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے۔ اس حدیث کو صرف بقیہ بن الولید نے ایک روایت کی ہے اور اس حدیث میں علت بھی ہے۔ محمد بن کعب القرظی نے حسن سے انہوں نے شریح سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ عنقریب تمہاری چھان بین ہو گی حتیٰ کہ تم ان لوگوں میں سے بچے کھچے رہ جاؤ گے جنہوں نے اپنے وعدوں کا پاس کیا اور نہ ہی امانتوں کا۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کس گروہ میں ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ معروفات (نیکیوں) پر عمل کرتے ہو اور برے کاموں سے بچتے ہو اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہو اور کہتے ہو اے اللہ ہماری مدد فرما جس نے ہم پر ظلم کیا ان پر تو ہی کافی ہو اور سرکشوں سے ہمیں بچا۔ اور حسن بن سفیان نے یحییٰ ابن ایوب سے، انہوں نے عبدالجبار بن وھب سے، انہوں نے عبداللہ السلمی سے، انہوں نے شریح سے فرمایا مجھ سے بیان کیا اصحاب بدر نے جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شامل ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو نوجوان دنیاوی لذات کو چھوڑتا ہے اور اسی ترک لذات ہی میں اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بہتر صدیقوں کا اجر عطا فرمائے گا، پھر کہا کہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نوجوان! جس نے میری خاطر شہوات کو خیرباد کہہ دیا جس نے میرے لئے اپنی جوانی صرف کی وہ میرے ہاں بعض ملائکہ کے جیسا ہے۔

یہ حدیث بھی غریب ہے۔

ابوداؤد نے کہا کہ ہم سے صدقہ بن موسیٰ نے ابو عمران الجونی نے قیس بن زید سے، ابوداؤد نے کہا یا زید بن قیس سے، مصریوں کے قاضی شریح سے عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرضداروں کو پکاریں گے اے ابن آدم تم نے کس چیز میں لوگوں کے حقوق ضائع کر دیئے؟ اور کیوں لوگوں کے حقوق مارے؟ تو وہ جواب دے گا اے رب! میں نے تو یہ حقوق جان بوجھ کر ضائع نہیں کئے بلکہ یہ مصیبت مجھ پر غرق یا مال کے جل جانے کے باعث آن پڑی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا آج مجھے تیری طرف سے وکالت یا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے پھر اس کی بدی کو نیکیوں میں بدل کر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ یزید بن ہارون نے صدقہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کوئی چیز اس کے میزان میں ڈال دے گا جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس حدیث کو طبرانی نے ابی نعیم کی سند سے صدقہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی ہی نے حفص بن عمر اور احمد بن داؤد المکی سے دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے ان سے صدقہ نے۔ واللہ اعلم۔

www.ahlehaq.org

نابغہ الجعدی ـــــ سائب بن یزید الکندی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ دیگر وفیات میں سفیان بن سلمۃ الاسدی، معاویہ بن قرۃ المزنی اور زر بن حبیش میں شامل ہیں۔

۷۹ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سال شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی تھی اس مہلک مرض سے کئی لوگ وفات پا گئے حتی کہ لوگوں کے فنا ہونے کا خدشہ ہو گیا۔ اس سال اہل شام میں سے کسی نے لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی طاعون نے انہیں انتہائی لاغر اور کمزور کر دیا تھا جس کے نتیجے میں رومی انطاکیہ تک پہنچ گئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر گئے۔ انہیں علم ہوا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر طاعون کی وجہ سے سست پڑ گیا ہے۔ اس سال عبیداللہ بن ابی بکرۃ نے بادشاہ رتبیل پر حملہ کر دیا اور علاقے فتح کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترک بادشاہ نے سالانہ جزیہ دینے کی شرط پر صلح کر لی۔

حارث المتنبی کذاب کا قتل ـــــ اسی سال عبدالملک بن مروان نے حارث بن سعید المتنبی جھوٹے نبی کو قتل کر دیا یہ شخص حارث بن عبدالرحمن بن سعید الدمشقی بھی کہلاتا تھا ابو الجلاس عبدری کا آزاد کردہ غلام تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم کا غلام تھا۔ یہ اصلاً جولہ نامی جگہ کا رہنے والا تھا اور دمشق میں آ کر بس گیا تھا اور اپنی عبادت وزہد وتقویٰ کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ کرتا تھا اور اللہ کی آیت کا منکر ہو گیا اور حزب اللہ کو خیر باد کہہ دیا اور شیطان کی اتباع اختیار کر لی اور شیطان اس سے کھیلتا رہا یہاں تک کہ دین ودنیا کے خسارہ میں پڑ گیا اور اسے ذلیل وشقی کر دیا۔ **فانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ**

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے کہا کہ ہم سے عبدالوہاب بن نجدہ حوطی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن مبارک نے بیان کیا، ہم سے ولید بن مسلم نے، انہوں نے عبدالرحمن بن حسان سے، انہوں نے کہا کہ حارث الکذاب اہل دمشق میں سے تھا اور ابی جلاس کا غلام تھا اس کا والد ”جولہ“ میں رہتا تھا۔

حارث بہت زیادہ عبادت گزار اور زاہد شخص تھا، وہ اگر سونے کا جبہ بھی پہن لیتا تو اس پر عبادت گزاری اور زہد کے آثار نمایاں نظر آتے۔ وہ اللہ کی ایسی حمد بیان کرتا تھا کہ سننے والوں نے ایسی کبھی سنی نہ ہو۔ اس نے جولہ میں اپنے والد کو خط لکھا کہ جلدی میری خبر لیجئے کیوں کہ میں کچھ عجیب وغریب چیزیں دیکھ رہا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ شیطان میرے پیچھے نہ پڑا ہو تو اس کے باپ نے اس کی گمراہی پر اور گمراہی میں اضافہ کرتے ہوئے جواب لکھا۔

جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے فوراً بجا لاؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین** الخ ترجمہ۔ میں تمہیں اس سے آگاہ نہ کروں کہ شیطان کس پر نازل ہوتے ہیں وہ ہر جھوٹے بہتان تراش گنہگار پر نازل ہوتے ہیں، چونکہ تم تو نہ گنہگار ہو اور نہ ہی جھوٹے بہتان تراش اس لئے جو تمہیں حکم ملتا ہے اسے کر گزرو۔ وہ حارث مسجد میں آ کر لوگوں سے ملتا اور انہیں وہیں گمراہانہ باتیں بتاتا اور ان سے کہتا کہ اگر آپ کو منظور ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو پردہ ہی میں رہنے دو اور ان سے عہد وپیمان بھی لیتا۔ راوی کہتا ہے کہ حارث لوگوں کو عجیب وغریب خارق العادۃ چیزوں کا مشاہدہ کراتا تھا، کبھی وہ مسجد میں آ کر سنگ مرمر کے ٹکڑے کو ہاتھ سے اس طرح بجاتا کہ اس میں سے تسبیح وتہلیل کی سی آواز نکل آتی لوگ اس کو دیکھ کر حیران وششدر رہ جاتے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ کو کہتے سنا ہے کہ حارث مقصورہ میں سرخ سنگ مرمر کے ٹکڑے کو بجاتا تو تسبیح کرنے لگتا اور حارث زنادقہ میں سے تھا۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حارث انہیں موسم سرما میں گرمیوں کا پھل اور موسم گرما میں سردیوں کا پھل کھلاتا تھا اور لوگوں سے کہتا کہ میں آپ کو فرشتے دکھاتا ہوں یہ کہہ کر وہ انہیں خانقاہ میں لے جاتا وہاں گھوڑے پر سوار لوگ آدمیوں کو نظر آتے۔ اس شعبدہ بازی کو دیکھنے کے لئے وہاں پر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ لوگوں میں اس کی بڑی شہرت ہوئی اور لوگ مسجد میں آ کر اس سے ملنے لگے اور اس کے متبعین کی تعداد

www.ahlehaq.org

میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا یہاں تک کہ یہ خبر قاسم بن مخیمرہ تک بھی پہنچ گئی حارث نے اس پر بھی اپنا جادو چلایا اور اس سے اس بات کا عہد لے لیا کہ اگر اس کو یقین ہے اور حارث کی بات جاننے کے لئے تیار ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اس کو راز ہی میں رکھے۔ اس کے بعد حارث نے قاسم سے کہا کہ میں نبی ہوں تو قاسم نے اس سے کہا کہ یقیناً تو جھوٹا ہے اے اللہ کے دشمن! تو ہرگز نبی نہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ قاسم نے جھوٹے نبی سے کہا کہ تو ان جھوٹوں اور دجالوں میں سے ہے جن کی آمد کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی کہ جب تک کہ اس امت میں سے تیس آدمی نبوت کا دعویٰ نہ کریں، ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے۔ تو ان جھوٹوں میں سے ہے تیرا کوئی ایمان نہیں۔ یہ کہہ کر قاسم اٹھ کر چلا گیا اور ابو ادریس کو اس کی خبر دی جو دمشق کا قاضی تھا، ابو ادریس نے کہا ہم بھی اسے اچھی طرح جانتے ہیں پھر ابو ادریس نے اس جھوٹے کی بابت امیر المومنین عبدالملک کو بتا دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مکحول اور عبداللہ بن ابوزکریا حارث کے پاس آئے تو حارث نے ان دونوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی، ان دونوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کو رد کیا اور عبدالملک کے پاس جا کر اسے حارث کے معاملات سے خبردار کیا عبدالملک نے اس کے بعد اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے جسے سن کر حارث بدحواس ہو کر بھاگ گیا اور اپنے گھر جو کہ بیت المقدس میں تھا کی طرف چلا گیا اور وہاں زیر زمین لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت کی طرف دعوت دیتا۔

عبدالملک بھی خفیہ طور پر اس کی نگرانی کرتا رہا اور نصیرہ تک اس کا پیچھا کرتے کرتے پہنچ گیا۔ اہل نصیرہ کا ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا جس کا آنا جانا حارث کے پاس بھی رہتا تھا اس نے عبدالملک کو حارث کا پتہ بتا دیا اور کہا کہ میرے ساتھ ترک افواج کا ایک دستہ روانہ کر دیجئے حارث کو پکڑ کر لے آؤں گا۔ عبدالملک نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دستہ روانہ کر دیا اور بیت المقدس کے نائب کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس شخص کی مدد کرے اور اس کی ماتحتی میں رہ کر اس سے ہر ممکن تعاون کرے۔ جب یہ شخص بیت المقدس پہنچا، حاکم بیت المقدس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کی خدمت میں جت گیا اس شخص نے اس کو حکم دیا کہ جتنی ہو سکیں شمعیں جمع کی جائیں اور ہر سپاہی کے ہاتھ میں ایک شمع دی جائے اور رات کو جب شمعیں روشن کرنے کا حکم مل جائے تو ایک دم سارے ان کو روشن کریں اور تمام شہر کی گلیوں اور راستوں میں پھیل جائیں تاکہ کسی کو بھی بھاگنے یا چھپنے کا موقع نہ مل سکے اور خود چلا گیا اور جس مکان میں حارث مقیم تھا وہاں پہنچ گیا اور دربان سے کہا کہ اللہ کے نبی سے میرے اندر آنے کی اجازت لے لیں دربان نے کہا کہ اس وقت کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس شخص نے آواز لگائی شمعیں روشن کرو لوگوں نے اپنی اپنی شمعیں روشن کر دیں جس کے ساتھ ہی رات گویا دن میں بدل گئی اور ہر طرف روشنی پھیل گئی اور اس شخص نے حارث پر حملہ کر دیا۔ حارث ڈر کے مارے سرنگ میں چھپ گیا۔ حارث کے ساتھیوں نے کہا کہ افسوس ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی تک پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تو آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔

پس اس شخص نے اپنا ہاتھ سرنگ میں ڈال دیا تو حارث کا کپڑا اس کے ہاتھ لگا جسے گھسیٹ کر باہر نکالا اور ترک فوجیوں کو حکم دیا کہ اسے قید کر دو۔ کہا جاتا ہے کہ حارث کے ہاتھوں اور گردن سے ہتھکڑیاں کئی بار اتر گئیں اور سپاہی اسے پھر جکڑ لیتے۔ حارث نے ترک سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ — تم کہہ دو اگر میں گمراہ ہوں تو اس کی گمراہی کا وبال مجھ پر ہی پڑے گا اور اگر میں راہ یاب ہوں تو اپنے رب کی وحی سے وہ قریب ہے سننے والا ہے۔ اور پھر کہا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تب ترک فوجیوں نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں کہا یہ ہمارا قرآن ہے تم اپنا قرآن لاؤ یعنی یہ ہمارا قرآن ہے اور تم اپنے قرآن سے کچھ پڑھواؤ۔

جب سپاہی اسے لے کر عبدالملک کے پاس آئے تو اس نے اسے ایک لکڑی کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اور ایک شخص کو نیزہ مارنے کا حکم دیا۔ اس کی پسلی پر لگا۔ عبدالملک نے کہا تیری ہلاکت ہو کیا تو نے مارتے وقت اللہ کا نام لیا تھا اس شخص نے کہا میں بھول گیا تھا۔ عبدالملک نے کہا اللہ کا نام لے اور پھر مار، اس نے بسم اللہ پڑھی اور نیزے سے اس جھوٹے کو چھلنی کر دیا۔ عبدالملک نے اس کو قتل کرنے سے قبل قید کر لیا تھا اور اہل علم سے کہا تھا کہ وہ اسے نصیحت کر کے اسے راہ راست پر لائیں لیکن وہ نہ مانا اور اپنی گمراہی پر قائم رہا جس کے بعد عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے بتایا جس نے اس سے روایت ہے کہ اس سے علاوہ بن

www.ahlehaq.org

زیاد العدوی نے کہا کہ میں نے عبدالملک سے بھی زیادہ سچا نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ اس کے ہاتھوں اللہ کا دشمن حارث کا قتل سرزد ہوا کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا قول ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس دجال جھوٹے نہ ظاہر ہوں ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جس نے ایسے شخص کو قتل کردیا وہ جنت کا مستحق ہوگا۔ ولید نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا کہ اگر میں موجود ہوتا تو ہرگز اس کے قتل کا مشورہ نہ دیتا۔ عبدالملک نے کہا کیوں؟ تو خالد نے کہا کہ وہ نفسیاتی طور پر اپنے مذہب پر عمل کر رہا تھا اگر اس کو قید کرتے کچھ عرصہ بھوکا رکھتا تو یہ جنون اتر جاتا اور اس کے قتل کی نوبت نہ آتی۔ خالد بن جلاح نے غیلان سے کہا ارے غیلان تیرا برا ہو کیا ہم نے تجھے جوانی میں نہیں پکڑا تھا جب تو رمضان میں خواتین کو سیب مارتا تھا اس کے بعد تو حارثی بن گیا، تیری بیوی پردے کے پیچھے خود کو ام المومنین سمجھتی ہے۔ اس کے بعد تیرے اندر مزید تبدیلی آئی اور تو قدری اور زندیق بن گیا۔

۷۹ھ میں مسلمانوں کا ترک علاقوں پر حملہ...... اس سال عبیداللہ بن ابی بکرہ کے ماتحت اسلامی لشکر ترک بادشاہ رتبیل سے معرکہ آرا ہوا ابھی مسلمانوں سے صلح کرلیتا اور کبھی سرکشی پر آمادہ ہوجاتا پس ابن حجاج نے ابن ابی بکرہ کو لکھا کہ اپنے ساتھ جتنا ہوسکے مسلمانوں کو لے کر رتبیل سے جنگ کے لئے نکل پڑو اور اس کی زمین اپنے لئے حلال سمجھو اور اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک تم ان کے قلعے مسمار نہ کرلو اور ان لوگوں کو قتل نہ کردو جو تمہارے مقابلے میں آجائیں۔ ابن ابی بکرہ اپنے ساتھ اہل بصرہ و اہل کوفہ میں سے فوج لے کر نکلا اور رتبیل سے لڑا اسے عبرتناک شکست دے کر اپنی فوج سمیت اس کے علاقوں کو تخت و تاراج کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترکوں کو ہلاکت آمیز شکست دی اور رتبیل یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلم فوجیں اس کے تعاقب میں ان کے مرکزی شہر تک چلی گئیں یہاں تک کہ وہ اس شہر سے اٹھارہ فرسخ کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ اہل شہر مسلمانوں کی آمد سے بہت زیادہ ڈر گئے پھر ترکوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا اور آنے جانے کے تمام راستے بند کردیئے یہاں تک کہ مسلمانوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ اس موقع پر ابن ابی بکرہ نے رتبیل سے اس پر صلح کرلی کہ اسے سات لاکھ درہم ادا کئے جائیں گے۔ اس کے بدلے وہ مسلمانوں کے لئے جانے کا راستہ خالی کریں گے اور مسلمان واپس اپنے علاقوں میں چلے جائیں گے۔

صحابی رسول کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار...... لیکن شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کو یہ صلح منظور نہ تھی وہ کبار صحابہ میں سے تھے اور اصحاب علی میں ان کا شمار ہوتا تھا اور اہل کوفہ پر وہی امیر تھے۔ لوگ بھی ان کے ہمراہ آخری لمحے تک لڑنے اور صبر و استقلال اور اپنی تلواروں اور نیزوں سے بے جگری کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہوگئے پس عبیداللہ بن ابی بکرہ صحابی رسول کو اس فعل سے منع کیا لیکن وہ نہ مانے اور شریح کے ساتھ کچھ بہادر اور سخت جان لوگوں کی جماعت لڑ مرنے پر تیار ہوگئی اور شریح ان کو لے کر ترکوں سے لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اکثر مسلمان اس جنگ میں کام آگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ پس حضرت شریح یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے لڑتے تھے۔

> "میں نہایت مغموم و مضطرب ہوں اور بڑھاپے کو جھیل رہا ہوں۔ میں نے مشرکوں کے ساتھ ایک عرصہ گزارا اس کے بعد مجھے اپنے نبی منتظر کی صحبت کا شرف ہوا اور ان کے بعد صدیق و عمر کی بھی معیت میں رہا اور جنگ مہران اور جنگ تستر کے دن بھی موجود تھا اور جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک رہا افسوس ہے یہ کتنی طویل عمر ہے"

اور پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید کئے گئے (اللہ ان سے راضی ہو) ان کے ساتھ بہادروں کی ایک جماعت بھی جنگ میں ماری گئی۔ بچے کچھے لوگ عبیداللہ کے ساتھ وہاں سے نکل گئے جو کہ تعداد میں بہت کم تھے۔ اس سانحہ کی خبر حجاج کو بھی پہنچی جو انتظام ہوسکا کرکے اس نے عبدالملک کو اس کی تفصیلی اطلاع کردی اور ساتھ اس بارے میں بھی ان کی رائے جاننی چاہی کہ اگر عظیم لشکر تیار کرکے مشرک ترکوں سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا انتقام لیا جائے۔ جب عبدالملک کے پاس خط پہنچا تو اس نے صحابہ کو جواب میں لکھا کہ جتنی جلدی ہوسکے لشکر تیار کرکے روانہ کردیا جائے حجاج نے زبردست تیاری کی اور ایک لشکر عظیم رتبیل کے مقابلے کے لئے تیار کیا جس کی تفصیل ہم اگلے سال کے واقعات میں بیان کریں گے۔

کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں شریح کے ساتھ تیس ہزار مسلمان شہید ہوگئے اور مسلمانوں کو ایک روٹی ایک دینار میں ملتی تھی۔ ترکوں نے مسلمانوں کو سخت ترین تکالیف میں مبتلا کرکے شہید کردیا تھا جب کہ کئی افراد بھوک کی وجہ سے مر گئے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون اور مسلمانوں نے بھی

ایک طرح کا بزدلی ہے اور نہایت ہی رذالت اور کمینگی ہے پھر اپنے غلام سے کہا کہ ہر ایک کے لئے ایک غلام اور لونڈی ہے یہ گروہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی تھی۔ عبید اللہ کا انتقال بست میں ہوا جبکہ بعض کے نزدیک زرنج کے مقام پر ہوا واللہ اعلم۔ والحمد للہ رب العالمین۔

۸۰ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

مکہ میں تباہ کن سیلاب...... اس سال مکہ مکرمہ میں تباہی پھیلانے والا سیلاب آیا جو مکہ کی تمام چیزوں کو بہا کر لے گیا حجاج نے مکہ سے سامان اونٹوں پر لاد کر باہر نکالا اور عورتوں اور بچوں کا سیلاب سے بچ نکلنا ناممکن ہو گیا سیلاب کا پانی وادی مکہ میں جمع ہو کر مقام حجون تک پہنچ گیا تھا جس میں خلق کثیر غرق ہو کر مر گئے اور کہا جاتا ہے کہ پانی اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ بیت اللہ کے غرق ہونے کا خدشہ ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

بصرہ میں طاعون کی وبا...... ابن جریر نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس سال بصرہ میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور مشہور ہے کہ طاعون کی یہ وبا ۶۹ ہجری ہی میں پھیلنی شروع ہو گئی تھی۔

مہلب بن ابی صفرہ ترکوں کے مقابلے میں...... اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نے بلخ کا نہر عبور کر کے کش میں دو سال تک قیام کیا اور ترکوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کی اور بڑے صبر و استقلال کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ وہاں وقوع پذیر حالات کا ذکر طوالت کے خوف سے نہیں کیا جا رہا ہے۔ مہلب کی طرف اس دوران ابن الاشعث کے خطوط بھی آتے رہے جن میں حجاج کے خلاف بغاوت کا ذکر ہوتا۔ مہلب تمام کے تمام خطوط حجاج کو بھیجتا رہا۔ باقی تفصیلات آئندہ سال کے واقعات میں ذکر کی جائیں گی۔

ترکوں کے خلاف مسلمانوں کا ۴۰ ہزار پر مشتمل لشکر...... اسی سال حجاج بن یوسف نے کوفہ اور بصرہ سے چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ایک لشکر جرار ترتیب دیا جسے ترک بادشاہ رتبیل سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا بدلہ لینے کے لئے بھیج دیا جس کی کمان عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔ دونوں شہروں سے اس نے بیس بیس ہزار سپاہی لئے۔ ابن الاشعث حالانکہ حجاج کے نزدیک نہایت ہی مغضوب تھا حتی کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ میں جب بھی ابن الاشعث کو دیکھتا ہوں تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ایک دن ابن الاشعث حجاج کے پاس آیا تو وہاں عامر شعبی بھی موجود تھے حجاج نے ابن الاشعث کو آتا دیکھ کر عامر شعبی سے کہا کہ اس کے چلنے کے انداز کو دیکھو واللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ عامر شعبی نے یہ بات ابن الاشعث تک پہنچا دی جس پر اس نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اسے تخت و حکومت سے علیحدہ کر کے چھوڑوں گا۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑا مال کثیر صرف کر کے یہ لشکر جمع کیا تھا جب کہ اس کی امارت کے بارے میں کوئی رائے نہ بن پائی تھی آخر کار ابن الاشعث ہی کو اس لشکر کی امارت کے لئے موزوں سمجھا گیا جس پر حجاج بھی راضی ہوا اور اسے امیر بنا دیا گیا جس کے بعد ابن الاشعث کا چچا اسماعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ نے ابن الاشعث کو امیر تو بنا دیا لیکن میں سمجھتا ہوں فرات کا پل عبور کرنے کے بعد وہ آپ کی اطاعت سے نکل جائے گا پس حجاج نے کہا کہ اس معاملہ میں وہ تیرا نہیں میرا دوست ہے۔ میں کب ڈرتا ہوں کہ وہ میری مخالفت کرے گا یا میری اطاعت سے نکل جائے گا پس اس نے ابن الاشعث کو جانے دیا اور ابن الاشعث فوج سمیت رتبیل کے ملک کی طرف نکل پڑا۔

جب رتبیل کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے ابن الاشعث کو خط لکھا جس میں اس نے گزشتہ سال کے واقعات کے بارے میں مسلمانوں سے معذرت طلب کی اور کہا کہ انہیں مجبوراً لڑائی کرنی پڑی کیونکہ مسلمان صلح پر راضی نہ تھے اور اس نے مسلمانوں کو سالانہ خراج ادا کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ ابن الاشعث نے اس کی ایک نہ سنی اور علاقوں پر علاقے فتح کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ رتبیل کو بھی اپنی قوت مجتمع کر کے لڑائی پر آمادہ ہونا پڑا۔ ابن الاشعث جو قلعہ بھی فتح کرتا اس پر ایک عامل مقرر کرتا اور علماء و فقہاء کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دیتا تاکہ لوگوں کو اسلامی تہذیب و

www.ahlehaq.org

ثقافت سے روشناس کرو دیا جا سکے۔ ابن الاشعث نے کئی شہروں اور علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا اور بہت سا مال و دولت حاصل کر لیا اور خلق کثیر کو غلام بنا لیا اور پھر اپنی فوجوں کو مزید فتوحات روکنے کا حکم دے دیا تھا تاکہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام کار مکمل ہو اور مسلمان وہاں رہ کر اچھی طرح لڑائی کی تیاری کر سکیں اور مال و اسباب کا وافر مقدار ذخیرہ کر لیں اور مکمل تیاری کے ساتھ اگلے سال ملک ترک کے مرکزی شہر یدا اعظما پر زوردار حملہ کریں اور مال و اسباب، غلام لونڈیاں اور قیمتی چیزیں وہاں سے حاصل کر لیں۔ اور لڑائی پر آمادہ لوگوں سے جنگ کریں اس پر سب متفق ہو گئے اور مزید لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا پس ابن الاشعث نے حجاج کو خط لکھا جس میں اسے فتوحات اور تمام تفصیلات سے آگاہ کیا اور اپنے اگلے سال کے پروگرام سے متعلق بھی تفصیل لکھ دی۔

بعض مؤرخین نے کہا کہ حجاج نے ہمیان بن عدی السدوسی کو مسلح کر کے کرمان کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ وہاں جا کر سجستان اور سندھ کے عاملوں کی مدد کرے اگر ان کو ضرورت ہو تو۔ لیکن ہمیان نے وہاں جا کر حجاج کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی پس حجاج نے ابن الاشعث کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا۔ ابن الاشعث نے ہمیان کو شکست دی اور وہیں پر رک گیا۔ اس دوران ابن ابی بکرہ جو کہ سجستان کا امیر تھا وفات ہو گئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو والی بنا دیا اور ابن الاشعث کی مدد کے لئے فوج روانہ کر دی جس پر دو لاکھ [illegible] خرچ آئے یہ لشکر جیش طواویس کے نام سے مشہور ہوا اس لشکر نے رتبیل پر چڑھائی کی تھی جس کا ذکر اوپر ہو گیا ہے۔

واقدی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال ابان بن عثمان نے لوگوں کو حج کرایا لیکن دوسرے مؤرخین کا خیال ہے کہ حج سلیمان بن عبدالملک نے کرایا۔ اس سال صائفہ کا امیر ولید بن عبدالملک تھا جب کہ مدینہ پر ابان بن عثمان اور مشرقی علاقہ پر حجاج بن یوسف تھا جب کہ کوفہ کا قاضی ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات...... ان کا پورا نام ابو زید بن اسلم اصل میں عین التمر کے قیدیوں میں سے تھا ۱۱ ہجری کو حج کے دوران مکہ میں حضرت عمر نے انہیں خرید لیا تھا وفات کے وقت ان کی عمر ۱۱۴ سال تھی انہوں نے حضرت عمر سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حدیث کی ہے اور ان کے مناقب بھی بہت سے ہیں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

جبیر بن نفیر...... یہ صحابی رسول ہیں۔ پورا نام جبیر بن نفیر بن مالک حضرمی ہے۔ شام کے علماء میں سے تھے۔ شام میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی بعض نے ان کی عمر زیادہ جب کہ بعض نے کم بتائی ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب...... یہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ بنی ہاشم کے وہ آخری فرد ہیں جنہیں زیارت نبوی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مدینہ میں مقیم رہے۔ ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا میرے بھتیجوں کو میرے پاس لے آؤ تو ان کی حالت ایسی تھی جیسے بغیر پروں والے چوزے نبی اکرم ﷺ نے نائی کو بلوا کر ان کے سر منڈوائے اور پھر ان کے لئے دعا فرمائی اور کہا اے اللہ جعفر کے گھر میں برکت ڈال اور اس کے بیٹے عبداللہ سے اس گھر پر رونق رکھ۔ پس ان کی والدہ آئیں اور حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اب تو ان کے پاس کچھ نہیں رہا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں ہوں نا ان کے والد کی جگہ۔ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت اس وقت کی تھی جب ان دونوں کی عمر سات سال تھی اور یہ شرف کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ عبداللہ بن جعفر نہایت سخی اور فیاض تھے۔ وہ لوگوں کو بڑی فراخ دلی سے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دو لاکھ درہم دے دیئے۔ ایک اور موقع پر ایک شخص کو ساٹھ ہزار درہم دیئے۔ ایک اور شخص کو چار ہزار دینار دیئے۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص شکر مدینے لایا جس کا کوئی خریدار نہ ملا۔ عبداللہ نے منتظم کو بھیجا انہوں نے شکر خرید کر لوگوں میں تقسیم کرادی۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو دار بنی مروان میں مقیم ہوئے اور دربان کو حکم دیا کہ دیکھو اگر تمہیں حسن یا حسین یا ابن جعفر وغیرہ نظر آجائیں تو ان کو میرے پاس لے آؤ دربان باہر نکلا تو اس کو ان میں سے کوئی بھی نہ ملا اس کو بتایا گیا کہ یہ سارے عبداللہ بن جعفر کے ہاں بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بھی انہی کی طرح ہیں اور یہ کہہ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے ٹیکتے ہوئے حضرت عبداللہ کے دروازے تک پہنچ گئے اور اجازت طلب کر کے اندر داخل ہو گئے ابن جعفر نے انہیں احترام کے ساتھ صدر مقام پر بٹھایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن جعفر آپ کا کھانا کہاں ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ جو چیز کھانے میں طلب کریں گے حاضر ہو جائے گی۔ حضرت معاویہ نے کہا ہمیں مغز کھلا دو۔ ابن جعفر نے ایک چھوٹے پیالے میں مغز منگوایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔ اسی طرح انہوں نے تین دفعہ مغز تناول کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عبداللہ کی فیاضی سے متعجب ہوئے اور فرمانے لگے تم لوگوں کو اتنی کثرت سے کھلاتے ہوئے تھکتے نہیں ہو؟ جب حضرت معاویہ وہاں سے نکلے تو انہوں نے ابن جعفر کے لئے پچاس ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ حضرت معاویہ کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ ہر سال حضرت معاویہ کے ہاں جاتے وہ ان کو ایک لاکھ درہم عطا فرماتے اور ان کی سو حاجتوں کو پورا کرتے جب حضرت معاویہ کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو حضرت عبداللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کی۔ حضرت عبداللہ جب یزید کو خلافت ملنے کے بعد ان کے پاس چلے گئے تو اس نے کہا میرے والد معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو کتنا عطیہ دیتے تھے۔ عبداللہ نے کہا ایک لاکھ درہم یزید نے کہا ہم نے اسے دوگنا کر دیا چنانچہ یزید عبداللہ کو سالانہ دو لاکھ درہم عطیہ دیتے تھے۔ پس عبداللہ نے یزید کو کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس بات آج تک میں نے کسی سے نہیں کہا اور نہ ہی آئندہ کسی سے کہوں گا۔ یزید کہنے لگا اتنا عطیہ آپ کو کسی نے دیا نہیں اور نہ میرے بعد کوئی دے گا۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ کے پاس ایک لونڈی تھی جس کا نام عمارہ تھا وہ گانا گاتی تھی اور عبداللہ اس سے شدید محبت رکھتے تھے۔ یزید ایک دن عبداللہ کے پاس آیا تو لونڈی گا رہی تھی۔ یزید اس پر فدا ہونے لگا اور یہ جرأت نہ کر سکا کہ لونڈی عبداللہ سے مانگ لے۔ یہ بات یزید نے اپنے دل میں رکھی جب حضرت معاویہ کی وفات ہو گئی اور خلافت یزید کو مل گئی تو یزید نے ایک عراقی کو مدینے بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس لونڈی پر نظر رکھے اس آدمی نے مدینہ میں عبداللہ کے گھر کے قریب گھر لیا اور ان کو بیش قیمت تحفے تحائف دیتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ ان سے مانوس ہو گیا آخرکار عراقی وہ لونڈی لے کر یزید کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت حسن بصری کو ابن جعفر کا گانا سننا فضول کاموں میں مصروف رہنا اور [illegible] پسند نہیں تھا وہ کہا کرتے تھے کہ عبداللہ ابن جعفر اس سے باز نہیں آتے۔ یہاں تک کہ حجاج کو اپنی بیٹی کا رشتہ بھی کروادیا۔ حجاج کہا کرتا تھا کہ اس نے اس سے نکاح صرف آل ابوطالب کو رسوا کرنے کے لئے کیا تھا اور یہ بھی منقول ہے کہ عبدالملک نے خط لکھ کر حجاج سے اس کو رخصت ہونے سے قبل طلاق دلوائی تھی۔ عبداللہ بن جعفر سے بہت ساری احادیث مروی ہیں۔

ابو ادریس الخولانی ان کا پورا نام عائذ اللہ بن عبداللہ ہے۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ صاف دل کے ساتھ گندے لباس میں رہنا بہتر ہے اس سے کہ گندا دل اجلے لباس میں ہو۔ ان کو دمشق کی قضاء سونپی گئی تھی ان کے مفصل حالات ہم نے اپنی کتاب تکمیل میں ذکر کر دیئے ہیں۔

معبد جہنی قدری ـــــ کہا جاتا ہے ان کا پورا نام معبد بن عبداللہ بن عویمر ہے۔ ان سے یہ روایت مروی ہے کہ [illegible] اور [illegible] ان کے بچوں کے گوشت سے ان کے نسب کے بارے میں اور بھی اقوال وارد ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، معاویہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ یوم تحکیم میں حاضر رہے۔ وہ ابو موسیٰ اشعری سے ملے اور ان کو وصیت کی اور ان کا مشورہ دیا اور پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہی بات دہرائی پس حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے جہینہ کے مینڈھے آپ ان معاملات کے اہل نہیں ہیں آپ تو نہ حق فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی باطل کوئی نقصان۔ عمرو بن العاص ان کو کہہ گئے

www.ahlehaq.org

تھے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ قدر پر بات کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ عقیدہ قدر اہل عراق کے ایک نصرانی جس کا نام سوسن تھا، سے لیا تھا اور غیلان نے یہ عقیدہ معبد سے لیا تھا اور آگے جاری کر دیا۔

معبد عبادت گزار اور زاہد تھا ابن معین اور دیگر نے اس کو ثقہ لکھا ہے اور اس سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حسن البصری نے کہا ہے کہ معبد سے دور رہو کیوں کہ یہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگا ہے۔ ابن الاشعث کی تحریک میں شامل تھا جس پر حجاج کے عتاب کا شکار ہوا اور اس نے معبد کو طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کر دیا۔ سعید بن عفیر کا کہنا ہے کہ معبد کو عبدالملک بن مروان نے سن ۸۰ھ میں سولی چڑھا دیا تھا اور پھر قتل کر دیا تھا۔ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ معبد کی موت سن ۹۰ھ سے قبل واقع ہوئی، واللہ اعلم اور یہ بھی منقول ہے کہ عبدالملک کا معبد کو قتل کرانے والی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۱ ہجری

اس میں پیش آنے والے مشہور واقعات و حوادث

اس سال عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے قالیقلا شہر کو فتح کر لیا جس میں مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

بکیر بن وشاح کا قتل ...... اسی سال بکیر بن وشاح کو بحیر بن ورقاء الصریمی نے قتل کر دیا۔ بکیر بہادر اور دلیر مردوں میں سے تھا۔ بکیر کی قوم میں سے ایک شخص (صعصعہ بن حرب العوفی الصریمی تھا) نے اس کا بدلہ لیتے ہوئے بحیر کو اس حالت میں جب کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ تھا خنجر مار کر قتل کر دیا۔ آخری وقت میں بحیر کو اس کے گھر لے جایا گیا جہاں پر اس نے صعصعہ کو اپنے پیروں کے قریب لا کر خنجر اس کے سر میں مار کر قتل کر دیا اور خود بھی زندگی سے ہار گیا۔ اس سے قبل انس بن طارق نے اس سے کہا تھا کہ قاتل کو معاف کر دو لیکن اس نے کہا واللہ میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک یہ زندہ ہے اور پھر اسے قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صعصعہ کو بحیر کے قتل کے بعد قتل کرایا گیا تھا۔

ابن الاشعث کی انقلابی تحریک ...... ابو مخنف نے کہا ہے کہ اس تحریک کی ابتدا اسی سال ہوئی جب کہ واقدی کا کہنا ہے کہ اس کی ابتدا ۸۲ھ میں ہوئی۔ ابن جریر نے اس تحریک کو اسی سال کے واقعات میں ذکر کیا ہے پس ہم بھی اس کی موافقت میں اس کا ذکر اسی سال کے واقعات میں کریں گے۔

اس کا سبب یہ تھا کہ حجاج بن یوسف ابن الاشعث سے بہت سخت نفرت کرتا تھا جب ابن الاشعث کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھی اپنے دل میں انتقام کی آگ لئے پھرتا تھا اور تمنا کرتا تھا کہ حجاج سے حکومت چھن جائے۔ جب حجاج نے ملک ترک رتبیل کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا سربراہ ابن الاشعث کو چن لیا تو ابن الاشعث نے وہاں کے بعض علاقوں پر غلبہ پایا اور یہ طے پایا کہ اس سال اسلامی لشکر ان علاقوں میں قیام کرے گا اور خوب تیاری کر کے اگلے سال حملہ کریں گے اور اس بارے میں اس نے حجاج کو بھی لکھا لیکن حجاج نے ابن الاشعث کے اس فیصلے کو نہایت ناپسند کیا اور اسے ناقص العقل، بزدلی کا طعنہ اور جنگ سے منہ پھیر کر بھاگنے والا شخص کہہ کر خطاب کیا اور فوری حملے کا حکم نامہ لکھ بھیجا۔ اس کے بعد اسی جیسے کئی خطوط حجاج نے ابن الاشعث کی طرف لکھ بھیجے۔ ان خطوط میں وہ ابن الاشعث کو جولاہے کا بیٹا اور غدار اور مرتد جیسے ناموں سے پکارتا تھا اور کہتا کہ میں نے تم جیسے بہت سے دیکھے ہیں، دشمن کے علاقے میں گھس جاؤ ورنہ تمہارا انجام بہت برا ہوگا۔

حجاج ابن الاشعث سے بہت بغض رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ (ابن الاشعث) حاسد اور احمق ہے اور اسی کے باپ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کے کپڑے لوٹے اور ان سے قتال کیا اور اسی نے عبیداللہ بن زیاد کو مسلم بن عقیل کا پتہ بتایا حتی کہ وہ قتل کئے گئے اس کا دادا اشعث اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا تھا۔ میں جب سے دیکھتا ہوں اس کے قتل کا ارادہ کرتا ہوں۔ جب حجاج نے یہ باتیں لکھ کر ابن الاشعث کو بھیج دیں اور یہ خطوط یکے بعد دیگرے آتے گئے تو ابن الاشعث نے کہا حجاج میری طرف ایسی باتیں لکھ کر بھیجتا ہے حالانکہ میں اسے اپنی فوج کا والی بنا کر بھی اپنا بیٹا خیال کروں گا اس

www.ahlehaq.org

ہے کہ وہ کمزور عقل اور ضعیف القوۃ ہیں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ ان کا باپ ثقفی ہیں اور وہ خود غزالہ سے شکست خوردہ ہیں، غزالہ شبیب کی بیوی تھی جس نے حجاج کو شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا پھر ابن الاشعث نے اپنی فوج میں سے چیدہ چیدہ افراد کو جمع کر لیا اور ان سے کہا کہ حجاج اس بات پر مصر ہے کہ ہم دشمن کے علاقے پر فوری حملے کریں۔

اور یہ وہی علاقے ہیں جہاں آپ کے بھائی گزشتہ کل ہلاکت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ تحقیق سردیوں کا موسم قریب آ رہا ہے تم مشورہ کر لو جب کہ میں حجاج کی اطاعت کو قبول کرنے سے رہا اور کل جو رائے میری تھی اس پر قائم ہوں اس نے قوم سے خطاب کیا اور ان کے علم میں اپنی اور دیگر اہل الرائے کی رائے کو لایا جو گزشتہ دنوں وہ طے کر چکے تھے کہ اس سال وہ یہیں رہیں گے اور مال و اسباب اور اسلحہ جمع کر کے سردیاں جب ختم ہوں گی تو یہ سب دشمن کے علاقوں میں داخل ہوں گے پھر وہ ان علاقوں کو ایک ایک کر کے فتح کر لیں گے یہاں تک کہ رتبیل کا اس کے مرکزی شہر مدینۃ العظماء میں محاصرہ کر لیں پھر اس نے حجاج کی طرف سے حکم نامہ سنایا جس میں رتبیل پر فوری حملہ کا حکم سنایا تھا پس اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے اور پکارنے لگے کہ ہم اللہ کے دشمن حجاج کی کوئی بات نہیں مانیں گے اور اس کی طاعت سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ مجھے مطرف بن عامر بن واثلہ الکنانی نے بتایا کہ اس موقع پر سب سے پہلے اس کا باپ بولنے کے لئے کھڑا ہوا تھا وہ شاعر اور خطیب بھی تھا اس نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ہماری اور حجاج کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر دو اگر ہلاک ہو گیا تو ہو گیا اور اگر بچ گیا تو وہ تمہارا غلام ہے تم ہی کو ملے گا۔

اے لوگو! اگر تم یہ جنگ جیت گئے تو اس کا نفع حجاج کو (اس کی حکومت میں) ملے گا اور اگر ہار گئے تو تم مبغوض اور بدترین دشمن ٹھہرے جاؤ گے پھر کہا اے لوگو! دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل جاؤ اور اس موقع پر اس نے عبدالملک کی اطاعت سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا اور یہ کہا کہ اپنے امیر عبدالرحمن بن الاشعث کی بیعت کر لو میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ حجاج کی اطاعت سے نکلنے والا میں پہلا آدمی ہوں گا۔

اس پر چاروں طرف سے شور اٹھا، ہم دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل گئے اور لوگ ابن الاشعث کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور حجاج کے عوض ابن الاشعث کی بیعت کر ڈالی۔ اس موقع پر بھی امیر المومنین کی بیعت سے نکلنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ اس کے بعد ابن الاشعث نے اپنا قاصد رتبیل کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس سے صلح کا خواہشمند ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر اس کو حجاج کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تو رتبیل سے کبھی خراج وصول نہیں کرے گا۔

پھر ابن الاشعث اپنی فوجیں لے کر سجستان سے عراق کی جانب چل پڑا تاکہ حجاج سے جنگ کر کے عراق چھین لے، دوران سفر انہوں نے کہا کہ ہم نے جب حجاج کی بیعت توڑ دی تو عبدالملک بن مروان کی بیعت بھی تو خود بخود ٹوٹ گئی تب انہوں نے دونوں کو معزول کر دیا اور ابن الاشعث کی از سر نو بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے ان سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور گمراہی کے اماموں کو معزول کرنے اور ملحدین کے ساتھ جہاد جاری رکھنے پر بیعت لے لی۔

جب حجاج کو اس بارے میں علم ہوا تو تمام صورت حال خلیفہ کو لکھ بھیجا اور ان سے فوری لشکر بھیجنے کی استدعا کی۔ حجاج بھی ان کے مقابلے پر نکل آیا اور بصرہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مہلب بن ابی صفرہ کو اس کی خبر پہنچ گئی، ابن الاشعث نے اسے اپنا ہم نوا بنانے کے لئے خط لکھا لیکن وہ نہ مانا اور اس کا لکھا ہوا خط حجاج کو ارسال کر دیا اور مہلب نے ابن الاشعث کو خط لکھا کہ:

اے ابن الاشعث تو نے اپنے پاؤں ایک لمبی رکاب میں پھنسا لئے ہیں، امت محمدیہ کے بارے میں اللہ سے ڈر اور اپنی ذات کا خیال کر، خود کو ہلاک نہ کر، مسلمانوں کا خون بہانے سے پرہیز کر اور جماعت کو تفرقہ میں نہ ڈال اور بیعت کو نہ توڑ اگر یہ کہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے تو اللہ ہی ہے جس سے خوف کیا جا سکتا ہے، اللہ سے ڈر اپنی جان ہلاک کرنے کی صلح نہ کر اور حرام کو حلال کرنے کی فکر میں مت پڑ۔ والسلام۔

اس نے دوسرا خط حجاج کو لکھا جس میں لکھا تھا کہ:

اما بعد اہل عراق تیری طرف اس طرح بڑھ کر آ رہے ہیں جس طرح بلندی سے سیلاب کا پانی نشیب کی طرف بہہ کر آتا ہے وہ پہنچ کر ہی ٹھہرتا ہے، اور عراقی شروع میں بڑا زور و شور دکھاتے ہیں لیکن یہ اپنے بال بچوں کے عاشق ہیں ان کو کوئی چیز اپنے بیوی بچوں تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی یہاں

www.ahlehaq.org

کو چھوڑ کر کسی حالت میں خوش نہیں رہ سکتے۔ والسلام

جب حجاج نے مہلب کا خط پڑھا تو کہا اللہ جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا مجھے تو خط کے مضمون میں تامل ہے البتہ ابن عم کے لئے نصیحت ہے اور جب حجاج کا قاصد یہ خط لے کر عبدالملک کے پاس پہنچا تو وہ سخت پریشان ہو گیا اور اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور خالد بن یزید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس کو حجاج کا خط پڑھوایا خالد نے خط پڑھ کر کہا اے امیر المومنین اگر یہ واقعہ خراسان کی جانب سے ہوا ہے تو ڈرنے کی بات ہے اور اگر سجستان کی طرف سے ہے تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں اس کے بعد عبدالملک نے شام سے عراق کے لئے لشکر بھیجنے کی تیاری شروع کر دی تا کہ حجاج کی مدد بھیجی جا سکے اور وہ ابن الاشعث کا مقابلہ کر سکے عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرہ کی رائے سے بھی اتفاق نہیں کیا جس کی طرف اشارہ حجاج نے اپنے خط میں کیا تھا حالانکہ مہلب کے خط میں ان کے لئے مخلصانہ نصیحت تھی اس دوران حجاج عبدالملک کو ابن الاشعث کے حالات سے برابر باخبر رکھتا رہا کہ وہ اس وقت کہاں ہے کس جگہ آرام اور کس جگہ پڑاؤ ہے؟ لوگ ابن الاشعث کے گرد جوق در جوق جمع ہو گئے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ ابن الاشعث کے ماتحت تینتیس ہزار سوار اور ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ فوج جمع ہو گئی تھی اور حجاج شامی افواج لے کر بصرہ سے نکلا اور تستر مقام پر پہنچ گیا اور مطہر بن حی العکی کو مقدمۃ الجیش بنا کر آگے روانہ کیا اس کے ساتھ عبداللہ بن رمیثہ اپنے لشکر کے ساتھ موجود رہا جب حجاج کا مقدمۃ الجیش دجیل کے مقام پر پہنچا تو اس کا مقابلہ ابن الاشعث کے شہسواروں سے جس کا امیر عبداللہ بن ابان الحارثی سے ہوا۔ ان کی تعداد تین سو تھی۔ یہ دونوں لشکر عید الاضحیٰ کے دن نہر دجیل کے پاس صف آرا ہوئے۔ حجاج کا مقدمۃ الجیش ہزیمت سے دوچار ہوا ابن الاشعث کی فوج نے حجاج کے پندرہ سو آدمی مار ڈالے اور ابن الاشعث کی فوج کو ان کے لشکر میں سے کافی مال و گھوڑے اور کپڑے ہاتھ آئے۔

یہ خبر حجاج کو جب پہنچی تو اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو واپس بصرہ پہنچ جاؤ کیونکہ بصرہ فوج کے لئے محفوظ مقام ہے۔ لوگ سب ہی کے واپس لوٹے لیکن ابن الاشعث کے سوار دستوں نے ان کا بھی پیچھا کر لیا اور جو ملا اس کو قتل کر دیا۔ بھاگنے والوں کو بھی نہ بخشا۔ حجاج بھی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے ٹھکانے میں پہنچ کر دم لیا۔ کہنے لگا اللہ مہلب کو نیکی دے، وہ ماہر، تجربہ کار، سمجھ دار اور صاحب الرائے ہے لیکن ہم نے اس کی بات نہ مانی۔ اس مقام پر حجاج نے اپنے لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور پندرہ کروڑ درہم لوگوں میں تقسیم کئے اور ساتھ ہی اپنے لشکر کے گرد خندق بھی کھدوائی۔ اہل عراق بھی آئے اور بصرہ میں داخل ہو گئے اور اپنے اہل و عیال میں مشغول ہو گئے۔ ابن الاشعث بھی بصرہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور ان سے اپنے لئے بیعت لی۔ لوگوں نے حجاج اور عبدالملک کی بیعت توڑ کر اس کی بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے کہا کہ حجاج تو کسی شمار میں نہیں۔

آؤ چلو عبدالملک سے لڑتے ہیں۔ اس کی پکار پر بصرہ کے تمام فقہاء، علماء، مشائخ، قرّاء، حفاظ اور بوڑھے جوان سب تیار ہو گئے اس کے بعد ابن الاشعث نے بصرہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور یہ واقعہ آخری ذیقعدہ میں وقوع پذیر ہوا۔

اس سال اسحاق بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا جس طرح واقدی اور ابومعشر نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اسی سال موسیٰ ابن نصیر نے جو کہ عبدالملک کی جانب سے بلاد مغرب کا امیر مقرر تھا، نے اندلس پر لشکر کشی کی جہاں اس نے بہت سے علاقوں کو فتح کیا اور بہت سی آبادیاں بھی حاصل کیں اور بلاد مغرب کے بھی کئی علاقوں کو فتح کرتا ہوا شہر طنجہ جو کہ بحر الاعظم المحیط کے کنارے پر ہے تک پہنچ گیا۔ واللہ اعلم۔

اس سال اعیان میں سے بُجیر بن ورقاء الصریمی وفات پا گئے جو کہ اشراف خراسان میں سے تھے جنہوں نے ابن خازم سے لڑائی کر کے اسے قتل کر دیا تھا اور بکیر بن وشاح کو بھی قتل کیا تھا۔ یہ اسی سال خود بھی مقتول ہوئے۔

سوید بن غفلۃ بن عوسجہ بن عامر ---- یہ ابوامیہ الجعفی کوفی ہیں جنگ یرموک میں شریک رہے جس سال حضور ﷺ پیدا ہوئے اسی سال پیدا ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ مخضرمین میں ان کا شمار ہوتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان کو حضور اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا تھا اور آپ کے ساتھ نماز بھی پڑھی تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد پیدا ہوئے اور ایک سو تیس سال عمر پائی مگر کسی نے انہیں کمر جھکائے ہوئے کسی چیز کا سہارا لیتے ہوئے نہیں دیکھا اور ایک سو بیس سال

کی عمر میں بھی انہوں نے کم عمر نوجوان کو زمین پر پٹخ دیا تھا۔ ابو عبید اور دیگر کے مطابق ان کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی اور دیگر کے مطابق ۸۲ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

شعبی فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دو سال چھوٹا تھا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تاکہ ایمان لاؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔

حسن بن حارث نخعی فرماتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد سے گزر کر اپنی بیوی کی طرف جا رہے تھے جو کہ قبیلہ بنی اسد سے تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو ستائیس (۱۲۷) برس تھی۔ سفیان اور عاصم فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک سو سولہ (۱۱۶) برس کی عمر میں شادی کی۔ وہ جمعہ کے دن آتے اور ہماری امامت کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ رمضان میں ہماری امامت قیام اللیل میں کرتے تھے اور آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ سوید بن غفلہ اکثر تکبیر کہتے تھے۔ مؤذن کے قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ اذان اور نماز کے عمل سے شغف رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں طاقت رکھتا تو کسی بستی میں مؤذن ہوتا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دوپہر کے وقت اذان دی جس کو حجاج نے سن لیا۔ اس وقت وہ مقام موریہ میں تھے اور کہا کہ اس مؤذن کو میرے پاس لاؤ۔ لوگ ان کو حجاج کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا دوپہر کے وقت نماز پڑھنے پر؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس وقت میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

سوید بن غفلہ کے بہت سے مناقب ہیں۔ آپ نے آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے سفر کیا۔ مگر آپ ﷺ وفات پا چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے تھے۔ آپ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور ان سے روایات نقل کی ہیں اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

جب آپ کو بتایا جاتا کہ فلاں نے دیا اور فلاں حاکم بن گیا تو فرماتے کہ مجھے یہ ٹکڑے اور نمک ہی کافی ہے اور فرماتے جس کا مفہوم ہے کہ جب اللہ کسی دوزخی کو بھوننے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک دوزخی اور آگ کا تابوت اس کی قبر میں بھیج دیتا ہے۔ پھر اس کو اس میں منتقل کر دیتا ہے دوزخ کے تالوں کے ساتھ۔ اس میں یہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر آگ اس کو جلاتی ہے۔ پھر اس تابوت کو دوسرے آگ کے تابوت میں بند کیا جاتا ہے اور اس کو دوزخ کے تالوں سے بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی اپنے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جنازوں کے آگے فرشتے چلتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں آگے کیا بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑا!!

عبداللہ بن شداد بن الہاد ---- یہ عابد اور زاہد بزرگ تھے ان کا شمار علماء میں ہوتا تھا اور ان کی نصیحتیں اور عمدہ کلمات مشہور ہیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت حدیث کی ہے جب کہ تابعین سے بھی روایت کر چکے ہیں۔

محمد بن علی بن ابی طالب ---- ان کا لقب ابو القاسم اور ابو عبداللہ بھی تھا اور کنیت کے اعتبار سے ابن الحنفیہ کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا۔ ان کا نام خولہ تھا۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ یہ معاویہ اور عبدالملک بن مروان کے پاس بھی گئے تھے۔ محمد بن علی نے مروان کو جنگ جمل کے موقع پر زمین پر پٹخ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے تھے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن مروان نے خدا کی دہائی دی اور بہت عاجزی کی تو محمد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب محمد عبدالملک کے ہاں گئے تو امیر المؤمنین تھے۔ یہ واقعہ یاد دلایا تو محمد نے کہا امیر المؤمنین میں معذرت خواہ ہوں۔ عبدالملک نے اسے معاف کر دیا اور ان کو بہت کچھ عطا کیا۔ محمد بن علی سادات قریش میں سے تھے اور مشہور بہادروں میں سے تھے اور اسے بہت طاقت ور اور شہ زور سمجھا جاتا تھا۔ جب ابن زبیر کی بیعت ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو خاندان سمیت قتل کرنے کا ارادہ کیا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جب ابن زبیر شہید کئے گئے

اور عبدالملک کو استقرار حاصل ہوا اور ابن عمر نے بھی ان کی بیعت کر لی تو ان کی تقلید میں محمد نے عبدالملک کی بیعت کر لی اور مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا، کہا جاتا ہے ۸۱ھ میں یا اس سے ایک سال پہلے بعد میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے لیکن روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے کہ محمد جبل رضوی میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کو وہاں رزق پہنچایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کی واپسی کے منتظر ہیں۔ اسی کی طرف شاعر کثیر عزہ نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

> "جان لو کہ امام صرف قریش میں سے ہیں حق کے والی ہیں اور پورے چار ہیں: ایک علی ہیں تین دیگر ان کی اولاد میں سے ہیں یہ سارے انہیں کی اولاد ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں، ایک اولاد ایمان و نیکی کا چراغ تھی (یعنی حسن رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کربلا کی سرزمین میں گم گئی (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کو آنکھیں تلاش کر رہی ہیں کب وہ گھوڑے کے آگے جھنڈا لہراتے آئیں گے (یعنی محمد بن علی رضی اللہ عنہ)"۔

جب ابن زبیر نے ابن حنفیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ابی الطفیل واثلہ بن الاسقع کے ہاتھ کوفہ کے شیعوں کو خط لکھا اور کوفہ میں مختار بن عبید اللہ کو مطلع کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گھروں پر لکڑی جمع کر کے انہیں آگ لگانے کی کوشش کی تھی جب مختار کو ابن حنفیہ کا خط ملا تو اس نے ابو عبداللہ الجدلی کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا جنہوں نے بنی ہاشم کو بچا لیا۔ مختار بن عبید اللہ ابن الحنفیہ کا داعی تھا وہ اسے مہدی کہتا تھا۔ بنی ہاشم کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی نکلے تھے جو کہ طائف آ کر وفات پا گئے۔ جب کہ ابن حنفیہ اپنے حامیوں کے ساتھ وہیں مقیم رہے تا آں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس علاقے سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جن کی تعداد سات ہزار تھی، ارض شام کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچ گئے تو ان کو عبدالملک نے خط لکھ کر دھمکی دی کہ یا تو میری بیعت کر لو ورنہ میرے ملک سے نکل جاؤ۔ اس پر ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ میں اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے کو تیار ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کو پناہ دو گے۔ عبدالملک نے جب اس کا جواب اثبات میں دیا تو ابن حنفیہ اپنے ساتھیوں سمیت کھڑے ہوئے اور انہوں نے حمد و ثناء کے بعد اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون بچا لیا ہے اور تمہارا دین محفوظ رکھا پس جو کوئی تم میں سے واپس جانا چاہے اور اپنے علاقے کو واپس ہونا چاہے وہ چلا جائے تو لوگ جانا شروع ہوئے اور ابن حنفیہ کے ساتھ سات سو آدمی باقی رہ گئے جنہیں لے کر ابن الحنفیہ عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور احرام باندھ کر ہدی (قربانی کا جانور) بھی ساتھ لیا۔

جب وہ مکہ کے قریب ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ وہ اندر آنے سے باز رہیں۔ ابن الحنفیہ نے ابن الزبیر کو لکھا کہ ہم لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں آئے ہیں ہمیں چھوڑ دو تا کہ ہم عمرہ ادا کر کے واپس چلے جائیں لیکن ابن زبیر نے انکار کر دیا جب کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے پس ابن حنفیہ مدینے واپس آ گئے اور ابن زبیر کی ابن حجاج کے ہاتھوں شہادت تک وہیں حالت احرام میں مقیم رہے۔ جب حجاج عراق چلے گئے تو ابن حنفیہ مکہ چلے گئے اور مناسک ادا کر کے آئے اور کہا جاتا ہے کہ اس دوران جوئیں اس کے جسم سے جھڑ جھڑ کر گر رہی تھیں۔ ابن الحنفیہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور وفات تک وہیں پر رہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حجاج کے ہاتھوں ابن زبیر شہید ہو گئے تو حجاج نے ابن الحنفیہ کو لکھا کہ خدا کا دشمن قتل ہو گیا ہے پس تم بھی بیعت کر لو تو ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ جب تمام لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی کر لوں گا۔ حجاج نے جواب لکھا کہ واللہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس پر ابن حنفیہ نے کہا اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے اور ہر نظر پر تین سو ساٹھ معاملات درپیش ہوتے ہیں شاید کہ اللہ کسی مرحلے میں مجھے روک لے اور مجھے اس کی لپیٹ میں لے آئے۔ حجاج نے یہ بات عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اس کو یہ بات بڑی پسند آئی اور اس نے حجاج کو لکھا کہ ابن الحنفیہ کو ہم جانتے ہیں وہ بیعت کر لیں گے پس تم اس سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ اس کو ہم سے کوئی اختلاف نہیں وہ خود کسی وقت چلا آئے گا اور بیعت کر لے گا۔ عبدالملک کو رومی بادشاہ نے اپنے عظیم لشکر سے دھمکانا چاہا تو عبدالملک نے جواب میں ابن الحنفیہ کے الفاظ واللہ ان میں تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے۔ لکھ بھیجا ملک روم نے یہ پڑھ کر کہا عبدالملک ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا ایسے الفاظ تو خاندان نبوت کے کسی فرد کے ہی ہو سکتے

www.ahlehaq.org

ہیں۔ جب تمام لوگ عبدالملک کی بیعت پر متفق ہو گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب تو سب نے بیعت کر لی ہے آپ بھی کر لیں تو انہوں نے اپنی بیعت عبدالملک کے نام لکھ دی اور وہ اس کے بعد عبدالملک کے پاس ملنے بھی گئے۔

ابن الحنفیہ پینسٹھ سال کی عمر پا کر محرم کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد میں مختلف بیویوں سے عبداللہ، حمزہ، علی، جعفر اکبر، حسن، ابراہیم، قاسم، عبدالرحمن، جعفر اصغر، عون اور رقیہ تھے۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ شیعہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ ابن الحنفیہ مرے نہیں ہیں۔ اس بارے میں کثیر نے یہ شعر کہا ہے کہ:

> "خبردار رہو! کہہ دیجئے وصی سے کہ میری جان تم پر فدا ہو آپ نے اس پہاڑ پر قیام دراز کر دیا نقصان دینے والے گروہ کو جنہوں نے آپ کو ہماری طرف سے امام و ولی اور خلیفہ بنا دیا تمام اہل زمین آپ کی خلافت پر مطمئن ہیں۔ آپ کے ان کے درمیان رہنے کا زمانہ ساٹھ سال تھا۔"

خولہ کے بیٹے نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور نہ ہی زمین نے ان کی ہڈیاں چھپائی ہیں۔ اس نے رضوی کی گھاٹی میں جب شام کی تو فرشتے اس سے گفتگو کر رہے تھے، بے شک ان کے لئے ایک گھاٹی میں ہی ٹھکانہ ہے، امام کو بے اور وہ ایک مجلس ہے جس میں عزت مند لوگ ہمارا خیال کرتے ہیں۔ اللہ نے ایسے امر کی طرف ہدایت دی ہے جسے تم لوگوں نے ہم سے چھپا دیا تھا جس میں وہ اس کا امر کی تکمیل چاہتا ہے۔ امام کا نور ایسا عمل ہے کہ تم اس کے پے در پے جھنڈے دیکھو گے۔

روافض (شیعہ) کا ایک گروہ ان کی امامت کا قائل ہے اور وہ قرب قیامت میں ان کے دوبارہ خروج (ظہور) کے منتظر ہیں، جس طرح شیعہ کا ایک گروہ حسن بن محمد العسکری کے سامرا (عراق) کے غار میں سے برآمد ہونے کے منتظر ہیں۔ یہ ان کے خرافات ہیں، گمراہی، جہل اور ہذیان پر مشتمل عقائد ہیں جن کو ہم اپنے مقام پر وضاحت کے ساتھ ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

۸۳ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

اس سال محرم میں زاویہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ابن الاشعث اور حجاج کی فوجیں آپس میں بھڑ گئی تھیں۔ لڑائی کے پہلے دن اہل عراق اہل شام پر حاوی رہے، دوسرے دن مقابلہ برابر رہا، پھر سفیان بن الابرد (جو کہ شامی فوج کے امراء میں سے تھا) نے ابن الاشعث کی فوج کے میمنہ پر دھاوا بول دیا اور ان کو شکست دے دی۔ قراء کو قتل کر دیا اس خوشی پر حجاج سجدہ ریز ہو گیا۔ جب کہ اس سے قبل وہ اپنے قدموں کے گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھا تھا اور اس نے اپنی تلوار نکالی اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ترس کھاتے ہوئے کہہ رہا تھا، میں تو ان کی عزت کرتا ہوں لیکن وہ خود قتل ہونے پر آمادہ تھا۔ اس دن ابن الاشعث کے آدمیوں سے قتل ہونے والوں میں ابوالطفیل بن عامر بن واثلہ اللیثی بھی شامل تھا۔ جب ابن الاشعث کی شکست خوردہ فوج بھاگ گئی تو وہ باقی ماندہ فوج لے کر کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اہل بصرہ نے عبدالرحمن بن عیاش بن ربیعہ بن الحارث بن المطلب کی بیعت کر لی جس پر حجاج نے ان کے ساتھ پانچ دن تک سخت جنگ لڑی پھر وہ بھی بصرہ سے نکل گیا اور ابن الاشعث کے پاس چلا گیا جس کے ساتھ اہل بصرہ کا ایک گروہ بھی نکل کھڑا ہوا۔

حجاج نے بصرہ پر ایوب بن الحکم بن ابو عقیل کو نائب مقرر کیا۔ ابن الاشعث اس موقع پر کوفہ میں داخل ہو گیا تو کوفہ والوں نے اس بات پر اس کی بیعت کر لی کہ وہ عبدالملک اور حجاج سے تخت و تاج چھین لیں گے۔ اس کے بعد حالات نے نیا رخ اختیار کر لیا اور ابن الاشعث کے حامیوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ اور اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور رحمت پر مصیبت غالب آ گئی۔

واقدی نے کہا ہے کہ جب حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں زاویہ کے مقام پر آمنے سامنے ہو گئیں تو حجاج نے پے در پے حملے شروع کر دیئے تو ابن الاشعث کی فوج میں موجود قراء کی جماعت کے سردار جبلہ بن زحر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے لوگو! تم میں سے پیچھے

www.ahlehaq.org

بھاگنے والا سب سے برا شخص ہوگا اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے لڑو۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی تقریر کی شعبی نے کہا حجاج کی فوج سے ان کے ظلم کے مقابلے کے لئے لڑو وہ ضعیف لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ نمازوں کو ضائع کرنے والے ہیں ان سے لڑو۔

اس تقریر کے بعد قراء اور علماء کرام نے یکبارگی حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس میں انہیں غلبہ حاصل ہو گیا پھر وہ واپس پلٹ گئے۔ لیکن اس دوران انہوں نے اپنے مقدمۃ الجیش قائد جبلہ بن زحر کو مرا ہوا پایا جس پر وہ بددل ہو گئے اسی دوران حجاج کے لشکر میں سے آواز آئی اے اللہ کے دشمنو! ہم نے تمہارے شیطان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حجاج کے سوار دستے کے امیر سفیان بن الابرد نے ابن الاشعث کے میمنہ پر حملہ کر دیا جس کا امیر الابرد بن مرۃ التمیمی تھا چنانچہ ابن الاشعث شکست کھا گیا اور وہ لوگ جم کر حجاج کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے جس کو لوگوں نے بہت محسوس کیا حالانکہ حجاج کے میسرہ کا امیر نہایت بہادر اور جم کر لڑنے والا تھا بھاگ گیا انہیں جانتا تھا لوگوں نے سمجھا کہ وہ ختم ہو گیا چنانچہ ان کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اس موقع پر ابن الاشعث لوگوں کو لڑائی پر برانگیختہ کرتا رہا لیکن ان کی کسی نے نہ سنی جب ابن الاشعث نے لوگوں کی بے اعتدالی دیکھی تو وہ باقی ماندہ لشکر کو لے کر کوفہ روانہ ہو گیا جہاں لوگوں نے اس کی بیعت کر لی جس کے بعد اس سال شعبان کے مہینے میں دیر الجماجم کا واقعہ پیش آیا۔

واقعہ دیر الجماجم ...... واقدی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا کہ جب ابن الاشعث کوفہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور لوگ اس کے ارد گرد کثیر تعداد میں جمع ہو گئے مگر چند لوگ جن کا سربراہ مطر بن ناجیہ تھا جو کہ کوفہ پر حجاج کا نائب تھا لڑنے پر آمادہ ہو گیا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اس پر وہ لوگ جا کر قصر میں محصور ہو گئے ابن الاشعث نے قصر پر سیڑھیاں نصب کرا کے مطر کو باہر نکلوا کر قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں تمہارے سواروں سے بہتر ہوں۔ ابن الاشعث نے اسے قید کر دیا پھر اسے بلا کر بیعت لے لی اور پھر اسے رہا کر دیا ابن الاشعث کو اس کے بعد کوفہ پر مکمل حکمرانی حاصل ہو گئی۔ اور بصرہ سے آنے والے گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جن میں عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن عبدالمطلب بھی شامل تھا جس کے بعد چاروں طرف کی ناکہ بندی کر دی گئی اور تمام راستوں اور گلیوں چوراہوں پر محافظین کی تعیناتی کر دی گئی۔ پھر حجاج نے اپنی فوج سمیت جن میں شامی دستے بھی شامل تھے کوچ کر کے بصرہ سے روانہ ہو گیا اور دیر کے مقام پر پہنچ گیا اور آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ قادسیہ اور عذیب کے مقام پر اس کا گزر ہوا تو ابن الاشعث نے عبدالرحمن بن العباس کو مصری سواروں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیج دیا کہ وہ حجاج کو آگے بڑھنے سے روکے چنانچہ حجاج قادسیہ کے بجائے دیر قرہ کے مقام پر رک گیا اور ابن الاشعث اپنی بصرہ اور کوفہ والی فوج لے کر دیر الجماجم کے مقام پر رک گیا اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم تھا جس میں قرآن کے قاری اور صالحین امت کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ حجاج نے اس موقع پر کہا کہ اللہ ابن الاشعث کو ہلاک کرے کہ اس نے پرندوں کو منع نہیں کیا تھا جب میں دیر قرہ میں تھا اور وہ خود دیر الجماجم میں پہنچ گیا ابن الاشعث کی فوج میں ایک لاکھ لوگ تھے جن کو عطیات سے نوازا جاتا تھا اور اتنی ہی تعداد ان کے غلاموں کی تھی۔ اسی دوران حجاج کے پاس بھی شام سے بڑی کمک پہنچ گئی۔ دونوں طرف کی فوجوں نے اپنے ارد گرد خندقیں کھود دیں تاکہ دوسری فوج کو حملے سے روک سکیں۔

لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور بہت بے جگری سے لڑتے رہے جس سے قریش اور دیگر لوگوں کا طرفین میں سے بہت نقصان ہوا ایسی حالت طویل مدت تک جاری رہی اسی دوران اہل الرائے لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اہل عراق اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں کہ حجاج کو معزول کر دیں تو یہ اس سے بہتر اور آسان ہے کہ قتل و غارت گری عام ہو جائے اور عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو ایک عظیم لشکر تیار کر کے ایک خط کے ساتھ اہل عراق کی جانب بھیج دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر آپ اس پر راضی ہیں کہ حجاج کو معزول کر دوں تو میں اس پر تیار ہوں اور تمہارے لئے اہل شام کی طرح عطیات بھی فراہم کروں گا اور ابن الاشعث کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جن علاقوں پر چاہے امیر بن جائے اور میری اور اس کی زندگی تک وہ اس پر امیر رہیں گے اور عراق کی گورنری محمد بن مروان کے ہاتھ میں ہو گی اور خط میں مزید عبدالملک نے کہا کہ اگر اہل عراق میری اس پیشکش کو ٹھکراتے ہیں تو اس صورت میں حجاج بدستور عراق کا والی رہے گا اور محمد اور عبداللہ اس کے ماتحت ہوں گے اور ہمارے درمیان فیصلہ میدان جنگ میں ہو گا۔

www.ahlehaq.org

جب حجاج کو عبدالملک کے ارادے کا پتہ چل گیا تو اسے بہت رنج پہنچا اور اس نے عبدالملک کو خط لکھا کہ اے امیر المومنین! بخدا اگر آپ نے اہل عراق کو یہ اختیار دے دیا تو میری معزولی کے بعد وہ تھوڑا آپ پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور یہ ان کی جرات میں مزید اضافہ کرے گا آپ کو اہل عراق کا حال معلوم ہے جب انہوں نے اشتر نخعی کے ساتھ مل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ سعید بن العاص کی معزولی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا تو ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ انہوں نے دارالخلافہ پر قبضہ کر کے امیر المومنین کو شہید کر دیا اور جان لو کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو اللہ کی مدد اس میں شامل ہے۔ والسلام۔

عبدالملک نے حجاج کی بات کو درخورِ اعتنا نہ جانا اور اہل عراق پر مذکورہ شرائط برقرار رکھیں۔ پس عبداللہ اور محمد آگے بڑھے اور ابن الاشعث کی فوج کی طرف پکار رہے تھے اے اہل عراق! میں امیر المومنین کا بیٹا عبداللہ ہوں اور وہ آپ کے ساتھ ان شرطوں پر صلح کرنا چاہتا ہے پھر اس نے عبدالملک کا خلاصہ ذکر کر دیا پھر محمد بن مروان اٹھا اور کہنے لگا میں اپنے بھائی عبدالملک کا ایلچی ہوں جس نے آپ سے صلح کا ارادہ کیا ہے اہل عراق نے جواب دیا کہ ہم اس معاملے پر غور کریں گے اور شام کو جواب دیں گے۔

اہل عراق پھر واپس چلے گئے تمام امراء ابن الاشعث کے گرد جمع ہو گئے اشعث نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے حجاج کی معزولی اور عبدالملک کی بیعت قبول کرنے اور امیر المومنین کی طرف سے عطیات، عمال کے جاری ہونے اور محمد بن مروان کی حجاج کے بعد عراق کی گورنری قبول کرنے کی ترغیب دلائی۔ لوگ چاروں طرف سے چیخ اٹھے اور کہنے لگے واللہ ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں ہم تعداد میں ان سے زیادہ ہیں اور ان کی حالت ہم سے زیادہ پتلی ہے ہم نے ان پر ظلم چلایا تو وہ ذلیل ہو گئے ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں اور پھر انہوں نے از سر نو عبدالملک اور اس کے نائب کو معزول کر دیا اور اس پر سب متفق ہو گئے جب عبداللہ اور اس کے چچا محمد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حجاج سے کہا اب معاملہ آپ پر منحصر ہے ہم تو بحکم امیر المومنین آپ کے مطاع ہیں۔ اس کے بعد جب وہ دونوں حجاج سے ملتے تو اس کو امارت کا سلام پیش کرتے اور حجاج ان کو اسی طرح سلام پیش کرتا۔ اور حجاج نے جنگ کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی جس طرح کہ اس سے قبل اس کے ہاتھ میں تھی جس کے بعد دونوں فریقین جنگی تیاریوں کے ساتھ اس کے سامنے آ گئے حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمن بن سلیمان کو اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم اللخمی کو اور سواروں پر سفیان بن الابرد کو اور پیدل افواج پر عبدالرحمن بن حبیب الحکمی کو مقرر کر دیا اور ابن الاشعث نے اپنی فوج کی ترتیب کچھ یوں رکھی کہ میمنہ پر حجاج بن حارثہ الخثعمی اور میسرہ پر الابرد بن قرۃ التمیمی اور گھوڑ سواروں پر عبدالرحمن بن عیاش بن ابی ربیعہ بن عبدالمطلب اور پیدل افواج پر محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری اور قاریان قرآن کے دستے پر جبلہ بن زحر بن قیس الجعفی کو رکھا۔ قرآء میں سعید بن جبیر، عامر الشعبی، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور کمیل بن زیاد جو کہ بڑی عمر کے ہونے کے باوجود بہت دلیر اور جنگجو تھا اور ابوالبختری جیسے فقہاء علماء سادات بھی شامل تھے۔

دونوں اطراف کی فوجیں روزانہ آپس میں برسرپیکار رہتیں۔ اہل عراق کے لئے آس پاس کے علاقوں سے کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں مہیا کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس جانوروں کے لئے چارہ بھی کافی تھا جب کہ اہل شام جو کہ حجاج کی طرف سے لڑ رہے تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ بھوک سے تنگ، ہلاکت کے قریب، گوشت کو انہوں نے دیکھا تک نہیں تھا اور اس دوران جنگ بھی جاری رہی حتیٰ کہ یہ سال بھی ختم ہوا اور دونوں فوجیں ایک دوسرے سے دست و گریباں تھیں۔ دونوں اطراف کا زبردست نقصان ہوا حجاج کی فوج میں زیاد بن غنم مارا گیا اسی دوران بسطام بن مصقلہ چار ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ابن الاشعث کی جانب سے حجاج کی فوج پر حملہ آور ہوا اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات …… مہلب بن ابی صفرہ کی وفات اس سال ہوئی۔ یہ فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کا پورا نام مہلب بن ابی صفرہ ظالم ابو سعید الازدی ہے۔ اشراف اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ بڑے دانا، جنگی اور باوقار لوگوں میں سے تھے ان کی قوم بحرین اور عمان کے درمیان مقیم تھی ان کی قوم بھی مرتد ہو کر انکاری ہوئی پس عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور ان سے فتح پائی اور قیدیوں کو ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا ان میں ابو صفرہ اور ان کا بیٹا مہلب شامل تھا۔ مہلب اس وقت بلوغت کو نہیں پہنچے تھے جس کے بعد مہلب

بصرہ میں مقیم رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہندوستان پر چڑھائی کی۔ سن ۶۹ھ میں ابن زبیر کے دور خلافت میں جزیرہ کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور حجاج کے دور کے ابتدائی ایام میں خوارج کی سرکوبی بھی ان کے ذمے تھی۔ ایک جنگ میں اس نے چار ہزار آٹھ سو خوارج کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے بعد حجاج کی نظروں میں اس کی قدر بڑھ گئی تھی۔ مہلب بہادر اور کریم النفس شخص تھا اور وہ اپنی تعریف کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ ان کے عمدہ قول بھی زیادہ مشہور ہوئے جن میں سے ایک قول ان کا یہ ہے کہ سب سے اچھی خصلت سخاوت ہے، شریف آدمی کے لئے پردہ ہے اور مرے گرے ہوئے آدمی کی باتوں کو بے معنی کر دیتی ہے اور نفرت کرنے والوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر انہوں نے کہا کہ مجھے آدمی کی دو خصلتیں پسند ہیں:

ایک یہ کہ اس کی عقل اس کی زبان پر حاوی ہو اور اس کی زبان اس کی عقل پر حاوی نہ ہو۔

مہلب نے جنگ سے واپسی پر مرو الروذ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۷۶ سال تھی (رحمہ اللہ) ان کی دس اولاد تھیں جن کے نام یزید، زیاد، مفضل، مدرک، حبیب، مغیرہ، قبیصہ، محمد، ہند اور فاطمہ ہے۔ مہلب نے ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی ان کا شمار بہادر لوگوں میں ہوتا تھا ان کے بہت اچھے واقعات مشہور ہیں۔ انہوں نے خوارج ازارقہ اور ترکوں سے عظیم جنگ لڑی اپنے بعد انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا تھا جس کی توثیق عبدالملک اور حجاج نے بھی کر دی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں میں

اسماء بن خارجہ الفزاری الکوفی ...... بہت سخی الطبع اور فیاض انسان تھے۔ ایک دلچسپ حکایت اسی سلسلے میں ان کی مشہور ہے انہوں نے ایک روز ایک نوجوان کو اپنے دروازے پر بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ نوجوان نے کہا کہ ضرورت ہے جس کا ذکر نہیں کر سکتا تو اسماء نے اصرار کے ساتھ پوچھا تو نوجوان نے بتایا کہ اس گھر میں ایک لونڈی کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی وہ میرا دل چرا کر ساتھ لے گئی ہے۔ اسماء نے اسے گھر میں داخل ہوا اور تمام لونڈیاں اس کے سامنے لا کر کھڑی کر دیں اور کہا کون سی ہے جب وہ لونڈی سامنے آئی تو اس نے برجستہ کہا یہی ہے۔ اسماء نے اسے کہا واپس جا کر اسی جگہ پر انتظار کرو۔ آ کر دروازے پر انتظار کرتا رہا تھوڑی دیر بعد اسماء آیا اور ساتھ میں لونڈی کو خوبصورت کپڑے زیب تن کر کے لے آیا اور کہا میں اسی وقت تیرے حوالے کر دیتا لیکن یہ لونڈی میری بہن کی تھی اور وہ اسے بغیر قیمت دینے نہیں رہی تھی اس لئے تمہارے لئے اسے تین ہزار درہم میں خرید کر لایا ہوں اور اسے یہ جواہرات بھی پہنا کر لایا ہوں اب یہ تمہاری ہے نوجوان اسے لے کر خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا۔

المغیرة بن مہلب بن ابی صفرة ...... یہ مہلب ابن ابی صفرہ کے بیٹے تھے بڑے سخی، بے حد فیاض، بہادر انسان تھے۔ ان کے بہت واقعات مشہور ہیں انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی۔

الحارث بن عبداللہ ...... ابن ربیعہ المخزومی قباع کے نام سے مشہور تھے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بصرہ کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔

محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ...... صحابہ کے بیٹوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور زیرک سمجھے جاتے تھے۔ مدینہ المنورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ بن ابی اسود ...... اسحاق فقیہ کے والد تھے ان کی والدہ جس رات حاملہ ہوئی اس رات اس کا بیٹا بھی وفات پا گیا تھا۔ صبح کو طلحہ نے اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شب زفاف کی خوشیاں تم دونوں کو مبارک فرمائے۔ اور جب ان کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے آپ کے منہ میں تر کھجوروں کا آمیزہ لگایا تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ — ان کے والد کعب کی جب بینائی چلی گئی تو یہ اپنے والد کو ادھر ادھر لے جاتے تھے۔ ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

عفان بن وہب — یہ ابو الیمن خولانی المصری تھے ان کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ فتح مغرب میں شامل رہے پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جمیل بن عبداللہ — یہ ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبید بن کثیر بن عذرۃ بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہیں، کنیت ابو عمرو ہے۔ مشہور شاعر ہیں بثینہ کا عاشق تھا اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا۔ بثینہ نے منع کر دیا جس کے بعد جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے غزل گوئی اختیار کر لی اور اس میں کافی شہرت حاصل کر لی

جمیل وادی القریٰ میں مقیم تھے، آپ نہایت شرم سار اور مذہبی یا اسلامی شاعر تھے اپنے زمانہ کے شعراء عرب میں سے سب سے فصیح شاعر گزرے ہیں۔ مشہور شاعر کثیر عزہ ان سے روایت کرتے ہیں وہ ہدبہ بن خشرم سے وہ حطیہ سے وہ زہیر بن ابی سلمیٰ اور اس کے بیٹے کعب سے شعر روایت کرتے ہیں۔ کثیر عزہ کا کہنا ہے کہ جمیل عرب کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جمیل کے اشعار میں سے جو بہت زیادہ مشہور تھے:

"آپ دونوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری لیلیٰ مقام تیما میں اتری ہے جب موسم گرما آئے تو بس یہ گرمیوں کے مہینے تھے جو گزر گئے بس کیا ہوا ہے جدائی کو وہ لیلیٰ کو مجھ سے دور کر رہی ہے"۔

ایک دوسری جگہ جمیل کہتا ہے:

وما زلتم یا بثن حتی لو اننی
من الشوق استبکی الحمام بکی لیا
وما زادنی الواشون الا صبابة
ولا کثرة الناهین الا تمادیا
وما احدث النای المفرق بیننا
سلوا ولا طول اجتماع تقالیا
الم تعلمی یا عذبة الریق اننی
اظل اذا لم القی وجهک صادیا
لقد خفت ان القی المنیة بغتة
وفی النفس حاجات الیک کما هیا

اور چغل خوروں نے مجھ میں تمہارے عشق کی آگ کو اور بھڑکایا اور روکنے والوں کی کثرت سوائے میری دلچسپی اور بڑھنے کے کچھ نہ یاد نہ کر سکی۔

اور منتشر کرنے والی فرقت ہی ہم کو تم سے دے سکی اور نہ ہی طویل رفاقت وصال ہم میں اکتاہٹ و بغض پیدا کر سکی کیا آپ کو معلوم نہیں اے شیریں لعاب اگر میں تمہارے رخ زیبا کو نہ دیکھوں تو پیاسا ہی رہ جاتا ہوں مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ اچانک آنے والی موت ہم دونوں کے درمیان حائل ہو جائے اور دل میں بھی تمام آرزوئیں ایسے ہی رہ جائیں۔

میں تمہاری عدم موجودگی کو یاد کرتا ہوں آپ مجھے میری کسی بھلائی پر یاد کریں میں خوش ہوتا ہوں۔ آگے کہتا ہے:

(اے بثینہ) تمہارے تمام وعدے اس بادل کی طرح ہیں جو چمک کر گرجتے ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ جمیل کا یہ شعر جس کو ہم نے روایت کیا ہے۔

www.ahlehaq.org

> میں مسلسل اس محفل کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اس جماعت کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں (بثینہ) کے کجاوہ کے قریب پہنچ گیا پس میں آہستہ سے اس کے قریب ہوا تا کہ اس کے قریب رہ سکوں۔
>
> تو اس نے کہا مجھے اپنے بھائی کی زندگی اور والد کے احسانات کی قسم! اگر تم نہیں اٹھو گے تو میں پورے محلے کو خبردار کر دوں گی۔
>
> پس اس نے نرم پوروں سے جن پر مہندی لگی تھی میرا سر پکڑ لیا تا کہ اس کی خوشبو پہچان سکے اس وقت اس کی طبیعت میں بالکل تمرد نہ تھا (وہ آمادہ نظر آ رہی تھی)۔
>
> پس میں گھر والوں کے ڈر سے نکلنے ہی والا تھا کہ وہ مسکرا پڑی تو میں نے جان لیا کہ اس کے ارادے میں کوئی حرج نہیں پس میں نے تو بے قراری میں اس کے چوٹی کے بال پکڑ کر اس کے ہونٹ چومنا شروع کر دیے۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے اولوں جیسے ٹھنڈ اور برف نما شیریں لعاب چوس لیا۔

مشہور شاعر کثیر عزہ نے بیان کیا ہے کہ جمیل بثینہ ایک دن مجھے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو میں نے کہا اس محبوب کے پاس سے اس نے سوال کیا اب کہاں کا ارادہ ہے میں نے بتایا اسی کی طرف دوبارہ جمیل نے مجھ سے کہا میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میری ملاقات بثینہ سے کرا دیا کیوں کہ پچھلی گرمیوں کے بعد ہمارے درمیان ملاقات نہیں ہوئی اس وقت وہ وادی القریٰ میں اپنی والدہ کے ساتھ کپڑے دھو رہی تھی کثیر کہتا ہے کہ میں چلتا ہوا بثینہ کے پاس پہنچا تو اس کے والد نے کہا اے بھتیجے واپس کیوں ہوئے ہو تو میں نے بتایا کچھ اشعار کہے ہیں میں نے چاہا آپ کو بھی سنا دوں۔ تو اس نے کہا سنایئے تو میں نے سنایا اس وقت بثینہ پردے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔

> میں نے اس سے کہا اے عزیز! میرے دوست نے آپ کی طرف ایک قاصد بھیجا ہے اور قاصد موکل با اختیار ہوتا ہے موکل نے کیا کہا ہے کہ میری اور اپنی ملاقات کا وقت مقرر کریں نیز یہ بھی بتلا دیں کہ اس ملاقات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔
>
> میری تمہارے ساتھ آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وادی دوم میں کپڑے دھونے جا رہے تھے اگلی ملاقات کا وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔

جب رات ہوئی تو میں مقام بثینہ پہنچ گیا جہاں کا وعدہ کیا تھا اور جمیل بھی آ گیا اور میں بھی اس مجلس میں ساتھ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ عجیب رات نہیں دیکھی اور نہ زیادہ خوش آواز۔ مجلس ختم ہو گئی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اپنے ساتھی کے دل کی بات سمجھا ہو۔

سہل ساعدی جمیل کے پاس نزع کے وقت میں گئے اور پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کبھی شراب نہیں پی اور زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو جواب دیا کہ امید ہے کہ نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہو گا۔ پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا: میں ہوں۔

میں نے کہا واللہ مجھے علم نہیں کہ آپ کب ایمان لائے اور تم بیس (۲۰) برس سے اس گھاٹی میں رہتے ہو اور فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ میں آخرت کے پہلے اور دنیا کے آخری دن میں ہوں۔ میں نے کبھی اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ کا انتقال مصر میں عبدالعزیز بن مروان کے پاس ہوا اور اہل بثینہ کی محبت کے بارے میں آپ کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ محبت میں شدید تھے آپ کی محبت پر بہت اشعار کہے گئے۔ یہ بیاسی (۸۲) ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک شخص کو جمیل نے کہا کہ اگر آپ میرا پیغام اہل بثینہ تک پہنچا دیں تو جو کچھ میرے پاس ہے یہ آپ کا ہے اور فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میری سواری پر سوار ہو جانا اور میرا کرتہ پہن لینا اور یہ اشعار کہنا:

قومی بثینة فاندبی بعویل
وابکی خلیلا دون کل خلیل

وہ شخص آیا اور یہ اشعار پڑھے تو میں باہر نکلا۔ مجھے یقین نہ تھا۔ اونٹنی اور لباس کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا اور یقین ہو گیا اور بہت افسوس ہوا اور

شدت غم میں اسی وقت انتقال ہو گیا۔ اس دن سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں نہیں دیکھی گئیں۔ آپ کو دمشق میں کہا گیا کہ آپ شعر چھوڑ دیتے اور قرآن حفظ کر لیتے تو بہتر تھا۔ پھر انہوں نے حدیث سنائی

إن من الشعر لحكمة

عمر بن عبید اللہ..... بن معمر بن عثمان ابو حفص ہیں قریشی اور تیمی ہیں نہایت سخی اور باوقار امراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے کئی علاقوں کو فتح کر ڈالا۔ ابن زبیر کے دور خلافت میں بصرہ پر ان کے نائب بھی رہے ہیں۔ عبداللہ بن خازم کے ساتھ فتح کابل میں شریک رہے۔ قطری بن الفجاءۃ کو آپ ہی نے قتل کر دیا تھا۔

آپ نے ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ عطاء بن ابی رباح اور ابن عون نے بھی روایت کی ہے۔ عبدالملک کے ہاں دمشق بھی گئے اور وہیں ۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک شخص نے کنیز خریدی جو کہ نہایت حسین انداز میں قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ وہ شخص اس سے شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی جمع پونجی اس کنیز پر لٹادی اور خود مفلس ہو گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے کنیز کے پس کنیز نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا آپ مجھے بیچ دیں اور میری قیمت سے اپنی مالی حالت درست کریں چنانچہ اس نے کنیز کو عمر بن عبید اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عمر اس وقت بصرہ کا امیر تھا اس کی قیمت ایک لاکھ درہم لگی۔ مال لینے کے بعد وہ شخص اور کنیز دونوں نہایت نادم ہوئے جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کنیز نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

> ''جو مال تجھے ملا میرے عوض مبارک ہو۔ میرے دامن میں تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں خود سے کہتی ہوں (دلاسہ دیتی ہوں) حالانکہ میری زندگی کرب و الم میں ہوتا ہے کہ اپنا اضطراب کم کر یہ ہمارا دوست جدا ہو گیا اگر تیرے پاس اس معاملے میں کوئی چارہ کار نہیں ہے اور بجز صبر کے کوئی راہ بھی نہیں ہے تو صبر کر۔

یہ اشعار [illegible] سن کر آقا گویا ہوا:

اگر حالات زمانہ مجھے مجبور نہ کرتے تو تجھے مجھ سے موت کے سوا کوئی چیز جدا نہ کر سکتی تھی پس تو صبر کر۔ میں تیری اندوہناک یاد میں دل گرفتہ واپس لوٹتا ہوں۔ اپنے دل سے تیری یادوں کے بارے میں طویل سرگوشیاں کرتا ہوں۔ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو اب تو وصال کی کوئی صورت بھی نہیں ہے مگر ابن معمر چاہیں تو ہو سکتی ہے

جب عمر بن عبید اللہ نے ان دونوں کی محبت بھری باتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا میں دو عاشقوں کو ہرگز جدا نہیں کر سکتا اور پھر اس شخص کو وہ مال (ایک لاکھ درہم) اور کنیز دے کر رخصت کر دیا۔ وہ شخص مال اور محبوبہ (کنیز) کو لے کر خوشی خوشی لوٹا۔

وفات..... عمر بن عبید اللہ دمشق میں طاعون کی وبا سے وفات پا گئے عبدالملک بن مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن میں بھی شریک رہا اور ان کی بڑی تعریف کی۔ ان کی اولاد میں طلحہ ہے جو کہ سادات قریش میں سے تھا۔ انہوں نے فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر سے چالیس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا تھا جس سے ابراہیم اور رملہ پیدا ہوئے پس رملہ کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر ہوا۔ اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

کمیل بن زیاد..... ابن نہیک بن ہیثم النخعی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی و ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت حدیث کی ہے۔ آپ نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑنے والے تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔ بڑے زاہد و عبادت گزار تھے۔ حجاج بن یوسف نے اسے اس سال قتل کرا دیا۔ انہوں نے سو سال عمر پائی۔ حجاج نے اپنے سامنے اسے بحالت قید قتل کرا دیا بلکہ اس سے بدلہ لیا کیوں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک تھپڑ کا جو انہوں نے کمیل کو رسید کیا تھا

قصاص مانگا جب انہوں نے قصاص پر آمادگی ظاہر کر دی تو کمیل نے حضرت عثمان کو معاف کر دیا۔ حجاج نے ان سے کہا کیا تجھ جیسا شخص بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

کہتے ہیں اس دوران حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا اور انہیں برا بھلا کہا تو حضرت کمیل نے حضرت علی کی تعریف کی۔ حجاج نے طیش میں آ کر کہا واللہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تیری محبت سے بڑھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ پھر ابن ادہم کو بھیج دیا جو ابو جہم بن کنانہ کہلاتا تھا اور حمص کا رہنے والا تھا۔ اس نے اس کی گردن مار دی۔ کمیل سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے وہ مشہور اثر روایت کی ہے جس کے شروع میں ہے۔ ”انسانی دل برتن کے مانند ہیں سب سے اچھا دل وہ ہے جو سب سے زیادہ اس کو سمیٹے“ اسے کئی ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں کافی وعظ و نصیحت والی اچھی باتیں ہیں اللہ اس کے کہنے والے سے راضی ہو۔

زاذان بن عمرو الکندی ..... تابعین میں سے ہیں۔ پہلے شراب اور موسیقی کا شوقین تھے پھر اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دے دی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں توبہ کر لی اور پھر اللہ سے خوف کا شدید جذبہ دل میں موجزن ہو گیا آپ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشک لکڑی کی طرح ایستادہ رہتے۔

مرہ فرماتے ہیں کہ اے رب میں بھوکا ہوں میرے پاس گھر والوں کا روزینہ اور کھانا بھیج دے اور آپ کسی چیز کی تجارت کرتے تھے جب کوئی خریدنے آتا تو ترازو جھکا کر اس کو دے دیتے۔

ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے وہ گا رہے تھے فرمایا کہ کیسی خوب آواز ہے۔ کاش کہ یہ قرآن کی آواز ہوتی۔ اس بات کو زاذان نے سن لیا۔ اسی وقت کھڑا ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیا اور گزشتہ پر توبہ کی۔ ان سے اور دیگر حضرات سے قرآن پڑھا اور بیاسی (۸۲) ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابو عبداللہ [illegible] کہا جاتا ہے۔ آپ مولی تھے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ اسی سال زر بن حبیش نے وفات پائی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ابو عبید کے مطابق آپ کی وفات سن ۸۱ میں ہوئی ان کے حالات زندگی کا شقیق بن سلمہ ابو وائل کے نام سے ذکر کر آئے ہیں آپ نے سات سال زمانہ جاہلیت میں گزارے حضرت اقدس کی زندگی ہی میں ایمان لے آئے۔

شقیق نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور روایات نقل کی ہیں۔ آپ معمر اور امام تھے۔ آپ جیسوں کو مخضرمی کہا جاتا ہے (یعنی اسلام اور جاہلیت دونوں دور پائے ہیں) آپ حافظ حدیث، عبادت گذار، زاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے۔ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دو ماہ میں قرآن یاد کیا۔ آپ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبت کرتے تھے اور قریب رکھتے تھے۔ آپ لوگوں سے امراء اور اغنیاء سے زیادہ اختلاط نہ کرتے تھے۔ آپ کانوں کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ جس میں ان کی اور ان کے گھوڑے کی گنجائش تھی۔ جب جہاد کے لئے جاتے تو اس کو توڑ دیتے اور فروخت کر دیتے تھے اور قیمت کو صدقہ کر دیتے۔ صرف اپنا اور گھوڑے کا خرچ باقی رکھتے تھے۔ اسی طرح ابو وائل بھی تابعین میں سے ہیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ جب آپ گھر میں دن یا رات کے وقت نماز پڑھتے تو بہت روتے۔ آپ کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس اللہ کے قرب کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو میرے نزدیک ایک بالشت آ میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ ایک مرتبہ جنگل میں سو رہے تھے اور گھوڑا ان کے ارد گرد چر رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خوف نہیں آتا؟ تو فرمایا کہ مجھے اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سو گئے۔ ایک سال کے خرچ کے علاوہ صدقہ کر دیتے تھے۔ نماز میں کہیں متوجہ نہیں ہوتے۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے۔ ایک مرتبہ حجاج کے لئے بددعا کی۔ ایک مرتبہ دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے معاف فرما اور یہ معافی تیری نوازش ہے۔ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اگر تو عذاب دے تو ظالموں والا عذاب نہ دینا۔ پھر رونے لگے۔

عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ـــــ ان کے والد کعب کی جب بینائی چلی گئی تو یہ اپنے والد کو ادھر ادھر لے جاتے تھے۔ ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

عفان بن وھب ـــــ یہ ابو ولا بن ثولانی المصری تھے ان کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ فتح مغرب میں شامل رہے پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جمیل بن عبداللہ ـــــ یہ ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبید بن کثیر بن عذرۃ بن سعد بن ھذیم بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہیں، کنیت ابو عمرو ہے۔ مشہور شاعر ہیں بثینہ کا عاشق تھا۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا، بثینہ نے منع کر دیا اس کے بعد جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے غزل گوئی اختیار کر لی اور اس میں کافی شہرت حاصل کر لی

جمیل وادی القری میں مقیم تھے وہ نہایت فرماں بردار اور دینی اسلامی شاعر تھے اپنے زمانہ کے شعراء عرب میں سے سب سے فصیح شاعر گزرے ہیں، مشہور شاعر کثیر عزہ ان سے وہ ھدبہ بن خشرم سے وہ حطیہ سے وہ زہیر بن ابی سلمیٰ اور اس کے بیٹے کعب سے شعر روایت کرتے ہیں۔ کثیر عزہ کا کہنا ہے کہ جمیل عرب کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جمیل کے اشعار میں سے جو بہت زیادہ مشہور تھے

"آپ دونوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری بثینہ مقام تیما میں اتری ہے جب موسم گرما آ جائے پس یہ گرمیوں کے مہینے تھے جو گزر گئے پس کیا ہوا ہے جدائی کو وہ بثینہ کو مجھ سے دور کر رہی ہے۔"

ایک دوسری جگہ جمیل کہتا ہے:

وما زلت بي يا بثن حتى لو انني
من الشوق استبكي الحمام بكى ليا
وما زادني الواشون الا صبابة
ولا كثرة الناهين الا تماديا
وما احدث النأي المفرق بيننا
سلوا ولا طول اجتماع تقاليا
الم تعلمي يا عذبة الريق انني
اظل اذا لم الق وجهك صاديا
لقد خفت ان القى المنية بغتة
وفي النفس حاجات اليك كما هيا

اور چغل خوروں نے مجھ میں تمہارے عشق کی آگ کو اور بھڑکا دیا اور روکنے والوں کی کثرت سوائے میری ڈھٹائی اور بڑھنے کے کچھ زیادہ نہ کر سکی۔

اور منتشر کرنے والی فرقت ہی ہم کو تم سے دور کر سکی اور نہ ہی طویل رفاقت وصال ہم میں اکتاہٹ و بغض پیدا کر سکی کیا آپ کو معلوم نہیں اے شیریں لعاب اگر میں تمہارے رخ زیبا کو نہ دیکھوں تو پیاسا ہو جاتا ہوں مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ اچانک آنے والی موت ہم دونوں کے درمیان حائل ہو جائے اور دل میں بھی تمام آرزوئیں ایسے ہی رہ جائیں۔

میں تمہاری عدم موجودگی کو یاد کرتا ہوں آپ مجھے میری کسی بھلائی پر یاد کریں میں خوش ہوتا ہوں۔ آگے کہتا ہے:

(اے بثینہ) تمہارے تمام وعدے اس بادل کی طرح ہیں جو چمک کر گرجتے ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ جمیل کا یہ شعر جس کو ہم نے روایت کیا ہے۔

میں مسلسل اس لڑکی کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اس جماعت کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں (بثینہ) کے پہلو کے قریب پہنچ گیا پس میں آہستہ سے اس کے قریب ہوا تا کہ اس کے قریب رہ سکوں۔

تو اس نے کہا مجھے اپنے بھائی کی زندگی اور والد کے احسانات کی قسم! اگر تم نہیں نکلے تو میں پورے محلے کو خبردار کروں گی۔

پس اس نے نرم پوروں سے جن پر مہندی لگی تھی میرا سر پکڑ لیا تا کہ اس کی خوشبو پہچان لے اس وقت اس کی طبیعت میں بالکل مکدر نہ تھا (وہ آمادہ نظر آ رہی تھی)۔

پس میں گھر والوں کے ڈر سے جھجکنے والا تھا لیکن وہ مسکرا پڑی تو میں نے جان لیا کہ اس کے ارادے میں کوئی حرج نہیں پس میں نے تو بے قراری میں اس کے چوٹی کے بال پکڑ کر اس کے ہونٹ چومنا شروع کر دیے۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے دانتوں جیسے ٹھنڈے اور برف نما شیریں لعاب چوس لیا۔

مشہور شاعر کثیر عزہ نے بیان کیا ہے کہ جمیل بثینہ ایک دن مجھے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو میں نے کہا اس محبوبہ کے باپ کے پاس سے اس نے سوال کیا اب کہاں کا ارادہ ہے میں نے بتایا اسی کی طرف دوبارہ جمیل نے مجھ سے کہا میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میری ملاقات بثینہ سے کرا دو کیوں کہ گرمیوں کے بعد ہمارے درمیان ملاقات نہیں ہوئی اس وقت وہ وادی القری میں اپنی والدہ کے ساتھ کپڑے دھو رہی تھی کثیر کہتا ہے کہ میں چلتا ہوا بثینہ کے پاس پہنچا تو اس کے والد نے کہا اے بھتیجے واپس کیوں ہو گئے؟ تو میں نے بتایا کچھ اشعار کہے ہیں میں نے چاہا آپ کو بھی سناؤں۔ تو اس نے کہا سناؤ تو میں نے سنایا اس وقت بثینہ پردے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔

میں نے اس سے کہا اے عزہ! میرے دوست نے آپ کی طرف ایک قاصد بھیجا ہے اور قاصد سوال کا اختیار ہوتا ہے سوال سے کیا کہا ہے کہ میری اور اپنی ملاقات کا وقت مقرر کریں نیز یہ بھی بتلا دیں کہ اس ملاقات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔

میری تمہارے ساتھ آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وادی دوم میں کپڑے دھوئے جا رہے تھے اگلی ملاقات کا وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔

جب رات ہوئی تو میں مقام پر پہنچ گیا جہاں کا وعدہ کیا تھا اور جمیل بھی آ گیا اور میں بھی اس مجلس میں ساتھ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ عجیب رات نہیں دیکھی اور نہ زیادہ خوش آواز۔ مجلس ختم ہو گئی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اپنے ساتھی کے دل کی بات سمجھا ہو۔

سہل ساعدی جمیل کے پاس نزع کے وقت میں گئے اور پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو جواب دیا کہ امید ہے کہ نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا میں ہوں۔

میں نے کہا واللہ مجھے علم نہیں کہ آپ کب ایمان لائے اور تم بیس (۲۰) برس سے اس کوشش میں رہے ہو اور فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ میں آخرت کے پہلے اور دنیا کے آخری دن میں ہوں۔ میں نے کبھی اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ کا انتقال مصر میں عبدالعزیز بن مروان کے پاس ہوا اور اہل عجم کی محبت کے بارے میں آپ کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ محبت میں شدید تھے۔ آپ کی میت پر بہت اشعار کہے گئے۔ یہ بیاسی (۸۲) ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک شخص کو جمیل نے کہا کہ اگر آپ میرا پیغام اہل بثینہ تک پہنچا دیں تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ آپ کا ہے اور فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میری سواری پر سوار ہو جانا اور میرا کرتہ پھاڑ کر پہن لینا اور یہ اشعار کہنا:

قومی بثینة فاندبی بعویل
وابکی خلیلا دون کل خلیل

وہ شخص آیا اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے میں باہر نکلا۔ مجھے یقین نہ تھا۔ (ٹھیک طرح سے) اس کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا اور یقین ہو گیا اور بہت افسوس ہوا اور

شدت غم میں اسی وقت انتقال ہو گیا۔ اس دن سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں نہیں دیکھی گئیں۔ آپ کا قول میں کہا گیا ہے کہ آپ شعر کہنے دیتے اور قرآن حفظ کر لیتے تو بہتر تھا۔ اور حضور نے حدیث بتلائی

ان من الشعر لحکمۃ

عمر بن عبید اللہ ...... بن معمر بن عثمان ابو حفص تیمی قریشی اور سخی اور نہایت بہادر اور بڑے امراء میں سے تھے۔ آپ نے کئی علاقوں کو فتح کیا اور ابن زبیر کے دور خلافت میں بصرہ پر ان کے نائب بھی رہے ہیں۔ مصعب بن زبیر کے ساتھ خوارج کا مقابلہ بھی کیا ہے۔ قطری بن الفجاءۃ آپ ہی نے قتل کیا تھا۔

آپ نے ابن عمر و جابر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے عطاء بن ابی رباح اور ابن عون نے بھی روایت کی ہے۔ عبد الملک کے پاس دمشق گئے تھے اور وہیں ۸۲ھ میں انکا انتقال ہوا۔

ایک شخص نے کنیز خریدی جو کہ نہایت حسین تھی اور عمدہ طریقے سے قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ وہ شخص اس سے شدید محبت کرتا تھا کہ اس نے اپنی تمام پونجی اس کنیز پر خرچ کر دی اور خود مفلس ہو گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے کنیز کے کنیز نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا تو آپ مجھے فروخت کر دیں میری قیمت سے اپنی حالت درست کر لیں چنانچہ اس نے کنیز کو عمر بن عبید اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عمر اس وقت بصرہ کا امیر تھا اس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ مال لینے کے بعد وہ شخص اور کنیز دونوں بہت روئے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کنیز نے اس شخص کو خطاب کرتے ہوئے کہا

> "جو مال تجھے ملا ہے مبارک ہو۔ میرے دل میں تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں رہا میں اپنے دل سے [illegible] اور حالات کے [illegible] زندگی کے سبب [illegible] اضطراب [illegible] ہو گیا اگر تیرے پاس مال [illegible] میں تجھ سے [illegible] صبر کر۔

یہ اشعار سن کر آقا نے کہا

اگر حالات نے ساتھ نہ دیا ہوتا تو مجھے موت کے سوا کوئی چیز جدا نہ کر سکتی تھی پس تو صبر کر۔ میں تیری ملاقات کو [illegible] اپنے دل سے تیری یاد کے بارے میں [illegible] کرتا ہوں۔ [illegible] سلامتی کی [illegible] ہے۔

جب عمر بن عبید اللہ نے ان دونوں کی محبت بھری باتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں دو محبت کرنے والوں کو جدا نہیں کر سکتا۔ اس شخص کو مال بھی ایک لاکھ درہم اور کنیز بھی دے کر رخصت کر دیا۔ وہ شخص مال اور کنیز لے کر خوشی خوشی چلا گیا۔

وفات: عمر بن عبید اللہ دمشق میں طاعون کی وبا سے وفات پا گئے۔ عبد الملک بن مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور [illegible] دفن میں بھی شریک ہوا۔ لوگ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے [illegible] کی اولاد میں سے تھے۔ انھوں نے [illegible] چالیس ہزار [illegible] عبد اللہ بن [illegible] رضی اللہ عنہ سے ایک [illegible] واللہ اعلم [illegible]۔

کمیل بن زیاد: بن نہیک بن ہیثم النخعی [illegible] انھوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کی ہے آپ [illegible] حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے [illegible] حجاج بن یوسف نے اسے اسی سال قتل کرا دیا۔ انھیں [illegible] حجاج نے [illegible] انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک تھپڑ کا بدلہ [illegible] تھا

قصاص مانگا جب انہوں نے قصاص پر آمادگی ظاہر کر دی تو کمیل نے حضرت عثمان کو معاف کر دیا۔ حجاج نے ان سے کہا کیا تجھ جیسا شخص بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے تمہاری یہ جرأت کیسے ہوئی۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

کہتے ہیں اس دوران حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا اور انہیں برا بھلا کہا تو حضرت کمیل نے حضرت علی کی تعریف کی۔ حجاج نے طیش میں آ کر کہا واللہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تیری محبت سے بڑھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ پھر ابن ادہم کو بھیج دیا جو ابو جہم بن کنانہ کہلاتا تھا اور حمص کا رہنے والا تھا۔ اس نے اس کی گردن مار دی۔ کمیل سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے وہ مشہور اثر روایت کی ہے جس کے شروع میں ہے۔ "انسانی دل برتن کے مانند ہیں سب سے اچھا دل وہ ہے جو سب رازوں کو سموئے" اسے کئی ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں کافی وعظ و نصیحت والی اچھی باتیں ہیں اللہ اس کے کہنے والے سے راضی ہو۔

زاذان بن عمرو الکندی...... تابعین میں سے ہیں۔ پہلے شراب اور موسیقی کا خوگر تھے پھر اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دے دی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں توبہ کر لی اور پھر اللہ سے خوف کا شدید جذبہ دل میں موجزن ہو گیا آپ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشک لکڑی کی طرح ایستادہ رہتے۔

مرہ فرماتے ہیں کہ اے رب میں بھوکا ہوں، میرے پاس گھر والوں کا روزینہ اور کھانا بھیج دے اور آپ کسی چیز کی تجارت کرتے تھے جب کوئی خریدنے آتا تو ترازو بھر کر اس کو دے دیتے۔

ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے وہ گا رہے تھے تو فرمایا کہ کیا ہی خوب آواز ہے۔ کاش کہ یہ قرآن کی آواز ہوتی۔ اس بات کو زاذان نے سن لیا۔ اسی وقت کھڑا ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیا اور گزشتہ پر توبہ کی۔ ان سے اور دیگر حضرات سے قرآن پڑھا اور بیاسی (۸۲) ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابو عبداللہ عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ آپ موالی تھے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ اسی سال زر بن حبیش نے وفات پائی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ابو عبید کے مطابق آپ کی وفات سن ۸۱ میں ہوئی ان کے حالات زندگی کا شقیق بن سلمہ ابو وائل کے نام سے ذکر کر آئے ہیں آپ نے سات سال زمانہ جاہلیت میں گزارے حضرت اقدس کی زندگی ہی میں ایمان لے آئے۔

شقیق نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، اور روایات نقل کی ہیں۔ آپ معمر اور امام تھے۔ آپ جیسوں کو مخضرمی کہا جاتا ہے (یعنی اسلام اور جاہلیت دونوں دور پائے ہیں) آپ حافظ حدیث، عبادت گزار، زاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے۔ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دو ماہ میں قرآن یاد کیا۔ آپ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبت کرتے تھے اور قریب رکھتے تھے۔ آپ لوگوں سے امراء اور اغنیاء سے زیادہ اختلاط نہ کرتے تھے۔ آپ کانوں کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ جس میں ان کی اور ان کے گھوڑے کی گنجائش تھی۔ جب جہاد کے لئے جاتے تو اس کو توڑ دیتے اور فروخت کر دیتے تھے اور قیمت کو صدقہ کر دیتے۔ صرف اپنا اور گھوڑے کا خرچ باقی رکھتے تھے۔ اسی طرح ابو وائل بھی تابعین میں سے ہیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ جب آپ گھر میں دن یا رات کے وقت نماز پڑھتے تو بہت روتے۔ آپ کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس اللہ کے قرب کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو میرے نزدیک ایک بالشت آ میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ ایک مرتبہ جنگل میں سو رہے تھے اور گھوڑا ان کے ارد گرد چر رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خوف نہیں آتا؟ تو فرمایا کہ مجھے اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سو گئے۔

ایک سال کے خرچ کے علاوہ صدقہ کر دیتے تھے۔ نماز میں کہیں متوجہ نہیں ہوتے۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے۔ ایک مرتبہ حجاج کے لئے بددعا کی۔ ایک مرتبہ دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے معاف فرما اور یہ معافی تیری نوازش ہے۔ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اگر تو عذاب دے تو ظالموں والا عذاب نہ دینا۔ پھر رونے لگے۔

ابو وائل ایک مرتبہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بصرہ گئے۔ ان کے سامنے کچھ دراہم رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا یہ کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ اصبہان کے خراج سے ملے ہیں۔ آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو فرمایا کہ اگر غلول ہے تو شر ہے اور پھر ابو وائل سے کہا کہ جب تو کوفہ آئے تو میرے پاس آنا تاکہ کچھ عطا کروں۔ ابو وائل نے اس کے بعد علقمہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ملاقات سے پہلے ہی مشورہ کرنا چاہیے تھا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے دو ہزار یا اس سے زیادہ بھی مل جائیں تو بھی میں اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا۔

ایک شخص نے ابو وائل کو خوشخبری دی کہ آپ کا بیٹا بازار کا نگران بن گیا ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم مجھے اس کی موت کی خبر دیتے تو مجھے اس سے زیادہ خوشی ہوتی۔ اپنی باندی برکت کو منع کر دیا کہ اگر میرا بیٹا کوئی چیز لائے تو قبول نہ کرنا۔ اگر شاگرد لائے تو قبول کر لینا۔ آپ کے گھر والے دسترخوان پر ہمیشہ حلال روٹی رکھتے تھے۔

ابو وائل کا ایک کانوں کا بنا ہوا جھونپڑا تھا، جو ان کے اور گھوڑے کے لئے تھا۔ جب جہاد کے لئے نکلتے تو توڑ دیتے اور سامان فروخت کر کے قیمت صدقہ کر دیتے تھے۔ جب واپس آتے تو دوبارہ بنا لیتے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شقیق اپنی دعا میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے نیک بختوں میں لکھ دے اگر تو نے بدبختوں میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر نیک بختوں میں ہوں تو اس کو باقی رکھ، تجھے اختیار ہے۔ آپ کو نماز سے خاص شغف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرماتے تھے کہ دن رات کی پانچ نمازیں پچاس نیکیوں کے برابر ہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ تو فرمایا تیری عمر کی قسم، یہ ایمان والوں کے علاوہ ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ ابو وائل نے کہا کہ میں ہمارا اور لوگوں کی مثال کیا ہے؟ تو فرمایا کہ بتاؤ؟ جواب دیا کہ موٹی بکری کی طرح۔ لیکن جب ذبح کیا تو خالی پایا اور بکرے کی طرح ہیں۔

ابو وائل فرماتے ہیں کہ ہمارا رب بہترین ہے۔ اگر ہم فرمانبرداری کریں تو وہ ہماری بات نہیں ٹالتا۔ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سونے سے سجا ہوا قرآن لایا تو فرمایا کہ قرآن کی زینت اس کی حق کے ساتھ تلاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول (وابتغوا الیه الوسیلة) یعنی اعمال کے ذریعہ اللہ سے توسل قائم کرو۔ جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر بستی میں ایسا شخص ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب کو ٹالتا ہے۔ شاید ہماری بستی میں ابو وائل ہیں۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابو وائل کو نماز اور جمعہ نماز میں کبھی ملتفت ہوتے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ کیسے صبح کی اور کیسے شام کی۔

ام الدرداء الصغریٰ..... آپ کا اصل نام ہجیمہ تھا، بعض کے ہاں جہیمہ۔ نہایت معروف تابعیہ ہیں، بڑی عالمہ اور زاہدہ اور عبادت گزار خاتون ہیں، جامع دمشق کے جنوبی احاطے کے قریب لوگ ان سے فقہی مسائل حاصل کرتے تھے۔ عبدالملک بن مروان بھی ان کے حلقہ درس میں شامل رہتا تھا حالانکہ ان کے کندھوں پر خلافت کا بوجھ بھی تھا۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میرے آقا یعنی میرے شوہر حضرت ابو الدرداء کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے۔ حضرت ابو الدرداء کے انتقال کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح بھیجا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بیوی قیامت کے دن اپنے شوہر کے ساتھ ہوگی اور میں ابو الدرداء کے ساتھ آخرت میں رہنا چاہتی ہوں۔ اور فرماتی تھیں کہ عبادت کی حلاوت ذکر کی مجالس میں ہے اور فرماتی تھیں کہ جب لوگ جنازہ اٹھا کر چلتے ہیں تو میت بلند آواز سے کہتی ہے کہ جس کو جن اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے مجھے اٹھانے والو! دنیا کے دھوکے میں نہ آنا اور دنیا تم سے نہ کھیلے، جیسے کہ میرے ساتھ کھیلی ہے۔ میرے گھر والوں نے میرے گناہوں کو نہیں اٹھایا اور جبار کے دربار میں بازپرس کی تیاری کرو۔ دنیا علماء اور عبادت گذاروں کے دلوں پر ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے اور عقلمند آدمی اس کو ترجیح نہیں دیتا اور پھر فرمایا کہ میرے لئے بھی اللہ سے دعا کرو اور انسانوں کا ذکر فرمایا کہ وہ دنیا کے امتحان میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

۸۳ھ

اس میں پیش آمدہ واقعات

۸۳ھ شروع ہوا تو اس کے ساتھ ہی لوگ جنگ و جدال کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حجاج اپنی فوج کے ساتھ دیر قرہ میں تھا جب کہ ابن الاشعث ساتھیوں کے ہمراہ دیر الجماجم میں تھا۔ دونوں اطراف سے روزانہ حملے ہوتے تھے۔ غالب ایام میں فتح اہل عراق کو ہوتی حتیٰ کہ اہل عراق نے جو کہ ابن الاشعث کے ہمراہ تھے اہل شام کو جو کہ حجاج کے ہمراہ تھے۔ اسی مرتبہ سے زیادہ حملے کر کے نقصان پہنچایا۔ اس کے باوجود حجاج ثابت قدم رہا اور ثبات قدمی و صبر کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا اور اہل شام اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے۔ جب بھی انکو کوئی کامیابی حاصل ہو جاتی حجاج اپنی فوج لیکر دشمن کے اور قریب چلا جاتا۔ حجاج کو جنگوں کا کافی تجربہ حاصل تھا۔ حالات اسی طرح رہے تا آنکہ حجاج نے اپنی فوج کو قاریان قرآن کے دستے پر حملے کا حکم دیدیا۔ کیونکہ ابن الاشعث کی فوج انکے تابع تھی اور وہ قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو جنگ پر ابھارتے تھے اور ان کے جذبات برانگیختہ کرتے تھے۔ لوگ بھی انہی کی اقتداء میں جم کر لڑتے تھے۔

حجاج کے دستوں نے جب قراء پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جم کر مقابلہ کیا پھر حجاج نے تیر اندازوں کا دستہ بھیجا جنہوں نے قراء پر زبردست تیر اندازی کی یہاں تک کہ بہت سے قاری قتل کر دیئے گئے پھر حجاج نے دیگر دستوں کو ملا کر ابن الاشعث کے قلب جیش پر حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر ابن الاشعث کی فوج شکست کھا گئی اور چاروں طرف بکھر گئی اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن الاشعث بھی قلیل تعداد میں ساتھیوں کو لے کر ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا جس کی سرکوبی کے لئے حجاج نے ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا۔ جس کی کمان عمارہ بن تمیم اللخمی کے ہاتھ میں رکھی اس کے ہمراہ محمد بن الحجاج کو بھی کر دیا۔ وہ ابن الاشعث کی فوج کا پیچھا کرتے رہے تا کہ ان کو قتل کر کے یا قیدی بنا کر فتح و کامرانی حاصل کر سکیں۔ ابن الاشعث اپنی فوج لے کر آگے ہی آگے بھاگتا رہا اور حجاج مسلسل علاقہ بہ علاقہ ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ دونوں فوجیں کرمان تک پہنچ گئیں شامی افواج بھی کرمان پہنچ کر ایک قلعہ میں پہنچ گئی جہاں ان سے پہلے اہل عراق وارد ہوئے تھے۔ اس قصر میں اہل کوفہ نے ابی جلدہ الیشکری کا مندرجہ ذیل شعر لکھ چھوڑا تھا:

أيا لهفا ويا حزناً جميعاً
ويا حرّ الفؤاد لما لقينا
تركنا الدين والدنيا جميعاً
وأسلمنا الحلائل والبنينا
فما كنا أناساً أهل دنيا
فنمنعها ولو لم نرج دينا
تركنا دورنا لطغام عكٍّ
وأنباط القرى والأشعرينا

"ہائے افسوس اور ہائے ہم سب کا حزن و غم اور دل میں کیسی ہوک اٹھتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہم دین بھی چھوڑ بیٹھے اور دنیا بھی ساری ہاتھ سے گئی اور ہم نے اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی دشمن کے حوالے کر دیا۔"

اس کے بعد ابن الاشعث اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ ترکوں کے بادشاہ رتبیل کے علاقے میں داخل ہو گیا، جس نے ابن الاشعث کی بہت قدر دانی کی۔ عزت و تکریم سے نوازا اس کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس کو پناہ دی۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن الاشعث جب رتبیل کے علاقے سے گذر رہا تھا تو اس کا گذر ایک والی پر ہوا جسے ابن الاشعث نے عراق واپسی کے وقت مقرر کیا تھا اس نے ابن الاشعث کی بہت عزت و توقیر کی اور اس کو تحفے اور تحائف دے کر اپنے یہاں ٹھہرایا یہ سب کچھ اس کی دھوکہ بازی اور

مکارانہ چال تھی۔ اس نے ابن الاشعث سے کہا میرے پاس ٹھہر جاؤ اور شہر میں قلعہ بند ہو جاؤ تاکہ تم اپنے دشمن سے پناہ میں رہ سکو۔ لیکن اپنے کسی ساتھی کو شہر پناہ میں آنے نہ دینا، ابن الاشعث نے اس کی بات مان لی دراصل یہ شخص ابن الاشعث کے ساتھ چال چل رہا تھا ابن الاشعث کو اس کے ساتھیوں نے بہت روکا جب ابن الاشعث شہر پناہ میں داخل ہوا تو وہاں کے عامل نے اس کو پکڑ لیا اور پابہ زنجیر کر دیا دراصل یہ عامل ابن الاشعث کو گرفتار کر کے حجاج کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا تھا جبکہ رتبیل کو ابن الاشعث کی آمد کا علم ہو چکا تھا اور رتبیل کو اس کی آمد پر خوشی بھی ہوئی تھی لیکن جب اسے اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے اپنی فوج لے کر اس علاقے بست کا محاصرہ کر لیا اور اس کے عامل کو لکھ بھیجا کہ واللہ اگر ابن الاشعث کو کچھ ہو گیا تو اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک آپ کے تمام شہریوں کو قتل نہ کر دوں اس پر یہ عامل خوفزدہ ہو گیا اور ابن الاشعث کو اس کے حوالے کر دیا رتبیل نے اس کی بڑی قدر دانی کی، ابن الاشعث نے رتبیل سے کہا کہ یہ عامل میرا ہی مقرر کردہ تھا اس نے میرے ساتھ غداری کی ہے اسے میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اسے قتل کر دوں، رتبیل نے کہا کہ میں اسے امان دے چکا ہوں، ابن الاشعث کے ہمراہ عبدالرحمن بن عباس بن ابی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا جو وہاں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔

اس دوران حجاج کی فوج سے مفرور چند گروہ یکجا ہو کر ابن الاشعث سے جا ملنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے جنگی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ جب یہ لوگ سجستان پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ ابن الاشعث تو بلاد ترک پہنچ گیا ہے تو انہوں نے سجستان پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں جن کا نام عبداللہ بن عامر البعار تھا اور اس کے خاندان اور بھائیوں کو بھی تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ اس پورے علاقے میں منتشر ہو گئے اور اپنا قبضہ مستحکم کر لیا، وہاں موجود اموال کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔

اور پھر انہوں نے ابن الاشعث کو خط لکھا کہ ہم سے آملو ہم آپ کی آپ کے دشمنوں کے خلاف مدد کریں گے اور چل کر بلاد خراسان پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ یہ علاقے کافی محفوظ ہیں اور ہماری تعداد ابھی کچھ زیادہ ہے، ہم یہیں رہیں گے یہاں تک کہ اللہ حجاج یا عبدالملک کو ہلاک کر دے۔

اس کے بعد پھر ہم فیصلہ کر لیں گے کہ بغاوت جاری رکھی جائے یا ختم کر دی جائے۔ ابن الاشعث خط پڑھ کر ان کی جانب روانہ ہو گیا اور انہیں لے کر خراسان کی جانب چل کھڑا ہوا ابھی تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ اہل عراق میں سے کچھ لوگوں نے عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرۃ کی قیادت میں ابن الاشعث سے علیحدگی اختیار کر لی، جس پر ابن الاشعث نے اہل عراق کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو غدار اور جنگ سے جی چرانے والے جیسے القاب سے یاد کرتے ہوئے کہا مجھے تم لوگوں کی کوئی حاجت نہیں، میں اپنے دوست رتبیل کے پاس ہی جا رہا ہوں اور اسی کے پاس رہوں گا، چنانچہ وہ اہل عراق کو چھوڑ کے چلا گیا۔ جو تھوڑے سے لوگ اس کے ساتھ چلے گئے جبکہ ایک جم غفیر وہیں رہ گیا ابن الاشعث کے جانے کے بعد ان لوگوں نے عبدالرحمن بن عباس کی بیعت لی اور اس کی قیادت میں یہ جم غفیر خراسان کی طرف نکل پڑا وہاں پر ان کا امیر یزید بن المہلب ان کی طرف بڑھ کر آ گیا، جس نے عبدالرحمن بن عباس کو اپنے علاقے میں آنے سے منع کر دیا اور عبدالرحمن کو لکھ بھیجا کہ زمین بہت وسیع ہے تم کسی اور جگہ چلا جا جہاں کسی کی حکومت نہ ہو کیونکہ میں تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا، اور اگر تم مال کے طالب ہو تو ہم تمہیں بہت سامان دے سکتے ہیں، اس کے جواب میں عبدالرحمن بن عباس نے لکھا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے، یہاں ذرا دم لینے اور ستانے آئے ہیں ہم آرام کر کے خود واپس چلے جائیں گے اور ہمیں آپ کی کسی بھی چیز میں کوئی حاجت نہیں لیکن پھر عبدالرحمن نے آس پاس کے علاقوں سے "خراج" کی وصول یابی شروع کر دی پس یزید بن مہلب ان کے مقابلے کے لئے آئے ان کے ساتھ ان کا بھائی مفضل بھی تھا ان کے ساتھ ایک عظیم لشکر بھی تھا، دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی جس سے ابن عباس کے کئی آدمی مارے گئے اس کے بعد ابن عباس کے ساتھی شکست کھا گئے۔ یزید نے ان میں سے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا، اور ان کے معسکر پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام اسباب کو تحویل میں لے لیا۔ اور لوگوں کو قید کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی شامل تھا اور کہا جاتا ہے کہ محمد بن سعد نے یزید بن مہلب سے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے والد کی تمہارے والد کے لئے کی گئی دعا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے تو یزید نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ اس معاملہ کی تفصیل بہت طویل ہے، جب یہ سب قیدی حجاج کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بعض کو معاف کر دیا تھا اور جب حجاج ابن الاشعث کے مقابلے کے لئے نکلا تھا تو یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو واپس آ جائے

اسکو چھوڑ دیا جو مسلم بن قتیبہ کے پاس سے چلا گیا اس کو چھوڑ دیا۔ اس بہت سے لوگ ابن الاشعث کا ساتھ چھوڑ کر رے پہنچ گئے جن کو حجاج کی طرف سے امان دے دی گئی تھی [illegible] لوگوں سے حجاج نے جنگ کی ابتداء کی اور فوج کو ان کے پیچھے لگا دیا یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیں۔ وہاں اس کے ہاتھوں خلق عظیم کا خون ہوا اس سلسلے کے آخری مقتول حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے جن کا بیان آگے تفصیل سے آئے گا۔

اور امام شعبی ان لوگوں میں سے تھے جو مسلم کے پاس سے چلے گئے تھے۔ ایک دن حجاج نے شعبی کو یاد کیا تو اس کو بتایا گیا کہ وہ مسلم کے پاس سے چلا گیا ہے تو حجاج نے مسلم کو خط لکھا کہ شعبی کو واپس بھیج دو۔ امام شعبی کا بیان ہے کہ جب میں حجاج کے پاس آیا تو امیر کہہ کر سلام کیا اور اس سے کہا کہ اے امیر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے وہ بات کہوں جو حق نہیں ہے اور آپ سے معذرت کروں۔ بیجا نے بخدا اللہ کے نزدیک اس میں حق کیا ہے اور قسم خدا کی میں حق کے سوا کچھ نہیں کہوں گا اور اس کا انجام ہو گا جو ہو۔ بے شک ہم نے آپ سے سرکشی کی اور تیرے خلاف خروج کیا اور اپنی تمام قوت کو آپ کے خلاف آزمایا اس میں ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہم نہ تو بدکار تھے اور نہ متقی اور صالح۔ تحقیق اللہ نے آپ کو ہم پر غلبہ عطا کیا اور جنگ میں آپ کو فتح دے دی۔ اگر آپ غالب آ گئے تو یہ ہمارے گناہوں اور جو کچھ ہم نے اپنے ہاتھوں کیا اس کا ثمرہ تھا۔ اور اگر آپ نے ہمیں معاف کیا تو یہ آپ کا حلم تھا بہر حال آپ کی ہمارے اوپر حجت قائم ہو گئی ہے۔ یہ سن کر حجاج بولا اے شعبی تو مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے جو اپنی تلواروں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپکاتے ہوئے بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے تو کچھ نہیں کیا اور ہم نے دیکھا بھی نہیں۔ اے شعبی اب تم ہماری طرف سے امان میں ہو۔ شعبی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے نکلنے لگا تو تھوڑی دور گیا تھا کہ حجاج نے کہا شعبی واپس آؤ [illegible] پھر مجھے حجاج کے امان دینے والے الفاظ یاد آ گئے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں حاضر ہوا حجاج نے کہا اے شعبی ہمارے بعد آپ نے لوگوں کو کیسا پایا شعبی نے کہا حجاج کے خلاف خروج سے قبل حجاج کے یہاں میری قدر دانی تھی میں نے حجاج سے کہا اے امیر اللہ تجھے صلاح عطا کرے آپ کے بعد میں نے بیداری کا سرمہ لگایا اور زمین پر چلنا پہاڑوں پر چلنے سے زیادہ پر مشقت ہو گیا۔ مگر کسی سے بھی مانوس نہ ہو گیا۔ ہر طرف خوف کا بسیرا تھا پریشانیوں کے گھیرے تھے۔ بچھڑے ہوئے بھائیوں اور دوستوں سے محروم ہو گیا امیر کا کوئی بدل بھی نہیں تھا۔

پھر حجاج نے کہا شعبی چلا جا پھر میں وہاں سے چلا گیا۔ اس واقعہ کو ابن جریر اور دیگر مورخین نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اسے ابو مخنف نے اسماعیل بن عبدالرحمن السدی سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حجاج نے شعبی سے فرائض کا کوئی مسئلہ دریافت کیا تھا جو ماں بہن اور دادا کی بہن میں تقسیم وراثت سے متعلق تھا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی الگ الگ آراء تھیں جن کی تفصیل شعبی نے اس وقت بیان کر دی اور علی رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن قرار دیتے ہوئے فیصلہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قول پر دیا تھا جس پر حجاج نے شعبی کی خلاصی کر دی۔

حجاج کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے یزید بن مہلب کی جانب سے بھیجے گئے پانچ ہزار قیدیوں کو جو کہ ابن الاشعث کے حامی تھے قتل کر دیے تھے۔ جس کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ پھر حجاج کوفہ کی جانب چل پڑا اور وہاں کے لوگوں سے از سر نو بیعت لینے کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ جو شخص اپنے کفر کا اقرار کرتا اس کی بیعت کر لیتا اور جو انکار کرتا اس کو قتل کر دیا جاتا۔ اس طرح حجاج نے ایک خلق عظیم کا خون بہایا جنہوں نے باوجود مسلمان ہونے کے اپنے کفر کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اس دوران ایک شخص کو بیعت کے لیے لایا گیا تو حجاج نے اسے [illegible] کی غرض سے کہا کہ مجھے نہیں لگتا کہ یہ شخص اپنے کفر کا اقرار کرے گا کیونکہ یہ شخص تو بڑا نیک اور پرہیزگار نظر آ رہا ہے اس پر اس شخص نے کہا کیا آپ مجھے میرے نفس کے بارے میں دھوکہ دیتے ہیں میں تو روئے زمین کا سب سے بڑا کافر ہوں بلکہ فرعون ہامان اور نمرود سے بھی بڑا کافر ہوں۔ اس پر حجاج نے اس کی جان بخشی کی اور اس کو چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ابو مخنف سے [illegible] کے واسطے سے روایت کی ہے کہ اعشیٰ ہمدان (شاعر) کو جب حجاج کے سامنے بطور قیدی پیش کیا گیا تو اس نے حجاج سے اس قصیدے [illegible] جس میں اس نے حجاج اور آل مروان کی مدحت اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھیوں کی مذمت اور برائی بیان کی تھی تو حجاج نے اس سے یہ قصیدہ [illegible] اہل شام نے کہا اے امیر اس نے تو بہت اچھا قصیدہ

کہا ہے۔ تو حجاج نے کہا اس نے برا کیا ہے، یہ سب تو کھلا دھوکا ہے۔ پھر اس نے اعشیٰ سے اس قصیدے کا مطالبہ کیا جب اعشیٰ نے وہ قصیدہ سنا دیا تو حجاج غصے میں آ گیا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا اسے حجاج کے سامنے ذبح کر دیا گیا۔ اعشیٰ کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الحارث ابو المصبح الہمدانی کوفی شاعر ہے۔ عرب کے فصیح و بلیغ مشہور لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ شروع میں بڑے متقی اور عبادت گزار تھے پھر سب کچھ چھوڑ کر شعر گوئی میں لگ گئے جس میں بہت شہرت اختیار کر لی۔ وہ امیر حمص نعمان بن بشیر کے پاس بھی گئے تھے جہاں اس نے نعمان کی مدح سرائی کی تھی جس پر نعمان اور اس کی قوم کی جانب سے اعشیٰ کو چالیس ہزار دینار عطا کیے گئے۔ اعشیٰ امام شعبی کی بہن کا شوہر اور امام شعبی اس کی بہن کا شوہر تھا۔ اور ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے ابن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ رحمہ اللہ

ایک مرتبہ حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں نبرد آزما تھیں تو حجاج بن یوسف نے ایک دستہ بھیجا جو ابن الاشعث کی فوج پر پشت سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں جب ٹکرا گئیں تو حجاج نے راہ فرار اختیار کر لی اپنا لشکر خالی چھوڑ دیا۔ پس ابن الاشعث اس لشکر پر قابض ہو گیا اور تمام مال و اسباب تحویل میں لے لیا اور وہیں پر فوج سمیت رات بسر کی۔ آدھی رات کو حجاج کا وہ دستہ جسے اس نے ابن الاشعث پر پشت سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا آ کر ابن الاشعث کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ ابن الاشعث کی فوج اسلحہ چھوڑ کر نیند کے خراٹے لے رہے تھے۔ اس غفلت کا فائدہ اٹھا کر حجاج کی فوج نے اس کا محاصرہ کر لیا اور خوب قتل و غارت کی۔ کئی افراد دجلہ اور دجیل میں کود کر غرقاب ہو گئے پھر حجاج نے بھی سامنے سے حملہ کر دیا اور لشکر میں موجود بقیہ لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں ابن الاشعث کے چار ہزار آدمی مارے گئے جن میں کئی رؤسا اور اعیان بھی شامل تھے۔ ابن الاشعث صرف تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کھڑا ہوا اور نہر دجیل سے کشتیوں کے ذریعے نکل گئے اور اپنے چوپایوں کو انھوں نے ذبح کر دیا اور پھر بصرہ چلے گئے جہاں سے یہ لوگ ترک بادشاہ رتبیل کے ملک میں داخل ہو گئے جہاں کے واقعات ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کر دیے ہیں۔

پھر حجاج نے ابن الاشعث کے حامیوں کا پیچھا شروع کر دیا جس کو جہاں پایا تہ تیغ کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ابن الاشعث کے جن لوگوں کو اپنے سامنے ذبح کیا ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار ہے۔ یہ نضر بن شمیل کا قول ہے جس نے ہشام بن حسان سے نقل کیا ہے۔ ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور علماء و صلحاء امت بھی شامل تھے جن کی آخری کڑی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

شہر واسط کی تعمیر۔۔۔۔ ابن جریر کا کہنا ہے کہ حجاج نے اس سال شہر واسط آباد کیا اور اس کی آبادی کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک راہب کو ایک گدھی پر سوار دیکھا تھا جو دجلہ کے قریب سے گزر رہا تھا۔ جب وہ واسط کے قریب سے گزرنے لگا تو اس کی گدھی رکی اور اس نے پیشاب کیا، راہب اس سے اترا اور اس جگہ کی طرف چل دیا جہاں اس نے پیشاب کیا تھا۔ اس راہب نے اس جگہ کو کھودا اور وہاں کی مٹی کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا۔

حجاج نے کہا کہ اس راہب کو لے کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ آیا تو اس سے حجاج نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب میں کہا ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پایا ہے کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے گی اور اس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے گی جب تک دنیا میں بنی آدم موجود ہے۔ اس راہب کا جواب سن کر حجاج نے اس جگہ شہر واسط کی آبادی کا نشان لگایا اور اس جگہ مسجد کی تعمیر کی۔ اسی سن میں عطاء بن رافع کی صقلیہ میں جنگ ہوئی اور اس سال بڑے بڑے امراء وفات ہوئے ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حجیرۃ الخولانی المصری۔۔۔۔ عبدالرحمٰن بن حجیرۃ الخولانی المصری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔ امیر مصر عبدالعزیز بن مروان نے انہیں عہدہ قضاء اور بیت المال سپرد کیا تھا۔ ان کی تنخواہ ایک ہزار دینار سالانہ تھی لیکن انہوں نے کبھی اس سے ذخیرہ اندوزی نہیں کی۔

حضرت طارق بن شہاب الاحمسی —— حضرت طارق بن شہاب ابن عبد الشمس الاحمسی نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور خلافت صدیقی و فاروقی کے زمانے میں چالیس سے زائد جنگوں میں حصہ لیا۔ ان کی وفات اسی سن میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت عبید اللہ بن عدی …… حضرت عبید اللہ بن عدی بن الخیار نے حضور اقدس ﷺ کا زمانہ پایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایت نقل کی ہے۔

عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ مدینہ منورہ کے قاضی تھے اور قریش کے علماء اور فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کا باپ عدی بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ الیزنی کا انتقال اسی سال ہوا۔ اسی سال اشعث کے بہت سے علماء اور قراء کی جماعت نے بھی اس دار فانی کو الوداع کہا۔ ان میں سے بعض میدان جنگ میں سے بھاگ نکلے اور بعض جنگ میں قتل کئے گئے اور بعض قید کئے گئے اور پھر حجاج نے ان کو قتل کیا اور بعض لوگوں کا حجاج نے پیچھا کیا اور ان کو قتل کیا ان میں مسلم بن یسار المزنی، ابو مروان الحلمی، عقبہ بن عبد الغفار، عقبہ ابن وشاح، عبد اللہ بن خالد الجہضمی، ابو جوزاء الربعی، النضر بن انس، عمران جو ابو حمزہ الضبعی کا والد تھا، ابو منہال سیار بن سلامہ الریاحی، مالک بن دینار، مرۃ بن ذباب الھدادی، ابو نجیبہ الجہضمی، ابو شیخ الہنائی، سعید بن ابو الحسن اور اس کا بھائی حسن بصری شامل تھے۔

ابو ایوب کا بیان ہے کہ ابن الاشعث سے کہا گیا تھا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے اوپر اسی طرح قربان ہوں جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کے ارد گرد جنگ جمل والے دن مارے گئے تھے تو حسن کو اپنے ساتھ لو تو انہوں نے حسن کو اپنے ساتھ لیا اور کوفہ والوں میں سے سعید بن جبیر، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، عبد اللہ بن شداد، شعبی، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود، معرور بن سوید، محمد بن سعد بن ابی وقاص، ابو البختری، طلحہ بن مصرف، زبید بن حارث الیامی اور عطاء بن سائب کو اپنے ساتھ لو۔ ایوب نے کہا کہ ان لوگوں میں سے جو بھی ابن الاشعث کے ساتھ اچھے انجام کو پہنچا تو وہ خوشی سے نہیں پہنچا اور جو ان لوگوں میں سے بچ نکلا اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

حجاج نے جن بزرگوں کو قتل کروایا ان میں عمران بن عصام ضبعی بھی شامل تھے جو ابو جمرہ کے والد تھے اور ان کا شمار اہل بصرہ کے علماء میں سے ہوتا ہے۔ بڑے عبادت گزار اور نیکو کار تھے ان کو قیدی بنا کر جب حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنے کفر کا اقرار کر لو گے تو تمہیں چھوڑ دوں گا۔ تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم! جب سے میں نے ایمان قبول کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک کفر کا مرتکب نہیں ہوا ہوں۔ ان کا یہ جواب سن کر حجاج نے قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا اور یہ قتل کر دیئے گئے۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان کے والد ابو لیلیٰ حضور ﷺ کے صحبت یافتہ تھے۔ عبد الرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم سیکھا تھا۔ وہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ حجاج کی مخالفت میں ان کے ساتھ لڑے تھے۔ اس لئے ان کو حجاج کے پاس لایا گیا اور اس نے بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے سامنے ان کی گردن اڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

مسلم بن یسار کثرت سے عبادت کرتے، روزے رکھتے اور نماز میں انتہائی خشوع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ آگ لگ گئی۔ لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا۔ لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ سجدے میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں مجھ سے راضی ہو جانا اور جب یہ غیر نماز میں ہوتے گویا کہ نماز میں ہیں۔ ایک مرتبہ حج کے لئے گئے اور چالیس دن کا فاصلہ باقی تھے لیکن حج میں ایک دن باقی تھا لہٰذا وہ سارا سفر ایک رات میں طے کر لیا۔ ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ پر چلے اور ان کی برکت سے ان کے ساتھی بھی بچے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا اور سلام کیا، لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں مر چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ موت کے بعد کیا معاملہ پیش آیا؟ تو فرمایا کہ بہت ہی سخت گھاٹیوں میں مبتلا ہوا۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا کہ اللہ کریم نے نیکیوں کو قبول کر لیا اور گناہوں کو معاف کر دیا اور آئندہ کے لئے ضامن ہو گیا۔ پھر

مالک نے تیغ زنی اور بیمار ہو گئے، پھر اسی بیماری کی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مسلم بن یسار نے ابن الاشعث کے واقعہ میں حجاج کے ساتھ مل کر قتال کیا۔

۸۳ھ اور پیش آمدہ واقعات

علامہ واقدی کے بیان کے مطابق عبداللہ بن عبدالملک نے اسی سال المصیصہ کو فتح کیا اور محمد بن مروان نے اسی سال آرمینیا میں جنگ کی اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا اور ان کی جائیدادوں کو برباد کر دیا اس سال کو سنۃ الحریق یعنی آگ کا سال بھی کہا جاتا ہے۔ حجاج نے اسی سال محمد بن قاسم ثقفی کو فارس پر حملہ کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ وہ کردوں کو قتل کر دے۔ عبدالملک نے اسی سال اسکندریہ کا حاکم عیاض بن غنم التجیبی کو بنایا اور عبدالملک بن ابی الحکم کو معزول کر دیا جس کو گزشتہ سال وہاں کا حاکم بنایا تھا۔ اسی سال موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے کچھ علاقے فتح کرائے، جن میں اردمہ کا شہر بھی شامل تھا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا اور پچاس ہزار کے قریب لوگوں کو گرفتار کر ڈالا۔ اسی سال حجاج نے ابن الاشعث کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا، جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

ایوب بن القریہ...... ایوب بن القریہ کا شمار فصحاء و بلغاء میں ہوتا تھا اور بڑے واعظ تھے ان کو حجاج نے بند کر کے پھر قتل کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج کو ان کے قتل پر بڑی ندامت ہوئی۔ یہ ابن القریہ سے مشہور تھے لیکن ان کا پورا نام ایوب بن زید بن قیس ابو سلیمان الہلالی تھا۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعد بن ایاس شیبانی اور ابوالحیثمہ خولانی، یہ صحابی تھے اور ان کی روایات بھی موجود ہیں حمص میں رہائش پذیر تھے اور وہیں سو سال کے لگ بھگ عمر میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن قتادہ اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت کو حجاج نے قتل کر ڈالا۔ ابو زرعہ جذامی فلسطینی کا شمار شام کے ذی مرتبت لوگوں میں سے ہوتا تھا انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خوف محسوس کیا، ابو زرعہ نے یہ بات محسوس کر لی تھی، اس لئے ان سے کہا کہ یا امیر المومنین اپنے گھر کا مرکزی ستون مت گراؤ اور اپنے قریبی ساتھی کو بھی دکھ نہ دینا اور شکست خوردہ دشمن کو برا بھلا مت کہنا۔ اس جواب کے سننے کے بعد وہ اس کے قتل سے باز رہے۔

اسی سال عتبہ بن منذر سلمی کا انتقال ہوا جو جلیل القدر صحابی تھے اور اہل صفہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ عمران بن حطان خارجی جو پہلے اہل السنت والجماعت میں سے تھا اس نے ایک بہت زیادہ حسین وجمیل خارجی عورت سے نکاح کیا جس کو یہ بہت زیادہ پسند کرتے تھے، حالانکہ خود ان کا حال یہ تھا کہ یہ بہت زیادہ بدصورت تھے۔ عمران بن حطان نے بہت کوشش کی کہ ان کو اپنے مسلک کی طرف لے آئے لیکن اس نے انکار کر دیا تو اس نے خود اس کے مذہب کو قبول کیا۔ اس کا شمار خوارج کے کلام کہنے والے شعراء میں ہوتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے قاتل کے بارے میں اس کا کلام مشہور ہے۔

یا ضربة من تقی ما اراد بها الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

یہ ضرب ایک متقی شخص کی تھی جس کا ارادہ سوائے اس کے نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرے۔

انی لاذکره یوما فاحسبه اوفی البریة عند اللہ میزانا
اکرم بقوم بطون الطیر قبرهم لم یخلطوا دینهم بغیا وعدوانا

جب کبھی میں اس کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ وعدے کو پورا کرنے والا اور اللہ کے نزدیک بھرپور تول والا ہے۔ کتنی اچھی قوم ہے کہ جن کی قبریں پرندوں کے پیٹ ہیں انہوں نے اپنے دین میں سرکشی اور دشمنی کو شامل نہ کیا۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ عمران کے جن اشعار کو بیان کرتے تھے ان میں وہ اشعار یہ ہیں۔

اری اشقیاء الناس لا یسأمونها علی انهم فیها عراة وجوع
اراها وان کانت تحب فانها سحابة صیف عن قلیل تقشع
کرکب قضوا حاجاتهم وترحلوا طریقهم بادی العلامة مهیع

عمران بن حطان کی وفات ۸۴ھ میں ہوئی بعض علماء نے گذشتہ اشعار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں ان پر رد کیا ہے اور قافیہ بندی اور اوزان کے اعتبار سے متوازن ہیں:

بل ضربة من شقي ما اراد بها　　الا ليبلغ من ذي العرش خسرانا
اني لاذكره يوما فاحسبه　　اشقى البرية عند الله ميزانا

روح بن زنباع الجزامی —— روح بن زنباع الجزامی کا شمار شام کے امراء میں سے ہوتا تھا، عبدالملک کا مشیر خاص تھا۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن محمد بن قیس بن اشعث کندی کا انتقال ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ ہلاک ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن الاشعث کا قتل —— اس کی ہلاکت کی داستان یہ ہے کہ حجاج نے ترک کے بادشاہ رتبیل کو خط لکھا صورت حال یہ تھی کہ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس کے پاس پناہ لی ہوئی تھی۔ خط میں اس کو لکھا کہ اللہ کی قسم اگر ابن الاشعث کو میرے حوالے نہیں کیا تو میں تمہارے شہر پر چڑھائی کے لئے ایک لاکھ افراد کو بھیج دوں گا اور تمہارے ملک کو برباد کر دوں گا۔

حجاج کی اس دھمکی کی جب تحقیق ہو گئی تو اس نے اپنے بعض امراء سے مشورہ لیا، انہوں نے ابن الاشعث کو ان کے حوالے کرنے کا مشورہ دیا قبل اس کے کہ حجاج اس کے ملک کو تہس نہس کر دے اور عام لوگوں کو نقصان پہنچائے۔ چنانچہ رتبیل نے چند شرائط پر مشتمل ایک خط لکھا کہ وہ دس سال تک جنگ نہیں کرے گا اور دوسری شرط یہ کہ ان دس سالوں میں ہر سال ایک لاکھ سالانہ خراج سے زیادہ نہ دے گا۔ حجاج نے ان کی شرائط منظور کر لیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج نے سات سال کا خراج معاف کر دیا تھا۔ رتبیل نے ابن الاشعث کے ساتھ غداری کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود رتبیل نے ابن الاشعث کو اپنے سامنے قتل کر دیا اور اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ ابن الاشعث مرض الموت میں مبتلا تھا اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث کی ہلاکت کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ابن الاشعث اور اس کے تیس ساتھیوں کو گرفتار کر کے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر محافظوں کی نگرانی میں حجاج کے پاس بھیجے گئے۔ جب وہ مقام رخج میں پہنچے تو ابن الاشعث ایک قلعہ کی چھت پر چڑھ گئے ان کے ساتھ ان کا محافظ بھی تھا تاکہ یہ کہیں بھاگ نہ سکے۔ قلعہ کی چھت پر سے خود کو بھی گرا دیا اور اس کا محافظ بھی اس کے ساتھ گر کر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد حجاج کے قاصد نے ابن الاشعث کا سر ان کے جسم سے الگ کر دیا اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا اور ان کے سروں کو بھی کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔

جب حجاج کے پاس ابن الاشعث کا سر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ عراق میں اس کو گھمایا جائے۔ اس کے بعد عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا، عبدالملک نے اس کو شام میں گھمایا اس کے بعد اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا جو مصر میں تھا وہاں پر بھی ان کا سر گھمایا گیا۔ اس کے بعد اس کا سر مصر میں دفنایا گیا اور باقی جسم کو مقام رخج میں دفن کیا گیا جس کے متعلق ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے کہ:

فهيهات موضع جثة من راسها　　راس بمصر وجثة بالرخج

ہائے افسوس کہ ابن الاشعث کے جسم اور اس کے سر کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا کہ اس کا سر تو مصر میں مدفون ہے اور اس کا جسم مقام رخج میں مدفون ہے۔

علامہ ابن جریر کہتے ہیں کہ ۸۵ھ میں ابن الاشعث کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالرحمٰن کون تھا تو اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ابو محمد بن الاشعث بن قیس تھا۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن قیس بن الاشعث بن قیس الکندی الکوفی تھا جن کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے اس طرح بیان کی ہے:

عن ابيه عن جده عن ابن مسعود اذا اختلف المتبايعان و السلعة قائمة فالقول ما قال البائع او يتتاركا

یعنی جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے اور متنازعہ سامان موجود ہو تو ایسے میں بائع کا قول معتبر ہوگا یا دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ ابو العمیس بھی ان کے متعلق یہی بات کہتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ان کو ۸۴ھ کے بعد قتل کر دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تعجب تو ان لوگوں پر ہے جنہوں نے ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی حالانکہ یہ غیر قریش تھے وہ تو کندی تھے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ

جمہور کا اس بات پر یوم سقیفہ کو اجماع ہوا تھا کہ امارۃ قریش میں ہی رہے گی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں پر حدیث سے حجت بھی قائم کی تھی۔ یہاں تک کہ جب انصار نے یہ کہا تھا کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔ اسی وجہ سے سعد بن عبادہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا جو یہی کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا۔ لہٰذا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک قریشی خلیفہ پہلے سے موجود ہو اور اس کے ہاتھ پر مسلمان بیعت کر کے سالہا سال سے رہ رہے ہوں اور پھر اس کو چھوڑ کر ایک کندی آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جس پر اہل علم و عقد کا اتفاق نہیں تھا۔ یہی بڑے فتنے اور فساد کا سبب تھا جس کی وجہ سے بہت بڑا شر اٹھا تھا اور بہت سارے لوگ مارے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایوب بن القریہ —— ایوب کی والدہ کا نام القریہ ہے۔ اس کے والد کا نام یزید بن قیس بن زرارہ بن مسلم النمری الہلالی ہے۔ یہ اعرابی اور ان پڑھ تھے لیکن باوجود اس کے ان کی فصاحت و بلاغت اور بیان ضرب المثل کے طور پر بیان کی جاتی تھی۔ یہ حجاج کے صحبت یافتہ تھے اور عبدالملک کے پاس وفد کی صورت میں گئے تھے۔ اس نے ابن القریہ کو ابن الاشعث کے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا تو ابن الاشعث نے ان سے کہا:

لئن لم تقم خطیباً فتخلع الحجاج لأضربن عنقک

’’تم نے برسر عام کھڑے ہو کر حجاج سے بیزاری کا اعلان نہیں کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔‘‘

اس نے ابن الاشعث کا کہنا مان کر اعلان کر دیا اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ جب حجاج نے غلبہ حاصل کیا تو اس نے اسے طلب کیا اور اس سلسلے میں اس سے بہت کچھ دریافت کیا۔ آخر اسے قتل کر دیا تاہم اس کے قتل کے بعد بہت نادم ہوا لیکن کام ہو چکنے کے بعد اب ندامت کا کیا فائدہ۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے وفیات میں ان کے حالات لکھے ہیں اور بڑی تفصیل اور عجیب و غریب باتیں لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ القریہ ق کے کسرہ اور یائی تشدید کے ساتھ ہے۔ یہ اس کی دادی کا نام ہے اور اس کا نام جماعہ بنت جشم ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ کچھ لوگ ان کے وجود کا ایسا انکار کرتے ہیں جیسا کہ لیلیٰ اور مجنوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح ابن ابی عقب صاحب الملحمہ یحییٰ بن عبداللہ بن ابو عقب کا انکار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روح بن زنباع ...... ابو زرعہ سلامہ جذامی کے بیٹے ہیں۔ ان کو ابو زنباع دمشقی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا گھر دمشق میں مقام برزہ و بیتین کی ایک جانب ابن عقب صاحب الملحمہ کے گھر کے قریب تھا۔ یہ بڑے جلیل القدر تابعی تھے، انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ ان کے علاوہ تمیم الداری، عبادہ بن الصامت، معاویہ اور کعب احبار وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے بھی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں جن میں عبادہ بن نسی بھی شامل ہیں۔

روح بن زنباع کا مقام ...... عبدالملک کے یہاں روح کا مقام وزیر کی طرح تھا، ہمیشہ عبدالملک کی رفاقت میں رہے اور عبدالملک کے والد مروان کے ساتھ مرج راہط کے دن شریک رہے۔ یزید بن معاویہ نے ان کی ڈیوٹی فلسطینی لشکر پر بھی لگا دی تھی۔ مسلم بن حجاج کا گمان تھا کہ ان کو صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، لیکن صحیح قول یہ تھا کہ یہ تابعی تھے، صحابی نہیں تھے۔ ان کے آثار میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حمام سے نکلتے تھے تو ایک غلام کو آزاد کرتے تھے۔

ابن زید کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال اردن میں ۸۴ھ میں ہوا اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک حیات رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے قریب پڑاؤ ڈالا، انہوں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا تو ان کے لئے مختلف قسم کے کھانے تیار کئے گئے اور پھر ان کے سامنے رکھے گئے۔ اس دوران کہ وہ کھانا کھا رہے تھے ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہوا، روح بن زنباع نے اس کو کھانے کی دعوت دی۔ پس وہ چرواہا قریب آیا اور کھانے کی طرف ایک نظر اٹھا کر کہنے لگا کہ میرا روزہ ہے۔ روح نے اس سے کہا کہ اے چرواہے اس گرمی اور لمبے دن میں تیرا روزہ ہے؟ چرواہے نے جواب دیا کہ کیا میں تمہارے کھانے کی وجہ سے اپنا روزہ توڑ دوں؟ یہ جواب دینے کے بعد

اس چرواہے نے اپنے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہیں پڑاؤ ڈالا اور روح بن زنباع کو چھوڑ دیا۔ پھر روح بن زنباع نے یہ شعر کہا:

لقد حسنت بابا ملک یا راعی اذ جادبھا روح بن زنبع

اے چرواہے! تو نے اپنے ایام کے ساتھ بڑا کنجوسی کا معاملہ کیا جبکہ روح بن زنباع نے ان کے ساتھ سخاوت کا سلوک کیا۔

اس شعر کے کہنے کے بعد روح کافی دیر تک روتے رہے اور اپنے سامنے سے کھانا اٹھانے کا حکم دیا اور کہنے لگے کہ جاؤ اور تلاش کرو کہ اس کھانے کو کھانے والا کوئی اعرابی یا چرواہا مل جائے۔ پھر اس جگہ سے چل دیئے اور اس چرواہے کو اپنے دل میں ایسا بسا لیا کہ خود ان کو اپنا آپ حقیر محسوس ہونے لگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸۵ ہجری اور پیش آمدہ واقعات

جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا کہ ابن جریر کے قول کے مطابق عبدالرحمن بن الاشعث کا انتقال اسی سال ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال حجاج نے خراسان کی گورنری سے یزید بن مہلب کو معزول کیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل بن مہلب کا تقرر کیا۔ اس عزل ونصب کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ حجاج وفد لے کر عبدالملک کے پاس گیا تھا اور جب وہاں سے واپس لوٹا تو مقام دیر سے گزرا تو اس سے کہا گیا تھا کہ اس مقام پر اہل کتاب کا ایک بڑا بزرگ شخص رہتا ہے۔ اس کو طلب کیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اے بزرگ! کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارے اور اپنے بارے میں کچھ پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہاں۔ پھر ان سے کہا کہ تم امیر المومنین کو کیسا پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم اس کو ایسا پاتے ہیں کہ جو کسی کا مشورہ قبول نہیں کرتا اور جو اس کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے وہ پچھاڑ دیا جاتا ہے۔ حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے جواب دیا کہ پھر وہ شخص ہے کہ ولید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے کہا کہ وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو ایک نبی کا ہمنام ہوگا۔ اس کے ذریعے کافی فتوحات حاصل ہوں گی۔ اس پر حجاج نے کہا کہ کیا تم مجھے اس کی نشاندہی بھی کرو گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں تجھے میں نے بتا دیا ہے۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے انجام کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے بعد عراق کا والی کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میری زندگی میں یا میری موت کے بعد؟ اس نے جواب دیا کہ اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔ حجاج نے سوال کیا کہ کیا آپ اس کے بارے میں کچھ معلومات رکھتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ غداری کرے گا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ سب سوال جواب سن کر حجاج اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس شخص سے مراد یزید بن مہلب ہے۔ اس کے بعد حجاج چل پڑا اس حال میں کہ وہ اپنے دل میں خوف محسوس کر رہا تھا۔ پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا اور اس سے عراق کی ولایت سے مستعفی ہونے کی درخواست کی تاکہ عبدالملک کا امتحان لے کہ اس کے ہاں میرا کیا مرتبہ ہے۔ عبدالملک نے خط کا جواب لکھا جو زجر وتوبیخ پر مشتمل تھا اور اس میں اپنی ولایت پر ثابت قدمی کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔

پھر ایک دن حجاج گہرے سوچ وفکر میں بیٹھا ہوا دیکھا گیا۔ اس نے عبید بن موہب کو اپنے پاس بلایا وہ آیا تو حجاج اپنا سر جھکائے زمین کرید رہا تھا۔ عبید کے آنے پر اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے عبید! تمہارے اوپر افسوس ہو اہل کتاب بتاتے ہیں کہ میرے ماتحت ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا اور میرے ذہن میں صرف یزید بن ابی کبشہ، یزید بن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کے نام آتے ہیں ان علاوہ اگر اور کوئی ہوسکتا ہے تو وہ یزید بن مہلب ہی ہوسکتا ہے۔ عبید بن موہب نے یہ سب کچھ سن کر جواب دیا کہ آپ نے تو ان کو بڑی عزت دے رکھی ہے اور اس کی بڑی قدر ومنزلت اور رتبہ بھی ہے۔ آپ ان کو برطرف کردیں۔ عبید کا یہ جواب سن کر حجاج نے اپنا یہ فیصلہ پکا کردیا کہ اب یزید بن مہلب کو معزول کرتا ہے اور پھر عبدالملک کو بھی اس کی برائیاں اور کوتاہیاں بتادیں اور اس کی غداری کے بارے میں آگاہ کیا اور پھر عبدالملک کو اس اہل کتاب شخص کے بتائے ہوئے خدشات سے آگاہ کیا۔ عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ آپ خراسان کی ولایت کے لئے ایک آدمی کا انتخاب کرلو۔ چنانچہ حجاج نے وہاں کی ولایت کے لئے مفضل بن مہلب کا انتخاب کیا اور اس کو تقریباً نو مہینوں کے لئے وہاں کا والی بنادیا۔ انہوں نے بادغیس وغیرہ فتح کرلئے

اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کر لیا، پھر شعراء نے ان کی مدح سرائی کی اور بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔ پھر حجاج نے اس کو بھی معزول کر دیا اور قتیبہ بن مسلم کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا قتل…… ابن جریر نے کہا کہ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل بھی اسی سال ترمذ میں ہوا۔ اس کے بعد ابن جریر نے اس کے قتل کے سبب کا ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ کے باپ کے قتل کے بعد اس کے پاس کوئی ایسا علاقہ نہیں تھا کہ جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ امن کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ وہ جس ملک کے قریب پہنچتا تو اس ملک کا بادشاہ اس سے لڑائی کے لئے نکل پڑتا، یہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ترمذ کے قریب پہنچا اور وہیں پر پڑاؤ ڈال دیا، ترمذ کا بادشاہ ذرا کمزور سا تھا اس لئے وہ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے گرویدہ ہو گئے پھر ترمذ کے بادشاہ نے ایک مرتبہ کھانا تیار کیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو دعوت دی کہ وہ اپنے ہمراہ سو جوانوں کو لے کر آئیں اور کھانے کی دعوت میں شریک رہیں۔ موسیٰ بن عبداللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے سو بہادر نوجوانوں کا انتخاب کیا اور ان کے ملک میں داخل ہو گئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو موسیٰ بن عبداللہ بادشاہ کے کمرے میں لیٹ گیا اور کہا کہ یا تو یہی میرا گھر ہوگا یا میری قبر۔ اس کلام کے سنتے ہی اہل قلعہ موسیٰ پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ساتھیوں نے ان کا دفاع کیا اور پھر ہوتے ہوتے موسیٰ کے ساتھیوں اور اہل ترمذ میں جنگ چھڑ گئی اور باہم قتال شروع ہوا۔ اہل ترمذ میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ نکلے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے موسیٰ کو دعوت دی کہ وہ اس ملک پر قابض ہو جائیں۔

چنانچہ موسیٰ نے ترمذ پر قبضہ کر لیا اور پھر اس قلعہ سے اپنے دشمنوں کا دفاع کرتے رہے۔ ترمذ کا بادشاہ یہاں سے بھاگ نکلا اور اپنے بھائی ترکوں کے ہاں جا کر پناہ لی اور ان سے مدد طلب کی، انہوں نے ان سے کہا کہ ان سو آدمیوں نے تجھے اپنے ملک سے نکال دیا، ہمیں تو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ اس کے بعد پھر ترمذ کا بادشاہ دوسرے ترکوں کے پاس چلا گیا اور آہ و زاری کی۔ تو انہوں نے اپنے کچھ آدمی موسیٰ بن عبداللہ کے پاس بھیجے تاکہ واقعے کی تحقیق ہو جائے۔ جب موسیٰ کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو اس وقت بڑی شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ جلائیں اور سردی کے کپڑے پہنیں اور آگ کے قریب جا کر اپنے ہاتھ سینکیں۔ جب ترکوں کے قاصد ان کے پاس پہنچے اور یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے ان سے کہا کہ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں گرمیوں میں بھی شدید سردی لگتی ہے اور سردیوں میں تو ہم بڑے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں، یہ جواب سن کر وہ واپس لوٹ گئے۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ یہ انسان نہیں ہیں بلکہ جنات ہیں۔ پھر اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آنکھوں دیکھا حال ان کو بتا دیا اور کہا کہ ہمیں ان سے جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

ترمذ کا بادشاہ ان سے مایوس ہو کر چلا گیا اور ترکوں کے دوسرے قبائل کے پاس مدد کے لئے چلا گیا۔ وہ آئے اور انہوں نے ترمذ کا محاصرہ کیا اور دوسری طرف سے خزاعی آئے اور انہوں نے بھی محاصرہ کر لیا۔ اب موسیٰ بن عبداللہ صبح کے وقت خزاعی سے جنگ کرتا اور شام کے وقت عجمیوں سے جنگ کرتا۔ دونوں طرف کے بہت سارے لوگ مارے گئے، عمرو خزاعی کے بھی بہت سے مارے گئے تھے۔ جس سے وہ خوفزدہ ہوا اور ان سے مصالحت کرنا چاہا اور ایک دن ان کے ہاں تنہائی میں پہنچ گیا۔ جب دیکھا کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے تو ان سے خیر خواہی کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرے۔ آپ جیسے لوگوں کو بغیر ہتھیار کے نہیں رہنا چاہیے۔ اس پر موسیٰ بن عبداللہ نے کہا کہ میرے پاس ہتھیار ہے یہ کہتے ہوئے اپنے بستر کے نیچے سے تلوار نکال لی۔ تلوار عمرو خزاعی نے لے لی اور اسی سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو ٹھنڈا کر دیا اور بھاگ نکلا۔ اس کے بعد موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے۔

عبدالعزیز کی معزولی…… ابن جریر کا بیان ہے کہ ۸۵ھ میں عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو مصر کے شہروں کی امارت سے معزول کر دیا۔ روح بن زنباع نے عبدالعزیز کی معزولی کی تحسین کی۔ اسی دوران کہ روح اور عبدالملک یہی باتیں کر رہے تھے کہ رات کے وقت قبیصہ بن ذؤیب ان کے ہاں پہنچ گئے، ان کو عبدالملک کے ہاں آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی نہ دن کو اور نہ رات کو۔ عبدالملک نے اپنے بھائی کی معزولی کے بارے میں ان کو آگاہ کیا، مگر عبدالملک بھائی کی معزولی کے ارادے پر بعد میں نادم بھی ہوا۔ عبدالملک اپنے اس فیصلہ پر اس لئے آمادہ ہوا

تھا کہ ان کی خواہش تھی کہ بادشاہت کا سلسلہ اس کے بعد اسی کی اولاد میں چلتا رہے جیسا کہ ولید پھر سلیمان پھر یزید اور پھر ہشام۔ اور یہ بھی حجاج کی رائے اور مشورے سے ہوا تھا۔ حالانکہ ان کے والد مروان کا حکم یہ تھا کہ پہلے عبدالملک بادشاہ بنے گا اور اس کے بعد اس کا بھائی عبدالعزیز بادشاہ بنے گا مگر حجاج کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عبدالعزیز نے عبدالملک کو بادشاہت سے بالکل محروم کر کے اپنی اولاد سے بادشاہت جاری کی۔ لیکن قدرت کی راہ بالکل ہموار کر دی تاکہ خلافت ان کی اولاد میں باقی رہے۔

عبدالعزیز بن مروان

ان کا نام و نسب...... عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ابو الاصبغ اموی اور قریشی ہے۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعد میں اپنے والد کے ساتھ شام چلے گئے تھے۔ عبدالملک کے بعد ولی عہد بھی تھے۔ ان کے والد نے ان کو ۶۵ھ میں مصر کے علاقوں کی امارت سونپی تھی چنانچہ یہ ۸۵ھ تک وہاں کے والی رہے اور سعید بن عمرو بن عاص کے قتل کے وقت یہ وہاں موجود تھے جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا ہے۔ دمشق میں ان کا گھر تھا جو آج کل دار الصوفیہ کے نام سے مشہور ہے اور خانقاہ سمیساطیہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو یہ خانقاہ ملی جو آخر کار صوفیوں کی خانقاہ میں تبدیل ہوئی۔

عبدالعزیز اور روایت حدیث...... عبدالعزیز نے حدیث کی روایت اپنے باپ، عبداللہ بن زبیر، عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ان سے روایت کردہ حدیث مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شر ما فی الرجل جبن خالع وشح هالع

یعنی انسان کی بری عادتوں میں سے ایک اس کی انتہائی بزدلی ہے اور دوسری حد سے بڑھا ہوا بخل۔ عبدالعزیز سے اس کے بیٹے عمر، زہری، علی بن رباح اور ایک بڑی جماعت نے روایت نقل کی ہے۔

عبدالعزیز ثقہ تھے...... محمد بن سعد کے مطابق عبدالعزیز بن مروان ثقہ تھے البتہ احادیث کم روایت کرتے تھے۔ دوسرے بعض کا کہنا ہے کہ عبدالعزیز حدیث اور بات چیت کے دوران غلطیاں کرتے تھے اس کے بعد انہوں نے عربی زبان سیکھی تو اچھی طرح گفتگو کرتے تھے اور فصیح لوگوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک شخص اپنے داماد کی شکایت کرتے ہوئے آیا تو عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ من ختنک تمہارا ختنہ کس نے کیا ہے؟ اس شخص نے اسی کے مطابق جواب دیا:

ختنی الخاتن الذی یختن الناس

میرا ختنہ اس شخص نے کیا ہے جو دوسرے لوگوں کا ختنہ کیا کرتا ہے۔

اس پر عبدالعزیز نے اپنے منشی سے کہا کہ دیکھو اس کا اس نے مجھے کیسا بیہودہ جواب دیا ہے۔ منشی نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ان سے من ختنک کے بجائے من ختنک؟ سے سوال کرتے۔ اس کے معنی یہ ہوتے کہ تمہارا داماد کون ہے تو اس بیچارے کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ جیسا سوال کیا تھا اس نے ویسا ہی جواب دیا۔

بہر حال اس کے بعد عبدالعزیز نے یہ عزم کر لیا کہ جب تک وہ عربی نہیں سیکھیں گے گھر سے باہر نہیں نکلیں گے چنانچہ ایک ہفتہ گھر میں اس نے ٹھیک ٹھاک عربی سیکھ لی اور فصاحت کے ساتھ عربی بولنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد جو شخص فصیح عربی بولتا تھا اس کو بڑے بڑے انعامات سے نوازا جاتا تھا اور جو عربی بول چال میں غلطی کرتے تھے ان کو کم انعام ملتے تھے اس سے اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سیکھنے میں بڑا حوصلہ ملا۔ چنانچہ ایک مرتبہ عبدالعزیز نے ایک شخص سے پوچھا کہ ممن انت؟ تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ من بنو عبدالدار کہ میرا تعلق قبیلہ بنو عبدالدار سے ہے۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا کہ اس کا جواب تجھے تمہارے انعام میں ملے گا چنانچہ اس کے انعام میں ایک ہزار کم کر دیا۔

بیہقی نے نقل کیا ہے کہ ہمیں محمد بن موسیٰ، اسحاق بن یوسف، سفیان، محمد بن عجلان اور قعقاع بن حکیم کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ مجھے اپنی ضروریات سے آگاہ کریں۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو جواب لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

اليد العليا خير من اليد السفلى وابدا بمن تعول

" دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے ان کی ابتدا کرو جن کی کفالت تمہارے ذمہ ہے"

نیز میں بھی تم سے کسی چیز کی طلب نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے ذریعے سے مجھے دلائے گا میں اس کو واپس بھی نہیں کروں گا۔

ابن وہب کا کہنا ہے کہ مجھے لیث نے یزید بن ابی حبیب اور موسیٰ بن علی کے حوالے سے یہ خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ مجھے عبدالعزیز بن مروان نے ایک ہزار دینار دے کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور عبدالعزیز بن مروان کا خط ان کو دیا تو انہوں نے پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اس وقت خالی ہاتھ نہیں بلکہ کچھ مال لے کر آیا ہوں۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! عبداللہ بن عمر کسی سے بھی سوال نہیں کرتا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر مجھے تھیلی واپس کر دی اور پھر کچھ دنوں کے بعد میں ان کے پاس آیا تو انہیں اسی حالت میں لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے۔

عبدالعزیز بن مروان کہا کرتے تھے کہ مجھے اس مومن پر تعجب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے وہ روزی اور اہل و عیال کو دیتا ہے۔ اس کے باوجود انسان اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اپنے پاس جمع کر کے رکھتا ہے جس کے خرچ کرنے سے اجر و ثواب اور اچھی تعریف حاصل ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنا تحصیل ان کے سامنے رکھی گئی جو تین سو مد سونا تھی۔ اس کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ کاش! یہ تحصیل کے بجائے اونٹ کی مینگنیاں ہوتا۔ اور پھر کہا کاش میں کوئی ذکر کی چیز نہ ہوتا بلکہ اس جاری پانی کی طرح بہتا ہوا پانی ہوتا یا حجاز کی سرزمین کی کوئی گھاس ہوتا۔ عبدالعزیز بن مروان نے لوگوں سے کہا کہ تم مجھے وہ کفن دکھاؤ جس میں تم مجھے کفن دو گے۔ جب سامنے لایا گیا تو کہنے لگے کہ اے دنیا! تمہارا لمبا بھی کس قدر چھوٹا ہے اور تمہارا زیادہ بھی کس قدر کم ہے۔

یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں ابن بکیر سے وہ لیث بن سعد سے، انہوں نے کہا کہ ان کی وفات ۱۳ جمادی الاولیٰ ۸۶ھ میں ہوئی۔ ابن عساکر کا کہنا ہے کہ یعقوب بن سفیان کا کہنا ہے کہ یہ بات ہے کہ ان کی وفات اپنے بھائی عبدالملک بن مروان سے پہلے ۸۵ھ میں ہوئی اور عبدالملک بن مروان کا انتقال ان کی وفات سے ایک سال بعد ہوا۔ عبدالعزیز بن مروان کریم النفس، شریف الطبع آدمی تھے اور خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے والد بزرگوار تھے جنہوں نے اپنے والد مرحوم کے اخلاق و عادات پائے تھے اور ان کے علاوہ مزید خصلتیں بھی ان کو حاصل تھیں۔ عبدالعزیز کی اولاد میں عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ اصبغ، ابوبکر، محمد اور سہل بھی تھے۔ ان کے صاحبزادے اصبغ کا انتقال ان کی وفات سے کچھ پہلے ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کو بہت صدمہ اور رنج ہوا اور اس کے بعد وہ بیمار پڑ گئے اور پھر اسی مرض میں دنیا سے چل بسے۔ ان کے علاوہ ان کے صاحبزادوں میں ایک سہیل تھا اور ان کی صاحبزادیوں میں ام محمد، سہیلہ، ام عثمان، ام الحکم اور ام البنین۔ یہ مختلف بیویوں سے تھیں۔ ان کے علاوہ ان کی کچھ اور بھی اولاد تھیں۔

ان کا انتقال مصر کے قریب ایک بستی میں ہوا جس کو انہوں نے آباد کیا تھا اور ان کے جسد خاکی کو دریائے نیل کے قریب لے جایا گیا اور وہیں پر ان کی تدفین ہوئی۔ عبدالعزیز بن مروان نے اپنی وراثت میں مال و دولت اور گھریلو سامان کی اتنی مقدار چھوڑی تھی اور اتنی بہت سی چیزیں تھیں جن کا بیان کرنا مشکل ہے۔ تین سو مد سونا تھی اور جانور بھی بہت تھے اور سامان وغیرہ چھوڑ کر گیا تھا اور وہ کافی تعداد میں تھے وہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ مالک تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو خط لکھا جو اس وقت مصر میں تھا کہ تم اب اس عہدے سے دستبردار ہو جاؤ اب میرے بیٹے ولید کو ولی عہد بنا دو یا تمہارے بعد ولی عہد وہ بن جائے اس لئے کہ مجھے وہ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ عبدالعزیز نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں اپنے بیٹے ابوبکر کے بارے میں وہی چیز کا انتظار رکھتا ہوں جس کا آپ اپنے بیٹے ولید کے لئے رکھتے ہیں اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا خراج

کا سارا خراج میرے پاس بھیج دیا جائے اس سے قبل صورت حال یہ تھی کہ عبدالعزیز خراج وغیرہ کچھ بھی عبدالملک کو نہیں بھیجا کرتا تھا، اس لئے کہ مصر کے سارے کے سارے شہر اور مغرب کے شہروں کی آمدنی سب کی سب عبدالعزیز کی تھی خواہ وہاں کا مال غنیمت ہو یا خراج یا اور کچھ۔ اس لئے عبدالعزیز نے اپنے بھائی عبدالملک کو اس خط کا جواب دیا کہ اے امیر المومنین! میں اور آپ اپنی عمر کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جہاں تک آپ کے اہل خانہ میں کوئی بھی نہیں پہنچا مگر بہت کم، اور میں اور آپ میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم کہ کس کی موت پہلے آتی ہے، اگر تم میری باقی ماندہ زندگی میں میرے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتے ہو تو یہ اچھا ہوگا۔ عبدالعزیز کے اس جواب سے عبدالملک کا دل نرم ہوا اور اس نے عبدالعزیز کو خط لکھا اور قسم کھائی کہ میں تمہاری باقی ماندہ زندگی میں تمہارے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں یہ عطا کر دے تو کوئی شخص تم سے یہ نہیں چھین سکتا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم نے کبھی گناہ کا ارتکاب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم نہیں۔ اس پر عبدالملک نے اللہ اکبر کہتے ہوئے کہا کہ رب کعبہ کی قسم مجھے تم سے یہی امید تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب عبدالملک کے بھائی عبدالعزیز نے ولید کے ولی عہد بنانے کی تجویز سے اتفاق نہ کیا تو عبدالملک نے اس کے لئے بددعا کی تھی کہ اللّٰھم انہ قطعنی فا قطعہ کہ اے اللہ! جس طرح (میرے بھائی) عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے آپ بھی اس کو قطع کر دیں۔ چنانچہ عبدالعزیز اسی سال انتقال کر گیا۔ جب عبدالعزیز کی موت کی اطلاع رات کے وقت عبدالملک کو ملی تو بہت غمگین ہوئے اور بہت روئے، ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ بھی ان کی موت پر روئے لیکن ساتھ ساتھ عبدالملک اپنے بیٹوں کی نسبت سے دل ہی دل خوش بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کی امید لاحق تھی اور عبدالعزیز کی وفات سے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

اس سے قبل حجاج نے عبدالملک کو خط کے ذریعے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنا دے اور اس سلسلے میں ایک وفد عبدالملک کی طرف روانہ بھی کیا جو عمران بن عصام عنزی کی ماتحتی میں تھا۔ جب وفد عبدالملک کے دربار میں داخل ہوا تو عمران بن عصام نے کھڑے ہو کر بات کی اور وفد نے بھی اس سلسلے میں بات کی اور عبدالملک کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنانے کا جلد از جلد اعلان کر دے۔ اس موقع پر عمران بن عصام نے اشعار بھی کہے اور اس پر عمران بن عصام نے چند ایسے اشعار کہے:

امیر المؤمنین الیک نهدی
علی النای التحیة والسلاما
اجبنی فی بنیک یکن جوابی
لهم عادیة ولنا قواما
فلو ان الولید اطاع فیه
جعلت له الخلافة والذماما
شبیهک حول قبته قریش
به یستمطر الناس الغماما
ومثلک فی التقی لهم یصب یوماً
لدن خلع القلائد والتماما
فان تؤثر اخاک لها فانا
وجدک لا نطیق لها اتهاما
ولکنا نحاذر من بنیه
بنی العلات مالر وسماما

ونخشى ان جعلت الملك فيهم
سحابا ان تعود لهم جهاما
فلا يك ما حلبت غدا لقوم
وبعد غد بنوك هم العياما
ولو اني حبوت اخا بفضل
اريد به المقالة والمقاما
لعقب في بني على بنيه
كذلك او لرمت له مراما
فمن يك في اقاربه صدوع
فصدع الملك ابطؤه التئاما

ان اشعار میں تجویز بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے جس میں ولید کے لئے ان کی معزولی طلب کی ہے اور اللہ نے موت کو متعین کر دیا۔ عبدالعزیز کی موت عبدالملک سے ایک سال پہلے ہوئی اور جو ارادہ تھا اس کو پورا کر دیا ولید اور سلیمان سے۔

ولید اور سلیمان کے لئے عبدالملک کی بیعت ...... عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کے لئے بیعت کی اور پھر بیٹے سلیمان کے لئے اور یہ واقعہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد پیش آیا۔ بیعت کا یہ واقعہ پہلے دمشق میں ہوا اور اس کے بعد دوسرے صوبوں اور علاقوں میں بیعت لی گئی۔ جب اس کی بیعت مدینہ میں لی گئی تو سعید بن مسیب نے بیعت سے انکار کر دیا اور کہا کہ عبدالملک کی حیات میں وہ کسی سے بیعت نہیں کریں گے۔ اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے گورنر ھشام بن اسماعیل کو حکم دیا گیا کہ اس کو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں اس نے ان کو ساٹھ کوڑے لگائے اور پھر بالوں کے کپڑے پہنا کے اور ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ میں گشت کروایا۔ پھر گورنر نے حکم دیا کہ ان کو ثنیہ و باب لے جایا جائے۔ یہ وہ ثنیہ تھی جہاں پر لوگ نماز پڑھتے تھے اور قتل کیا کرتے تھے۔ سعید بن مسیب کو لے کر وہاں پہنچے اور پھر وہاں سے واپس مدینہ لے کر گئے اور ان کو جیل میں بند کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن مسیب نے ان سے کہا کہ **واللہ لو اعلم انکم لاتقتلونی لم البس ھذا الثیاب**۔ اللہ کی قسم اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم مجھے قتل نہیں کرو گے تو میں کبھی یہ کپڑے نہیں پہنتا۔

پھر گورنر ھشام بن اسماعیل نے عبدالملک کو سعید بن مسیب کی مخالفت کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس کے جواب میں عبدالملک نے یہ فرمان جاری کیا کہ اس کے ساتھ مزید سختی کی جائے اور اس کو مدینہ سے باہر نکال دیا جائے۔ اور پھر اس سے کہا کہ سعید تم سے زیادہ صلہ رحمی کا حقدار ہے اور وہ اس سختی کا مستحق نہ تھا جو تم نے ان کے ساتھ کیا اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ نہ تو ان کے اندر عداوت ہے اور نہ نافرمانی و بغض۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ عبدالملک نے گورنر سے کہا کہ سعید بن مسیب کیلئے مناسب یہ تھا کہ وہ بیعت کر لے، اگر وہ بیعت نہیں کرتا تو اس کی گردن اڑا دو یا پھر اس کو چھوڑ دو۔

علامہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کی بیعت کا وقت آیا تو سعید بن مسیب نے بیعت سے انکار کر دیا تو اسی وقت مدینہ کے گورنر نے ان کو کوڑے لگائے۔ اس زمانے میں گورنر جابر بن اسود بن عوف تھا اور ساٹھ کوڑے بھی اسی نے لگائے تھے اور پھر جیل میں بھی اسی نے بند کروایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابو معشر اور واقدی نے کہا ہے کہ اسی سال مدینہ کے گورنر ھشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔ ھشام بن اسماعیل حجاج کے ساتھ عراق اور مشرقی علاقوں میں بھی رہے تھے۔ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ اسی سال ابان بن عثمان بن عفان جو مدینہ کے امیر تھے کا انتقال ہوا جو مدینہ کے فقہاء عشرہ میں سے تھے۔ یحییٰ بن قطان کا کہنا بھی یہی ہے۔ محمد بن سعد نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ تھے البتہ وہ اونچا سنتے تھے اور برص کے مریض تھے اور موت سے قبل ان کو فالج ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، عمرو بن حریث، عمرو بن سلمہ، واثلہ بن الاسقع وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم صفہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور حیات میں واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری میرے بعد کیا حالت ہوگی جب تم

پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ گے، گندم کی روٹی اور زیتون کے تیل سے اور مختلف قسم کے لباس زیب تن کرو گے، تم اس دن بہتر ہو یا آج کے دن؟ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آج کے دن۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم آج کے دن اس دن سے بہتر ہو۔ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہم سے چلے گئے ہم نے مختلف قسم کے کھانے اور لباس اور سواریاں استعمال کیں، پھر تبوک کی تیاری کی اور دمشق کو فتح کر لیا اور وہاں مسجد بنوائی۔ تمر لنگ کے زمانہ میں یہ مسجد فنا ہو گئی اور صرف نشانات باقی رہ گئے۔ اس مسجد کے مشرقی دروازہ پر پانی کا کنواں تھا۔ خالد بن یزید قریش میں علوم و فنون کا جاننے والا تھا۔ آپ کو علم کلام اور علم کیمیا میں مہارت حاصل تھی۔ آپ نے مریانش راہب سے بھی استفادہ کیا۔ خالد اپنے باپ کے مثل فصیح، بلیغ، شاعر اور منطقی تھا۔

ایک مرتبہ آپ عبدالملک بن مروان کے دربار میں حکم بن ابی العاص کی موجودگی میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے شکایت کی کہ ان کا بیٹا ولید اپنے بھائی عبداللہ بن یزید کی حقارت کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا:

ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ (سورۃ نمل)

تو خالد نے جواب دیا کہ:

واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا (سورۃ الاسراء)

اس کے بعد خالد اور عبدالملک کے درمیان بحث شروع ہو گئی۔ آخر میں خالد نے کہا کہ حکم طائف کی گلی کرتے تھے اور بکریاں چراتے تھے اور بڑے کئی لوگ ان کے پاس کھانا کھاتے۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اپنے دور حکومت میں ان کے پاس ٹھہرے۔ اس پر ولید خاموش ہو گیا۔ حیران ہو کر جواب نہ دے سکا۔

۸۶ھ میں پیش آمدہ واقعات

اس سن میں حجاج کے نائب قتیبہ بن مسلم نے مرو اور خراسان کے علاقوں پر چڑھائی کی ترکوں اور کفار کے دوسرے کئی علاقوں پر قبضہ کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور مال غنیمت سمیٹ لی اور کئی سارے قلعوں پر قبضہ کر لیا، پھر قتیبہ بن مسلم پیچھے لوٹ گیا اور لشکر آگے چلا گیا۔ حجاج کو جب اس کا پتہ چلا تو اس کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ اگر تم دشمن کے علاقے پر حملہ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں مقدمۃ الجیش میں ہونا چاہیے اور جب تم واپس آنے کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر تمہیں فوج کے پچھلے دستے میں ہونا چاہیے تاکہ دشمن جنگی حکمت عملی سے دوبارہ پلٹ کر حملہ نہ کر سکے۔ یہی جنگ کا عمدہ طریقہ ہے اور پہلے سے چلا آ رہا ہے۔

قیدیوں میں ایک عورت برمک کی بیوی تھی۔ قتیبہ بن مسلم نے یہ عورت اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو ہدیہ دی تھی۔ عبداللہ نے اس سے مباشرت کی جس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہو گئی پھر قتیبہ نے قیدیوں کے ساتھ احسان کیا اور ان کو رہا کر دیا اس عورت کو بھی اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جبکہ یہ عبداللہ بن مسلم کی حاملہ تھی۔ ولادت کے بعد اسلام قبول کرنے تک ان کا بچہ بھی انہیں میں رہا۔ پھر اس بچے کو لیکر وہ بنی عباس کے دور میں آئے تھے جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ جب قتیبہ بن مسلم خراسان کی طرف لوٹا تو بلنذار کے سرداروں نے ان کا بڑے تحفے تحائف سے استقبال کیا اور ان کو ایک سونے کی چابی بھی ہدیہ کی۔

اس سن میں شام، بصرہ اور واسط میں طاعون کی وبا پھیلی، جس کو طاعون فتیات کا نام دیا گیا۔ کیونکہ یہ طاعون شروع میں عورتوں میں پھیلا تھا۔

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے شہروں میں جنگ شروع کی اور بہت سوں کو قتل کیا اور قیدی بنائے اور بہت سارا مال غنیمت بھی سمیٹ لیا اور روم کے مشہور قلعے بولق اور اخرم کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سال عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کا حاکم بنایا اور یہ تقریب عبدالعزیز کی وفات کے بعد منعقد ہوئی۔ چنانچہ عبداللہ مصر کی امارت کا عہدہ سنبھالنے کے لئے جمادی الثانیہ ۸۶ھ میں پہنچا۔ جبکہ اس کی عمر ستائیس سال تھی۔

اسی سال روم کا بادشاہ اخرم لوری کا انتقال ہوا۔ اسی سال حجاج نے یزید بن مہلب کو گرفتار کیا تھا۔ اسی سال ھشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں

کو حج کرایا۔ اسی سال ابو امامہ باہلی اور عبداللہ بن ابی اوفی کا انتقال ہوا۔ ایک قول کے مطابق عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ عبداللہ بن حارث فتح مصر کے وقت موجود تھے اور وہیں رہائش پذیر رہے اور مصر میں یہی وہ آخری صحابی ہیں جن کا انتقال ہوا۔ نیز ۸۶ھ کے ماہ شوال میں امیر المومنین عبدالملک کا بھی انتقال ہوا۔

اموی خلفاء کے والد عبدالملک بن مروان

شجرہ نسب...... ان کا پورا شجرہ نسب یہ ہے:

عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ ابو الولید الاموی۔

ان کی والدہ کا شجرہ نسب یہ ہے:

عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی سماعت ثابت ہے۔ نیز اپنے والد کے ساتھ ان کے گھر بھی جا چکے ہیں جبکہ ان کی عمر دس سال تھی۔ یہ وہ پہلے شخص تھے جو لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ۴۲ھ میں روم کے علاقوں میں چل پھر آئے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں مدینہ والوں کے امیر مقرر ہوئے، امارت کا یہ عہدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کیا تھا، ان کا اٹھنا بیٹھنا فقہاء، علماء، نیک اور عبادت گزار لوگوں میں ہوتا تھا۔

عبدالملک اور روایت حدیث...... انہوں نے روایت حدیث اپنے والد کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی کی ہے، جن میں حضرت جابر، ابو سعید خدری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، معاویہ، ام سلمہ، بریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان سے بھی ایک عظیم جماعت نے روایت کی ہے، جن میں خالد بن معدان، عروہ، زہری، عمرو بن الحارث، رجاء بن حیوہ، جریر بن عثمان شامل ہیں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کا نام قاسم رکھا تھا، اسی لئے ان کی کنیت ابو قاسم بیان کی جاتی تھی، پھر اس کا نام تبدیل کر کے عبدالملک رکھ دیا۔ ابن ابی خیثمہ مصعب بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ وہ پہلے شخص تھے کہ اسلام میں جس کا نام عبدالملک رکھا گیا۔ نیز ابن ابی خیثمہ کا کہنا ہے کہ اسلام میں جن کا نام سب سے پہلے احمد رکھا گیا وہ خلیل بن احمد العروضی کے والد ہیں۔

عبدالملک اور بیعت...... ان کی خلافت کی بیعت ان کے والد مروان کی زندگی میں ۶۵ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ ان کی خلافت مصر اور شام کے علاقوں میں سات سال تک رہی جبکہ دوسرے علاقوں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم تھی لیکن ۷۳ھ میں جب حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو تمام علاقوں پر ان کی خلافت قائم ہوئی۔ عبدالملک اور یزید کی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی تھی۔ عبدالملک خلافت سے پہلے عباد اور زہاد میں شمار ہوتے تھے، نیز ان فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتے تھے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتے تھے۔ عبدالملک قد و قامت کے لحاظ سے متوسط القامت مردوں میں تھے لیکن چھوٹے قد والے معلوم ہوتے تھے۔ ان کے دانتوں پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ ان کا منہ اکثر کھلا رہتا تھا، بسا اوقات غفلت کی وجہ سے مکھی اندر چلی جاتی تھی، اسی لئے یہ الذباب کے نام سے مشہور تھے۔ جسامت کے لحاظ سے نہ زیادہ نحیف و لاغر تھے اور نہ زیادہ موٹے و فربہ تھے۔ ان کی دونوں بھنویں ملی ہوئی تھیں، آنکھیں نیلی نیلی اور بڑی تھیں، اونچی ناک، وجیہ چہرہ، سر اور داڑھی کے بال سفید تھے لیکن کبھی خضاب نہیں لگایا۔ لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بعد میں خضاب لگانے لگے تھے۔

نافع کا کہنا ہے کہ میں نے مدینہ میں عبدالملک سے زیادہ چاق و چوبند، سیر و سیاحت کرنے والا اور کتاب اللہ پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اعمش ابو الزناد سے روایت ہے کہ مدینہ کے فقہاء چار اشخاص تھے، ایک سعید بن المسیب، دوسرے عروہ، تیسرے قبیصہ بن ذؤیب اور چوتھے عبدالملک بن مروان لیکن ان کا شمار فقہاء میں امارت سے پہلے ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں نے بیٹے جنے ہیں جبکہ مروان نے باپ جنا ہے

یعنی عبدالملک۔ ایک دن جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا ان کی امارت کے بارے میں اختلاف رائے دیکھا تو کہا کہ کاش اس لڑکے کی امارت میں سب کا اتفاق ہوتا۔

عبدالملک بن مروان کا کہنا ہے کہ میں بریدہ بن حصیب کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالملک تمہارے اندر خصوصیات ہیں اور تم اس قابل ہو کہ تم اس قوم کی سربراہی کر سکو۔ یاد رکھو ناحق کسی کا خون بہانے سے اجتناب کرنا اس لئے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ:

ان الرجل لیدفع عن باب الجنة بعد ان ینظر الیها علی محجمة من دم یریقه من مسلم

بے شک جنت دیکھ لینے کے بعد وہاں سے ایک آدمی کو دھکا دے کر نکالا جائے گا جب اس کی تلوار سے ناحق مسلمان کا خون بہتا ہوا دیکھا جائے گا۔

عبدالملک کو امارت ملنے سے پہلے معاویہ اور عمرو بن العاص نے ایک لمبے واقعے میں ان کی تعریف کی ہے۔

سعید بن داؤد زبیری، مالک اور یحییٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جس نے عصر اور مغرب کے درمیان نماز پڑھی وہ عبدالملک بن مروان اور اس کے ساتھ چند نوجوان تھے۔ اس پر سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ کثرت سے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا عبادت نہیں ہے بلکہ عبادت امور الٰہیہ میں غور و فکر کرنے اور محرمات سے بچنے کا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا ہے کہ میں نے کسی مجلس میں اپنے سے زیادہ فضیلت والا کسی کو نہیں پایا سوائے عبدالملک بن مروان کے اس لئے کہ جب بھی میں کوئی بات کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ اور جب بھی میں کوئی شعر کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ نے مروان کو دمشق میں خط لکھا جبکہ مروان مدینہ میں معاویہ کا نائب تھا، خط میں لکھا تھا کہ اپنے بیٹے عبدالملک کو مدینہ کے وفد میں شامل کر کے بھیج دیں جو معاویہ بن خدیج کی معیت میں مغرب کے شہروں کی طرف جا رہا ہے۔ نیز اس میں عبدالملک کی ان علاقوں میں مجاہدانہ صلاحیت و اہلیت کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

عبدالملک مدینہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ واقعہ حرہ پیش آیا اور ابن الزبیر بلاد حجاز پر غالب آ گئے اور بنو امیہ کو وہاں سے جلاوطن کیا پھر اپنے باپ کے ساتھ شام چلے گئے اور تمام اہل شام نے ان کے والد کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ نو ماہ تک امیر المؤمنین بنے رہے۔ اس کے بعد عبدالملک کو ولی عہد بنایا اور پھر عبدالملک امیر بن گئے۔ رمضان کے شروع میں یا ربیع الاول ۶۵ھ میں مستقل طور پر عبدالملک امیر بنا دیئے گئے اور جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد لوگوں نے متفقہ طور پر عبدالملک کو اپنا خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا اور تمام بلاد پر ان کی امارت قائم ہو گئی۔

شعبہ نے ابن الاعرابی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک کو پوری طرح اقتدار مل گیا اور اس کی خلافت قائم ہو گئی تو ان کی گود میں قرآن پاک تھا اس کو بند کر دیا اور کہا کہ: هذا فراق بینی و بینک یعنی آج میرے اور تیرے درمیان بعد اور دوری پیدا ہو گی۔

ابو الطفیل کا کہنا ہے کہ عبدالملک کے لئے ایوان امارت کو وسیع اور کشادہ کیا گیا اور اس میں تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ یہ اس میں داخل ہوئے اور پھر کہا کہ: لقد کان حسبة الاحوازی یعنی عمر بن الخطاب۔

عبدالملک خون بہانے میں بڑا دلیر تھا اور بڑا عقلمند، ہوشیار، مدبر، مفکر اور سیاسی معاملات کو خوب سمجھنے والا امیر تھا، وہ کسی معاملے میں بھی دوسروں پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ اس کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھی اور اس کا والد معاویہ تھا جس نے حضور ﷺ کے چچا کی ناک جنگ احد میں کاٹی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ جب عبدالملک عراق کی طرف مصعب بن زبیر سے لڑنے نکلے تو اس کے ساتھ یزید بن اسود الجرشی بھی نکلے تھے۔ جب دونوں جماعتوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی تو یزید بن اسود نے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ حائل کر دے اور ان دونوں میں سے جو تجھے پسندیدہ ہو اس کو امارت عطا کر دے۔ اس کے بعد عبدالملک کامیاب ہو گیا حالانکہ مصعب بن زبیر عبدالملک کیلئے مشکل ترین آدمی تھا ہم نے اس سے قبل عبدالملک کا مصعب بن زبیر کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر دیا ہے۔

سعید بن عمر نے مزید لکھا ہے کہ جب عبدالملک کی خلافت کیلئے بیعت مکمل ہو گئی تو عبداللہ بن عمر نے ان کو لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ بن عمر کی طرف سے امیر المومنین عبدالملک کے نام خط۔

بعد از سلام! اللہ وحدہ لاشریک کی تعریف کے بعد میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم راعی (نگہبان امیر) ہو اور ہر راعی سے اس کی رعیت (ماتحت) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ حدیث مبارک کے مفہوم کو بیان کرنے کے بعد قرآن کریم کی آیت تحریر کی کہ **اللّٰہ لاالٰہ الا ھو لیجمعنکم الی یوم القیٰمۃ لاریب فیہ ومن اصدق من اللہ حدیثاً** (سورۃ النساء ۸۷) یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی تمہیں قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا، جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے زیادہ سچا اور کون ہے؟

علامہ واقدی نقل کر رہے ہیں کہ مجھے ابن ابی سبرہ نے ابو موسیٰ الحناط اور ابی کعب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے اہل مدینہ! مجھ پر سب سے زیادہ ایک امر کا التزام ضروری ہے، ملک کے مشرقی علاقوں سے ہمارے پاس بہت سی احادیث پہنچی ہیں، ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں، اس لئے تم لوگ بھی اپنے لئے اسی چیز کو لازم پکڑو جو اس قرآن پاک میں ہے اور جسے تمہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنچایا ہے اور اپنے فرائض پر اچھی طرح عمل پیرا رہو جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمہیں لگایا ہے۔

انہوں نے اس معاملہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور یہ کیا ہی خوب مشیر تھے۔ اسلام کے معاملہ میں انہوں نے جو مناسب سمجھا فیصلہ کر دیا اور جو اختلاف کو ختم کر دیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے پچھتر (۷۵) ہجری میں حج کیا، ابن زبیر کے قتل کے دو سال بعد جس میں ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا، مجھ سے پہلے جو خلفاء تھے وہ مال کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور میں اللہ کی قسم اس امت کی بیماری کی دوا تلوار کے ساتھ کروں گا اور میں کمزور خلیفہ نہیں ہوں۔ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اور مداہن خلیفہ ہوں یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور نہ ہی عیب دار خلیفہ ہوں یعنی یزید بن معاویہ۔ اور پھر فرمایا کہ لوگوں میں تم سے ہر طرح کے مالی حقوق وصول کروں گا اور عمرو بن سعید اور اس کے بیٹے کا حق قرابتداری کا ہے اور فرمایا اور فرمایا کہ تم یہ بات غائبین تک پہنچا دو۔

اصمعی کی روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان سوار ہوئے، ان کا اونٹ چلانے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا ایھا البکر الذی اراکا
علیک سھل الارض فی ممشاکا
ویحک ھل تعلم من علاکا
خلیفۃ اللہ الذی امطاکا
لم یحب بکراً مثل ما حباکا

جب عبدالملک نے یہ اشعار سنے تو فرمایا اے فلانے میں نے آپ کے لئے دس ہزار کا حکم دے دیا۔ پھر عبدالملک نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ زبان بھی انسان کا ایک حصہ ہے اور ہم اپنے اس قیام کے بعد خاموشی اختیار کرتے ہوئے لغو اور بے کار باتوں سے بچنے کے لئے بڑوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ ہماری کوتاہیاں جڑ پکڑ گئی ہیں اور اس کی شاخیں بھی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد موقع محل اور مختصر اور جامع مانع کلام کریں گے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ عبدالملک کو کسی نے کہا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ کیوں بوڑھا نہ ہوں۔ میں اپنی عقل کو لوگوں میں ہفتہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ استعمال کرتا ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے بھی عبدالملک سے سوال کیا تھا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ منبر پر چڑھنے اور بات کے خوف کی وجہ سے۔ ایک شخص عبدالملک کے سامنے بات کرنے میں ہزاروں مرتبہ پھسلا۔

زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک نے فرمایا کہ علم عنقریب اٹھ جائے گا۔ جس شخص کے پاس ہے جلدی سے پیش کرے، نہ خیانت کرے اور نہ چاپلوسی کرے۔ اس کے علاوہ عبدالملک کے خطبے میں وعظ و نصیحت کی باتیں ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ عبدالملک کا ایک پیسہ ایک کنویں میں گر گیا۔ پھر تیرہ (۱۳) دینار دے کر نکلوایا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ اس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔
جب لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھتے تو لوگ سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

انا اذا مالت دواعی الھوی
وانصت السامع للقائل
واصطرع الناس بالبابھم
نقضی بحکم عادل فاصل
لا نجعل الباطل حقا ولا
نلفظ دون الحق بالباطل
نخاف ان تسفہ احلامنا
فنجھل الحق مع الجاھل

اصمعی فرماتے ہیں کہ انس بن مالک نے عبدالملک کو خط لکھا جس میں حجاج کی شکایت کی تھی اور لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص عیسیٰ ابن مریم کی خدمت کرے تو نصاریٰ اس کو معزز سمجھیں گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرے یا ان کو دیکھے تو یہود اس کو محترم سمجھیں گے اور میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں اور ساتھ کھانا کھایا ہے اور ان کا ساتھی اور ساتھ داخل ہوا اور دشمنوں سے جہاد کیا لیکن حجاج نے مجھے تکلیف پہنچائی اور برا بھلا کہا۔ عبدالملک خط پڑھ کر رونے لگا اور غصہ ہوا، پھر ایک سخت خط حجاج کی طرف لکھا۔ جس کی وجہ سے حجاج نے معذرت کی۔

کسی نے لکھا ہے کہ ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے تنہائی میں ایک بات کرنی ہے۔ اس پر عبدالملک نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے مگر تین باتوں سے بچتے رہنا۔ ایک یہ کہ میری مدح سرائی سے بچنا، دوسری بات یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور تیسری بات یہ کہ میری رعیت میں سے کسی کے بارے میں کچھ مت کہنا۔

اسی طرح ایک شخص ایک دوسری جگہ سے عبدالملک کے پاس آیا تو اس سے کہا کہ چار باتوں کے علاوہ جو چاہو کہو۔ اول یہ کہ میری تعریف نہ کرنا، دوم یہ کہ میرے سوال کے مطابق جواب دینا، سوم یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور چہارم یہ کہ میری رعایا کے خلاف مجھے نہ ابھارنا۔

اصمعی فرماتے ہیں کہ عبدالملک کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے ان کے خلاف خروج کیا تھا۔ حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی طرف سے میرا یہ بدلہ ہے۔ اس سے پوچھا کہ پھر کیا بدلہ ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں جس شخص کے ساتھ بھی نکلا ہوں وہ ناکام ہوا اور شکست کھائی اور ان کا لشکر منتشر ہوا۔ یہ بات سن کر ہنسی آ گئی اور چھوڑ دیا۔ عبدالملک سے کسی نے پوچھا کہ کونسا شخص سب سے بہتر ہے؟ تو فرمایا کہ جو بلندی کے ہوتے ہوئے تواضع کرے اور قدرت کے باوجود زہد اختیار کرے اور انتقام قدرت کے باوجود نہ لے۔ بہترین مال وہ ہے جو قابل تعریف اور مذمت کو دور کرے۔ یہ بھی نہ کہو کہ کون پائے گا۔ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ اور عیال ہے۔

عبدالملک نے اپنی اولاد کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ ان کو سچ سکھاؤ۔ جیسے کہ قرآن سکھایا جاتا ہے اور ان کو کمینوں سے بچاؤ اس لئے کہ وہ لوگ برے ہیں۔ ان میں خیر کی رغبت کم ہوتی ہے۔ انہیں حشم سے بچاؤ اور بالوں کو چھوٹے کرو تاکہ گردن مضبوط ہو اور گوشت کھلاؤ تاکہ صحت مند ہوں۔ ان کو اشعار سکھاؤ اور عرضاً مسواک کرنا سکھاؤ اور پانی کو چوس کر پینا اور تین سانس میں پینا، ان باتوں کو سیکھ کر یہ باعزت ہو جائیں گے اور لوگوں میں ذلیل نہیں ہوں گے۔

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی خصوصی اجازت دی۔ چنانچہ ایک خستہ حال شخص نے داخل کی اجازت چاہی لیکن چوکیداروں نے اجازت نہ دی۔ یہ شخص عبدالملک کے پاس ایک رقعہ پھینک کر چلا گیا اور پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں غائب ہوا۔ اس رقعہ میں لکھا ہوا تھا کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھا الانسان ان اللہ قد جعلک ... الخ

ترجمہ: اے انسان اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان حکمران بنایا ہے پس تو ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دے گی بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالملک [illegible]

یا رب ان ذنوبی عظیمۃ وان قلیل عفوک اعظم منھا اللھم فامح بقلیل عفوک عظیم ذنوبی

[illegible] اے اللہ اپنے تھوڑے سے عفو سے میرے بڑے گناہوں کو معاف فرما دے۔

[illegible]

مسعر الدمشقی کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان کے سامنے ایک مرتبہ دسترخوان لگایا گیا تو اس نے خادم سے کہا کہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کے باپ عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلاؤ۔ اس پر خادم نے کہا کہ وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ پھر عبدالملک نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلاؤ تو خادم نے کہا کہ وہ بھی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد عبدالملک نے بہت سارے لوگوں کے نام لئے کہ فلاں فلاں کو بلاؤ حتیٰ کہ بہت سے ایسے لوگوں کو بھی بلانے کا حکم دیا جن کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ لیکن سب کے بارے میں یہی جواب ملا کہ وہ مر چکے ہیں تو پھر عبدالملک نے دسترخوان اٹھانے کا حکم دیا اور پھر یہ شعر پڑھا

ذهبت لداتي و انقضت ایامهم وغبرت بعدهم ولست بخالد

"میری عمر کے لوگ گزر چکے ہیں اور ان کا زمانہ گزر چکا ہے۔ ان کے بعد میں بچا ہوا ہوں، لیکن میں بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوں۔"

کہتے ہیں جب عبدالملک کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے لڑکے ولید کو روتا ہوا دیکھ کر کہا، یہ باندیوں اور کنیزوں کی طرح رونا کیسا؟ پھر عبدالملک نے اپنے لڑکے سے کہا جب میری روح نکل جائے تو کمر کس لینا، ہمت اور حوصلہ سے کام لینا، چیتے کی طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا، ہمیشہ حالات کا احتیاط سے جائزہ لینا، قریش سے تعاون کرنا۔ اے ولید! تجھے خلیفہ بنایا گیا ہے اس بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میری وصیت کو یاد رکھنا، میرے بھائی معاویہ پر نظر کرم رکھنا، میرے بھائی محمد پر بھی دست شفقت رکھنا، اسے جزیرہ کا حاکم بنانا اور معزول نہ کرنا، میرے عم زاد علی ابن عباس کا خیال رکھنا اگرچہ اس نے ہم سے محبت کا رشتہ منقطع کر دیا ہے لیکن پھر بھی اس کا ہمارے ساتھ نسبی تعلق ہے اور ہم پر اس کا حق ہے جس کی پاسداری ضروری ہے۔ حجاج بن یوسف کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ رکھنا کیونکہ اس نے تمہارے دشمنوں کو زیر کر کے تمہارے لئے ملک حاصل کیا اور خوارج کی بیخ کنی کی۔ تم تمام بھائی افتراق و انتشار سے بچ کر ہمیشہ اتفاق و اتحاد سے رہنا اور دین کے ایک رہنا، جنگ میں ابرار بن کر رہنا، نیکی کے لئے منارہ بنے رہنا اور جنگ بھی قبل از وقت موت نہیں لاتی، نیکی انسان کی نیک نامی اور قلوب میں محبت کا ذریعہ ہے اور نیکی ہی انسان کے ذکر جمیل کا سبب بنتی ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا اس مرحلہ پر لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دینا، انکار کرنے والوں کو تلوار کے حوالے کرنا، اپنی بہنوں کا بھی خیال رکھنا خصوصاً فاطمہ سے حسن سلوک کرنا۔ اس نے ماریہ کی دونوں بالیاں اور وہ یاقوت اسے دے دیئے تھے اور کہا اے اللہ اس کے بارے میں میری حفاظت فرمانا۔ اس نے اس کی شادی اپنے بھتیجے عمر بن عبدالعزیز سے کر دی تھی۔ عبدالملک نے اپنی موت کے وقت غسال کے بارے میں سنا کہ وہ کپڑے دھوتا ہے اس نے کہا کاش میں بھی غسال ہوتا اور روزانہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتا اور میں خلیفہ نہ ہوتا۔ پھر اس نے تمثیل کے طور پر چند اشعار پڑھے:

(۱) میں نے ایک طویل عرصہ حکومت میں گزارا اور ساری دنیا میرے تابع ہو گئی۔
(۲) میں نے لوگوں کو عمدہ مال اور وقتی انعام دیئے اور تمام جابر بادشاہ میرے تابع ہو گئے۔
(۳) لیکن وہ تمام امور جن سے دنیا میں مجھے مسرت حاصل ہوئی وہ ایک چمکتے اور تیز رو خواب کی طرح گزر گئے۔
(۴) کاش میں حکومت میں آنے کی دلچسپی نہ لیتا اور میں خوش گوار زندگی کو وسعت نہ دیتا۔ معاویہ بن ابی سفیان نے بھی بوقت وفات یہ اشعار کہے تھے۔

ابو مسہر کا قول ہے مرض الوفات میں عبدالملک سے اس کا حال پوچھا گیا اس نے جواب دیا میرا حال وہی ہے جو قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اور تم ہمارے پاس اکیلے آؤ گے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے عبدالملک نے بوقت وفات محل کے دروازے کھولنے کا حکم دیا، دروازے کھلنے کے بعد اس نے محل میں دھوبی کو دیکھ کر کہا کاش میں بھی دھوبی ہوتا اور روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا۔ جب سعید بن المسیب کو اس کی بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے موت کے وقت ان جیسے لوگوں کو بھی ہماری طرف بھگا دیا اور ہم کو ان کی طرف نہیں بھگایا۔ راوی کا قول ہے عبدالملک اپنی وفات کے وقت پشیمان تھا اور اپنا سر پیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کاش میں روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا اور اللہ کی اطاعت و عبادت میں مشغول رہتا۔

کسی کا قول ہے بوقت وفات عبدالملک نے اپنے لڑکوں کو بلا کر وصیت کی۔ اس کے بعد کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اپنے اور حکومت میں کسی

دے دیجیے اللہ سے کوئی سوال نہیں کیا پھر اس نے یہ شعر پڑھا [illegible] ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے وفات کے وقت لوگوں سے کہا [illegible] نے کہا [illegible] شعر پڑھے

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

عبدالملک کی کل مدت خلافت ۲۱ سال [illegible] خلافت [illegible] یوسف [illegible]

مدائنی کا قول ہے کہ [illegible]

خواص کی وفات

ارطاۃ بن زفر: یہ [illegible] ابن سہیہ [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) — جب موت دوبارہ آئے گی تو عبدالملک کو قبر میں لے جائے گی۔

راوی کا قول ہے کہ عبدالملک اس کے اشعار سن کے گھبرا گیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ ارطاۃ کے اشعار کا مخاطب وہی ہے۔ ارطاۃ نے کہا اے امیر المومنین ان اشعار میں میں نے خود اپنے آپ کو مخاطب کیا ہے۔ عبدالملک نے کہا قسم بخدا تم پر جو کچھ گزرے گا وہ مجھ پر بھی گزرے گا۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر ...... آپ کبار تابعین عمران بن حصین کے ساتھی اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے انسان کو عقل سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں بخشی گئی نیز آپ کا قول ہے کہ جب انسان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے نیز آپ ہی کا قول ہے جب تم کسی شخص کی عیادت کے لئے جاؤ اور اسے اپنے لئے دعا کرتے پاؤ تو اس کی دعا تمہارے لئے ضرور قبول ہوگی کیونکہ وہ خوف زدہ ہوتا ہے اور اس کی دعا رقت قلب سے ہوتی ہے نیز فرمایا عمل آخرت کے ذریعے دنیا کی طلب سب سے قبیح چیز ہے۔

اس نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے بات نہ کرو۔ بلکہ ضرورت کے متعلق سوال کو پسند نہیں کرتا لیکن کسی کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیج دیا کرو اور فرماتے تھے کہ موت نے اہل دنیا کی نعمتوں کو ختم کر دیا۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میری موت کب آئے گی تو میری عقل ختم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ نے اپنے بندوں کو غفلت دے کر احسان کیا اور موت کو پوشیدہ رکھا۔ اگر موت سے غفلت نہ ہوتی تو کوئی خوشی سے زندگی نہ گزارتا اور بازار ویران ہو جاتے۔ جب مطرف گھر میں داخل ہوتے تو ان کے گھر کے برتن بھی تسبیح کرتے۔ آپ گاؤں میں رہتے تھے اور اس سے جمعہ کے دن صبح سویرے آتے تھے۔ ایک مرتبہ اہل قبور کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں یہ مطرف ہے جمعہ کے لئے جا رہا ہے۔ فرماتے تھے کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ جمعہ میں کیا کہتے ہیں۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ سلام سلام کہتے ہیں اور فرماتے تھے کہ نیک اعمال کرو۔ ہمیں اللہ کی رحمت سے درجات کی امید ہے اور اگر معاملہ سخت ہوا تو ہم کو دوزخ چاہیے۔ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا اگر راضی نہیں ہے تو ہمیں معاف فرما دے۔ اس لئے کہ مولیٰ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ راضی نہ ہو۔ انہوں نے اپنے گھر میں قبر کھودی تھی۔ جس میں اتر کر روزانہ تلاوت کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔ مطرف کا بصرہ میں انتقال ہوا۔ آپ علماء اور فضلاء کے نزدیک مقدم تھے۔ لوگوں میں سے نیک تھے اور مجاب الدعوات تھے۔ ایک شخص نے کسی امیر کے سامنے ان کے متعلق جھوٹ بولا تو فرمایا کہ اے جھوٹ بولنے والے اللہ تجھے جلدی موت دے۔ لہٰذا وہ مردہ واپس ہوا۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کی خلافت ...... اسی سال ماہ شوال جمعرات یا جمعہ کے روز ولید بن عبدالملک باب الجابیہ الصغیر میں اپنے والد کو دفن کرنے کے بعد گھر کے بجائے سیدھا جامع دمشق کے منبر پر پہنچا۔ اس کے خطبہ کا حاصل یہ تھا۔ سب سے پہلے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس کے بعد کہا میں امیر المومنین کی وفات کے صدمات پر اللہ سے مدد کا خواستگار ہوں خلافت جیسی نعمت کے حصول پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ اور میری بیعت کرو۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام سلولی نے اس کی بیعت کی اس کے بعد اس نے دو اشعار پڑھے

(۱) — اللہ نے تجھے سب سے قیمتی چیز عطا کر دی ملحدین نے جس کے ہٹانے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔
(۲) — لیکن تمام رکاوٹوں کے باوجود اللہ نے تیری گردن میں خلافت کا طوق ڈال دیا۔

اس کے بعد دیگر لوگوں نے اس کی بیعت کی واقدی کا قول ہے اس نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو اللہ کی طرف سے مقدم شے کو کوئی مؤخر اور مؤخر شے کو کوئی مقدم نہیں کر سکتا۔ جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور موت کے فرشتوں کے ساتھ جو معاملات ہوں گے صدیقین اور صالحین کے ساتھ جو حسن سلوک ہوگا اور دشمنان خدا کے حکموں پر عذاب نازل ہوتا ہے مرحدوں پر جو سختیاں ہوتی ہیں اور دنیاوی امور جو لوگوں کو پیش آتے ہیں ان سب میں قضا الٰہی کو ہی دخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ولید نے لوگوں سے کہا اے لوگو! تم پر امیر کی بیعت و اطاعت لازم ہے۔ جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اپنے آپ کو بچا لیا جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا اس کے بعد ولید منبر سے نیچے اتر گیا ولید سخت دل اور ظالم خلیفہ تھا وہ دمشق کے مرض سے پاک تھا اس کی قوم میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں قوم لوط کا تذکرہ نہ کرتا تو شاید

لوگ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے پاس نہ جاتے۔ ولید پوری دنیا کی عمارتوں میں سب سے حسین ترین عمارت جامع دمشق کا بانی تھا اس سال ذیقعدہ میں ولید نے اس کی تعمیر شروع کی تھی اور پورے دس سال میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی اس کی تکمیل کے ساتھ ولید کی خلافت بھی ختم ہو گئی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ شروع میں اس مسجد کی جگہ ایک کنیسہ تھا جو کنیسہ یوحنا سے مشہور تھا جب صحابہ نے دمشق فتح کیا تو اس کے دو حصے کر دیے انہوں نے اس کی مشرقی جانب مسجد بنا لی اور مغربی جانب کنیسہ رہنے دیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک اسی طرح چلا آ رہا ہے ولید نے خلیفہ بننے کے بعد اس کے مغربی حصہ سے کنیسہ ختم کر کے اسے بھی مسجد میں شامل کر دیا عیسائیوں کو اس کے بدلے کنیسہ مریم دے کر ساری جگہ پر ایک حسین و جمیل مسجد تعمیر کر دی۔

واقعات ۸۷ھ

اس سال ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کی امارت سے معزول کر کے اپنے عمزاد اور بہنوئی عمر بن عبدالعزیز کو اس کی جگہ حاکم بنایا آپ ماہ ربیع الاول میں تیس اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے آپ مروان کے گھر میں داخل ہوئے لوگ آپ کو سلام کرنے کے لئے آئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دس فقہاء مدینہ عروہ بن زبیر، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر ان کا بھائی عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور خارجہ بن زید بن ثابت کو بلوایا چنانچہ وہ سب آپ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے حمد و ثنا کے بعد ان کو مخاطب کر کے کہا میں نے ایک ایسے امر کے لئے تمہیں دعوت دی ہے کہ اس پر تمہیں عنداللہ اجر ملے گا اور تم لوگ حق کے مددگار ہو گے۔ میں کوئی بھی معاملہ تم لوگوں کی رائے کے بغیر حل نہیں کروں گا۔ اگر تم کسی کو کسی پر ظلم کرتے دیکھو یا میرے عہدہ داروں میں سے کسی کو ظلم کرتے دیکھو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ تمام فقہاء آپ کے پاس سے آپ کو دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ گزشتہ امیر ہشام بن اسماعیل کو مروان کے گھر کے قریب ہی روکو۔ ولید اس کے بارے میں بری رائے رکھتا تھا کیونکہ اس نے اپنے دور حکومت میں اہل مدینہ پر بہت ظلم کئے تھے چار سال کے قریب اس کی امارت رہی۔ خصوصاً سعید بن المسیب اور علی بن حسین سے اس نے بہت غلط روش اپنائی۔ سعید بن المسیب نے اپنے لڑکے اور اپنے موالی کو اس کے تعرض سے روکا تھا آپ نے کہا تھا کہ جہاں تک کلام کا تعلق ہے میں اسے بھی کلام نہیں کروں گا۔ علی بن حسین نے بھی اسی قسم کا رویہ اپنایا ہوا تھا۔

اسی برس مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم میں جنگ لڑی اس نے بہت سے افراد کو قتل کیے متعدد قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اسی سال بلاد روم میں جنگ کر کے ان کے متعدد قلعے بولق، اخرم اور بحیرہ فرسان فتح کئے۔ اسی طرح قلعہ بولس اور قمیم بھی فتح کئے۔ مستعربہ کے ایک ہزار افراد قتل کئے اسی قدر رقیق کئے۔ قتیبہ بن مسلم نے اسی برس بلاد ترک میں جنگ کر کے ان کے بادشاہ نیزک سے بہت سا مال اور متعدد شہروں پر صلح کی جن میں سے ایک شرط تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی کی تھی۔

اس زمانہ میں قتیبہ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے اس کے خلاف اہل صغد اور ترکوں کو ملا کر ان کے ساتھ جمع ہو گئے اور خشکی کے تمام راستے مسدود کر دیئے جس کی وجہ سے قتیبہ وہاں دو ماہ تک محصور رہا۔ اس دوران ایلچیوں کی آمد و رفت بھی بند ہو گئی اور حجاج کو بھی ان کے حالات کی خبر نہ ہو سکی اس کی وجہ سے حجاج کو ان کے بارے میں تشویش پیدا ہو گئی اس نے تمام شہروں کے لوگوں کو ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے دعائیں کرنے کا حکم دیا قتیبہ کی جماعت کے ایک شخص تنذر کو اہل بخارا نے بہت سا مال دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ کسی طرح قتیبہ کو شہر چھوڑ کر واپس چلے جانے پر آمادہ کر لے۔ چنانچہ تنذر نے خلوت میں قتیبہ سے کہا کہ حجاج کا عنقریب تمہارے خلاف عداوت کرنے والا ہے اگر آپ مرو چلے جائیں تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا اس کی بات سن کر قتیبہ نے اپنے غلام کو اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا پھر اس نے تنہائی میں ضرار سے کہا میں تجھے اللہ کا عہد دیتا ہوں کہ جو بات تو نے سنی ہے اسے کسی پر فاش نہ کرنا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا کیونکہ اس کے افشا سے اپنے ساتھیوں میں خلفشار ہوگا اور

دشمن کو قریب لے گی۔

اس کے بعد قتیبہ نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا اور صبر اور اموں کو بھی جوش دلایا چنانچہ لوگوں نے شدید جنگ لڑی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جرأت قدم عطا فرما نصف نہار سے قبل ہی اللہ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرما دیا اور ترکوں کو ذلت ناک شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے بے پناہ قتل کر دیا اور بے پناہ گرفتار کر لیا کچھ شہر میں پناہ گزین ہو گئے۔ قتیبہ نے عملہ کو ان کی بیخ کنی کا حکم دیا تو انہوں نے زر کثیر کے بدلے صلح کی پیشکش کی۔ قتیبہ نے ان سے صلح کر لی ان ہی میں سے ایک ایک شخص کو ایک جماعت کا امیر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے فوج کو واپسی کا حکم دیا ابھی پانچ مرحلے چلے تھے کہ انہوں نے عہد شکنی کر دی امیروں کو قتل کر کے ان کی ناک کان کاٹ دی اسی وقت قتیبہ نے واپس آ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو بالکل خاتمہ کرنے کا ارادہ کر لیا انہوں نے دوبارہ صلح کی پیشکش کی تو قتیبہ نے ٹھکرا دی پھر قتیبہ نے ان کا بالکل صفایا کر کے ان کے شہر پر قبضہ کر لیا قتال کرنے والوں کو قتل کر دیا ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا خوب مال غنیمت لوٹا جن میں بہت سے سونے چاندی کے برتن تھے ان میں ایک چاندی کا بت بھی تھا جب اسے توڑا گیا تو اس سے ڈیڑھ لاکھ دینار نکلے اس کے علاوہ بھی دیگر بہت مال تھا۔ قتیبہ نے حجاج سے مسلمانوں میں مال غنیمت کی تقسیم کی اجازت طلب کی تو حجاج نے اجازت دے دی۔ چنانچہ سارا مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور مسلمانوں کی مالی حالت بھی اچھی ہو گئی اور ان کی دفاعی پوزیشن بھی مضبوط ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

اسی سال نائب مدینہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا اس کا قاضی مدینہ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم تھا اور عراق اور مشرق پر حجاج کی حکومت تھی اس کا نائب بصرہ پر جراح بن عبداللہ حکمی تھا اس کا قاضی عبداللہ بن اذینہ تھا اس کا جنگی امور کا نگران کوفہ پر زیاد بن جریر بن عبداللہ بجلی تھا اس کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری تھا اس کا نائب خراسان پر قتیبہ بن مسلم تھا۔

خواص کی وفات

عتبہ بن عبد السلمی...... جلیل القدر صحابی ہیں آپ حمص میں اترے بعض کا قول ہے آپ غزوۂ قریظہ میں شریک تھے۔ حضرت عرباض سے مروی ہے عتبہ مجھ سے بہتر ہے اور مجھ سے ایک سال قبل اسلام لائے۔ واقدی وغیرہ کا قول ہے آپ نے اسی سال وفات پائی بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد رحلت فرمائی۔

ابو سعید بن اعرابی کا قول ہے عتبہ بن عبد السلمی اہل صفہ میں سے تھے بقیہ نے بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن عتبہ بن عبد السلمی آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اگر وہ پیدا ہونے کے وقت سے موت تک گناہ کے مرتکب شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ذلیل و رسوا کرے گا۔ اسماعیل بن عیاش نے بن عقیل بن مدرک عن لقمان بن عامر عن عتبہ بن عبد السلمی روایت کی کہ میں نے آپ ﷺ سے لباس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے دو کتان کی دو چادریں مجھے پہنائیں پھر آپ ﷺ نے صحابہ کو وہ چادریں پہنے ہوئے مجھے دیکھا۔

مقدام بن معدی کرب...... آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ بھی حمص میں اترے آپ نے احادیث کی روایت بھی کی آپ سے بھی متعدد تابعین نے احادیث روایت کی محمد بن سعد فلاس اور ابوعبید کا قول ہے آپ نے اسی سال دنیا سے رحلت فرمائی بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

ابو امامہ باہلی...... آپ کا نام صدی بن عجلان ہے آپ بھی حمص چلے گئے تھے۔ تلقین میت بعد الدفن والی حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے دعا کے باب میں روایت کیا ہے پچھلے سال کی وفیات میں آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

قبیصہ بن ذؤیب...... نام ابوسعید الخزاعی مدنی ہے۔ قبیصہ بن ذؤیب فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کے پاس دعا کے لئے آپ ﷺ کو لایا

لیے۔ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ نے روایات نقل کی ہیں آپ کی ... کو فتح ہوئی۔ آپ فقہاء مدینہ میں سے تھے۔ آپ عبدالملک کے قریبی لوگوں میں سے تھے ان کے پاس بلا اجازت آ جایا کرتے تھے۔ شہروں سے آنے والے خطوط کا جواب آپ ہی لکھا کرتے اور خبریں پڑھ کر عبدالملک کو ان سے باخبر کرتے۔ آپ عبدالملک کے زمانہ میں تھے دمشق میں باب البرید کے نزدیک آپ کا گھر تھا آپ نے دمشق میں وفات پائی۔

عروۃ بن مغیرہ بن شعبہ ... آپ حجاج کے زمانہ میں امیر کوفہ تھے آپ شریف، عاقل، سمجھدار اور زیرک تھے آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔

یحییٰ بن یعمر ... آپ بصرہ کے قاضی تھے سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن مجید میں نقطے لگائے آپ عالم و فاضل اور صاحب اعراب و لغات تھے۔ آپ سے روایات بھی منقول ہیں۔ آپ تابعی تھے، ابوالاسود دؤلی سے آپ نے عربی کی تعلیم حاصل کی۔

شریح بن الحارث بن قیس القاضی ... آپ نے عہد جاہلیت پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا آپ نے وہاں پر ۷۵ سال تک احسن و خوبی قضا کے فرائض انجام دیے۔ آپ عالم، عادل، صاحب تمیز اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔ آپ میں خوش مزاجی بہت زیادہ ہوتی تھی۔ صرف ٹھوڑی پر آپ کی داڑھی تھی۔ عبداللہ بن زبیر، احنف بن قیس اور قیس بن سعد بن عبادہ کی داڑھیاں بھی اسی طرح تھیں۔ آپ کے نسب، سن پیدائش اور سن وفات میں علماء کا اختلاف ہے ابن خلکان نے اسی سال میں آپ کی وفات کو ترجیح دی ہے کہا جاتا ہے کہ گزشتہ صفحات میں آپ کے حالات میں آپ کی وفات ۷۸ھ میں ذکر کیا گیا ہے۔

واقعات ۸۸ ہجری

اس سال مسلمہ بن عبدالملک اور ان کے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک نے رومیوں کی جنگ لڑی انہوں نے مجاہدین کے ساتھ کئی سال طوانہ کا قلعہ فتح کیا جو ایک مضبوط قلعہ تھا اس کے بعد مسلمانوں نے شدید جنگ لڑی۔ مسلمانوں نے نصاریٰ پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ حتیٰ کہ انہیں ایک گرجے میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد نصاریٰ نے گرجے سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور میدان جنگ میں عباس بن ولید اور چند آدمیوں کے علاوہ سب ادھر ادھر ہو گئے عباس نے ابن محیریز سے سوال کیا کہ قرآن پڑھنے والے کہاں چلے گئے؟ انہوں نے کہا جب آپ انہیں آواز دیں گے وہ آ جائیں گے۔ چنانچہ عباس نے یا اہل القرآن کہہ کر آواز دی تو لوگ واپس لوٹ آئے انہوں نے نصاریٰ پر حملہ کر دیا نصاریٰ شکست کھا کر قلعے میں پناہ گزین ہو گئے مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ اسی سال ماہ ربیع الاول میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس ولید کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مسجد نبوی منہدم کر کے ازواج مطہرات کے حجرے بھی اس میں شامل کر دو اور قبلہ اور چاروں طرف سے اس کی توسیع کر دو حتیٰ کہ مسجد کا رقبہ دو سو ضرب دو سو گز ہو جائے۔ جو اپنی جگہ خوشی سے فروخت کر دے اسے معاوضہ دو ورنہ قیمت کے بدلے لوگوں سے جگہ لے لو۔ پھر اسے منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دو اس معاملے میں تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طریقے سے عمل کرو۔

عمر بن عبدالعزیز نے سرداروں اور فقہاء مدینہ کو بلا کر انہیں ولید کا خط پڑھ کر سنایا پھر اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔ یہ بات ان پر بہت گراں گزری انہوں نے کہا ان حجروں کی چھتیں بہت چھوٹی ہیں اور ان کی چھتیں کھجور کی ٹہنیوں کی ہیں اور ان کی دیواریں بھی مٹی کی ہیں اور ان کے دروازوں پر ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے ہیں ان حجروں کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اس سے ان میں زہد پیدا ہو اور خود بھی بقدر ضرورت مکان بنانے پر اکتفا کریں۔ اور بلند و بالا عمارات بنا کر فخر نہ کیا کریں۔

عمر بن عبدالعزیز نے یہ تمام باتیں خط میں لکھ کر ولید کے پاس بھیج دیں۔ ولید نے دوبارہ لکھا کہ مسجد منہدم کر کے اس جگہ توسیع کی جائے اور اس کی چھت بلند کی جائے اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کے لیے مسجد منہدم کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار باقی نہ رہا چنانچہ انہوں نے مسجد کو منہدم کرنا شروع کر دیا لوگوں نے بہت واویلا کیا اور وہ اس پر بہت مغموم ہوئے لیکن عمر بن عبدالعزیز اپنے کام میں لگے رہے جو ولید نے کام

کرنے کے لئے بہت سے کاریگر بھیجے، چنانچہ حجرہ نبوی مسجد میں شامل کر دیا گیا اور آپ ﷺ کی قبر مبارک بھی مسجد میں آ گئی گویا وہ مشرق اور ازواج مطہرات کے حجرات کی طرف سے حد ہو گئی اور اس کا ولید نے حکم دیا تھا۔ مروی ہے کہ جب انہوں نے مشرقی دیوار کو کھودا تو حضرت عائشہ کے حجرے سے قدم برآمد ہوئے جنہیں دیکھ کر انہیں خطرہ ہو گیا کہ کہیں یہ آپ ﷺ کے قدم مبارک نہ ہوں، لیکن تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے حجرہ عائشہ کو مسجد میں داخل کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں قبر کو مسجد نہ بنا لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ ولید نے خط کے ذریعے ملک روم سے مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے کاریگروں کو بھیجنے کی درخواست کی چنانچہ اس نے مسجد نبوی کے لئے ایک سو کاریگر اور بہت سے نگینے بھیجے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ دمشق کی مسجد کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مدینہ میں فوارہ لگا کر اس کے پانی کے دخول و اخراج کا بندوبست کیا جائے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم کی تعمیل کی اور اس نہریں کھدوائیں اور شاہراہیں بنوائیں اور کنواں کھدوا کر مدینے کے باہر سے اس کے لئے پانی کا بندوبست کیا اور مسجد کے باہر تھا جو اس کے بعد بہت مشہور ہو گیا تھا۔

اس سال قتیبہ بن مسلم نے ملک حمص کے بجائے ترکی بادشاہ اور بخاریوں سے جنگ کی، ان کے ساتھ دو لاکھ جانباز تھے، یہ سال شدید جنگ ہوئی، بالآخر قتیبہ نے انہیں شکست دے کر خوب مال غنیمت لوٹا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کیا اور کچھ لوگوں کو قیدی بنا لیا۔

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے اشراف قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، جب تنعیم پر پہنچے تو لوگوں نے بارش نہ ہونے کے باعث پانی کی کمی کی آپ سے شکایت کی، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم بارش کے لئے دعا کریں، چنانچہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے باران رحمت کے لئے خوب دعائیں کیں حتیٰ کہ آپ بارش کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، زور دار بارش ہوئی، بڑا سیلاب آیا حتیٰ کہ اہل مکہ بارش کی زیادتی سے خوف زدہ ہو گئے، عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ میں بھی اسی طرح ہوا اور اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز کی دعاؤں کی برکت سے مکہ اور اس کے مضافات کی زمین بارش کی وجہ سے سرسبز اور شاداب ہو گئی۔ اس سال شہروں کے عاملین گزشتہ سال والے تھے۔

خواص کی وفات

عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی..... آپ اپنے والد کی طرح صحابی ہیں، حمص کے باشندے ہیں اور آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں، واقدی کے قول ہے کہ آپ نے چورانوے سال کی عمر میں اسی سال رحلت فرمائی۔ بعض کا قول ہے شام میں وفات پانے والے آپ آخری صحابی ہیں، آپ کے متعلق حدیث میں ایک قرن تک زندہ رہنے کی خبر دی گئی چنانچہ آپ ایک صدی تک زندہ رہے۔

عبداللہ بن ابی اوفیٰ..... علقمہ بن خالد بن حارث خزاعی جلیل القدر صحابی ہیں کوفہ میں آپ سب سے آخری صحابی بچے تھے، بخاری کے قول کے مطابق آپ کا سن وفات ۸۶ یا ۸۷ ہے، واقدی کے قول کے مطابق ۸۹ ہے، ایک سو سال سے تجاوز یا ایک سو سال کے قریب آپ نے عمر پائی۔

ہشام بن اسماعیل..... ابن ہشام بن ولید المخزومی المدنی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے سسر تھے اس نے حضرت سعید بن مسیب کو کوڑے لگوائے تھے جیسا کہ گزر چکا ہے بعد ازاں یہ دمشق آ گیا اور وہیں وفات پائی اس نے سب سے پہلے جامع دمشق میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نے ۸۸ھ میں وفات پائی۔

حکیم بن عمیر..... حمصی شامی، آپ سے ایک روایت بھی منقول ہے۔ شام میں صرف آپ ہی حجاج اور ابن محیریز کی اصلاح درست کرتے تھے اسی سال ۸۸ھ روم میں ہونے والے غزوہ طوانہ میں آپ شہید ہو گئے۔

واقعات ۸۹ ہجری

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید نے بلادِ روم میں جنگ لڑی متعدد افراد قتل کیے گئے بہت سے قلعے فتح کیے جن میں سے سوریہ، عموریہ، ہرقلہ اور قمونیہ قابلِ ذکر ہیں۔ خوب مال غنیمت حاصل کیا کافی لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بلادِ صغد، نسف اور کش میں جنگ لڑی وہاں پر بہت سے ترکی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ بالآخر قتیبہ نے ان پر فتح حاصل کر لی اس کے بعد قتیبہ نے واپسی شروع کی بخاری پہنچنے کے بعد ترک اس کے مقابلہ میں آ گئے قتیبہ نے مسلسل دو دن دو رات تک مقام خرقان کے قریب ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دے دی اور نہار بن توسعہ شاعر نے اس پر ایک شعر کہا۔

خرقان میں لڑتے لڑتے پوری رات گزر گئی اور یہ رات خرقان میں بہت طویل ہو گئی۔ بعد ازاں قتیبہ نے بخاری کے بادشاہ کے ہاتھوں ذلیل ہونے والے وردان کا رخ کیا اور ان نے قتیبہ سے سخت مقابلہ کیا جس کے باعث قتیبہ کو وردان پر کامیابی حاصل نہ ہو سکی قتیبہ اسے چھوڑ کر مرو چلا گیا۔

مرو پہنچنے کے بعد اس کے پاس حجاج کا خط آیا جس میں اس کو فرار اختیار کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانے پر ملامت کی گئی تھی۔ حجاج نے خط میں لکھا تھا کہ شہر کی تصویریں میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ اس شہر کی تصویریں اس کے پاس بھیج دی گئیں اس کے بعد حجاج نے قتیبہ کو دوبارہ وہاں جا کر جنگ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ گزشتہ غلطی پر اللہ سے معافی طلب کرو اور اس شہر میں فلاں فلاں راستوں سے چلو اور پوری کاروائی میں چوکنا اور چوکنا رہنا۔

اسی سال ولید بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنایا، جس نے ولید کے حکم سے طوی اور حجون کی گھاٹی کے پاس کنواں کھدوایا اس سے میٹھا پانی نکلا جس سے لوگ سیراب ہوئے۔ واقدی نے عمر بن صالح کے حوالے سے بنی مخزوم کے غلام نافع کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں خالد بن عبداللہ قسری کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! تم بتاؤ کہ لوگوں کا خلیفہ بڑا ہے یا اللہ کا رسول؟ قسم بخدا! اگر تم خلیفہ اور ابراہیم خلیل اللہ کے درمیان فرق دیکھو تو گویا ابراہیم نے پانی مانگا تو انہیں نمکین چشمہ ملا اور ہمارے خلیفہ نے کنواں کھدوایا تو اس سے میٹھا چشمہ نکلا۔ یعنی وہ کنواں جو طوی اور حجون کی گھاٹی کے پاس کھدوایا گیا تھا ایک بڑی مشکیزہ وہ شخص ان کنوؤں سے پانی بھر کر زمزم کے پاس لایا جاتا تھا تاکہ لوگ واضح طور پر فرق محسوس کریں اس کے بعد سے آج تک اس کنویں کا پانی غائب ہے۔ یہ اسناد غریب ہے اگر واقعی یہ کلام قائل سے صادر ہوا ہے تو یہ کفر کلام ہے میرے نزدیک یہ خالد بن عبداللہ سے کلام ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو اسے اللہ کا دشمن قرار دیا جائے بعض کا قول ہے کہ اس قسم کا کلام حجاج بن یوسف سے بھی منقول ہے بہرحال جس کا بھی ہو یہ کلام کفریہ کلمات پر مشتمل ہے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلمہ ترکوں سے لڑتا ہوا آذربائیجان کے علاقے باب الابواب تک پہنچ گیا جس نے بہت قلعے اور شہر فتح کیے۔ اسی برس عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا۔ ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہے کہ اسی سال صقلیہ اور میورقہ یا میرقہ فتح کیے گئے جو جزیرہ صقلیہ اور بلادِ اندلس کے پاس دو بڑے کنارے واقع ہیں۔ اسی زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے لڑکے کو اندلس فتح کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے بہت سے شہر فتح کیے۔

خواص میں سے اسی سال عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے وفات پائی آپ بڑے عالم تھے اور شاعر تھے بعض کا قول ہے کہ آپ نے آپ ﷺ کی حیات کو پایا اور آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا تھا زہری نے آپ سے علم الانساب حاصل کیا اسی سال انتقال گزشتہ سال والے تھے۔

واقعات سن ۹۰ھ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے بلادِ روم میں جنگ کی انہوں نے متعدد قلعے فتح کیے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتارا بیشمار کو قیدی بنایا اسی زمانہ میں رومی خالد بن کیسان صاحب بحر کو گرفتار کر کے اپنے ملک لے گئے پھر رومی بادشاہ نے اسے ولید بن عبدالملک کو ہدیہ دیا۔ سال رواں ہی میں ولید نے اپنے بھائی عبداللہ بن عبدالملک کو مصر کی امارت سے معزول کر کے قرۃ بن شریک کے حوالے کر دیا اسی برس محمد بن قاسم

نے سغد کے بادشاہ وردان بن مصعب کو قتل کر دیا حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم اس لشکر کا امیر تھا اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بخارا شہر فتح کر کے تمام ترکی دشمنوں کو شکست دے دی ان کے درمیان بیشمار واقعات ہوئے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی اس زمانہ میں شہر بخارا کی فتح کے بعد سغد کے بادشاہ طرخون نے سالانہ جزیہ کی ادائیگی کے وعدے پر قتیبہ کو صلح کی پیشکش کی جسے قتیبہ نے قبول کر لیا۔

اسی سال اسی میں وردان خذاہ نے ترکوں سے مدد طلب کی چنانچہ چاروں طرف سے ترکی اس کی مدد کے لئے جمع ہو گئے اور وردان خذاہ نے ان کے ہمراہ مسلمانوں پر حملہ کر دیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بیشمار افراد کو قتل کر دیئے۔ قتیبہ نے سغد کے بادشاہ سے صلح کر کے شہر بخارا اور اس کے قلعے فتح کرنے کے بعد اہل قتیبہ نے لشکر کے ہمراہ اپنے شہروں کو واپسی شروع کر دی حجاج نے بھی اسے واپسی کی اجازت دے دی۔ واپسی کے بعد قتیبہ کو پتہ چلا کہ سغد کے بادشاہ نے ترک بادشاہوں کو کہا کہ عرب اصل میں چوروں کی شکل میں ہیں اگر ان کو کچھ مل جائے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور قتیبہ بھی بادشاہوں سے اسی چیز کی خواہش رکھتا ہے اگر تم اس کو کچھ دے دو تو یہ واپس چلا جائے گا کیونکہ یہ تو بادشاہ ہے اور اس کا خواہش مند ہے۔ قتیبہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے درمیان طے پایا تھا۔ اس کے بعد تمام ترکی بادشاہ سغد کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اس سال قتیبہ سے موسم بہار کی جنگ لڑنی ہے۔ چنانچہ اس موسم بہار کے موقع پر قتیبہ نے ان سے اتنی زبردست جنگ لڑی کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بالآخر قتیبہ نے ان پر فتح حاصل کی اور اس مفتوحہ علاقے کو جو چار فرسخ" مشتمل تھا ایک انتظام کے تحت منسلک کر دیا اور اس سے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔

اسی سال یزید بن مہلب اور اس کے بھائی مفضل اور عبدالملک حجاج کی جیل سے فرار ہو گئے۔ وہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کو امان دے دی۔ حجاج نے ان دونوں پر سخت پابندی لگا رکھی تھی اور ان کو سخت سزا دیتا تھا اس نے ان میں سے ہر ایک سے چھ لاکھ جرمانہ وصول کیا تھا ان میں سب سے زیادہ یزید بن مہلب اس کی سزا برداشت کرتا تھا اور وہ اس کی کوئی بات نہیں مانتا تھا جس سے حجاج برہم ہوتا۔ ایک آدمی نے حجاج سے کہا کہ اس کی پنڈلی میں بھالے کا زخم جو ہنوز باقی ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو ابن مہلب چلاتا ہے حجاج نے کہا اسے اور زیادہ تکلیف پہنچاؤ۔ چنانچہ اس کی تکلیف میں پہلے سے زیادہ اضافہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ زور سے چلاتا جب اس کے چلانے کی آواز اس کی بہن ہند جو حجاج کے نکاح میں تھی نے سنی تو وہ بھی رو پڑی۔ اور حجاج سے فریاد کی تو حجاج نے اسے طلاق دے دی۔ بعد ازاں حجاج نے سب کو جیل بھجوا دیا۔

اس کے بعد حجاج ایک بار رات کے وقت کردوں کے ساتھ لشکر کی معاونت کے لئے نکلا اس نے لشکر پر کچھ پہرے دار مقرر کر رکھے تھے اس وقت لشکر کے لئے کھانے پکانے کا انتظام ہو رہا تھا اسی اثناء میں یزید بن مہلب سفید داڑھی لگا کر جو کسی طباخ سے حاصل کی تھی اور طباخ کا بھیس بدل کر لشکر گاہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا کسی نے اس کا تعاقب بھی کیا لیکن اس کی سفید داڑھی دیکھ کر واپس آ گیا پھر اس کے دونوں بھائی بھی اس کے ساتھ آ ملے اور وہ سب کشتی میں سوار ہو کر شام چلے گئے جب حجاج کو ان کے فرار ہونے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گیا اور اسے ان کے خراسان چلے جانے کا شک ہوا اس نے قتیبہ کو لکھا کہ ان کی آمد سے ہوشیار رہنا اور ان کی نگرانی رکھنا اس نے امیر المومنین کو بھی ان کے بارے میں خبر کر دیا اور اس کو ان کے خراسان جانے کا یقین ہو گیا نیز حجاج کو اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ کہیں وہ ان علاقوں میں فساد برپا نہ کریں کہ اس کی طرح ان کے اردگرد کے لوگ جمع ہو جائیں۔

یزید بن مہلب سنگلاخ وادیوں سے گزر کر وہاں تک پہنچ گیا جہاں اس کے بھائی مہلب نے اس کے لئے گھوڑے تیار کئے ہوئے تھے وہ ان پر سوار ہو کر عبدالجبار بن یزید کی رہبری میں شام کی طرف چلا گیا حجاج کو دو روز بعد ان کی اطلاع ملی کہ اس نے ولید کو ساری باتیں لکھ بھیجیں اور یزید بن مہلب اردن پہنچ کر وہیب بن عبدالرحمن کے گھر میں اترا۔ وہیب سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا اس نے اسے بتایا کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی میرے گھر میں ہیں جو حجاج سے آپ کی پناہ طلب کرتے ہیں سلیمان نے کہا ان کو میرے پاس لے آؤ میری زندگی تک وہ میری امان میں ہے چنانچہ وہیب نے انہیں سلیمان کے پاس پہنچا دیا سلیمان نے ان کو امان دے دی۔

سلیمان نے اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ آل مہلب میری امان میں ہیں حجاج کے ان پر باقی ماندہ تین لاکھ درہم میرے ذمے ہیں۔ ولید نے جواب میں لکھا کہ خدا کی قسم میں انہیں امان نہیں دوں گا جب تک کہ آپ ان کو میرے پاس نہیں بھیجو گے سلیمان نے پھر لکھا کہ میں ان کو کیا نہیں بھیجوں گا میں خود بھی ان کے ساتھ آؤں گا میں آپ کو اللہ کی قسم کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کریں۔ ولید نے دوسرے خط کا جواب

خط لکھا آپ مجھ پر سوار ہو گئے اور انہیں میرے سپرد کر دیا گیا ہے تو یہ سلیمان سے جا ملے اور ان کے درمیان عداوت کا سبب یہی بنا ہے تو اس نے آپ اپنے لڑکے کے ساتھ انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا اور اس کی بریت کا خط لکھا جب سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کے ساتھ انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیجا اور اپنے بیٹے کو بھی بیڑی ڈال دی کہ دونوں اسی حالت میں ولید کے پاس داخل ہوں اور یہ دیکھا تو اسی حالت میں یزید اور سلیمان نے تو خط ولید کو لکھا اور اپنے بیٹے کے ہاتھ اس کے حوالے کر دیا کہ اے امیر المؤمنین آپ پر قربان جاؤں مجھے یہ بتائیے کہ آپ مجھ سے الگ ہی ہو گئے ہیں اور ان کو بھی بھیج دیں گے اور میں پیچھے رہ جاؤں گا جبکہ میں یہیں رہوں گے۔

اس کے بعد ولید نے اپنے بھائی کا خط پڑھا اس میں تھا کہ اے امیر المؤمنین میں نے آپ کے قاصد کو اپنا بیٹا بھیج دیا ہے اور آپ نے مجھے قرضدار بنایا ہے آپ مجھے میرے بھائیوں کے بارے میں دو باتیں بتا دیں کہ آپ کی اور میری زندگی کب تک ہے اس کے بعد میں ان کو معصوم بنا کر اپنے پاس رکھوں گا آپ کی خیر خواہی اور مجھ پر آپ کا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ مجھے پہلی امید ہے کہ آپ میرے ساتھ بھلائی کریں گے اور بہت سے لوگوں نے مجھ سے طلب کیا ہے اس کا احسان آپ کی طرف ہوگا۔

الولید نے سلیمان کا خط پڑھنے کے بعد جب سلیمان نے امیر سے شفقت کا معاملہ کیا تو اس کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں گے پھر انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنے قریب بلایا اس موقع پر یزید بن مہلب نے بھی گفتگو کی اور کہا اے امیر المؤمنین ہم نے دیکھا آپ کی تکالیف اور اللہ کی تکلیف سمجھ لیا ہے اور آپ ایسے اہل ہونے والوں میں سے ہیں ہم نے مشرق و مغرب میں دیکھا آپ کے لوگوں سے متعلق کیا آپ کے احسانات ہم پر بہت ہیں ولید نے ان کی گفتگو کی اور اپنے قریب بٹھا کر ان کو امان دی اور تحفے تحائف دے کر سلیمان کے پاس بھیج دیا ولید نے حجاج کو بھی خط لکھا کہ وہ یزید اور ان سے تعرض نہ کرے کیونکہ حجاج نے بھی ان پر مطالبہ کیا تھا کہ ان سے مطالبہ کی جو رقم باقی تھی ان پر ایک لاکھ درہم معاف کر دیے بعد ازاں یزید بن مہلب مستقل سلیمان کے پاس رہا حتیٰ کہ ۹۶ھ میں ولید کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد سلیمان کی خلافت کے مطابق یزید کو عراق کا گورنر بنا دیا۔

خواص کی وفات

تیاذوق الطبیب: یہ طبیب اور فن حکمت پر ان کی مشہور تصانیف ہیں حجاج کے مقربین میں سے تھا اور ۹۰ھ کے قریب واسط میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ ابو الشعثاء جابر بن زید اور سنان بن سلمہ بن المحبق نے بھی اسی سال وفات پائی اور خالد القسری بھی اسی سال فوت ہوا آپ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے غزوہ حنین میں شریک تھے اور یمن کے امیر محمد بن یوسف ثقفی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ یمن کا امیر تھا منبر پر حضرت علی پر لعنت کرتا تھا اس نے حجر مدری کو اس بات کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا کہ حضرت علی پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو جس پر اللہ کی لعنت ہو اس پر میری طرف سے ہزار لعنتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

خالد بن یزید بن معاویہ: ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ اموی دمشقی آپ کا مکان دمشق میں دار الحجارہ کے نزدیک تھا آپ عالم شاعر تھے علم طب سے واقف تھے آپ نے اپنے والد اور دحیہ کلبی سے روایت نقل کی آپ سے زہری وغیرہ نے روایت نقل کی ہے کہا جاتا ہے کہ آپ کیمیا کے ماہر تھے مگر یہ درست نہیں ہے آپ نے یہ فن حاصل کیا تھا جو سلطان اور بادشاہوں کے لئے لکھے گئے ہیں۔

ابو زرعہ دمشقی کا قول ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی معاویہ صالح لوگوں میں سے تھے۔ ان کے بھائی معاویہ کے بعد خلافت کے لئے لوگوں کی زبان پر آپ کا نام تھا مروان کے بعد آپ ولی عہد تھے لیکن بعد میں یہ بات ختم ہو گئی۔ مروان آپ کی والدہ کا شوہر تھا آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) سب سے قریب تر چیز موت ہے۔
(۲) سب سے بعید تر آس امید ہے۔
(۳) سب کل سے دور گئے ہیں۔

ایک شاعر نے دو شعر اس بحث میں پڑھ کر سنائے۔

(۱) میں نے دولت مطالبے پر پوچھا تم کو زندگی اچھی لگتی ہے انہوں نے کہا تم آزاد کہاں ہیں ہم تو غلام ہیں۔
(۲) میں نے پوچھا تمہارا آقا کون ہے تو وہ بیک آواز بولے ہمارا کیا کہنا وہ تو مرتا ہے۔

مدائنی کا قول ہے کہ اس نے اسے ایک کوڑا مارا دیئے۔ یہ اختلاف ہے کہ یہ دونوں شعر حضرت خالد بن الولید کے بارے میں کہے گئے تھے اور آخر میں "یزید" کی جگہ "ولید" ہے۔ خالد بن یزید جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اس کی جامع مسجد ہے ان کے چچا زاد اس میں کام کرتے تھے اور [illegible] کے بعد انہیں آزاد کر دیا۔ خالد حجاج سے کینہ رکھتا تھا جب حجاج نے بیت المقدس سے شادی کی تو اس نے ولید کو کہا تم کو چاہئے کہ اسے طلاق دینے پر مجبور کرے۔ چنانچہ حجاج نے اسے طلاق دے دی۔ اس کی وفات کے بعد ولید اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوا اور بیٹا خالد کو دفن کیا اور اس کا جسم زمین پر تھا عبدالملک مسلسل اس کی مجلس میں آتے تھے۔ حتیٰ کہ اسے معلوم ہوا کہ مصعب بن زبیر کی بہن رملہ سے محبت کی وجہ سے آیا ہوا۔ عبدالملک نے خالد سے کہا کہ اس کے باپ نے اسے کیا ہے کہ اس نے زبیر کی طلاق کی شرط عائد کر دی۔ خالد نے سب بیویوں کو طلاق دے کر رملہ سے شادی کر لی۔ خالد نے اسی سال بعض کے قول کے مطابق ۸۴ھ میں وفات پائی بعض پہلے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر ...... یہ عبداللہ بن زبیر بن اشیم اسدی شاعر ہے۔ اس کے باپ کو ابو سعید بھی کہا جاتا تھا۔ ایک بار اونٹنی پر سوار ہو کر عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور اس نے آپ کی مدح کی لیکن عبداللہ بن زبیر نے اسے کچھ نہیں دیا۔ اس نے کہا خدا اس اونٹنی پر لعنت کرے جس پر سوار ہو کر میں آیا ہوں۔ ابن زبیر نے فرمایا اور اس کے سوار پر بھی لعنت کرے۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ بن زبیر شاعر نے حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۱ھ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور ان کے بھتیجے عبدالعزیز بن ولید نے ترکوں کی جنگ میں پیش قدمی کی اور وہ بلاد آذربائیجان کے آخری کنارے تک پہنچ گئے اور انہوں نے متعدد شہر اور قلعے فتح کئے۔ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور آرمینیا کی امارت سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو والی بنایا۔ اسی سال موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب پر چڑھائی کر کے بہت سے شہر فتح کئے اور وہ ان علاقوں میں دور تک گھس گیا تھا کہ وہ دیار کی آبادیوں اور بستیوں تک پہنچ گیا جہاں ایسے محلات و مکانات تھے جو پہلے آباد تھے۔ وہاں اس نے اس ملک کی عورتوں اور مال و دولت کے عظیم آثار و نشانات دیکھے جو چاروں طرف نظر آ رہے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے باشندے خوشحال و متمول تھے لیکن یہ سب ہلاک ہو چکے تھے اور ان کے متعلق خبر دینے والا کوئی نہ تھا۔

اسی زمانہ میں قتیبہ نے بلاد ترک پر چڑھائی کی جن کے علاقوں سے صلح کرنے کے بعد نیزک بھاگ گیا تھا کہ وہ سال آئندہ ربیع کے موسم پر جنگ کرے گا اور اس کا پیچھا کرنے کے لئے پکا ارادہ کیا چنانچہ قتیبہ نے موسم ربیع کے آغاز پر ان سے جنگ کر کے ان کی بڑی فوجوں کو شکست دے دی اور بادشاہوں کے بیٹوں اور امراء کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے ایک عظیم لشکر ایک قلعہ کی طرف بھیجا جس کا نام [illegible] تھا اس کے بعد دوسری جنگ کا قصہ ترک کے بادشاہ نیزک طرخان کا تعاقب کیا اور اسی طرح اس کا تعاقب جاری رہا یہاں تک کہ ایک قلعے میں محصور کر لیا گیا اور مسلسل وہ دو مہینے تک اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ اس کے پاس خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ نیزک اور اس کے ساتھی ہلاکت کے کنارے پہنچ گئے۔ پھر وہ نکل کر امان طلب کرتے ہوئے قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے معاملہ میں بذریعہ خط حجاج سے مشورہ کیا۔ چالیس دن کے بعد حجاج کا خط آیا کہ اسے قتل کر دو۔ پھر قتیبہ نے امراء کو جمع کر کے اس کے معاملے میں مشورہ کیا۔ بعض نے قتل کا اور بعض نے رہائی کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سہل بن سعد ساعدی — آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال تھی آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی گردن پر ۷۴ ہجری میں حجاج نے مہر لگوائی تھی تاکہ لوگ ان کے آزار سے مستفید نہ ہوسکیں۔ ان کے علاوہ اس فہرست میں حضرت انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ علامہ واقدی کا قول ہے آپ نے ایک سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں وفات پائی مدینہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابی ہیں۔ محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ کی ۹۱ھ میں وفات ہوئی۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ آپ نے ۸۸ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۳ھ

اسی سال مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کیے رومی ان سے بھاگ کر شہر کے دوسرے کونے میں چلے گئے اسی زمانہ میں موسیٰ بن نصیر کے غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ اندلس میں جنگ لڑی۔ اندلس کا بادشاہ اذریق ان شاہانہ ٹوپی اور شاہی تخت کے ہمراہ سر پر تاج رکھ کر اس کے مقابلہ میں آیا طارق نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا جس میں شاہی تخت بھی تھا اس نے تمام بلاد اندلس فتح کر لیے تھے۔

ابن کا قول ہے طارق بن زیاد بلاد مغرب کے آخری شہر طنجہ کا امیر تھا اور اپنے آقا موسیٰ بن نصیر کا نائب تھا جزیرہ اندلس کے حاکم نے دشمن کے خلاف اس سے مدد طلب کی طارق بن زیاد نے فرنگیوں کی آپس میں لڑائی کو غنیمت سمجھ کر سبتہ کے تنگ راستوں کی جانب سے اندلس میں داخل ہوگیا اس نے قرطبہ کے بادشاہ کو قتل کر کے قرطبہ کو فتح کرلیا موسیٰ بن نصیر کو اس کی فتح کی خوشخبری لکھ کر بھیجی موسیٰ نے انفرادی طور پر فتح کی وجہ سے اس پر حسد کیا موسیٰ نے ولید کو فتح سے آگاہ کیا لیکن فتح کی نسبت اپنی طرف کی اور طارق کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اور خود لشکر لے کر حبیب ابن ابی عبیدہ فہری کے ہمراہ اندلس پہنچ گیا۔ چند سال اس نے وہاں قیام کر کے بہت سے شہر فتح کیے اور خوب مال غنیمت حاصل کیا مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔ مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے رومی قلعوں میں سے سوسنہ قلعہ فتح کیا اور وہ خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم نے شومان، کش اور نسف فتح کرنے کے لیے اہل فریاب نے رکاوٹ ڈالی تو اس نے اس میں آگ لگادی۔ قتیبہ نے بھائی عبدالرحمٰن کو ان شہروں کا بادشاہ طرخون خان پر چڑھائی کرنے کے لیے تیار کر کے صغد بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے کثیر مال کے عوض طرخون سے صلح کرلی اور اپنے بھائی کے پاس واپس آگیا۔ طرخون جب قتیبہ سے صلح کر کے جب واپس صغد پہنچا تو صغد کے بہت سے باشندوں نے جمع ہو کر طرخون سے کہا کہ تو نے صلح کر کے ذلت کیوں اختیار کی کیا تو بوڑھا ہو گیا اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پھر انہوں نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی غورک خان کو حاکم بنالیا بعد ازاں انہوں نے عبدالرحمٰن سے کی گئی صلح توڑ کر عہد شکنی کی جس کا بیان عنقریب آرہا ہے۔

اسی سال قتیبہ نے ترک بادشاہ تحیل سے جنگ کا آغاز کیا اور خراسان میں جنگ کی۔ جب وہ تحیل کے ملک میں داخل ہوا تو اس کا ایلچی بہت سے ساز و سامان جس میں مال گھوڑے، خوبصورت اور بادشاہ کی لڑکیاں تھیں صلح کی پیشکش لے کر پہنچا قتیبہ نے اس سے صلح کرلی۔

نیز اس میں اسی سال مالک بن اوس بن حدثان نصری اور ابوسعید مدنی نے وفات پائی۔ ابوسعید کی صحابیت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی اور حضرت صدیق اکبر کو دیکھا محمد بن سعد کا قول ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی لیکن آپ ﷺ سے حدیث یاد نہیں کی۔ ابن معین، بخاری اور ابو حاتم نے ان باتوں کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی صحابیت ثابت نہیں اسی سال یا گزشتہ سال انہوں نے وفات پائی۔

طویس المغنی — ان کا نام ابو عبدالمنعم عیسیٰ بن عبداللہ مدنی ہے۔ یہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔ اپنے فن کے ماہر تھے دراز قد تھے لنگڑا کر چلتے گانے کا کام کرتے تھے آنکھ سے بھینگے تھے منحوس سمجھے جاتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے روز پیدا ہوئے حضرت صدیق اکبر کی وفات کے دن

ان کا دادا سمجھ لیا گیا۔

حضرت عمر کی شہادت کے روز بالغ ہوئے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن شادی کی، حضرت حسین بن علی یا حضرت علی کی شہادت کے روز ان کے ہاں (اولاد) پیدا ہوا۔ ابن خلکان وغیرہ نے یہ بات نقل کی۔ اسی سال ۱۳۰ سال کی عمر کے بعد حضرتؒ نے [illegible] کے مقام پر وفات پائی۔

واقعات ۹۳ھ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم کے بہت سارے قلعے فتح کیے جن میں سے چند قلعوں کے نام یہ ہیں (۱) ماسہ (۲) غزالہ (۳) حدید۔

اسی زمانہ میں عباس بن ولید نے جنگ کر کے سمسطیہ فتح کیا، اسی سال مروان بن ولید بھی رومیوں سے جنگ کرتے ہوئے خنجرہ تک پہنچ گیا۔ اسی سال خوارزم شاہ نے بذریعہ خط قتیبہ کو صلح کی دعوت دی کیونکہ اس نے اپنے شہروں میں سے [illegible] بہت سے مال و انعام کے ساتھ قتیبہ کو دینے کی پیشکش کی اس شرط پر کہ وہ اس کے بھائی سے جنگ کر کے اسے گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دے کیونکہ اس نے اس کی زمین پر قبضہ کر لیا تھا جو اس کے بھائی کا علاقہ تھا اور وہ کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور جس کسی کے پاس مال اور کوئی عمدہ چیز دیکھتا تو اسے چھین لیتا تھا۔ قتیبہ نے اس کے خط کا جواب مثبت میں دیا۔ خوارزم شاہ نے [illegible] کی چابیاں اس کے حوالے کر دیں۔ اس کے بعد قتیبہ نے اس کے بھائی کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر نے اس کے بھائی کی فوج سے قتال کر کے ان کے چار ہزار افراد قتل کیے اور اس کے بھائی کو چار ہزار قیدیوں کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔ قتیبہ نے اس کے بھائی کو اس کے حوالے کر کے باقی ماندہ قیدیوں کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کے آگے پیچھے دائیں اور بائیں جانب سے ایک ایک ہزار قیدیوں کی گردنیں اڑائی گئیں تاکہ مشرکین خوفزدہ ہوں۔

سمرقند کی فتح: قتیبہ نے جب اس علاقہ سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو امراء میں سے کسی نے کہا اہل سغد نے اس سال آپ کو امن دیا ہے اگر آپ اچانک ان پر حملہ آور ہوں تو [illegible] قتیبہ نے اس سے پوچھا کیا تم نے یہ بات کسی اور سے بھی کی ہے؟ اس نے کہا نہیں، قتیبہ نے کہا اگر تم نے یہ بات کسی اور سے کی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ بعد ازاں قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بیس ہزار لشکر کے ہمراہ سمرقند کی طرف روانہ کیا اور قتیبہ بھی باقی لشکر کے ہمراہ اس کے پیچھے چل پڑا۔

جب ترکوں کو ان کی آمد کی اطلاعات موصول ہوئیں تو انہوں نے امراء اور بادشاہوں کی اولاد میں سے خاص خاص بہادروں کو جمع کر کے انہیں قتیبہ کے مقابلہ میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں لیکن جب یہ خبر قتیبہ تک پہنچی تو اس نے اپنے بھائی صالح کو چھ سو جوانوں کے ساتھ ان کی طرف بھیج دیا تو وہ رات کی تاریکی میں ان کی گھات میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ صالح نے ان پر اس قدر سخت حملہ کیا کہ ان کی اکثریت ماری گئی اور بہت کم لوگ بچ پائے [illegible] انہوں نے ترکوں کے مقتولین [illegible] مسلمانوں نے ان کے سر [illegible] کے لشکر [illegible] مسلمانوں [illegible] ہتھیار [illegible] قتیبہ نے [illegible] تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد قتیبہ پیش قدمی کرتے ہوئے سغد کے سب سے بڑے شہر سمرقند کے قریب پہنچ گیا اس نے اس پر منجنیق نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی اس کے ساتھ اہل سغد سے شدید قتال بھی جاری ہوا۔ سغد کے بادشاہ غورک نے قتیبہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم ہم سے ہمارے بھائیوں اور لوگوں کے ذریعے جنگ کر رہے ہو [illegible] عرب [illegible] ان کو [illegible] سے الگ کر دیا [illegible] غورک کے [illegible] ایک شخص نے [illegible] ایک مسلمان نے اس کی آنکھ [illegible]

ہو گیا اسی وقت وہ ہلاک ہو گیا قتیبہ نے تیر انداز کو دس ہزار درہم انعام کے طور پر دیے اس کے بعد رات ہو گئی۔

صبح ہونے کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ منجنیقیں نصب کیں اور ان پر گولہ باری شروع کر دی اس بار انہوں نے شہریوں کو بھی اس کی لپیٹ میں لے لیا۔ ترکوں نے قتیبہ سے کہا کہ آج آپ چلے جائیں کل ہم آپ سے صلح کریں گے چنانچہ قتیبہ واپس چلے گئے اور کل ان سے دو کروڑ ایک لاکھ سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی نیز انہوں نے اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ اس سال ہم آپ کو تیس ہزار ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ غلام دیں گے جن میں بچے، بوڑھے اور عیب دار نہیں ہوں گے نیز انہوں نے مورتیوں کا زیور اور آتش کدوں کا قیمتی سامان بھی حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ بھی کہ وہ شہر کو جنگجوؤں سے خالی کر دیں گے نیز یہ بھی کہ قتیبہ اگر چاہیں شہر میں مسجد بنائے اس میں خطبہ دے، منبر رکھے اور کھانا کھا کر چلا جائے۔ قتیبہ نے ان کی ساری باتیں قبول کر لیں۔ چنانچہ قتیبہ چار ہزار بہادروں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوا اس نے شہر میں مسجد تعمیر کی اس میں منبر رکھا۔ مسجد میں نماز ادا کی، خطبہ دیا، کھانا کھایا اس کے سامنے بت لائے گئے اس نے بعض کو بعض پر ترتیب سے رکھا کہ وہ ایک قلعہ کی مانند بن گیا پھر اس نے ان کے جلانے کا حکم دیا، حاضرین چلا اٹھے ایک مجوسی نے کہا ان میں قدیم بت بھی ہیں، جس نے انہیں جلایا وہ ہلاک ہو جائے گا، بادشاہ غورک خود نکل کر آیا اس نے قتیبہ کو منع کرتے ہوئے کہا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔

اس کے بعد قتیبہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اس نے کہا میں اپنے ہاتھ سے ان کو جلاؤں گا تم سب مل کر اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ دو۔ پھر اس نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ان میں آگ لگا دی، چنانچہ وہ بت جل گئے۔ اس میں سے پچاس ہزار مثقال سونا نکلا۔ قتیبہ نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اس میں ایک کنیز بھی تھی جو یزدجرد کی لڑکی تھی قتیبہ نے اسے خاص طور پر حجاج کے لئے بھیج دیا جسے حجاج نے ولید کو ہدیہ کر دیا اس سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

اس کے بعد قتیبہ نے اہل سمرقند کو بلا کر کہا جتنی شرائط پر میں نے تم سے صلح کی ہے اس سے زیادہ میں تم سے کسی شرط کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن ہماری فوج کا قیام یہاں پر ضروری ہے اس کے بعد غورک وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ قتیبہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے (اور اللہ نے عاد اولیٰ کو ہلاک کر دیا اور ثمود کو اور کسی کو باقی نہ چھوڑا) اس کے بعد قتیبہ سمرقند پر اپنے بھائی کو نائب مقرر کر کے خود مرو چلا گیا۔ اس نے اپنے بھائی کو ہدایت کی کہ کسی بھی مشرک کو ہاتھ پر مہر لگے بغیر باب سمرقند سے داخل مت ہونے دینا اگر مہر خشک ہو جائے تو اسے قتل کر دینا۔ اسی طرح جس کے پاس چاقو، چھری یا کوئی دھار دار چیز پاؤ اسے بھی داخل نہ ہونے دینا نیز دروازہ بند کرتے وقت جو دروازے کے پاس پایا جائے اسے بھی قتل کر دینا۔ کعب اشقری نے اس بارے میں چند اشعار کہے ہیں:

(۱) ...... قتیبہ روزانہ جبراً قبضہ کر لیتا ہے اور مال و دولت میں نیا اضافہ کرتا ہے۔
(۲) ...... باہلی ہے، جب تاج پہن رہا تھا اس وقت بال سیاہ تھے اور مسلسل تاج پہننے ہی کی وجہ سے اس کے مانگ کے بال سفید ہو گئے۔
(۳) ...... اس نے اہل صغد کو اپنے لشکر سے رسوا کر دیا حتیٰ کہ انہیں کھلے میدان میں یوں ہی بیٹھا چھوڑ دیا۔
(۴) ...... بیٹا باپ کے کھونے پر ماتم کرتا ہے اور باپ گم زدہ ہو کر بیٹے پر روتا ہے۔
(۵) جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے گھوڑے وہاں کی سرزمین کو روند ڈالتے ہیں۔

اسی برس موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب کے نائب اپنے غلام طارق کو معزول کر دیا حالانکہ اسی نے اس کو طلیطلہ شہر کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو فتح کر لیا اس نے اس شہر میں حضرت سلیمان بن داؤد کا دسترخوان پایا اس میں سونا اور بہت دیگر بہت سی قیمتی اشیاء تھیں۔ اس نے وہ دسترخوان ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا لیکن اس کے پہنچنے سے قبل ہی ولید کی وفات ہو گئی اور اس کا بھائی سلیمان خلیفہ بن گیا وہ دسترخوان اسی کو ملا۔ اس میں بہت حسین المنظر عقول کو حیران کرنے والی اشیاء تھیں۔ موسیٰ بن نصیر نے غلام کی جگہ اپنے لڑکے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو حاکم بنا دیا۔ اس زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں لشکروں کا جال بچھا دیا انہوں نے اندلس کے بہت سے شہر مثلاً قرطبہ اور طنجہ وغیرہ فتح کئے۔ اس کے بعد موسیٰ بہ نفس نفیس مغربی اندلس کی طرف گیا، وہاں پر اس نے باجہ اور بیضاء کے علاوہ بڑے بڑے شہر، علاقے اور دیہات فتح کئے وہ جس شہر کی طرف بھی جاتا اسے فتح کئے بغیر نہیں آتا تھا پھر اس نے فوجی یونٹ تیار کر کے اندلس کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں روانہ کئے انہوں نے بہت سے شہر اور علاقہ جات فتح

کئے اور مال غنیمت حاصل کیا، علاوہ ازیں عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ موسیٰ بن نصیر بے شمار مال غنیمت اور تحفے تحائف کے ساتھ واپس لوٹا۔

اسی سال افریقہ شدید قحط سالی میں مبتلا ہو گئے۔ موسیٰ بن نصیر ان کو صلوٰۃ استسقاء کے لئے لے کر نکلا، سب نصف النہار تک دعا میں مشغول رہے، جب اس نے منبر سے نیچے آنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا امیر المومنین کے لئے دعا نہیں کرتے؟ اس نے کہا یہ اس کا موقع نہیں اسی وقت باران رحمت جوش میں آئی اور موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ان کی کھیتیاں لہلہا گئیں اور ان کی معاشی حالت اچھی ہو گئی۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم سے خبیب بن عبداللہ بن زبیر کو پچاس کوڑے مارے اور سخت سردی میں اس پر پانی ڈالا، آخر اسی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا، عمر بن عبدالعزیز اس کے بعد سے خوف زدہ رہتے تھے اور جب آخرت کی کوئی بشارت سنتے تو کہتے کہ میرے راستے میں خبیب حائل ہے اور غم زدہ عورت کی طرح روتے، جب ان کی کوئی تعریف کرتا تو کہتے اگر خبیب کی وجہ سے میری پکڑ نہیں ہوئی تو سمجھو کہ میرے لئے کامیابی ہے آپ خبیب کی موت تک مدینے کے حاکم رہے ان کے انتقال کے بعد اکثر رنجیدہ رہتے تھے بقیہ زندگی عبادت اور گریہ وزاری میں گزاری، اسی کی وجہ سے ان کی زندگی یکسر تبدیل ہو گئی لیکن اس کے بعد آپ خوب عبادت کرتے غلاموں اور مساکین کا بہت خیال رکھتے۔

اسی سال محمد بن قاسم نے بلاد ہند میں دیبل وغیرہ شہر فتح کئے حجاج نے جب ان کو غزوہ ہند کی مہم کا امیر بنایا تو اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ چنانچہ لشکر کے ہمراہ ہند پہنچا تو ہند کا بادشاہ راجہ داہر ایک عظیم لشکر اور ستائیس منتخب شدہ ہاتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا، دونوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ راجہ داہر اور اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے، مسلمانوں نے ہندوؤں کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر دیا بعد ازاں محمد بن قاسم نے کیرج اور برہما وغیرہ کا رخ کیا حتیٰ کہ ان کو بھی فتح کر لیا اور بے شمار مال غنیمت اور جواہرات وغیرہ لے کر لوٹا۔

اس وقت اہل اسلام کا شغل صرف جہاد تھا۔ اللہ نے مشرق و مغرب میں اسلام کا کلمہ بلند کیا، کفر اور اہل کفر کو ذلیل و رسوا کیا، آئے دن مسلمانوں کی فتوحات کی برکت سے مشرکین کے قلوب مرعوب ہو گئے، مسلمان جدھر کا بھی رخ کرتے کامرانی سے ہمکنار ہوتے کیوں کہ مسلمانوں کے لشکر میں اولیاء، بڑے بڑے علماء اور تابعین ہوتے تھے انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتحیاب فرمایا۔

قتیبہ بن مسلم بلاد ترک کو فتح کرتے ہوئے چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور چینی بادشاہ کو اپنے پاس بلایا اس نے خوف زدہ ہو کر قتیبہ کے پاس تحفے تحائف اور قیمتی اشیاء بھیجیں، غرض یہ کہ اس اطراف کے تمام بادشاہ فوجی قوت کے باوجود قتیبہ کا نام سنتے ہی گھبرا جاتے اور سب خوف کی وجہ سے قتیبہ کو جزیہ ادا کرتے تھے۔ اگر فتح کا یہ سلسلہ جاری رہتا اور حجاج بھی چند روز تک زندہ رہ جاتا تو اسلامی افواج چین سے واپس نہ آتی۔ لیکن حجاج کی وفات کے بعد اسلامی افواج واپس آ گئیں پھر کچھ دنوں کے بعد قتیبہ کو بھی بعض مسلمانوں نے قتل کر دیا۔

ہم سال ایک طرف مسلمہ بن عبدالملک بن مروان امیر المومنین ولید کا لڑکا اور اس کا بھائی بلاد روم کو فتح کر رہے تھے اور شامی فوجوں کے ساتھ معرکوں میں ادھر ادھر مصروف تھے حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور وہاں پر مسلمہ نے مسجد بنوائی، جس کی وجہ سے فرنگیوں کے قلوب مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے۔

دوسری طرف محمد بن قاسم بلاد ہند میں جہاد میں مصروف تھا اور عراقی افواج کا لوہا منوا رہا تھا۔ تیسری طرف موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں جہاد کا غلغلہ بلند کر کے اسلام کا نام بلند کیا۔ ان فتوحات کی وجہ سے یہ تمام علاقے شرک و بت پرستی سے پاک ہو چکے تھے اور شام، مصر، عراق، یمن، ماوراء النہر اور بلاد مغرب میں لا الٰہ الا اللہ کی صدا گونج رہی تھی، ہجرت کے بعد سے صحابہ کرام نے جہاد کا بیڑا اٹھایا اور پھر بنی عباس اور بنی امیہ کے دور میں بھی زور و شور سے جہاد جاری رہا بعد ازاں رفتہ رفتہ جہاد کا عمل سست پڑتا چلا گیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پلہ کمزور ہو گیا۔ حتیٰ کہ دیار مصر اور شام میں فاطمیین کے غالب ہو جانے کے بعد اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد کم ہو گئی۔ فرنگی کثیر بلاد شام پر غالب آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی ایوب کے ساتھ نور الدین کو کھڑا کیا اس نے ان سے دوبارہ بیت المقدس چھین لیا عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا کیوں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو لکھا تھا کہ عراق حجاج کے مظالم سے تنگ آ چکے ہیں۔ جب حجاج کو بھی علم ہوا اس نے ولید کو لکھا کہ عمر مدینہ کے نظم و نسق میں کمزور پڑ چکے ہیں، اس لئے کسی با صلاحیت شخص کو حرمین کا منتظم بنا دو چنانچہ اس نے عثمان بن حیان کو مدینہ کا اور خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنا دیا اس نے وہی کچھ کیا جس کا حجاج نے حکم دیا تھا عمر بن

عبدالعزیز شوال میں مدینہ سے نکل کر سویداء میں مقیم ہو گئے اور عثمان بن حیان ماہ شوال کے ختم ہونے سے دو دن قبل مدینہ پہنچ گئے اس سال عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

انس بن مالک: — آپ ابو حمزہ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ہیں آپ جناب نبی کریم ﷺ کے خادم اور سفر و حضر کے ساتھی تھے آپ کی والدہ ام سلیم ام حرام ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام تھیں جو ابو طلحہ زید بن سہل انصاری کی بیوی تھیں۔ آپ نے رسول اللہ سے بہت سی احادیث روایت کی اور آپ متعدد علوم سے واقف تھے ابوبکر، عمر، عثمان اور ابن مسعود وغیرہ سے بھی آپ نے روایت نقل کی ہیں آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ آپ کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت میری عمر دس سال تھی اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر بیس سال تھی۔ محمد بن عبداللہ انصاری نے اپنے والد کے حوالے سے ثمامہ کا قول نقل کیا ہے کہ انس سے پوچھا گیا آپ جنگ بدر میں موجود تھے آپ نے جواب دیا تیری ماں مرے کیا میں بدر سے غائب ہو سکتا ہوں۔

انصاری کا قول ہے آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے خادم کی حیثیت سے جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ شیخ حافظ ابوالحجاج مزی کا قول ہے جنگ بدر میں انس بن مالک کی شرکت کا اصحاب مغازی میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ غازی کی حیثیت سے اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ کی والدہ ایک روایت کے مطابق آپ کے چچا آپ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے آپ کی والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑکا انس تمہارا ہے آپ کی خدمت کرے گا اس کو آپ قبول کر لیں۔ آپ ﷺ نے قبول فرمایا آپ کی والدہ نے آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ کر اور اسے جنت میں داخل کر۔ حضرت انس کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے میری کنیت ابو حمزہ رکھی کیونکہ میں آپ کے لئے ایک بوٹی توڑا کرتا تھا۔ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا گورنر بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد انس بصرہ منتقل ہو گئے تھے۔

وہاں پر آپ کے چار مکانات تھے۔ ابن اشعث کے فتنے کی وجہ سے حجاج کی طرف سے آپ کو تکالیف پہنچی تھیں۔ کیونکہ حجاج کو شک ہو گیا تھا کہ آپ کا بھی اس معاملے سے تعلق ہے آپ نے کوئی فتویٰ دیا تھا جس کی وجہ سے حجاج نے آپ کو شدید تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ آپ نے عبدالملک سے اس کی شکایت کی اس نے حجاج کی ملامت کی اس کے بعد حجاج نے خوف زدہ ہو کر آپ سے صلح کر لی۔

سن ۹۲ھ میں جامع دمشق کی تعمیر کے وقت حضرت انس ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تھے۔ مکحول کا قول ہے کہ میں نے حضرت انس کو جامع دمشق میں چلتے ہوئے دیکھا میں نے ان سے جنازے کو ہاتھ لگانے کے بعد وضو کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس میں وضو کی ضرورت نہیں۔ اوزاعی کا قول ہے مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر نے بیان کیا حضرت انس ولید کے پاس آئے ولید نے آپ سے سوال کیا تم نے قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم میں اور قیامت میں دو انگلیوں کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ زہری کا قول ہے میں نے دمشق میں انس بن مالک کو روتے ہوئے دیکھا میں نے ان سے رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا عہد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک یہی نماز باقی رہ گئی تھی اس میں بھی تم نے تبدیلی کر دی۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے بھی تم نے ضائع کر دیا یعنی بنی امیہ کے خلفاء نماز کو مؤخر کر دیتے تھے یہاں تک کہ وقت نکل جاتا تھا بلکہ عمر بن عبدالعزیز سے پہلے دونوں نمازیں ضائع کر دیتے تھے۔ عبداللہ بن عبید سے منقول ہے کہ حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ میری والدہ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا خادم ہے آپ اس کے لئے دعا کر دیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں اضافہ کر اور اسے جنت میں داخل کر دے۔ حضرت انس فرماتے ہیں دو دعائیں میں نے دیکھ لیں اور تیسری کی امید ہے ایک روایت میں حضرت انس کا قول نقل کیا گیا ہے کہ قسم بخدا میرے مال میں بہت اضافہ ہوا کیونکہ میرے باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتے

ہیں اور میرے صلبی لڑکوں کی تعداد ایک سو چھ ہے ایک روایت میں ہے کہ مجھے میری لڑکی آمنہ نے خبر دی کہ حجاج کی آمد تک میری نسل سے ایک سو بیس بچے دفن کئے گئے ثابت نے حضرت انس سے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کو مس کیا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ثابت نے کہا ہاتھ لائیے تاکہ میں اسے بوسہ دوں۔

محمد بن سعد نے کئی واسطوں سے مثنیٰ بن سعید کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ہر شب آپ ﷺ کی زیارت کرتا تھا اس کے بعد انس اشکبار ہو گئے۔ محمد بن سعد نے متعدد وجوہ سے منہال بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارک اور سامان کی حفاظت کرتے تھے۔ ابوداؤد نے حکم بن عطیہ اور ثابت کے حوالے سے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوگی میں عرض کروں گا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا خادم انس ہوں۔

امام احمد نے متعدد طرق سے انس کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے روز شفاعت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا ہاں اس کے بعد میں نے پوچھا اس روز میں آپ سے کہاں ملوں، آپ ﷺ نے فرمایا پل صراط پر، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہاں میں آپ سے نہ مل سکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر میزان کے پاس، میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے وہاں بھی نہ ملے تو آپ نے فرمایا حوض کوثر کے پاس، اس کے علاوہ تم مجھے کہیں نہیں پاؤ گے۔ شعبہ نے ثابت کے حوالے سے ابو ہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کے مشابہ حضرت انس کی نماز سے زیادہ کسی کی نماز نہیں دیکھی۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ میں نے سفر و حضر میں حضرت انس کی نماز سے کسی کی نماز عمدہ نہیں پائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ثابت مجھ سے لے لو میں نے رسول اللہ ﷺ سے لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے لیا ہے اور تم مجھ سے زیادہ با اعتماد طریقے سے نہیں پاؤ گے۔

معتمر بن سلیمان نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے سنا کہ اس وقت قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والا میرے علاوہ کوئی باقی نہیں۔ محمد بن سعد نے متعدد طرق سے جریری کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس نے ذات عرق مقام سے احرام باندھا اور احرام کے کھولنے تک میں نے آپ کی زبان سے اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی پھر مجھ سے فرمایا اے بھتیجے احرام کی حالت میں اسی طرح ہونا چاہیے۔ صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کا قول ہے کہ ہم جمعہ کے روز بعض ازواج مطہرات کے گھروں میں باتوں میں مشغول تھے۔ حضرت انس نے فرمایا خاموش ہو جاؤ، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت انس نے فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ میں نے تمہیں خاموشی کی تاکید کر کے اپنا جمعہ باطل کر دیا۔ ابن ابی الدنیا نے کئی واسطوں سے ثابت کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت انس کے پاس قیم (نگران) آیا اس نے آپ سے اپنی اراضی کے خشک ہونے کی شکایت کی راوی کا قول ہے حضرت انس وضو کر کے جنگل کی طرف نکل گئے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا میں مشغول ہو گئے۔

راوی کا قول ہے کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو پانی سے بھرے ہوئے بادل اٹھتے آ رہے تھے اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی حتیٰ کہ ہر چیز پانی سے بھر گئی۔ بارش تھم گئی کے بعد حضرت انس نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ بارش کہاں تک پہنچ گئی اس نے آ کر بتایا کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ حضرت انس جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ متعدد طرق سے ابن عون کے واسطے سے محمد کا قول نقل کیا ہے کہ امراء میں سے کسی نے حضرت انس کے پاس کوئی چیز بھیجی حضرت انس نے پوچھا کیا یہ خمس ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔ نضر بن شداد نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس کی بیماری میں ہم نے ان کو کہا کیا آپ کے لئے کسی طبیب کو بلا لائیں؟ آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

محمد بن سعد نے علی بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ میں محل میں حجاج کے پاس تھا اس وقت وہ لوگوں کو ابن الاشعث کے واقعات سے متعلق پیش کر رہا تھا اسی اثنا میں حضرت انس آئے حجاج نے کہا اے خبیث تو فتنوں میں گھومنے والا ہے کبھی حضرت علی کے ساتھ ہوتا ہے کبھی ابن زبیر کے ساتھ اور کبھی ابن اشعث کے ساتھ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں حجاج کی جان ہے میں تمہیں اس طرح جڑ سے اکھاڑ دوں گا جس طرح گوند کو اکھاڑا جاتا ہے حضرت انس نے فرمایا امیر کی مراد مجھ سے ہے؟ اس نے کہا ہاں تجھ سے، اللہ تیرے کان بہرے کرے، حضرت انس نے انا للہ پڑھا پھر حجاج دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

راوی کا قول ہے اس کے بعد حضرت انس چلے گئے اور حجاج دوسرے کام میں مشغول ہو گیا حضرت انس وہاں سے نکل [illegible]

کہنے لگے کاش اگر آج مجھے اپنے چھوٹے بچوں کا خیال نہ ہوتا تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں کس طرح قتل کیا جاؤں شاید آج کی مانند ذلت آمیز اور حقارت آمیز حالات میں زندگی میں دوبارہ دوچار نہ ہوں۔ چنانچہ ابوبکر بن عیاش نے ذکر کیا حضرت انس نے حجاج کے خلاف عبدالملک کو شکایات لکھ بھیجی اور لکھا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبی کے غلام کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔

عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ جیسے ہی تم کو میرا یہ خط ملے اسی وقت انس کے پاس جا کر ان کو راضی کر اور ان کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو ورنہ میں تمہیں وہی سزا دوں گا جس کے تم مستحق ہو۔ جب حجاج نے یہ خط پڑھا تو اس نے انس کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن خط لانے والے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر جو حجاج کا دوست تھا نے حجاج کو نہ جانے کا مشورہ دیا اور حضرت انس کو حجاج کے پاس جا کر صلح کے لئے سبقت کا مشورہ دیا چنانچہ حضرت انس حجاج کے پاس آئے تو حجاج نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم اور آپ تو ایک ہیں اے میرے چچا اب لوگوں کو بولنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو انس کی گستاخی کرنے کے بعد لکھا اے مجھ اے ہوئے زردہ حواس! میں تجھے ایسی لات ماروں گا کہ تو سیدھا دوزخ میں جا کر گرے گا۔ اے پچکے ہوئے آنکھوں والے ہوش میں آ جا۔ احمد بن صالح عجلی کا قول ہے کہ صحابہ میں صرف دو شخص جذام و برص میں مبتلا ہونے کے بعد درست ہوئے۔

(۱) حضرت معیقیب جو جذام میں مبتلا تھے۔

(۲) حضرت انس جو برص میں مبتلا تھے۔

حمیدی نے ابو معشر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو برص کی بیماری کے زمانہ میں دیکھا ہے تھے کھاتے ہوئے دیکھا ابو یعلیٰ نے عبداللہ بن معاذ بن جریج کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس ضعف کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کھانا پکا کر تیس مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ شعبی نے موسیٰ سنبلاوی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا صحابہ میں سے اس وقت صرف آپ ہی زندہ ہیں آپ نے جواب دیا بعض بادیہ نشین دیہاتی لوگ زندہ ہیں لیکن صحابہ میں سے صرف میں زندہ ہوں۔ شدید مرض میں آپ سے طبیب کو بلانے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے آپ نے فرمایا مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو آپ مسلسل اسی کلمہ کا ورد کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک چھڑی تھی جو آپ کے حکم سے آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دی گئی۔

عمر بن شبہ وغیرہ کا قول ہے کہ ۹۷ سال کی عمر میں انس نے وفات پائی مسند احمد میں ذکر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ایک سو چھ سال عمر ملی۔ قتادہ کا قول ہے کہ بصرہ میں صحابہ میں سے آخر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے سن وفات میں مورخین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض نے ۹۰ بعض نے ۹۱ھ بعض نے ۹۲ھ اور بعض نے ۹۳ھ بیان کیا۔ آخری قول سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ امام احمد نے ابو نعیم کا قول نقل کیا ہے کہ انس بن مالک اور جابر بن زید نے ۹۳ھ میں ایک ہی روز جمعہ کے دن وفات پائی۔ قتادہ نے انس کی وفات پر مورق عجلی کا قول نقل کیا ہے کہ آج نصف علم دنیا سے رخصت ہو گیا ان سے پوچھا گیا یہ کیسے تو انہوں نے فرمایا جب کوئی بدعتی ہمارے سامنے حدیث کی مخالفت کرتا تھا تو ہم اس سے کہتے تھے آؤ اس شخص کے پاس چلیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی۔

عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ابن المغیرہ [illegible] اصمعی کا قول ہے کہ ان کی پیدائش حضرت عمر کی وفات والی رات ہوئی [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن انہوں نے شادی کی [illegible] ثریا [illegible] سہیل بن عبدالرحمن بن عوف زہری نے اس سے شادی کی تو اس کے بارے میں عمر بن ربیعہ نے یہ اشعار کہے۔

(۱) ثریا کو سہیل سے بیاہنے والے [illegible] یہ دونوں کیسے جمع ہوں گے۔

(۲) ثریا طلوع ہوتے وقت شام کی سمت ہوتا ہے اور سہیل یمن میں طلوع ہوتا ہے۔

بلال بن ابی الدرداء ...... آپ اولاً دمشق کے حاکم پھر قاضی بنے پھر عبدالملک نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ ابوادریس خولانی کو مقرر کر دیا۔ آپ حسن سیرت کے مالک بڑے عابد تھے۔ ظاہر یہی ہے کہ باب الصغیر کے پاس آپ ہی کی قبر ہے نہ کہ آپ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال کی، کیونکہ وہ داریا میں دفن ہیں۔

بشر بن سعید ...... مدنی، عابد اور فقیہ تھے۔ آپ مشہور و معروف عابدین اور زاہدین میں سے تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔

زرارۃ بن اوفی ...... ابن حاجب عامری، آپ بصرہ کے قاضی تھے۔ آپ بصرہ کے بڑے علماء اور صلحاء میں سے تھے آپ کی متعدد مرویات ہیں ایک بار نماز فجر میں سورۂ مدثر تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت (فاذا نقر فی الناقور) پر پہنچے تو دم نکل گیا اور زمین پر گر پڑے تو اسی وقت ان کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے تقریباً ستر سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

خبیب بن عبداللہ ...... ابن عبداللہ بن زبیر، ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے ان کو کوڑے مارے حتیٰ کہ ان کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا اس کے چند روز بعد عمر بن عبدالعزیز معزول ہو گئے وہ خبیب کے مارنے پر ہمیشہ رنجیدہ اور گریہ کناں رہتے تھے۔ خبیب نے مدینہ میں وفات پائی۔

حفص بن عاصم ...... ابن عمر بن خطاب مدنی آپ کی متعدد مرویات ہیں آپ صالحین میں سے تھے مدینہ میں وفات پائی۔

سعید بن عبدالرحمٰن ...... ابن عتاب بن اسید اموی، بصرہ کے اشراف میں سے تھے فیاض اور قابل تعریف تھے۔

فروۃ بن مجاہد ...... بعض کا قول ہے کہ آپ ابدال میں سے تھے ایک بار غزوہ میں ایک جماعت کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ اس ملک کے بادشاہ نے آپ کو جیل میں ڈال دیا آپ نے ساتھیوں سے پوچھا تم اپنے شہر جانا چاہتے ہو انہوں نے جواب میں کہا ہم جس تنگی میں ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے ان کی بیڑیوں کو چھوا تو وہ کھل گئیں پھر جیل کے دروازہ کو چھوا تو وہ کھل گیا۔ تمام لوگ جیل سے نکل گئے اور مسلمانوں کے لشکر کے اپنے ملک پہنچنے تک کوئی بھی ان سے نہ ملا۔

ابوالشعثاء جابر بن زید ...... آپ تین چیزوں میں پیسے کم نہیں کراتے تھے

(۱) مکہ پر سواری کرایہ پر لینے کے لئے۔
(۲) غلام کو آزاد کرنے کے خیال سے خریدنے میں۔
(۳) قربانی کا جانور خریدنے میں۔

فرماتے تھے اللہ کے لئے خریدی جانے والی چیز میں کمی نہیں کرانی چاہیے۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ ابوالشعثاء دینار و درہم کے معاملے میں پکے مسلمان تھے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

(۱) میں آزما چکا ہوں تم بھی ضرور سمجھ لو کہ تقویٰ اور پرہیزگاری دراہم و دینار کے قریب ہیں۔
(۲) جب تو پیسے کسی کے ہاتھ سے چھوڑ دے تو سمجھ لے کہ یہی مسلمان کا تقویٰ ہے۔

ابوالشعثاء کا قول ہے کہ مسکین و یتیم پر صدقہ کرنا میرے نزدیک نفلی عبادات سے افضل ہے۔ ابوالشعثاء بصرہ کے عالم اور مفتی تھے۔ بصرہ میں ان کی موجودگی میں جب کوئی صحابہ سے مسئلہ پوچھتا تو وہ سائل سے کہتے کہ ابوالشعثاء کی موجودگی میں تم ہم سے کیوں مسئلہ دریافت کرتے ہو۔ جابر بن عبداللہ نے ایک بار ابوالشعثاء سے کہا آپ بصرہ کے فقیہ ہیں اس لئے جب آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کرے تو اس کا جواب قرآن اور حدیث سے دو اگر قرآن اور حدیث کے علاوہ کسی چیز سے جواب دیا تو تم خود ہلاک ہو گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرو گے۔

عمرو بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالشعثاء سے زیادہ [illegible] کوئی نہیں دیکھا [illegible] ابوالشعثاء کی وفات ہوئی [illegible] [illegible]، سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے ابوالشعثاء کا قول نقل کیا ہے کہ حکم بن ایوب نے چند افراد کو وقف کرنے کے لئے متعین کیا تھا ان

میں سے ایک میں بھی تھا اگر مجھے موقع مل جاتا تو میں سواری پر سوار ہو کر وہاں سے نکل جاتا اور میں یہ عہدہ قبول نہ کرتا۔ ابو الشعثاء کا قول ہے کہ میں نے بدن کے اعمال میں غور کیا نماز ایسی عبادت ہے جس کا تعلق صرف بدن سے ہے اور روزہ کا بھی یہی حال ہے البتہ حج کا تعلق بدن و مال دونوں سے ہے اس لئے میرے نزدیک حج افضل ہے۔

ابو الشعثاء کا قول ہے ایک جمعہ کو میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ ہونے والا اور سب سے زیادہ اپنا مقرب بنادے جو لوگ آج تجھ سے دعائیں کر رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے کامیاب و کامران بنادے اور مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ سیار نے کئی واسطوں سے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز ابو الشعثاء بہت پرانی جوتی پہن کر نماز کے لئے گئے اور فرمایا میری عمر ۹۰ سال ہو چکی ہے لیکن یہ جوتیاں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ الا یہ کہ میں کوئی عمل خیر کروں۔ صالح دھان کا قول ہے کہ ابو الشعثاء کو جب کوئی کھوٹا سکہ مل جاتا تھا تو اس خوف سے کہ کہیں اس کے ذریعہ کوئی کسی کو دھوکہ نہ دے اسے توڑ دیتے۔ امام احمد نے ابو عبد الصمد عمی کے واسطے سے مالک بن دینار کا قول نقل کیا ہے کہ ابو الشعثاء میرے پاس آئے اس وقت میں قرآن کی کتابت کر رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ کام کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ قرآن کی آیات اور کلمات کے لکھنے میں مصروف ہیں یہ حلال کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابو الشعثاء سے قرآنی آیت اِذاً لاذقنک ضعف الحیوۃ وضعف الممات کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب میں فرمایا اس سے دنیا و آخرت دونوں کا ضعف مراد ہے۔ سفیان نے حارث کا قول نقل کیا ہے کہ وفات کے وقت لوگوں نے اس سے پوچھا آپ کو کس چیز کی خواہش ہے ابو الشعثاء نے جواب دیا میں ایک بار حسن کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک روایت میں ثابت سے یہی بات منقول ہے ثابت کہتے ہیں کہ میں حسن کے پاس گیا اور میں نے ان سے ابو الشعثاء کا قول نقل کر دیا بعد ازاں حسن سوار ہو کر ان کے پاس آئے جب قریب پہنچے تو ابو الشعثاء نے گھر والوں سے کہا مجھے بٹھا دو چنانچہ انہوں نے ان کو بٹھا دیا اس کے بعد ابو الشعثاء مسلسل اعوذ باللہ من النار و سوء الحساب پڑھتے رہے۔

حماد بن زید نے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے مہلب بن ابی صفرہ کی لڑکی ھندہ سے ابو الشعثاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابو الشعثاء مجھ سے اور میری والدہ سے محبت کرتے تھے۔ عرصہ ہو گیا اب مجھے ان کے بابت کوئی معلومات نہیں وہ مجھے اللہ کے قریب کرنے والے کاموں کا حکم دیتے اور اس سے دور کرنے والے کاموں سے منع کرتے انہوں نے کبھی بھی مجھے اباحیہ کی دعوت نہیں دی وہ مجھے حکم دیتے تھے کہ میرا دوپٹہ کہاں ہونا چاہیے اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔ جابر بن زید نے صحابہ کی متعدد جماعت سے روایات بیان کی ہیں اور ان کی اکثر و بیشتر روایات ابن عمر اور ابن عباس سے منقول ہیں۔

واقعات ۹۴ھ

اسی سال عباس بن ولید نے ارض روم میں جنگ لڑی۔ بعض کا قول ہے کہ اس نے انطاکیہ فتح کیا اور اس کے بھائی عبد العزیز بن ولید نے دھاوا بول دیا وہ جنگ کرتے ہوئے غزالہ تک پہنچ گیا اور ولید بن ہشام معیطی ارض برج حمام تک پہنچ گیا اور یزید بن ابی کبشہ ارض سوریہ تک پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ سال رواں ہی میں ارض روم سے مسلمہ بن عبد الملک نے سندرۃ علاقہ فتح کیا۔ اسی زمانہ میں اللہ نے ولید بن عبد الملک کی حکومت میں اس کی اولاد و اقرباء اور بھائیوں کے ہاتھوں ایسی فتوحات عطا فرمائیں کہ جنہیں دیکھ کر حضرت فاروق اعظم کی فتوحات کا نقشہ سامنے آ گیا۔ اسی برس محمد بن قاسم نے ارض ہند کو فتح کیا اور مال غنیمت میں بیشمار اموال حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم الشاش اور فرغانہ میں جہاد کرتے ہوئے فرغانہ کے دو شہر خجندہ اور کاشان تک پہنچ گیا یہ کام صغد اور سمرقند کی فتح کے بعد ہوا بعد ازاں قتیبہ ان شہروں کے اندر گھستا چلا گیا حتیٰ کہ کابل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ بلا خر وہ بھی فتح ہو گیا۔ وہاں پر ترکیوں کی ایک بڑی فوج نے قتیبہ کا مقابلہ کیا قتیبہ نے خجندہ کے پاس ان سے مقابلہ کر کے متعدد بار انہیں مغلوب کیا ان سے ان کے شہر چھین لئے مزید براں ان کی ایک جماعت قتل کر دی متعدد افراد قتل

کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

سعید بن جبیر کا قتل

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا کیونکہ جب حجاج نے ملک الترک رتبیل سے قتال کے لئے ابن الاشعث کی ماتحتی میں فوج روانہ کی تو فوج کے قاری کے طور پر ابن الاشعث کے ساتھ سعید بن جبیر کو بھی بھیجا۔ جب ابن الاشعث نے حجاج کے خلاف بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب حجاج ابن الاشعث پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تو سعید بن جبیر بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ حجاج نے بذریعہ خط اس کے نائب سے ان کا مطالبہ کیا جب سعید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کر مکہ چلے گئے سعید مکہ میں ہر سال حج و عمرہ کرتے یہاں تک کہ خالد بن عبداللہ قسری مکہ کے حاکم بن گئے اس وقت بعض لوگوں نے سعید کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ دیا تو سعید نے کہا اب مجھے بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے میں کیوں بھاگوں تقدیر سے فرار ہو کر میں کہاں جا سکتا ہوں اسی اثناء میں عمر بن عبدالعزیز کی جگہ عثمان بن حیان حاکم مدینہ مقرر ہوئے وہ مدینہ سے ابن الاشعث کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجتے رہے اس نے خالد قسری سے بھی اس سلسلے میں معلومات کیں اور مکہ سے بھی چند افراد کو متعین کیا جس میں سعید بن جبیر، عطاء ابن رباح، مجاہد بن جبر، عمرو بن دینار اور طلق بن حبیب کا نام تھا۔

بعض کا قول ہے کہ حجاج نے ولید کو لکھا تھا کہ مکہ میں اہل شقاق کی ایک جماعت موجود ہے اس کے بعد خالد نے ان لوگوں کو اس کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا پھر عطاء اور عمرو بن دینار کو اہل مکہ کی وجہ سے معاف کر دیا۔ بقیہ تینوں کو بھیج دیا ان میں سے بھی طلق کا راستہ میں انتقال ہو گیا۔ مجاہد حجاج کی موت تک جیل میں رہا۔ سعید کو جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا میں نے تجھے حکومت میں شامل نہیں کیا کیا میں نے تجھے عہدہ نہیں دیا کیا میں نے تم پر فلاں فلاں احسان نہیں کیا۔ سعید نے اس کے تمام سوالوں کے جوابات اثبات میں دیئے۔ پھر حجاج نے سعید سے پوچھا آخر کس چیز نے تجھے امیر المومنین کی بیعت توڑنے پر آمادہ کیا۔ سعید نے کہا کہ ابن الاشعث نے مجھ سے اسی طرح بیعت کی تھی۔ سعید کی یہ بات سن کر حجاج غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس کا سانس پھول گیا حتیٰ کہ اس کی چادر کا ایک کنارہ کندھے سے گر گیا اور اس نے سعید سے غصہ میں کہا کیا میں نے مکہ آمد کے موقع پر ابن زبیر کو قتل کر کے وہاں کے لوگوں سے امیر المومنین کے لئے بیعت نہیں لی اور تم سے بھی بیعت نہیں لی۔ پھر جب میں والی بن کر عراق آیا تو وہاں میں نے تم سے امیر المومنین کی بیعت کی تجدید نہیں کرائی۔

سعید نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا حجاج نے کہا تو ہلاک ہو تو نے امیر المومنین کی دو مرتبہ کی ہوئی بیعت توڑ کر جولاہے کے بیٹے جولاہے کی بیعت کو برقرار رکھا۔ اس کے بعد حجاج نے سعید کی گردن اڑانے کا حکم دیا چنانچہ ان کی گردن اڑا دی گئی۔

ابن جریر کا قول ہے جب سعید کو قتل کیا گیا تو انہوں نے تین بار لا الٰہ الا اللہ کہا ایک بار تو واضح طور پر اور دو بار غیر واضح طور پر کہا۔ ابو بکر باہلی نے انس بن ابی شیخ کا قول نقل کیا ہے کہ جب حجاج کے پاس سعید بن جبیر کو لایا گیا تو اس نے کہا خالد قسری پر لعنت ہو جس نے سعید کو مکہ سے یہاں بھیجا کیا میں سعید کی شخصیت سے واقف نہیں ہوں قسم بخدا مجھے مکہ میں ان کا گھر معلوم ہے بعد ازاں حجاج نے سعید سے عدم بیعت کی وجہ دریافت کی سعید نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے میں ایک مسلمان شخص ہوں امور میں مجھ سے بھی خطاء ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی سعید کی اس بات سے حجاج خوش ہو گیا اور اس کے چہرہ سے غصہ کے آثار جاتے رہے۔ حجاج کی طرف سے سعید کو اپنی خلاصی کی امید ہو گئی۔ اس کے بعد حجاج دوبارہ پلٹ کر سعید کے پاس آیا تو سعید نے کہا میں نے ابن الاشعث کی بیعت قبول کر لی یہ سن کر حجاج آگ بگولہ ہو گیا اس نے سعید کے قتل کا حکم دیا عتاب بن بشر نے سالم افطس کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج سعید کے پاس آیا تو حجاج نے سوار ہونے کے لئے ایک پاؤں سواری کے رکاب میں رکھا ہوا تھا۔ حجاج نے کہا میں سوار نہیں ہوں گا جب تک تجھے جہنم رسید نہ کروں۔ بعد ازاں حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا۔ راوی کا قول ہے کہ اس موقعہ پر حجاج کی عقل کام کرنا چھوڑ گئی اور وہ مختبط الحواس کے عالم میں بیڑیاں بیڑیاں کہہ رہا تھا لوگوں نے سمجھا کہ یہ ان بیڑیوں کا ذکر کر رہا ہے جو سعید کے پاؤں میں ہیں اور جنہیں آج کاٹ کر ان کے پاؤں سے نکال دیا گیا۔

محمد بن ابی حاتم نے عبدالملک بن عبداللہ بن شہاب کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے سعید سے کہا کہ تم نے

مصعب بن زبیر کو دیا گیا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حجاج نے کہا قسم بخدا میں تجھے قتل کروں گا۔ سعید نے کہا تب تو میں اپنے نام کی طرح سعید ہوں۔ اس کے بعد حجاج نے انہیں قتل کروا دیا اس کے چالیس روز بعد حجاج بھی دنیا سے چلا گیا۔ سعید کو قتل کرنے کے بعد حجاج خواب میں سعید کو دیکھتا تھا وہ اس کے کپڑوں کو پکڑ کر کہتے تو نے مجھے کیوں قتل کیا یا حجاج کہتا تھا کہ مجھے سعید سے بچاؤ۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ سعید ابن جبیر بن ہشام اسدی بنی والبہ کا غلام تھا جو کوفہ کے امام تابعین میں سے تھے سعید سیاہ فام تھے شعبان میں قتل کئے گئے۔ حجاج رمضان میں دنیا سے رخصت ہوا بعض کا قول ہے سعید حجاج کے مرنے سے چھ ماہ قبل قتل کئے گئے۔ امام احمد کا قول ہے کہ سعید اس حالت میں اس دنیا سے گئے کہ ہر شخص ان کے علم کا محتاج تھا۔ سعید کے بعد حجاج نے کسی پر تسلط نہیں جمایا جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ یہ سال فقہاء کے سال سے مشہور تھا کیونکہ اس سال متعدد فقہاء علی بن حسین بن زین العابدین، عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور سعید بن جبیر وغیرہ نے وفات پائی۔

ابن جریر کا قول ہے اس سال ولید بن عبدالملک نے سلیمان بن عمرو کو شام کا قاضی بنایا۔ اس سال عباس بن ولید نے یا مسلمہ بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مکہ کا نائب خالد قسری، مدینہ کا نائب عثمان بن حیان، پورے مشرقی علاقے کا حجاج بن یوسف، خراسان کا نائب قتیبہ بن مسلم اور کوفہ کا نائب زیاد بن جریر تھا کوفہ کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ، بصرہ کا امیر جراح بن عبداللہ حکمی تھا بصرہ کا قاضی عبداللہ بن اذینہ تھا۔

خواص کی وفات

سعید بن جبیر ...... اسدی والبی ان کے آقا ابو محمد یا ابو عبداللہ کوفی مکی تھے جو ابن عباس کے بڑے شاگردوں میں سے تھے آپ تفسیر، حدیث اور متعدد علوم کے امام تھے۔ بہت بڑے نیک صالح تھے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی زیارت کی اور متعدد صحابہ سے روایت نقل کیں۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ مغرب اور عشاء کے مابین نماز میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اسی طرح کعبہ میں بیٹھ کر ایک ہی مجلس میں آپ ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں ختم قرآن کرلیا کرتے تھے۔ مزید بھی روایات میں آتا ہے کہ کعبہ میں آپ نے ایک ہی رات میں ڈھائی قرآن ختم کیا۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید بن جبیر کی وفات کے وقت تمام لوگ ان کے علم کے محتاج تھے۔ حجاج کے خلاف سعید نے ابن الاشعث کا ساتھ دیا۔ جب حجاج غالب آ گیا تو سعید بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ وہاں سے سعید سال میں دو بار مکہ مدینہ آتے تھے۔ ایک مرتبہ عمرہ کے لئے اور ایک مرتبہ حج کے لئے۔ بعض وقت کوفہ میں آ کر حدیث بھی بیان کرتے۔ سعید کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ لوگ مجھ سے علم دین حاصل کریں۔ سعید اسی طرح ۱۲ سال تک حجاج سے روپوش رہا پھر خالد قسری نے سعید کو مکہ سے حجاج کے پاس بھیج دیا اس کے بعد سعید کے قتل کا واقعہ پیش آیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں سالم بن ابی حفصہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو حجاج نے سعید سے کہا تو کسیر کا بد بخت لڑکا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں میں جبیر کا لڑکا ہوں نیک بخت ہوں۔ حجاج نے ان کو قتل کی دھمکی دی انہوں نے کہا کہ میں قتل کے بعد بھی نیک بخت ہوں گا حجاج نے کہا تو اور تیری والدہ بد بخت ہیں سعید نے کہا یہ بالکل غلط ہے۔ حجاج نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ سعید نے دو رکعت کی مہلت مانگی تو حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔ سعید نے قرآن کی ایک آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جدھر رخ کرو گے اللہ کا رخ بھی ادھر ہی پاؤ گے پھر سعید نے کہا میں تجھ سے اسی طرح پناہ مانگتا ہوں جس طرح مریم نے مانگی تھی اور قرآن کی آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیک ہے۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید کے بعد حجاج کے ہاتھوں صرف ایک قتل ہوا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے سعید سے کہا کہ میں تیری دنیا کو جہنم میں بدل دوں گا۔ سعید نے کہا کہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں تجھے معبود تسلیم کر لیتا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ

سے قبلہ کی طرف کر دو۔ سعید نے یہ آیت "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" پڑھی۔ پھر حجاج نے کہا اسے منہ کے بل گرا دو۔ سعید نے یہ آیت (منہا خلقناکم وفیہا) تلاوت کی۔ پھر حجاج نے اس کو ذبح کا حکم دیا۔ سعید نے کہا اے اللہ! اس کے بعد اس کو کسی پر تسلط نہ دینا۔ ابو نعیم نے سعید کے قتل کا واقعہ تفصیلاً بیان کیا۔ قبل ازیں ہم سعید کے قتل کی تفصیل بیان کر چکے۔ اس کے بعد حجاج بھی جلد ہی عذاب میں گرفتار ہو گیا چنانچہ سعید کے قتل کے چالیس روز بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض نے ۱۵ بعض نے چھ ماہ بیان کیے۔ قتل کے وقت سعید کی عمر ۴۹ یا ۵۷ سال تھی۔ ابو القاسم لالکائی نے سعید کا سن قتل ۹۵ ہجری اور ابن جریر نے ۹۴ ہجری بیان کیا۔

سعید بن جبیر کے چند اقوال درج ذیل ہیں۔

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ خوف الٰہی کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ تیرے اور تیرے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور تجھے اللہ کی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ یہی خوف الٰہی انسان کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔ فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کا نام ہے اللہ کی اطاعت کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا ہے۔ اللہ کی اطاعت نہ کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح و تلاوت قرآن کرے۔

سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا عابد کون ہے؟ فرمایا گناہوں سے دور رہنے والا اور ہمیشہ اسے اپنے اعمال گناہوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں۔ حجاج نے سعید سے کہا کہ تیرے لیے ہلاکت ہو۔ سعید نے کہا ہلاکت تو اس کے لیے ہے جو جنت سے دور ہٹا دیا جائے اور دوزخ میں جانے والا انسان کے لیے ہلاکت ہے۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید نے کہا شہادت چاہتا ہوں کہ میں قیامت کے روز تجھ سے ملاقات کروں گا تو اللہ کے پاس تجھ سے قصاص کروں گا۔ اس کے بعد حجاج نے گردن کے بل سعید کو ذبح کر دیا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت حسن کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اے سعید بن جبیر کے قاتل! اے اللہ حجاج کا بدلہ لے۔ اس کے تین دن بعد اس کے پیٹ میں کیڑے پڑ گئے اور وہ گھل گھل کر مر گیا۔ جب حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا تو سعید مسکرائے۔ حجاج نے وجہ پوچھی تو سعید نے کہا تیرے مجھ پر جرأت کرنے اور اللہ کے تجھ پر بردباری کی وجہ سے مسکرایا۔

سعید بن المسیب — ابو محمد سعید بن مسیب ابن حزن بن ابی وہب بن عائذ بن عمران بن مخزوم قرشی ہیں۔ آپ علی الاطلاق سید التابعین ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال پہلے یا دو سال بعد پیدا ہوئے۔ چار سال بعد کا قول بھی ہے۔ ابو عبداللہ حاکم نے جو یہ کہا ہے کہ آپ نے عشرہ مبشرہ کی بھی زیارت کی۔ یہ ان کا وہم ہے۔ البتہ جس طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح عشرہ مبشرہ کی روایتیں بھی نقل کی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایت نقل کی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمان، علی، سعید اور ابو ہریرہ سے سماع کیا۔ آپ ابو ہریرہ کے داماد تھے۔ ان کی بہت سی باتوں سے آپ واقف بھی تھے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے۔ ابن عمر کا قول ہے کہ سعید بے مثل متقی تھے۔

زہری کا قول ہے میں نے سات برس تک سعید بن مسیب کی مجالست کی۔ میں نے ان سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ محمد بن اسحاق نے مکحول کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام روئے زمین کا چکر لگایا لیکن سعید بن مسیب سے بڑا عالم مجھے نظر نہیں آیا۔ اوزاعی کا قول ہے زہری اور مکحول سے سوال کیا گیا کہ تمہاری نظر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا سعید بن مسیب۔ بعض کا قول ہے سعید بن مسیب کو فقیہ الفقہاء کہا جاتا تھا۔ مالک نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک حدیث کی تلاش میں بہت سے شب و روز سفر کیا۔

امام مالک کا قول ہے کہ ابن عمر سعید بن مسیب سے قضایا و احکام کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ ربیع نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مرسل بھی ہمارے نزدیک حسن کا درجہ رکھتا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہمارے نزدیک وہ صحیح کے درجہ میں ہیں۔ نیز ابن حنبل کا قول ہے کہ سعید بن مسیب افضل التابعین ہیں۔ علی بن مدینی کا قول ہے کہ میرے نزدیک سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا قول ہے سعید نیک، صالح اور فقیہ انسان تھے۔ عطایا قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کی کل پونجی چار سو دینار تھی جن سے زیتون کی تجارت کرتے تھے اور وہ بھینگے تھے۔ ابو زرعہ کا قول ہے سعید بن مسیب مدنی، ثقہ امام تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے۔

واقدی کا قول ہے کہ سعید نے ۷۵ سال کی عمر میں ۹۴ھ میں وفات پائی۔ سعید بن مسیب متقی، پرہیزگار، فضول اور لایعنی کاموں سے اجتناب کرنے والے تھے۔ آپ حدیث کا بہت ادب کرتے تھے ایک بار ایک شخص آپ کے پاس حدیث کا معلوم کرنے آیا اس وقت آپ بیمار تھے اس نے آپ سے کسی حدیث کا پوچھا آپ نے بیٹھ کر حدیث بتائی اس کے بعد آپ لیٹ گئے اس نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کرنے کو سوء ادب سمجھتا ہوں۔ آپ کے غلام برد کا قول ہے کہ چالیس سال سے سعید اذان سے قبل ہی مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ابن ادریس کا قول ہے کہ سعید نے ۵۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

سعید کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱)...... تم اعمال کی حفاظت کے خاطر قلب کی صفائی کے ذریعے بچاؤ اور رات کی تاریکی کو غالب مت آنے دو۔

(۲)...... شیطان جب بالکل مایوس ہو جاتا ہے تو وہ عورتوں کا حربہ استعمال کرتا ہے۔

(۳)...... اللہ کی اطاعت سے زیادہ کوئی چیز نفس کے لئے تعظیم و تکریم والی نہیں اللہ کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی چیز نفس کے لئے ذلت و رسوائی والا نہیں۔

(۴)...... اللہ کی طرف سے انسان کی مدد کے لئے یہ کافی ہے کہ انسان کا دشمن اللہ کی نافرمانی میں مشغول ہو۔

(۵)...... جو شخص استغنیٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا لوگوں کو محتاج بنا دیتا ہے۔

(۶)...... کوئی شریف، ذی فضل اور عالم عیب سے خالی نہیں لیکن دوسروں کو ان کے عیوب تلاش نہیں کرنے چاہیے۔

(۷)...... جس کی خوبیاں عیوب پر غالب ہوں اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا مناسب ہے۔

سعید بن مسیب نے اپنی لڑکی کی شادی کثیر بن ابی وداعہ سے دو درہم مہر پر کردی حالانکہ آپ کی صاحبزادی حسین ترین، قرآن و سنت کی عالمہ تھی اور بڑی شائستہ تھی۔ شوہر کے حقوق سے بھی خوب واقف تھی۔ سعید بن مسیب نے اپنے داماد کے پاس پانچ یا تین ہزار درہم خرچ کرنے کے لئے بھیجے۔ اس معاملہ میں آپ کا قصہ زیادہ مشہور ہے۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے آپ کی لڑکی کا نکاح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ نے واضح جواب دیدیا اس کے بعد اس نے آپ سے بہت مکر و فریب کئے حتی کہ آپ کو کوڑے بھی لگوائے جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب عبدالملک کے زمانہ میں سعید نے ولید کی بیعت سے انکار کیا تو مدینہ کے نائب ہشام بن اسماعیل نے آپ کو کوڑے لگوائے اور شہر کا گشت کرایا اور آپ کو قتل کی دھمکی دی۔ لیکن آپ کسی طرح تیار نہیں ہوئے جب آپ کو واپس لے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ کو ایک عورت ملی اس نے کہا اے سعید یہ کیا ذلت و رسوائی ہے؟ سعید نے جواب دیا ذلت و رسوائی سے تو ہم نکل چکے ہیں جیسا کہ تو دیکھ رہی ہے یعنی اگر ہم ان کی بات مان لیتے تو ہم دنیا و آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہو جاتے۔ سعید بدن پر بکری کی کھال اوڑھے رکھتے تھے آپ کے پاس کچھ چیزیں ہوتی تھیں جنہیں آپ فروخت کرتے " اور کہتے تھے اے باری تعالیٰ آپ کو معلوم ہے نہ میں بخیل ہوں اور نہ مجھے دنیا کی محبت ہے میں صرف بنی مروان سے اپنی حفاظت کے خاطر ایسا کر رہا ہوں تا آنکہ آپ سے میری ملاقات ہو جائے اور آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کریں۔ میں آپ سے صلح رحمی اور حقوق کی ادائیگی کا سوال کرتا ہوں تاکہ میں مساکین، یتامیٰ اور فقراء کے کچھ کام آسکوں۔

طلق بن حبیب عنزی...... جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے انس، جابر، ابن زبیر، ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے حمید طویل، اعمش اور طاؤس نے جو آپ کے ہم عصر تھے، نے روایت کی۔ عمرو بن دینار اور بہت سے ائمہ نے آپ کی تعریف کی۔ لیکن آپ کا تعلق مرجئہ سے ہونے کی وجہ سے لوگ آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ آپ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ تقویٰ اختیار کرو، لوگوں نے آپ سے تقویٰ کی تعریف پوچھی آپ نے جواب میں فرمایا تقویٰ اللہ کی اطاعت اور اس کی نافرمانیوں سے اجتناب کا نام ہے نیز فرمایا حقوق اللہ اتنے عظیم الشان ہیں کہ انسان کے لئے ان کی ادائیگی مشکل ہے اور اللہ کی نعمتیں اتنی لاتعداد اور شمار سے باہر ہیں کہ انسان ان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے اس لئے انسان کو صبح و شام توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

طلق ہر نماز کے وقت کوئی نہ کوئی شے صدقہ کرتے تھے اور اس کے لئے وہ قرآن کی آیت پیش کرتے تھے۔ اے ایمان والو! جب تم رسول کے پاس صلح مشورہ کے لئے جاؤ تو اپنے ساتھ صدقہ لے جاؤ اور جب رسول کے لئے یہ حکم ہے تو مناجات الٰہی سے پہلے صدقہ دینا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ مالک کا قول ہے حجاج نے قراء کی ایک جماعت کو جن میں سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور خالد بن عبداللہ قسری نے تین شخصوں کو جن میں مجاہد، سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے، مکہ سے حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ طلق تو راستہ ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مجاہد جیل میں ڈال دیئے گئے اور سعید کا یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

ابو عبداللہ عروہ بن زبیر بن عوام...... قرشی، اسدی، مدنی، جلیل القدر تابعی ہیں۔ اپنے والد، عبادلہ ثلاثہ، معاویہ، مغیرہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اپنی ماں اسماء رضی اللہ عنہا، خالہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے روایت نقل کی۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ محمد بن سعد کا قول ہے عروہ ثقہ عالم الحدیث تھے۔ عجلی کا قول ہے آپ مدنی، تابعی اور فتنوں سے دور رہنے والے انسان تھے۔

واقدی کا قول ہے عروہ فقیہ، عالم، حافظ اور سیر سے خوب واقف تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مغازی کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ مدینہ کے چند گنے چنے فقہاء میں سے تھے۔ مسائل میں صحابہ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپ اشعار بہت سنایا کرتے تھے۔ آپ کے لڑکے ہشام نے آپ کا قول نقل کیا ہے کہ علم تین شخصوں کے پاس ہوتا ہے:

(۱)...... صاحب حسب ونسب کے پاس۔

(۲)...... صاحب دین کے پاس۔

(۳)...... ایسا صاحب العلم جو سلاطین کے پاس جاتا ہے لیکن اپنے علم سے ان پر چھا جاتا ہے اور علم ہی کی وجہ سے ان سے نجات پاتا ہے۔

اور میں نے ان تینوں شرطوں پر اپنے والد اور عمر بن عبدالعزیز کو پورا اترتے پایا۔ عروہ یومیہ ربع قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور رات کو بھی پڑھا کرتے تھے آپ کھجوروں کے زمانہ میں لوگوں کو کھجوریں استعمال کرنے کی عام اجازت دے دیتے تھے۔ زہری کا قول ہے کہ عروہ علم کے بحر بیکراں تھے۔

عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ عروہ سب سے بڑے عالم تھے۔ بعض کا قول ہے کہ عروہ مدینے کے خاص الخاص فقہاء میں سے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز اپنے دور امارت میں جن لوگوں سے مشورہ لیتے تھے ان میں عروہ بھی تھے۔ بعض کا قول ہے عروہ ولید کے پاس آئے تھے واپسی میں آپ کے پاؤں میں زخم ہو گیا، معالجوں نے آپریشن کے لئے آپ کو نشہ کے ذریعے بیہوش کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا چنانچہ نشے کے بغیر ہی آپ کا پاؤں کاٹا گیا اسی شب آپ کے لڑکے محمد کی وفات ہو گئی لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے فرمایا میرے سات لڑکے تھے ایک آپ نے لے لیا چھ باقی بچے، میرے چار پائے تھے ایک ختم ہو گیا تین باقی بچے اے اللہ! جو آپ نے باقی رکھا اور جو ختم کیا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ عروہ بن زبیر ولید سے ملاقات کے لئے جب مدینے سے دمشق کے لئے روانہ ہوئے تو مدینے کے قریب ایک وادی میں ان کے پاؤں میں زخم ہو گیا انہوں نے اسے معمولی سمجھتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا جب وہ دمشق پہنچے تو زخم نصف پنڈلی تک پہنچ چکا تھا جب ولید سے آپ کی ملاقات ہوئی تو ولید نے آپ کا زخم دیکھ کر اطباء کو بلایا سب نے کہا کہ زخم تک پاؤں کا قطع ضروری ہے ورنہ زخم کے بڑھنے کا خطرہ ہے۔ انہوں نے نشے کے ذریعے آپ کو بیہوش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے آپریشن کے ذریعہ کاٹنا ہی ہے تو مجھے بیہوش کئے بغیر نماز کی حالت میں کاٹ دو چنانچہ نماز کی حالت میں آپ کا پاؤں کاٹ دیا گیا آپ کا نماز میں اس قدر استغراق تھا کہ آپ کو احساس تک نہ ہوا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ولید نے آپ سے قطع رجل پر اظہار افسوس کیا آپ نے فرمایا اے باری تعالیٰ تیرا شکر ہے میرے چار بازو تھے ایک آپ نے لے لیا اور باقی تین بچے اے آپ نے جو کچھ ختم کیا اور جو کچھ باقی رکھا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ اس سفر میں آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ آپ کے محبوب لڑکے محمد کا بھی انتقال ہوا لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے فرمایا میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے سات میں سے ایک کو لے لیا۔ جب دمشق سے آپ کی واپسی ہوئی تو کسی نے بھی

آپ سے کوئی شکایت نہیں سنی اپنے گھر پہنچنے کے بعد قرآن کی آیت تلاوت کی (لقد لقینا من سفرنا ہذا نصبا)۔

مسلمہ بن محارب کا قول ہے عروہ کے پاؤں میں زخم نکل آیا جس کی وجہ سے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا لیکن ان کو مطلقاً اس کا احساس نہیں ہوا۔ اوزاعی کا قول ہے جب عروہ کا پاؤں کاٹ دیا گیا تو انہوں نے کہا اے باری تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے قدم کبھی بھی تیری نافرمانی کے لئے استعمال نہیں کئے۔ عروہ نے ایک شخص کو جلدی جلدی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا، کیا نماز میں اللہ سے مانگنے کے لئے تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں؟ میں نماز میں اللہ سے اپنی تمام ضروریات کا سوال کرتا ہوں حتیٰ کہ نمک کا بھی اللہ سے سوال کرتا ہوں۔

عروہ کا قول ہے بعض مرتبہ مختصر بات میں بڑی اہمیت ہوتی ہے اور بہت بڑی عزت کا سبب بن جاتی ہے عروہ نے اپنی اولاد سے فرمایا جب تم کسی کو نیکی کرتے ہوئے پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس نیکی کے پہلو میں دیگر اچھی چیزیں بھی ہیں اور جب تم کسی کو گناہ میں مشغول پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس شر کے پہلو میں دیگر برائیاں بھی ہیں کیونکہ نیکی اور شر اپنی اپنی ہم جنسوں پر دلالت کرنے والے ہیں عروہ اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت قرآن کی اس آیت کو تلاوت کرتے تھے۔

ولولا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

بعض کا قول ہے کہ آپ کی ولادت حضرت عمر کی حیات میں ہوئی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ حضرت عمر کی وفات کے بعد ۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات مشہور قول کے مطابق ۹۴ھ میں ہوئی اس کے علاوہ ۹۹ یا ۱۰۰ یا ۱۰۱ یا ۹۲ یا ۹۳ یا ۹۵ کے اقوال بھی ہیں۔

علی بن حسین ـــ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی جو زین العابدین سے مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ ہے آپ سے بڑا آپ کا ایک بھائی تھا جس کا نام بھی علی تھا۔ آپ نے اپنے والد، چچا، جابر، ابن عباس، مسور بن مخرمہ، ابی ہریرہ، حضرت صفیہ، حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مرویات لی ہیں۔ آپ سے ایک جماعت نے روایت کیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ آپ کی والدہ فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی لڑکی تھی۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں ذکر کیا ہے کہ یزدجرد کی تین لڑکیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قید ہو کر آئی تھیں ایک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، جس سے سالم پیدا ہوئے دوسری محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی جس سے قاسم پیدا ہوئے اور تیسری حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ جس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔

گویا یہ تینوں خالہ زاد بھائی تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ قتیبہ بن مسلم نے فیروز بن یزدجرد کو قتل کرنے کے بعد اس کی دونوں لڑکیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ حجاج نے ایک اپنے پاس رکھ لی اور دوسری ولید کو دی جس سے ولید ناقص پیدا ہوا۔

ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ زین العابدین کی والدہ کا نام سندیہ تھا جسے سلامہ یا غزالہ کہا جاتا تھا آپ اپنے والد کے ساتھ کربلا میں موجود تھے آپ کو صغر سنی یا بیماری کی وجہ سے شہید نہیں کیا گیا اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ عبیداللہ بن زیاد نے آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ حکم الٰہی سے باز رہا۔ بعض خاصتوں نے یزید بن معاویہ کو بھی آپ کے قتل کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ بھی حکم الٰہی اس میں کامیاب نہیں ہوا۔

اس کے بعد سے یزید بن معاویہ نے آپ کی تعظیم و تکریم شروع کر دی وہ آپ کو اپنے ساتھ بٹھاتا تھا آپ کے بغیر کھانا نہیں کھاتا تھا بعد ازاں اس نے آپ کو مدینہ بھیج دیا۔ اہل مدینہ بھی آپ کا ادب و احترام کرتے تھے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ دمشق میں آپ کے نام پر مشہور و معروف مسجد ہے۔ میرے خیال میں وہ جامع دمشق کا شرقی حصہ مشہد علی ہے۔ زہری کا قول ہے میں نے کسی قریشی کو آپ سے بڑھ کر متقی اور خوبیوں والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنے والد کے قتل کے وقت ان کے ساتھ تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور آپ علیل تھے عمر بن سعد نے لوگوں سے کہا اس مریض سے تعرض نہ کرو۔

واقدی کا قول ہے کہ آپ سب سے بڑے متقی اور عابد تھے چال میں بناوٹ نہیں تھی آپ سفید عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کا پچھلا حصہ لٹکا چھوڑتے تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن یا ابو محمد یا ابو عبداللہ تھی محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ ثقہ مامون تھے بہت بڑے صاحب حدیث اور متقی تھے آپ

کی والدہ غزالہ نے حسین کے بعد ان کے موتی زبید سے نکاح کر لیا تھا جس سے عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی اصغر کہلائے لیکن علی اکبر کربلا میں اپنے والد کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ سعید بن مسیب، زید بن اسلم، مالک اور ابو حازم کا قول ہے اہل بیت میں آپ جیسا کوئی نہیں تھا۔ یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے میں نے افضل ہاشمی علی بن حسین کو کہتے سنا لوگو ہم سے اسلام کی وجہ سے محبت کرو ہمیں تمہاری محبت پر شرم بھی آتی ہے۔

ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ تم نے ہمیں معیوب بنا دیا۔ اصمعی کا قول ہے حسین کی نسل میں صرف علی بن حسین باقی رہ گئے تھے اور علی بن حسین کے خاندان میں صرف ان کے چچا حسن باقی رہ گئے تھے۔ مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ اگر آپ باندیاں خرید لیں تو آپ کی نسل میں اضافہ ہو جائے گا انہوں نے جواب دیا مجھ میں اتنی استطاعت نہیں پھر مروان نے انہیں ایک لاکھ درہم قرض دیا جس سے باندیاں خریدی گئیں جن سے ان کی نسل میں خوب اضافہ ہوا اب تمام حسینی ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ابو بکر بن شیبہ نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ حسین بن علی جس گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اس میں آگ لگ گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ آگ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا میں اس جہان کی آگ کو چھوڑ کر دوسرے جہان کی آگ کی مدافعت میں مشغول رہا کرتا تھا۔

وضو کے وقت علی بن حسین کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا تم کو معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑے ہو کر مناجات کرتا ہوں۔ حج کے موقع پر تلبیہ کے وقت آپ کی زبان پر لرزہ طاری ہو گیا تھا آپ نے فرمایا مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں میرے تلبیہ کا جواب لا لبیک سے دیا جائے جب لوگوں کی طرف سے تسلی دیئے جانے پر تلبیہ کہا تو بیہوش ہو کر گر پڑے آپ چوبیس گھنٹوں میں دن رات ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

طاؤس کا قول ہے میں نے علی بن حسین کو حجر اسود کے پاس سجدہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا الٰہی! بندہ تیری چوکھٹ پر پریشانی سے پڑا ہوا ہے طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی ان الفاظ کے ذریعے دعا کی تو میری حاجت پوری ہو گئی۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ رات کے وقت خوب صدقہ خیرات دیا کرتے تھے اور کہتے تھے رات کے وقت صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے قلب اور قبر کو منور کرتا ہے اور قیامت کے دن بندہ سے ظلمت کی مدافعت کا ذریعہ ہے۔

محمد بن اسحاق کا قول ہے کچھ لوگ مدینہ میں سکون سے زندگی گزار رہے تھے لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کا گزر بسر کہاں سے ہو رہا ہے۔ علی بن حسین کی وفات کے بعد انہیں خبر ہوئی کہ رات کے وقت ان کی خبر گیری کرنے والا کون تھا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی کمر پر سامان اٹھانے کے نشانات دیکھے جو آپ اٹھا کر بیوہ اور مساکین لوگوں کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ایک سو گھر کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی لیکن وہ اس سے لاعلم تھے آپ محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے گئے تو وہ رو رہے تھے آپ نے وجہ دریافت کی انہوں نے فرمایا مجھ پر پندرہ ہزار درہم قرض ہے آپ نے فرمایا وہ میرے ذمہ ہے۔

ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے نظریں پھیر لیں اس نے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا میں تجھ ہی سے چشم پوشی کر رہا ہوں پھر اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا مجھے بتائیں کیا واقعی آپ کو کوئی ضرورت ہے وہ معلوم ہو گیا آپ نے اس کے لئے ایک ہزار درہم اور ایک جوڑے کا حکم دیا اس کے بعد سے جب بھی وہ آپ کو دیکھتا تو کہتا تم واقعی نبی کی اولاد ہو۔

سفیان کا قول ہے کہ علی بن حسین اور حسن بن حسن کے درمیان آپس میں نزاع ہو گیا حسن بن حسن سخت لے جا رہے تھے اور علی بن حسین خاموش تھے جب رات ہو گئی تو علی بن حسین حسن بن حسن کے گھر گئے ان سے فرمایا اے میرے عزیز! اگر آپ سچے ہیں تو اللہ میری مغفرت فرمائے اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو اللہ آپ کی مغفرت فرمائے صرف اتنی بات کر کے علی بن حسین واپس آ گئے اس کے بعد حسن بن حسن علی بن حسین کے پاس گئے اور ان سے صلح کر لی آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ خطرے میں کون ہے؟ آپ نے جواب دیا جو شخص دنیا کو اپنے لئے کوئی خطرہ نہ سمجھے۔ نیز فرمایا انسانی فکر اس کا آئینہ ہے جس میں آدمی کو اپنی اچھائی اور برائی نظر آ جاتی ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے دوستوں کو کم کرنا غربت ہے آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ خوف سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے جو رغبت کی وجہ سے اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور جو اللہ کی محبت اور اس کے شکر کے لئے عبادت کرنے والے ہیں یہ

حقیقت میں احرار و اخیار بندوں کی عبادت ہے۔

ایک بار آپ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے لخت جگر! فاسق سے دوستی مت کرنا کیوں کہ وہ کم قیمت کے لئے تجھے فروخت کر دے گا اور بخیل سے بھی دوستی مت کریں کیوں کہ وہ تیرے اس مال کو جو تجھے درکار ہوگا جس کی تجھ کو اس سے زیادہ ضرورت ہوگی اور جھوٹے شخص کو ساتھی مت بنانا کیوں کہ وہ سراب کی طرح ہے جس کی وجہ سے دور والی چیز قریب اور قریب والی چیز دور نظر آتی ہے۔ بے وقوف کی دوستی سے بھی اجتناب کریں کیوں کہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا لیکن حقیقت میں تجھ کو اس سے نقصان ہوگا قطع رحم کرنے والے کو بھی دوست مت بنانا کیوں کہ وہ بحکم قرآن ملعون ہے۔ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو پھلانگتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقہ میں پہنچ جاتے تھے۔

نافع بن جبیر بن مطعم نے آپ سے کہا اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ تو سید الناس ہیں۔ اس کے باوجود آپ اہل علم کے حلقہ کو پھلانگ کر اور قریش کو نظر انداز کر کے اس حبشی غلام کے حلقے میں پہنچ جاتے ہیں۔ علی بن حسین نے ان سے فرمایا انسان کو جہاں سے نفع حاصل ہو وہیں بیٹھتا ہے اور علم کہیں بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

اعمش نے مسعود بن مالک کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے اور سعید بن جبیر کو جمع کرو گے میں نے کہا کیوں؟ علی نے کہا میں ان سے نفع بخش چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہوں ہمارے پاس ان سے ملاقات کا کوئی ذریعہ نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔

امام احمد نے زید بن حبیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں علی بن حسین ابن عباس کے پاس آئے ابن عباس نے انہیں دیکھ کر فرمایا مرحبا بالحبیب ابن الحبیب۔ ابو بکر بن محمد بن یحییٰ صولی نے ابو زید کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری موجودگی میں جابر بن عبداللہ کے پاس علی بن حسین آئے جابر نے فرمایا آپ ﷺ کے پاس میری موجودگی میں حسین بن علی آئے آپ ﷺ نے ان کو پیار کر کے اپنے پہلو میں بٹھایا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حسین بن علی کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ قیامت کے روز ایک منادی پکار کر کہے گا کہ سید العابدین کھڑے ہو جائیں چنانچہ آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ روایت غریب ہے۔

زہری کا قول ہے علی بن حسین کے ساتھ میری نشست و برخاست زیادہ رہی میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ احادیث بہت کم بیان کرتے تھے آپ اہل بیت میں سے تھے اطاعت کے اعتبار سے اچھے تھے مروان اور اس کا لڑکا عبدالملک آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کا نام زین العابدین تھا۔

جویریہ بن اسماء کا قول ہے کہ علی بن حسین نے آپ ﷺ کی قرابت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی ایک درہم تک بھی حاصل نہیں کیا۔ محمد بن سعد نے مقبری کا قول نقل کیا ہے کہ مختار نے علی بن حسین کے پاس ایک لاکھ درہم ہدیہ کے طور پر بھیجے علی بن حسین نے نہ تو انہیں قبول کرنا مناسب سمجھا اور نہ لوٹانا مناسب سمجھا۔ آپ نے وہ رقم امانت کے طور پر رکھی ہوئی تھی کہ مختار قتل ہو گیا اس کے بعد آپ نے پوری صورت حال عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے جواب لکھا کہ یہ رقم میری طرف سے بھی آپ کو ہدیہ ہے اس لئے آپ اسے بلا تامل قبول فرما لیجئے چنانچہ آپ نے عبدالملک کے کہنے پر وہ رقم قبول فرما لی۔

علی بن حسین کا قول ہے دنیا میں لوگوں کے سردار سخی اور متقی لوگ ہیں اور آخرت میں اہل دین، اہل فضل، اہل علم اور اہل تقویٰ ہوں گے۔ آپ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے اس بات سے کہ میں کسی شخص کو دیکھوں اور اللہ سے اس کے لئے جنت کا سوال کروں اور دنیا میں اس سے بخل سے کام لوں اور قیامت کے روز مجھ سے کہا جائے کہ اگر جنت تمہارے ہاتھ میں ہوتی تو تم بخیل تھے تم بخیل تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اکثر آپ گریہ کناں رہتے تھے لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا حضرت یوسف کے غم میں حضرت یعقوب روتے روتے اندھے ہو گئے حالانکہ ان کو اس بات کا یقین نہیں تھا کہ یوسف کی موت واقع ہو گئی ہے یا نہیں اور میرے خاندان کے دس سے زیادہ افراد ایک دن میں قتل ہو گئے ہیں۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان کا غم میرے دل سے نکل جائے گا۔ عبدالرزاق کا قول ہے ایک کنیز علی بن حسین کو وضو کرا رہی تھی وضو کے دوران لوٹا اس کے ہاتھ سے گر کر آپ کے چہرے پر لگا جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے قرآن کی آیت پڑھی والکاظمین الغیظ غصہ پینے والے آپ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ پی لیا کنیز نے دوسری آیت پڑھی جس کا

علیہ وسلم [illegible] تو آپ نے فرمایا مجھ سے معاف کرو۔ پھر اس کے بعد [illegible] آتا ہے [illegible] احسان [illegible] کے لئے آتے ہیں [illegible] بھی روایت کیا ہے کہ کچھ عراقیوں نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تو علی بن حسین نے ان سے پوچھا کیا تم ان مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے: الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم انہوں نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا تو علی بن حسین نے کہا سب تم نے [illegible] ان دونوں گروہوں سے ہونے کی نفی کر دی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا اس لئے تم میرے پاس سے چلے جاؤ اللہ تمہیں کسی چیز میں بھی برکت عطا نہ کرے تم اسلام کا مذاق اڑانے والے ہو تمہارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن ابی الدنیا نے کہا ہے [illegible] ابو حمزہ ثمالی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین گھر سے نکلتے ہوئے کہا کرتے تھے اے اللہ آج میں اپنی [illegible] صدقہ کرتا ہوں [illegible] ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے گرم سیخ [illegible] علی بن حسین کے بچے کے سر پر گری جس سے اس کی موت واقع ہو گئی علی بن حسین جلدی سے اس کے پاس گئے اور اس سے معذرت کرتے ہوئے کہا اے غلام تم آزاد ہو [illegible] اس کے بعد آپ اپنے بچے کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے۔ مدائنی کا قول ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کہتے تھے کہ مجھے ذلت کے بدلے سرخ اونٹوں کا حصول بھی پسند نہیں۔

ایک شخص نے [illegible] تعالیٰ [illegible] وہ شخص [illegible] علی کے پاس آیا تو آپ نے اس [illegible] تمہارے [illegible] تین [illegible] باتیں ہیں۔ (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] [illegible] علی بن حسین کے پاس آئے تو آپ نے ان سے [illegible] کے [illegible] قرآن [illegible] [illegible] علی بن حسین کے [illegible] احسانات ہیں۔

[illegible] علی بن حسین نے اپنے تمام [illegible] [illegible] عبد الملک نے [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] علی [illegible]

[illegible] پہنچے تھے آپ [illegible] حج [illegible] ہشام بن عبد الملک نے اپنے والد عبد الملک کے دور میں حج کے [illegible] استلام [illegible] علی بن حسین آئے تو لوگ [illegible] ہٹ گئے [illegible] اہل شام میں سے [illegible] ہشام سے پوچھا [illegible] فرزدق شاعر [illegible] [illegible] پوچھا تو میں نے [illegible] اشعار کہے:

(۱) یہ وہ شخص ہے [illegible] اور حرم سب اسے جانتے ہیں۔

(۲) یہ اللہ کے بندوں میں سے سب سے بہتر آدمی کا بیٹا ہے یہ متقی پاک باز اور صاحب علم ہے۔

(۳) اہل قریش اسے دیکھ کر کہتے ہیں تمام فضائل و مناقب اس شخص پر ختم ہیں۔

(۴) قریب ہے کہ استلام کے وقت حطیم کی راحت اسے روک لے۔

(۵) وہ حیاء سے آنکھیں نیچی رکھتا ہے اور لوگوں کی آنکھیں نیچی رہتی ہیں۔ اس کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے اس کے مسکرانے کے وقت لوگ بات کرتے ہیں۔

(۶) ہدایت کا نور اس کی پیشانی سے ہویدا ہے جس طرح کہ سورج کی کرنیں اس سے چھوٹ کر نکلتی ہیں۔

(۷) وہ لوگوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے جب وہ بوجھ سے دب جائیں وہ حالات کے سازگار بنانے والا ہے۔

(۸) اگر تمہیں معلوم نہیں تو یہ فاطمہ کا لڑکا ہے جن کے جد خاتم النبیین ہیں۔

(۹) انہیں کو فضل انبیاء کی فضیلت سے نوازا گیا اسی طرح انہیں کی امت کو تمام امم کا لقب عطا کیا۔

(۱۰) تمام مخلوقات پر ان کا احسان ہے جس کی وجہ سے گمراہی، افلاس اور ظلمت کا خاتمہ ہوا۔

(۱۱) ان کے دونوں ہاتھوں کے فیضان کی وجہ سے ان کا نفع عام ہے ان سے دونوں ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوتے۔

(۱۲) وہ نرم خو شخص ہے جس کے غصہ کا ڈر نہیں، دو باتوں حسن خلق اور کرم نے ان میں نکھار پیدا کر دیا۔

(۱۳) وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اس کی تجربہ کاری بھی اس کی حمایت ہے، وہ فراخ دست اور پختہ اولوالعزم ہے۔

(۱۴) ان کی جماعت سے محبت دین ہے ان سے بغض کفر ہے اور ان کی قربت نجات کا ذریعہ ہے۔

(۱۵) وہ لوگوں سے محبت کا ذریعہ برائی اور مصیبتوں کا تدارک ہے اس پر مستزاد ان کا احسان و انعام ہوتا ہے۔

(۱۶) اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر تمام چیزوں سے مقدم ہے ان کا ہر کلام مہر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۷) اگر اہل تقویٰ کو شمار کیا جائے تو وہی ان کے امام نکلیں گے اگر روئے زمین پر اہل خیر کو تلاش کیا جائے تو ان ہی کا نام لیا جائے گا۔

(۱۸) جود و سخا میں ان کی انتہا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر وہ جود و سخاوت پر اتر آئیں تو کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی۔

(۱۹) وہ زبردست طاقت والے ہیں جب وہ کسی کام کو لے لیتے ہیں تو پہاڑ بن جاتے ہیں اور خطرات کے وقت وہ شیر کی طرح غضبناک ہو جاتے ہیں۔

(۲۰) وہ دولت اور ذلت کو قبول نہیں کر سکتے ان کے لیے مہمان نواز ہیں ان کے ہاتھ سخاوت کے عادی ہیں۔

(۲۱) کوئی مخلوق ان کے احسان سے بے نیاز نہیں، ان کے خاندان اور ان ہی کی ہدایت کے کافی ہیں۔

(۲۲) تو نے ان کو جو نہیں پہچانا یہ ان کی بصیرت ہے جس کا تو منکر ہے سارا عرب و عجم اس سے واقف ہیں۔

(۲۳) جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے مخلوقوں نے اسی گھرانے سے دین سیکھا۔

راوی کا قول ہے ہشام یہ اشعار سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے اس کو گرفتار کر کے مکہ و مدینہ کے درمیان عسفان کے مقام پر جیل میں ڈال دیا۔ جب علی بن حسین کو فرزدق کی گرفتاری کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور معذرت بھی کی کہ آج میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے، لیکن فرزدق نے قبول نہیں کیا اس نے کہا میں نے رضائے الٰہی، حق کی مدد اور رسول کی محبت کی وجہ سے یہ اشعار کہے ہیں اس لئے میں اس پر کوئی معاوضہ قبول نہیں کر سکتا، علی بن حسین نے اس کو جواب میں کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو خوب جانتا ہے اس لئے آپ یہ ہدیہ ضرور قبول کر لیجئے چنانچہ فرزدق نے وہ ہدیہ قبول کر لیا پھر اس نے جیل ہی میں ہجو میں دو شعر کہے

(۱) تو نے مجھے مدینہ اور اس کے درمیان سے روک دیا جس کی طرف لوگوں کے دل محبت و رغبت کرتے ہیں۔

(۲) وہ ایسا سر پھیرتا ہے جو کسی سردار کا سر نہیں اس کی دونوں آنکھیں بھینگی ہیں جو عیب سے بھری ہیں۔

یہ اشعار جب ہشام نے سنے تو [illegible] اپنے شعر کا جواب کرتے ہوئے اللہ رب العزت سے یوں حمد و ثنا کرتے [illegible] ان لوگوں کی بابت

بھی سوچا ہے جو تیرے اسلاف میں سے گزر چکے ہیں اور یہ بھی خیال کیا کہ تیرے بعد تیرے دوستوں میں سے کون اس زمین کا وارث ہو گا اور آنکھوں کو تو اپنے بچاؤ میں جو [illegible] چھوڑنے والا ہے اور کتنے تیرے ہمعصر تیرے بعد قبر میں جا چکے ہیں اور بوسیدگی کے بعد زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں اب وہ غور کر کے دیکھ لیں کہ [illegible] ہو گیا ہے اور ملاقات دنیا میں کھو گیا ہے حالانکہ تیرے پاس رہنے والے اور [illegible] کرنے والے تجھے چھوڑ گئے [illegible] تعلیم [illegible] کی لذت اور لہو ولعب میں بھلا بیٹھا ہے۔

تم ان سب کی وفات کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک مشہور قول یہی ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۸ سال تھی جنت البقیع میں آپ کو [illegible] وہاں آپ کو دفن کیا گیا۔ فلاس کا قول ہے کہ علی بن حسین، سعید بن مسیب، عروہ اور ابوبکر بن عبدالرحمن نے اسی سال وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے سن ۹۲ یا ۹۳ھ میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سن ۹۹ھ میں وفات پائی یحییٰ بن معین نے مختلف واسطوں سے علی بن حسین کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ میں آپ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ آپ میرے باطن کو خراب اور میرے ظاہر کو مزین کر دیں۔

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں علی بن حسین کے پاس آیا میں نے انہیں آواز دینا مناسب نہیں سمجھا اس لئے میں دروازہ پر ہی بیٹھ گیا جب آپ باہر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد آپ مجھے ایک دیوار کے قریب لے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا ایک روز میں غمزدہ ہو کر اس دیوار کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک حسین وجمیل شخص سفید لباس میں میرے سامنے آیا اور کہنے لگا اے علی بن حسین کیا غم ہے جو مقدر کے مطابق نیک و بد ہر شخص کو ملنے والی ہے میں نے کہا اے شخص مجھے دنیا کا غم نہیں دنیا کا حال تو وہی ہے جو آپ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر کیا آخرت کے بارے میں غمگین ہو؟ میں نے اس سے بھی انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پھر تم غمزدہ کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا اصل بات یہ ہے کہ میں ابن زبیر کے فتنہ سے خوفزدہ ہوں اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ ہر سائل کے سوال کو پورا کرنے اور خوف الٰہی رکھنے والے شخص کی کفایت کرنے والا ہے میں نے عرض کیا آپ نے بالکل سچ فرمایا اس کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے قریب سے آواز آئی اے علی یہ خضر تھے۔

طبرانی نے عمرو بن ثابت کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد لوگوں نے انہیں غسل دیتے وقت ان کی کمر پر بوجھ لادنے کے نشانات دیکھے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ علی بن حسین رات کے وقت چھپ کر مساکین اور فقراء کے لئے اپنی کمر پر آٹا اور سامان لے جاتے تھے اس کی وجہ سے آپ کی کمر پر نشانات پڑ گئے۔

ابن عائشہ کہتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد خاموشی سے صدقہ کرنے والے ختم ہو گئے۔ عبداللہ بن جعفر نے ابو محمد بن بشر کے واسطے سے ابو منہال طائی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین جب کسی مسکین پر صدقہ کرتے تو پہلے اس کو بوسہ دیتے پھر اس پر صدقہ کرتے۔

امام طبرانی نے کئی واسطوں سے علی بن حسین کا قول اپنے بیٹے کے لئے نقل کیا ہے کہ علی نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے مصائب پر صبر سے کام لینا حقوق سے تعرض نہ کرنا اپنے بھائی کو کسی بھی فائدہ سے محروم نہ کرنا طبرانی نے سنداً نقل کیا ہے کہ علی بن حسین ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر سے شور کی آواز آئی علی بن حسین گھر گئے اور واپس مجلس میں آ گئے لوگوں نے شور کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں اس موت پر ہم [illegible] کا شکر ادا کرتے ہیں۔ طبرانی نے علی بن حسین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی پکار کر کہے گا اہل فضل کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان سے جنت کی طرف چلے جانے کو کہا جائے گا وہ جنت کی طرف چلیں گے راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہو گی وہ ان سے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو وہ جواب دیں گے جنت کی طرف پھر فرشتے سوال کریں گے کہ حساب سے پہلے ہی جنت جا رہے ہو وہ جواب میں جواب دیں گے کہ فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو وہ جواب دیں گے کہ ہم اہل فضل ہیں فرشتے ان سے فضل کی نوعیت کے بارے میں سوال کریں گے وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں جاہلوں کی باتوں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرتے تھے اور اپنے سے برائی کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے فرشتے ان سے کہیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ اچھا عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔

اس کے بعد منادی اعلان کرے گا کہ اہل صبر کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے انہیں بھی جنت کی طرف چلنے کا حکم ہوگا۔ ان کی بھی راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی اور مذکورہ سوال و جواب کے بعد فرشتے صبر کے بارے میں ان سے سوال کریں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اللہ کی اطاعت اور گناہوں سے اجتناب پر صبر کیا فرشتے ان سے بھی کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ یقیناً کام کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ پھر اعلان ہوگا کہ اللہ کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی ان کو بھی جنت کی طرف جانے کا کہا جائے گا راستہ میں ان سے بھی فرشتوں کی ملاقات ہوگی اور گزشتہ سوال جواب ہونے کے بعد فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تم اللہ کے پڑوسی کیسے بن گئے وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں اللہ کے گھر کی زیارت کرتے تھے اس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اپنا مال اس پر خرچ کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ یقیناً عمل کرنے والوں کے لئے بہترین عوض ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے کہ تکلیف کو برداشت کرنے والا مومن بہت پسند ہے نیز آپ کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تارک قرآن کو پس پشت ڈالنے والے کی مانند ہے الا یہ کہ وہ کوئی خوف محسوس کرے لوگوں نے پوچھا خوف کیسا فرمایا کسی ظالم و جابر کی طرف سے ہلاکت کا خوف ہو۔ ایک شخص نے سعید بن مسیب سے کہا میں نے فلاں شخص سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا سعید نے اس سے سوال کیا کیا تم نے علی بن حسین کی زیارت کی ہے اس نے نفی میں جواب دیا سعید نے کہا میں نے علی بن حسین سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا۔

سفیان بن عیینہ نے زہری کا قول نقل کیا ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا انہوں نے فرمایا اے زہری تم کس چیز میں مشغول تھے میں نے کہا ہم روزوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ماہ رمضان کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں۔ علی بن حسین نے فرمایا اے زہری ایسا نہیں ہے روزہ چالیس طرح کا ہوتا ہے ان میں سے دس رمضان کی طرح واجب ہیں دس حرام چودہ کے بارے میں انسان کو اختیار ہے صوم نذر اور صوم اعتکاف واجب ہیں۔

زہری نے کہا اے ابن رسول اللہ ان روزوں کی تشریح کر دیجئے علی بن حسین نے کہا رمضان کے روزے، ظہار پر عدم قدرت والے کے لئے متواتر دو ماہ کے روزے، کھانے پر عدم قدرت والے کے لئے کفارہ یمین کے تین روزے، حلق راس کے روزے، ہدی نہ پانے والے کے لئے دم تمتع کا روزہ اور شکار کے بدلہ روزہ یہ سب روزے واجب ہیں۔

دوشنبہ اور جمعرات کے روزے، رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے، عرفہ اور عاشورہ کا روزہ ان روزوں کے بارے میں انسان کو اختیار ہے۔ عورت، غلام اور باندی نفلی روزہ شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتے۔ عیدین اور ایام تشریق کے روزے حرام ہیں، شک کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے صوم وصال، خاموشی کا روزہ، نذر معصیت کا روزہ اور صوم دہر بھی حرام ہے۔ مہمان میزبان کی بلا اجازت روزہ نہ رکھے صوم اباحت یہ ہے کہ آدمی بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ ہو جاتا ہے مریض اور مسافر کے بارے میں بعض کا قول روزہ نہ رکھنے کا اور بعض اختیار دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک مریض مسافر افطار کریں گے اگر انہوں نے اس حالت میں روزہ رکھ لیا پھر بھی ان پر قضا لازم ہے۔

ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث...... ابن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مدنی فقہاء سبعہ میں سے تھے بعض کا قول ہے آپ کا نام محمد تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام ابوبکر تھا اور کنیت ابو عبد الرحمن تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام و کنیت ایک ہی ہے آپ کثیر الحدیث جلیل القدر تابعی تھے ابو ہریرہ، اسماء بنت عمیس اور عائشہ وغیرہ سے آپ نے روایت کی آپ سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں شعبی، زہری وغیرہ ہیں۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں آپ پیدا ہوئے بہت زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ راہب قریش سے مشہور تھے۔ صائم الدہر تھے آپ ثقہ امین فقیہ اور کثیر الروایت تھے۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی۔

بصرہ کے زاہد فضل بن زید رقاشی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ آپ بے شمار فضائل اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے آپ کا قول ہے اے انسان لوگ تجھے تیرے نفس کے بارے میں غافل نہ کریں کیونکہ اس چیز کا تعلق خاص تجھ ہی سے ہے ان سے نہیں کسی کی باتوں میں آ کر اپنے نفس کو ضائع مت کرو۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری کی رحلت بھی اسی سال ہوئی آپ مدینہ کے فقیہ، امام اور عالم تھے۔ آپ نے صحابہ سے بہت سی روایات نقل کیں آپ علم کے کثیر الروایت تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔ عبدالرحمٰن بن عائذ ازدی بھی اسی سال دنیا سے رخصت ہوئے آپ کی متعدد مرویات ہیں۔ آپ عالم اور مؤلف کتب کثیرہ تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے آپ نے روایت نقل کی ہے۔ ابن الاشعث کے واقعہ میں آپ بھی گرفتار ہو گئے تھے لیکن بعد میں حجاج نے آپ کو رہا کر دیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مصر کے قاضی اور پولیس افسر تھے۔ آپ عالم و فاضل تھے۔

واقعات ۹۵ھ

اسی سال عباس بن ولید نے بلادِ روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کئے اسی زمانہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے بلادِ روم کا ایک شہر فتح کیا پھر اسے آگ لگا دی اور اس سال میں دوبارہ اس کی تعمیر کر کے آباد کیا اسی سال محمد بن قاسم نے ہندوستان کے ملتان شہر کو فتح کیا اور وہاں سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کیا۔ سال رواں ہی میں موسیٰ بن نصیر بلاد اندلس میں جہاد کرتے ہوئے افریقہ تک پہنچ گیا اور اس وقت اس کے ساتھ تیس ہزار قیدی تھے۔

اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے بلادِ شاش میں قتال کیا اس نے بہت سے شہر اور علاقے فتح کئے اسی اثناء میں حجاج کی موت کی خبر آ گئی جس سے تمام جوش پر پانی پھر گیا لوگوں نے شہر کی طرف کوچ کرنا شروع کر دیا اس موقع پر شاعر نے دو شعر کہے:

(۱) میری زندگی کی قسم حجاج تو شہر و صحراؤں کا مالک تھا۔

(۲) اگر تو زندہ ہے تو مجھے اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر تو مر جائے تو تیرے بعد زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

اسی زمانہ ولید نے قتیبہ کو لکھا دشمنوں کے مقابلہ میں معاملہ جوں کا توں رکھا جائے اس نے اس کی جنگی کارروائیوں اور شاندار فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے انعام کا اعلان کیا حجاج نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کوفہ اور بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا ولید نے اس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو مقرر کر دیا اور اہل شہروں کا خراج یزید بن مسلم کے سپرد کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ حجاج نے اپنی زندگی ہی میں اس طرح کر دیا تھا جسے ولید نے برقرار رکھا تمام شہروں پر حجاج کے نائبین کو بھی برقرار رکھا حجاج کی وفات اسی سال ۲۵ رمضان یا شوال میں ہوئی۔ ابو جعفر اور واقدی کے قول کے مطابق اسی سال بشر بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانہ میں وضاح اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ ارض روم میں قتل کیا گیا۔ سال رواں ہی میں ابو جعفر منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی ولادت ہوئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی کے حالات اور تذکرہ وفات ۔۔۔۔ یہ ابو محمد ثقفی حجاج بن یوسف بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، قیسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن ہیں۔ ابن عباس سے سماع کیا اور انس، سمرہ بن جندب، عبدالملک بن مروان، ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت کی۔ اس سے ایک جماعت انس بن مالک، ثابت بنانی، حمید الطویل اور مالک بن دینار وغیرہ نے روایت کی۔ دمشقی کا قول ہے کہ حجاج کے دمشق میں بہت سے مکانات ہیں ان میں سے ایک قصر ابن ابی حدید کے قریب دار الرادیہ تھا۔ عبدالملک نے اس کو حجاز کا حاکم بنایا تھا اس نے وہاں ابن زبیر کو قتل کیا اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا پھر اس کو عراق کا عامل بنا دیا الحجاج عبدالملک کے پاس دمشق آیا مغیرہ بن مسلم نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے قبر کے بارے میں کہا وہ تنہائی اور غربت کا گھر ہے یہ بات وہ مسلسل کہتا رہا حتیٰ کہ خود رو پڑا۔

اس کے بعد اس نے عبدالملک کے حوالے سے مروان کا قول نقل کیا کہ حضرت عثمان نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: رسول اللہ جب بھی کسی قبر کو دیکھتے یا اس کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ ایک روز میں حجاج کے پاس گیا اس نے مجھ سے ابو موسیٰ کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ صاحب حاجت کو قرآن پڑھنے کے بعد اللہ سے اپنی حاجت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ معمر اور شعبہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو اسے دو آدمیوں میں خلال کرتے ہوئے دیکھا یہ دن کا ابتدائی حصہ تھا معمر نے کہا اگر تم نے کھانا جلدی کھایا ہے تو تم تو

تھی ہے اور اگر رات کے کھانے کا تو آپ خلال کر رہی ہیں تو تجھ سے بڑی گندی عورت کوئی نہیں اس نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں نے مسواک کی سلائی کے لئے حسب معمول مسواک کی تھی اس کا کوئی ریشہ میرے دانتوں میں پھنس گیا اسے نکالنے کے لئے میں خلال کر رہی ہوں مغیرہ نے حجاج کے باپ یوسف سے کہا یہ عورت تو کسی سردار کی بیوی بننے کے قابل ہے اس لئے میں اسے طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ مغیرہ کے طلاق دینے کے بعد حجاج نے اس سے نکاح کر لیا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شب زفاف میں حجاج کے والد نے خواب دیکھا کہ تم نے پیوند کاری میں بڑی عجلت سے کام لیا۔

ابن خلکان کا قول ہے حجاج کی والدہ کا نام فارعہ بنت ہمام بن عروہ بن مسعود ثقفی تھا جس کا شوہر حارث بن کلدہ ثقفی طبیب عرب تھا صاحب عقد نے بیان کیا کہ حجاج اور اس کا والد دونوں طائف میں معلم تھے بعد ازاں حجاج عبدالملک کے وزیر روح بن زنباع کے پاس آ گیا۔ عبدالملک نے روح سے لشکریوں کے بارے میں شکایت کی کہ کوچ کرنے کے وقت ان کی کوئی منزل نہیں ہوتی اور جانے کے وقت ان کا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ روح نے عبدالملک سے کہا کہ میرے پاس ایک شخص ہے کہ اس کو آپ کا منتظم بنا دیں چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو اس کا منتظم بنا دیا اس کے بعد لشکر اور کی آمد و رفت کے بارے میں کوئی شکایت نہیں رہی حتیٰ کہ ایک روز حجاج روح بن زنباع کے خیموں سے آگے گزرے تو وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے اس کی گوشمالی کی ان کے خیموں کو جلا دیا گیا روح نے اس کی شکایت عبدالملک سے کی۔ عبدالملک نے حجاج سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں نے وہی کام کیا جو آپ نے کہا تھا۔ میرا ہاتھ آپ کا ہاتھ ہے میرا کوڑا آپ کا کوڑا ہے اور اس میں کوئی نقصان نہیں ہوا اس لئے کہ میں نے روح کو ایک خیمے کے بدلے دو خیمے اور ایک غلام کی جگہ دو غلام دے دیئے۔ عبدالملک نے حجاج کے اقدام کو سراہا اور اسے مقرب بنا لیا۔

راوی کا قول ہے کہ حجاج نے ۸۳ھ میں واسط شہر کی تعمیر شروع کی اور ۸۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی حجاج کے زمانے میں قرآن میں نقطے لگائے گئے پہلے حجاج کا نام کلیب تھا بعد میں حجاج رکھا گیا بعض کا قول ہے کہ حجاج پیدا ہوا تو اس کا دبر بند تھا بعد میں کھولا گیا حجاج شروع میں دودھ نہیں پیتا تھا ایک سال بعد بکری اور دو بکری کا بکرا ذبح کر کے اس کو پلایا گیا اس کے چہرے پر اس کا خون ملا گیا تو اس کے بعد اس نے دودھ پینا شروع کیا۔

حجاج میں صلاحیت شجاعت اور دلیری تھی اس کی گو اور بڑی ظالم اور خون آشام تھی یہ وہی ہے جب یہ لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیا کرتا تھا اس میں ظالم و جابر بادشاہوں والا غصہ بھی ہوا تھا۔

ابن عساکر نے سلیم بن عتر تجیبی قاضی مصر کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ کبار تابعین میں سے تھے۔ جابیہ میں حضرت عمر کے خطبہ میں موجود تھے بہت بڑے زاہد و عابد تھے ہر شب نماز میں تین قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا۔

مقصود یہ ہے کہ حجاج جب اپنے والد کے ساتھ جامع مصر پہنچا تو اس کے والد نے سلیم بن عتر سے علیک سلیک کے بعد کہا میں امیر المومنین کے پاس جا رہا ہوں تمہارا اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتاؤ انہوں نے کہا امیر المومنین سے کہہ دیں کہ وہ مجھے قضا سے سبکدوش کر دیں۔ حجاج کے والد نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہوئی میں نے تو آج تک تم سے بہتر کسی کو نہیں پایا اس کے بعد حجاج کا والد حجاج کے پاس آیا حجاج نے کہا اے ابا جان آپ منتقل ہونے کے بعد ہو جو شخص کے پاس کیوں گئے۔ والد نے کہا میں اس قسم کے لوگوں کو پسند کرتا ہوں حجاج نے کہا ابا جان اگر میرا بس چلے تو میں اس قسم کے لوگوں کو قتل کر دوں والد نے کہا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس قسم کے لوگ امیر المومنین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں شیخین کی سیرت کا حوالہ دیتے ہیں جس سے ان کے دلوں میں امیر کی حقارت اور تذلیل ہوتی ہے پھر وہ ان دونوں کے مقابلے میں امیر کو کمتر پا کر اپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں جس سے ان کے قلوب میں امیر کی بغاوت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

والد نے کہا میرے بیٹے معلوم ہوتا ہے کہ تو شقی القلب پیدا کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کا والد خلیفہ کا مقرب اور صاحب فراست تھا اس نے اپنی فراست سے بیٹے کے خیالات کو بھانپ لیا جو بعد کو پیش آئے لوگوں نے بیان کیا کہ حجاج کا سن ولادت ۳۹ھ ہے اور بعض نے سن ۴۰ھ اور ۴۱ھ بھی بیان کیا ہے۔ یہ بڑا خوش کلام فصیح و بلیغ تھا اور حافظ قرآن بھی تھا بعض سلف کا قول ہے کہ حجاج ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتا تھا ابو عمرو بن العلاء کہتے ہیں میں نے حجاج اور حسن بصری سے بڑا فصیح و بلیغ نہیں پایا اور بصری حجاج سے بھی زیادہ فصیح تھے۔ دارقطنی نے عقبہ بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام لوگوں کی عقلیں ملی جلی پائیں لیکن حجاج اور ایاس بن معاویہ کا معاملہ اس سے مختلف تھا ان دونوں کی عقل کے اعتبار سے

تمام لوگوں پر فوقیت حاصل تھی۔

قتل ابن زبیر: بیان کیا جاتا ہے کہ جب ۷۲ھ میں عبدالملک نے مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا تو اس کے بعد اس نے حجاج کو اپنے بھائی عبداللہ کے پاس مکہ بھیجا حجاج نے مکہ پہنچ کر مکہ کا محاصرہ کر لیا اس نے لوگوں کے لئے حج کا بھی بندوبست کیا لیکن حجاج اور اس کے ساتھی بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے اسی طرح ابن زبیر اور ان کے ساتھیوں کو بھی وقوف وغیرہ کا موقع نہیں ملا۔ حجاج نے مکہ کا محاصرہ مسلسل جاری رکھا۔ بالآخر ۷۳ھ میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ بعد ازاں عبدالملک نے اس کو مکہ، مدینہ، طائف اور یمن کا حاکم بنا دیا پھر اپنے بھائی بشر کی وفات کے بعد اسے عراق بھیج دیا جہاں سے وہ کوفہ میں داخل ہوا ان علاقوں میں مسلسل بیس سال تک اس کا عمل دخل رہا یہاں بیٹھ کر اس نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ حتیٰ کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ ہند و سندھ تک پھیل گیا چاروں طرف مسلم افواج کی کارروائی جاری رہی حتیٰ کہ مسلمان یلغار کرتے ہوئے بلاد چین تک پہنچ گئے۔

ابن جعفر مدنی کہتے ہیں ایک روز حجاج بن یوسف سعید بن مسیب کے پاس نماز پڑھ رہا تھا حجاج امام سے قبل رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلا جاتا نماز ختم ہونے کے بعد سعید نے حجاج کی چادر کا کونہ پکڑ لیا اور اپنے اذکار سے فارغ ہو کر حجاج سے کہا اے خائن! اے سارق تو اس طرح نماز پڑھتا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس جوتی سے تیری خبر لوں۔ حجاج نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد حجاج حج کو چلا گیا اور حج سے فارغ ہو کر شام آ گیا بعد ازاں حجاج کو حجاز کا امیر مقرر کر دیا گیا اور ابن زبیر کے قتل کے بعد مدینہ چلا آیا۔ مدینہ کی آمد کے موقع پر جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو وہ سعید کی نماز پڑھتا لوگوں کو سعید کے بارے میں خطرہ ہو گیا لیکن حجاج سعید کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا آپ ہی صاحب الکلمات ہیں؟ سعید نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا ہاں میں ہی ہوں حجاج نے کہا اللہ تمہیں ثواب اور معلم ہونے کی وجہ سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے جب سے تم نے نماز پر تنبیہ کی اس وقت سے میں ٹھیک نماز پڑھ رہا ہوں۔

کہا جاتا ہے جب حجاج نے ابن زبیر کو قتل کیا تو مکہ میں لوگوں کے رونے کا شور بلند ہوا تو حجاج نے لوگوں کو مسجد میں جمع کر دیا اس کا حاصل یہ تھا کہ تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن زبیر کو قتل کرنے کو تم لوگوں نے بہت برا سمجھا ہے ابن زبیر بہترین انسان تھے لیکن انہوں نے خلافت حاصل کرنے کی کوشش میں اس کے اہل سے اس کے بارے میں جھگڑا کیا جس کی وجہ سے وہ اطاعت الٰہی سے نکل گئے اور انہوں نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا حضرت آدم کو اللہ نے پیدا کیا ان میں روح پھونکی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا پھر ان کو جنت میں داخل کیا جب ان سے لغزش سرزد ہوئی تو انہیں جنت سے نکال دیا۔ آدم اللہ کے نزدیک ابن زبیر سے زیادہ مکرم تھے اور جنت کی حرمت اللہ کے نزدیک خانہ خدا سے زیادہ ہے تم اللہ کو یاد کرو اللہ تمہیں یاد کرے گا۔

امام احمد نے ابو صدیق ناجی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج ابن زبیر کے قتل کے بعد اسماء بنت ابی بکر کے پاس آ کر کہنے لگا تیرے لڑکے عبداللہ نے خانہ خدا میں الحاد اور بے دینی کا عمل اختیار کیا اس کی وجہ سے اللہ نے اس کو عذاب الیم کا مزہ چکھایا۔ حضرت اسماء نے فرمایا تو نے بالکل غلط کہا میرا لڑکا والدین کا فرمانبردار، روزہ دار اور قائم اللیل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ بنی ثقیف میں دو کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا۔ شریر تو مختار تھا اور مبیر تو ہے۔

ربیع کہتے ہیں ایک شب منیٰ میں جب ابن عمر نے حجاج اور ابن زبیر کو جھگڑتے دیکھا تو ابن عمر نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔

ثوری نے جابر کا قول نقل کیا ہے کہ ابن عمر جب حجاج کے پاس آتے تو اسے سلام نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ابن عفت کہتے ہیں ایک روز حجاج نے خطبہ دیتے ہوئے کہا ابن زبیر نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا۔ ابن عمر نے کہا اللہ نے اس سے ایسا کوئی کام نہیں کرایا اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے۔ محمد بن جوشب نے بیان کیا کہ ایک روز حجاج نے خطبہ طویل کر دیا ابن عمر مسلسل الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے رہے۔ بالآخر نماز قضا ہو گئی حجاج نے لوگوں کو نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر حجاج نے ابن عمر سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ ابن عمر نے فرمایا ہم وقت پر نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں اس لئے تم وقت پر نماز پڑھایا کرو ادھر ادھر کی باتیں کر کے لوگوں کا وقت ضائع مت کیا کرو۔

اصمعی اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج ابن زبیر کے قتل سے فارغ ہو کر مدینہ آیا مدینہ کے باہر ایک بوڑھے سے اس کی ملاقات ہوئی حجاج نے اس سے اہل مدینہ کا حال پوچھا اس نے کہا بہت برا حال ہے رسول اللہ ﷺ کے حواری قتل کر دیئے گئے ہیں۔

حجاج نے اس شیخ سے پوچھا اس کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا فاجر حجاج فاسق و فاجر نے قتل کیا اس پر اللہ کی اور لوگوں کی لعنت ہو یہ سن کر

حجاج آگے بڑھ گیا اس نے کہا اگر تو حجاج کو دیکھے تو اس کو پہچان لے گا۔ اس نے کہا میں اچھی طرح سے پہچان لوں گا اس نے کہا اللہ اس کو ہر خیر سے دور رکھے اس کے بعد حجاج نے چہرے سے نقاب اٹھایا اور اس سے کہنے لگا اے شیخ اب جب تیرا خون بہے گا تو تجھے پتہ چلے گا جب شیخ کو اس کے بارے میں حجاج ہونے کا یقین ہو گیا تو شیخ نے کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہوئی اگر تو مجھے پہچان لیتا تو یہ بات نہ کہتا میں عباس بن ابی داؤد ہوں مجھے ہر روز پانچ مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے حجاج نے کہا تو یہاں سے چلا جا اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس دورے سے نجات نہ دے۔

خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا آپ مجھے اس شخص سے نجات دلا سکتے ہیں اس نے کہا اس سے تمہیں کس چیز کا خوف ہے اس نے کہا اے امیر جب سے میں نے رملہ بنت زبیر سے شادی کی اس وقت سے آل زبیر کے بارے میں جو میرے دماغ میں خیال تھا وہ نکل گیا کہتے ہیں کہ اسے ایک روز سوئے ہوئے سے بیدار کیا گیا اس نے حجاج کو لکھا کہ میں نے رملہ بنت زبیر کو طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ سعید بن ابی عروبہ کا قول ہے ایک بار حجاج حج پر گیا مکہ اور مدینہ کے درمیان اس کا ناشتہ لایا گیا اس نے حاجب سے کہا کسی دوسرے کو تلاش کر کے لے کر آ تا کہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائے وہ ایک بدو کو تلاش کر کے لے آیا حجاج نے اسے پاس بلایا اور کھانے کو کہا اس نے جواب دیا کہ میرا روزہ ہے حجاج نے کہا ایسی سخت گرمی میں کہا روزہ اس نے کہا میں نے اس سے بھی سخت گرمی میں روزہ رکھا ہے حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل رکھ لینا اس نے کہا کل کی آپ ضمانت دیتے ہو حجاج نے کہا نہیں اس نے کہا امر مشکل ہے۔ حجاج نے کہا کھانا بڑا عمدہ ہے اس نے کہا تجھے لذت کے بجائے عافیت کی ضرورت ہے۔

فصل

قبل ازیں ہم عراق میں حجاج کے دخول کی کیفیت اور وہاں پہنچ کر اس کے خطبہ کا حال بیان کر چکے ہیں اور وہاں پر اس نے لوگوں کو ڈرایا اور قتل تک کی دھمکی دی نیز اس نے عمیر بن ضابی اور کمیل بن زیاد کو نخعا قتل کیا اور ابن الاشعث سے قتال کا حال بھی ہم بیان کر چکے ہیں بعد ازیں اس نے اس کے ساتھی عابد زاہد اور قراء ساتھیوں سے جو وہاں سلوک کیا اسے بھی ہم نے بیان کر دیا پھر سب سے آخر میں اس نے سعید بن جبیر کو بھی قتل کر دیا۔

عاصم کہتے ہیں حجاج نے دیر جماجم کے بعد اہل عراق کو خطبہ دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے کہا اے اہل عراق شیطان تمہارے گوشت پوست رگوں اور پٹھوں میں گھس گیا اس نے تمہارے اعضاء اور جوڑوں پر قبضہ کر لیا جس سے تمہارے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت سلب ہو گئی ہے۔ اس نے تمہارے دل و دماغ میں اپنی اولاد پھیلا دی ہے جس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں نفاق و شقاق پیدا ہو گیا ہے اور تم ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہو اور تم صراط مستقیم سے ہٹ کر ٹیڑھے راستے پر چل رہے ہو کسی کی نصیحت اور مشورہ تمہارے لئے بالکل نفع بخش نہیں۔

کیا تم اہواز میں میرے ساتھی نہیں تھے لیکن پھر تم نے غداری اختیار کی اور تم دین اسلام ترک کر کے کفر پر جمع ہو گئے اور تم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ذلیل و رسوا کر دے گا حالانکہ تم جانتے تھے میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ تم چوروں کی طرح کھسکتے جا رہے ہو اور جھوٹی پناہ کے لئے ادھر ادھر ہر گروہ میں ہو اور پناہ کی تلاش میں ہو لیکن تمہاری ان حرکتوں نے تمہیں ذلیل و رسوا کر دیا تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارے اختلاف نے تمہاری ہوا اکھاڑ دی ہے اور تم دنیا کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے ہو اللہ نے بھی تمہاری مدد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور تم کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور تم سے بڑی دور ہو گیا ہے آج تمہارا حال یہ ہو گیا ہے کہ بڑوں کو اپنے چھوٹوں کی اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی خبر نہیں سب ایک دوسرے کے حال سے لاعلم ہیں۔ تم کو دیر جماجم سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جہاں ایسی خوفناک خونریزی ہوئی ہے جس نے دوستوں اور بھائیوں کے درمیان تفریق پیدا کر دی اور ہتھیاروں کی آوازوں سے لوگ چونک پڑتے تھے اے اہل عراق میں تم کو سرحدوں پر بھیجتا ہوں تو تم بے وفائی کرتے ہو اگر تم کو کسی چیز کا امین بناتا ہوں تو تم اس میں خیانت کرتے ہو اگر تم مامون و محفوظ ہوتے ہو تب بھی مضطرب و بے قرار رہتے ہو اور جب تم کو خوف لاحق ہوتا ہے تو چھپ کر بیٹھ جاتے ہو تم نے اللہ کی نعمتوں کو بھلا دیا اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتے تم نقض عہد کرتے ہو شرم نہیں کرتے ہو کسی گمراہ کو تم راہ میں نہیں لا سکتے ہو نہ کوئی گنہگار تمہاری بدولت گناہوں سے بچ سکتا ہے تم کسی ظالم کے خلاف کسی فریادی کی مدد نہیں کر سکتے نہ کوئی مجرم شخص تمہاری وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے بلکہ تم مظلوم کے خلاف ظالم کی مدد پر آمادہ رہتے ہو اور غاصب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہو اور شریر لوگ اپنی قسم

کے لوگوں کی مدد کے لئے کمر بستہ رہتے ہو۔

اے اہل عراق کوئی بھی اوباش قسم کا شخص تمہیں پکارے گا تو تم اس کا جواب اثبات میں دو گے اور کوئی بھی ہنگامہ کرنے والا اور صراط مستقیم سے دور کرنے والا تمہیں آواز دے گا تو تم اس کی آواز پر لبیک کہو گے اے عراقو کیا میں نے تمہیں دور یا نصیحت نہیں کی اور کیا تم نے تمام واقعات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر لیا اور کیا تم کو اللہ نے تمہاری بداعمالی کی سزا نہیں دی کیا تم قدر کی طرف بار یا خوف و خطر میں مبتلا نہیں کئے گئے ہو پھر بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلتی ہیں اس کے بعد حجاج اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے اہل شام میں تمہارے لئے شتر سوار اور تیر انداز ہوں جو اپنے ساتھیوں کی طرف سے پوری طرح ہر قسم کا دفاع کرتا ہے اور اپنے بچوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے اور ان کو ہر طرح کی تکالیف سے بچا کر آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اے اہل شام تم حکومت کی ڈھال اور ڈھارس ہو تم نرم ہو گرم ہو اور نرم خو اور سختی بھی ہو تم اولیاء اور انصار ہو تم مددگار و حمایتی ہو تمہاری بدولت ہی دفاع اور حفاظت کا مرحلہ تم ہے اور تم ہی دشمنوں کی فوجوں کو شکست و ہزیمت پر مجبور کرتے ہو اور وہ میدان جنگ میں فرار ہونے یا تم سے پناہ مانگنے میں مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک قریشی شیخ جس کی کنیت ابو بکر ہاشمی تھی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ میں کہا اللہ نے حضرت آدم کی اولاد کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان کو اس کی پشت پر چلایا تو انہوں نے زمین کے میوہ جات اور اس کی مشروبات سے بھرپور فائدہ اٹھایا پھر انہوں نے جنگ و جدال اور قتل و خونریزی کے ذریعہ خطرات کو جنم دیا (۱) ایک دن ایسا آیا کہ زمانہ بدل گیا اور اللہ کے کلام آخرت کے مطابق اقتدار ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہو گیا اس کے نتیجے میں گزشتہ قوم کا گوشت پوست اگلی قوم کے ہاتھوں کھایا گیا ان کو انہوں نے اس طرح چبا ڈالا جس طرح انہوں نے ان کو برباد کیا تھا۔

شعبی کا قول ہے حجاج نے ایک روز خطبہ میں کہا تم میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس پر تمہیں اعتماد ہے اس نے اپنے نفس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اللہ کی اطاعت کی طرف موڑ دیا اور معاصی سے باز رکھا اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس پر قابو پالیا ایک شخص ایسا ہے جس نے اپنے نفس کو تھام کر رکھا ایک شخص ایسا ہے جس نے دوسروں کے حساب سے قبل اپنا حساب کر لیا اور اپنے اعمال و میزان پر نگاہ بھی رکھی اعمال کے بارے میں غور و فکر کی۔ حجاج اس شخص کی صفات ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ میں بے اختیار رو پڑا۔

شعبی کہتے ہیں میں نے جس انداز پر حجاج کی گفتگو سنی اس انداز پر کسی کی گفتگو نہیں سنی۔ چنانچہ اس نے کہا اللہ نے دنیا کو فنا کرنے اور آخرت کو باقی رکھنے کے لئے پیدا کیا جس کے لئے فنا ہے اس کے لئے بقا نہیں جس کے لئے بقا ہے اس کے لئے فنا نہیں۔ یہ دنیا حاضر (آخرت) سے تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے لمبی امیدوں کو موت کے ذریعہ ختم کرو۔ مدائنی نے حجاج کے لئے حسن بصری کا قول نقل کیا کہ انسانی زندگی کا لہو و لعب میں ایک لمحہ بھی گزرنا بہت افسوس کی بات ہے اور قیامت تک اس پر حسرت کے علاوہ کیا کیا جا سکتا ہے شریک قاضی کا قول ہے حجاج نے ایک روز کہا ہم نے ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کیا تھا اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں نے حسین کو قتل کیا حجاج نے پوچھا تو نے کیسے قتل کیا اس نے کہا پہلے میں نے ان کو نیزوں سے زخمی کیا پھر تلوار سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے حجاج نے اس سے کہا جا چلا جا تو اور وہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حجاج نے اس کو کچھ نہیں دیا۔

ہیثم بن عدی کہتے ہیں ایک شخص حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میرے بھائی نے ابن الاشعث کے ساتھ خروج کیا تھا اس کی وجہ سے میرا نام فہرست سے کاٹ دیا گیا تھا میرا وظیفہ روک دیا گیا تھا اور میرا گھر بھی منہدم ہو گیا حجاج نے اس سے کہا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

(۱) بعض مرتبہ انسان اپنے ساتھی کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے لیکن اصل مجرم بچ جاتا ہے اس شخص نے کہا اے امیر میں نے اللہ سے اس کے علاوہ کچھ سنا ہے اور اللہ کی بات کا سچا ہونا ظاہر ہے حجاج نے اس سے پوچھا اللہ کا قول کیا ہے؟ اس نے قرآن کی دو آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے اے عزیز مصر اس کا باپ بوڑھا ہے تو ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ روک لے ہم تجھے نیکوکار دیکھتے ہیں اس پر یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا خدا کی پناہ اگر ہم اس کی جگہ کسی اور بے گناہ کو پکڑیں گے تو ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس پر حجاج نے غلام کو حکم دیا کہ اس شخص کا نام فہرست میں داخل کیا جائے اور اس کا گھر بھی تعمیر کیا جائے اور اس کو انعام بھی دیا جائے اور منادی کرا دیئے اعلان کرایا کہ شاعر جھوٹا اور اللہ کا قول سچا ہے۔

قثم بن عدی نے ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ اسلم بن عبداللہ البکری کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجا جائے حجاج کو جب عبدالملک کا خط ملا تو اس نے اسلم بن عبداللہ البکری کو بلایا جب جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر آپ حاضر ہیں امیر المومنین غائب ہیں اور اللہ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم جہالت میں کسی قوم پر جا پڑو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔ میرے متعلق امیر کو جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے میں کیا چوبیس عورتوں کا کفیل ہوں اور میرے علاوہ ان کو کوئی کما کر کھلانے والا نہیں حجاج نے ان کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب آ گئیں تو ان میں سے ایک کہنے لگی میں اس کی پھوپھی ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی خالہ ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی بہن ہوں اس دوران ایک لڑکی حجاج کے سامنے آئی اس کی عمر دس سال سے کم ہو گی حجاج نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں اس کی لڑکی ہوں اس نے حجاج سے اس شخص کے قتل نہ کرنے کی درخواست کی پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

(۱)۔۔۔ اے حجاج تو اس شخص کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کا مقام نہیں پہچانتا جو ساری رات کے وقت جمع ہو کر نوحہ کرتی ہیں۔

(۲)۔۔۔ اے حجاج تو ۲۴ عورتوں میں سے کس کس کو قتل کرے گا۔

(۳)۔۔۔ اے حجاج اس کے علاوہ ہماری کون خبر گیری کرے گا اگر تو ہمیں ذلیل نہیں کرنا چاہتا تو اس کی وجہ معلوم کر لیں۔

(۴)۔۔۔ یا تو اپنی بخشش کا دروازہ کھول دے یا پھر ہم سب کو قتل کر دے۔

راوی کا قول ہے کہ یہ اشعار سن کے حجاج کی آنکھیں پر نم ہو گئیں اس نے کہا قسم بخدا میں تم پر سختی نہیں کروں گا پھر اس نے اس شخص کی ساری گفتگو اور اس لڑکی کی کہانی عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے حجاج کو اس شخص کے قتل نہ کرنے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور اس کی لڑکی کے خیال کرنے کا حکم دیا۔

ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران کہا اے لوگو اللہ کے محارم پر صبر کرنا دوزخ کے عذاب پر صبر کرنے سے آسان ہے اسی وقت حاضرین میں سے اس کے قریب ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے حجاج افسوس ہے تجھ پر تیرا چہرہ کتنا سخت ہے اور تو کتنا بے شرم ہے تو جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے تیرا کلام عجیب ہے اور مکر و فن ہے حجاج نے اپنے پہرہ داروں سے کہا اس شخص کو پکڑ لو۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حجاج نے اس سے کہا تجھے اس بات پر کیسے جرات ہوئی اس نے کہا اے حجاج تو ہلاک ہو تو اللہ کے مقابلہ میں جری بن سکتا ہے کیا میں صرف تیرے مقابلہ میں جرات نہیں دکھا سکتا اور تو کون ہے کہ میں تجھ پر جرات نہ کروں جب کہ تو رب العالمین پر جرات کر رہا ہے حجاج نے اس شخص کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

راوی کہتے ہیں حجاج کے سامنے ابن الاشعث کے دو قیدیوں کو لایا گیا۔ حجاج نے ان دونوں کے قتل کا حکم دیا ان میں سے ایک نے حجاج سے کہا اللہ جانتا ہے میرا آپ پر ایک احسان ہے حجاج نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا ابن الاشعث نے ایک روز آپ کی والدہ کو برا بھلا کہا تھا تو میں نے اس کی تردید کی تھی حجاج نے اس سے گواہ کا مطالبہ کیا اس نے کہا یہ میرا ساتھی گواہ ہے حجاج نے اس سے پوچھا تو اس نے اس کی بات پر گواہی دی پھر اس نے گواہ سے پوچھا تو نے ایسا کیوں نہیں کیا اس نے کہا مجھے آپ سے بغض تھا اس وجہ سے میں نے ایسا نہیں کیا حجاج نے ان کو اس کی سچائی پر اور دوسرے کو اس کے عمل پر رہا کرنے کا حکم دیا۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جحدر بن مالک نامی ارض یمامہ میں بڑا بہادر اور ڈاکو تھا حجاج نے یمامہ کے نائب کو لکھا کہ اب تک تم نے ایسے بہادر شخص کو گرفتار نہیں کیا اسے گرفتار کر کے فوراً میرے پاس بھیج دو چنانچہ اس نے بہت کوششوں کے بعد اسے گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا زمانے کی گردشوں اور بادشاہ کے مظالم کے باعث میں ایسا کرنے پر مجبور ہوا حجاج نے اس سے کہا ہم تجھے ایک ایسے شیر کے سامنے چھوڑیں گے اگر اس نے تجھے ختم کر دیا تو ہمیں تجھ سے نجات مل جائے گی اگر تو نے اسے ختم کر دیا تو ہم تجھے رہا کر دیں گے اس کے بعد حجاج نے اس کو دایاں ہاتھ گردن سے باندھ کر اسے جیل میں بند کر دیا۔

حجاج نے عسکر کے نائب کو حکم دیا کہ ایک خونخوار شیر کا بندوبست کیا جائے جحدر نے اس دوران جیل سے اپنی بیوی سلمیٰ ام عمرو کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے۔

(۱)۔۔۔ کیا رات مجھے اور ام عمرو کو جمع نہیں کرے گی۔

(۲) کیوں نہیں جس طرح میں چاند کو دیکھتا ہوں وہ بھی دیکھتی ہے اور جس طرح مجھ پر روشن ہوتا ہے اس پر بھی روشن ہوتا ہے۔
(۳) جب تم نجد کے گلستان اور یمامہ کی وادی سے گزرو تو اسے میری داستان غم سنا دینا۔
(۴) اور میری مجبوری یہ ہے کہ دیکھ کر جحدر گرفتار ہو گیا ہے اور اب وہ کٹی ہوئی تلوار کی دھار سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

جب شیر حجاج کے پاس آ گیا تو حجاج نے تین دن تک اس کو بھوکا رکھا اور اس کے بعد اس کو حائر کے باغ میں چھوڑ دینے کا حکم دیا اور جحدر کے بارے میں حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں جیل سے نکالا جائے اور اس کے دائیں ہاتھ میں تلوار دے کر شیر کے سامنے چھوڑ دیا جائے تو حجاج اپنے درباریوں کے ساتھ تماشا دیکھنے کے لئے سامنے بیٹھ گیا۔ جحدر اور شیر کو میدان میں چھوڑ دیا گیا جحدر نے سب سے پہلے یہ شعر پڑھا۔

وہ شیر ایک تنگ میدان میں ہیں دونوں ذی عزت اور مقابلہ پر اڑنے جانے والے ہیں جب شیر نے جحدر کو دیکھا تو زور سے دھاڑا تو وہ اس کی طرف لپکا اور جب اس سے ایک نیزے کے فاصلے پر رہ گیا تو اس نے جحدر پر جست لگائی اور اس پر حملہ آور ہوا جحدر نے شیر کا مقابلہ تلوار کی زبردست دھار سے کیا اس کا حملہ اس قدر تیز تھا کہ تلوار کی دھار میں دندانے پڑ گئے شیر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایک بڑا خیمہ ہے جسے ہوا نے زمین پر گرا کر اس کو ڈھیر کر دیا۔ جحدر بھی شیر کے حملے سے خستہ حال ہو کر زمین پر گر پڑا حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس واقعہ کو بڑی اہمیت دی اور اتنا متاثر ہوا کہ اس نے جحدر سے کہا کہ اگر اپنے ملک جانا چاہتا ہے تو وہاں چلا جا اگر تو میرے پاس رہنا چاہتا ہے تو میرے پاس رہ جا اس نے حجاج کے پاس قیام اختیار کیا حجاج نے اسے خوب انعامات سے نوازا۔

ایک روز حجاج نے امام حسین کو آپ ﷺ کی ذریت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن یعمر نے حجاج سے کہا تو جھوٹا ہے حجاج نے اس سے کہا اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا یحییٰ بن یعمر نے دلیل میں قرآنی آیت پیش کی اور کہا حضرت عیسیٰ مریم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ابراہیم کی ذریت سے قرار دیے گئے اسی طرح امام حسین کو بھی آپ کی ذریت سے قرار دیا جائے گا حجاج نے ان کی تصدیق کی اور ان کو خراسان بھیج دیا۔

حجاج فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود قرآنی آیت میں غلطیاں کرتا تھا یحییٰ بن یعمر نے بتایا کہ اس نے حجاج کی تنبیہ اس کی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی کی کہ وہ "ان" مفتوحہ کی جگہ "ان" مکسورہ اور "ان" مکسورہ کی جگہ "ان" مفتوحہ پڑھتا تھا اسی طرح وہ قرآنی آیت "قل ان کان آباؤکم" سے "الی قولہ "احب الیکم" میں "احب" پر رفع کی جگہ نصب پڑھتا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں عبدالملک نے لکھ کر حجاج سے اس خط اور علم کے بارے میں سوال کیا حجاج نے جواب لکھا اس اجل الہیم سے مثل اور خطا سے اس کی طرف اشارہ ہے ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ کا قول ہے جب حجاج نے ابن الاشعث کو قتل کیا تو اہل عراق نے اس کی تعریف کی جس کی وجہ سے اس پر خوب دل کھول کر خرچ کیا عبدالملک نے حجاج کو لکھا تھا میں ایک ہفتہ میں خرچ کرتا ہوں اتنا تو ایک دن میں خرچ کر دیتا ہے اور میرے دس ماہ کے خرچ کے برابر تمہارے ہفتہ کا خرچ ہے پھر عبدالملک نے حجاج کو یہ شعر لکھے:

(۱) تمام امور میں تقویٰ اختیار کرو اور خوف خدا پیدا کرو۔
(۲) مسلمانوں کے خراج اور مال غنیمت میں اضافہ کرو اور اس کی حفاظت کرو۔

حجاج نے جواب میں یہ شعر لکھے

(۱) آپ کا خط آیا جو بہت سے صفات پر مشتمل ہے۔
(۲) جس میں بہت سی نرم گرم باتیں ہیں جو ذی عقل کے لئے نفع بخش ہیں۔

عبدالملک نے اسے لکھا جیسے مناسب سمجھو عمل کرتے رہو۔ ثوری کا قول ہے ایک بار حجاج کے پاس ایک چور کو پکڑ کر لایا گیا حجاج نے اس سے کہا تو نے مالی ہونے کے باوجود چوری کی اب تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا اس نے کہا جب ہاتھ تنگ ہو جاتا ہے تو نفس کیسے برداشت کرے۔ حجاج نے کہا تیرا یہ عذر قابل قبول ہے غلام سے کہا تلوار اور جلاد کو بلاؤ درخواست کرنے پر بھی جلاد آیا اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فراء کہتے ہیں ایک روز حجاج عبدالملک کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ولید نے حجاج کو نبیذ کی دعوت دی۔ حجاج نے کہا اے

امیر آپ نے اس کو حلال کر رکھا ہے میں نے تو اس اہل عراق اور اپنے گھر والوں کے لئے حرام کر دیا ہے۔ عمر بن شبہ نے اپنے اشیاخ سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جس میں اس کو بے جا مال اڑانے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی اور لکھا کہ مال تو حقیقتاً اللہ کا ہے اور ہم اس کے خزانچی ہیں۔

حجاج نے اس کا جواب لکھا کہ امیر المومنین کا خط مجھے مل گیا ہے جس میں مجھے بے جا مال خرچ کرنے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی گئی ہے قسم بخدا میں نے تو کبھی اہل معصیت کی سزا میں مبالغہ کیا اور نہ کبھی اہل طاعت کی خدمت سے گریز کیا اگر اسی کا نام اسراف ہے تو امیر المومنین مجھ پر حد جاری کر سکتے ہیں۔

فصل

حجاج کے جرأت مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات...... عاصم کا قول ہے میں نے حجاج کو منبر پر کہتے سنا اے لوگو اللہ سے ڈرو حتی الوسع اپنے اندر خوف خدا پیدا کرو میری یہ بات توجہ اور دھیان سے سنو میں امیر المومنین کی تعریف نہیں کر رہا قسم بخدا اگر میں تمہیں حکم دوں کہ تم مسجد کے اس دروازے سے نکلو اور پھر تم مسجد کے دوسرے دروازے سے نکلو تو اس صورت میں میرے لئے تمہارا خون اور مال حلال ہوگا قسم بخدا اگر میں ربیعہ مضر کو پکڑوں تو میرے لئے حلال ہوگا اس صورت میں عبد ہذیل کے لئے میرے نزدیک کوئی عذر خواہی کا جواز نہیں ہوگا جب کہ وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کا قرآن اللہ کی طرف سے ہے قسم بخدا وہ اعراب میں فحش غلطیاں کرتا ہے جو محمد ﷺ پر اللہ کے نازل کردہ قرآن میں سے نہیں ہے۔

ابی بکر راوی اعمش کہتے ہیں کہ ہم نے بھی حجاج سے یہ بات سنی اس نے یہ بھی گمان کیا کہ اگر میں نے کسی کو ابن ام عبد کی قرأت میں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اللہ اس کو رسوا کرے اور اسے اپنی رحمت سے دور کرے نیز حجاج ابن مسعود کی قرأت پر اعتراض بھی کرتا تھا کیونکہ ان کی قرأت مصحف عثمانی کے خلاف تھی لیکن یہ بات سب پر عیاں ہے کہ بعد میں بالآخر ابن مسعود عثمان کے قول کے موافق ہو گئے تھے۔

صلت بن دینار کہتے ہیں میں نے حجاج سے خطبہ میں سنا کہ عبداللہ بن مسعود رأس المنافقین ہیں اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو میں ان کے خون سے زمین بھر دوں۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس سے یہ بھی سنا کہ اس نے منبر پر کہا اگر حضرت سلیمان ہوتے تو وہ بھی حسد کرتے یہ اس کی کتنی سخت اور بے باکانہ بات ہے جو اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے اللہ اس کو برباد کرے اسے رسوا کرے اور اس کو اپنی رحمت سے مایوس کرے۔

علقمہ کا قول ہے ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا میں ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جو مصاحف کا املا کراتا ہے حضرت عمر نے غصہ میں اس سے فرمایا تو ہلاک ہو تو کیا کہہ رہا ہے اس نے عرض کیا میں آپ کے پاس حق لے کر آیا ہوں حضرت عمر نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا عبداللہ بن مسعود۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا میرے نزدیک اس کام کا ان سے زیادہ کوئی اہل نہیں حضرت عمر نے اس سے فرمایا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں میں ایک رات کسی ضرورت سے ابوبکر کے پاس گیا اس کے بعد ہم گھر سے نکلے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان چل رہے تھے جب ہم مسجد کے پاس پہنچے تو اچانک اندر سے ایک شخص کی قرأت کی آواز آئی رسول اللہ کھڑے ہو کر اس کا قرآن سننا شروع کر دیا میں نے کچھ کہنا چاہا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا اس نے قرأت مکمل کی پھر رکوع سجدہ کیا اور سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی اس طرح تلاوت کرنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن مسعود کی قرأت پر قرآن پڑھے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے اور ابوبکر کو پتہ چل گیا کہ پڑھنے والے ابن مسعود تھے صبح ہونے کے بعد میں ان کو خوشخبری دینے کے لئے گیا تو انہوں نے فرمایا تم سے پہلے ابوبکر نے خوشخبری سنا دی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ابوبکر مجھ سے ہر نیکی میں سبقت لے جاتے ہیں۔

حمید بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو کہتے سنا کہ میں نے زید بن ثابت کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے وقت آپ ﷺ سے ستر سورتیں یاد کر لیں۔ شداد بن حاتم نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود تکیہ، نعلین، مسواک اور دیگر سامان اٹھا کر سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے علقمہ کہتے ہیں کہ میں شام آمد کے موقع پر ابوالدرداء کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوالدرداء نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے عرض کیا میں کوفی ہوں انہوں نے فرمایا تم میں کوئی صاحب وساد والسواک نہیں ہے۔

ابو وائل کہتے ہیں میں نے ابن مسعود کی موجودگی میں حذیفہ کو یہ کہتے سنا کہ اصحاب محمد جانتے ہیں کہ ان میں سے مقربین کون ہیں۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ کو کہتے سنا ہمیں ایسے شخص کے بارے میں خبر دو جو آپ ﷺ کے اطوار اور سیرت سے اچھی طرح واقف ہو، کہ ہم بھی مستقل وہی طریقہ اپنالیں تو انہیں بتایا گیا کہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ واقف ابن ام عبد ابن مسعود ہی ہیں اور اصحاب رسول بھی اس سے واقف ہیں اس بات سے حجاج کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے جو اس نے آپ پر نفاق کا الزام لگایا اور آپ کی قرأت کو ہذیل کے اشعار سے تشبیہ دی اور یہ کہا کہ اگر اس پر قابو پالوں تو اسے قتل کر دوں گا ان باتوں نے حجاج کے کردار کو خراب کر کے نمایاں کیا۔

زر عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لئے مسواک توڑ رہا تھا ہوا کی تیزی کی وجہ سے میری پنڈلیاں مٹی میں لت پت ہو گئیں، جس سے موجودین ہنس پڑے آپ ﷺ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ان کی پنڈلیوں کے مٹی میں لت پت ہونے کی وجہ سے آپ نے فرمایا قسم بخدا میزان میں ان دونوں کا وزن احد سے بھی زیادہ ہے۔ ابن مسعود نے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تم عبداللہ بن مسعود کے طریقہ کو لازم پکڑو۔ ابو عطیہ نے ابو موسیٰ اشعری کا قول نقل کیا ہے کہ اے لوگو جب تک یہ علم کا سمندر (عبداللہ بن مسعود) موجود ہے اس وقت تک مسائل کے بارے میں ہماری طرف رجوع مت کرو۔

کچھ لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ ہم صحابہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے حضرت علی نے پوچھا کس کے بارے میں تم گفتگو کر رہے ہو انہوں نے کہا ابن مسعود کے بارے میں حضرت علی نے فرمایا انہوں نے قرآن و سنت کی خوب تعلیم دی اور وہ علم کے اعتبار سے ہمارے لئے کافی ہیں۔ بہر حال عبداللہ بن مسعود کے لئے ان صحابہ کرام کے اقوال کافی ہیں جو ابن مسعود کے مرتبہ اور ان کے علم کا علم رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال کو اس سلسلہ میں قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا جو عبداللہ بن مسعود پر کذب وافترا کی جرات کر کے کفر تک پہنچ گئے خصوصاً حجاج اموی وعثمانی کے اعتبار سے بالکل اعتبار کے لائق نہیں جو عبداللہ بن مسعود پر کفر ونفاق کے الزامات لگا کر ان کے قتل کے در پے رہتا تھا اور اس بارے میں کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرتا تھا۔

ابو داؤد نے جو کچھ بیان کیا اس سے بھی کئی بری اور واہیات باتوں کا علم ہوتا ہے چنانچہ ربیع بن خالد ضبی کہتے ہیں میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے جب یہ سنا کہ اے لوگو تمہارا کوئی رسول اور قاصد اپنی ضرورت کو لے کر آئے تو وہ بہتر ہے یا وہ اپنے گھر کا خلیفہ ہو تو وہ بہتر ہے تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس شخص کے پیچھے میں نماز نہیں پڑھوں گا اگر کسی قوم کو میں نے جہاد کرتے پایا تو میں اس قوم کے ساتھ شریک جہاد ہو جاؤں گا۔ اسحاق نے اس میں اتنا بھی اضافہ کیا کہ وہ جماجم کی جنگ میں شریک ہوئے حتیٰ کہ اس میں قتل کئے گئے اگر یہ روایت صحیح ہے تو حجاج کا کفر ظاہر ہے کیوں کہ اس کلام سے یا تو اس نے خلافت کے رسالت سے افضل ہونے کا ارادہ کیا یا اس کا مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کا خلیفہ بھی رسول سے افضل ہے تو پھر ان الفاظ کے کفریہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

ابو حفص ثقفی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران دائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے بائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے چند بار یہی الفاظ دہرائے۔ پھر اس نے کہا اے اہل عراق حجاج لات وعزیٰ کا منکر ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں ایک روز حجاج نے دوران خطبہ کہا حجاج کافر ہے ہم نے کہا اسے کیا ہو گیا پھر اس نے کہا حجاج یوم الاربعاء والبغلۃ الشہباء کا منکر ہے۔ یوم الاربعاء بدھ کے روز کو اور البغلۃ الشہباء سفید خچری کو کہتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک روز عبدالملک نے حجاج سے کہا ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے تم بھی اپنے عیوب بیان کرو حجاج نے کہا اے امیر المومنین آپ اگر اس سے مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے لیکن عبدالملک کے اصرار پر حجاج نے کہا میں ایک جھگڑالو، کینہ پرور اور حاسد شخص ہوں۔ عبدالملک نے کہا جو عادات تم نے بیان کی وہ تو شیطان میں بھی نہیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے عبدالملک نے کہا پھر تو تیرے اور ابلیس کے درمیان نسبت کا تعلق ہے۔

بہر حال حجاج اہل عراق کی بے وفائیوں، خروج اور خلفاء کے خلاف بغاوتوں کی وجہ سے ان سے خاصا عناد رکھتا تھا۔ شریح بن عبید کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر کو خبر دی کہ عراقیوں نے اپنے امیر پر سنگ باری کی ہے حضرت عمر غضبناک ہو کر نکلے آپ نے نماز پڑھائی نماز میں آپ

بھول گئے عمر نے سبحان اللہ سبحان اللہ کی سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا اے اہل شام اہل عراق کے لئے تیار ہو جاؤ شیطان نے ان میں انڈے بچے دیے ہیں اے اللہ عراقیوں پر کسی ثقفی جوان کو مسلط کر جو ان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی چلائے نہ ان کے محسنوں کو قبول کرے نہ ان کے غلطی سے بچ جانے والے کو معاف کرے۔ مالک بن دینار نے حضرت حسن کے واسطے سے حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ جتنا میں نے ان پر اعتماد اور توکل کیا اسی قدر انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی جتنا اس سے میں نے خیر خواہی کی اتنا ہی انہوں نے مجھ سے بیوفائی کی اے اللہ ان پر کسی ثقفی جوان کو مسلط کر جو ان کی خوشحالی اور شادابی کو بدحالی میں تبدیل کر دے اور ان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی کرے۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ حجاج اس وقت تک پیدا نہیں ہوا تھا مالک بن اوس بن حدثان نے حضرت علی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ان مصریوں کے امیر ثقفی جوان ہوگا جو ان کو ذلیل کر کے رکھے گا ان کی رعیت کے لئے کوئی ذکر ان کو خوف و دہشت میں مبتلا کرے گا جس سے ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور وہ گروہ بندیوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل نبوۃ میں حبیب بن ابی ثابت کا قول نقل کیا ہے حضرت علی نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک تو بنی ثقیف کے جوان کا عہد نہ پالے اس نے حضرت علی سے سوال کیا وہ جوان کون ہوگا حضرت علی نے فرمایا قیامت کے روز اس کے بارے میں اعلان کیا جائے گا کہ اس نے دنیا کے ایک خطہ کو دوزخ کا خطہ بنا دیا تھا۔ وہ بیس یا اس سے زیادہ عرصہ تک حکومت کرے گا وہ ہر معصیت کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے مطیعین کی خبر اپنی لاعلمی سے لے گا۔

طبرانی نے ام حکیم بنت عمر بن حنان جدلیہ کا قول نقل کیا ہے کہ اشعث بن قیس نے بااصرار حضرت علی سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہی حضرت علی نے کچھ دیر چل کے بعد فرمایا وہ ثقفی جوان اہل بیت میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا حضرت علی سے پوچھا گیا کہ اس کے اقتدار کی مدت کتنی ہوگی آپ نے فرمایا بیس سال۔ بیہقی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر قومیں خباثت کے مظاہرہ میں ایک دوسرے کو پیچھے کریں تو حجاج کی بدولت ہم دوسروں پر سبقت لے جائیں گے۔ ابو محمد کہتے ہیں حجاج نے ہر برائی کا ارتکاب کیا۔

قبل ازیں روایت گزر چکی ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا کذاب تو مختار تھا جو بظاہر تشیع کا اظہار کرتا تھا اور باطن میں کفریہ عقیدہ رکھتا تھا اور مبیر حجاج تھا جو آل مروان بنی امیہ کا خیر خواہ تھا۔ ثقفی النسب اور ادنیٰ شبہ پر قتل کر دیتا تھا اس سے ایسے الفاظ و کلمات منسوب ہیں جو نہایت سخت شنیع معیوب بیہودہ اخلاقی اور کفریہ ہوتے تھے۔

اس کے بارے میں بعض روایت ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرابی کبابی نہیں تھا قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتا تھا۔ محارم سے اجتناب کرتا تھا جہاد کا دلدادہ تھا اس کے زمانہ میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اہل قرآن پر دل کھول کر خرچ کرتا وفات کے وقت جو اس نے ترکہ چھوڑا وہ کل تین سو درہم تھا۔

ابن طرار بغدادی نے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک حجاج کے پاس آئے حجاج نے ان سے کہا اے انس جو تمہارے دن علی، زبیر اور ابن اشعث کے ساتھ گزرے ہیں انہیں بھول جاؤ۔ قسم بخدا میں تمہارا کام تمام کر کے رہوں گا۔ انس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے۔ حجاج نے کہا اللہ تمہارے کان بہرے کرے انس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اگر مجھے چھوٹے بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مجھے اپنے قتل کی پرواہ نہ ہوتی۔ اس کے بعد حضرت انس حجاج کے پاس چلے گئے انہوں نے عبدالملک کو حجاج کے بارے میں شکایتوں سے بھرپور خط لکھا جب عبدالملک نے حضرت انس کا خط پڑھا وہ ان کے بارے میں حجاج کے رویہ پر آگ بگولہ ہو گیا حضرت انس نے عبدالملک کو جو خط لکھا تھا اس کا عنوان یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

> یہ خط انس کی طرف سے عبدالملک کے نام ہے بعد حمد و صلوٰۃ یہ کہ حجاج نے مجھے دور کر دیا اس نے کہا ہے کہ تم کسی کام کے اہل نہیں ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کر کے اپنے آپ کو آپ ﷺ پر فدا کر دیا۔ والسلام۔

عبدالملک نے ایک خط حجاج کو اور ایک انس کو لکھا اور انس کو قاصد کے توسط سے یہ پیغام بھی دیا کہ میں نے تمہارے بارے میں حجاج کو ایسا خط لکھا کہ اسے پڑھ کر وہ تمہارا مطیع و فرمانبردار بن جائے گا عبدالملک نے حضرت انس کو جو خط لکھا تھا اس کا عنوان یہ تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

> یہ خط عبد الملک کی طرف سے انس کے نام ہے۔ اما بعد! میں نے تمہارا خط پڑھ لیا ہے اور حجاج کے بارے میں تمہاری شکایتوں کا حال بھی پڑھ لیا ہے۔ میں نے اس کو تمہارے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے تم پر مسلط نہیں کیا اگر دوبارہ تمہیں وہ تنگ کرے تو مجھے آگاہ کریں بلاشبہ میں نے اس کو ایسا خط لکھا ہے کہ وہ مجبور ہو کر تمہاری اعانت کرے گا۔ والسلام۔

جب انس نے امیر المومنین کا خط پڑھا تو فرمایا اللہ امیر المومنین کو جزائے خیر عطا کرے مجھے ان سے یہی امید تھی۔ اسماعیل بن عبید اللہ نے حضرت انس سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حجاج امیر المومنین کی طرف سے پورے علاقہ کا عامل ہے اس کے لئے تمہیں چارہ کار نہیں وہ تمہارے گھر والے آرام سے رہ سکتے ہیں اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ خود جا کر اس سے ٹھیک ٹھاک کر لیں اسی میں آپ کی بہتری ہے آگے آپ کی مرضی ہے اس کے بعد اسماعیل حجاج کے پاس گیا حجاج اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اسماعیل نے کہا میں تو تمہاری ملاقات کا شائق ہوں لیکن جو چیز میں لے کر آیا ہوں وہ تمہارے لئے خوش کن نہیں ہے یہ سن کر حجاج کا چہرہ فق پڑ گیا اس نے کہا تم کیا لائے ہو اسماعیل نے کہا جب میں امیر سے جدا ہوا تو وہ تم پر سخت ناراض تھا اس کے بعد حجاج مرعوب ہو کر بیٹھ گیا۔ اسماعیل نے عبد الملک کا خط حجاج کے حوالے کر دیا حجاج اس کو پڑھ کر پسینہ پسینہ ہو گیا جب خط پڑھ چکا تو اس نے کہا ہم خود انس کے پاس جا کر ان سے معذرت کر کے راضی کر لیتے ہیں اسماعیل نے کہا۔ اے حجاج جلدی مت کر حجاج نے کہا میں کیوں نہ کروں جب میرے سامنے امیر کا عتاب نامہ آ گیا ہوا ہے۔ عبد الملک نے حجاج کے نام جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا امیر المومنین کی طرف سے حجاج کے نام ہے۔

اما بعد تم ایسے انسان ہو جو کاموں کی کثرت اور بوجھ سے دب گئے ہو اور اس میں بہت ہو نیا ڈالنے لگے ہو اور اپنی حد اور اقدار سے تجاوز کرنے لگے ہو اور صحابہ کو بے سوچے سمجھے دعوت دینے لگے ہو کیا تم اپنی ابتدائی پوزیشن اتنی جلدی بھول گئے ہو جو طائف میں کیا کرتے تھے اور کنویں کھودنے اور کمر پر پتھر اٹھانے کا کام چشمے کے دہانے پر انجام دیتے تھے۔ اے بدبخت گروہ انسان یہ تمہاری اللہ رب العزت کی شان و جلال کے خلاف بے باکی جرات اور استخفاف عہد کا بدترین مظاہرہ ہے۔

خدا کی قسم اگر یہود و نصاریٰ عزیر بن عزری اور عیسیٰ بن مریم کے غلام کو پالیں تو وہ ان کی خوب تعظیم و تکریم کریں بلکہ اگر وہ عزیر کے گدھے یا مسیح کے حواریوں کے غلام کو بھی کہیں دیکھ لیں تو اس کی بھی تعظیم و تکریم میں کسر نہ چھوڑیں چہ جائے کہ حضرت انس جیسے صحابی رسول جو دس سال تک سفر و حضر میں آپ کی معیت میں رہے اور آپ ﷺ کے اسرار و رموز سے واقف تھے اے حجاج جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو انس کو راضی کر اور ان کو جوتیوں اور جرابوں سے زیادہ ان کا مطیع بن جا ورنہ تمہارا وہ حشر ہو گا جسے ساری دنیا دیکھے گی۔ ابن طراد اور ابن قتیبہ وغیرہ نے اس خط پر کلام کیا ہے۔

امام احمد نے ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم چند ساتھی مل کر حجاج کی شکایت لے کر انس کے پاس گئے انہوں نے ہمیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ اس سے بھی برا ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اللہ رب العزت سے جا ملو میں نے یہ بات رسول اللہ سے سنی ہے بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو روایت بالمعنی بھی نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر آنے والا سال گذشتہ سال سے بدتر ہوگا اس کی اگرچہ کوئی اصلیت نہیں لیکن لوگوں نے جو بات اس روایت سے اخذ کیا ہے اس کا مطلب یہی ہے۔ سفیان ثوری نے شعبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگ حجاج پر درود پڑھیں گے اسی طرح ابو نعیم نے شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ تم حجاج کو یاد کرو گے۔

اصمعی کا قول ہے حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ آخر شر من الاول اور یہ عمر بن عبد العزیز کو حجاج کے بعد امیر بن کر آئے ہیں۔ حضرت حسن نے جواب دیا کہ لوگوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں ایک روز حجاج نے حضرت حسن کو تکلیف دینے کے لئے بلایا جب حضرت حسن کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے حجاج سے سوال کیا کہ حضرت آدم اور تیرے درمیان کتنی نسلیں گزر گئیں؟ اس نے کہا بہت زیادہ۔ حضرت حسن نے پوچھا وہ کہاں ہیں حجاج نے کہا وہ سب مر گئے اس کے بعد حجاج نے سر جھکا لیا حضرت حسن چلے گئے ایوب سختیانی کا قول ہے حجاج نے بارہا حضرت حسن کو گزند پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ اللہ کے فضل سے اس سے محفوظ رہے۔ حضرت حسن نے حجاج سے کئی بار مناظرہ کیا حالانکہ حضرت حسن نے کبھی بھی حجاج کے خلاف خروج نہیں کیا اور اصحاب ابن اشعث کے ساتھ بھی ہو کر حجاج کے خلاف بغاوت اور خروج کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

حضرت حسن فرمایا کرتے تھے حجاج سراپا انتقام ہے تم اللہ کے انتقام کا تلوار سے مقابلہ مت کرو تم صبر، سکینت اور تضرع سے کام لو۔ ابن درید نے ابن عائشہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک خارجی کو ولید بن عبدالملک کے سامنے لایا گیا عبدالملک نے اس سے خلفاء راشدین کے بارے میں سوال کیا تو اس نے سب کی تعریف کی اس کے بعد اس سے دیگر خلفاء کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے سب کی مناسب تعریف کی پھر اس سے عبدالملک کے بارے میں سوال کیا گیا اس پر اس نے کہا میں حجاج کی بعض غلطیوں کو عبدالملک کی غلطی نہیں سمجھتا۔

علی بن مسلم باہلی کہتے ہیں خوارج میں سے ایک عورت کے سامنے لائی گئی حجاج اس سے باتیں کرنے لگا لیکن وہ عورت نہ تو حجاج کی طرف دیکھتی تھی اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دیتی تھی۔ حجاج کے پولیس افسر نے اس عورت سے کہا گورنر تجھ سے بات کر رہے ہیں اور تو اس سے اعراض برت رہی ہے اس عورت نے جواب دیا مجھے اس شخص کا جواب دیتے اور اس کی طرف دیکھنے سے شرم آتی ہے جس کی طرف اللہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ قبل ازیں ۹۴ھ کے واقعات میں سعید بن جبیر اور حجاج کے درمیان جو قتل کے وقت گفتگو ہوئی اس کا حال گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں

قتادہ کا قول ہے سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کیا تم نے حجاج کے خلاف خروج کیا انہوں نے جواب میں فرمایا واللہ میں نے اس کے خلاف خروج نہیں کیا حتیٰ کہ اس نے کفر اختیار کر لیا بعض کا قول ہے حجاج نے سعید کے بعد ایک شخص کو قتل کیا البتہ اس سے پہلے اس نے بکثرت لوگوں کو قتل کیا ہشام بن حسان کا قول ہے حجاج کے سپاہ کردہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے۔ اس کی جیل سے سلیمان بن عبدالملک نے اسی (۸۰) ہزار افراد کو رہا کیا تھا۔ جس میں سے تیس ہزار عورتیں تھیں۔

صالح بن سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر تمام امتیں خیانت کے بارے میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو ہم حجاج کی بدولت تمام قوموں سے سبقت لے جائیں گے عمرو بن عثمان نے اپنے دادا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حجاج کا طرز اپنا لیا ہے تم ہرگز ایسا مت کرو حجاج بے وقت نماز پڑھتا تھا اور ناحق زکوۃ وصول کرتا تھا اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی برائیاں تھیں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن مخیمرہ سے حجاج کے بارے میں سنا کہ وہ اسلامی احکام کو توڑتا جا رہا ہے انہوں نے اس بارے میں اس کا ایک واقعہ بھی نقل کیا۔

ابوبکر بن عیاش نے عاصم کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے تمام برائیوں کا ارتکاب کر لیا تھا اعمش بیان کرتے ہیں حجاج کے بارے میں لوگوں کا اختلاف تھا انہوں نے مجاہد سے اس کے بارے میں سوال کیا مجاہد نے کہا تم کس بوڑھے کافر کے بارے میں سوال کرتے ہو۔

ابن عساکر نے شعبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج جبت وطاغوت پر ایمان رکھتا تھا اور اللہ کا منکر تھا۔ ابن عوف کہتے ہیں کہ میرے سامنے ابو وائل سے سوال کیا گیا کہ کیا تم نے حجاج کے بارے میں دوزخی ہونے کی گواہی دی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کیا تم مجھے اللہ کے خلاف گواہی کا حکم دیتے ہو۔ منصور کا بیان ہے میں نے ابراہیم سے حجاج اور بعض دیگر شقی القلب لوگوں کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا الا لعنة اللہ علی الظالمین ۔ زبیر کہتے ہیں میں نے ایک روز ابو وائل کے سامنے حجاج کو گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اسے گالی مت دو وہ ممکن ہے کہ وہ اللہ سے رحم کی درخواست کرے تو اللہ اس پر رحم فرما دے۔ عوف کہتے ہیں محمد بن سیرین کے سامنے حجاج کا ذکر کیا گیا انہوں نے فرمایا اگر اللہ اس کو عذاب دے تو وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوگا اگر معاف کر دے تو اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور اللہ اس کو قلب سلیم عطا کرے تو وہ اس کے حق میں سب سے بہتر ہوگا ابن سیرین سے قلب سلیم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ حیاء اور ایمان اللہ کی مدد سے ملتے ہیں، نیز وہ اللہ کے برحق ہونے وقوع قیامت اور بعث من فی القبور کا یقین رکھے ابو اسامہ کہتے ہیں ایک شخص نے سفیان ثوری سے کہا کیا حجاج اور ابو مسلم خراسانی کے بارے میں جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہو انہوں نے فرمایا اگر انہوں نے توحید کا اقرار کیا ہے تو پھر نہیں۔

سری بن یحییٰ کا قول ہے ایک بار جمعہ کے روز حجاج نے شور کی آواز سنی اس نے پوچھا یہ کس چیز کا شور ہے اسے بتایا گیا کہ یہ لوگوں کا شور ہے جو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک آدھ شخص نے قتل کر ڈالا اس نے کہا ان سے کہہ دو کہ وہ فارغ ہو جائیں تو بات کریں۔ راوی کا قول ہے اس کے ایک ہفتہ بعد حجاج دیگر ظالموں کی طرح دنیا سے چلا گیا۔

اصمعی کا قول ہے حجاج کی بیماری میں لوگوں کو اس کی موت کا خیال پیدا ہو گیا اس نے خطبہ میں کہا کچھ منافق لوگ شیطان کے دھوکہ میں آ گئے

ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حجاج مر گیا یا مرنے والا ہے کیا وہ میری بات کے بعد بھی کوئی توقع رکھتے ہیں۔ قسم بخدا! نہ میں زندگی اور اس کا دل محتاج مجھے محبوب نہیں میں نے تو اللہ سے زندگی کی دعا ان لوگوں کو درست کرنے کے لئے کی ہے جن پر شیطان کا داؤ چل گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دے رکھی ہے۔ ایک مرد صالح نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے چنانچہ اللہ نے ان کو حکومت عطا کر دی لیکن دنیا کو بقا نہیں اس لئے جب ان کا کام مکمل ہو گیا تو اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انہوں نے تو یہ بھی دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ میں کیا امید ہے کہ تم میں سے ہر شخص ایسا بن جائے کہ ہر انسان کو دنیا سے جانا ہے جو ہر شے کو ختم ہونا ہے موت کے بعد انسان کو کفنا کر تین گز زمین میں دفن کر دیا جائے گا پھر زمین اس کے گوشت پوست کو کھا لے گی۔ خبیث شخص دنیا میں مال کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں چھوڑ کر جاتا جس میں اس کی خباثت اور زراعت کرتی ہے حجاج نے کہا جو لوگ ذی شعور ہیں ان کو میری بات سمجھ آ گئی ہوگی اس کے بعد وہ منبر سے نیچے اتر آیا۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں میں نے کبھی بھی حجاج کی کسی چیز پر حسد نہیں کیا مگر اس کی قرآن سے محبت اور اہل علم پر خرچ کرنے اور وفات کے وقت اس کے الفاظ پر اے اللہ میری مغفرت فرما لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے محمد بن منکدر کا قول ہے عمر بن عبدالعزیز حجاج سے خوش نہیں تھے لیکن حجاج نے جو دعا موت کے وقت کی تھی اسے بھی بار بار دہراتے تھے۔

بعض اہل علم کا قول ہے حضرت حسن کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حجاج نے وفات کے وقت یہ کلمات اللھم اغفر فانھم یزعمون انک لا تفعل کہے تھے حضرت حسن نے فرمایا شاید کہ بچ جائے۔ اصمعی کہتے ہیں حجاج نے موت کے وقت یہ اشعار کہے:

(۱) اے میرے رب میرے دشمنوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ میں جہنمی ہوں۔

(۲) کیا وہ اپنی رحمت اور جہالت پر قسمیں اٹھاتے ہیں شاید ان کو اللہ کی غفاری اور عفو عظیم کا یقین نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن کو یہ اشعار سنائے گئے تو انہوں نے فرمایا اس کی مغفرت ہوئی تو انہیں دو شعروں کی وجہ سے ہوگی ابن ابی الدنیا نے احمد بن عبداللہ عجلی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج کی موت کا علم سب سے پہلے ایک کنیز کو ہوا جب اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو رو پڑی اور بے اختیار کہنے لگی او کھانا کھلانے، بچوں کو یتیم بنانے، عورتوں کو بیوہ کرنے والے عظیم الشان امور کے انجام دینے والے اہل شام کے سردار کو موت آ گئی پھر اس نے یہ شعر پڑھا آج اس پر نہیں رحم آ رہا ہے جس سے ہم ظلم کہتے تھے آج اس سے ہم مامون ہو گئے جس سے ہم ڈرتے تھے۔

ابن طاؤس کہتے ہیں کہ جب میرے والد کو حجاج کی موت کا علم ہوا اور اس کی تصدیق ہو گئی تو انہوں نے قرآن کی وہ آیت تلاوت کی جس کا مفہوم یہ ہے ان ظالم قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کئے تھے اور اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔ اسی طرح جب حضرت حسن کو حجاج کی وفات کی خبر ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا وہ چھپے پھرتے تھے حجاج کی وفات کے بعد ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اللہ! آپ نے حجاج کو موت دی آپ ہی اس سے اس کے طور طریق ختم کر دے۔

حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں حجاج نے وفات کے وقت تین سو درہم ایک قرآن پاک ایک تلوار ایک زین ایک رحل اور ایک سو زرہیں چھوڑی۔ یزید بن حوشب کہتے ہیں ابوجعفر منصور نے دربار میں طلب کر کے اس سے حجاج کی وصیت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار کیا اس نے ولید بن عبدالملک کی اطاعت کا عہد کیا اس نے ۹۰۰ زرہوں کے بارے میں وصیت کی کہ ان میں سے چھ سو منافقین عراق کے لئے اور تین سو ترکوں کے لئے ہیں۔ ابوجعفر نے ابوالعباس طوسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا اس نے کہا ہم اس کی وصیت پر عمل کریں گے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ والد نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا رب العالمین کا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا اس نے کہا جتنے لوگ میں نے قتل کئے سب کے عوض مجھے قتل کیا گیا۔ پھر ایک سال بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس نے وہی سوال کیا اس نے کہا یہ سوال تو تم نے ایک سال قبل مجھ سے نہیں کیا تھا۔

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں میری موجودگی میں رشید کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے گزشتہ شب حجاج کو خواب میں دیکھا رشید نے اس سے پوچھا تو نے اس کو کیسے لباس میں دیکھا میں نے کہا میں نے اس کو برے لباس میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ نے

تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا تیر اور شخص کا جواب ملتا جلتا ہے۔ ہارون نے اس کی تصدیق کی اور کہا حجاج اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

اشعث حزاز کا قول ہے میں نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا میں نے اسے پوچھا اللہ کا معاملہ تیرے ساتھ کیسا رہا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے تھے ان سب کے بدلے مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ میں نے اس سے پوچھا اب تجھے کس چیز کی امید ہے اس نے کہا مجھے وہی امید ہے جو ایک کلمہ گو کو ہوتی ہے۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں حسن بصری ہر مجلس میں حجاج کے خلاف بددعا کرتے تھے ایک رات انہوں نے حجاج کو خواب میں دیکھا اور اس سے اس کے حال کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے ان سب کے بدلے میں مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے موحدین میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد حسن نے حجاج کو گالی دینا چھوڑ دی۔

سفیان کہتے ہیں حجاج وفد کی صورت میں معاویہ بن قرہ کے ساتھ عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے معاویہ سے حجاج کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا اگر ہم سچ بولتے ہیں تو قتل کر دیئے جائیں گے اگر جھوٹ بولتے ہیں تو عند اللہ مواخذہ کا خطرہ ہے۔ عبدالملک نے بیک نظر حجاج کی طرف دیکھا اور اس سے کہا کہ اس سے تعرض نہ کرنا پھر اس کو جلا وطن کر دیا۔ وہاں پر اس کے لئے حالات سازگار رہے۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن یزید نخعی

ابراہیم نخعی کے چند اقوال زریں...... (۱) ..... جب ہم کسی جنازہ میں شریک ہوتے یا کسی کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو چند روز تک ہمارے درمیان اس کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے کیوں کہ ہمیں معلوم تھا کہ دنیا سے جانے والے کے لئے جنت اور دوزخ میں سے ایک کا فیصلہ ہوگا اب تمہارا حال یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہو۔

(۲) جب تم کسی شخص کو تکبیر اولی میں سست پاؤ تو اس کی فلاح سے ہاتھ دھولو۔

(۳) ..... جب میں کسی کے عیب پر مطلع ہوتا ہوں تو مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہیں اس عیب میں میں خود مبتلا نہ ہو جاؤں۔ آپ وفات کے وقت رونے لگے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا میں ملک الموت کے انتظار میں ہوں کہ وہ میرے لئے جنت اور دوزخ میں سے کس کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔

حسن بن محمد بن حنفیہ...... آپ کی کنیت ابو محمد ہے تمام بھائیوں میں سب سے بڑے آپ ہی تھے۔ آپ عالم، فقیہ اور اختلاف سے واقف تھے۔ ایوب سختیانی وغیرہ کا قول ہے سب سے پہلے آپ ہی نے ارجائیت پر گفتگو کی اور اس بارے میں آپ نے مستقل ایک رسالہ لکھا بعد میں اس پر آپ نادم ہوئے۔ بعض کا قول ہے آپ حضرت عثمان، علی، طلحہ اور زبیر کے بارے میں توقف فرماتے تھے جب آپ کے والد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی اس بات پر گوشمالی کی اور کہا کہ افسوس ہے تجھ پر تو اپنے والد علی کی بھی پیروی نہیں کرتا۔

ابو عبید کہتے ہیں آپ نے ۹۵ھ میں وفات پائی۔ خلیفہ کا قول ہے آپ نے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری...... آپ کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں جو حضرت عثمان بن عفان کی پھوپھی تھی آپ فقیہ، عالم اور ماہر تھے۔ آپ کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر...... آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں اسی سال واسط میں حجاج کی وفات کا واقعہ پیش آیا جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا۔ علی بن مدائنی اور ایک جماعت کے قول کے مطابق سعید بن جبیر کو اسی سال قتل کیا گیا لیکن مشہور یہ ہے کہ جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بھی ذکر کیا کہ ۹۴ھ میں سعید بن جبیر کو قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۶ ہجری

اس میں پیش آنے والے واقعات

اور اس سال قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چین کا علاقہ کاشغر (حالیہ مشرقی ترکستان) کو فتح کر لیا اور چین کے بادشاہ کو دھمکی آمیز خط لکھا اور قسم کھا کر قتیبہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک کہ چین کی سرزمین کو اپنے قدموں تلے روند نہ لوں اور وہاں اشراف و بادشاہوں پر مہر غلامی ثبت نہ کروں اور ان سے جزیہ نہ لے لوں الا یہ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ یہ پیغام لے کر قتیبہ کا ایلچی جب شاہ چین کے پاس گیا تو بادشاہ ایک عظیم شہر میں رہائش پذیر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کے نوے دروازے تھے اور شہر کے اردگرد مضبوط دیوار بنی ہوئی تھی۔ جسے خان بالق کہا جاتا تھا۔ یہ تمام شہروں میں سب سے بڑا شہر تھا اور اس شہر میں اموال اور معاملات تجارت وافر مقدار میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ارض ہند اپنی وسعت کے باوجود چین کے سامنے سیاہ نقطہ کے برابر ہے اور اہل چین اپنے ملک سے باہر سفر نہیں کرتے کیوں کہ ان کے ہاں مال و متاع کی زبردست فراوانی ہے۔ البتہ بقیہ عالم ان کا محتاج ہے اور اس ملک کے تمام شہنشاہ چین کو خراج ادا کرتے ہیں کیوں کہ شاہ چین کی قوت اور فوج و عدد کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ جب قتیبہ کا ایلچی چین میں داخل ہوا تو چین کو ایک عظیم اور عجیب و غریب مملکت پایا۔ نہایت مضبوط نہروں سے بھرپور، ہر جگہ بازار اور قدرتی حسن کی رعنائی ہر طرف بکھری نظر آئی۔ شاہ چین کو ایک مضبوط قلعہ بند شہر میں پایا۔

شاہ چین نے قتیبہ کے ایلچیوں کو مخاطب کر کے کہا آپ کون لوگ ہیں؟؟ ایلچی تعداد میں تین سو تھے جب کہ ان کا امیر ہبیرہ تھا۔ پس بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ آپ کون لوگ ہو اور کیا مقصود لیکر میرے ملک میں آئے ہو؟؟ انہوں نے کہا کہ ہم قتیبہ بن مسلم کے ایلچی ہیں وہ تمہیں اسلام کی دعوت پیش کرتا ہے اگر قبول نہیں تو جزیہ ادا کرو اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اس پر شاہ چین غضبناک ہو گیا اور آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا گیا دوسرے دن ان کو بلوایا اور پوچھا آپ لوگ اپنے خدا کی عبادت کس طرح کرتے ہو مسلمانوں نے نماز پڑھ کر دکھائی۔ جب مسلمانوں نے رکوع و سجدہ کیا تو شاہ چین نے ان کا مذاق اڑایا۔ اور پھر ان سے پوچھا کہ آپ اپنے گھروں میں کیسے رہتے ہو؟

مسلمانوں نے گھریلو لباس زیب تن کیا شاہ چین نے ان کو واپس کر دیا۔ دوسرے دن ان کو پھر بلوایا اور پوچھا تم اپنے بادشاہوں کے سامنے کس طرح جایا کرتے ہو۔ مسلمانوں نے منقش کپڑے زیب تن کئے اور عمامے سروں پر سجا لئے اور ریشمی چادریں اوڑھ لیں اور بادشاہ کے سامنے آ گئے۔ شاہ چین نے کہا واپس ہو جاؤ تو وہ لوگ واپس ہو گئے۔

بادشاہ نے مصاحبین سے کہا آپ نے لوگوں کو کیسا پایا؟ لوگوں نے کہا اس مرتبہ یہ لوگ بنسبت گزشتہ بار کے اچھے اور مہذب لگے ہیں جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلا کر پوچھا جب تم اپنے دشمن سے ملاقات کرتے ہو تو ان سے ملاقات کرنے کا انداز کیا ہوتا ہے یہ سن کر انہوں نے اپنے جسم زرہ بکتر سے سجا لئے اور اسلحہ وغیرہ لگا کر تلواریں حمائل کر لیں اور نیزے و بھالے ہاتھوں میں سنبھال لئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر فاتحانہ انداز سے سامنے گزرے۔ شاہ چین نے ان کی جانب دیکھا تو ایسا لگا کہ پہاڑ چلے آ رہے ہیں ان کے قریب آ کر مسلمانوں نے اپنے نیزے زمین میں گاڑ دیئے اور ان کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ اہل چین نے مسلمانوں سے فوراً کہا واپس ہو جاؤ کیوں کہ ان کے دل مسلمانوں کے خوف سے بھر چکا ہے تو مسلمان واپس مڑ گئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو زمین سے اکھاڑ دیا۔

اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے چل دیئے پس بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا اب کے بار آپ نے لوگوں کو کیسا پایا؟؟ اہل چین نے کہا کہ ہم نے ان کے جیسا کسی کو نہیں پایا پھر جب شام کا وقت آیا تو بادشاہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ ان کے کسی بڑے امیر کو میرے سامنے پیش کرو اس کے بعد مسلمانوں نے ہبیرہ کو اپنا نمائندہ بنا کر شاہ چین کے پاس بھیجا جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے سوال کیا کہ آپ لوگوں نے میرے ملک کی وسعت تو دیکھ لی ہے مجھے روکنے والا کوئی نہیں آپ تو میری ہتھیلی پر انڈے کی طرح ہیں، میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا آپ نے سچ نہیں بولا تو میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ ہبیرہ نے کہا پوچھ لیں جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگوں سے پہلے دوسرے اور تیسرے

دن لباس تبدیل کیوں نہیں کیا؟ ہبیرہ نے کہا: پہلے دن والا لباس تو گھر والی عورتوں کے لئے تھا جب کہ دوسرے دن والا لباس بادشاہوں کے پاس حضوری والا تھا جب کہ تیسرے دن کا لباس اس وقت ہم زیب تن کرتے ہیں جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہونے لگتا ہے۔

بادشاہ نے کہا: آپ لوگوں نے اپنے لئے خوب تدبیر کی ہے تم اپنے قائد قتیبہ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے یہ پیغام دو کہ وہ میرے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ مجھے اس کے ساتھیوں کی کمی کا علم تھا اور اس کے حرص کا پتہ چل گیا ہے اگر اسے یہ منظور نہیں تو میں ایسی فوج ان کے خلاف روانہ کروں گا جو تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گی۔ اس پر ہبیرہ نے کہا کہ تم قتیبہ کے بارے میں ایسی بات کرتے ہو اور وہ کیسے قلت فوج کا شکار ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا پہلا گھڑ سوار تمہاری زمین پر ہے اور آخری گھڑ سوار زیتون کی زمین دمشق میں ہے۔ اور وہ حریص کیسے کہلا سکتا ہے جو دنیا کا خلیفہ بن کر آیا ہے حالانکہ وہ مال و دولت جمع کرنے پر قادر بھی ہے اس نے تمہاری زمین پر آ کر تم سے لڑنے کا عہد کیا جہاں تک آپ کی ہمیں قتل کرنے کی دھمکی کا تعلق ہے تو ہم لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہماری اجل مقرر ہے جب وہ آ جائے تو ہمیں وہ بہت زیادہ عزیز ہے۔ پس موت سے نفرت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا خوف ہمارے دلوں میں ہے۔

بادشاہ نے کہا تو پھر آپ کے قائد کو کونسی چیز راضی کر سکتی ہے؟ ہبیرہ نے جواب دیا کہ قتیبہ نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک تمہاری زمین کو روند نہ دیں اور تمہارے بادشاہوں کو مہر نہ لگا دیں اور تمہارے ملک سے جزیہ وصول نہ کر لے۔ بادشاہ چین نے کہا ہم اس کی قسم پوری کرنے کا بندوبست کئے دیتے ہیں اور اس کو اپنی زمین سے نکالنے کے لئے یہاں سے تھوڑی سی مٹی اس کے پاس روانہ کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ چار بادشاہوں کے بچے، سونا چاندی اور ریشمی کپڑے بھی ساتھ بھیج دیتے ہیں جن کی تعداد اور مقدار بہت زیادہ ہو گی اس میں قیمتی سرزمین کی مٹی بھی ہو گی جسے قتیبہ روند ڈالے گا اور ساتھ بے حساب مال بھی بھیج دیا تا کہ قتیبہ اپنی قسم پوری کرے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ماتحت بادشاہوں کی بہت سی اولاد اس کی طرف روانہ کر دی۔ یہ تمام مال و اسباب جب قتیبہ کے پاس پہنچ گیا تو اس نے اسے قبول کر لیا اس لئے کہ اسے خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کی موت کی خبر بھی پہنچ گئی تھی تب اس کی ہمت بھی جواب دے گئی۔

قتیبہ سلیمان بن عبدالملک کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ تمام افواج جو اس کے ماتحت تھیں اس کے لئے اس نے اپنی بیعت کے اعلان کا ارادہ کر لیا تھا کیوں کہ یہ تمام علاقے اسی کے فتح کردہ تھے لیکن اسے اس کا موقع نہ ملا اور اسی سال کے آخر میں وہ قتل کر دیئے گئے کہا جاتا ہے کہ قتیبہ کا پرچم بھی سرنگوں نہیں ہوا تھا اور مرتے دم تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ ان کے وقت میں عساکر کی تعداد اس سے قبل کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

اور اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے موسم گرما کی لڑائی کی اور عباس بن ولید نے روم کے خلاف جنگ لڑی جس میں طوس اور مرزبانین کے علاقے فتح کرتے گئے۔

جامع اموی دمشق کی تعمیر ...... اور اسی سال امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی اللہ ان کو جزائے خیر دے اس جگہ پہلے زمانہ میں یونانیوں کا تعمیر کردہ ایک معبد تھا جنہوں نے دمشق کو آباد کیا تھا اور انہوں نے ہی اس کو تعمیر کیا اور دمشق میں آ گئے یہ لوگ سات متحرک ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔

وہ ستارے یہ ہیں:

پہلا	ستارہ	آسمان	دنیا	کا	چاند
دوسرا	ستارہ	دوسرے	آسمان	کا	عطارد
تیسرا	ستارہ	تیسرے	آسمان	کا	زہرہ
چوتھا	ستارہ	چوتھے	آسمان	کا	سورج
پانچواں	ستارہ	پانچویں	آسمان	کا	مریخ
چھٹا	ستارہ	چھٹے	آسمان	کا	مشتری
ساتواں	ستارہ	ساتویں	آسمان	کا	زحل

علاوہ ازیں دمشق کے بھی سات دروازے ہوا کرتے تھے جن کے ہر دروازے سے ایک ایک ستارہ کو [illegible] بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ساتوں دروازوں پر [illegible] وغیرہ بھی [illegible] کیا کرتے تھے ان لوگوں نے دروازوں پر [illegible] بھی لگا دی گئی تھیں جہاں سے ستاروں کی حرکات اور ان کے اتصالات کا مطالعہ کرتے تھے اور اس پر غور کرتے تھے انہیں لوگوں نے دمشق کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا جو دونوں پہاڑوں کے درمیان [illegible] الغرض کہ ان کے زمانہ میں دمشق [illegible] کے تھے بعد ازاں انہوں نے اس معبد کو قطب شمالی کی جانب تعمیر کیا تھا [illegible] جامع اموی [illegible] محراب بھی قطب کی طرف تھیں اور اس فصیل کا دروازہ قبلہ کی جانب کھلتا تھا اور علاوہ ازیں عبادت بھی قطب کی جانب رخ کر کے کیا کرتے تھے [illegible] جامع اموی کے قریب جو دروازہ ہے جس کو ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے اور ہم نے ان کے محرابوں کو قطب شمالی کی طرف رخ ہوئے خود دیکھا ہے مسجد کے دروازے کو بھی دیکھا ہے جو خوبصورت اور مستحکم پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس پر یونانی زبان میں ایک تحریر بھی ہے [illegible] دروازے کے دونوں جانب دو چھوٹے دروازے بھی تھے۔

معبد کے غربی حصے میں بہت مضبوط اور بلند محل بنا ہوا تھا جو ان دو ستونوں پر قائم تھا جو اب باب البرید میں نصب ہیں۔ معبد کے شرقی حصے میں جیرون بادشاہ کا محل بنا ہوا ہے [illegible] عمارت اس کے تصرف میں [illegible] معبد کے [illegible] محلات بادشاہوں کے لئے [illegible] تھے۔ ان عمارات اور معبد کے ارد گرد [illegible] بہت بلند اور مضبوط [illegible] پتھروں سے [illegible] کے اصطبل بھی تھے جس نے اصطبل [illegible] حضرت معاویہ نے تعمیر کرایا تھا [illegible] مشہور ہو گیا تھا۔

[illegible] روایت بیان کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ [illegible] ستاروں پر ایمان رکھتے تھے [illegible] معبد کے [illegible] حضرت معاویہ کے زمانہ میں [illegible] جس کے بعد [illegible]

مقصود یہ ہے کہ یونانی بعد ازاں [illegible] دمشق کو اسی طرح ترقی دیتے رہے [illegible] یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اس معبد کی دیواروں کو [illegible] حضرت ہود علیہ السلام نے [illegible] حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام شرقی دمشق میں [illegible] مقام پر پیدا ہوئے تھے [illegible] حضرت ہود علیہ السلام [illegible] واللہ اعلم

دمشق اسی زمانہ میں [illegible] حضرت ابراہیم خلیل اللہ [illegible] ہم نے اپنی تفسیر میں [illegible] اور اس کتاب میں بھی حضرت ابراہیم [illegible]

مقصود یہ ہے کہ [illegible] یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین سو سال بعد [illegible] قسطنطین [illegible]

داخل ہو گئے جس نے مشہور شہر قسطنطنیہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس نے ان کے لئے قوانین بھی مرتب کئے جب کہ اس سے قبل وہ خود اس کی قوم اور دیگر اہل ارض یونانی مذہب پر کاربند تھے جس کے بعد اس کے عیسائی رہنماؤں نے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں نصرانیت اور بت پرستی کو خلط ملط کر دیا گیا تھا جس میں عبادت کو بھی شامل کر لیا گیا تھا جیسے نے کر یہ لوگ مشرقی جانب آ گئے ان لوگوں نے روزوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور خنزیر کے گوشت کو حلال کر دیا۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے اپنی اولاد کو ایک امانت عظیم کی تعلیم دی در حقیقت یہ ایک بہت بڑی خیانت تھی بہت بڑا اور عظیم گناہ تھا اس کے باوجود مسیح میں چھوڑ تھا گزشتہ صفحات میں ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے پس اس بادشاہ نے جس کی طرف نصرانیوں کا ملکیہ فرقہ منسوب ہے۔ اہل دمشق کے لئے کئی گرجا تعمیر کئے جن کو دمشق کے قریب وجوار کے علاقوں میں تعمیر کر دیا گیا یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بارہ ہزار گرجا تعمیر کرائے تھے اور اس کے مصارف کے لئے بہت زیادہ مال وقف کیا ان کلیساؤں میں مشہور بیت لحم کا کلیسہ، قمامہ کا کنسہ جو کہ القدس میں ہے جسے ام ہیلانہ فندقانیہ نے تعمیر کرایا تھا اس کے علاوہ بھی کئی مشہور کنیسا تعمیر کئے گئے تھے۔

مختصر یہ کہ اس یونانی معبد جو کہ ان کے ہاں بہت معظم تھا کو کلیسا یوحنا میں بدل دیا اور اس کے علاوہ بھی دمشق میں بہت خوبصورت کنائس تعمیر کئے نصرانی اور دیگر اسی طرح اپنے دین پر تین سو سال تک قائم رہا تا آں کہ اللہ رب العزت نے حضرت محمد ﷺ مبعوث فرمایا جس کے بعد کے واقعات ہم نے اس کتاب کے باب سیر میں ذکر کر دیے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رومی بادشاہ جو کہ ہرقل کہلاتا تھا کو خط لکھا تھا جس میں آنحضرت ﷺ نے اس کو اللہ کے دین کی دعوت بھی دی تھی جس پر ہرقل نے ابو سفیان کو بلا کر اس سے نبی اکرم ﷺ کے حالات اور نبوت کے متعلق سوال بھی کیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تین امراء زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کے لئے بھیج دیا تھا جو رومیوں سے لڑنے کے لئے بلقاء میں خیمہ زن ہوئے۔ رومیوں نے ان کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا جنگ میں مسلمانوں کے تینوں امراء اور ان کے کئی ساتھی جام شہادت نوش کر گئے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے خود روم سے لڑائی کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے فوج بھی تیار کر کے مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

لیکن اس سال شدت گرمی اور لوگوں کی کمزور حالت پر گرانی کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے یہ ارادہ ترک فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر آپ ﷺ وفات پا گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام عساکر کو جمع کر کے شام کی طرف روانہ کر دیا جنہوں نے بالآخر دمشق کو فتح کر لیا جس کا تفصیلی تذکرہ ہم فتح دمشق کے باب میں کرتے ہیں۔

غرضیکہ جب اسلامی اقتدار شام میں جم گیا اور رحمت خداوندی کا نزول وہاں پر شروع ہوا اور اللہ کی نازل کردہ برکات وہاں ظاہر ہونے لگیں تو امیر حرب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اہل شام کے نصاریٰ کے لئے امان لکھ دی۔ بعض کے ہاں یہ امان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لکھ دی تھی۔ جس کی رو سے عیسائیوں کی چاردہ عبادت گاہوں کو معاہدہ امان میں شامل کر لیا گیا اور نصف شہر جو کہ بزور شمشیر فتح کر لیا گیا تھا جسے حضرت خالد نے باب شرقی کی جانب سے حملہ کر کے فتح کر لیا تھا اس موقع پر نصرانی بھاگ کر ابو عبیدہ کے پاس آ گئے جس نے ان کو امان دے دی اور صلح جابیہ باب جابیہ کے مقام پر ہو گئی تھی جس پر اختلاف ہوا پھر سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ نصف شہر کو بزور شمشیر فتح کردہ اور نصف شہر کو صلح کے زمرے لایا جائے پس اس کے مطابق مسلمانوں نے کنیسہ یوحنا کے شرقی حصے کو اپنے تصرف میں لا کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا جس میں سب سے پہلی نماز حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ادا کی پھر اس کی مشرقی محرابوں کے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور اس اعتبار سے اس کو محراب صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ البتہ اور کو اس کی جگہ دیوار کو تو ذکر محراب نمایاں بنایا گیا تھا اس سے قبل یہ محراب موجود نہ تھا بلکہ لوگ اسی مبارک جگہ میں نماز میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ ظاہر یہی ہے کہ ولید نے انہیں کشادہ کرایا تھا جو کہ آگے والی دیوار کے ساتھ تھے۔

البتہ محقق بات یہ ہے کہ یہ محرابیں بعد کو کشادہ بنائی گئی ہیں ولید نے اس پر کوئی تبدیلی نہیں کی تھی شاید کہ اس نے ان میں سے ایک کو کشادہ کرایا ہو خلیفہ اسی میں نماز پڑھتا تھا اور باقی محرابیں قریب کے زمانہ میں کشادہ کی گئیں اور ہر امام مسلک کا اپنا محراب بنا گیا۔ شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی، یہ سب تو ولید کے کئی عرصہ بعد میں ظاہر ہوئے ہیں۔

بہت سے علماء نے ان محرابوں کو قطعاً غلط اور بدعت قرار دیا ہے۔ اس وقت مسلمان اور عیسائی دونوں ایک ہی دروازے میں سے داخل ہوتے تھے جو کہ معبد کے قبلہ کی جہت پر صدر دروازہ تھا اور وہ موجود محراب کے مقصورہ میں ہے۔ پس نصاریٰ صدر دروازے سے داخل ہو کر مغرب کی جانب

اپنے گرجا میں جاتے تھے اور مسلمان بائیں ہاتھ پر مسجد میں داخل ہوتے تھے صحابہ کے دور میں نصاریٰ اپنی کتاب کو بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ناقوس بجا سکتے تھے۔ یہ سب ان نصاریٰ کا صحابہ سے خوف اور ان کے رعب کا اثر تھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایام ولایت میں مسجد کے سامنے دار الامارہ تعمیر کروایا تھا اور اس پر سبز گنبد بھی تعمیر کرایا تھا اسی کی وجہ سے یہ سارا مکان مشہور ہو گیا حضرت معاویہ اس مکان میں چالیس سال تک مقیم رہے جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں پھر یہ مسجد اور کنیسہ اسی حال میں قائم رہے یعنی سن ۱۴ھ سے لے کر ۸۶ھ کے ماہ ذیقعدہ تک پھر خلافت جب اس سال کے ماہ شوال میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ آئی تو اس نے کنیسہ کا بقیہ حصہ بھی مسجد میں ضم کر کے سارے حصے کو ایک مسجد بنانے کا عزم کر لیا اس لئے کہ مسلمان عیسائیوں کے شور و غل اور ان کے بلند آواز سے انجیل پڑھنے کی وجہ سے نماز خشوع و خضوع سے پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے ولید نے یہ بات طے کر لی کہ نصاریٰ کو مسجد کے احاطہ سے دور رکھا جائے اور اس حصے کو بھی ملا کر مسجد بنا لی جائے جو کہ عملی طور پر مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ بن جاتی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو طلب کر کے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ وہ کنیسہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں اس کے بدلے انہیں جتنا وسیع و عریض قطعات اراضی درکار ہوں ان کو دے دیئے جائیں اور یہ بھی کہ دیگر چار کنائس جو کہ وعدہ امان میں داخل نہیں تھیں وہ بھی عیسائیوں کے پاس رہیں گی یعنی کنیسہ مریم، کنیسہ صلیب جو کہ باب شرقی کے اندر واقع تھی، کنیسہ تل الحبن اور کنیسہ حمید بن درہ جو کہ درب الصقل میں واقع ہے لیکن عیسائیوں نے ولید کے اس مطالبے کو سختی سے رد کر دیا پس ولید نے کہا کہ اچھا وہ معاہدات لاؤ جو صحابہ نے لکھ کر دی تھیں پس وہ معاہدے لے گئے اور ولید کی موجودگی میں اس کی عبارت پڑھی گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کنیسہ توما جو کہ باب توما کے باہر دریا کے کنارے واقع تھی اس معاہدے میں شامل نہیں جو کہ کنیسہ مریحنا سے بھی بڑی اور عظیم تھی پھر ولید نے کہا کہ میں تو اس معاہدے میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے منہدم کر کے وہاں مسجد بناؤں گا تو عیسائی کہنے لگے کہ امیر المومنین سابقہ ادائے برقرار رکھیں، ہم کنیسہ مریحنا مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیں گے اور وہ ہمیں بقیہ کنائس دے دیں۔ ولید نے بات مان لی اور دیگر کنائس ان کی تحویل میں دے دیں۔ جب کہ کنیسہ مریحنا کو عملی طور پر مسجد میں شامل کر کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا ایک اور روایت بھی جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جب ولید نے نصاریٰ کو پیشکش کی تو انہوں نے انکار کر دیا جس پر بعض لوگوں نے ولید کو مشورہ دیا کہ باب شرقی اور باب جابیہ کے درمیان علاقہ کی دوبارہ پیمائش کی جائے جب پیمائش ہوئی تو دونوں کے درمیان کا علاقہ ریحان نامی بازار قرار دیا جس کی رو سے پورا کنیسہ بزور شمشیر فتح کیا گیا تھا اس پر اسے مسجد میں داخل کر دیا گیا۔

اور ایک روایت ولید کے غلام مغیرہ سے یوں مروی ہے کہ میں ولید کے پاس آیا تو اسے بہت متفکر پایا میں نے عرض کیا امیر المومنین آپ اتنے متفکر کیوں ہیں پس انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے اور مسجد ان کے لئے تنگ پڑ رہی ہے میں نے نصاریٰ کو بلوا کر ان کو اس کنیسہ کے بدلے قطعات اراضی اور مال و زر دینے کی پیشکش کی تھی جسے انہوں نے رد کر دیا۔ میں اس کے بقیہ حصے کو بھی مسجد بنانے کا ارادہ رکھتا تھا میں نے عرض کیا امیر المومنین میرے پاس اس کا ایسا حل ہے کہ آپ کا غم دور ہو جائے گا ولید نے کہا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دمشق فتح کیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ باب شرقی کی جانب سے بزور شمشیر شہر میں داخل ہوئے تھے جب نصاریٰ کو علم ہوا تو وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس باب الجابیہ کے پاس دوڑتے آئے اور امان طلب کر لی جسے انہوں نے قبول کر لیا پس وہ باب الجابیہ سے ابو عبیدہ صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے پس ہم ان دونوں حصوں کی پیمائش کرتے ہیں جہاں تک بزور شمشیر فتح کیا گیا علاقہ ہے جہاں سے لے لیں گے اور بقیہ حصہ نصاریٰ کے پاس رہے گا اور مجھے بھی امید ہے کہ کنیسہ بزور شمشیر فتح کئے گئے علاقے میں شامل ہو۔

ولید نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ نے میرا غم تو واقعی دور کر دیا۔

پس تم ہی اس مقام کی پیمائش کراؤ پس مغیرہ نے باب شرقی سے لے کر باب جابیہ تک کے علاقے کی پیمائش کی حتیٰ کہ ریحان نامی بازار تک واسطہ تھا تو معلوم ہوا کہ بزور شمشیر فتح شدہ علاقہ تو بڑی عمارت سے بھی تجاوز کر گیا پس کنیسہ بھی مسجد میں داخل کر دی گئی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو کہلا بھیجا کہ یہ کنیسہ تو بزور شمشیر فتح شدہ علاقے میں داخل ہے پس اب یہ ساری ہماری ہوئی اب اس پر تمہارا کوئی حق نہیں تو نصاریٰ نے کہا کہ امیر المومنین آپ نے پہلے ہمیں مال و زر اور قطعات اراضی کی پیشکش کر دی تھی جسے ہم نے رد کر دیا تھا اب امیر المومنین ہم پر یہ احسان کر دیں کہ ہمیں چار کنیسے

کہ اس ادارے سے ہم گرید یں تو ہم اس کنیسہ سے دستبردار ہو جائیں گے۔ پس ولید نے ان کا مطالبہ منظور کر لیا اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید نے اس کے عوض نصاریٰ کو دمام المقاسم کے نزدیک والا کنیسہ دے دیا تھا جو کہ باب الفرادیس کے اندر واقع ہے جس کا نام نصاریٰ نے کنیسہ مریم رکھ دیا۔

پھر ولید نے عمارت کو مسمار کرنے کے آلات لانے کا حکم دیا اور تمام امراء اور روساء اس موقع پر جمع ہو گئے اور نصاریٰ کے پادری اور بڑے بڑے اساقفہ بھی جمع ہو گئے اور ولید سے کہنے لگے اے امیر المومنین کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اس کنیسہ کے انہدام کا ارادہ کرے گا پاگل پن کا شکار ہو جائے گا۔ ولید نے اس پر کہا کہ مجھے یہی بات پسند ہے کہ اللہ کے لئے پاگل ہو جاؤں اور قسم ہے خدا کی مجھ سے پہلے کوئی شخص اس کنیسہ کو ڈھانے اور مسمار کا ہاتھ نہیں لگائے گا اور بعد ازاں کسی شے کو مسمار کرے گا۔ پھر خلیفہ خود اس کنیسہ کے شرقی منارہ پر چڑھ گئے جس میں مختلف راہب رہتے تھے جو کہ گرجا کی عبادت میں معروف تھے اس پر ایک عظیم صومعہ ہوا تھا جس میں ایک راہب رہائش پذیر تھا۔ ولید نے اسے نیچے اترنے کا حکم دیا جس پر راہب نے بہت ردعمل کیا۔ اس پر ولید اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹا۔ یہاں تک کہ اسے نیچے اتار دیا۔ پھر ولید کنیسہ کے سب سے اونچے مقام پر پہنچ گئے جو کہ مذبح کبیر کے اوپر واقع تھا جسے وہ لوگ شاہد کہتے تھے جو کہ کنیسہ کے اوپر مجسم ہوا تھا۔ پادریوں نے کہا ولید اس سے ڈرو، اس پر ولید نے کہا میں پہلا شخص ہوں گا جو اس شاہد کے سر پر کلہاڑی کا وار کرے گا۔ پھر ولید نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور شاہد پر کئی وار کر کے اسے زمین بوس کر دیا۔ ولید نے اس موقع پر پیلے رنگ کا جبہ پہنا ہوا تھا جس کے کناروں کو پٹکے کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ پھر ولید نے کلہاڑی لے کر سب سے اوپر والے پتھر پر وار کر کے اسے نیچے گرا دیا۔ جس کے بعد امراء سلطنت بھی اس عمل میں شریک ہو گئے پیچھے سے مسلمانوں نے تین دفعہ نعرہ تکبیر بلند کیا جب کہ نصاریٰ آہ و بکا اور چیخ و پکار کرنے لگے جو کہ بیرون کی سیڑھیوں پر چڑھ کے یہ منظر دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے۔ ولید نے امیر الحرس ابو نائل ریاح غسانی کو حکم دیا کہ انہیں مار کر دور کر دیں یہاں سے پرے ہٹا دیا جائے۔ پس اس نے نصاریٰ کو وہاں سے ہٹا دیا جس کے بعد ولید و دیگر امراء سلطنت نے مل کر اس کنیسہ کی تمام عمارتوں کو جس میں مذبح مکانات اور محرابیں تھیں منہدم کر دیا اور اس مقام کو چٹیل میدان کی صورت بنا دیا پھر نے خوبصورت انداز میں اس مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس کی مثال اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملتی۔ واللہ اعلم۔

اس مسجد کی تعمیر میں ولید بن عبد الملک نے انجینئروں، کاریگروں اور دیگر کارکنوں کی بڑی تعداد لگا رکھی تھی اور اصل اس مسجد کی تعمیر کا اصل محرک ولید کا بھائی اور اس کا ولی عہد سلیمان بن عبد الملک تھا اور کہا جاتا ہے کہ ولید نے بادشاہ روم کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ اپنے ملک کے قابل ترین انجینئر اور کاریگر بھیج دے تا کہ وہ انہیں مسجد کی تعمیر میں لگا دے یہ لوگ سنگ مرمر اور دیگر پتھروں کی تراش خراش کے ماہر تھے اور اگر بادشاہ روم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ عظیم لشکر لے کر اس کے ملک پر چڑھائی کر دے گا اور وہاں پر موجود تمام کلیساؤں کو منہدم کر دے گا اور کنیسہ القدس کو بھی نہیں چھوڑے گا جن میں کنیسہ رہا اور قمامہ کے علاوہ دیگر رومی آثار شامل ہیں اس پر رومی بادشاہ نے دو سو ماہر ترین کاریگر روانہ کئے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر اس عمارت کی تعمیر کا تھا کہ آپ کی ذاتی اختراع ہے تو یہ فعل تمہارے لئے عار ہے اور اگر یہ اختراع ان کی ہے تو آپ کے لئے باعث عار و شرم ہے۔ جب یہ بات ولید تک پہنچی تو اس نے بادشاہ روم کی اس بات کا جواب دینا چاہا اس کے لئے کچھ لوگ بھی اس کے پاس جمع ہو گئے جن میں شاعر فرزدق بھی شامل تھا اس نے کہا کہ اے امیر المومنین اس کا جواب میں کتاب اللہ سے دوں گا ولید نے کہا تو ہلاک ہو جواب کیا ہے؟ اس پر فرزدق نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

ففهمنا ها سليمان و كلا آتينا علما و حكما (سورۃ الانبیاء ۷۹)

اور ہم نے وہ بات سلیمان کو سمجھا دی اور ان دونوں کو ہم نے دانشوری اور علم عطا کر دیا تھا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند تھے جن کو وہ بات اللہ نے سمجھا دی جو حضرت داؤد کو سمجھ نہ آئی تھی ولید کو فرزدق کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے یہ جواب لکھ کر شاہ روم کی طرف روانہ کر دیا فرزدق نے اپنے ان اشعار میں اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ ...... (اے ولید) تو نے گرجاؤں کے نصاریٰ اور صبح خیز عبادت گزار لوگوں میں فرق دکھا دیا ہوں (الفرقان و مسلم) کا انداز تو ایک چھت کے نیچے پڑھتے تھے لیکن سجدہ وہ مختلف معبودوں اللہ جل شانہ اور بتوں کی کیا کرتے تھے۔ جو کہ شب بیداری کرتے اور عیسائی اپنے بتوں کو قرأۃ کے ساتھ کس طرح یکجا کر سکتے ہیں۔

حافظ عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم الدمشقی نے کہا کہ ولید نے مسجد کی اندرونی دیوار کو تعمیر کرایا اور مسجد کی دیواروں کی بلندی میں اضافہ کر دیا۔ حسین بن یحییٰ الخشنی نے بیان کیا ہے کہ ہود علیہ السلام نے اس مسجد کی قبلی دیوار تعمیر کی تھی۔

جب کہ مجاہد کا قول ہے کہ جب ولید نے اس قبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا جسے قبۃ النسر کہا جاتا ہے تو اس قبے کے ستون اکھڑ گئے پھر سے کھدوائے گئے تو ان میں سے میٹھا پانی نکل آیا جسے ان لوگوں نے پیا اور اس میں انگور کی بیلیں ڈال کر اس کے اوپر پتھروں سے تعمیر شروع کر دی جب کہ تعمیر ہو گئی ہو گی تو اس میں قبہ کی تعمیر کر دی گئی جس پر بنتے ہی زمین بوس ہو گیا پس ولید نے بعض معماروں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس قبہ کو تعمیر کرو ایک انجینئر نے کہا کہ میں بنا دوں گا اس شرط پر کہ اس کی تعمیر کوئی اور نہ کرے گا۔ پس ولید نے اس کی شرط مان لی۔

پس اس نے ستون تعمیر کیا اور ان کو گڑھوں کے اندر چھپا دیا اور ایک سال تک غائب رہا ولید کو کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں چلا گیا جب سال گزر گیا تو حاضر ہوا ولید اس پر بہت ناراض ہوا پھر اسے اور ولید ساتھ آئے کہ ان ستونوں کو نکالا جو مٹی کے برابر ہو کر پکی ہو گئی تھیں۔ پھر اس پر قبہ کی تعمیر شروع کر دی گئی جو مضبوط ہو گیا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ولید نے مسجد کے گنبد کو مکمل سونے کا بنانا چاہا تھا تا کہ مسجد کی شان میں اور اضافہ ہو معمار نے ولید سے کہا کہ آپ یہ کام نہ کر پائیں گے ولید نے غصہ میں آ کر اسے پچاس کوڑے لگوائے اور اس سے کہا تیری بربادی ہو کیا کہتا ہے میں یہ نہ کر سکوں گا اور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے عاجز ہوں حالانکہ دنیا کا خراج اور اموال میرے پاس جمع ہوتے ہیں معمار نے کہا ہاں میں اس کی وجہ بھی بیان کر دوں گا۔

ولید نے کہا بیان کرو معمار نے کہا سونے کی ایک اینٹ بنا کر اس کا حساب قبہ کی تعمیر ہونے والی اینٹوں سے لگاؤ ولید نے سونا لا کر اینٹ بنانے کا حکم دیا تو پتہ چلا کہ اس میں تو سونے کی بڑی تعداد صرف ہوتی ہے جب معمار نے کہا امیر المومنین ہمیں اس جیسی ہزاروں اینٹیں درکار ہیں اگر آپ پورا کر سکتے ہیں تو ہم تعمیر کے لئے تیار ہیں ولید نے جب اس بات کی تحقیق کی تو اس معمار کے لئے پچاس دینار عطا کیا اور کہا کہ میں سونے کو تعمیر میں استعمال کرنے سے عاجز نہیں ہوں لیکن اس میں اسراف ہے اور مال کا ضیاع ہے اور اس کا غلط جگہ پر استعمال ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مال اللہ کے راستے میں اور ضعیف مسلمانوں کی ضروری حالات پر خرچ ہو۔ پس اس کا یہی مصرف ہے۔ پھر مسجد کے گنبد کو اس معمار کی رائے کے مطابق تعمیر کرنے کا حکم دیا جب ولید نے اس مسجد کی چھت ڈالی تو اسے پتھر سے تعمیر کروایا جنہیں اندر سے سونے کی ملمع کاری سے مزین کیا گیا اس پر اس کے بعض اہل خانہ نے کہا کہ آپ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

اس پر ولید نے حکم دیا کہ ملک بھر میں جتنا سیسہ موجود ہے اسے جمع کیا جائے تا کہ مٹی کے بدلے تعمیر میں استعمال کیا جائے گا جو کہ چھتوں کے لئے بہت ضروری ہوگا پس شام اور دیگر علاقوں سے سیسہ جمع کیا جائے لیکن پھر کم پڑ گیا اس دوران ایک عورت کے پاس اس کی بڑی مقدار موجود تھی۔ چنانچہ ولید نے اس عورت سے خریدنے کا ارادہ کیا اس نے کہا میں تو اس کے وزن کے برابر چاندی لے کر اسے بیچوں گی انہوں نے یہ بات ولید کو لکھی لیکن ولید نے لکھا کہ چاندی کے عوض میں خرید لو جب انہوں نے چاندی تولی اسے دینا چاہا تو اس نے کہا اب تو یہ اللہ کی طرف سے ہوں گی اور اس سے مسجد کی چھت تعمیر کی جائے پس انہوں نے اس پر "اللہ کے لیے" لکھ کر مسجد کی چھت پر لگا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عورت اسرائیلی تھی اس سے لئے گئے اوراق پر لکھا گیا تھا کہ یہ اسرائیلی عورت کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔

بعض مورخ دمشق کا کہنا ہے کہ جامع دمشق میں صرف دو رخام بلقیس کے تخت کے لگے ہوئے تھے اور باقی سارا سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ولید نے سبز گنبد جو کہ اس کی ابتداء ہے خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے جس کی قیمت چار ہزار دینار تھی۔ دحیم نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مروان بن جناح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا کہ مسجد دمشق کے سنگ مرمر کی تعداد بارہ ہزار ہے ابو قصی نے دحیم سے انہوں نے ولید بن مسلم سے انہوں نے عمرو بن مہاجر سے انہوں نے کہا کہ لوگوں کے حساب کے مطابق ولید نے مسجد کے سامنے والی دیوار پر انگور کی بیلیں لگوائی تھیں ان کی قیمت ستر ہزار دینار تھی۔

ابو قصی نے کہا ہے کہ ولید نے جامع دمشق کی تعمیر میں سونے کے چار سو صندوق خرچ کئے ہر صندوق میں چودہ ہزار دینار تھے ایک دوسری روایت میں ہے کہ صندوق کے اندر اٹھائیس ہزار دینار تھے۔

ابو قصی نے بیان کیا ہے کہ ایک دن ولید کے پاس اطلاع آئی کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے بیت المال کی رقم بے جا خرچ کی ہے پس ولید نے لوگوں کو نماز کے وقت جمع کرنے کا حکم دیا جب لوگ جمع ہو گئے تو ولید نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا

مجھے خبر ملی ہے کہ آپ لوگوں کو خیال ہے کہ میں نے بیت المال کو بے جا صرف کر دیا ہے۔

پھر کہا اے ابو عمر جا کے خزانے سے بیت المال کے اموال اٹھا لاؤ پس سارا مال خچروں پر لاد کر مسجد میں لایا گیا اور قبۃ النسر کے نیچے بچھے سے بچھا کر اس پر خالص چاندی اور سونا الٹ دیا گیا تو اس کے ڈھیر لگ گئے یہاں تک کہ ڈھیر کے ایک طرف کھڑا آدمی دوسری طرف کھڑے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ خزانے میں بہت سا مال موجود ہے۔ پھر ترازو لا کر اسے تولا گیا تو مال تین سال تک لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی پایا گیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ مال سولہ سال تک کے لئے کافی تھا اگرچہ اس میں کچھ بھی اضافہ نہ کیا جائے۔

اس موقع پر ولید نے لوگوں سے کہا

خدا کی قسم میں نے اس مسجد کی تعمیر میں بیت المال سے ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کی جو کچھ اس کی تعمیر پر خرچ ہوا ہے یہ میرا ذاتی مال تھا۔

اس پر لوگ بہت خوش ہوئے اور فخر سے لگتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کو دعائیں دیتے ہوئے واپس چلے گئے ولید نے لوگوں سے کہا کہ

اے اہل دمشق بخدا میں نے بیت المال سے کوئی چیز اس مسجد کی تعمیر میں خرچ نہیں کی اس کی تعمیر میں نے اپنے ذاتی اموال سے کرائی ہے میں نے تمہارے اموال میں سے کوئی چیز خرچ نہیں کی۔

پھر کہا

اے اہل دمشق تم اہل زمانہ کے سامنے اپنی چار چیزوں پر فخر کا اظہار کرتے ہو ملک شام کی ہوا پر، پانی پر، اس کے پھلوں پر اور اس کے حماموں پر، میں نے چاہا کہ اس میں پانچویں چیز کا بھی اضافہ کر دوں اور وہ یہ مسجد ہے۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مسجد کی سامنے والی دیوار پر تین سنہری تختیاں آویزاں تھیں جن پر لکھا ہوا تھا

بسم الله الرحمٰن الرحیم لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنة ولا نوم۔ لا الہ الا الله وحدہ لا شریک لہ ولا نعبد الا ایاہ ربنا الله وحدہ ودیننا الاسلام، ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم

اس مسجد کی تعمیر اور کنیسہ کا منہدم کرنے کا حکم عبداللہ امیر المومنین ولید نے ذوالقعدہ سن ۸۶ھ کو دیا تھا ان میں سے ایک اور تختی پر یوں لکھا ہوا تھا۔

الحمد لله رب العالمین الخ النازعات الخ عبس وتولیٰ الخ اذا الشمس کورت الخ

کہا جاتا ہے کہ یہ تختیاں مامون کی دمشق آمد کے بعد مٹا دی گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ جامع دمشق میں دروازہ تک سنگ رخام لگا کر اس میں سنہرے، سبز، نیلے اور سفید نگینے جڑے گئے تھے اس پر ان لوگوں نے مشہور شہروں کے نقشے بنا دیے تھے اور اس کی تصویر محراب پر خانہ کعبہ کا خاکہ اور دائیں بائیں مشہور شہروں کے نقشے اور ان علاقوں میں موجود درختوں اور پھلوں کے خاکے بنائے گئے مسجد کی چھت پر سونے کا ملمع کیا گیا تھا دیواروں پر چاندی اور سونے کی زنجیریں خوبصورتی سے لٹکائی گئی تھیں۔ جا بجا شمعیں روشن کر کے رکھ دی گئی تھیں پھر کہا ابو قصی نے کہ محراب صحابہ میں ایک برتن رکھا گیا تھا جو بلور اور شیشے سے بنایا گیا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیشہ نہیں بلکہ خالص موتی کا پتھر تھا جس کا نام "القلیلہ" تھا۔ جب تمام شمعیں بجھا دی جاتیں یہ موتی ساری مسجد کو روشن کر دیتا۔ پھر جب امین بن ہارون الرشید کا زمانہ آیا تو چونکہ اسے موتی و جواہر سے بہت محبت تھی اس نے دمشق کے والی سلیمان اور امیر یونس کو لکھ بھیجا کہ یہ موتی میرے پاس بھیج دو والی نے لوگوں کے خوف سے اسے چرا لیا اور پھر امین کے پاس بھیج دیا پھر جب زمام خلافت مامون کے ہاتھ میں آیا تو اس نے یہ موتی واپس جامع دمشق میں جڑوا دیا تاکہ اس فعل سے وہ امین پر فضیلت حاصل کر سکے۔ ابن عساکر نے کہا کہ اس کے بعد اس جگہ ایک چراغ رکھ دیا گیا ابن عساکر کے مطابق یہ چراغ میں نے خود دیکھا پھر یہ چراغ ٹوٹ گیا جس کے بعد کوئی چراغ وہاں نہیں رکھا گیا اس مسجد میں نہایت خوبصورت دروازوں کی جگہ پردے لٹکائے گئے تھے اور اسی طرح پردے تمام دیواروں پر بھی بچھائے گئے تھے۔

مسجد کی دیواریں سونے کے پانی سے لیپ دی گئی تھیں اس پر نہایت خوبصورتی سے نقش بنائے گئے تھے اور ولید نے شمالی منارہ بھی تعمیر کرایا تھا

جس کو دلہن کا مینار ’’مأذنۃ العروس‘‘ کہا جاتا تھا جبکہ مشرقی اور مغربی منارے اس سے قبل کے ہیں۔ یونانیوں کے دور سے موجود تھے اور اس معبد جو کہ کونے میں ایک جگہ اور نہایت خوبصورت صومعہ بنا ہوا تھا جس کو یونانی کلدانیوں نے ستاروں پر تحقیق کے لئے رصدگاہوں کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں شمالی چبوترے گر گئے جب کہ یہ دونوں مینار باقی رہ گئے۔

اس کے بعد مشرقی مینار کے بعض حصوں میں آتش زدگی ہوئی تھی جس سے اس کو کافی نقصان پہنچا تھا یہ واقعہ ۷۴۰ھ میں پیش آیا تھا چونکہ اس آتش زدگی کا الزام نصاریٰ پر لگا تھا اس لئے اس کی تعمیر نو اور ترمیم نصاریٰ کے اموال سے کی گئی جس کے بعد اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا جس وقت سفید چمکدار تھا کہا جاتا ہے کہ یہی سفید منارہ ہو آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے جس وقت دجال کے ظہور پر لوگوں میں ایک فتنہ برپا ہو چکا ہو گا جس کا ثبوت صحیح مسلم میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

اس منارہ کا اوپر والا حصہ آتش زدگی کی نذر ہو گیا تھا جو کہ لکڑی سے تعمیر شدہ تھا جلنے کے بعد اس کو پتھروں سے دوبارہ تعمیر کروا دیا گیا
اللہ کو ہی اس کا علم ہے۔

مقصود کلام یہ ہے کہ جب جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی تو روئے زمین پر اس جیسی مسجد کہیں نہیں تھی نہ خوبصورتی نہ ہی فن تعمیر کے لحاظ سے ہو کوئی اسے پاس سے کسی طرف پر نظر ڈالتا تو چند گھڑی سکتے کے عالم میں محو حیرت اس کو تکتا رہتا۔

اس کی خوبصورتی دلکشی، حسن تعمیر اور حیرت انگیز اشیاء کی اس میں موجودگی دیکھنے والے کو حیرت اور اس کو اس مسجد کو دیکھتے رہنے کی طرف مائل کرتی اور جب دیکھنے والا اسے دیکھتا اس کو ہر بار اس میں ایک نیا عجوبہ دریافت ہوتا نظر آتا۔ اس مسجد میں یونانیوں کے زمانے کے طلسمات رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس مسجد کی زمین پر حشرات، سانپ، بچھو، کوڑے اور شیر قدم نہیں رکھ سکتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسجد میں پرندے تک گھونسلے نہیں بناتے تھے اور نہ ہی کبوتر کوئی یا جانور یا حشرات اس مسجد میں آ سکتا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو اس جیسے اور بہت سے طلسمات مسجد کی چھت میں رکھے ہوئے تھے پھر جب ابن ابی سفیان کی رات اس میں آگ لگی تو اس میں موجود کئی طلسمات ضائع ہو گئے اس وقت فاطمین کی حکومت تھی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ دمشق میں مختلف جگہوں پر یونانیوں نے طلسمات رکھے تھے جن میں بعض اب تک موجود ہیں۔

ان طلسمات میں سے ایک عمود ہے جس کی چوٹی گول ہے یہ عمود شہر کے بازار میں واقع ہے جسے آج کل طلسم کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ عمود یونانی جانوروں کے مرض قولنج سے شفا یابی کے لئے بنایا تھا جس جانور کو یہ مرض لاحق ہوتا اسے لا کر اس عمود کے گرد تین چکر گھماتے جانور کے پیٹ میں رکا ہوا فضلہ اسہال کی صورت میں باہر نکل جاتا یہ عمل یونانیوں کے عہد سے ہے۔

امام ابن تیمیہ نے اس عمود کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں ایک ظالم شخص مدفون ہے یہ شخص کافر تھا جب لوگ جانور کو اس کے گرد گھماتے تھے یہ جانور اس کافر کو دیے جانے والے عذاب کو محسوس کر کے شدت خوف سے اس کا پیشاب نکل آتا۔

اس لئے دوسرے زمانے میں لوگ جانوروں کو لے کر یہود و نصاریٰ کی قبروں پر جاتے ہیں جب جانور ان کی چیخیں سنتے ہیں تو ان کا پیٹ خوب جاری ہو جاتا ہے۔ مذکورہ عمود کا ذکر کوئی راز نہیں ہے جو شخص اس عمود سے اچھائی، برائی اور منفعت، نقصان کا اعتقاد رکھے وہ واضح گمراہی اور غلطی کا مرتکب ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس عمود کے نیچے ایک آدمی کا خزانہ دفن ہے اس شخص کا اعتقاد تھا کہ یہ زندگی تو دنیاوی ہے ہم مر کر پھر دوبارہ اس کی طرف لوٹ آئیں گے جس کا ذکر قرآن کی سورۃ المومنون آیت ۳۷ میں موجود ہے۔

ولید کی موت کے بعد اس مسجد کی تکمیل میں اس کے جانشین بھائی سلیمان بن عبدالملک بن مروان ہاشمی کے لئے مسجد میں ایک مقصورہ اور مکان بھی بنایا گیا تھا جب خلافت عمر بن عبدالعزیز کو ملی تو انہوں نے مسجد اموی سے تمام سونے چاندی کی زنجیریں اکھاڑ کر انہیں بیت المال میں جمع کرنے کا ارادہ کیا اس کے بدلے میں وہاں ٹاٹ لگانا چاہتا تھا اس کی خبر امراء دمشق کو ہوئی تو وہ سب امیر المومنین کے پاس جمع ہو گئے ان میں سے خالد بن عبداللہ قسری نے کہا کہ تمہاری بات ان سے کہتا ہوں چنانچہ اس نے کہا

اے امیر المومنین مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ مسجد اموی سے تمام سونے چاندی وغیرہ اشیاء اکھیڑنا چاہتے ہیں؟
عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہاں۔

خالد بن عبداللہ نے کہا اے امیر المومنین اس کی تعمیر آپ کے مال سے تو نہیں ہوئی؟

عمر بن عبدالعزیز نے کہا اے کافر عورت کی اولاد کیوں نہیں (خالد کی ماں رومی عیسائی لونڈی تھی)۔

اس پر خالد نے کہا اے امیر المومنین اگرچہ میری ماں کافر تھی لیکن اس نے جنا تو ایک مومن ہی کو ہے۔

عمر بن عبدالعزیز خالد کا یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گئے اور کہا آپ نے سچ کہا، پھر خالد سے کہا آپ نے وہ بات کیوں کہی تھی؟

خالد نے جواب دیا اے امیر المومنین اس مسجد کی تعمیر میں جو سنگ مرمر استعمال ہوا ہے زیادہ تر مختلف علاقوں کے مسلمانوں کا عطیہ کردہ ہے اس میں بیت المال سے کچھ بھی نہیں لیا گیا۔

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنے لگے گویا اپنے ارادے سے باز آ گئے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اتفاق سے اس زمانہ میں رومی سلطنت کے کچھ سفیر دمشق وارد ہوئے چنانچہ انہیں باب البرید میں گزار کر باب الکبیر تک لایا گیا جو نسر (بازنما چبوترہ) کے نیچے ہے رومی سفیر اس عجوبہ عالم اور نادر فن کردہ یہاں کے زخارف کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے یہاں تک کہ ان کا بڑا مسلمانوں کی اس شان و شوکت کو دیکھ کر بیہوش ہو کر گر پڑا اسے اٹھا کر آرام گاہ تک لایا گیا، کئی دن تک اس پر بیہوشی کی کیفیت طاری رہی جب افاقہ ہوا تو ہم ہی اس سے بیہوشی کا سبب دریافت کرنے لگے تو کہنے لگا:

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مسلمان اس قدر ترقی یافتہ ہو سکتے ہیں میرا تو یہ گمان تھا کہ ان کی حکومت چند دنوں تک بمشکل قائم رہ سکے گی"۔

جب اس واقعہ کا عمر بن عبدالعزیز کو ہوا تو اس نے کہا:

"اگر یہ مسجد کفار کے دلوں میں کھٹکتی ہے تو اسے رہنے دو"۔

دمشق کے نصاریٰ ایک دن عمر بن عبدالعزیز کے ہاں جمع ہوئے ولید کے زمانہ میں ان سے لئے گئے اموال واپس دلانے کا مطالبہ کرنے لگے عمر ان کا مطالبہ ماننے لگا تھا اور وہ کچھ واپس دینا چاہتا تھا جو ولید نے ان سے لے کر جامع دمشق میں شامل کر لیا تھا لیکن عمر نے اس مسئلے کی تحقیق کرائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عیسائی سے معاہدہ کی رو سے شہر سے باہر واقع کنائس عیسائیوں کی تحویل میں بدستور تھی، ان میں کنیسہ دیر مروان جو کہ قاسیون کی چوٹی پر معظمیہ گاؤں میں واقع ہے اور کنیسہ راہب، کنیسہ توما اور دیگر تمام کنائس جو کہ قریہ جواجز میں واقع ہیں معاہدہ میں شامل نہ تھیں پس عمر بن عبدالعزیز نے ان کو اختیار دیا کہ وہ یہ مطالبہ واپس لے لیں یا پھر یہ تمام کنائس خراب کر دی جائیں اور عیسائی مسلمانوں کے ساتھ بخوشی رہن سہن قبول کر لیں عیسائی تین دن کے مشاورت کے بعد اس بات پر متفق ہو گئے کہ معاہدے سے خارج تمام کنائس اپنے حال پر برقرار رہیں عیسائی مزید مطالبہ نہیں کریں گے اس کے بدلے امیر المومنین انہیں امان کا معاہدہ تحریر کر دیں پس امیر المومنین نے ان کی شرائط پر انہیں معاہدہ لکھ دیا۔

حاصل یہ کہ جب جامع اموی کی تعمیر تکمیل کو پہنچی تو اس جیسی حسین اور دلربا عمارت روئے زمین پر نہیں تھی فرزدق نے اس بارے میں کہا ہے کہ اہل دمشق روئے زمین پر جنت کے محلات میں سے ایک محل میں رہائش پذیر ہیں یعنی جامع دمشق۔ احمد بن ابی الحواری نے ولید بن مسلم سے انہوں نے ابن ثوبان سے روایت کی ہے کہ اہل دمشق سے بڑھ کر کوئی جنت کا مشتاق نہیں ہو سکتا کیوں کہ ان کے سامنے اس کا ایک نمونہ موجود ہے (یعنی مسجد اموی)۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب عباسی خلیفہ المہدی بیت المقدس کی زیارت کے غرض سے دمشق میں داخل ہوا تو اسے جامع دمشق نے بہت متاثر کیا اس نے اپنے کاتب ابی عبید اللہ الاشعری سے کہا اے بنو امیہ ہم سے تین چیزوں میں سبقت فضیلت حاصل کر گئے۔

(۱)...... پہلی اس مسجد کے ذریعے جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں دیکھی۔

(۲)...... دوسری چند اصحاب کے فضل و عطا غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت۔

(۳)...... عمر بن عبدالعزیز کی شخصیت کی بنا پر خدا کی قسم ان جیسا امیر ہم میں کبھی نہیں پیدا ہو گا۔

پھر مہدی بیت المقدس میں داخل ہوا تو اس کی نظر میں عبدالملک بن مروان کی تعمیر کرائی ہوئی قبہ صخرہ پر پڑی مہدی نے اپنے کاتب سے کہا یہ چوتھی بھی ہے۔

پھر ہارون رشید کا بیٹا مامون (الرشید خلیفہ بن کر) دمشق دیکھنے چلا تو اس کے ہمراہ اس کا بھائی معتصم اور قاضی یحییٰ بن اکثم بھی تھا۔ مامون نے جامع دمشق کو دیکھ کر کہا اس مسجد میں سب سے خوبصورت اور عجیب کونسی چیز ہے؟ معتصم نے کہا اس میں جڑا ہوا سونا، یحییٰ بن اکثم نے کہا کہ یہ رخام اور اس کی عمدہ بناوٹ۔ مامون نے جواب دیا مجھے تو اس کی بے نظیر اور عمدہ فن تعمیر نے دل گرفتہ کر دیا ہے پھر مامون نے قاسم تمار سے کہا کہ میری اس لونڈی کے لئے کوئی خوبصورت سا نام تجویز کرو۔

قاسم نے کہا امیر المومنین اس کا نام جامع اموی دمشق رکھ دیں کیونکہ اس مسجد سے بڑھ کر کوئی چیز دنیا میں خوبصورت نہیں۔ عبدالرحمن نے ابن الحکم (المامون) شافعی سے روایت کی کہ عجائبات عالم پانچ ہیں۔ ایک تمہارا یہ منارہ، دوسرا ذی القرنین اسکندریہ میں۔ سوم اصحاب الرقیم وہ روم انطاکیہ میں ہیں۔ چہارم باب اندلس یا قلب وہ آئینہ ہے جس کے نیچے کھڑا آدمی تین سو میل کا فاصلہ پر دیکھ سکتا ہے یہ بھی مشہور ہے کہ وہ آدمی قسطنطنیہ میں موجود شخص کو دیکھ سکتا ہے، پنجم مسجد دمشق ہے اور اس پر آنے والا خرچ ہے جو ختم نہ ہوگا، رخام اور فسیفساء وغیرہ ہے کیونکہ اس ادے کے اخراج کی جگہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہا یہ گیا ہے کہ رخام ایک مرکب معجون ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ گرم ہونے پر پگھل جاتا ہے۔

(مؤرخ) ابن عساکر نے کہا ہے کہ ابراہیم بن ابی اللیث کاتب جب دمشق آیا تھا تو اس نے اپنے کسی خط میں لکھا تھا کہ (دمشق کی تعریف کرتے ہوئے) پھر ہمیں موجودہ جگہ سے منتقل ہو کر دمشق جانے کا حکم ہوا چنانچہ ہم ایسے علاقہ میں پہنچے جس کی خوبیاں بے انتہا ہیں۔ باطن و ظاہر کے اعتبار سے ایک جیسا ہے لوگ بھی اچھے، علاقہ بھی اچھا، گلیاں ہیں کہ خوشبو کی وادیاں، سڑکیں کشادہ، آپ جہاں جائیں گے خوشبو کو اپنا استقبال کرتا پائیں گے جہاں دیکھیں گے ایک خوبصورت منظر آنکھوں کو خیرہ کر دے گا اور جب آپ اس شہر کی جامع مسجد دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی اس مسجد کی تعریف اور اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی دیکھنے والا اس کی ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ یہ مسجد اس زمانہ کا ایک عجوبہ ہے وقت کی اہم ترین شے عجیب ترین گوہر۔ اللہ نے اس مسجد کے ذریعے یاد رکھا جانے والا سبق ذہن نشین کرا دیا۔

اور نہ ہی آئندہ کبھی اس جیسی چیز کوئی بنا سکے گا۔ ابن عساکر کے مطابق بعض محدثین و علماء نے جامع دمشق کی تعریف میں کچھ اشعار و قصائد بھی کہے۔

فصل

جامع دمشق کی خوبیوں اور اشراف واعیان کی رائے کے بارے میں حضرت قتادہ سے منقول ہے قرآن میں (والتین) سے دمشق کی جامع مسجد (والزیتون) سے بیت المقدس، (وطور سینین) سے اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونے کے مقام اور (وھذا البلد الامین) سے مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عساکر نے بھی اسے نقل کیا۔ صفوان بن صالحؒ نے متعدد طرق سے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے۔ دمشق میں ایک ایسی جامع مسجد تعمیر کی جائے گی جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی۔ ولید بن مسلم نے کئی واسطوں سے ابو عبدالرحمن کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبل قاسیون کی طرف وحی کی کہ اپنا سایہ اور برکت جبل بیت المقدس پر ڈالتے رہو۔

راوی کا قول ہے جبل قاسیون نے ایسا ہی کیا پھر اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ جب تم نے ایسا کر لیا تو اب میں تیرے خطہ میں اپنی عبادت کے لئے ایک مسجد بناؤں گا جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی اور کچھ عرصہ بعد میں تیرا سایہ اور برکت بھی واپس کر دوں گا۔

وحیم کا قول ہے کہ مسجد کے چاروں دیواریں حضرت ہود علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے اور دو کیلوں سے اوپر کا حصہ ولید بن عبدالملک کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ قبلہ کے سامنے والی دیوار حضرت ہود علیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ عثمان ابی عاتکہ نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ قرآنی آیت (والتین) سے دمشق کی جامع مسجد کی طرف اشارہ ہے۔

ابوبکر احمد بن عبداللہ نے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کا قول ہے کہ باب الساعات کے پاس ایک چٹان جس پر قربانی کی اشیاء رکھی جاتی تھی جس کی قربانی کو آگ آ کر کھاتی۔ اس کی قربانی قبول ہو جاتی جس کی قربانی کو آگ نہیں کھاتی اس کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ بعد کو یہ

چنانچہ باب الساعات میں منتقل کر دی گئی اور یہ اب تک موجود ہے۔ بعض کا قول ہے اس چٹان پر حضرت آدم کے دونوں بیٹوں نے اپنی قربانی رکھی تھی ایک کی قبول ہو گئی دوسرے کی مسترد ہو گئی تھی۔

ہشام بن عمار نے حسن بن یحییٰ خشنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات جامع دمشق میں نماز پڑھی۔ ابو بکر بن ابی الدنیا نے کئی واسطوں سے نقل کیا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے ایک رات چوکیداروں سے کہا آج رات میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔ بعض نے کہا اے امیر المومنین حضرت خضر علیہ السلام ہر رات اس میں نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے چوکیداروں سے کہا آج میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔ اس کے بعد باب الساعات کے پاس آ کر اس نے دروازہ کھلوایا تو دروازہ کھول دیا گیا اس نے باب الساعات اور باب الخضراء کے درمیان مقصورہ کے سامنے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر چوکیداروں سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو ہر رات نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اس کی اسناد میں شک ہے یہاں پر کسی طرح بھی حضرت خضر کا نماز پڑھنا ثابت نہیں۔

آخری زمانہ میں یہ بھی بہت مشہور ہوا کہ اگلا حصہ جو حمامات قریب کے دروازے کے پاس ہے یہی زاویہ خضر کہلاتا ہے لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں البتہ صحابہ کرام کا اس میں نماز پڑھنا تو ثابت ہے اور اس کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے سب سے پہلے امیر شام اس امت کے امین اور عشرہ مبشرہ میں سے ابو عبیدہ بن جراح نے اس میں نماز پڑھی اسی طرح صحابہ کرام کی ایک جماعت معاذ بن جبل وغیرہ نے بھی اس میں نماز پڑھی لیکن ولید کے اس کی تعمیر و تبدیل کرنے سے قبل مذکورہ حضرات نے اس میں نماز پڑھی ہے۔

اس کے بعد صرف انس بن مالک نے اس میں نماز پڑھی۔ جب وہ ۹۲ھ میں یہاں آئے اور انہوں نے تاخیر سے نماز پڑھنے پر ولید کو ٹوکا بھی تھا جیسا کہ گزر چکا ہے اسی طرح عنقریب عیسیٰ بن مریم بھی اس میں نماز پڑھیں گے جب دجال کا خروج ہوگا اور لوگ دمشق میں پناہ لیں گے پھر صحیح احادیث کے مطابق نزول کریں گے حضرت عیسیٰ کا نزول نماز فجر کے وقت جامع دمشق کے مشرقی کنارہ پر ہوگا۔

اس کے بعد عیسیٰ بن مریم لوگوں کی طرف نکلیں گے وہ عقبہ افیق یا باب لد کے پاس دجال کو پکڑیں گے وہیں اسے قتل کر دیں گے ہم نے قرآنی آیت (وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته) کی تفسیر میں اسے وضاحت سے بیان کر دیا گیا آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب عیسیٰ بن مریم حاکم عادل امام بن کر اتریں گے وہ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے وہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کریں گے حاصل یہ کہ عیسیٰ بن مریم جامع دمشق کے مشرقی کنارے پر اتریں گے اس وقت دمشق شہر دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا یہی منارہ ہے جو ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کے اموال سے بنایا گیا عیسیٰ بن مریم دو فرشتوں کے درمیان ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہوں گے۔ یہ نماز فجر کا وقت ہوگا اور آپ کا نزول دمشق کی جامع مسجد میں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ جامع اموی کے منارہ پر نزول عیسیٰ حائل نہیں کیونکہ فتنہ دجال عام ہوگا پس لوگ اس شہر کے اندر پناہ لیں گے اور شہر سے باہر جو بھی ہوگا وہ دجال کا تابع ہوگا اس لئے کہ دمشق آخری زمانہ میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگی اور دجال سے محفوظ رہنے کی آماجگاہ ہوگی اس صورت میں شہر کے باہر کون نماز پڑھے گا حالانکہ مسلمان تو سب کے سب شہر کے اندر ہوں گے۔ اور عیسیٰ بن مریم کا نزول نماز کی اقامت کہی جانے کے بعد ہوگا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے پھر عیسیٰ بن مریم لوگوں کو لے کر دجال کو قتل کرنے کے لئے اسے تلاش کریں گے۔

یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کلام ——— ابن عساکر نے زید بن واقد کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق کی تعمیر کے وقت اس کے کاریگروں کو کام کرنے پر ولید نے مجھے نگران بنایا اسی اثناء میں ہم نے ایک غار دیکھی تو ولید کو بھی ہم نے دکھا دیا جب رات ہوئی تو ہم شمع لے کر اس میں گئے اچانک ہم نے اس میں ایک چھوٹا سا تین مربع گز کا ایک کنیسہ دیکھا جس میں ایک صندوق تھا جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں ایک پیالہ تھا حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک اس کے اندر تھا۔ پیالہ پر لکھا ہوا تھا کہ اس میں حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر ہے ولید نے حکم دیا کہ ہم اس کو اسی جگہ پر رکھ دیں اور جس پتھر سے اسے بند کیا گیا تھا اسی پتھر سے اس غار کو بند کرنے کا حکم دیا زید بن واقد نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ

حجر قبر کے ستونوں میں سے ایک ستون تھی اور ابو بکر بن ابی داؤد نے متعدد طرق سے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک نماز پڑھنے پر تیس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے لیکن یہ روایت بہت غریب ہے اور ابن عساکر نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ واثلہ بن الاسقع باب جیرون کے متصل مسجد کے دروازوں سے نکلے تو کعب بن احبار سے ان کی ملاقات ہوئی کعب بن احبار نے ان سے سوال کیا کہ اس وقت کہاں کا ارادہ ہے واثلہ نے جواب دیا بیت المقدس کا، کعب نے ان سے فرمایا میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایسی جگہ دکھاؤں گا کہ وہاں پر نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے مساوی ہے چنانچہ واثلہ ان کے ساتھ گئے تو انہوں نے باب اصغر کے درمیان والی جگہ جہاں سے خلیفہ کی آمد و رفت تھی انہیں دکھائی اور فرمایا جس نے یہاں نماز ادا کی اس نے گویا بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ واثلہ نے کہا یہ میری اور قوم کے بیٹھنے کی جگہ لیکن یہ روایت بھی غریب اور منکر ہے۔

ولید بن مسلم کا قول ہے جب ولید بن عبدالملک نے دمشق کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو لوگوں کو مسجد کے سامنے والی دیوار سے ایک پتھر کی ایک تختی ملی جس میں کتاب کا نقش تھا انہوں نے وہ تختی ولید کے پاس اس نے اسے روم بھیج دیا انہوں نے اس نقش کو نہیں پڑھا پھر روم والوں نے اسے دمشق بھیجا تو انہوں نے بھی اسے نہیں پڑھا۔

ابن عساکر نے عبدالرحمن بن عمر کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جامع دمشق کے مزدوروں کو ایک جگہ سے ایک بند دروازہ ملا انہوں نے اسے کھولا نہیں بلکہ ولید کو اس کے بارے میں بتایا ولید اس کے پاس گیا ولید نے اسے کھلوایا تو اس میں سے ایک پتھر کا بنا ہوا ایک انسان نکلا جو پتھر کے گھوڑے پر سوار تھا اور دوسرا ہاتھ بند تھا اسے کھلوایا گیا تو اس میں سے گندم کا ایک دانہ نکلا جب اس کے بارے میں معلومات کی گئیں تو اسے بتایا گیا کہ اگر اس کو کھولا نہ جاتا تو اس شہر میں بھی گندم اور جو کا قحط نہ پڑتا۔ حافظ ابو محمد وراق نے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عساکر کا قول ہے میں نے اپنے دادا ابو المفضل یحییٰ بن علی سے سنا ہے کہ جامع دمشق میں آگ لگنے سے پہلے تمام حشرات کے طلسمات تھے۔ پھر جب ۴۶۱ھ وسط شعبان میں نماز عصر کے بعد جامع میں آگ لگی تو یہ تمام طلسمات بھی ختم ہو گئے شیخ ابن تیمیہ کا قول ہے جامع دمشق میں ایک مشرک کی قبر بھی ہے جو عذاب میں مبتلا ہے چنانچہ جانوروں کو اس عذاب کا احساس ہوتا ہے اور جب وہ تکلیف کی وجہ سے آواز نکالتا اور چیختا چلاتا ہے تو جانور اس کی آواز سن کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

اس گھڑی کا بیان جو مسجد کے دروازے پر نصب تھی …… قاضی عبداللہ بن احمد بن زبیر کا قول ہے مسجد کے باب القبلی کا نام باب الساعات ہے اس لئے پڑ گیا کہ اسی جگہ پر گھنٹے بیتنے کا عمل ظہور پذیر ہوتا اور دن کے ہر گھنٹے گزرنے کے ساتھ یہ عمل یوں ہی جاری رہتا تھا اس پر چڑیاں اور پیتل کا سانپ بنا ہوا تھا اور کوا بنا ہوا تھا ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد سانپ اپنا منہ نکالتا، چڑیاں چہچہاتیں اور کوا شور کرتا اسی کے ساتھ اوپر سے زمین پر رکھے طشت میں ایک کنکری گرتی جس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اب دن کا اتنا حصہ گزر گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں دو احتمال ہیں:

(۱) …… گھڑی جامع کے باب قبلی پر نصب تھی جو قاضی عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں تھی۔

(۲) …… یہ گھڑی مشرقی جانب قبلی کے سامنے والی دیوار پر تھی پھر بعد میں باب قبلی پر نصب کر دی گئی پھر بعد میں یہ سب کچھ باب الوراقین کی طرف منتقل کر دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہ قبہ جو جامع کے درمیانی صحن میں ہے جسے تمام لوگ قبۂ ابی نواس کہتے ہیں اس کی تعمیر ابن عساکر کے قول کے مطابق ۳۶۹ھ میں ہوئی اور وہ قبہ جو قبۂ عائشہ کے نام سے مشہور ہے اس کے بارے میں شیخ ذہبی کا قول یہ ہے کہ مہدی بن منصور عباسی کے زمانہ میں ایک سو ساٹھ ہجری کے آغاز میں اس کی تعمیر ہوئی۔ اور قبہ شرقیہ جو باب علی پر ہوا ہے اس کی تعمیر حاکم عبیدی کے زمانہ میں ۴۰۰ھ کے آغاز میں ہوئی اور جیرون کے نیچے والا فوارہ شریف فخر الدولہ ابو یعلیٰ حمزہ بن حسن بن عباس حسینی نے بنوایا اور ۴۱۷ھ ربیع الاول جمعہ کی شب اس کے پانی کا بندوبست کیا گیا اس کے چاروں طرف پل بنائے گئے اس پر قبہ بنایا گیا بعد میں ازدحام کی وجہ سے توڑ دیا گیا۔ اور یہ ۴۶۱ھ ماہ صفر کا واقعہ ہے پھر وہ گر گیا پھر اسے دوبارہ بنایا گیا پھر ۵۶۲ھ ماہ شوال میں دوبارہ منہدم ہو گیا۔ یہ تمام تفصیلات حافظ ابن عساکر نے بیان کی۔

جامع اموی میں قرآت قرآن کی ابتداء...... ابوبکر بن داؤد نے متعدد طرق سے حسان بن عطیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق میں سب سے پہلے ہشام بن اسماعیل مخزومی نے باقاعدگی سے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس کو رواج دیا اس کے بعد عبدالملک نے اہتمام کیا چنانچہ وہ صبح کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتا تھا لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ عبدالملک جیرون دار میں بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد ہشام نے بھی اسی طرح کی تلاوت قرآن شروع کر دی جب عبدالملک نے اس کی قرآۃ سنی تو اسے وہ پسند آ گئی اس نے بھی ہشام کی قرآۃ میں پڑھنا شروع کر دیا پھر عبدالملک کے غلام نے بھی اس کی قرآۃ میں پڑھنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں اہل مسجد میں جس جس کو قرآۃ پسند آئی اس نے بھی ہشام کی قرآۃ میں پڑھنا شروع کر دیا۔

خطیب دمشق ہشام بن عمار کا قول ہے کہ دمشق کی مسجد میں سب سے پہلے قرآۃ کی ابتداء کا سہرا اسماعیل بن مغیرہ مخزومی کا سر ہے فلسطین میں سب سے پہلے قرآۃ کی ابتداء ولید بن عبدالرحمن جرشی نے کی یاد رہے کہ ہشام بن اسماعیل مدینہ کا نائب تھا اسی نے سعید بن مسیب کو ولید بن عبدالملک کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے پٹوایا تھا اس کے بعد مدینہ کی نیابت سے معزول کر دیا تھا اور عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے حاکم بنے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔

سادات سلف اور تابعین میں سے ان سات بزرگوں کی جماعت دمشق میں حاضر ہوئی جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۱)...... ہشام بن اسماعیل۔ (۲)...... ہشام کا مولیٰ رافع۔
(۳) اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر۔ (۴)...... نمیر بن اوس اشعری۔
(۵)...... یزید بن ابی مالک ہمدانی (۶)...... سالم بن عبداللہ محاربی۔
(۷)...... محمد بن عبداللہ بن لبید اسدی۔

فقہاء محدثین اور حفاظ میں سے یہ حضرات حاضر ہوئے:

(۱)...... ابو عبدالرحمن قاسم بن عبدالرحمن۔ (۲)...... مکحول۔
(۳)...... سلیمان بن موسیٰ اشدق۔ (۴)...... عبداللہ بن علاء بن زبر۔
(۵)...... ابو ادریس اصغر۔ (۶)...... عبدالرحمن بن عامر یحصبی۔
(۷)...... یحییٰ بن حارث ذماری۔ (۸)...... عبدالملک بن نعمان مری۔
(۹)...... انس بن انس عذری وغیرہ۔

ابن عساکر نے اسی طرح تفصیل بیان کی۔ راوی کا قول ہے کہ بعض نے ان حضرات کے اجتماع کا انکار کیا جو بلاوجہ ہے۔

فصل

جامع دمشق کی تعمیر کی ابتداء ۸۶ھ کے آخر میں ہوئی ذیقعدہ میں وہ کنیسہ منہدم کیا گیا جس کی جگہ جامع دمشق تعمیر کرایا گیا اس کنیسہ کے انہدام کے بعد ہی جامع کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور دس برس میں مکمل ہوا۔ ۹۶ ہجری میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی۔ اسی سال جامع کے بانی ولید بن عبدالملک نے وفات پائی۔ اس وقت جامع دمشق کا کچھ کام باقی تھا جس کی تکمیل اس کے بھائی سلیمان نے کی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں یعقوب بن سفیان نے ہشام بن عمار سے دمشق کی مسجد کے قصے اور کنیسہ کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب میں کہا اصل بات یہ ہے کہ ولید نے نصاریٰ سے یہ کہا تھا کہ کنیسہ توما ہم نے جبر اور کنیسہ داخلہ صلح کا لیا اب میں کنیسہ توما کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہوں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا آپ کنیسہ توما کے بجائے کنیسہ داخلہ کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کریں۔

راوی کا قول ہے اس کا دروازہ باب مسجد کے قبلہ کی طرف ہے، راوی کا قول ہے ۸۶ھ میں ولید کے دورِ خلافت کی ابتداء میں کنیسہ منہدم کیا گیا سات سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوتا رہا حتیٰ کہ ولید کی وفات ہوگئی اور اس کی تعمیر کا کام ادھورا رہ گیا جس کی تکمیل ولید کے بعد ہشام نے کی مذکورہ تفصیل قابل غور ہے کیوں کہ اس میں سات سال تک جامع کی تعمیر کا ذکر ہے حالاں کہ دس سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوا علاوہ ازیں بلا اختلاف ولید بن عبدالملک نے اسی سال وفات پائی۔ ابوجعفر بن جریر نے اس پر اہل سیر کا اجماع نقل کیا ہے نیز جامع کی تعمیر کا کام جو باقی رہ گیا تھا اس کی تکمیل ولید کے بھائی سلیمان نے کی نہ کہ ہشام نے۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کے حالات اور اس کی وفات کا بیان —— نام ابوالعباس ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی۔ ۸۶ھ شوال میں اس کے والد کی وفات کے بعد اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ عبدالملک کی اولاد میں سب سے بڑا یہی تھا اس لئے یہی عبدالملک کی وفات کے بعد ولی عہد تھا اس کی والدہ کا نام ولادۃ بنت عباس بن جزء بن حارث بن زہیر عبسی تھا اس کا سن ولادت ۵۰ھ ہے۔ اس کے والدین نے بڑے ناز ونعمت میں اس کی پرورش کی تھی کہ یہ بلا تربیت کے جوان ہو گیا اس کی عربی اچھی نہیں تھی۔ ولید طویل القامت گندمی رنگ خفیف سا چیچک رو تھا اس کی ناک تھوڑی سی چپٹی تھی اور چال میں ناز ونخرہ والا تھا ولید نے سہل بن سعد کی زیارت کی۔ انس بن مالک اور سعید بن مسیب سے سماع کیا۔

زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ ولید کی تعلیم سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اس کے والد کو اس کو ولی عہد بنانے میں تردد تھا جس کی وجہ سے اس نے نحویوں کی ایک جماعت کو اس کی تربیت پر مامور کیا جنہوں نے سال یا چھ ماہ تک اس کی تربیت کی۔ عبدالملک نے وفات کے وقت ولید کو چند نصیحتیں کیں تھیں۔

(۱) —— میری وفات کے بعد ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جانا کیوں کہ ہم رعایا کے غمگسار ہیں اس لئے مجھے دفن کر کے شان وشوکت سے امور سلطنت انجام دینا۔

(۲) لوگوں سے بیعت لینا جو سر ہلائے اس کا جواب تلوار سے دینا۔

لیث کا قول ہے ۹۱ھ میں ولید نے بلادِ روم میں جنگ لڑی اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا اس سے پہلے اور بعد کے کئی معرکوں میں ولید شریک رہا اس کی انگوٹھی کا نقش (اخلاص سے اللہ پر ایمان لایا) یا (اے ولید تو نے بھی مرنا ہے) تھا۔ سب سے آخر میں اس کی زبان پر جاری ہونے والے کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ تھے۔

ابراہیم بن ابی عبلہ کا قول ہے ایک روز ولید نے مجھ سے پوچھا تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو میں نے بتایا اتنے روز میں میں نے کہا میں اپنی تمام مصروفیات کے باوجود تین روز میں دوسرے قول کے مطابق سات روز میں قرآن ختم کر لیتا ہوں علاوہ ازیں ولید رمضان میں سترہ مرتبہ قرآن ختم کرتا تھا۔ ابراہیم کا قول ہے ولید کی مثال ملنی مشکل ہے جس نے دمشق کی مسجد بنائی وہ مجھے چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا جنہیں میں بیت المقدس کے قراء پر تقسیم کرتا تھا۔

ابن عساکر نے متعدد روایات سے نقل کیا ہے کہ ایک روز ولید باب الصغیر سے باہر آیا تو اس نے ایک شخص کو دیوار شرقیہ کے پاس مٹی سے روٹی کھاتے ہوئے دیکھا اس کے بعد ولید اپنی مجلس میں چلا گیا اس نے اس شخص کو بلوایا جب وہ حاضر ہوا تو ولید نے اس سے کہا اصل قصہ سے مجھے آگاہ کرو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا اے امیر اصل میں میں قلی ہوں ایک روز میں مرج الصفر سے گدھا چرا رہا تھا راستے میں مجھے پیشاب آ گیا میں پیشاب کے لئے ایک ویرانے کی طرف نکل گیا وہاں پر ایک ٹیلہ مجھے نظر آیا جب میں نے اسے کھودا تو اس میں سے مال نکلا جس سے میں نے اپنا برتن بھر لیا اس کے بعد میں وہاں سے چلا گیا کچھ سفر طے کرنے کے بعد میں نے وہ رقم اس برتن سے نکال کر ایک جگہ پر رکھ دی اور دوبارہ میں اپنا برتن مال سے بھرنے کے لئے اس جگہ پر آیا لیکن بہت کوشش کے بعد بھی مجھے وہ جگہ نہ ملی بعد ازاں میں ناامید ہو کر اس جگہ کی طرف گیا جہاں پر میں مال رکھ کر آیا تھا تو وہ مال بھی مجھے نہیں ملا اس کے بعد میں نے قسم اٹھائی کہ میں آج کے بعد روٹی اور مٹی کھاؤں گا۔

مذکورہ واقعہ سننے کے بعد ولید نے اس سے سوال کیا کیا تیرے اہل وعیال ہیں اس نے اثبات میں جواب دیا پھر ولید نے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

نمیر بن عبداللہ شعنانی نے اپنے والد کے حوالے سے ولید کا قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ قرآن میں قوم لوط کا ذکر نہ کرتا تو شاید لوگ اس جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ولید نے بلاشبہ اس قبیح فعل کی مذمت کی جس کی وجہ سے اللہ نے امم سابقہ کو مختلف عذاب میں مبتلا کیا لیکن اس گھناؤنے فعل میں بہت سی قومیں اور افراد حتیٰ کہ امراء، تاجر، فقہاء اور قضاۃ بھی شریک رہے البتہ جن افراد کی اللہ نے حفاظت فرمائی وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں اس قبیح فعل کے متعدد نقصانات ہیں نیز آپ ﷺ نے اس جرم کے مرتکبین پر لعنت فرمائی۔

لوطی شخص کے جنت میں جانے کے بارے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس جرم کا مرتکب شخص اگر صدق دل سے تائب ہو تو انشاء اللہ امید ہے کہ اس کی بخشش بھی ہو جائے گی اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نیز لوطی شخص کا خاتمہ بالخیر بھی مشکل ہے جیسا کہ اس جرم کے بہت سے مرتکبین کے ساتھ ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ معاصی اور شہوات موت کے وقت شیطان کی طرح انسان کے لئے ذلت کا سبب بننے والی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے اس کے سوء خاتمہ کا خطرہ ہے لواطت کے مرتکب تو کیا بہت سے لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا تھے جو لواطت سے ہلکے تھے۔ اس کے باوجود ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا البتہ صدق دل سے انابت کرنے والا اور اپنے باطن کی اصلاح کرنے والا انسان اس خطرے سے محفوظ رہے گا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سے زیادہ خطرناک گناہ لواطت کا گناہ ہے اور یہ گناہ عرب کے درمیان غیر معروف تھا اسی وجہ سے ولید نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں لواطت کا ذکر نہ کرتا تو لوگ اس گناہ میں مبتلا نہ ہوتے۔

احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو تم عمل قوم لوط میں مبتلا پاؤ تو فاعل مفعول دونوں کو قتل کر دو، نیز آپ ﷺ نے صرف اس عمل کے مرتکب پر تین بار لعنت فرمائی آپ ﷺ نے فاعل و مفعول کے قتل کا حکم اس لئے دیا کہ ان میں کوئی خیر نہیں کیونکہ ان کا باطن بالکل خراب ہو چکا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے لواطت کا ذکر کرتے ہوئے اہل بصیرت کے لئے اسے نشانی قرار دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

فاخذتهم الصيحة مشرقين فجعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ان في ذالك
لآيات للمتوسمين (سورۃ حجر ۷۳ تا ۷۵)

لوطی شخص اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنے والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ بھی اس کے معاملہ کو اس پر الٹ دیتا ہے تا آں کہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے۔

تائب شخص کی علامت اللہ نے سورۃ براءۃ میں ذکر فرمائی۔ چنانچہ فرمایا التائبون العابدون۔ تائب شخص کے لئے عبادات اور آخرت کی تیاری پر مشغول ہونا ضروری ہے ورنہ نفس ہمیشہ انسان کو خواہشات کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کو اطاعت میں مشغول نہ کیا جائے تو لامحالہ وہ انسان کو گناہ میں مبتلا کر دے گا۔ لہٰذا تائب شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اوقات کو طاعت سے تبدیل کرے، اور گزشتہ معاصی کا نیکیوں کے ذریعے تدارک کرے جس طرح اس کے قدم گناہوں میں استعمال ہوتے تھے اسی طرح طاعت کے لئے بھی استعمال ہوں اور اوقات کی حفاظت کرے کوئی لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ ہو ایک شخص نے جنید سے وصیت کی درخواست کی انہوں نے فرمایا توبہ سے گناہوں پر اصرار سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے خوف الٰہی کو دل میں جگہ دے اس سے نفس کے غرور کا ازالہ ہوتا ہے اللہ سے امید وابستہ رکھ کہ اس سے نیکی و خیر کی راہیں کھلتی ہیں اور مراقبہ کر اس سے قلوب کو طمانیت حاصل ہوتی ہے یہ تائب کی صفات ہیں۔

مورخین کا قول ہے کہ ولید غلط عربی بولتا تھا ایک روز ولید نے خطبہ میں قرآنی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے (یالیتہا) کی تا پر پیش پڑھ دیا عمر بن عبدالعزیز نے کہا کاش کہ وہ قیامت پر پڑھ دی جاتی اور ہمیں آپ سے نجات مل جاتی ایک روز عبدالملک نے ایک قریشی شخص سے کہا تو بڑا اچھا انسان ہوتا اگر تو عربی میں غلطی نہ کرتا اس نے کہا تیرا لڑکا ولید تو عربی میں غلطی کرتا ہے عبدالملک نے کہا میرا لڑکا سلیمان تو صحیح عربی بولتا ہے اس شخص

نے کہا میرا بھی فلاں بھائی صحیح عربی بولتا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے ولید بن عبدالملک اہل شام کے نزدیک افضل الخلائق تھا اس نے مسجد بنوائی، مینار بنوائے، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتا انہیں دوسروں سے سوال کرنے سے روکتا تھا معذور اور اندھی کا خادم دیتا تھا اس نے اپنے دور حکومت میں بہت سی فتوحات حاصل کی اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو بلاد روم جنگ کے لئے بھیجا انہوں نے ہند، سندھ، اندلس اور بہت سے علاقے فتح کئے حتیٰ کہ ولید کے لشکر چین تک پہنچ گئے اس کے باوجود ولید سبزی فروش کی دکان پر جاتا اور سبزی کی ایک گٹھی ہاتھ میں لے کر اس سے اس کی قیمت معلوم کرتا۔ سبزی فروش جواب میں کہتا کہ ایک درہم تو وہ کہتا اس میں اور زیادتی کرو کہ تجھے نفع حاصل ہو۔ اسی طرح ولید حامل قرآن لوگوں کی عزت کرتا ان کا اکرام کرتا اور ان کے قرضے ادا کرتا مورخین کا قول ہے ولید عمارت کا شوقین تھا اس وجہ سے وہ لوگوں سے عمارتوں کے بارے میں پوچھتا تھا اس کے بھائی سلیمان کو عورتوں کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتا تھا کہ تم نے کتنی شادی کی تمہاری کتنی سریاں ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز کو نماز عبادت کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتے تھے تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو تم نے گزشتہ رات کتنی نمازیں پڑھیں۔

مشہور مقولہ ہے عوام اپنے حاکموں کے طور طریقے پر چلتے تھے اگر حاکم شرابی کبابی ہوگا تو معاشرہ بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم لوطی ہوگا تو معاشرہ بھی لوطی ہوگا اگر حاکم لالچی ہوگا تو معاشرہ بھی لالچی ہوگا اگر حاکم فیاض اور متقی ہوگا تو معاشرہ بھی اسی طرز پر ہوگا اگر حاکم دھوکے باز ہوگا تو معاشرے کا حال بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم متقی، باشرع اور دیندار ہوگا تو معاشرہ بھی دیندار ہوگا۔ غرض یہ کہ جیسے حکام ہوں گے ویسے ہی عوام ہوگی۔

واقدی کا قول تھا ولید جبار، تنگ دل، بہت غصے والا، خوب کھانے والا اور کثرت سے جمع کرنے والا تھا اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ باندیوں کے علاوہ اس نے ترسٹھ عورتوں سے شادی کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ولید بن یزید فاسق تھا نہ کہ بانی جامع ولید بن عبدالملک۔ بہرحال ولید نے دمشق کی جامع مسجد تعمیر کرائی جو خوبصورتی میں بے مثال ہے علاوہ ازیں اس نے بیت المقدس میں صخرہ بنوایا اس پر گنبد تعمیر کیا اور مسجد نبوی میں توسیع کرائی حتی کہ قبر مبارک والا حجرہ مسجد میں آ گیا اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سے اچھے اچھے کارنامے چھوڑے۔ اسی (۹۶ھ) سال وسط جمادی الثانی میں ہفتہ کے روز اس نے وفات پائی۔ ابن جریر کا قول ہے یہ تمام اہل سیر کا قول ہے کہ ولید کی وفات دیر مران میں ہوئی باب الصغیر یا باب الفرادیس کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی نماز جنازہ عمر بن عبدالعزیز یا اس کے بھائی سلیمان یا اس کے لڑکے عبدالعزیز نے پڑھائی لیکن صحیح یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پڑھائی انہوں نے ہی اسے قبر میں اتارا اس کے قبر میں اتارتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہم تجھے ایسی جگہ میں اتار رہے ہیں جہاں تکیہ وغیرہ کچھ نہیں اب تو احباب کو چھوڑ چکا تو نے مٹی کو اپنا مسکن بنا لیا اس وقت تجھے حساب کا سامنا ہے تو نے جو کچھ آگے بھیجا اس کا تو محتاج ہے جو کچھ تو نے پیچھے چھوڑا اس سے تو بے نیاز ہے۔ ولید کی خلافت ۹ سال ۸ ماہ رہی۔

مدائنی کا قول ہے ولید کی نرینہ اولاد کی تعداد انیس تھی، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) عبدالعزیز۔ (۲) محمد۔ (۳) عباس۔ (۴) ابراہیم۔
(۵) تمام (۶) خالد۔ (۷) عبدالرحمٰن۔ (۸) مبشر۔
(۹) مسرور۔ (۱۰) ابوعبیدہ۔ (۱۱) صدقہ۔ (۱۲) منصور۔
(۱۳) مروان۔ (۱۴) عنبسہ۔ (۱۵) عمرو۔ (۱۶) روح۔
(۱۷) بشر۔ (۱۸) یزید۔ (۱۹) یحییٰ۔

ان میں سے عبدالعزیز اور محمد کی والدہ کا نام ام البنین بنت عبدالعزیز تھی، جو ولید کی چچا زاد بہن تھی۔ ابوعبیدہ کی والدہ کا نام فزاریہ تھا اس کے علاوہ تمام سب مختلف ماؤں سے تھے۔ مدائنی کا قول ہے جریر نے ولید کا مرثیہ ان اشعار میں کہا

(۱) اے ابو کرم تیری یاد تو رونے پر آمادہ کرتی ہے لیکن آج کے صدمے نے آپ آنسو ختم کر دیئے۔
(۲) خلیفہ کی موت نے ان کے عمدہ اخلاق کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔
(۳) اس کے سارے لڑکے بڑی مصیبت میں گھر گئے تھے جب سے کہ اس کے گھر کا چاند ماند پڑ گیا۔

(۴)...... ولید کی وفات پر سب موجود تھے لیکن اس کے باوجود عبد العزیز بن ولید اور عمر میں سے موت کو کوئی بھی نہ روک سکا۔

زیاد بن حارث تمیمی دمشقی نے بھی اسی سال وفات پائی ان کا گھر قصر الثقفیین کے مغربی جانب تھا۔ انہوں نے حبیب بن مسلمہ فہری سے روایت نقل کی۔ ان سے عطیہ بن قیس، مکحول، یونس بن میسرہ بن حلبس نے روایت نقل کی اس کے باوجود ابو حاتم نے ان کے بارے میں شیخ مجہول کے الفاظ استعمال کیے نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ان کی صحابیت میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ تابعی تھے ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن عثمان نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ مدینہ کے قاضی تھے۔ نیک، صالح، بااخلاق اور قابل تعریف انسان تھے۔

سلیمان بن عبد الملک کی خلافت

اس کی خلافت کی بیعت اسی دن ہوئی جس دن اس کے بھائی ولید کی وفات ہوئی۔ یہ ۹۶ھ وسط جمادی الثانیہ ہفتہ کا دن تھا سلیمان اس وقت رملہ میں تھا اور وہ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اپنے بھائی کے بعد ولی عہد تھا ولید نے اپنی وفات سے قبل سلیمان کو معزول کر کے اپنے لڑکے عبد العزیز کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ حجاج، قتیبہ بن مسلم اور ایک جماعت نے اس بارے میں اس کی حمایت کی تھی جریر وغیرہ نے اس پر اشعار بھی کہے تھے لیکن ولید اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بھائی سلیمان کے لئے بیعت منعقد ہوئی۔ قتیبہ بن مسلم کو جان کا خطرہ ہو گیا اور اس نے سلیمان کی بیعت نہ کرنے کا ارادہ کر لیا سلیمان نے اس کو معزول کر کے عراق کا اور خراسان کا یزید بن مہلب کو حاکم بنا دیا اور اس کو آل حجاج کو سزا دینے کا حکم دیا حجاج نے ہی یزید کو خراسان کی ولایت سے معزول کیا تھا۔ اسی سال ۲۳ رمضان کو سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔

قتیبہ کو سلیمان کی بیعت کا علم ہوا تو اس نے سلیمان کے پاس ایک خط لکھا جس میں اس کے بھائی کی تعزیت، بیعت پر مبارک باد اور گزشتہ دنوں میں اپنی کارکردگی کا تذکرہ تھا نیز یہ کہ اگر اس نے اس کو خراسان کی گورنری سے معزول نہ کیا تو وہ اس کا مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ پھر دوسرا خط قتیبہ نے سلیمان کو لکھا جس میں اپنی شان و شوکت کا ذکر کیا اور اپنی معزولی کی صورت میں اس کی عدم بیعت پر قسم کھائی تھی۔ پھر اس نے سلیمان کو تیسرا خط لکھا اس میں اس کی عدم بیعت کی صراحت تھی اور ایلچی کو خطوط دیتے ہوئے کہا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر سلیمان پہلے خط کو پڑھ کر اسے یزید کے حوالے کر دے تو پھر اسے دوسرا خط دو اگر وہ اس کو بھی یزید کے حوالے کر دے تو اس کے بعد اسے تیسرا خط دو، پس جب ایلچی نے پہلا خط اس کے حوالے کیا تو اس نے اسے پڑھ کر یزید کے حوالے کر دیا ایلچی نے دوسرا خط دیا تو وہ بھی اس نے یزید کے حوالے کر دیا بعد ازاں اس نے تیسرا خط دیا اس کو پڑھ کر سلیمان کا چہرہ متغیر ہو گیا وہ خط اس نے یزید کے حوالے نہیں کیا بلکہ مہر لگا کر اسے اپنے پاس رکھ لیا اور ایلچی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے رات کو اسے بلا کر سلیمان نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور ایک خط اسے دیا جس میں قتیبہ کو گورنری پر برقرار رکھا گیا تھا سلیمان نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا ایلچی بھیجا جب وہ دونوں بلاد خراسان پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ قتیبہ نے عدم بیعت کا اعلان کر دیا سلیمان کے ایلچی نے وہ خط قتیبہ کے ایلچی کو دے دیا لیکن اس کے پاس لوٹنے سے قبل اس کو قتیبہ کے قتل کی خبر مل گئی۔

قتیبہ بن مسلم کا قتل...... ایک موقع پر قتیبہ نے فوج اور لشکروں کو جمع کر کے سلیمان بن عبد الملک کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ان کے سامنے اپنی قوت اور کارناموں کا ذکر کیا جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا ان ہی میں سے ایک شخص وکیع بن ابی اسود نے لوگوں کو جمع کر کے کھلم کھلا اس کی مخالفت کا اعلان کیا اور وہ مسلسل قتیبہ کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ اس نے اسی سال ذوالحجہ میں اس کے بھائیوں سمیت اسے قتل کر دیا اس موقع پر اس کے جو لڑکے قتل ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) عبد الرحمن (۲) عبد اللہ (۳) عبید اللہ (۴) صالح

اور قتیبہ سمیت یہ [illegible] قتل ہوئے۔ قتیبہ ابو حفص قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین [illegible] امراء [illegible] تھا [illegible]

قتیبہ نے ان کے بارے بے شمار لوگوں کی جماعت [illegible] (لیکن) [illegible] ان سے [illegible] کی [illegible] [سلیمان کی بغاوت] ابو الحسن کی روایت کا [illegible] جب لوگ [illegible] اس کی گزشتہ نیکیاں اس کو یاد آئیں [illegible] قتیبہ کی وفات کا [illegible] کے آخری [illegible] میں بعض [illegible] ان کا اور ابو صالح مسلم [illegible] بن زبیر کے ساتھ قتل ہوا تھا خراسان پر دس سال [illegible] اس نے حکومت کی اور لوگوں [illegible] عبدالرحمن بن [illegible] بھائی کی طرف سے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) موت نے اسے [illegible] اللہ کا فیصلہ [illegible] قبول کر لیں [illegible] سے پاک ہو کر جنت میں پہنچ گیا۔

ایک قول ہے [illegible] نے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا

(۱) قتیبہ بن مسلم کے [illegible] جب [illegible] سے [illegible] تم [illegible]

(۲) اس کی موجودگی میں تمام فتوحات [illegible] آج تم لوگوں کے لئے [illegible]

(۳) وہ جنت کی [illegible]

راوی کا قول ہے قتیبہ بن مسلم کے قاتل [illegible] ایک جماعت نے [illegible] ایک [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible] کا مرثیہ کہا

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible] مرثیہ کہا۔

ابن خلکان کا قول ابن خلکان کا قول ہے [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible] قتیبہ [illegible] کا قول [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible] قتیبہ بن مسلم نے [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible] اس کا مرثیہ کہا۔

[illegible]

قتیبہ بن مسلم کے حالات [illegible]

قتیبہ بن مسلم کی موت شہر خراسان کے آخری حصہ فرغانہ میں واقع ہوئی۔ اس کی موت کی تاریخ ماہ ذوالحجہ ۹۶ھ کی ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۴۸ یا ۵۵ برس تھی اور خراسان میں آپ نے تقریباً دس سال امیر رہے۔ یہاں آپ نے ترک کافروں میں بہت قتل عام کیا اور بہت سے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت کو [illegible] استوار کیا۔

اس کی موت پر عبدالرحمٰن بن جمانہ الباہلی نے مندرجہ ذیل مرثیہ تحریر کیا۔

کان ابا حفص قتیبہ لم یسر   بجیش الی جیش ولم یعل منبرا

ابو حفص قتیبہ ایسے ہو گئے گویا اس نے کسی لشکر کی جانب لشکر کشی نہیں کی اور نہ منبر پر بیٹھا۔

ولم تخفق الرایات والقوم حولہ   وقوف ولم یشھد لہ الناس عسکرا

نہ اس کے گرد جھنڈے سرنگوں ہوئے اور نہ قوم اس کے گرد کھڑی ہوئی اور نہ لوگوں نے اس کے لشکر کو دیکھا۔

دعتہ المنایا فاستجاب لربہ   وراح الی الجنات عفا مطھرا

موت نے اسے پکارا تو اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر جنت کی طرف چلا گیا۔

فما رزی الاسلام بعد محمد   بمثل ابی حفص فبکیہ عبھرا

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اسلام پر ایسی مصیبت کبھی نہیں آئی جیسی ابو حفص کے انتقال پر آئی ہے پس اے عبہر تو اس پر رو۔ آخری شعر میں شاعر نے جس کو مخاطب کیا ہے وہ قتیبہ کے بیٹے کا نام ہے۔

ابن جریر نے لکھا ہے کہ اسی سال مصر کے گورنر قرۃ بن شریک العبسی کا انتقال ۹۶ھ میں ہوا۔ اس کو ولید نے مصر کا گورنر بنایا تھا۔ اسی سال مدینہ کے حاکم ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ اور عراق کی جنگ وغیرہ کا ذمہ دار یزید بن المہلب تھا اور اس علاقہ کے خراج وغیرہ کے وصول کرنے کی ذمہ داری صالح بن عبدالرحمٰن کے ذمہ تھی۔ اور بصرہ کے [illegible] سفیان بن عبداللہ الکندی کے ذمہ تھی۔ اور بصرہ میں قاضی القضاۃ کی ذمہ داری عبدالرحمٰن بن اذینہ [illegible] کو حاصل تھی۔ اور خراسان کی جنگ کے ذمہ دار وکیع بن ابی سود تھے۔

۹۷ ہجری

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے قسطنطنیہ پر حملہ کیلئے فوج کو تیار کیا۔ اور اس نے اس جنگ میں اپنے بیٹے داؤد کو امیر بنا کر بھیجا [illegible]۔ چنانچہ اس نے قلعہ مراۃ پر فتح حاصل کر لی۔ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے وضاحیہ کے علاقے میں جنگ شروع کی۔ اور اس قلعہ کو فتح کیا جس کی تعمیر صاحب الوضاحیہ نے کی تھی۔

اسی سال مسلمہ نے [illegible] فتح کرنے کی بہت سے جنگ لڑی۔ اور وہاں کے قلعے [illegible] کے بہت سے قلعے فتح کر لئے۔ اسی سال عمر بن ہبیرہ الفزاری نے سمندر میں رومیوں سے جنگ لڑی اور ان کے بہت سے علاقے فتح کر لیا۔ اور اسی سال عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible]۔ اسی سال سلیمان نے خراسان کی نیابت کی ذمہ داری یزید بن المہلب [illegible]۔ جب قتیبہ بن مسلم قتل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس قوم کی خبر کے ساتھ یزید کی طرف روانہ کیا۔

یزید نے اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے ایک لاکھ کا وعدہ کیا۔ جو اس کی طرف سے پورا نہ ہوا۔ اس کے بعد یزید نے خراسان کی طرف اپنے بیٹے مخلد کو روانہ کیا اور اسے امیر المؤمنین کی طرف سے مندرجہ ذیل عنوان پر قائم مقامی سونپ دیا۔

مخلد کا عنوان — ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ قتیبہ بن مسلم کی نیت نہ تو بیعت سے انکار کی تھی اور نہ ہی اطاعت سے بغاوت کی بنا پر وکیع نے اس بنا پر اس سے انتقام لیا ہے کہ وہ اطاعت سے بغاوت اور بیعت کے ختم کرنے کا مرتکب تھا تو اس کی ذمہ داری یہ بھی کہ وہ اس کو گرفتار کر کے اور سے پاس بھیجتا۔

چنانچہ مخلد اس خط کے ساتھ خراسان پہنچ گیا اور وکیع کو گرفتار کر کے اسے سزا دی اور اسے جیل کی نذر کر دیا اپنے باپ کے آنے سے پہلے یہ کام کر چکا تھا۔ اس بنا پر وکیع خراسان ۹ ماہ ۱۰ روز امیر رہنے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اور یزید بن مہلب نے خراسان پہنچ کر امیر خراسان کی ذمہ داری سنبھال لی اور اپنے قریب کے علاقوں میں اپنے نائبین مقرر کرے۔ جو لوگ ۹۷ھ میں وفات پا گئے ان کے نام یہ ہیں۔

الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب — ابو محمد القرشی الہاشمی نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ جو مسلمان بھی اہل بیت کی معاشی دیکھ بھال روا رکھتا ہوگا تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ عبداللہ بن جعفر علی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت الحسن اور ان کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں کہ الحسن بن الحسن عبدالملک بن مروان کے ہاں ایک وفد لے کر آئے تو اس نے ان کی بڑی عزت و تکریم کی اور حجاج کے مقابلہ میں ان کی مدد کو پہنچ گئے اور ان کو علی کا ایک حق وارث قرار دیا اور ان کے ایسے حالات آشکارا کر دیئے جو ان کی بیعت پر دلالت کرتی ہیں۔

روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اپنے شہر کے حاکم کو خط لکھا کہ اہل عراق کے کاتب الحسن بن الحسن ہیں جب آپ کو میرا یہ خط ملے تو اسے کوڑے لگواؤ اور سے لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے قتل کر دو اس کے بعد مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔

اس کے بعد یہ خط الحسن بن حسن کو بھیج دیا۔ تو حضرت علی بن الحسین نے کلمات الکرب سکھلا دیئے۔ چنانچہ جب وہ کلمات ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے وہ کلمات پڑھے۔ جس کی برکت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں ظالموں سے چھٹکارا نصیب کیا وہ کلمات یہ ہیں۔

لا اله الا الله الحليم الكريم، لا اله الا الله العلي العظيم لا اله الا الله رب السموت السبع ورب
الارض رب العرش العظيم

الحسن بن الحسن کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور ان کی والدہ خولہ بنت منظور فزاری کی بیٹی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک رافضی سے کہا خدا کی قسم اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو مجھے خدا کی قربت نصیب ہوگی۔ اس شخص نے کہا آپ مذاق کر رہے ہیں۔ جواب میں الحسن بن الحسن نے فرمایا یہ مذاق نہیں ہے یہ دل کی فرمائی ہوئی بات ہے۔ اور اس تذکرے کے بعد دوسرے شخص نے کہا کیا رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں "**من كنت مولاه فعلي مولاه**" جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے انہوں نے جواب فرمایا کہ یہ تو بات ٹھیک ہے۔ مگر دیکھئے اگر رسول اکرم ﷺ کا مقصود اس بات سے خلافت کا ہوتا تو آپ ﷺ صاف صاف اپنے خطاب میں یہ بات فرما دیتے کہ اے لوگو! تمہارے علم میں ہونا چاہئے کہ میرے بعد اس کام کا ذمہ دار یہ شخص ہوگا۔ [illegible] بیان ہو جاتی [illegible] تم لوگ [illegible] اس بات کو [illegible] سے [illegible] پھر فرمایا کہ خدا کی قسم اگر حضرت علی [illegible] اس کا رسول ﷺ اس کام پہلے منتخب فرماتے اور اس کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اس ذمہ داری سے منحرف ہو جاتے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو چھوڑنے والے پہلے شخص ہوتے۔ اور انہوں نے لوگوں سے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ہمیں ان کے [illegible] میں [illegible] علم ہوتا تو ہم [illegible] اور تمہاری [illegible] بھی [illegible] افسوس ہے کہ تم [illegible] قریب میں [illegible] ہے۔

اور [illegible] افسوس ہے۔ [illegible] تم لوگ [illegible] میں حق کو [illegible] کے واسطے [illegible] کو [illegible] قرابت کی بنا پر [illegible] حق [illegible] ہے تو وہ اس

کے ماں باپ ہی ہیں۔

قسم خدا کی مجھے ڈر ہے کہ ہم گناہ گاروں کو دہرا عذاب ہوگا اور امید ہے کہ نیک و پارسا لوگوں کو ثواب اور اجر بھی دگنا ملے گا۔

ہم اگر خدا کے اطاعت گزار و فرماں بردار بندے ہیں تو ہم سے محبت کرو۔ اور اگر ہم اس کے نافرمان ہیں تو ہم سے دشمنی رکھو۔

موسیٰ بن نصیر ابو عبدالرحمٰن لخمی ——— یہ ایک خاتون کا غلام تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنوامیہ کا غلام تھا۔ اس نے مغرب کے تمام شہروں کو فتح کیا۔ اور وہاں سے اس نے بے حد و حساب مال غنیمت حاصل کیا اس دوران اس کو واسطہ بہت سے خوفناک مقامات سے بھی رہا۔ موسیٰ بن نصیر ہی سے منسوب تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس کی پیدائش ۱۹ھ میں ہوئی اور یہ عین التمر میں رہائش پذیر تھا۔ اس کا باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک شام میں جبل جلیل کے قیدیوں میں تھا۔ جس کا نام نصر تھا۔ بعد میں اس نام نصیر میں بدل دیا گیا۔

تمیم الداری سے انہوں نے روایتیں لی ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبدالعزیز اور یزید بن مسروق لخمی نے روایتیں لی ہیں۔ موسیٰ بن نصیر شروع شروع میں بحری بیڑہ کے امیر جو کہ امیر معاویہ کا تھا۔ بحری جنگوں میں شامل ہوتا رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے قبرص کی جنگ بھی لڑی اور وہاں قلعہ الماغوص اور یانس وغیرہ بنائے۔ اور وہاں میں پورے علاقہ قبرص میں کامیابی حاصل کی۔ جس کے پیش نظر وہ امیر معاویہ کا نائب اور معاون مقرر ہوا۔ اور مروان کے مصر کے شہروں میں داخلے کے وقت ساتھ ساتھ رہا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے بیٹے عبدالعزیز کے پاس کر کے چلا گیا۔ اور جب عبدالعزیز نے عراق کے شہروں کو فتح کر لیا تو اس نے موسیٰ بن نصیر کو اپنے بھائی بشر بن مروان کا نائب بنا دیا۔

موسیٰ بن نصیر بڑا عقلمند اور نہایت ذی رائے شخص تھا۔ اور خوب تدبیر رکھنے والا صاحب تدبیر آدمی تھا۔

ہوتی کا کہنا ہے کہ موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کے شہروں کا گورنر ۷۹ھ کو بنا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے وہ تمام ملکوں اور قصبوں کو فتح کرتا چلا گیا اور جیسا کہ ہم اندلس کے علاقوں کی فتوحات میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں کہ اندلس میں بہت سے شہر اور قصبات و دیہات مختلف جہتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کو اس نے بڑی حکمت و دانائی سے اپنی ماتحتی میں کر لیا۔ اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ اور بہت سے مال غنیمت بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور سونا چاندی تو اتنا حاصل کیا۔ جس کا تخمینہ لگانا بھی مشکل ہے اور اسی طرح آلات و اسباب اور مال و متاع کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا۔ جس کا گننا اور حساب کتاب بھی دشوار تھا۔ اور قیدیوں میں حسین و خوبصورت لڑکے اور نوعمر نوجوان لڑکیوں کی بھی کثرت تھی اور یہ بات بھی موسیٰ بن نصیر کے بارے میں مشہور ہے کہ جتنا مال غنیمت اور قیدی اس کے ہاتھ لگے شاید ہی کسی دوسرے کو ملا ہو۔ اور اسی طرح اس کے ہاتھ پر بے شمار لوگ مشرف باسلام ہوئے اور اس نے احکام اسلام اور قرآن کی ترویج و تبلیغ بھی ان میں بہت کی جب اس کا مال غنیمت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تو گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے گاڑیوں پر سامان لادا جاتا جنہیں جانوروں کے ذریعے کھینچا جاتا۔

دو عظیم سپہ سالار ——— قتیبہ بن مسلم اور موسیٰ بن نصیر اسلام کے دو عظیم المرتبت مجاہد اور جرنیل گزرے ہیں قتیبہ بن مسلم نے سرزمین مشرق میں فتوحات کا جھنڈا بلند کیا۔ جبکہ موسیٰ بن نصیر نے مغرب کی سرزمین کو اپنی جولانگاہ بنایا۔ اللہ پاک نے دونوں کو بے شمار معارف دیے مگر موسیٰ بن نصیر کی کامیابیاں و کامرانیاں اور مال غنیمت میں حاصل ہونے والے قیمتی اموال اور عظیم الشان فتح قتیبہ بن مسلم کی بہ نسبت زیادہ رہا۔

کہا جاتا ہے کہ اندلس کی فتح کے بعد ایک شخص موسیٰ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو میں آپ کو قیمتی خزانوں سے آگاہ کروں چنانچہ موسیٰ نے اپنے چند آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیے۔ جس کے بعد اس شخص نے ان کو ایک جگہ دکھائی اور کہا یہاں سے کھدائی کرو چنانچہ کھدائی کے بعد اس سرزمین سے ایک بہت ہی لمبا چوڑا قطعہ ارض ظاہر ہوا جہاں دو خوبصورت جھنڈے لہرا رہے تھے۔ وہاں پر ان حضرات کو یاقوت و جواہرات و زبرجد کا ایک قیمتی و کثیر خزانہ دستیاب ہوا۔ جس پر یہ حیران و ششدر رہ گئے۔ سونا تو اتنا کثیر تھا کہ اندازہ لگانا مشکل ہے اسی مقام سے ان لوگوں کو ایک ایسا میز بھی ہاتھ لگا۔ جو سونے کے تاروں سے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر صرف قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ قیمتی جواہرات و یاقوت سے بھی آراستہ و پیراستہ تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہاں ایک کم عقل شخص کو پیدا کرتے ہوئے سنا کہ تم پر آج جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھل چکا ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اس زمانے میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا وہ

دستر خوان بھی ملا تھا۔ جس پر جو کچھ رکھا جاتا تھا آ جاتا تھا، کرتے تھے علاوہ تمام جواہرات اور بیگمات مع تحائف ایک شخص جس کو [illegible] موسیٰ بن نصیر کی اولاد سے تھے تحفہ کے طور پر ولید کے سامنے پیش کیا۔ جس کا نام ابو معاویہ مبارک بن مروان بن عبدالملک بن مروان بن موسیٰ بن نصیر لخمی تھا۔ حافظ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن نصیر جب اولیاء میں دمشق آیا تو اس وقت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے معلوم کیا کہ آپ نے سمندر میں کیا کیا پایا تب دیکھی؟ تو اس نے کہا کہ ہم ایک مرتبہ ایک ایسے جزیرے میں پہنچے کہ ہم نے سولہ عدد سبز رنگ کے مٹکے رکھے دیکھے جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی۔ میں نے ان میں سے چار کے کھولنے کا حکم جاری کیا تو اس نے جو ایک مٹکا کھولا تو اس میں سے ایک شیطان سر ہلاتا ہوا نکلا اور کہنے لگا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبوت کے مقام پر فائز کیا میں دوبارہ فساد نہیں کروں گا۔ موسیٰ بن نصیر نے کہا کہ اس شیطان نے اوپر نیچے دیکھ کر کہا کہ میں یہاں سلیمان اور ان کی حکومت کے کوئی نشانات نہیں پاتا ہوں، یہ کہا اور زمین میں دھنس گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے باقی تمام مٹکے وہیں رکھوا دیئے جہاں سے اٹھائے گئے تھے۔

مسافت عجیبہ کا بیان ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے [illegible] کی طرف سفر کیا جو مغرب کا آخری حصہ ہے اور بحر الاعظم کے کنارے پہنچے تو۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے مغرب کے بحر الاعظم کے قریب [illegible] دیوار [illegible] دیکھی جس کی [illegible] اندر ملا ہوا ہے کہ اس کی کوئی حد ہے یا نہیں، اگر [illegible] کے دونوں جانب کی تلاش میں [illegible] ختم ہی نہ ہوتا تھا۔

تو موسیٰ نے حکم جاری کیا کہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہو وہ رکھتا جائے تا کہ اس دیوار کی انتہا تک رسائی ممکن ہو سکے مگر ایسا نہ ہو سکا جس کے بعد موسیٰ نے ایک سیڑھی تیار کرنے کا حکم جاری کیا اور پھر ایک شخص کو اس سیڑھی کے ذریعہ دیوار پر چڑھ کر دیوار کے پار کی خبر لانے کا فرمان جاری کیا مگر اس شخص کی ہمت [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص کو دیکھا۔ موسیٰ نے اس سے معلوم کیا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں جن ہوں، میرے باپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سمندر میں قید کر دیا تھا اور میری ماں [illegible] ایک مرتبہ آتی ہے۔ جس کی [illegible] اپنے باپ کی زیارت کر کے واپس ہو جاتا ہوں۔ موسیٰ نے اس سے کہا کیا تم نے کسی کو اس [illegible] میں دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا ہاں، مگر ایک شخص یہ سوال [illegible] جو اس [illegible] میں عبادت کرتے کرتے غائب ہو جاتا ہے۔ [illegible] اس شخص [illegible] موسیٰ اس کے بعد [illegible] کے ساتھ [illegible] واللہ اعلم بالصواب۔

موسیٰ بن نصیر نے ۹۳ھ میں سخت قحط کے زمانے میں افریقہ میں نماز استسقاء ادا کی اور بچوں کو ان کی ماؤں سے علیحدہ کرنے کا حکم جاری کیا اور پھر لوگوں [illegible] جنگل میں [illegible] ملانے کے لئے ان لوگوں کے ساتھ [illegible] ایک عجیب منظر تھا جب اونٹنیاں اور بچے [illegible] چلا رہے تھے ایک دوسرے کی بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ موسیٰ ان لوگوں کے ساتھ دوپہر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں [illegible] دعا کرتا رہا [illegible] اس کے بعد [illegible] نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی دعا میں امیر المومنین کو یاد نہیں کیا؟ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ یہ وہ مجمع ہے جہاں ایک خدا کی یاد کے سوا سب یاد بھلا دی جاتی ہیں۔

چنانچہ جس دن دمشق میں [illegible] جمعہ کا دن تھا۔ موسیٰ [illegible] ولید [illegible] کی حاضری کے اس کی خدمت میں [illegible] تیس ہزار [illegible] اس کے پیچھے ہوتے تھے۔

جس وقت ولید نے موسیٰ کو اس [illegible] شوکت کے ساتھ دیکھا اس وقت ولید منبر پر بیٹھا لوگوں سے خطاب کر رہا تھا اس نے اپنے امراء اور فوجوں کو ایک طرف کر دینے کا فرمان جاری کیا اور جب موسیٰ [illegible] ہوئے ایک طرف کھڑا ہو گیا تو ولید نے اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب رب العالمین کا احسان ہے کہ اس نے اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible] سے [illegible] جمعہ [illegible]

نماز جمعہ پڑھ جانے کے بعد اس نے موسیٰ بن نصیر سے اس کی فتوحات کی کارگزاری سنانے کو کہا۔

اس نے نہایت جامع اور خوبصورت انداز میں کارگزاری سنائی۔ جس کے بعد موسیٰ کو بیش بہا قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس پر موسیٰ نے بھی امیر المومنین کی خدمت میں قیمتی تحائف پیش کئے۔ ان تحائف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ دسترخوان بھی تھا۔ جس پر بیٹھ کر وہ کھانا تناول کیا کرتے تھے۔

جو سونے چاندی کے ملاپ سے تیار کیا ہوا تھا۔ جس پر ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوئے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جب ولید نے اپنے بیٹے مروان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا اس وقت اس کے لشکر جرار میں ایک لاکھ صرف ایسے غلام تھے جو افریقہ وغیرہ سے گرفتار کیے گئے تھے۔ جب اپنے بھتیجے کو سپہ سالاری سونپی اس وقت بھی اس کی فوج میں ایک لاکھ بربری قیدی بھی شامل تھے۔ جب ولید کے پاس مال غنیمت کی تفصیل پیش کی گئی اس میں بھی صرف (۵۰) پچاس ہزار غلام اس کے حصے میں آئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ موسیٰ بن نصیر کے دور امارت میں مسلمانوں کو اقبال و دولت میسر آیا کہ اس کی مثال سے تاریخ اسلام تو محروم نظر آتی ہے۔

موسیٰ بن نصیر کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے کچھ اور موقع ہاتھ لگتا تو رومی شہروں پر بھی قابض ہو جاتا۔ لیکن ولید کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی سلیمان باوجود اتنی قربانیوں، فتوحات اور بے حد و حساب غنائم اور غلاموں کی بڑی تعداد پیش خدمت کرنے کے موسیٰ بن نصیر پر سخت ناراض ہو گیا۔ حتیٰ کہ اسے گرفتار کر لیا، اور اس کے تمام مال و غلام کا مطالبہ بھی کرنے لگا۔ اس طرح موسیٰ سلیمان کی قید میں زندگی گزارنے لگا۔ جب سلیمان نے لوگوں کو حج کرایا تو سلیمان موسیٰ کو بھی حج کیلئے ساتھ لے آیا۔ اور بالآخر موسیٰ بن نصیر کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور وادی القریٰ میں تدفین ہوئی۔ وفات کے وقت اس کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی وفات ۹۷ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وعفاعنہ بکرمہ وفضلہ آمین)

۹۸ ہجری

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ سے جنگ کیلئے تیار کیا۔ اور اپنے پاس موجود لشکر کے علاوہ بھی بہت سے جوان اس کے ہمراہ کئے۔ مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے لشکریوں سے کہا کہ زیادہ سے زیادہ خورد و نوش کا سامان ہمراہ لے چلیں۔ چنانچہ کھانے پینے کا بڑی مقدار میں سامان بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ اس شہر میں کامیابی کی غرض سے داخل ہوئے تو اس نے حکم جاری کیا کہ اپنے کھانے پینے کے سامان کو استعمال کرنے کی بجائے اسی شہر سے اشیاء خرید کر استعمال کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو یہاں کھیتی باڑی کا کام بھی انجام دو۔ اور اپنی رہائش کیلئے اس شہر میں لکڑی کے مکانات بناؤ۔ اس لئے کہ ہم اس شہر کو فتح کر کے یہاں رہائش پذیر ہونے کیلئے آئے ہیں۔ واپس جانے کیلئے نہیں آئے۔ اور ہماری واپسی اس وقت ہوگی جب ہم اس شہر کو مکمل فتح کر لیں گے۔ یہاں مسلمہ کو ایک عیسائی لاجہ قسطنطنیہ کا باشی ملا۔ جس کا نام الیون تھا۔ اسے مسلمہ نے اپنے ساتھ شامل کر کے اس سے شہر کی جاسوسی اور یہاں کے حالات سے آگاہی کا کام لینا چاہا۔ مگر وہ بھی بڑا مکار و عیار ظاہر ہوا۔ چنانچہ بظاہر مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ نظر آتا تھا۔ جبکہ وہ شہر کے لوگوں سے ملا ہوا تھا۔ اسی طرح کہ لوگوں نے اسے لالچ دیا کہ تم مسلمانوں کو یہاں سے نکال دو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ الیون نے مسلمہ کو اپنا گرویدہ کرنا شروع کر دیا اور اس سے کہنے لگا کہ اگر تمہاری یہ بوجھ بردار سواریاں یونہی کھڑی رہیں تو لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ تمہارا طویل جنگ کا ارادہ ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تمام کھانے پینے کے سامان کو جلدی جلا دو تاکہ شہر کے لوگ تمہارے ارادوں سے آگاہ ہو جائیں اور شہر تمہارے حوالے کر دیں۔

مسلمہ نے الیون کی بات مانتے ہوئے سارا سامان جلا ڈالا۔ جس کے بعد الیون جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکا راتوں رات سامان کشتی میں بھر کر لے گیا اور صبح ہوتے ہی اس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کا ارادہ مکمل کر لیا اور اپنی دشمنی میں علی الاعلان منظر عام پر آ گیا۔ اب مسلمانوں

کی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ طویل قیام نے ان کی صحت کو کمزور کر دیا تھا اور قحط کے لئے انہوں نے اپنا بہت سا سامان خورد و نوش اپنی جانب سے منگا کر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں انہیں سلیمان بن عبدالملک کی موت کی اطلاع ملی۔ اور عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا پیغام بھی ملا اس لئے مسلمان شام کی طرف لوٹنے لگے۔ حتیٰ کہ بہت سے سپاہی واپس جا چکے تھے۔ لیکن مسلمہ نے جانے سے گریز کیا بلکہ قسطنطنیہ میں ایک مسجد کی بنیاد ڈال کر اس کی تعمیر مکمل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

واقدی کا بیان — واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک امیر بنا تو اس نے بیت المقدس میں رہائش کا ارادہ کیا۔ تاکہ وہاں سے قسطنطنیہ میں موجود فوجیوں کی طرف سامان و تیر وغیرہ کی صورت میں مدد بھیجتا رہے۔ اسی طرح کا مشورہ موسیٰ بن نصیر نے بھی اسکو دیا تھا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی سے پہلے اس کے ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے دیہات اور علاقوں کو اپنی تحویل میں لے لو تو قسطنطنیہ کی فتح آسان تر ہو جائے گی۔ بلکہ ممکن ہے وہاں کے باشندے خود ہی شہر کو تمہارے حوالے کر دیں۔

لیکن سلیمان نے جب یہ بات اپنے بھائی مسلمہ سے کی تو اس نے دوسری طرح کا مشورہ دیا اور کہا کہ قسطنطنیہ فتح ہونے کے بعد دوسرے علاقوں پر خود بخود کامرانی نصیب ہو جائے گی۔ سلیمان نے اس مشورہ کو اچھا سمجھتے ہوئے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ شام اور جزیرہ سے فوجیں روانہ کرنا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ جزیرہ اور شام دونوں جانب سے دو لاکھ چالیس ہزار مقاتلین کا لشکر جرار اور بہت سا سامان اور چارپائے تک روانہ کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ صبر اور ثابت قدمی کی وصیت بھی کی۔ اور مسلمہ کو تو یہ بھی مشورہ دیا کہ اپنے کام کاج میں صلاح و مشورہ کے لئے الیون کو شامل رکھنا۔

چنانچہ یہ لوگ ایک عظیم لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ وہاں کے رہنے والوں نے مسلمہ سے جزیہ دے کر صلح صفائی کرنا چاہا۔ مگر مسلمہ نے کہا میں تو اسے اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتح کروں گا۔ اس پر شہر کے لوگوں نے کہا کہ چلو پھر تم ہمارے پاس الیون رومی کو بھیجو۔ جب الیون ان لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ تم حیلہ بہانہ کر کے یہاں سے مسلمانوں کو لے جاؤ ہم تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ اس کے بعد الیون مسلمہ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلمہ کو شہر اس وقت حوالہ کریں گے جب یہ لوگ شہر سے باہر نکل جائیں گے۔ پہلے پہل تو الیون کی غداری کا علم مسلمہ کو ہو گیا تھا۔ مگر پھر اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر حملہ کرنے سے رک گیا اور پھر الیون قسطنطنیہ کو مسلمانوں سے بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور مسلمہ نے اس کا محاصرہ بھی اٹھا لیا۔

ابن جریر کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان بن عبدالملک کی وفات کے بعد ولیعہد یزید بن عبدالملک کو ہونا چاہئے تھا۔ مگر سلیمان بن عبدالملک کی بیعت میں تغیر آیا۔ اور اس نے یزید کی جگہ اپنے بیٹے ایوب کو یہ منصب دے دیا۔ مگر تقدیر کا کرنا ایسا ہوا کہ ایوب کی وفات سلیمان ہی کے دور میں ہو گئی۔ جس کی بنا پر سلیمان نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کے لئے ولی عہد کا اعلان کر دیا۔ اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ اس کے بعد خلافت اسی کا حق ہو گا۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ اچھا فیصلہ تھا اور اسی سال شہر صقالبہ پر بھی فتح حاصل ہوئی۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال جب برجان نے مسلمہ کی فوج میں کمی دیکھی تو ان پر حملہ آور ہو گیا اسی بنا پر سلیمان نے مسلمہ کی امداد کی غرض سے اچھی خاصی فوج روانہ کی۔ جس کی بنا پر برجان کی فوج کو ناکامی ہوئی۔ اور اسی سال یزید بن مہلب نے جیلان کی سرزمین پر علاقہ قہستان کا محاصرہ کر کے سخت جنگ لڑی۔ اور اس کا محاصرہ لوگوں کے صلح ڈالنے تک جاری رہا۔ اس جنگ میں تقریباً چار ہزار ترکی انسانوں کا قتل عام ہوا اور مسلمانوں کو یہاں سے بہت سا قیمتی اثاثہ مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔ اس کے بعد یزید نے جرجان کی طرف پیش قدمی کی۔ جہاں کے حکمرانوں نے مسلمانوں سے ظلم میں سخت جنگ کر چکے تھے۔ اس موقع پر محمد بن عبدالرحمن بن ابی سبرہ الجعفی نے دیدہ دلیری اور جوانمردی دکھاتے ہوئے یہاں کے حکمرانوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس جنگ میں ترکوں نے محمد بن عبدالرحمن ابن ابی سبرہ کی جواں مردی اور دیدہ دلیری پر تعجب کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ایک ترک شہسوار نے ابن ابی سبرہ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی خود میں پھنس گئی مگر ابن ابی سبرہ کو پلٹ کر اس پر حملہ کر کے ایسا کاری ضرب لگائی کہ اس کی جان لیکر ہی چھوڑا۔ اس جان گداز معرکے کے بعد جب ابن ابی سبرہ مسلمانوں کے پاس لوٹا تو اس کی تلوار خون سے لت پت تھی اور اس کی خود میں ترکی

کی تلوار کھسی ہوئی تھی۔

ایسا عجیب وغریب منظر دیکھ کر یزید بن مہلب پکار اٹھا کہ ہائے! کیا حسین دل ربا منظر ہے جو آج تک دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا پھر پوچھنے لگا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی سبرہ ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ کیا خوب آدمی ہے کاش یہ اس کثرت سے شراب نہ پیتا۔ اس کے بعد یزید نے جرجان کے محاصرہ کا عزم ارادہ کرلیا، چنانچہ محاصرہ سے وہاں کے حکمران اتنے تنگ ہوئے کہ وہ سات لاکھ درہم، چار لاکھ دینار، دو لاکھ کپڑے، چار سو زعفران سے لدے گدھے، چار سو آدمی اس طور سے کہ ہر آدمی کے سر پر زرہ بکتر اور اس کے ساتھ جبہ زرق اور چاندی کے پیالے اور مسلمانوں سے صلح کرنے پر رضامندی کا اظہار کرنے لگے۔ اس واقعے سے پہلے اسی شہر کے لوگوں نے سعید بن عاص کی فتح عراق کے بعد انہیں پہلے سال ایک لاکھ سالانہ جزیہ اور دوسرے سال دو لاکھ اور تیسرے سال تین لاکھ جزیہ دینے پر رضامندی ہوئے تھے۔ مگر بعد میں روگردانی کرنے لگے تھے۔ جس کے سبب آج پھر انہیں اس ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا، اور یزید نے سعید بن العاص کے دور میں آخری طے پانے والے جزیہ پر صلح نامہ لکھ کر انہیں پیش کیا اسی طرح جرجان کی جنگ میں ایک بہت ہی زیادہ خوبصورت، حسین وجمیل قیمتی تاج بھی ہاتھ لگا جو یزید نے محمد بن واسع کو ہدیہ پیش کیا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا جس پر محمد بن واسع کو بہت سا مال انعام کے طور پر دیا گیا۔ جرجان کی جنگ میں یزید بن مہلب کو ایک لاکھ بیس ہزار نقد دینار بھی حاصل ہوئے تھے، اس کے بعد یزید نے خورستان کو حاصل کرنے کی تگ ودو شروع کردی اور اس جنگ میں چار ہزار جانباز مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کردیئے مگر باوجود تمام باتوں کے مسلمانوں کو ان سے زبردست جنگ کرنی پڑی، جس کے نتیجے میں چار ہزار مسلمانوں کو شہادت کا مقام حاصل ہوا۔ جس پر یزید نے علاقے پر پے درپے زبردست حملے کرکے لوگوں کو ہتھیار اور صلح کی حامی پر اکٹھے ہونے پر مجبور کردیا۔ یہاں کے جس حکمران نے صلح کی درخواست پیش کی تھی وہ اصبہذ سے معروف تھا۔ اس نے سات لاکھ سالانہ اور بہت سی قیمتی اشیاء پر راضی نامہ منظور کیا۔

اس سال جو مشہور لوگ وفات پاگئے ان کی تفصیل بمع ناموں کے یہ ہے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ...... عبداللہ بن عبداللہ، امام مجتہد اور عمر بن عبدالعزیز کا اتالیق تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے اس نے روایات نقل کی ہیں۔ دوسرے اعیان میں ابوالحفص النخعی اور عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ گذرے ہیں۔ جن سے متعلق حالات احوال ہم اپنی کتاب تکمیل میں تفصیل سے ذکر کرچکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۹ ہجری

اس سال سلیمان بن عبدالملک کا پینتالیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور روایت صحیحہ کے اعتبار سے اس کا دور خلافت دو سال آٹھ ماہ پر مشتمل تھا۔ اس کا شجرہ نسب کچھ یوں ذکر کیا جاتا ہے۔

سلیمان بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس القرشی الاموی، ابوایوب۔

اس کی پیدائش مدینہ منورہ میں بنی جدیلہ میں ہوئی، اور اپنے والد کے پاس ملک شام میں تربیت وتعلیم حاصل کیا۔ واقدی کی روایت سلیمان نے اپنے باپ اور دادا سے بیان کی ہے۔

ابن عساکر نے کہا ہے کہ اس نے دمشق میں باب الصغیر کے نزدیک دارالامارہ تعمیر کروایا تھا۔ اور اس میں قبۃ الخضر اور جیسا قبۃ الصفر ا بھی بنوایا تھا۔ سلیمان ایک فصیح اللسان اور عادل منصف آدمی کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اور جنگوں کا بڑا ذوق وشوق رکھتا تھا۔ اس نے قسطنطنیہ کے گھیراؤ کیلئے فوجوں کو تیار کرکے روانہ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے وہاں کے لوگوں کو پہلی جامع مسجد تعمیر کروانے پر رضامندی کرلیا تھا۔

ابوبکر الصولی نے لکھا ہے کہ عبدالملک نے اپنے تینوں بیٹوں (ولید، سلیمان اور مسلمہ) کو بلاکر ان سے قرآن سنا سب نے عمدہ قرآن پڑھ کر سنایا تو اس نے ان سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، چنانچہ سب نے اشعار بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ اسے سنائے، سوائے اعشی کے اشعار کے کہ اس کے اشعار عبدالملک کی چاہت کے مطابق نہ سنا سکے تو عبدالملک ان پر سخت غصہ ہوا اور اول فول ان سے کہنے لگا۔

اور پھر ان سے کہا کہ تم مجھے کسی عرب شاعر کا عمدہ سا شعر سناؤ جو فحش گوئی سے پاک ہو اور پھر ولید کو سب سے پہلے بلایا۔ جس پر ولید نے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

ما مرکب ورکوب الخیل یعجبنی کمرکب بین دملوج وخلخال

یوں تو ہر طرح کی سواریاں ہیں۔ لیکن مجھے کپڑے اور پازیب پہننے والی سواریاں بھاتی ہیں۔ ولید کا یہ شعر سننے کے بعد عبدالملک نے کہا اور اس سے بھی عمدہ کوئی شعر اور ہے۔ اے سلیمان آؤ تم سناؤ۔ تو سلیمان نے یہ شعر سنایا:

حبذا رجعها یدیها الیها فی یدی درعها تحل الازارا

کیا کہنے اس کے جواب کے کہ اس کا ہاتھ تو اسی تک محدود رہا جبکہ میرے ہاتھ میں تو اس کا محرم آ گیا۔ جس نے اپنا ستر بھی کھول دیا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ بات کچھ قابو میں نہیں آئی آؤ مسلمہ تم کوئی بہترین سا شعر سناؤ۔ اس پر اس نے امرؤ القیس کا یہ مشہور شعر سنایا:

وما ذرفت عیناک الا لتضربی بسہمیک فی اعشار قلب مقتل

اے محبوبہ! تیرے رونے کا اس کے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ تو میرے ٹکڑے ٹکڑے دل کو اپنی آنکھوں کے تیروں سے چھلنی چور کرنا چاہتی ہو۔

عبدالملک نے مسلمہ کے اس شعر پر کہا کہ شاعر جھوٹ بول رہا ہے۔ اور اس نے حقیقت بیان نہیں کی اس لئے کہ جب محبوبہ کی آنکھیں عشق کی بنا پر نم ہو گئیں۔ تو اب وصل کے تقاضے کچھ بھی نہ رہا۔ حالانکہ عاشق تو وہی ہوتا ہے جو اپنی پلکوں میں آنسو چھپا کر رکھے اور محبت کا راز فاش نہ ہونے دے۔

اس کے بعد عبدالملک نے کہا کہ میں تمہیں اس مکان میں تین دن کی چھوٹ دیتا ہوں۔ لہٰذا اس دوران تم میں سے جو کوئی عمدہ شعر پیش کرے گا۔ اسے وہ سب کچھ دیا جائے گا۔ جس کی وہ خواہش رکھتا ہوگا چنانچہ تینوں بیٹے اٹھ کر چل دیئے۔ ابھی سلیمان اپنے موکب میں ہی تھا کہ ایک اعرابی اونٹ ہانکتا ہوا آیا اور یہ شعر اس نے سنایا:

لو ضربوا بالسیف راسی فی مودتها لمال یهوی سریعاً نحوها راسی

اگر محبوبہ کی محبت میں میرا سر بھی قلم کر دیا جائے تو بھی میرا سر فوراً تیزی کے ساتھ اسی کی طرف سرک جائے گا۔

یہ سن کر سلیمان نے اعرابی کو بلا لیا اور اس سے یہ شعر سن کر اپنے باپ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جس کا آپ نے ہم کو حکم دیا تھا۔ اور پھر شعر سنایا۔

سلیمان کے اس عمل پر عبدالملک نے کہا مانگو! کیا مانگتے ہو؟ سلیمان نے کہا ابا جان! آپ نے اپنے بعد ولید کو ولی عہد بنایا ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعد مجھے ولی عہد بنایا جائے۔ عبدالملک نے اس کی آرزو پوری کرنے کا وعدہ فرمایا اور اسے حج پر روانہ کر دیا اور عبدالملک نے سلیمان کو ایک لاکھ درہم بھی دیئے، جو سلیمان نے اس شاعر کو دے دیئے جس نے یہ شعر کہا تھا۔

بہر حال جب عبدالملک کا ۸۶ھ میں انتقال ہوا تو خلافت سلیمان کے بھائی ولید کو سونپ دی گئی اور سلیمان اس کے پاس مشیر و وزیر ہونے کی حیثیت سے رہنے لگا اور وہ جامع مسجد دمشق کی تکمیل میں مشغول ہو گیا۔

۹۶ھ اور ولید کی وفات

۹۶ھ کے ماہ جمادی الاخریٰ کے نصف ماہ گزر جانے کے بعد ہفتہ کی صبح طلوع ہو جانے کے بعد جب ولید کا انتقال ہوا۔ اس وقت سلیمان رملہ کی سرزمین پر تھا۔ جب رملہ سے واپسی ہوئی تو اعلیٰ حکام کے وفود نے آ کر سلیمان سے ملاقات کی بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ لوگ بیت المقدس جا کر اس سے ملے بھی اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ اس کے بعد سلیمان نے بیت المقدس ہی کو اپنا جائے قرار بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جس کی بنا پر سرکاری عہداران وہیں آنے جانے لگے اور کہا جاتا ہے کہ سلیمان اپنا شاہی دربار صحن مسجد میں ایک قبہ کے نزدیک لگاتا تھا جو صخرہ کے نزدیک لگا تھا جہاں اکابرین ان کے چاروں طرف تشریف فرما رہتے تھے۔ جہاں سلیمان ان حضرات میں اموال تقسیم کر کے ان کا شاہی اکرام کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا پھر

سلیمان دمشق آ گیا اور جامع مسجد دمشق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سلیمان کے دورِ خلافت ہی میں مقصورہ کی تجدید کا کام بھی سرانجام پایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو اسے اپنا مشیر و معاون بنا لیا۔ سلیمان عمر بن عبدالعزیز سے کہا کرتا تھا۔ کہ مجھے حکومت تو مل گئی ہے مگر اس کے چلانے میں تمہاری مدد اور حمایت کی مجھے ضرورت رہے گی۔ لہٰذا عوام الناس کی اصلاح کی خاطر جو بہتر سمجھو وہ مجھے بتا دیا کرو۔ اور خود بھی ان معاملات کا خیال رکھنا۔ لہٰذا کہا جاتا ہے کہ حجاج کے معاونین کی معزولی اور قیدیوں کی آزادی اور اسی طرح عراقی باشندوں کو عزت و احترام سے نوازنا اور نمازوں کو اپنے اول وقت میں پڑھ جانے کا انتظام و اہتمام عمر بن عبدالعزیز کی ذمہ داری میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسطنطنیہ کی جنگ میں سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز کے مشورہ سے علاقہ شام، جزیرہ اور موصل سے ایک لاکھ بیس ہزار لشکر روانہ کئے تھے۔ اسی طرح علاقہ مصر اور افریقہ وغیرہ سے ایک لاکھ لشکر روانہ کئے گئے تھے۔

ابن ابی دنیا کا کہنا ہے کہ سلیمان نے اقتدار سنبھالتے ہی جو الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے وہ یہ تھے

> ”تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے جو اپنی مرضی سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے۔ جسے چاہے بلند کرے۔ جسے چاہے عزت سے نوازے اور جسے چاہے پست و ذلیل کردے۔ جسے چاہے خوب عطا کرے۔ جسے چاہے محروم رکھے۔ دنیا دھوکہ اور فریب کا گھر ہے یہاں رونے والا ہنستا ہے۔ کبھی ہنسنے والا روتا ہے۔ اے لوگو! اللہ کا خوف اپنے دل میں رکھو۔ اللہ کی کتاب کو اپنا رہنما اور معتبر بنائے رکھو اور اس کے جاری کردہ احکام سے خوش رہو۔ یہ پچھلی کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔ مگر اس کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نہیں اے لوگو! یہ قرآن وہ کتاب ہے جس نے شیطان کے مکر و فریب کو آشکارا کیا ہے۔“

حماد بن زید نے یزید بن حازم سے نقل کیا ہے کہ سلیمان ہر جمعہ کو اپنے خطاب میں یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا والے اپنی رحلت کیلئے تیار رہیں اس لئے کہ ابھی وہ اطمینان کا سانس پورا بھی نہ کریں گے کہ قضائے اجل آ کھڑی ہوگی۔

سلیمان نے مکہ میں حج کے دوران عمر بن عبدالعزیز سے کہا تم یہ بے حساب مخلوق یہاں دیکھ رہے ہو۔ اس کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا رب العزت کے علاوہ کوئی انہیں رزق بہم پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے امیر المومنین آج یہ آپ کی رعیت میں ہیں کل کو آپ کے دشمن بھی بن سکتے ہیں۔ یہ سن کر سلیمان زار و قطار رونے لگا اور کہا کہ میں اپنے رب کی مدد طلب کرتا ہوں۔ ہر قسم کے شر سے۔

ایک مرتبہ دوران حج بجلی کڑک رہی تھی بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں تو سلیمان نے کہا کہ اے عمر! یہ حالات جب ہیں اللہ کی رحمت کے آثار و علامات ہیں۔ تو اندازہ کرو اس کے عذاب کی علامتیں اور سختیاں کیسی ہوں گی۔ سلیمان کے بعض دلچسپ و عجیب مقولے بڑے مشہور و معروف ہیں۔ وہ کہا کرتا تھا۔ خاموشی عقل کیلئے ایسی ہے جیسے نیند کی مانند ہے جبکہ کلام کرنا اس کی بیداری ہے اور دونوں اپنی جگہ میں ایک دوسرے پر موقوف ہے سلیمان کے پاس ایک آیا۔ جس کی گفتگو سلیمان کو بہت پسند آئی۔ بعد میں اس کے حالات معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ بے وقوف ہے تو اس پر سلیمان نے کہا آدمی کی گویائی کی عقل پر فضیلت وہم کرتی ہے جبکہ عقل کی گویائی پر فضیلت عیب ہے جبکہ دونوں کا ملاپ بہترین چیز ہے۔ سلیمان نے ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ شخص اپنی چرب لسانی کے ذریعہ مال و دولت کے حصول پر حریص رہتا ہے اسی طرح اس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص اچھا بولنے پر بھی قادر ہو اور خاموشی پر بھی ملکہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کا خاموش رہنا افضل ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو خاموشی پر قدرت رکھتا ہو وہ اچھی گویائی پر بھی قادر ہو گا ذیل میں سلیمان کا وہ شعر لکھا جا رہا ہے جس میں اس نے اپنے دوست کی وفات پر اپنے دل کو تسلی دی ہے کہتا ہے:

وهون وجدي في شراحيل انني
متى شئت لاقيت امرأ مات صاحبه
ومن شيمتي الا افارق صاحبي
وان ملني الا سألت له رشداً
وان دام لي بالود دمت ولم اكن
كآخر لا يرعى ذماماً ولا عهداً

"ہم بے حال کو نظر انداز کی طرف سے بے قرار ہو رہے ہیں کہ جب میں چاہتا تھا اس سے ملاقات کر لیتا تھا۔ جس کے ساتھی کا انتقال ہو چکا ہو اس کے فراق میں سے زیادہ ہے یہ تو طریقہ ہے کہ میں اپنے ساتھی سے جدا ہو رہا ہوں اگر آپ کی طرف سے تعزیت کی پہنچ گئی میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

اور اگر دوستی کو اچھے طور پر نبھایا جاتا ہے تو میں بھی اس پر عزت رکھتا تھا اور جب بھی اس کے ساتھ قطع تعلق کا وقت آ پہنچا تو میں بھی کہتا ہوں۔

ایک مرتبہ سلیمان نے اپنے لشکر میں گانے بجانے کی آواز سنی تو اس کی تلاش میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ گانے والوں کے پاس میں لائے انہیں بلایا گیا تو وہ کہنے لگا کہ گھوڑے کا ہنہنانا گھوڑی کی چاہت پر دلالت کرتا ہے اور اونٹ کا ہنہنانا اونٹنی کو حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور مینڈھے کا ممیانا بکری کی چاہت کی وجہ سے ہوتا ہے اور جو آدمی گانے بجانے میں لگتا ہے وہ عورت کی طرف میلان کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا اس کو خصی کر دیا جائے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہ تو مثلہ کے حکم میں ہو جائے گا اس پر سلیمان نے عمر کو معاف کرتے ہوئے انہیں مسجد سے نکال دیا اور ان لوگوں کو ملک بدر کر دیا گیا۔

سلیمان کے اکل و شرب (کھانے پینے) سے متعلق کئی عجیب و غریب مشہور واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اس نے چالیس مرغیاں بھنوا کر اسی طرح چربی کے ٹکڑے کو دسترخوان پر لگایا گیا، اور دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر اور کھانے پینے کی چیزیں اس کے ساتھ کھا گیا۔

وہ خوب لذیذ اور کھانے کا خوش ذوق تھا کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک باغ میں گیا اور پھل حاضر کرنے کا حکم دیا پھر پھل حاضر کئے گئے۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر پھل کھائے اور چلے گئے سب لوگ اٹھ گئے مگر سلیمان کھانے میں لگا رہا پھر بکری کا گوشت کھانے کے بعد مرغیاں تیار کر کے منگوائی گئیں اور سلیمان وہ بھی چٹ کر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب یہی زیادہ کھانا ہے جن سے معلوم ہے کہ اس کی موت کا سبب اس کا ایک مرتبہ بہت زیادہ کھا لینا ہے۔

تمام مؤرخین کا کہنا ہے کہ سلیمان ابتدائی عمر ہی میں نوجوان انسان تھا اور کھانے پینے سے متعلق اس طرح کی باتیں ان کی کثرت سے ہیں جو عرب کی عادت سے متعلق ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے قنسرین کی سرزمین پر مقام دابق میں ۱۰ صفر ۹۹ھ بروز جمعہ وفات پائی۔ اس کی خلافت ایوب کے بعد دو سال آٹھ ماہ رہی کہا جاتا ہے کہ سلیمان سے پہلے اس کا بیٹا ایوب فوت ہو چکا تھا وہ بہت صحت مند انسان تھا۔ اس کی عادتوں کے مطابق خلافت میں بہترین اخلاق کے ساتھ ... سے بہترین تھا۔

[illegible]

سلیمان کی قسطنطنیہ آمد

قسطنطنیہ پہنچ کر اس نے کہا کہ میں تمام عراقی کے ساتھ یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک فتح نہ ہو جائے۔ اس سے پہلے میری موت واقع ہو جائے تو کوئی امکان نہیں ہے اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ ایک دن سلیمان نے سبز رنگ کا لباس پہنا اور سبز عمامہ باندھا اپنے ارد گرد کے ماحول کو بھی سبز رنگ میں تبدیل کر کے اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تو ایک جوان خلیفہ ہوں۔ اور یہ بھی بات مشہور ہے کہ اس نے آئینہ طلب کیا اور اس میں اپنے سراپے کو دیکھ کر کہنے لگا محمد ﷺ نبی تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیا دار تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بہادر تھے اور حضرت معاویہ حلیم تھے اور یزید صابر تھا عبدالملک منتظم تھا ولید جبار تھا اور میں نوجوان بادشاہ ہوں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس بات کو ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ یہ انتقال کر گیا۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ جب یہ بیمار ہوا تھا تو اس نے وضو کا پانی طلب کیا تو ایک لونڈی اس کو وضو کرانے لگی تو اس کے لئے پانی بھی انڈیل رہی تھی اور یہ شعر بھی سنا رہی تھی۔

انت نعم المتاع لو کنت تبقی
غیر ان لا بقاء للانسان
انت خلو من العیوب ومما
یکرہ الناس غیر انک فان

"تو بہترین سامان ہے اگر تو زندہ رہتا، مگر انسان کو بقا نہیں ہے اور تو تمام عیوب سے پاک ہے اور ان تمام باتوں سے بچا ہوا ہے جن کو لوگ برا سمجھتے ہیں سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔"

سلیمان کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ دابق سے اس وقت تک واپس نہیں جائے گا جب تک قسطنطنیہ یا اس کی خبر اسے نہ آ جائے [illegible] ایسا ہوا کہ اس فتح سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مرض الموت میں اس نے اپنی [illegible] بچوں کی طرف دیکھا [illegible] تو کہا

ان بنی صبیۃ صغار افلح من کان له کبار
"ہائے میرے سب بچے چھوٹے ہیں، وہ کامیاب ہے جس کی اولاد بڑی ہے۔"

اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز یہ آیت تلاوت کرتے تھے

قد افلح المؤمنون
"مومن لوگ فلاح یاب ہیں۔"

اور پھر سلیمان یہ شعر سناتے تھے

ان بنی صبیۃ صیفیون قد افلح من کان له ربعیون
"بلاشبہ میری اولاد گرمی کی پیداوار ہے، وہ شخص کامیاب ہے جس کی اولاد فصل بہاری ہے۔"

سلیمان کی زبان سے وفات سے پہلے یہ آخری کلمات نقل کیے جاتے ہیں
[illegible] تیری [illegible] ہو تو میری حالت تبدیل فرما دے۔ اس کے بعد اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

ابن جریر نے [illegible] رجاء بن حیوہ کے متعلق کہا ہے کہ سلیمان نے اپنی موت سے قبل اپنے کم عمر بیٹے داؤد کی ولایت عہد کے متعلق ان سے مشورہ طلب کیا تو رجاء بن حیوہ نے کہا کہ وہ تو قسطنطنیہ گیا ہوا ہے اور اس کے بارے میں کچھ علم بھی نہیں کہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ اور رجاء بن حیوہ نے اس سے یہ بھی کہا کہ اپنی قبر کے حوالے ہونے سے پہلے ہی کسی صالح شخص کو اختیارات سونپ دو۔ اس پر سلیمان نے کہا پھر [illegible] نظر میں کون جچتا ہے؟ تو رجاء ابن حیوہ نے کہا کہ [illegible] امیر المومنین کی [illegible] تو سلیمان نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو رجاء ابن حیوہ نے کہا کیا خوب! [illegible] اعلیٰ [illegible] اور وہ اس کی اہمیت کو بھی سمجھتے ہیں مگر ایک بات کا خوف بھی ہے [illegible] سلیمان نے کہا [illegible] عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک [illegible] ولی عہد [illegible] لکھا۔

[illegible]

یہ خط عبداللہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے [illegible] میں نے اپنے بعد عمر بن عبدالعزیز کو اپنے بعد خلافت [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible] اطاعت کرو [illegible]

[illegible]

جعفر بن ربیعہ، یزید بن ابی حبیب اور عبید اللہ بن ابی جعفر کو مفتی مقرر کیا۔ یہ تینوں لوگوں کو فتویٰ بتایا کرتے تھے۔
افریقہ اور مغرب کے شہروں کیلئے امیر ایک اچھے کردار اور اچھی شخصیت کے حامل اسماعیل بن عبید اللہ المخزومی کو طے کیا گیا۔
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے دور میں سرزمین مغرب کے بہت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے تھے۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

الحسن بن محمد بن حنفیہ ـــــ یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ارجاء سے متعلق بات کی پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی جبکہ خلیفہ کے قول کے مطابق ان کی وفات عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت میں ہوئی اور ہمارے مشائخین کا کہنا بھی یہ کہ اسی سال ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

عبد اللہ بن محیریز بن جنادہ بن عبید ـــــ یہ بھی جلیل القدر تابعی قرشی جمحی اور مکی ہیں۔ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہیں انہوں نے ابو محذورہ (جو کہ ان کے شوہر اور عبادہ بن الصامت اور ابو سعید اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے خالد بن معدان مکحول، حسان بن عطیہ اور زہری وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ اور ان کی ایک جماعت نے ان کی بڑی تعریف کی ہے حتیٰ کہ رجاء بن حیوۃ نے تو یہاں تک کہا کہ اگر اہل مدینہ اپنی تعریف پر عمر بن عبد العزیز جیسے لوگوں کی بناء پر مجبور ہیں۔ تو ہم بھی ابن پر عبد اللہ ابن محیریز جیسے عبادت گذار کی بناء پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے کسی بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ ہر جمعہ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے اور جب خادم ان کے لئے بستر لگاتا تھا تو یہ بستر پر آرام نہیں کرتے تھے۔ اور وقت خشوع سے خوب گریہ و زاری اختیار کرتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر جرأت مند رہتے تھے۔ اور اپنی تعریف کسی سے نہیں سنتے تھے۔ اور اگر کسی امیر یا گورنر کو ریشمی لباس میں دیکھتے تو فوراً تنبیہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم تو امیر المومنین کی وجہ سے اس لباس کو زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تو ابن محیریز امیر المومنین کو جا کر کہتے تھے کہ تم بھی دیگر مخلوق کی طرح خدا کے غیظ و غضب سے کبھی بے خوف نہ ہو۔

امام اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہر مقتدی کو اسی طرح کی اقتداء کرنی چاہئے اس لئے کہ ایسی اقتداء کرنے والی جماعت بھی گمراہ نہیں ہوتی۔ ان کی وفات کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ان کی وفات عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور بعض یعنی ابن الاثیر وغیرہ کا کہنا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عبد اللہ بن محیریز ایک بزاز کے پاس کپڑا خریدنے کی غرض سے گئے۔ دکاندار نے کپڑے کی قیمت زیادہ بتلائی جس پر اس کے پڑوسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہے تو یہ عبد اللہ بن محیریز ہیں ان کے ساتھ رعایت کر۔ یہ سن کر عبد اللہ بن محیریز نے اپنے غلام کا ہاتھ تھاما اور یہ کہتے ہوئے دکان سے نکل پڑے کہ "ہم دو پیسے مال خریدنا چاہتے ہیں اپنا دین دے کر تم سے کچھ خریدنا نہیں چاہتے۔"

محمد بن لبید بن عقبہ ـــــ ابو نعیم الانصاری الاشہلی کی پیدائش رسول اکرم ﷺ کے مبارک دور میں ہوئی اور ان کی طرف سے رسول اکرم ﷺ سے روایت کرنا بھی پہچانا گیا ہے۔ لیکن ان کی مرویات کا حکم ارسال کا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ انہیں آپ ﷺ سے شرف صحبت بھی حاصل ہے۔ اور ابن عبد البر نے بھی یہی کہا ہے۔ یہ محمود بن ربیع سے بھی فائق تھے اور ان سے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۹۶ھ یا ۹۷ھ ہوا اور اسی نے اعلام میں لکھا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نافع بن جبیر بن مطعم ـــــ ابن نوفل القرشی النوفلی المدنی نے اپنے والد اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت نقل کی ہیں۔ جبکہ ان سے تابعین کی ایک جماعت روایت نقل کی ہیں۔ یہ ثقہ، عابد اور ممتاز شخصیت تھے۔ انہوں نے [illegible] پیدل ہوتے ہیں جبکہ ان کی سواری بھی حج کیلئے استعمال کرتے

تھے۔ ان کا انتقال ۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

کریب بن مسلم یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، ان کی روایات بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں [illegible] [illegible] ثقات میں سے تھے [illegible] ان کا انتقال [illegible] میں ہوا تھا۔

محمود بن الربیع [illegible] ان کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ بہت سی روایات ان سے منقول ہیں۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

مسلم بن یسار یہ عبداللہ بصری کے نام سے معروف ہیں۔ اپنے وقت کے فقیہ اور عابد و زاہد شمار ہوتے ہیں۔ ان کی بہت سی روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے [illegible] ان کے ہم عصر میں سے اول [illegible] تھے۔ [illegible] ہے [illegible] کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ ایک دن اپنے گھر میں [illegible] اسی حالت میں ان کو پایا گیا [illegible] ان کے [illegible] پر [illegible] ایک جانب منہدم ہو گئی۔ لوگ [illegible] سے خوفزدہ ہو گئے مگر یہ اسی حالت میں نماز میں مشغول رہے [illegible] ہی [illegible] نماز کی حالت میں دیکھا ہے [illegible] کہ آپ اس حالت میں [illegible] حالت نماز میں [illegible] کی [illegible] ایسا خشوع [illegible] نماز کی حالت میں ہے۔ ان کی [illegible] ہو گئی ہے۔

حنش بن عبداللہ الصنعانی یہ فقیہ اور [illegible] مغرب کے حاکم تھے اور ان کا انتقال بھی غازی ہونے کی حالت میں افریقہ میں ہوا۔ ان کا [illegible] رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کرنا منقول ہے۔

خارجہ بن زید یہ [illegible] انصاری [illegible] کے نام سے موسوم ہیں اور فقہائے مدینہ کے سات [illegible] میں سے ایک فقیہ تھے [illegible] حاصل تھی۔ ان کا شمار ایسے حضرات میں ہوتا تھا جن کے فتاویٰ پر [illegible] [illegible]

۱۰۰ ہجری کی ابتداء

امام احمد نے [illegible] روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے [illegible] سے کہا کہ آپ [illegible] ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر سو سال گزرنے پر انہیں اطمینان حاصل ہو جائے گا [illegible] امت [illegible] [illegible] ہوئی۔ [illegible] منقول ہے [illegible] سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ [illegible] سو سال [illegible] اس وقت زندہ [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے۔ حالانکہ [illegible] سو سال [illegible] ہے۔

اس سال [illegible] عمر بن عبدالعزیز نے عراق کے گورنر عبدالحمید کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی [illegible] جب تک وہ فساد نہ پھیلائیں [illegible] ان کے ساتھ جنگ [illegible] مسلمہ بن عبدالملک [illegible] سے جنگ کرنے [illegible] [illegible] عمر بن عبدالعزیز نے [illegible] ان کے [illegible] کیا [illegible]

دھری کی بناء پر صرف اور اقتدار کی لالچ میں لڑنے پر تلا ہوا ہے تو میں تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ اور تو اس بارے میں زیادہ داخل بھی نہیں اس کا اور اگر تو اس پر مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو میں اس پر بھی تیار ہوں۔ چنانچہ اس لیڈر نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس کچھ لوگوں کو بھیجا۔ جن میں سے عمر بن عبدالعزیز نے دو کا انتخاب کیا۔ اور ان سے سوال کیا کہ آپ لوگ کس بات کا انتقام لینا چاہتے ہیں؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ یزید بن معاویہ کو تمہارے بعد خلافت کیوں دی گئی ہے؟ اس عمر بن عبدالعزیز نے کہا یہ خلافت میں نے تو اسے نہیں دی۔ کسی اور نے دی ہے۔ اس پر ان دونوں نے کہا کہ تمہارے بعد امت اس کو خلیفہ بنانے پر کیسے رضامند ہوگی؟ عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا تم مجھے اس جواب کیلئے تین دن کی مہلت دو۔ اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ بنو امیہ نے انہیں زہر کھلا دیا تا کہ خلافت ان کے ہاتھ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے باقی رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال عمر بن ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی نے حمص والوں پر موسم گرما میں حملہ کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ہبیرہ کو الجزیرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور اسی سال یزید بن مہلب کو ملک عراق سے عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا گیا۔ بصرہ کے امیر عدی بن ارطاۃ نے موسیٰ بن وجیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز یزید بن مہلب اور اس کے اہل بیت سے سخت ناراض تھا۔ کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ یہ لوگ ظالم اور جابر ہونے کی بناء پر مجھے بالکل پسند نہیں چنانچہ جب یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے سامنے حاضر ہوا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے اس رقم کا مطالبہ کیا جو اس نے سلیمان کے سے منگوائی تھی۔ اس پر یزید بن مہلب نے کہا کہ میں نے صرف دشمنوں پر رعب ڈالنے کی غرض سے خط و کتابت میں رقم کا ذکر چھیڑ دیا تھا۔ ورنہ حقیقت میں ہمارا رقم کا کوئی لین دین ہی نہیں تھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سلیمان کے سامنے اپنے مرتبے سے واقف بھی تھا اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں ادھر ادھر کی باتیں سننا نہیں چاہتا بلکہ تم مسلمانوں کی رقم جمع کرا دو ورنہ تمہیں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔ اور پھر اس کو جیل بھیجنے کا شاہی حکم جاری کر دیا۔ اور خراسان کی امارت یزید بن مہلب کی جگہ الجراح بن عبداللہ الحکمی کو سونپ دی۔

تھوڑی دیر میں گزری تھی کہ یزید بن مہلب کا فرزند مخلد بن یزید، عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے ہم پر کہ اس نے آپ جیسی شخصیات کو اس امت کا امیر منتخب کیا ہے ہم آپ سے محروم ہو کر بدبخت ہونا پسند نہیں کرتے آپ نے کس جرم کی پاداش میں بوڑھے باپ کو جیل کی نذر کر دیا ہے۔ میں ان کی طرف سے دست صلح آپ کی طرف بڑھاتا ہوں۔ آپ اس پر راضی ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا قوم کی امانت وصول کرنے سے پہلے میں آپ سے کوئی صلح صفائی نہیں کر سکتا۔ اس پر مخلد کہنے لگا امیر المومنین اگر آپ اس بات پر کوئی گواہ رکھتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہماری قسم کا اعتبار کرتے ہوئے میری جانب سے پیش ہونے والی درخواست صلح کی طرف توجہ دیں لیں۔

اس پر عمر بن عبدالعزیز نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اس کے پاس مسلمانوں کی زمین سے متعلق جو کچھ ہے وہ سب پہلے وصول کروں گا۔ اس بات چیت کے بعد یزید عمر بن عبدالعزیز سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ جس کے کچھ ہی دنوں بعد اس کے وفات کی خبر یہاں بھی پہنچ گئی۔ اس کی موت کی خبر ملتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ بہرحال بیٹا اپنے باپ سے افضل تھا اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے حکم جاری کیا کہ یزید کو بالوں کا جبہ پہنا کر اونٹ پر سوار کر کے اس جزیرے کی سیر کرائی جائے جہاں فساق و فجار کو در بدر کیا جاتا ہے اس کے بعد بعض لوگوں نے یزید بن مہلب کی سفارش کی تو اسے دوبارہ جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ ابھی وہ جیل ہی تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مرض الموت میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس اطلاع کے ملتے ہی یزید بن مہلب بیماری کی حالت میں جیل سے فرار ہو گیا اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی امیری سے ایک سال پانچ ماہ بعد معزول کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اس کو معزول کرنے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ یہ نو مسلم کفار سے بھی جزیہ وصول کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جزیے کی خوف سے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نو مسلم بیزار ہو کر بدستور کفر پر جمے رہے۔ اور جزیہ دینا بھی قبول کر لیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی کو معزول کرنے سے پہلے عمر بن عبدالعزیز نے اس کو لکھا کہ اللہ نے اپنے نبی کو داعی اور پیغامبر بنا کر بھیجا کہ ظلم کرنے والا اور مال جمع کرنے والا بنا کر اس کے بعد امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم قشیری کو جنگ کا اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو خراج کا ذمہ دار بنا دیا۔

اسی طرح خط میں اپنے تمام حکام اور عمال کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام انجام دینے اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین بھی لکھ ڈالی اور اسی طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عبدالرحمن بن نعیم کے پاس بھی لکھا خلاصہ کلام یہ کہ اس قسم کی نصیحتیں اور ہدایات عمر بن

عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام حکام کے نام جاری کردی تھیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایمان کی کچھ شرائط اور کچھ قیود ہیں۔ اس کی پابندی جو شخص بھی کرے گا تو اس کی ایمان کی تکمیل ہوگی اس طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عدی کے نام جاری کیا تھا اور پھر لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو تمہیں اس قسم کی باتیں بتاتا رہوں گا۔

بنو العباس کی دعوت کا سال...... اس دعوت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس سرزمین میں رہتے ہوئے اپنے ملک اور علاقے سے میسرہ نامی شخص کو عراق بھیجا۔ اور اسی سال دوسرا لشکر خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اس گروہ میں محمد بن خنیس اور عکرمہ السراج، حیان العطار، ابراہیم بن سلمہ کا نام ملتا تھا۔ ان لوگوں کو محمد بن علی نے اپنے پاس بلا کر اہل بیت سے ملاقات کی دعوت دی۔ اس طرح بنو عباس کی حکمرانی کی ابتداء تھی۔ بنو عباس کی حکومت کی کامیابی کے اثرات انہیں اس لئے نظر آرہے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد سے بنوامیہ کی حکومت ڈانواں ڈول ہو رہی تھی۔ اس موقع پر ابوعکرمہ السراج کے پاس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے محمد بن علی بن عبداللہ کے بارہ نقیب اور محافظ مقرر کر دیئے۔

اس سال مدینے کے امیر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مشغولیت کی بناء پر حج نہیں کرسکے تھے۔ مگر مدینے کے امیر کو ان کی طرف سے روضہ اطہر پر درود وسلام پڑھنے کا حکم جاری کیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

سالم بن ابو الجعد الاشجعی...... یہ زیاد، عبداللہ، عبیداللہ، عمران اور مسلم کے بھائی تھے۔ یہ جلیل القدر تابعی اور ثقہ رواۃ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت ثوبان، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے روایات نقل کرنے والے قتادہ اور اعمش وغیرہ حضرات ہیں۔

ابو امامہ سہل بن حنیف...... یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زندگی میں پیدا ہونے والے انصاری، اوسی اور مدنی بزرگ ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی انہیں نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے حدیثیں ذکر کی ہیں اور ان سے بھی زہری اور ابو حازم وغیرہ کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے۔

یہ انصاریوں کے بڑی مرتبت اور بڑے نیک پارسا عالم تھے۔ ان کے باپ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخالفین نے جمعہ کیلئے جانے سے روک دیا تھا اس وقت انہوں نے ہی نماز جمعہ پڑھائی۔ اور ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو الخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی/ خالد بن معدان — ~~~~

ابو البحر مروایہ حدیر بن کریب الحمصی...... یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول کے مطابق ان کی جو روایت ابو درداء اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں وہ مرسل ہیں ان کے اہل بعد نے ان سے روایت نقل کی ہیں۔ اور ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں بھی اقوال ملتے ہیں لیکن ان کی ایک عجیب روایت ہے جو انہوں نے قتیبہ سے روایت کی ہے کہ ان سے ابی البحر روایہ نے بیان کیا کہ میں غنودگی کی حالت میں بیت المقدس کے گنبد میں بیٹھا تھا کہ نامعلوں نے دروازہ بند کر دیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو فرشتوں کی تسبیح کرنے کی آواز سنی اور میں دہشت زدہ ہو گیا۔ جب فرشتوں کی صف بندی دیکھی تو میں بھی ان کے ساتھ صف میں شامل ہو گیا۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

ابو الطفیل عامر بن واثلہ...... ابن عبداللہ بن عمر لیثی کنانی ہیں۔ وفات پانے والوں میں آخری صحابی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے صحابہ کرام سے بھی روایت نقل کی ہے۔ اور ان سے زہری، قتادہ، رحمہما اللہ وغیرہ نے نقل کی

سے وہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں ان کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے تھے لوگ ان سے پوچھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسی محبت کرتے ہو تو کہتے تھے جیسی موسیٰ کی ماں موسیٰ سے محبت کرتی تھیں۔ بعض لوگوں کے قول کے مطابق ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی اور بعض کے قول کے مطابق ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مسلم بن حجاج کا کہنا ہے یہ آخری صحابی تھے جن کا انتقال ہوا اور یہ حادثہ وفات ۱۰۰ھ میں ہوا۔

ابو عثمان النہدی …… ان کا نام عبدالرحمن بن مل البصری ہے۔ انہوں نے دور جاہلیت میں دو حج کیے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی ایمان لے آئے تھے مگر آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہے ایسے لوگوں کو محدثین مخضرمی کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہجرت کی اور یہ سلمان فارسی کی صحبت میں بارہ سال رہے۔ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہے یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے جنگ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور نہاوند کی لڑائیوں میں شرکت بھی کی ہے نمازیں بکثرت ادا کرنے والے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات نمازیں پڑھتے پڑھتے بیہوش بھی ہو جاتے تھے۔ انہوں نے ساٹھ بار حج بھی ادا کیا ہے۔

ثابت بنانی نے ابو عثمان نہدی کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو یاد کر رہا ہے تو قرآن کی یہ آیت پڑھی فاذکرونی اذکرکم۔ اور فرمانے لگے میرا رب فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم۔

ان کی عمر ایک سو تیس سال بتائی جاتی ہے۔ ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۰۰ھ کا ہے اور دوسرا قول ۹۵ھ کا ہے۔

۱۰۱ھ کی ابتداء

اس سال یزید بن مہلب نے عمر بن عبدالعزیز کی مرض الموت کی اطلاع پانے کے بعد قید سے فرار ہونے کا پروگرام بنایا۔ اور اپنے خادموں سے کہا کہ گھوڑے یا اونٹ کی سواریاں فلاں جگہ لیکر پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس کا یقین ہو جانے کے بعد اس نے راہ فرار اختیار کر لی اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دیگر افراد بھی تھے۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ آپکی بیماری کی اطلاع ملنے کے باوجود میں جیل سے راہ فرار اختیار نہ کرتا مگر مجھے خوف ہو گیا تھا کہ یزید بن عبدالملک مجھے قتل کر دے گا چنانچہ میں نکل آیا۔

اس اطلاع ملنے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے دعا کی کہ اے اللہ یزید بن مہلب اس امت کو کوئی ضرر پہنچانا چاہیں تو امت کو اس کے شر سے محفوظ فرما۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کی بیماری میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ ایک قول کے مطابق دو سال پانچ ماہ چار دن حکومت کرنے کے بعد ۲۵ رجب ۱۰۱ھ بروز بدھ انتقال فرما گئے اور ایک قول کے مطابق ۱۰۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ انتہائی عادل، نیک سیرت اور انصاف پسند، متقی پرہیزگار خلیفہ گزرے ہیں۔ اسلامی شریعت کے نفاذ میں کسی کی کوئی پرواہ انہیں نہ ہوتی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

سوانح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ …… عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف ابو حفص القرشی الاموی مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ ان کی والدہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ جلیل القدر تابعی میں سے ہیں۔ یہ خود بھی تابعین سے روایت بیان کرتے ہیں اور ان سے بھی بہت سے تابعین نے روایت نقل کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اپنے چچا زاد بھائی کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کی پیدائش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جس سن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی یعنی ۶۱ھ میں اس سال وہ پیدا ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی پیدائش سے پہلے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اسے بتایا گیا کہ ایک نیک دل اور داق ان الشیم شخص پیدا ہونے والا ہے۔ اس پر اس نے معلوم کیا وہ کون شخص ہے جو آئے گا۔۔۔ یعنی عمر دکھایا گیا۔ ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اصطبل میں گئے تو انہیں گھوڑے نے لات مار کر زخمی کر دیا اس پر ان کے والد نے ان سے کہا کہ اگر تو بنو امیہ میں زخم خوردہ رہا تو نیک بخت رہے گا۔ ایک دن رونے لگے ماں کے معلوم کرنے پر بتایا کہ موت یاد آ رہی ہے۔ تو ماں بھی رونے لگی۔ ان کے والد نے ان کی تربیت کے لئے انہیں صالح بن

کیسان کی خدمت میں چھوڑا ہوا تھا ان کے والد صاحب جب حج کیلئے گئے تو انھیں بھی ملنے گئے جہاں ایک شخص نے دیکھ کر کہا سب سے زیادہ اللہ کی عظمت میں نے اس کے دل میں محسوس کی ہے۔ ایک مرتبہ نماز کی تاخیر کا سبب بالوں میں کنگھی کرنا تو ان کے استاد صالح ابن کیسان نے ان کے والد کے نام مصر میں خط لکھا جس پر ان کے والد کی طرف سے آنے والے قاصد نے ان کے سر کے تمام بال اتار دیے۔

ایک مرتبہ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ ان کی زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی الفاظ نکل گئے۔ جس پر عبید اللہ کو محسوس ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہے ہیں۔ جس پر انھوں نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ سلام پھیرنے تک ان کے پاس بیٹھے رہے اور سلام پھیرنے پر انھوں نے ان سے کہا کہ اے عمر کیا تمھیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے بدریوں کو معاف فرما کر ان دوبارہ ناراض ہو گئے؟ یہ بات سن کر ان سے معذرت طلب کی اور آئندہ کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے علاوہ کوئی کلمہ ان کے بارے میں نہیں کہتے تھے۔

زبیر بن بکار کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی ذہانت کا علم اسی بات سے ہو جاتا ہے کہ وہ علم کے بہت زیادہ حریص اور ادب کی طرف مائل تھے انھیں ان کے والد نے ان کے مشورے پر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ جہاں انھوں نے بہت سے فقہا اور مشائخ کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ وہ بہت مشہور ہو گئے۔ والد کی وفات پر ان کے چچا عبد الملک بن مروان نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری لی اور اپنی اولاد کی طرح پالا۔ حتیٰ کہ بعد میں اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح بھی کروا دیا۔ جس پر شاعر نے کیا خوب کہا:

بنت الخلیفة و الخلیفة جدھا — اخت الخلیفة و الخلیفة زوجھا

"خلیفہ کی بیٹی، خلیفہ کی پوتی، خلیفہ کی بہن اور خلیفہ کی زوجہ بھی ہے یعنی ان صفات کی مالک انھیں نکاح میں ملی۔"

عتبی کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز پر دو چیزوں کی وجہ سے رشک کیا جا سکتا ہے ایک ان کے مال پر جو کہ انھیں ان کے والد کے ترکے سے ملا دوسرا ان کی انوکھی چال پر جسے دیکھ کر ایک دن ان کے چچا نے سوال کیا۔ تو جواباً انھوں نے کہا کہ میرے جسم میں زخم ہے جس کی بنا پر اس طرح چلتا ہوں۔ زخم کی جگہ معلوم کرنے پر انھوں نے ایسا جواب دیا جس ان کے چچا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کسی اور عرب سے اس طرح کا جواب ہمیں نہ ملتا عبد الملک کے انتقال کے بعد ولید نے انھیں مکہ، مدینہ اور طائف کا حکمران بنایا اور انھوں نے اپنی ولایت کے دوران ۹۲ھ اور ۹۳ھ میں لوگوں کو حج بھی کروایا۔

انھوں نے ولید کے مشورے سے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع بھی کروائی اور دینی امور سے متعلق کوئی ضرورت پیش آتی تو یہ تمام فقہا کو جمع کر لیتے اور ان سے اس کا حل تلاش کرتے۔ انھوں نے کبھی ان کی اجازت کے بغیر کوئی اقدام نہیں کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ان کی نماز کی مشابہت جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے پائی وہ کہیں اور نہیں ملی۔

ابی المغیرہ المدینی کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے کہ سلیمان کو عمر بن عبد العزیز کے پاس سے آتا ہوا دیکھ کر ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا انھیں کچھ تعلیم دے کر آ رہے ہو تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم عمر بن عبد العزیز کے پاس جو علم ہے وہ تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے اور کہا جاتا ہے کہ علما اور فقہا ان کے سامنے شاگرد محسوس ہوتے تھے۔

عبد اللہ بن طاؤس کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد اور عمر بن عبد العزیز کو بعد نماز عشاء کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے پایا حتیٰ کہ اسی حال میں ان کی صبح ہو گئی میرے معلوم کرنے پر والد صاحب نے بتایا کہ یہ بنو امیہ کے صالح ترین نیک صفت انسان ہیں۔

امام مالک کا کہنا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز کو جب مدینہ کی حکمرانی سے ۹۳ھ میں دست بردار کیا گیا تو رونے لگا اور اپنے غلام سے کہنے لگے کہ ہمیں مدینہ نے اپنے سے جدا کر دیا کہ جیسے بھٹی میل کو لوہے سے جدا کر دیتی ہے پھر اپنے بھائی کے پاس دمشق چلے گئے۔

ان کا کہنا ہے کہ جب تک مدینہ میں تھا مجھ سے زیادہ علم کسی کے پاس نہیں تھا۔ مگر جب سے شام آیا ہوں سب کچھ بھول گیا ہوں۔

عثمان بن زبیر کا کہنا ہے کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک اپنے لاؤ لشکر کا معائنہ کرنے لگا اس وقت عمر بن عبد العزیز بھی ان کے ساتھ تھا۔ سلیمان نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ یہ گھوڑے، خدام اور [illegible] حشم اور جمال اور یہ گھوڑ سوار اور پیدل فوج جس کی بدولت ہمیں شان و شوکت حاصل ہے۔ اس پر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ سب دنیا کے مادی اسباب ہیں جو ختم ہو جانے والے ہیں۔ مگر ان کی جواب دہی تمھیں ضرور کرنی پڑے گی۔

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان میدان عرفات میں جمع ہو گئے اس وقت عمر نے ان سے کہا کہ آج یہ سب تمہاری رعایا ہے مگر کل ان ہی کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اور یہ آپ ہی کے خلاف دعویٰ دائر کر رہے ہوں گے آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ سلیمان نے کہا باللہ نستعین ہم اللہ ہی سے مدد طلب کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اخبار و آثار: ..... عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں ایک ایسا شخص پیدا نہ ہو جائے، جو انہی کی طرح زندگی گزارے گا تو کہا جاتا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔

ریاح بن عبیدہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نماز کے لئے نکلے تو ایک بوڑھا آدمی ان کے سہارے کے ساتھ چل رہا تھا میں نے کہا کہ بوڑھا عجیب انداز سے چل رہا ہے جب عمر بن عبدالعزیز نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس بوڑھے سے متعلق معلوم کیا۔

تو انہوں نے بتایا کہ یہ میرے بھائی خضر تھے جو مجھے تعلیم دیتے اور اس امت کی بھلائی کی باتیں بتاتے آئے تھے۔

علی بن حوشب نے ایک شخص کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک ایسا نوجوان جس کے بدن پر کپڑوں کے ٹکڑے تھے نمودار ہوا اور خالد کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا کیا کوئی آنکھ ہمیں دیکھ رہی ہے؟ تو خالد نے کہا کہ ہمیں تو دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان سن رہے ہیں۔ اس جواب پر ان کی آنکھیں بھر گئیں اور تیزی سے چل پڑے۔ بعد میں خالد نے بتایا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ اسی طرح ان سے متعلق یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سلیمان نے اپنے انتقال کے وقت ولی عہد کے بارے میں ایک وصیت نامہ لکھا اور اپنے وزیر رجاء بن حیوہ کے حوالہ کیا جس میں عمر بن عبدالعزیز کا نام تھا۔ جس کے بعد یہ وصیت نامہ لے کر رجاء ان کے اہل بیت کے پاس آیا اور ان سے اس وصیت نامہ پر عمل کروانے کی حمایت لے کر اسے ان کے سامنے چاک کیا گیا جبکہ سلیمان کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنے عہد کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز دیگر ضروری کام کاج سے فراغت کے بعد اصطبل گئے اور کسی گھوڑے سوار ہونا چاہا مگر لوگوں نے منع کیا اور بتایا کہ یہ گھوڑے بڑے سرکش ہیں۔ ممکن ہے آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔ لہٰذا ان پر سواری نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خچر منگوایا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور شاہی نامہ جاری کیا کہ اصطبل میں جتنے گھوڑے ہیں انہیں فروخت کر کے ان کی رقم بیت المال میں جمع کرا دی جائے اور پھر اپنا سارا وقت خلافت اور حکومت کے کام کاج میں ہی صرف ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گزارا جانے والا وقت بھی انہیں مہمات کی نذر ہونے لگا جس پر ان کی اہلیہ فاطمہ بڑی افسردہ ہوتی تھیں۔ مگر ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ آپ یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کیلئے وقف ہے فراغت اور فرصت کے لمحات آپ کسی کے لئے نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ اپنی بیوی سے بھی یہ کہا کہ اگر اس طرح کی زندگی میرے ساتھ گزار سکتی ہو تو ٹھیک ورنہ اپنے میکے چلی جاؤ۔ چنانچہ بڑی آہ و زاری اور گریہ زاری کے بعد اسی حالت پر چپ پر رضامند ہو گئی۔ ان کی اسی حالت کو دیکھتے ہوئے گھر ہی کے کسی فرد نے یہ شعر کہا:

قد جاء شغل شاغل
وعدلت عن طرق السلامة
ذهب الفراغ فلا فرا
غ لنا الى يوم القيامة

”مصروفیت والا کام آپ کو ضرور ملا ہے مگر آپ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں فرصت کے لمحات تو چلے گئے ہیں اب ہمیں قیامت تک فرصت کے لمحات کہاں ملیں گے“۔

خلافت و بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے اسے پانچ چیزوں کا عہد کرنا ہوگا پہلے یہ کہ وہ ہم سے ان کی ضرورت کو پورا کرنے کا مطالبہ کرے گا جو خود پورا نہ کر سکے دوسرے یہ کہ بھلائی کے کام میں اپنی وسعت کے مطابق ہمارے ساتھ معاونت کرے تیسرے یہ کہ بھلائی کے ایسے کاموں کی طرف ہماری رہنمائی کرے جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہنچی ہوں۔

چنانچہ آپ کے ہم میں سے وہ کسی کو دعوت کی قریب نہ ہونے دے گا چنانچہ اس نے یہ کہ فضول اور لایعنی باتوں کی طرف ہماری توجہ مرکوز نہ کرے گا۔ ان باتوں سے شعراء اور خطباء کے تو ہوش اڑ گئے مگر فقہاء اور عبادت گزار لوگ اس سے بڑے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک اس کے قول وعمل میں اختلاف معلوم نہ ہو۔

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد چند لوگوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھ پر ایک بہت بڑی امانت اداری آپڑی ہے۔ لہٰذا اب تم مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

ان پر محمد بن کعب نے کہا: بڑے بوڑھوں کو اپنے باپ کی جگہ اور نوجوانوں کو بھائی کی جگہ اور بچوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو۔ اور بوڑھوں کے ساتھ باپ جیسا، بھائی جیسا بھائی کا معاملہ کرو۔ اور نوجوانوں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور بچوں کے ساتھ عطوفیت اور نرمی وشفقت کا معاملہ کرو۔

رجاء بن حیوہ نے کہا: عوام الناس کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور تمہیں یہ رہنا چاہیے کہ ایک دن تمہاری موت ضرور واقع ہوگی۔

سالم نے اپنے جواب میں کہا کہ لذات اور شہوات کی طرف سے بہرے بن جاؤ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ان حضرات کی باتیں سن اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور خطبہ میں کہنے لگے کہ قرآن کے بعد کسی الہامی کتاب کا نزول نہیں ہوا اور رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور میں قاضی نہیں بلکہ صرف احکام منفذ کرتا ہوں۔ میں مبتدع نہیں بلکہ متبع ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے آخری وعظ میں فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور تم آخرت میں بغیر حساب کتاب کے نہیں چھوڑے جاؤ گے۔ اس وہاں کی کامیابی کو بڑی چیز سمجھو۔ جو وہاں کامیاب ہوگیا وہ جنت کا بھی حقدار ہے اور اللہ کی رحمت کا بھی حقدار ہے۔ ابوعمر بن ابی دنیا نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ اے عمر ان دونوں کا سا عمل کرو معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ خلفاء پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز اور اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ عمر بن عبدالعزیز امام عادل اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے تھے اور ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ ایک دن ان کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ مصلی پر بیٹھے تھے اور اپنے ہاتھوں کو رخساروں پر رکھا ہوا تھا اور رو رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو کہنے لگے کہ مجھے اس امت کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جن کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان رہتا ہوں کہ بیچارے مفلس وغریب فقراء اور بیواؤں کا غم مجھے کھائے جا رہا ہے۔ اس طرح سے جو قریب تر ہے جو بڑے خاندان والے اور مظلوم اور قیدیوں کا درد مجھے کھائے جا رہا ہے۔ اگر میں ان کے صحیح حقوق ادا نہ کر سکا تو کل قیامت کے روز اللہ کو کیا جواب دوں گا۔

میمون بن مہران کا کہنا ہے کہ امیرالمومنین نے مجھے عرصہ دراز تک حران میں مقرر کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کے پاس میرا کوئی غیر شرعی حکم آئے تو اسے دیوار سے مار دینا۔ اور فرماتے تھے کہ اسلام نے سنن وفرائض کے ساتھ ساتھ ہمیں دیگر پوری شریعت بھی عطا فرمائی ہے لہٰذا اس کی تکمیل ہی ایمان کی تکمیل ہے۔ اور اپنے ماتحت حکام کو تقویٰ کی وصیت اور نصیحت ہمیشہ لکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا میں موت کو یاد رکھتا ہے وہ اس دنیا سے ایسے جاتا ہے کہ اس پر گناہوں کا بوجھ نہیں ہوگا (انشاء اللہ) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زاہد کی اصل تصویر عمر بن عبدالعزیز ہیں انہیں دنیا خوب ملی مگر انہوں نے اس دنیا سے نہ اپنے لئے کچھ لیا اور نہ ہی اپنے اہل وعیال کیلئے۔ ایک ہی قمیص تھی وہ اس قمیص کو دھو کر اور پھر سکھا کر اسی کو پہنا کرتے تھے۔ ایک راہب کے پاس سے ایک گزرے تو اس سے کہا مجھے نصیحت کرو تو اس نے کہا کہ شاعر کے اس شعر پر عمل کرو۔

تجرد من الدنيا فانك انما   خرجت الى الدنيا وانت مجرد

''تارک الدنیا بن جاؤ اس لئے کہ جب تم اس دنیا میں آئے تھے اس وقت بھی خالی ہاتھ تھے۔''

ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے کچھ پیسے اپنی بیوی سے مانگے انگور خریدنے کیلئے تو بیوی نے کہا کہ آپ کے خزانے میں اتنی رقم بھی نہیں ہے تو کہنے لگے کہ آج کی تکلیف جہنم کی آگ کی تکلیف سے تو بھلی ہی ہے۔

ایک دن ان کے لیے عوامی مطبخ میں پانی گرم کیا گیا تو انہوں نے لکڑیوں کے لیے ایک درہم ادا کیا۔ ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ جب سے خلیفہ بنے ہیں آج تک نہ غسل کیا ہے اور نہ ہی انہیں احتلام ہوا ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں گھر کے کام کاج نمٹاتے تھے اور دوسرا چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں بیت المال اور مسلمانوں سے متعلق معاملات نمٹائے جاتے تھے اس کی روشنی اپنی ذاتی ضروریات میں استعمال نہ کرتے تھے۔ اول وقت میں تلاوت قرآن کیا کرتے تھے جو مختصر ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اہل بیت میں سے ایک شخص سیب کا ہدیہ لے کر ان کے پاس آیا اور انہیں پیش کیے گئے تو سونگھ کر واپس کر دیے۔ کسی نے کہا کہ حضرت یہ تو ہدیہ ہے ہدیہ تو رسول اللہ ﷺ بھی قبول فرماتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا ہدیہ ہوا کرتا تھا اور ہمارا ہدیہ رشوت ہے عمر بن عبدالعزیز سختیاں اپنے اوپر برداشت کرتے تھے۔ اور اپنے حکام کو کھلے دل کے ساتھ ملاطفت کیا کرتے تھے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی ان کے پاس آیا تو کہنے لگے کہ مجھے شرمندگی ہوتی ہے جب تم آ کر دربان سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہو۔

موسیٰ بن اعین چرواہے نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں شیر اور بکریاں، بھیڑیا اور چھوٹے جانور ایک ہی گھاٹ پر پانی پیا کرتے تھے۔

وہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ لوگوں کو میں نے جس چیز کا حکم دیا انہوں نے میری اطاعت کی اے اللہ یہ آپ ہی کی عنایت اور مہربانی اور رحمت ہے۔ ورنہ عمر تو آپکی رحمت کے حاصل کرنے کا بھی اہل نہیں تھا۔ آپ ہی کی رحمت ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل بنا دیا۔

ایک نے آ کر عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ کی خلافت سے پہلے حکومت لوگوں کے لیے فخر اور عزت اور زینت کی چیز ہوا کرتی تھی۔ مگر اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ خود حکومت کے لیے فخر اور زینت ہیں۔

واذا الدر زان حسن وجوه كان للدر حسن وجهك زينا

"موتی عموماً چہروں کی زینت ہوا کرتے ہیں مگر تیرا حسین چہرہ موتی کی زینت بنا ہوا ہے۔"

رجاء بن حیوہ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کے پاس رات بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو رات میں تیل ختم ہونے کی بدولت چراغ گل ہو گیا تو خادم کو صرف اس وجہ سے بیدار نہ کیا کہ اس کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ اور خود اٹھ کر انہوں نے چراغ جلایا۔

میمون بن مہران ایک دن ان کے ساتھ قبرستان گئے تو کہنے لگے کہ دیکھو ابو ایوب میرے باپ دادا امیہ کی قبریں ہیں۔ جو کبھی اپنے زمانہ میں عیش و طرب کے ساتھ زندگی گزارا کرتے تھے اور آج دیکھو کیسی بے خبری کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

علی بن زید کا کہنا ہے کہ میں نے حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب وہ اپنے دوستوں وغیرہ کو اکٹھا کرتے تو سوائے موت کے کسی چیز کا تذکرہ نہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے خواب دیکھا۔ بیوی کے معلوم کرنے پر بتایا کہ میں ایک سبزہ زار کی جانب جا رہا تھا جس میں ایک محل نظر آ رہا تھا۔ جو کہ چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اس میں سے منادی باہر آیا اور اس نے کہا کہ محمد بن عبداللہ کہاں ہیں اچانک رسول اللہ ﷺ محل میں داخل ہوتے دکھائی دیے اسی طرح تمام خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور ان کا معلوم کرتا اور وہ یکے بعد دیگرے اس محل میں داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اور پھر آخر میں وہ منادی کہتا ہے عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ جس پر میں کھڑا ہو کر اس محل میں داخل ہو جاتا ہوں۔

فضل بن عباس حلبی کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز یہ شعر پڑھا کرتے تھے کبھی تھکتے نہ تھے۔

لا خير في عيش امرىء لم يكن له من الله في دار القرار نصيب

"اس آدمی کی زندگی میں کوئی خیر نہیں جسے رب تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے۔"

عمر بن عبدالعزیز ایسے شخص ہیں جو ہر طرح قیام شریعت اور تحقیق حق میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں۔

اور ہر لحاظ سے اس منصب کے اہل ہیں۔ آپ ہر ایسے شخص کے لیے جو شہر کی جامع مسجد میں حدیث فقہ قرآن وغیرہ کی دینی تعلیم دیتا ہو اسے ہر سال کم از کم سو دینار بیت المال سے دیا کرتے تھے اور عموماً قرآن کی تعلیم و تعلم کا مشغلہ اختیار کرنے والوں کو سرکاری ذمہ داری دیا کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی اپنے اور احباب کے تمام عیش و عشرت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا اور ان کی جو آمدنی

خلافت سے پہلے چالیس ہزار دینار ہوا کرتی تھی سب چھوڑ چھاڑ کر آپ بیت المال سے صرف چار سو دینار سالانہ لیا کرتے تھے۔ سادہ لباس اور سادہ طعام ان کا معمول بن گیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً ۱۲ بیٹے چھوڑے جیسے کہ انتقال کے وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین اور فرماتے تھے میں ان کے لیے کیا وصیت کروں اگر نیک ہیں تو اللہ ان کا ولی ہوگا اور اگر غیر صالح ہوں گے تو مجھے کسی فاسق کی مدد کی ضرورت نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی موت زہر کے سبب واقع ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے غلام نے صرف ایک ہزار دینار کی خاطر انہیں زہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہونے پر اپنے غلام کو بلوایا اور اس سے وہ ایک ہزار دینار لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا اور اسے بھگا دیا کہ کہیں لوگوں کے ہاتھوں مارا نہ جائے۔ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال حمص کے علاقہ دیر سمعان میں بعض حضرات کے قول کے مطابق جمعرات کو اور بعض کے قول کے مطابق جمعہ کو ۱۰۱ھ میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے چچازاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر انتالیس سال اور چند ماہ بتائی جاتی ہے بعض کے قول کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال سے بھی زائد تھی۔ آپ گندم گوں دبلے پتلے چہرے والے نحیف جسم اور خوبصورت داڑھی والی عظیم شخصیت تھے۔ آپ کی آنکھوں کے گرد گہرے حلقے اور چہرے پر زخم کا نشان بھی تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ بیس دن بیمار رہے پھر جب نزع کا عالم طاری ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو چنانچہ بٹھا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اے اللہ میں آپ کا کمزور بندہ ہوں آپ کے احکام کی تبلیغ یا سرداری نہ کر سکا اور آپ کی طرف سے آنے والی نوازشوں پر شکر ادا نہ کر سکا آپ مجھے معاف فرما دیں۔ چنانچہ اس کے بعد تین مرتبہ پھر یہ دعا دہرا کر نظروں سے ایک طرف دیکھنے لگے معلوم کرنے پر بتایا کہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو نہ کوئی انسان ہے اور نہ جن پھر فوراً ہی روح قبض ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ایک روایت کے مطابق اپنے کمرے سے تمام گھر والوں کو باہر نکال دیا مگر مسلمہ بن عبدالملک اور ان کی بہن فاطمہ دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ چنانچہ وہ کہہ رہے تھے خوش آمدید ایسی ہستیوں کو جو نہ جنات میں سے ہیں اور نہ ہی انسانوں میں سے پھر یہ آیت تلاوت کی تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین پھر آواز پست ہونے پر یہ لوگ وہاں حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ روح قفس عنصری سے جا چکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یزید بن عبدالملک کی خلافت

سلیمان بن عبدالملک کے ولی عہد عمر بن عبدالعزیز اور پھر یزید بن عبدالملک کو طے کر دیا تھا اس لیے ۱۰۱ھ میں اس کے لیے خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس وقت اس کی عمر انتیس سال تھی۔ منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی ان کے مدینہ کے گورنر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو معزول کر کے اس کی جگہ عبدالرحمن بن ضحاک کو مقرر کر دیا۔ ان کے درمیان کئی سال تک کشیدگی چلتی رہی۔ اور کہا جاتا ہے اسی سال خوارج کے ساتھ بھی جھگڑا ہوا۔ یہ جنگ بسطام خارجی اور کوفہ کی فوج کے مابین ہوا۔ کوفہ کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ خوارج تھوڑے سے ہی تھے۔ مگر خوارج نے انہیں پسپائی پر مجبور کر دیا۔ اس سال پھر یزید بن مہلب نے اس کی اطاعت سے بھی بغاوت کی اور بصرہ پر سخت جنگ کے بعد قابض ہو گیا۔ اس نے بصرہ پر قابض ہونے کے لیے وہاں کی عوام میں بڑی دولت بھی تقسیم کی اور یزید کا قبضہ ہو جانے کے بعد جب قیدخانے سے اس کے سامنے عدی بن ارطاۃ کو لایا گیا تو وہ خوب ہنسے اور بتایا کہ کل دشمن ہوا ہوں کہ میری بھی اور تیری بھی ابتدا ہے۔ میرا ایک طلب گار مجھے کسی حال میں نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ تجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ یزید بن مہلب کے معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ شام کی فوج ہے مگر یزید نے کوئی کان نہ دھرا اور اسے جیل کی نذر کر دیا۔ یزید بن مہلب نے اپنا قبضہ مضبوط کرنے کے بعد اہواز پر بھی اپنا نائب مقرر کر دیا اور اسی طرح اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو خراسان کا نائب امیر بنا دیا۔ جب یہ ساری خبریں یزید بن عبدالملک کو ملیں تو اس نے اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کر کے بطور پیش سالار کے روانہ کر دیا تاکہ وہ مسلمہ کی سرپرستی میں روانہ ہونے والے قافلے کی مدد کرے جو کہ شام سے روانہ ہونے والا تھا۔ اور یہ قافلہ یزید بن مہلب کے

عزائم کو خاک میں ملانے کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ بہر حال جیسے ہی یزید بن مہلب کو شام کی فوجوں کی آمد کی خبر ملی اس نے بھی توشہ باندھا اور تیاری کرتے ہوئے بصرہ سے باہر آنکلا۔

اور وہاں اپنا جانشین مروان بن مہلب کو مقرر کر کے واسط میں آکر ٹھہر گیا اور اپنے شہریوں سے مشورہ طلب کرنے لگا تو کسی نے کہا کہ اہواز چل کر پہاڑوں پر قلعہ بندی کی جائے جس کو یزید بن مہلب نے نامنظور کر دیا اور مشورہ دیا کہ جزیرہ کے قلعے اس کے لئے زیادہ مناسب رہیں گے یہ رائے اہل عراق کی تھی غرض ۱۰۱ھ اسی لیت ولعل میں گذر گیا اور یزید بن مہلب واسط ہی میں مقیم تھا اور شامی فوجیں مارچ کرتی ہوئی آہستہ آہستہ اس مقام کی طرف بڑھتی آ رہی تھیں۔ سال امیر مدینہ عبدالرحمن الضحاک نے لوگوں کو حج کرایا۔

مکہ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھے جبکہ کوفہ کے امیر عبدالحمید بن عبدالرحمان بن زید بن الخطاب تھے اور یہاں کے قاضی عامر شعبی تھے۔ اسی سال ربعی بن حراش، ابو صالح السمان جو عابد و زاہد تھے (اور جن کا حال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بھی لکھا ہے) انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۰۲ ہجری

۱۰۲ھ میں مسلمہ بن عبدالرحمان اور یزید بن مہلب کی فوجوں کے درمیان اس وقت زبردست مڈبھیڑ ہوئی جب یزید بن مہلب واسط میں اپنے بیٹے معاویہ کو جانشین بنا کر مسلمہ بن عبدالملک کی فوج سے جڑنے کیلئے عقر کے میدان میں پہنچ گیا جہاں دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف کی فوجوں نے زبردست لڑائی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں اہل بصرہ اہل شام پر حاوی ہو گئے لیکن اس کے بعد اہل شام نے ثابت قدمی سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا ان کو ہزیمت پر مجبور کر دیا اور ان کے بہت سے جنگ آزمودہ اور بہادروں کو ہلاک ہونا پڑا۔ جن میں سے ایک کا نام منتوف تھا جو نہایت شجاع تھا اور بکر بن وائل کے غلاموں میں سے تھا فرزدق کا مشہور شعر ہے:

تبکی علی المنتوف بکر ابن وائل   وتنهى عن ابنی مسمع من بکاهما

”بکر بن وائل منتوف کو روتے ہیں لیکن مسمع کے دونوں بیٹوں کو رونے سے منع کرتے ہیں“۔

اس کا جواب جعد بن درہم نے دیا اور یہ وہ پہلا آدمی ہے جس کو عید الاضحیٰ کے دن خالد بن عبداللہ قسری نے ذبح کر دیا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

نبکی علی المنتوف فی نصر قومه   ولسنا نبکی الشائلین اباهما

ہم منتوف کیلئے تو اس کے قومی جذبے کیلئے روتے ہیں کاش کہ ہم باپ کے دونوں مداحوں کیلئے بھی رو لیتے جب مسلمہ اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید کی فوجیں یزید بن مہلب کی فوجوں کے نزدیک پہنچ گئیں تو یزید نے اپنی فوجوں کا دل بڑھانے کے لئے اور اہل الشام پر حملہ آور ہونے کیلئے لوگوں کو اشتعال دلایا۔ یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ جس نے یزید بن مہلب سے اطاعت و اختیار اور فرمانبرداری کا عہد کر رکھا تھا کہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی کام یزید کی طرف سے نہ ہوگا نہ ہی ان کے ملک کو روندا جائے گا اور نہ ہی حجاج جیسے فاسق انسان کی بات کو دہرایا جائے گا وغیرہ۔ لیکن اسی زمانہ میں حسن بصری عام لوگوں کو جنگ وجدال سے باز رہنے اور فتنہ وفساد میں پڑنے خصوصاً فتنہ جارحیت سے علیحدہ رہنے کیلئے وعظ و تلقین کرتے رہتے تھے اس بات کا علم جب یزید بن مہلب کے بیٹے اور بصرہ کے نائب عبدالملک بن یزید بن مہلب کو ہوا تو اس نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نام لئے بغیر بہت کچھ ان کے خلاف زہر اگلا اس نے کہا یہ بڈھا اور گمراہ شخص جو دکھاوے کے لئے سب کچھ کہتا ہے اور کرتا پھرتا ہے اگر اپنے کام سے باز نہ آیا تو میں وہ سب کچھ کروں گا جو میں کر سکتا ہوں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی باتیں سن کر کہا اللہ تعالیٰ اسکو ذلیل کرے مجھے اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ان کو اس کے فتنے سے محفوظ رکھا اور اس کی حکومت کے زوال کے آثار شروع ہو گئے اور وہ اس طرح کہ جیسے جیسے دونوں فوجیں سامنے آنا شروع ہوئیں تو یزید بن مہلب کی فوج کے لوگ کھسکنا شروع ہو گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی تو اس طرف سے کم ہی لوگوں نے مقابلہ کیا اور اسی طرح اہل عراق جلد ہی پسپا ہو گئے۔ اس دوران ان کو یہ اطلاع بھی ملی کہ جس پل کو وہ عبور کر کے آئے ہیں

وہ قتل کیا اس لئے بددل ہو کر وہ زبردست شکست سے دوچار ہو گئے اس پر یزید بن مہلب نے کہا آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے خدا ان کا برا کرے ابھی وہ مجمع میں کھڑا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ مزید لوگ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اس دوران شامیوں نے یزید بن مہلب کے بھائی حبیب بن مہلب کو قتل کر دیا اس کو سن کر یزید بن مہلب کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمہ بن عبد الملک کی طرف بڑھا اور جیسے ہی وہ اس کی طرف بڑھا شام کی فوجوں نے حملہ کر کے اسکو قتل کر دیا اور کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن المہلب کو بھی قتل کر دیا، شامیوں کے ساتھ ہی اسمیدع جیسے بہادر اور شجاع انسان کو بھی قتل کر دیا۔

یزید بن مہلب کو جس شخص نے قتل کیا اس کا نام قحل بن عیاش تھا اسکو قتل کرنے کے بعد اس کا سر اہل شام نے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا اور تین سو قیدی بھی اس سر کے ہمراہ روانہ کر دیئے جنہیں بعد میں کوفہ بھیج دیا گیا اور وہیں سب کو قتل کیا گیا اس کے بعد مسلمہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور حیرہ میں پڑاؤ ڈالا لیکن جب جدال و قتال کی خبر یزید بن مہلب کے لڑکے معاویہ کو واسط میں ملی تو جو قیدی جن کی تعداد تیس تھی اس کے پاس موجود تھے سب قتل کر دیئے ان میں عمر بن عبد العزیز کا نائب عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا مالک اور عبد الملک یعنی مسمع کے دونوں بیٹے اور ان کے علاوہ اشراف کی ایک جماعت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ وہ پھر بصرہ آیا اس کے پاس بڑا زبردست خزانہ تھا ساتھ اس کا چچا مفضل بن المہلب بھی آیا غرض کہ پورا آل مہلب بصرہ میں اپنے دھن دولت اور مال و متاع کے ساتھ جمع ہو گیا اور یہاں سے ان سب نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے کا منصوبہ بنایا اور اس کے خیال سے یہ سارا قافلہ کرمان کے پہاڑوں کے دامن میں جا اترا ان سب کی سرکوبی کیلئے مسلمہ نے ہلال بن ماجور کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا کہا جاتا ہے کہ ان کو سزا دینے کیلئے مسلمہ نے ایک شخص مدرک بن ضب الکلبی کو متعین کیا تھا۔ بہر حال یہ لوگ ان کے تعاقب میں وہاں یعنی کرمان کے پہاڑوں میں پہنچ گئے اور وہاں زبردست جنگ ہوئی جس میں مفضل کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے بہت سے ان کے اشراف و اعیان قیدی بنائے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اس کے بعد مسلمہ کے لوگوں نے مفضل کو بھی قتل کر دیا اور اس کا سر مسلمہ بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا اس کے بعد یزید بن مہلب کے اصحاب نے امیر شام سے امان حاصل کر لی۔ امان حاصل کرنے والوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر النخعی بھی شامل تھا پھر سارا مال و متاع عورتیں بچے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس روانہ کر دیا گیا اور ساتھ مفضل اور عبد الملک بن مہلب کے سر بھی اسکے پاس بھیج دیئے گئے۔ مسلمہ نے یہ سر اور خوبصورت بچے اپنے بھائی یزید کے پاس بھیج دیئے، جس نے ان سب کی گردنیں اڑانے اور دمشق میں سرعام ان کے سر لٹکانے کا حکم جاری کیا لیکن بعد میں دمشق کی بجائے اسی غرض سے حلب بھیج دیا گیا جہاں ان سب کو لٹکا دیا گیا۔

مسلمہ بن عبد الملک نے قسم کھائی کہ وہ آل مہلب کی آل اولاد کو سرعام بازار میں فروخت کرے گا چنانچہ وہی اس نے کر دکھایا۔ کسی بڑے آدمی نے اس خاندان کے لوگوں کو خریدا اور ان کی قیمت ایک لاکھ مقرر کی لیکن مسلمہ نے اس امیر سے کوئی قیمت نہ لی اور یوں ان کو اس کی غلامی میں دے دیا شعراء نے یزید بن مہلب کے بڑے دردناک مرثیے لکھے ہیں جن کا ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

عراق اور خراسان پر مسلمہ کی حکمرانی ...... جب یزید بن عبد الملک آل مہلب کی جنگ کے قصوں سے فارغ ہو گیا تو اس نے مسلمہ کو کوفہ، بصرہ اور خراسان کی حکمرانی سونپ دی چنانچہ مسلمہ خود بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا رہا اور خراسان کی امارت اس نے اپنے داماد سعید بن عبد العزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ کے سپرد کر دی۔

اس نے خراسان کے باشندوں کو تو صبر و استقامت کی تلقین کی لیکن جو عمال آل مہلب کے دور کے چلے آ رہے تھے ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا اور ان سے بہت سارا مال وصول کیا اس کی سختیوں کے باعث ان میں سے کچھ لوگ مر بھی گئے۔

ملک الترک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ ...... واقعہ یہ ہے کہ ملک الترک خاقان نے بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے صغد بھیجا جس کا سردار کورصول نامی شخص کو بنایا گیا اس نے جاتے ہی قصر الباہلی کا محاصرہ کر لیا، جہاں بہت سے مسلمان مقیم تھے یہ حالت دیکھ کر سمرقند کے نائب عثمان بن عبد اللہ بن مطرف نے خاقان سے مصالحت کر لینا چاہی اور بطور زر تاوان کے چالیس ہزار اس کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی تقریباً سترہ آدمی بطور ضمانت کے اس کے پاس روانہ کیے اس کے ساتھ اس نے ایک سفیر بھی خاقان کے پاس بھیجنے کی تیاری کی جسکے لئے اس

نے مسیب بن بشر الریاحی کو منتخب کیا اور اس کی ماتحتی میں چار ہزار آدمی دیے۔ مسیب ان چار ہزار آدمیوں کو لے کر ترکوں کی جانب بڑھا مگر قدم قدم پر ان کے جذبہ شوق شہادت کو بھی اپنی تقریروں سے ابھارتا جاتا تھا کچھ لوگ تو اس کی باتوں سے متاثر ہو گئے تھے اور جو جام شہادت نوش کرنے کے اندیشے سے راستہ ہی سے کٹ جاتے تھے چنانچہ مختلف منزلوں پر لوگ ہوتے گئے اور بالآخر سات سو مجاہد باقی رہ گئے انہی کو لے کر مسیب ترکوں سے مڈبھیڑ کے لئے آگے بڑھا جنھوں نے قصر باہلی کا محاصرہ کر رکھا تھا مسلمان محصورین نے بھی یہ حالت دیکھ کر قسم کھائی تھی کہ اپنے اہل و عیال کو اپنے ہاتھوں قتل کریں گے لیکن ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ جو مجاہد ہمراہ تھے اور جو محصورین اندر تھے اپنے قومی شعار کے مطابق یامحمد کے نعرے لگا لگا کر حملہ کرتے تھے غرض دونوں طرف سے گھمسان کا رن پڑا اور بہت سے جانوروں کو بھی مار ڈالا گیا۔ حتیٰ کہ مسیب کو بھی اپنی سواری سے محروم ہونا پڑا اور ان کے ساتھی دونوں پیادہ ہو کر مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں سے لڑے۔ اس معرکہ میں ترکوں کی تعداد اگرچہ زیادہ تھی لیکن مسیب اور ان کے ساتھیوں نے استقلال اور پامردی سے ایسا مقابلہ کیا کہ ترکوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور مسلمان جب وہاں سے واپس ہوئے تو نہ صرف اپنے محصور مسلمانوں کو بچا کر لائے بلکہ ترکوں کا بہت سارا قیمتی بیش بہا سامان بھی ان کے ہاتھ لگا اور پیچھے ترکوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کل جن مسلمانوں سے ہماری لڑائی ہوئی وہ حقیقتاً انسان نہیں جنات تھے جو لوگ ۱۰۲ھ میں وفات پا گئے وہ یہ ہیں۔

الضحاک بن مزاحم الہلالی ...... یہ جلیل القدر تابعی ہیں، ابو القاسم اور بعض کے نزدیک ابو محمد خراسانی کہلاتے تھے بلخ، سمرقند اور نیشاپور میں رہے ہیں۔ انھوں نے حضرت انس، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں کہا جاتا ہے انھوں نے کسی صحابی یا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کسی حدیث کی سماعت کی ہو یہ صحیح نہیں ہے گو کہ مشہور ہے کہ رے میں وہ سات برس رہے ہوں، یہ علم تفسیر کے امام تھے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چار آدمیوں سے تفسیر حاصل کرو عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر اور ضحاک سے امام احمد نے کہا ہے ضحاک ثقہ ہیں شعبہ نے ابن عباس سے ان کی سماع کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سعید نے جو دیکھا ہے اس سے لیا ہے اور یحییٰ بن سعید القطان نے ان کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے لیکن انھوں نے صحابہ میں سے کسی سے بالمشافہ ملاقات نہیں کی اور جس نے یہ کہا ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے تھے تو یہ اس کا وہم ہے یہ دو برس اپنی شکم مادر میں رہے اور جب پیدا ہوئے تو ان کے دانت تھے بڑے ہوئے تو بچوں کو مفت تعلیم دیتے تھے، ان کی وفات اسی برس کی عمر میں ۱۰۲ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابو المتوکل الناجی ...... ان کا نام علی بن داؤد البصری ہے جلیل القدر تابعی ہیں انتقال کے وقت ان کی عمر اسی برس تھی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۳ ہجری

۱۰۳ھ میں امیر عراق عمر بن ہبیرہ نے سعید الملقب بہ خزینہ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سعید بن عمرو حرشی کو خراسان کا نائب مقرر کیا سعید مشہور بہادروں میں سے تھا جس سے ترک مرعوب اور خائف تھے حتیٰ کہ اس کے خوف سے بلاد صغد سے وہ ماوراء النہر کی طرف پیچھے ہٹ گئے تھے اور بہت سے قیمتی علاقے بھی انھوں نے خالی کر دیے تھے اس سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس کو مدینہ اور مکہ کی گورنری سپرد کی اور عبدالواحد بن عبداللہ نضری کو طائف کی نیابت سپرد کی۔

اس سال عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس نے لوگوں کو حج کرایا، جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

یزید بن ابی مسلم ...... ابو العلاء مدنی عطاء بن یسار الہلالی ابو محمد القاص مدنی۔

مولیٰ میمونہ، سلیمان، عبداللہ اور عبدالملک کے بھائی تھے جو سب کے سب تابعی تھے عطاء بن یسار نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں ابو زرعہ وغیرہ نے ان کے ثقہ ہونے کی تصدیق کی ہے کہتے ہیں ان کا انتقال ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوا یہ بھی کہا جاتا ہے ان کا انتقال اسکندریہ میں ہوا انتقال کے وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

مجاہد بن جبیر المکی ۔ یہ ابوالحجاج القرشی المخزومی ہیں سائب بن ابی السائب المخزومی کے غلام تھے اور تابعین مفسرین میں سے گذرے ہیں حضرت ابن عباس سے تفسیر میں خصوصی مقام رکھتے تھے اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑے عالم تھے کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں عطاء اور طاؤس کے سوا محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حصول علم میں ان دونوں سے زیادہ کوئی معروف نہ تھا۔ مجاہد نے کہا کہ میں ابن عمر کا رکاب پکڑتا تھا ابن عمر بن خطاب نے کہا کہ میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ میرا بیٹا سالم اور غلام نافع تیری طرح قرآن حفظ کریں کہا جاتا ہے کہ مجاہد نے تیس مرتبہ قرآن ابن عباس کو سنایا اور بعض کہتے ہیں کہ دو مرتبہ سنایا انہوں نے ہر آیت کے بعد ان سے رکوا کر پوچھا اور دریافت کیا اس کے متعلق ان سے ۔۔۔ کی گئی ان کی عمر اسی برس سے متجاوز تھی۔

سال سے متجاوز تھی اتنے طویل عرصہ تک صحابہ سے روایات بیان کرتے ہیں مثلاً ابن عمر، ابن عباس، جابر، ابوہریرہ، ابوسعید اور رافع بن خدیج وغیرہ سے علاوہ ازیں تابعین کی بڑی تعداد نے روایت نقل کی ہے بیان کیا کہ انہوں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ابن عباس نے کہا خبردار ہرگز وضو کے بغیر نہ سونا کیونکہ اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں موت آئی ہوگی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص ۔۔۔ جلیل القدر تابعی گذرے ہیں۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی یہ موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی تھے ان کا لقب مہدی تھا۔ کیونکہ ان کی صورت میں صلاح کا نشان اور کمال تھا۔ مسلمانوں کے جلیل القدر اور عظیم بزرگ تھے۔ رحمہ اللہ۔

۱۰۳ھ کا آغاز

اس سال سعید بن عمرو الحرشی نائب خراسان نے اہل صغد سے جنگ کی اور اہل خجندہ کا محاصرہ کیا اور دشمن کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، بہت سا مال اور قیدی بھی حاصل کیا اس کی اطلاع اس نے یزید بن عبد الملک کو بھی کر دی کیونکہ اس نے اس کو والی بنایا تھا اور اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں یزید بن عبد الملک نے حرمین کی امارت سے عبد الرحمن بن ضحاک کو معزول کر دیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے فاطمہ بنت الحسین کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا لیکن فاطمہ نے انکار کر دیا جس پر اس نے فاطمہ بنت الحسین کو دھمکی دی۔ پس فاطمہ بنت الحسین نے یزید بن عبد الملک سے اس کی شکایت کی اس کے نتیجے میں یزید بن عبد الملک نے عبد الواحد بن عبد اللہ النضری طائف کے نائب کو مدینہ کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہ حکم صادر کیا گیا کہ عبد الرحمن بن ضحاک کو اتنے کوڑے مارے جائیں کہ اس کی چیخ و پکار کی آواز دمشق کے امیر تک پہنچے اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم دیا جائے کہ اس سے چالیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے جائیں۔

عبدالرحمن کی فراری ۔ یہ عبدالرحمن وہاں سے بھاگا اور دمشق پہنچ کر مسلمہ بن عبد الملک سے پناہ کی درخواست کی وہاں جانے سے پہلے اس نے عبد الواحد کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ ایک ماہ کی مہلت دی جائے اس نے کہا کہ تمہارا ۔۔۔ معاف ہونے کے۔

عبد الرحمن نے کہا کہ میری اہل مدینہ سے ضرورت ہے کہ مسلمہ بن عبد الملک کے پاس ۔۔۔ اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم میں تمہاری بات نہیں مانوں گا ۔۔۔ چنانچہ اس نے اسے عبد الواحد کے حوالے کر دیا عبد الواحد نے اسے کوڑے لگائے اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا حتیٰ کہ اس کے جسم پر ایک اون کے جبے کے علاوہ کچھ نہ بچا۔

مدینہ والوں سے فریاد کرنا ۔۔۔ چنانچہ اس نے مدینہ والوں سے فریاد کی جب کہ اس نے تین سال تک مدینہ کے ۔۔۔ تھا ۔۔۔ الزہری نے ۔۔۔ مشورہ کرنے ۔۔۔ عبد الواحد کو ۔۔۔ اور اس نے اپنے ۔۔۔ شعراء نے اپنے

کی بہت بڑی مدح کی ہے۔

سعید بن عمرو الحرشی کی معزولی: عمر بن ہبیرہ نے اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کو معزول کر کے خراسان پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو مقرر کیا۔ کیونکہ سعید بن عمرو الحرشی نے عمر بن ہبیرہ کا حکم ماننے سے انکار کیا تھا لہٰذا اسے معزول کرنے کے بعد اپنے پاس بلوایا اور اسے عذاب دے کر قتل کا ارادہ کیا لیکن بعد میں معاف کر دیا گیا۔ مسلم بن سعید بن اسلم الکلابی نے وہ تمام عمال جو سعید نے معاف کر دیے تھے دوبارہ مقرر کر دیے۔

ترکوں کی شکست: اس سال آرمینیا اور آذربائیجان کے نائب الجراح بن عبداللہ الحکمی نے ترکوں سے مقام بلنجر میں جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ ترکوں کے بھاگتے ہوئے ان کے بہت سے اہل و عیال دریا میں غرق ہو گئے اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ اس کے بعد وہ تمام قلعے جو بلنجر کے قریب تھے فتح کر کے وہاں کے لوگوں کو جلاوطن کر دیا۔

اسی دوران الجراح بن عبداللہ اور خاقان الملک کے درمیان زبردست معرکہ ہوا۔ خاقان شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ تجیبی مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور [illegible] مسلمان [illegible] کے لشکر [illegible] زبردست معرکہ ہوا جس میں [illegible] دے گئے۔ اسی سال امیر الحرمین والطائف [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا۔ عراق و خراسان کی نیابت عمر بن ہبیرہ کے پاس رہی۔ مسلم بن سعید خراسان پر اس کا نائب رہا۔ اسی سال فقہاء [illegible] اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

خالد بن معدان الکلاعی: یہ جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے۔ ان کا شمار مشہور علماء کرام میں ہوتا ہے۔ اہل حمص کے امام تھے۔ [illegible] روزانہ چالیس ہزار تسبیح پڑھتے تھے۔ ماہ رمضان میں ایک دن میں تہائی قرآن ختم کر لیتے تھے۔ [illegible] نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

"[illegible] کے حصول کے لئے [illegible] کر سکے۔"

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: "اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی چار آنکھیں دی ہیں۔ دو آنکھیں سر کے چہرے پر ہیں جن سے وہ دنیا کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں قلب میں ہیں جن سے وہ آخرت کے کاموں کو دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے [illegible] جب کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو [illegible] انہوں نے فرمایا: "[illegible] آخرت سے [illegible] ہے۔

یہ چند فقرات بیان کیے گئے ہیں ورنہ ان کے بہت سے فضائل اہل علم نے ذکر کیے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص الزہری: یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

عامر بن شراحیل الشعبی: یہ تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ [illegible] ان سے روایت نقل کی ہے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام: ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ مکحول نے فرمایا کہ میں نے ان سے [illegible] نہیں دیکھا۔ [illegible] "[illegible]" [illegible]

[illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] روایت کی ہیں۔

ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری [illegible] کوفہ [illegible] قاضی [illegible]
[illegible] فوت ہو گئے۔

ابو قلابہ الجرمی ان کا نام عبداللہ بن زید الجرمی ہے [illegible] بصرہ [illegible] انہوں نے [illegible]
[illegible] روایت کی ہیں۔

ابو المقدام رجاء [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۵ھ کے واقعات

اس سال جراح بن عبداللہ الحکمی نے بلاد لان پر [illegible] بلنجر [illegible]
[illegible]

اس سال مسلم بن سعید نے ترکوں کے [illegible] اسی سال سعید بن عبدالملک بن مروان
[illegible] جنگ [illegible]

یزید بن عبدالملک کا انتقال ۲۵ شعبان بروز جمعہ ۱۰۵ھ میں [illegible] بلقاء [illegible] یزید بن عبدالملک بن مروان کا انتقال
[illegible] چالیس سال [illegible]

یزید بن عبدالملک کی سوانح ان کا نام یزید بن عبدالملک بن مروان ابو خالد القرشی الاموی تھا [illegible]
[illegible]

ہشام بن عبدالملک کی بیعت خلافت [illegible] عمر بن عبدالعزیز کے بعد [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible] خلافت [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] عمر بن عبدالعزیز [illegible]
[illegible] یزید بن عبدالملک [illegible]
[illegible]

ولید بن مسلم کا قول ولید بن مسلم نے [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible]

نے سوچا کہ [illegible] ہونے کے لئے ٹھکانہ دیا لیکن [illegible] سے کسی نے کہا کہ [illegible] جہاں [illegible] اس طرح [illegible] یزید خلافت سے قبل بھی علماء، صلحاء کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا جب اس نے خلافت سنبھالی تو اس نے چاہا کہ عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلے لیکن اس کے برے ہم نشینوں نے اسے گمراہ کر دیا چنانچہ [illegible] اس کے سامنے [illegible]

ابن اسلم کہتے ہیں کہ یزید خلافت سنبھالنے کے بعد [illegible] عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلا، پھر [illegible] لوگ اس کے پاس آئے اور اسے کہا کہ خلیفہ سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیز کی نصیحت: عمر بن عبدالعزیز نے یزید کو نصیحت کی کہ [illegible] محمد ﷺ کے بارے میں اللہ سے ڈرو [illegible] یزید نے اپنے بھائی ہشام کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری موت کی تمنا کرتے ہیں اور خلافت [illegible]

اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ تمہیں جو کچھ معلوم ہوا ہے [illegible] مجھ سے پہلے موت آ جائے تو تمہارے بعد میری زندگی میں کیا خیر باقی رہ جاتی ہے۔

یزید بن عبدالملک کی اپنی باندی سے محبت: یزید بن عبدالملک کی ایک باندی تھی جس کا نام حبابہ تھا۔ یزید اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا [illegible] ایک دن اس کے بھائی سلیمان نے اسے کہا کہ [illegible]

خلافت کے بعد یزید کی خواہش: خلافت کے بعد یزید کی بیوی سعدہ نے اس سے [illegible] حبابہ [illegible] اس کی خواہش کا پوچھا تو اس نے کہا کہ [illegible] چنانچہ [illegible] کے لئے خالی کر دیا [illegible]

حبابہ کی موت: ایک دن [illegible] ایک انگور [illegible] اس کے گلے میں اٹک گیا اور [illegible] اس کی موت ہو گئی [illegible] اس نے [illegible] کی اجازت دی [illegible] پھر [illegible] وقت قبر پر بیٹھا رہتا۔

یزید بن عبدالملک کا انتقال: [illegible] اس کی مدت خلافت چار سال [illegible]

یزید بن عبدالملک کی نماز جنازہ: [illegible]

خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان: [illegible]

کے بعد اس کی بیعت کی گئی۔ اس وقت ہشام کی عمر چونتیس سال تھی۔ اس کے والد نے جب مصعب بن زبیر کو ۷۲ھ میں قتل کیا تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بطور تفاؤل منصور رکھا مگر اس کی والدہ عائشہ بنت ہشام نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر رکھا اور یہی نام اس کا آخر تک رہا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس کی خلافت کا اعلان ہوا تو وہ زیتونہ میں اپنے گھر میں تھا قاصد اس کے پاس مہر اور عصا لے کر آیا اور اسکو یہ دونوں چیزیں دیں اور امیر کہہ کر بھی پکارا چنانچہ ہشام رصافہ سے دمشق کی جانب آ گیا۔ پھر اس نے باقاعدہ اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ ماہ شوال میں اس نے عراق و خراسان کی امارت سے عمر کو معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو امیر مقرر کیا۔ اس سال اس کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المخزومی نے لوگوں کو حج ادا کروایا۔ ہشام عبدالملک سے اس کی ماں کی اکلوتی اولاد تھی کیونکہ عبدالملک نے عائشہ کو بیوقوف عورت قرار دے کر طلاق دے دی تھی۔ اس سال لوگوں کی امارت کو آرام سے چلنے میں کافی سہولت حاصل رہی۔

ابان ابن عثمان بن عفان کی وفات —— یہ بزرگ فقہاء تابعین میں سے ہیں۔ پہلے ذکر کردہ کلام میں ان کا سن وفات بیان ہو چکا ہے۔ آپ ایک بڑے اور محقق عالم دین تھے اس بات کو عمرو بن شعیب ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا محدث اور فقیہ نہیں دیکھا ہے یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ مدینے کے دس فقہاء کرام میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ آخری عمر میں فالج کے کچھ اثرات اور بہرہ پن لاحق ہو گیا تھا وہ ان کی بیماری کا سبب تھا۔ یہ فوت ہونے سے پہلے ایک سال قبل لاحق ہوئیں۔

۱۰۶ ہجری

سال نو کے آغاز پر ہشام نے مدینہ مکہ اور طائف سے عبدالواحد بن عبداللہ النصری کو امارت سے معزول کر دیا اور اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المخزومی کو ان مقامات کا امیر بنا دیا۔ سعید بن عبدالملک نے اس سال موسم گرما میں جنگ شروع کی۔ اسی سال مسلم بن سعید نے فرغانہ میں ترکوں کی مڈبھیڑ کی چنانچہ ان کے سردار خاقان و قیصر کو بہت شدید مقابلے کے بعد مار ڈالا۔ اسی سال الجراح الحکمی سرزمین خزر میں گھس گیا تو وہاں کے لوگ اس سے ڈر گئے اور خراج پر صلح کر لی۔ اسی سال حجاج بن عبدالملک نے لان پر حملہ کر کے وہاں کے لوگوں کو مارا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ خالد بن عبداللہ القسری نے خراسان کی امارت سے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بھائی اسد بن عبداللہ القسری کو مقرر کر دیا۔

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حج کی ادائیگی کے دوران ہونے والے واقعات —— اس سال ہشام نے لوگوں کو حج ادا کروایا اور اس نے ابو الزناد کو حکم دیا کہ وہ اس کے مدینے میں پہنچنے سے پہلے اس سے ملے اور لوگوں کو مناسک حج بتائے چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی گئی ان معظمین میں سے سعید بن عبداللہ ابن الولید بن عثمان بن عفان نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کے اہل خاندان پاک مقامات پر ابوتراب کے خاندان پر لعنت بھیجتے چنانچہ آپ بھی بھیجیں۔ ابو الزناد فرماتے ہیں کہ ہشام نے جب یہ بات سنی تو اسکو اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری اور وہ ابو الزناد سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر جب ہشام مکہ پہنچا تو اس کے سامنے ابراہیم بن طلحہ آ گیا۔ اس سے ہشام نے پوچھا کہ مجھے بتاؤ تم پر عبدالملک کے دور حکومت میں کیا گزری ہے؟ تو اس نے کہا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ پھر ہشام نے پوچھا کہ اور ولید کے زمانے میں؟ تو اس نے کہا اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہشام نے کہا اور سلیمان نے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس نے بھی ظلم کیا۔ ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز کا کیسا برتاؤ تھا؟ اس نے کہا انہوں نے مجھے فائدہ پہنچایا۔ ہشام نے کہا اور یزید نے؟ تو اس نے کہا اس نے ظلم کیا اور میرے ہاتھ سے چھین لیا اور وہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کی یہ بات سن کر ہشام خاموش ہو گیا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ فصیح و بلیغ آدمی نہیں دیکھا ہے۔

پھر ہشام حج کے دوران کعبہ میں داخل ہوا تو اچانک اس کی نظر سالم بن عبداللہ پر پڑی تو اس نے سالم سے کہا کہ مجھ سے کچھ سوال کیجئے۔ تو سالم نے کہا کہ مجھے خدا کے گھر میں کھڑے ہو کر کسی غیر سے سوال کرتے بے شرمی معلوم ہوتی ہے چنانچہ جب سالم حرم سے باہر نکلے تو ہشام بھی ان کے پیچھے باہر نکل آیا اور کہا اب آپ حرم سے باہر ہیں لہٰذا اب سوال کریں۔ سالم نے کہا کہ دنیا کی ضرورتوں کا یا آخرت کی۔ تو اس نے کہا حوائج دنیا کا تو

سالم نے فوراً کہا کہ دنیا اس سے میں نے نہیں مانگی جو اس کا مالک ہے تو میں اس سے دنیا کہاں طلب کروں جو اس کا مالک نہیں ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ کی وفات ...... اسی سال حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تابعی کی وفات ہوئی۔ آپ بڑے زبردست عالم عابد اور زاہد تھے اور آپ نے بے شمار احادیث اپنے والد سے روایت کی ہیں۔ آپ بڑے درشت مزاج صاف گو انسان تھے۔ آپ خلفاء سے بھی کچھ نہ مانگتے تھے اور بہت متواضع اور جدوجہد کے حق و مقصود تھے۔ آپ اپنی زمین میں اپنے ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی دوسروں کی زمین پر بھی کام کرتے تھے۔ اور آپ موٹے ٹاٹ کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

طاؤس بن کیسان الیمانی کی وفات ...... طاؤس بن کیسان الیمانی جلیل القدر بزرگ ہیں جو اصحاب ابن عباس میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کی مکمل سوانح حیات ہم نے کتاب التکمیل میں تحریر کی ہے۔ آپ کا اصل نام اور کنیت ابو عبدالرحمان طاؤس بن کیسان الیمانی ہے آپ یمن کے اولین طبقہ تابعین سے ہے اور ان ابناء فرس میں سے ہیں جن کو کسریٰ نے یمن بھیجا تھا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر جماعت سے صحبت کا شرف حاصل کیا اور ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور تقریباً پچاس صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی آپ بہت بڑے امام، زاہد، علم نافع اور عمل صالح کا مجموعہ تھے۔ آپ کی اکثر احادیث ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ سے بے شمار تابعین نے روایت کی ہیں جن میں مشہور مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، ابو الزبیر، محمد بن منکدر، الزہری، ابراہیم ابن میسرہ، عبدالملک بن میسرہ، وہب بن منبہ، المغیرہ بن حکیم صنعانی، عبداللہ بن طاؤس اور حبیب ابن ثابت ہیں۔ آپ کا انتقال مناسک حج کی ادائیگی کے دوران مکہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی اور مکہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق اپنے والد سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب طاؤس کا انتقال ہوا تو آپ کی نماز جنازہ اس وقت تک ادا نہ کی گئی جب تک کہ ہشام نے آدمی بھیج کر اپنے بیٹوں کو نہ بلوا لیا۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن الحسن کو آپ کا جنازہ اپنے کندھے پر آخر تک اٹھاتے ہوئے دیکھا اور کثیر ازدحام کی وجہ سے آپ کی ٹوپی گر گئی تھی اور قمیض پھٹ کر جسم سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ اور اگر ایسا عمل آپ کیوں نہ کرتے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "الایمان یمان" اور اس سے مراد ابو مسلم، وہب، ابو ادریس، کعب اور طاؤس وغیرہ جیسے یمانی بزرگوار تھے اور یہی وہ جواہر ہیں جو یمن کی کان سے نکلے۔ عبدالرزاق کے والد فرماتے ہیں کہ میں ۱۰۶ھ میں مکہ شہر میں طاؤس کے جنازے میں شریک ہوا، اور لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اللہ طاؤس کو اپنی رحمت اور نظر کرم میں رکھے۔ انہوں نے تقریباً چالیس حج کئے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال منیٰ یا مزدلفہ میں مناسک حج کی ادائیگی کے دوران ہوا۔ ابن راشد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ طاؤس بن کیسان کی خدمت میں تھے کہ مسلم بن قتیبہ بن مسلم خراسانی آئے اور انہوں نے آپ سے چند سوالات کئے جس پر آپ نے انہیں جھڑک دیا میں نے ان سے کہا کہ یہ مسلم بن قتیبہ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے واسطے آسان ہے۔

ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاؤس اور ان کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ نماز عصر سے فراغت کے بعد قبلہ رو ہو کر نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرتے اور کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے۔ طاؤس فرماتے تھے کہ جس شخص نے قتل سے پرہیز کیا اور مال یتیم پر قابض ہونے سے بچا تو وہ کسی مصیبت میں نہیں مبتلا ہوگا۔ ایک دن آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے عقلمندوں کی صحبت اختیار کر اس سے تیرا بھی شمار ان لوگوں میں ہونے لگے گا اور جہلاء سے دوری تو بھی انہی میں شمار ہوگا اگرچہ تو جاہل نہ بھی ہو نیز ہر شے کی غرض و غایت ہوتی ہے اور آدمی کی غایت حسن عقل ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے کوئی سوال کیا تو انہوں نے اسے جھڑک دیا تو اس نے کہا کہ اے عبدالرحمان میں تیرا بھائی ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کیا سب کو چھوڑ کر صرف تجھی کو بھائی سمجھوں۔

حضرت طاؤس کا ایک عجیب واقعہ ...... ایک مرتبہ امیر ایوب بن یحییٰ نے طاؤس کی خدمت میں سات سو درہم بھیجے اور جس شخص کے ہاتھ بھیجے تھے اسکو کہا کہ اگر وہ ان درہم کو قبول کر لیں تو تجھے انعام ملے گا۔ چنانچہ وہ شخص درہم لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ اے

عبدالرحمٰن یہ دراہم امیر نے آپ کے خرچے کے واسطے بھیجے ہیں تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ اور پھر اس شخص نے ان کو دینے کی کافی کوشش کی، مگر وہ ناکام ہو گیا۔ بالآخر وہ آپ کے مکان کے ایک کونے میں ان دراہم کو ڈال کر چلا گیا۔ اور امیر کی خدمت میں جا کر کہا کہ انہوں نے دینار قبول کر لئے ہیں۔

کچھ عرصے کے بعد امیر طاؤس کی کسی بات پر ناراض ہو گیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ طاؤس کو پیش کیا جائے اور آتے ہی یہ بھی حکم دیا کہ ہمارا دیا ہوا مال واپس لائے۔ چنانچہ قاصد آپ کے پاس آیا اور حکم نامہ سنایا اور مال کی طلبی کا بھی ذکر کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ ہم نے ان کا کوئی مال نہیں لیا ہے۔ چنانچہ اس کی اس بات کی تحقیقات کروائی گئی تو پتا چلا کہ وہ دینار اسی کونے میں ابھی تک پڑے ہیں اور ان پر مکڑی نے جالا تن دیا ہے۔ غرضیکہ وہ شخص جو اس کونے میں مال ڈال گیا تھا وہی مال لے کر واپس امیر کی خدمت میں لے آیا۔ اس طرح سب لوگ شرمندہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کی طاؤس سے ملاقات —— سلیمان بن عبدالملک جب حج کی ادائیگی سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میری خدمت میں ایک ایسے فقیہ کو لایا جائے جس سے میں مناسک حج کے چند مسائل پوچھ سکوں۔ چنانچہ حاجب فقیہ کی تلاش میں نکلا تو اسے طاؤس دکھائی دیئے۔ اور لوگوں نے بھی طاؤس کی تصدیق کی چنانچہ وہ انہیں سلیمان کی خدمت میں لے آیا اور کہا کہ آپ امیر المومنین کے سوالات کا جواب دیجئے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے معاف کرو۔ جب حاجب نے ان کا جواب سنا تو انہیں سلیمان اور امراء کے سامنے کھڑا کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مقام وہ ہے جس کے بارے میں اللہ مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے اور کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ پتھر جو جہنم کے کنارے ہیں، جہنم میں ستر سال تک پہنچتے چلا جائے تب جا کر اس کی تہہ میں پہنچے گا تو کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسی جہنم کن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے؟ امیر المومنین نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے کہا کہ تو سن لے کہ یہ ان لوگوں کے واسطے بنائی گئی ہے جو اللہ کے حکم میں کسی کو شریک ٹھہرائیں یا ظلم کریں۔

ایک دوسری روایت میں امام زہری فرماتے ہیں کہ سلیمان نے ایک شخص کو دیکھا جو طواف کر رہا تھا اور بڑے صاحب جمال و کمال والا تھا۔ تو سلیمان نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ طاؤس ہے جنہوں نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے چنانچہ سلیمان نے انہیں اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ آپ ہم سے کوئی حدیث ذکر کریں گے؟ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ طاؤس نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے لئے سب سے آسان گرفت اس شخص کی ہے جو مسلم امت کا حکمران ہو اور وہ عدل نہ کرے۔ یہ سن کر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا پھر وہ دور تک پیدل چلتا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر طاؤس سے کہا کیا آپ ہمیں کوئی حدیث نہ سنائیں گے؟ تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھ سے اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک نے فرمایا شاید کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قریش کی ایک مجلس طعام میں بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا قریش پر حق ہے اور ان کا بھی لوگوں پر حق ہے چنانچہ جب ان سے رحم و کرم کی درخواست کی جائے تو رحم و کرم سے کام لیں اور جب حاکم بنائے جائیں تو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کریں اور جب امین بنائے جائیں تو امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھیں۔ مگر جو شخص بھی ان میں سے ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو اور اللہ ان سے اس کے بدلے کچھ اور قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث سن کر سلیمان کا چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور کافی دور تک پیدل چلا اور پھر طاؤس سے کہا کہ کیا آپ اور کوئی حدیث بھی سنائیں گے۔ اس پر طاؤس کہنے لگے کہ اللہ کی کتاب کی آخری آیت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ہے:

واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون

"اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور پھر ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔"

ابو عبداللہ الشامی کو طاؤس کی نصیحت —— ابو عبداللہ الشامی فرماتے ہیں کہ میں طاؤس سے ملاقات کی غرض سے ان کے گھر گیا۔ جب ان کے دروازے پر دستک دی تو ایک عمر رسیدہ آدمی نکلا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ ہی طاؤس ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ان کا بیٹا

ہوں۔ تو میں نے جواب دیا کہ جب تو ان کا بیٹا اتنا بوڑھا ہے تو وہ خود کتنے بڑے کھوسٹ ہوں گے جس کے ہوش وحواس بھی غائب ہو گئے۔ تو اس نے کہا کہ عالم کبھی بوڑھا نہیں ہوتا ہے اور اپنے ہوش وحواس نہیں کھوتا ہے چنانچہ اس کے بعد میں حضرت طاؤس کی خدمت میں چلے گیا تو اس نے کہا کہ جو کچھ بھی دریافت کرنا ہے جلدی اور مختصر پوچھو میں نے کہا کہ مختصر سوال کا جواب بھی مختصر ملے گا۔ تو طاؤس نے کہا کہ کیا میں اس مجلس میں تورات، انجیل اور قرآن کی تشریحات جمع نہ کر دوں؟ تو جس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا اتنا خوف رکھو کہ اس سے زیادہ تجھے کسی کا بھی خوف نہ ہو۔ دوسرا اس کی جانب اس قدر التفات کرو کہ اس کی جانب تمہاری توجہ تمہارے لئے ڈھال بن جائے۔ تیسرا لوگوں کے واسطے وہی شے پسند کرو جو تم اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ہو۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ طاؤس کے بیٹے نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں فلاں عورت سے نکاح کا خواہش مند ہوں تو والد صاحب نے فرمایا کہ تم جاؤ کہ اسے ایک نظر دیکھ آؤ۔ یہ سن کر میں گیا اور غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کیا اور تیل پھلیل لگایا مگر جب والد صاحب نے یہ سب دیکھا تو کہا اب بیٹھ جاؤ اب تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عبداللہ بن طاؤس فرماتے ہیں کہ میرے والد جب مکہ جاتے تو ایک ماہ لگ جاتے تھے اور جب وہاں سے واپس آتے تو بھی ایک ماہ لگ جاتے تھے۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اس میں کیا مصلحت ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بندہ جب طاعت الٰہی کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو وہ واپسی تک طاعت الٰہی میں رہتا ہے۔ ہلال بن کعب فرماتے ہیں کہ طاؤس جب یمن سے نکلتے تو یمن کے قدیم اور دور جاہلیت کے چشموں سے پانی پیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک آدمی نے ان سے کہا میرے واسطے دعا کیجئے اس پر طاؤس نے کہا کہ اپنے لئے خود دعا کرو اللہ مضطر بے تاب آدمی کی دعا جلد قبول کر لیتا ہے۔

ابن جریر طاؤس کے بیٹے کا قول ذکر کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ بخل انسان مال میں کرتا ہے جبکہ شح یہ ہے کہ آدمی کو یہ خواہش ہو کہ لوگوں کے پاس جو حرام مال ہے وہ اسے مل جائے اور وہ قناعت کو چھوڑ بیٹھتا ہے انہوں نے بتایا کہ شح دل کی بیماری ہے اور آدمی کو حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے اور انہوں نے یہ حدیث بھی سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ لوگو! شح سے بچو کیونکہ اسی نے پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے اور اس نے جب انکو بخل کا حکم دیا تو لوگوں نے بخل کیا اور اس سے کبھی باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ دنیا کی ہوس اور اس کی محبت میں مبتلا رہے۔ عمرو بن دینار آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کی قرأت قرآن سے دلوں میں خشیت پیدا ہو۔

۱۰۷ ہجری

سال نو کے آغاز پر ایک آدمی عباد الرعینی نے خوارج کا مذہب اختیار کیا اور اس کی اتباع میں اچھی خاصی تعداد میں لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ پھر یوسف بن عمر نے ان سے قتال کیا جس کو ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کے ساتھ مار ڈالا۔ اسی سال شام میں سخت طاعون کی وبا پھیلی، اسی سال معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں جنگ چھیڑی اور اس نے میمون بن مہران کو لشکر اہل شام میں ہی رہنے دیا۔ چنانچہ اس کی ماتحتی میں شامیوں نے دریا کو قبرص تک عبور کیا۔ پھر مسلمہ نے دوسرے لشکر کو ایک بڑی لڑائی میں جھونک دیا۔ اسی سال اسد بن عبداللہ القسری کی داعیان بنو عباس کے ساتھ خراسان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگا اور اسی سال اسد القسری نے جبال نمرود کے حکمران ملک الترقیبان سے جنگ کی جو کہ جبال الطالقان کے قریب ہے اور پھر اس سے مصالحت کر لی اور پھر اسلام قبول کر لیا اسی سال اس نے اسد الغور علاقہ جبال ہرات میں جنگ کی وہاں کے رہنے والوں نے اپنا مال و متاع خوف کے باعث ایسے غار میں جمع کر دیا جہاں تک کسی کی بھی رسائی نہ تھی مگر پھر اسد نے رہا اور اس کے فوجیوں نے تابوتوں کے ذریعہ حملہ کیا اور تمام اموال کو جو کچھ بھی موجود تھا اسکو تابوتوں میں رکھ لیا جائے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لوگوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سال اسد نے بلخ کے اردگرد کے علاقہ پر بھی خصوصی نظر رکھنے کے احکامات جاری کیے۔ یہاں اس نے خالد بن برمک کے باپ کو نائب کا عہدہ دیا۔ یہاں مسلمانوں کے واسطے مضبوط قلعے تعمیر کئے گئے اسی سال ابراہیم بن ہشام امیر الحرمین نے لوگوں کو حج کروایا۔ اسی

سال ان تمام لوگوں کا انتقال کر گئے۔

سلیمان بن یسار تابعی ——— یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ آپ وجیہ شکل انسان اور عبادات میں مجتہدین میں سے تھے۔ ان سے بہت سی روایات منقول ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ۷۳ سال کی عمر میں ہوا۔ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت ان کی خدمت میں آئی اور ان کو اس نے اپنے اوپر ہر قسم سے قابو پالینے کی ترغیب دی مگر وہ انکار کرتے رہے اور بالآخر آپ اس کو گھر میں اکیلے تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے ان سے پوچھا آپ یوسف ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ میں وہ یوسف ہوں جو تیار ہونے کو تھا اور تو وہ سلیمان ہے جو تیار بھی نہیں ہوا۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس ——— آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ نے بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور بہت سی روایات ذکر کی ہیں آپ کا شمار مفسر علماء اور تابعین اور بڑے بیان میں ہوتا ہے۔ آپ بڑے علم و فن والے تھے۔ آپ اپنے آقا ابن عباس کی زندگی میں فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں تعلیم مکمل کر لی اور پھر ملک در ملک گھومتے پھرے جن میں افریقہ، یمن، شام، عراق اور خراسان شامل ہیں۔ اور وہاں علم و حکمت کی روشنی پھیلائی اور اس کے عوض ملوک و امراء سے بے پناہ تحائف و انعامات حاصل کئے۔

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ وہ ابن عباس کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے قرآن و سنت کی تعلیم دی۔ حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک دفعہ ایسے پانچ افراد جمع ہوئے کہ ایسا اجتماع میرے پاس کبھی نہ ہوا اور ان پانچ افراد میں مجاہد، طاؤس، عکرمہ، عطاء اور سعید بن جبیر تھے۔ جب بھی مجاہد اور سعید کی تفسیر کے مسئلے پر آپ کے پاس آتے تو آپ ان کی اس طرح تفسیر کرتے کہ وہ مطمئن ہو جاتے جابر زید فرماتے ہیں کہ عکرمہ اعلم الناس ہیں۔ شعبی فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کو عکرمہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے جنازے میں شریک تھی اور لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ آج سب سے بڑا فقیہ اور باخبر آدمی چلے گیا۔ سفیان عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب میں عکرمہ سے مغازی کا بیان سنتا تھا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس شخص نے خود ان معرکوں میں شریک کی ہے اور لوگوں کو قتل و قتال کرتے دیکھا۔ ایوب لوگوں کے سامنے فرماتے تھے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں عکرمہ سے ملوں چنانچہ میں بصرہ کے بازار میں پہنچا وہاں جا کر دیکھا تو ایک آدمی گدھے پر سوار ہے لوگوں سے دریافت کرنے پر پتا چلا کہ یہی عکرمہ ہیں چنانچہ میں نے آپ سے کچھ پوچھنا چاہا مگر ہمت نہ ہوئی اور میں ایک جانب خاموش کھڑا ہو گیا اور دماغ سے سارے سوالات نکل گئے۔ ادھر لوگوں کی طرف سے سوالات کی بوچھاڑ تھی اور عکرمہ ان کا جواب دے رہے تھے میں ان کو یاد کرتا رہا۔ ایک بات مشہور ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو کچھ مناسک لیتا ہیں وہ سعید بن جبیر مجاہد اور عکرمہ سے لو نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تفسیر چار آدمیوں سے لیا کرو جن میں سعید بن جبیر ضحاک مجاہد اور عکرمہ شامل ہیں۔

القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ——— آپ مشہور فقہاء میں سے ہیں آپ اہلیان مدینہ میں صحابہ رضی اللہ عنہ اور غیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین شمار ہوتے ہیں آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں اور آپ اپنے وقت کے جید اور بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ کے والد کا قتل مصر ہو گیا تھا اس لئے ان کی خالہ نے ان کی پرورش کی اور انہیں کے پاس بڑے ہوئے۔ اور سیادت [illegible] ان کے کافی مناقب اور فضائل ہیں۔

مشہور شاعر کثیر عزہ کی وفات ——— اس سال مشہور و معروف شاعر ابن ابی جمعہ کثیر بن عبدالرحمان بن اسود بن عامر ابو صخر الخزاعی الحجازی کا انتقال ہوا آپ تغزل کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ آپ اپنی غزلوں میں ام عمرو عزہ بنت جمیل بن حفص کو اپنی محبت کا محور و مرکز بنایا۔ ... یہ شاعر بدخلق اور قبیح العادات تھا اور اس کا قد تین چار فٹ سے زیادہ نہ تھا۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ دب الدبان یعنی جوؤں والا کہلاتا تھا اور لطف تو یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو قد آور اور معزز شخصیت سمجھتا تھا۔ جب وہ عبدالملک بن مروان کی خدمت میں آتا تو مروان کہتا کہ یعنی بھائی ذرا دھیان سے کہیں چلتے ہوئے تمہارا سر ایوان کی چھت سے نہ ٹکرا جائے۔

اس کا رجحان تشیع کی جانب زیادہ تھا اور وہ شعرائے اسلام میں گنا جاتا تھا۔ وہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ بعض لوگ اس کو تناسخ کا قائل بھی کہتے تھے وہ اپنی کم عقلی اور شیعیت کی بناء پر اس پر بھی بحث کرتا تھا اور قرآن کی آیت "فی ای صورۃ ما شاء رکبک" سے استدلال کرتا تھا۔ ایک دن وہ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا تو عبدالملک نے کہا کہ تمہیں اجازت اس وجہ سے دی گئی ہے کہ ہمیں تم سے ملنے سے زیادہ تمہارے کلام کو سننے کا دل چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں بیشک خلیفۃ المومنین، سچ اور درست بات تو یہ ہے کہ آدمی کی پہچان دو چھوٹی چیزوں سے ہو جاتی ہے ایک زبان اور دوسرا قلب۔ اگر انسان سچی اور معقول بات کرے تو اس کا جوہر ہے اور اگر میدان جنگ میں لڑے اور قتل و قتال کرے تو یہ اس کے قلب کے بلند حوصلے اور پرعزم ارادے کی نشاندہی ہے اور آپ کو جیسا کہ معلوم ہے کہ میں تو ان اشعار کا مصداق ہوں۔

> "مجھے کاموں کا تجربہ ہے اور آپ بھی مجھے آزما چکے ہیں اور میری سخت جان پر یہ مرحلے گزر چکے ہیں۔ تو لوگوں کو کمزور اور لاغر
> حقیر سمجھتا ہے جو چادر دو کپڑے سے ہیں مگر شیر خفتان لگتے ہیں۔"

شاعر کثیر عمر بن عبدالعزیز کی دور خلافت میں ان سے ملنے ان کی خدمت میں پہنچا اس کا کہنا تھا کہ وہ لوگوں اور عجیب ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو اس کا خیال تھا کہ خلیفہ بننے سے پہلے جس طرح وہ عبدالملک و ولید کی رحم دلی کیا کرتے تھے اب بھی کریں گے مگر اب خلافت کی ذمہ داری کی بناء پر یہ میں وقت ایسے لوگوں کے ماتحت گزارے ہو کیا سوچ تھا سلسلے یہ لوگ ان کے پاس سے ویسے ہی واپس آئے۔ اس طرح شاعر کثیر عبدالملک کے دور خلافت میں چند امید سے اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کا جواب مسلمہ نے جو دیا وہ تھا کہ کثیر تم کو معلوم ہے کہ تمہارے خلیفہ کو تو اشعار سے دلچسپی ہے اور نہ ہی شعراء سے مگر اس نے کثیر اور اس جیسے دوسرے شعراء کو عبدالملک کے ساتھ دربار میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کی سواریوں کے چارے کا بھی بندوبست کیا۔ کثیر کا کہنا ہے کہ جب میں مسلمہ کو خطبہ دینے کے لئے تیار دیکھتا تو میں بھی اس کے ہمراہ جاتا اور خاموشی سے اس کا خطبہ سنتا اور یہ خطبہ ان کلمات پر مشتمل ہوتا تھا کہ ہر سفر کے لئے توشہ اور زاد راہ ضروری ہوتا ہے۔ اے لوگو! تم دنیا سے کوچ کرتے ہو اس سفر کے لئے بھی زاد راہ کا بندوبست کرو اور سب سے بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ اے لوگو! نیکی اختیار کرو اور اس عذاب سے بچنے کی ہر وقت کوشش کرو جو اللہ نے نافرمانوں پر تیار کر رکھا ہے اور اس ثواب اور جنت کے حصول کی ہر وقت کوشش کرو جو اللہ نے مومنوں اور نیک کاموں کے کرنے والوں کے لئے تیار کی ہے۔

۱۰۸ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ نے بلاد روم میں قیساریہ کو فتح کر لیا اور ابراہیم بن عبدالملک نے ایک رومی قلعہ فتح کیا۔ اسی طرح اس سال اسد بن عبداللہ القسری امیر خراسان نے ایک جنگی بیڑے کی مدد سے ترکوں کو شکست دے کر ان کی کمر توڑ دی۔ اس سال خاقان نے آذربائیجان کی طرف پیش قدمی اختیار کی اور اس نے شہر ورثان کا محاصرہ کر کے اس پر منجنیقوں سے حملے کیے پھر اس کی سرکوبی کے لئے نائب امیر مسلمہ بن عبدالملک کا سردار الحارث بن عمرو بڑھے اور خاقان اور اس کے لشکر سے جنگ کی اور ان کو شکست دے دی اور ان کے بہت سے افراد کو الحارث نے مار ڈالا اور کچھ افراد کے قتل ہونے پر خاقان میدان چھوڑ کر بھاگ گیا مگر اس لڑائی میں الحارث بن عمرو مارا گیا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نے بلاد روم پر حملہ کا سلسلہ شروع کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ بالآخر جرجہ فتح ہو گیا اور بے پناہ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بکر بن عبداللہ مزنی البصری کی وفات ...... اس سال اعیان میں سے بکر بن عبداللہ البصری کی وفات ہوئی آپ عالم و عابد، زاہد اور متواضع انسان تھے۔ آپ نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات نقل کی ہیں آپ قلیل الکلام مشہور تھے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مسلمان سے ملو تو تم یہ سوچو کہ میں اس سے گناہوں میں بڑھا ہوا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہے اور جب تم دیکھو کہ لوگ تمہارے بھائی تمہاری عزت و توقیر کرتے ہیں تو کہو خدا کا فضل ہے اور اگر تم ان سے کوئی کوتاہی دیکھو تو کہو یہ کوتاہی مجھ سے بھی سرزد ہو چکی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ طمع اور غصہ سے نہ بچے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اگر صوم و صلوٰۃ میں سبقت نہیں لے گئے بلکہ

اس نے تو اور بھی حالت میں دو جنتیں دیکھے گئے ہیں۔

راشد بن سعد مقرائی الحمصی: آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔ آپ بہادر، زاہد، عابد اور متقی انسان تھے اور آپ نے بہت سے صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ اسی سال آپ نے وفات پائی ہے۔

محمد بن کعب القرظی: ابو حمزہ فرماتے ہیں کہ محمد بن کعب القرظی کا تعلق بنو قریظہ سے ہے۔ آپ ایک اچھے مفسر، زاہد، عابد، عالم اور صالح انسان تھے۔ آپ نے متعدد صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ اصمعی فرماتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک نے محمد بن کعب القرظی سے سوال کیا کہ خذلان کی علامت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آدمی اچھائی کو برائی کے طور پر پیش کرے اور برائی کو اچھائی کے طور پر پیش کرے۔ مشہور ہے کہ ابن کعب فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی رات کو قرآن کی تلاوت کرتا ہے وہ بہک کر بے عقل نہیں بنتا خواہ وہ دو سو برس کا ہو جائے اور مرتے دم تک اس کی عقل سلامت رہتی ہے۔ مجھے ابن کعب کے ساتھی نے بتایا کہ ان کی والدہ نے ان سے کہا کہ بیٹا تم بچپن میں بھی نیک تھے اور بڑے ہو کر بھی نیک ہو۔

ابن کعب فرماتے ہیں کہ جس شخص میں تین چیزیں ہوں وہ اس کے خلاف ہوتی ہیں: بغاوت، عہد شکنی اور مکر۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں تین خصلتیں پیدا کر دیتا ہے: دین کی سمجھ، دنیا سے بے رغبتی اور اپنے عیوب پر نظر۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا فانی ہے اور جو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں وہ ان میں سب سے بدبخت ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ دنیا کے معاملات میں حد سے زیادہ حرص کرنا سب سے بڑی برائی ہے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے بہترین لوگ ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ زمین مومن پر روتی ہے اور مومن کے لئے اس کی موت کے بعد زمین کی عبادت گاہیں روتی ہیں اور آسمان کے وہ دروازے جن سے اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں وہ بھی روتے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"فما بكت عليهم السماء والارض"

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن کعب کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ اسلام میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ابن کعب نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق بہت غور و فکر کیا ہے اور میرے نزدیک عدل و انصاف ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ بھی اسی وجہ سے مجھ کو نصیحت کیجئے۔ ابن کعب نے کہا کہ جو شخص تمہاری طرف سے آئے تم اس کی ضرورت پوری کرو، عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو انہوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے ایک غلطی کی تو اس کی سزا کے طور پر انہیں جنت سے نکال دیا گیا اور آپ لوگ تو اس پر غور ہی نہیں کرتے ہیں کہ ہماری جنت کہاں گئی اور ہم جنت کی امید بھی رکھتے ہیں۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ابن کعب لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ مسجد کی چھت آپ پر گر پڑی۔

گناہ پر اصرار کرتے جاتے ہو اور جنت کی امید بھی رکھتے ہو حالانکہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو ایک غلطی کی وجہ سے اللہ نے جنت سے نکال دیا تھا۔

اسی سال ابو الحجاج اور محمد بن مالک العبدی کا انتقال ہوا جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۰۹ ہجری

سال رواں کے آغاز میں ہشام بن عبدالملک نے امیر خراسان اسد بن عبداللہ القسری کو خلافت سے معزول کر کے ان کی جگہ اشرس بن عبداللہ السلمی کو مقرر کیا اور وہ رمضان المبارک میں خراسان پہنچا۔ اس کے بعد ہشام نے الحکم بن عوانہ الکلبی کو نیابت کے لئے مقرر کیا اور ان کی اطاعت کی ہشام نے

خراسان میں اشرس بن عبداللہ السلمی کو مقرر کر دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ خالد بن عبداللہ القسری سے مراسلات کرے۔ اشرس ایک عالم فاضل اور مشہور آدمی تھا اسی وجہ سے اس کا نام کامل پڑ گیا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے ایسے تعلقات کا دفتر قائم کیا اور عبدالملک بن زیاد الباہلی کو اس کا عہدیدار مقرر کیا جو تمام امور کے انتظام و انصرام کا نگران تھا۔ اس کے اہل و عیال اس کے عہدے کی وجہ سے خوش و خرم اور شاداں تھے۔ اس سال امیر الحرمین ابراہیم بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۱۰ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان اعظم سے دوبارہ جنگ کی چنانچہ وہ لشکر جرار کے ساتھ مسلمہ کے مقابلے کے لئے نکلا۔ اور تقریباً ایک ماہ تک مسلسل دونوں فریق ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے مگر بالآخر تیز بارش کی وجہ سے خاقان کو موسم سرما میں شکست ہوگئی اور مسلمہ بن عبدالملک فتحیاب ہو کر واپس آ گیا اور اپنے ساتھ بہت سا مال غنیمت بھی لایا۔ اس نے شام کی جانب واپس آتے ہوئے ملک ذوالقرنین کے طریقے پر عمل کیا۔ اور ان جنگوں کو تاریخ میں غزوۃ الطین سے یاد کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جن راستوں سے لشکر گزر رہے تھے وہ سخت کیچڑ والی دلدلی اور گہری کھائیوں والی تھیں جس کی وجہ سے بہت سے مویشی ضائع ہوئے اور بہت سے لوگ سخت مشکلات و دشواریوں میں مبتلا ہو کر موت کی گھاٹ اتر گئے۔ اور جو بچے تھے وہ سخت جدوجہد کے بعد بچے تھے۔

اس سال نائب امیر خراسان اشرس بن عبداللہ السلمی نے سمرقند کے ذمیوں کو اسلام کی دعوت دی اور اس طرح ماوراء النہر کے لوگوں کو بھی اسلام کی طرف بلایا اور ان کے جزیے کو بھی معاف کر دیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ اسلام لے آئے مگر پھر بعد میں ان سے دوبارہ جزیہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ دوبارہ کفر پر آمادہ ہو گئے چنانچہ ان لوگوں اور اشرس بن عبداللہ کے درمیان پھر ایک جنگی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کی تفصیل حافظ ابن جریر نے ذکر کی ہے۔ اسی سال ہشام کو امیر المؤمنین کی جانب سے حولی ترقیہ بنا کر بھیجا گیا۔ وہ جب وہاں پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بہت بڑے لشکر کو مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس لشکر نے مشرکین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور بہت سے گرفتار بھی ہو گئے۔ باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام نے بلاد روم کے کچھ قلعے فتح کر لئے اور بہت سا مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اس سال بھی ابراہیم بن ہشام نے حج کروایا اور عراق میں خالد القسری اور خراسان پر اشرس کی حکمرانی تھی۔

شاعر جریر بن خطفی حذیفہ ...... آپ کا نسب جریر بن خطفی حذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے۔ اس نے کئی مرتبہ دمشق کا سفر کیا اور یزید بن معاویہ کی مدح سرائی کی اور بعد کے خلفاء کی بھی قصیدہ خوانی بھی کی۔ اور یہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ یہ فرزدق اور اخطل کا ہمعصر تھا اور ان سب سے زیادہ مشہور اور ماہر تھا اور لوگوں کے ہاں یہ مشہور تھا کہ شعر و اشعار کے علم سے بیشتر شعراء میں سب سے زیادہ وقار اور کلام اور گو شاعر تھا۔ ابن درید نے جب عثمان تیمی کے حوالے سے کہا کہ میں نے کسی تسبیح کے لئے جریر کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے تو میں نے کہا کہ تمہیں ان باتوں سے کیا حاصل ہوگا تو اس پر اس نے جواب دیا کہ سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں جو کہ آیت ان الحسنات یذھبن السیئات میں اللہ کا برحق وعدہ ہے۔

محمد اصمعی اپنے والد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ سے ایک اعرابی عبدالملک بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی مدح میں اشعار پڑھنے لگا۔ اس وقت عبدالملک کی خدمت میں تین شعراء موجود تھے جریر فرزدق اور اخطل مگر وہ اعرابی ان میں سے کسی کو بھی نہ پہچانتا تھا۔ عبدالملک نے اعرابی سے کہا کہ کیا تم کو کسی عرب کا اسلام میں ایسا شعر یاد ہے جو ہجو سے بھرا ہوا ہو اس نے کہا کہ جریر کا ایک قول اس کا ثبوت ہے شعر:

فغض الطرف انک من نمیر   فلا کعبا بلغت ولا کلابا

(اپنی نظریں نیچی رکھو کیونکہ تم قبیلہ نمیر سے ہو اور تمہارا تعلق نہ کعب سے اور نہ ہی کلاب سے ہے) یہ شعر سن کر عبدالملک نے اعرابی کی تعریف کی اور کہا کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور وطن سے جدا ہوئے عرصہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ جب عدی عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین تیرے دروازے پر شعراء دستک دے رہے ہیں ان کے تیر بڑے زہریلے اور ان کی باتیں بڑی پر اثر ہوتی ہیں۔ تو خلیفہ نے کہا کہ مجھے شعراء سے کیا لینا ہے تو عدی نے کہا کہ امیر المومنین آپ ﷺ بھی شعر سنتے تھے اور انعام دیتے تھے اور جب العباس بن مرداس نے آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھے تھے تو آپ ﷺ نے اسکو حلہ عطا کیا۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ کیا تم ان میں سے چند اشعار مجھے سنا سکتے ہو۔ تو عدی نے کہا کہ کیوں نہیں۔

ترجمہ —— ساری مخلوق میں سب سے افضل تجھے دیکھا ہے تو ایسی کتاب لایا ہے جو حق کی داعی ہے۔ تو ہمارے لئے دین ہدایت کی اس وقت شریعت لایا جب ہم حق سے بھٹک گئے تھے اور حق چھپ گیا تھا تو نے دلائل کی نور سے فریب کا پردہ چاک کر دیا اور بھڑکتی آگ کو قرآن سے بجھا دیا۔ محمد ﷺ عربی کا یہ پیغام عام کر دو کہ ہر آدمی کو گذشتہ عمل کی جزا ضرور ملے گی۔ ہمارا نبی عرش الٰہی سے بھی اوپر نکل گیا اور اللہ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

یہ اشعار سن کر عمر بن عبد العزیز نے عدی سے پوچھا کہ دروازے پر کون کونسے شعراء ہیں اس نے کہا کہ اخطل، احوص، جمیل بن معمر، فرزدق، عمر بن ابی ربیعہ ہیں اور ایک جریر بھی ہے۔ چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے جریر کو بلایا اور باقیوں کو لایعنی کلام اور غیر اسلامی خیالات کی بناء پر اجازت نہ دی۔ جریر جب اس کی خدمت میں پہنچا تو اس نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی شان میں کچھ اشعار پڑھے اور اس کے بعد خلیفہ کی مدح میں اشعار کہے۔

ترجمہ —— یہ اللہ کی ذات ہے جس نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا اور جس نے خلافت امام عادل کے سپرد کی۔ جس کا عدل وانصاف اور وفا سب کے شامل حال ہے اور اس نے کج رو لوگوں کو غلط اقدامات سے روک دیا ہے میں بھی تجھ سے خیر عاجل کی امید رکھتا ہوں اور نفس تو جلد محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

ہمام بن غالب فرزدق —— اس کا پورا نام ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن حنظلہ بن زید بن مناۃ بن تمیم بن مر بن اُد بن طابخہ ابوفراس بن ابی خطل التمیمی البصری الشاعر المعروف فرزدق ہے۔ اس کا دادا صعصعہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ایام جاہلیت میں احیاء الاموات والفت کا دعویدار تھا۔ فرزدق کہتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسے دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کون ہے تو میرے والد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور شاعری کرتا ہے تو انہوں نے کہا اس کو قرآت سکھلاؤ کیونکہ یہ اس کے لئے شاعری سے بہتر ہے۔ فرزدق کے کلام کو حسین رضی اللہ عنہ نے بھی سنا تھا۔ جب وہ عراق کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے کلام کو ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عرفجہ بن اسعد، زرارہ بن کرب اور طرماح بن عدی شاعر نے بھی سنا تھا۔ فرزدق سے خالد حذاء، مروان الاصغر اور حجاج بن حجاج الاحول نے کچھ روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فرزدق اپنے چچا الحتات کی میراث میں حصے کی طلبی کے سلسلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا اور ولید اور اس کے بھائی کے پاس بھی اسی غرض سے گیا تھا مگر غالباً یہ بات درست نہیں ہے۔

اشعث بن عبد اللہ فرزدق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے قدموں کو دیکھ کر کہا کہ اے فرزدق میں تیرے چھوٹے قدموں کی بناء پر تیرے لئے جنت طلب کروں گا تو فرزدق نے کہا کہ پر میرے تو گناہ بہت ہیں تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ توبہ کا دروازہ اس وقت کھلا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

معاویہ بن عبد الکریم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں فرزدق کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کے پیروں میں بیڑیاں ہیں تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن حفظ کر لوں گا اس وقت تک بیڑی پیروں سے نہ نکالوں گا۔

ابو عمر بن العلاء فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی بدوی کو نہیں دیکھا کہ اس نے شہر میں قیام کیا ہو اور اس کی زبان کا کلام خراب نہ ہوا ہو سوائے دو آدمیوں کے کہ جو اس سے مستثنیٰ رہے ہیں ان میں سے ایک رؤبہ بن العجاج اور دوسرا فرزدق ہے بلکہ ان لوگوں کی زبان طویل قیام کے بعد مزید نکھر گئی

ابو شمیل فرماتے ہیں کہ فرزدق نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تو پھر اس پر حسن البصری کو اس امر پر گواہ بنایا مگر اس کے بعد وہ طلاق دینے پر نادم ہوا اور حسن البصری کو گواہ بنانے پر افسوس کرنے لگا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:

> ترجمہ...... کاش میرے ہاتھ اور دل میرے قبضے میں ہوتے اور تقدیر پر میرا اختیار ہوتا۔ میں اس وقت ندامت کرتا رہ گیا جب میری بیوی نوار میرے پاس سے چلی گئی۔ وہ تو گویا میری جنت تھی مگر میں تو خود اس جنت سے نکل آیا آدم کی طرح جو مجبور ہو کر نکلے تھے۔

اصمعی وغیرہ نے کہا ہے کہ جب نوار کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ حسن بصری پڑھائیں۔ غرض کہ اس کی نماز جنازہ میں بے پناہ اشراف و اکرام اہل بصرہ موجود تھے جنہیں حسن بھی شامل تھے وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور فرزدق اپنے اونٹ پر سوار تھا جب جنازہ چل پڑا تو حسن نے فرزدق سے کہا لوگ کیا کہتے ہیں؟ تو فرزدق بولا لوگ کہتے ہیں کہ آج کے دن ایک بہترین انسان اور ایک بدترین آدمی جنازے میں شامل ہے جس سے مراد آپ اور بدترین میں ہوں تو حسن نے کہا کہ اے ابو الفراس نہ میں بہترین انسان ہوں اور نہ تو بدترین انسان ہے اور کہا کہ آج کے دن کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کہ اسی برس سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دے رہا ہوں۔ جب حسن بصری نے نماز جنازہ پڑھا دی تو لوگ قبر کی طرف چلے تو فرزدق نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> ترجمہ...... مجھے اگر معاف نہ کیا گیا تو قبر کی منزل کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ اور تنگی قبر کا خوف لاحق ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو ایک سخت گیر قائد اور ہانکنے والا فرزدق کو ہنکا کرے جائے گا۔ اور نارِ جہنم کی طرف گندھک کے کپڑے پہنا کر لے جایا جائے گا اور وہ کپڑے بھی تار تار ہو چکے ہوں گے۔

ان اشعار کو سن کر حسن بصری رو پڑے اور فرزدق کے ساتھ چلتے رہے اور کہنے لگے کہ آج سے پہلے مجھے تم سے زیادہ کوئی برا نہیں لگتا تھا لیکن تم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے فرزدق سے کہا تمہیں پاکباز عورتوں پر تہمت لگاتے کچھ خوف نہیں آتا ہے؟ اس نے کہا کہ آج کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ذات ہے جو سب سے زیادہ دیکھتی ہے پھر وہ مجھے کیوں عذاب دے گی۔ فرزدق ۱۱۰ھ میں جریر سے چالیس دن قبل فوت ہوا بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ ایک مہینے قبل فوت ہوا واللہ اعلم۔

الحسن بن ابی الحسن کی وفات...... ان کے والد کا نام یسار ابو سعید البصری تھا جو کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور ایک قول کے مطابق وہ جابر بن عبداللہ کے غلام تھے۔ ان کی والدہ خیرہ ام سلمہ کی کنیز تھی اور ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ جب بھی ام سلمہ انکو کسی کام سے بھیجتی تو وہ اپنے بچے سے غافل ہو کر کام میں مشغول ہو جاتی تھی تو ام سلمہ ان کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلا کر بہلاتی تھی اس طرح حسن دونوں کا دودھ پی کر بڑے ہوئے۔ اور بقول لوگوں کے کہ ان کو حکمت و علوم میں جو اعلیٰ مقام حاصل ہوا ہے وہ اس دودھ پینے کی وجہ سے ہوا ہے جو ان چھاتیوں کی برکت سے انکو ملا جس کی نسبت آپ ﷺ کی جانب تھی۔ ان کی والدہ بچپن میں ہی انکو صحابہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجتی تھی جو انکو دعاؤں اور برکتوں سے نوازتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دیتے ہوئے یوں کہا کہ اے خدا انکو دین کی سمجھ عطا کر اور انکو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے مولا الحسن سے پوچھو انہوں نے بھی سنا ہے اور ہم نے بھی مگر انکو سب کچھ یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ میں اہل بصرہ میں دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں ایک حسن اور دوسرا ابن سیرین پر۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں جس فقیہ سے بھی ملا ہوں حسن کو ان تمام سے بہتر اور افضل پایا ہے۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے حسن کے بارے میں کہا کہ میری آنکھوں نے حسن سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا ہے ایوب فرماتے ہیں کہ لوگ حسن سے سوال کرنے کے لئے تین تین سال توقف کرتے مگر پھر بھی ان کے رعب و ہیبت کی بنا پر ان سے سوال نہ پوچھ پاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بصرہ جا رہا تھا تو اس سے شعبی نے کہا کہ جب تم بصرہ میں سب سے زیادہ خوبصورت اور بارعب آدمی کو دیکھو تو سمجھ جانا کہ وہ حسن ہیں پھر اس وقت انکو میرا سلام

حماد، یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حسن کو دیکھتا تو اس سے فائدہ پہنچتا تو وہ اس پر عمل کرتے، دیکھا ہو یا نہ کرتے دیکھا ہو، نہ ہی ان کا کلام سنا ہو۔

اعمش فرماتے ہیں کہ حسن ہمیشہ حکمت و دانائی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ابو جعفر کے سامنے جب آپ کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا کلام انبیاء کے کلام کی مثل ہے۔ محمد بن سعد آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ آپ بلند مرتبہ عالم اور علم و عمل کے جامع تھے عالی مقام کے فقیہ، عابد و زاہد اور سخت عبادت گزار تھے آپ حسین و جمیل، اعلم، افضل اور فصیح تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ کو ایک مسند پر بٹھایا گیا اور تمام علماء وقت آپ کے گرد جمع ہو گئے اور لوگوں کا ایک بڑا مجمع بھی جمع ہو گیا۔ پھر آپ نے ان سے گفتگو کی۔ اس تاریخ کے مطابق آپ کی وفات ۱۱۰ھ میں ۸۹ سال کی عمر میں ہوئی اور رجب میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے اور ابن سیرین کی وفات کے درمیان سو دن کا فرق ہے۔

محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرۃ الانصاری ---- محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرۃ الانصاری، انس بن مالک کے غلام تھے۔ آپ کے والد عین التمر کے قیدیوں میں شامل تھے۔ خالد بن ولید نے دیگر قیدیوں کے ہمراہ انہیں بھی غلام بنایا تھا اور پھر بعد میں انس نے ان کو خرید کر ان کو مکاتب بنایا تھا۔ ان کے والد کے ہاں اولاد و اشیاء پیدا ہوئی جن میں محمد، انس، یحییٰ، کریمہ، سعید اور حفصہ شامل ہیں۔ یہ تمام ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد ابن سیرین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ختم ہونے سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ ہشام بن حسان فرماتے ہیں کہ میں جتنے بھی آدمیوں سے ملا ہوں ان میں محمد سب سے سچے آدمی تھے۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ محمد ثقہ، مامون، بلند مرتبہ، عالم، فقیہ، امام، کثیر العلم اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ مورق العجلی کا قول ہے کہ میں نے کسی شخص کو آپ سے زیادہ تقویٰ میں فقیہ اور فقہ میں ان سے زیادہ متقی نہیں دیکھا ہے۔ ابن عون کا قول ہے کہ محمد بن سیرین اس امت کے لئے سب سے زیادہ امید رکھنے والے اور غلطیاں معاف کرنے والے اور امت کے معاملات میں خوف رکھنے والے تھے۔ ابن عون کا کہنا ہے کہ دنیا میں خشیت الٰہی میں سب سے زیادہ رونے والا میں نے نہیں دیکھا ایک محمد بن سیرین عراقی دوسرا قاسم بن محمد حجازی اور تیسرا رجاء بن حیوہ شامی۔ شعبی فرماتے ہیں کہ لوگوں اس اونچا سننے والے آدمی کے ساتھ لگے رہو۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو محمد بن سیرین سے زیادہ بے باک خواب کی تعبیر بتانے والا نہیں دیکھا۔ عثمان البتی کا کہنا ہے کہ بصرہ میں محمد بن سیرین سے زیادہ قضا اور شریعت کا عالم کوئی نہ تھا۔ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں شوال کی ۹ تاریخ کو حسن کے انتقال کے سو دن بعد ہوا۔

محمد بن سیرین کی صفات ---- محمد بن سیرین کے سامنے جب کسی آدمی کی برائی کی جاتی تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ محمد بن سیرین خشوع و خضوع اور خشیت الٰہی کا مرقع تھے۔ جب لوگ انہیں دیکھتے تو لوگوں کو اللہ یاد آ جاتا تھا۔ جب انس بن مالک کا انتقال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ انہیں محمد بن سیرین غسل دیں مگر محمد بن سیرین اس وقت محبوس تھے۔ جب لوگوں نے آپ سے ان کی وصیت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں تو محبوس ہوں۔ تو لوگوں نے امیر سے ان کی رہائی کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے قید نہیں کیا ہے بلکہ مجھے تو اس نے قید کروایا ہے جس کا مجھ پر حق ہے چنانچہ پھر اس شخص سے اجازت لی گئی اور پھر رہائی ہوئی اور ان سے انس بن مالک کو غسل دلوایا گیا۔

ان کا معمول تھا کہ وہ دوپہر میں بازار جا کر تکبیر و تہلیل و تذکیر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت لوگوں کے غافل ہونے کا ہے اس لئے میں ایسا کرتا ہوں وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ جب اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے واعظ بنا دیتے ہیں جس سے وہ امر و نہی کے کام کرتا ہے آپ فرماتے تھے کہ تم پر سب سے بڑا ظلم اپنے بھائی کے ساتھ یہ ہے کہ تم اس کی برائی کو کھلم کھلا بیان کرتے پھرو اور اس کی اچھائیوں کو چھپاؤ۔ اور فرماتے تھے کہ عزلت اور گوشہ نشینی بھی عبادت ہے۔ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کے جسم کا ہر عضو مردہ ہو جاتا تھا۔ اور ان کی حالت نہایت عجیب ہو جاتی تھی ایسا لگتا تھا کہ آپ محمد بن سیرین نہیں ہیں۔ جب کوئی آپ سے خواب کی تعبیر پوچھتا تو آپ فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو اور خواب کو چھوڑو۔

ایک دفعہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس طرح کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون میں تیل ڈال رہا ہوں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ جاؤ اور اپنی بیوی کے بارے میں تحقیق کرو وہ تمہاری ماں ہے۔ تو اس نے جا کر تحقیق کی تو ایسا ہی تھا اور واقعہ اصل یوں تھا کہ یہ شخص

یعنی تم قید کی اذان کہو گے، چنانچہ وہ غلام ہو گیا اور پھر ایک طویل عرصے تک وہ اسلام میں رہا۔ اس کے بعد اس کے دل میں بھی قید کی شکل میں پانچ کی اذان کہہ آئی تو اس شخص نے اسے تعبیر کیا اور اس کے بعد اس نے یہ خواب دیکھا، اس طرح ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اپنی خوشی دامن صاحب کے گلے میں موتیاں ڈال رہا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم ایک نااہل شخص کو قرآنی علوم کی تعلیم دے رہے ہو جس سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے ایک بلی دیکھی جس نے اپنا سر میرے شوہر کے پیٹ میں داخل کر دیا ہے اور اس نے پیٹ میں سے کوئی ٹکڑا بھی لے لیا تو محمد ابن سیرین نے کہا تمہارے شوہر کے تین سو سولہ درہم چوری ہو گئے ہیں تو اس عورت نے کہا کہ واقعی تم نے بالکل سچ کہا ہے مگر آپ نے یہ حساب کیسے لگایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ حساب ابجد کے اعداد سے لگایا ہے جس کی رو سے سین کے ساتھ نون کے پچاس اور واو کے چھ اور دال کے عدد سے مجموعہ تین سو سولہ ہے اور تم نے جو کوئی بلی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد تمہارا ایک حبشی چور ہے جانے جا کر دیکھ لو چنانچہ جب اسے بلایا گیا تو پتہ چلا کہ واقعی اس نے چوری کی تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں اسے بغور دیکھ رہا ہوں تو محمد ابن سیرین نے کہا کہ کیا تم موذن ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور پڑوسیوں کے گھروں میں جھانکنے سے بچو۔ اس طرح ایک اور شخص آیا اور خواب سنانے لگا کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں نے اسے کاٹ لیا ہے اس کی چادر بنا کر اسے بازار میں فروخت کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تم جھوٹے گواہ ہو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر خواب بیان کیا کہ میں نے اپنی انگلیاں کھاتے دیکھی ہیں تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ تم اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہو۔

ابو سعید الحسن البصری کے حالات:..... ابو سعید الحسن البصری فقہ کے مشہور امام تھے۔ کبار تابعین اور بڑے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ علم و عمل اور اخلاص و تقویٰ میں بے نظیر تھے۔ ابن ابی الدنیا آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے تیس سال اس طرح عبادت کی کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ آپ بعض اوقات پوری پوری رات عبادت کرتے ہوئے گزار دیتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں عبادت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعا کرواتے تھے اور آپ حسب استطاعت ان کو مطمئن کر دیتے تھے اور تسلی دیتے تھے۔

حسن نے ایک مرتبہ عوام کو مخاطب کر کے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں زور زور سے سانس لینے لگا تو آپ نے اسے لات ماری یا تھپڑ مارا اور کہا کہ اس امر میں اس شخص کا امتحان تھا۔ ایک مرتبہ حسن نے کہا کہ ایک قوم کے لوگوں کو مغفرت کی امید اور رحمتوں کی آرزوؤں نے اس دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ اسی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ہیں اور وہ اعمال صالحہ سے خالی ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک فرد آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اللہ کے ساتھ حسن ظن بھی ہے اور رحمت کی امید بھی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے کیونکہ اگر یہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہوتا تو یہ اللہ کے واسطے حسن عمل بھی کرتا اور یہ رحمت خدا کا طلبگار ہے تو اس کی رحمت کو حسن عمل سے طلب کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص بھی جنگل میں بغیر زاد راہ کے گھس جائے گا تو وہ بھوک اور پیاس سے یقیناً مر جائے گا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد حادثات سے ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ جب کوئی عالم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتے تو اس وقت اس کی عقوبت کا کیا حال ہوگا؟ تو فرمایا کہ اس وقت قلب کی موت واقع ہو جائے گی اور اس کا علم صرف زبانی طور پر رہ گیا ہوگا۔ اس پر حسن نے اس سے کہا کہ اے شخص اللہ نے تجھے یاد کیا ہے تو بھی اسکو یاد کر اور اس کا شکر ادا کر اور کہا کہ مرض بھی اللہ کی جانب سے بیماری عبرت ہے اس کے بعد مریض یا تو محمود گھوڑا کا سوار بنتا ہے یا شکر سے گم ہو کے مکمل سوار بن جاتا ہے۔

[illegible] اپنے والد کا بیان نقل کیا ہے کہ حسن نے فرقد کو لکھا کہ اما بعد! میں تجھے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اللہ نے تجھے جو علم عطا کیا ہے اس پر عمل کرو اور اللہ نے جو وعدہ کیا ہے اس کے لئے تیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کوئی بھی شخص اس سے بچ نہیں سکتا ہے اور جب اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا تو اس وقت ندامت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اپنے سر سے غفلت کا پردہ ہٹا دے اور جہالت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

دنیا میں اپنی کمر کس لے کیونکہ یہ ایک میدان مسابقت ہے اور اس کی انتہا یا تو جنت ہوگی یا دوزخ۔ اور بے واسطہ اللہ کی جانب سے ایک مقرر مقام ہے جہاں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا سوال ہوگا۔ اور ہر خفی و جلی امر کے متعلق پوچھ ہوگی۔ لہٰذا ان ہونے والے سوالات سے مطمئن نہ ہو۔ اور اس میں دل کے ہونے، آنکھوں کی چالیں اور کانوں کی حرکتیں سب شامل ہیں۔

ابن ابی الدنیا حمزہ الاعمیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ان کو حسن کی خدمت میں لے گئیں تاکہ وہ ان کی صحبت کی اور دعا سے فیضیاب ہو سکے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی حسن کے مکان پر پہنچتا تھا تو انہیں روتا ہوا پاتا اور بسا اوقات تو انہیں نماز کے دوران روتے ہوئے پایا۔ بالآخر میں نے ایک دن ان سے سوال کر ڈالا کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ تو بولے کہ بیٹا اگر مومن روئے گا نہیں تو آخر کیا کرے گا؟ پھر بولے کہ اے میرے بیٹے گریہ وزاری اللہ کی رحمتوں کو دعوت دیتی ہے اگر تجھے جب بھی رونے کا موقع ملے تو ضرور رویا کر کہ تجھ پر اللہ کا نزول ہو اور تو عذاب جہنم سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ انسان کے لئے مرنے کے بعد صرف دو منزلیں ہیں جنت یا دوزخ کوئی تیسری منزل نہیں ہے اور خشیت خدا میں رونے والے کے قطرے بہنے نہیں پاتے ہیں کہ اسکو عذاب دوزخ سے نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خشیت الٰہی میں مجمع میں رو رہا ہو تو اس کے رونے پر اللہ کی رحمتیں سب کو شامل حال کرتی ہیں۔ اور سارے اعمال میں سے کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کا وزن نہ ہو مگر خشیت الٰہی میں رونے والے کے آنسوؤں کے وزن کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے۔

ابن ابی الدنیا حسن کے حوالے سے کتاب الیقین میں فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کی علامت دین کی قوت، یقین میں ایمان، حق میں عطاء وزری میں احتیاط، علم کے ساتھ حلم، فقر و فاقہ میں تحمل، تنگی میں میانہ روی اور وقت ضرورت احسان، قسمت و رغبت و خواہش میں ورع، شدت میں تلطف اور صبر اور ایسی حالت میں انسان کی زبان بہکنے کے نہ آنکھیں گمراہ ہوں نہ شرمگاہ بے قابو ہو اور نہ اس کو خواہشات بے قابو ہونے دیں اور اس کی زبان عمل کر اسکو رسوا کرے نہ جرم اس کو شرمسار کرے اور نہ اس کی نیت میں کوئی کھوٹ آئے۔ اور کہا کہ انسان کے ضعف یقین کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اسکو وہ اس سے زیادہ بہتر مستحکم اور پائیدار سمجھے جو کچھ اللہ کے پاس ہے۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ حسن غیبت کی برائی کے بارے میں فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مومن کے دین میں غیبت کی برائی وہ برائی ہے جو کہ غذا کے جسم میں سرایت کرنے سے زیادہ تیزی سے سرایت کرتی ہے اور ابن آدم حقیقت ایمان اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے جب تک وہ اپنے نفس کے عیوب تک نہیں پہنچ جاتے۔ اور کہا کہ تین افراد وہ ہیں کہ جن کی غیبت غیبت شمار نہ ہوگی اور اس برائی کو گناہوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔ ایک وہ فاسق ہے جو کھلم کھلا اس کا ارتکاب کرے دوم ظالم اور جابر حاکم، سوم بدعتی۔

حسن نے ایک مرتبہ ایک مجمع میں خطاب کیا اور کہا کہ لوگوں کے افعال پر نظر رکھو ان کے اقوال پر نہ جاؤ۔ اور کہا کہ جس شخص میں چار باتیں ہوں گی تو اللہ اس پر نظر کرم کرے گا اور اس پر رحمتوں کا نزول ہوگا اور وہ یہ ہیں کہ ایک وہ ہے جو اللہ دین کے واسطے تعلق اختیار کرے دوم وہ شخص جو غلاموں کا بہر لحاظ سے خیال رکھے اور سوم وہ شخص جو کسی یتیم کا کفیل ہو اور چوتھا وہ شخص جو ضعیف اور کمزور کی اعانت کرے۔

وہب بن منبہ الیمانی ۔۔۔۔ آپ کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے حضرت آپ نے اپنی کتابوں میں ان کی اسناد ابن عباس سے جابر اور نعمان بن بشیر تک ذکر کی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، معاذ بن جبل اور طاؤس سے روایات نقل کی ہیں۔ اور آپ سے متعدد تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کتب الاخبار سے بہت مشابہت رکھتے تھے آپ کی عبادات اور حقائق اصلاح بہت مشہور تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا مگر بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ ان کے ایک سال کے بعد ہوا واللہ اعلم۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کی قبر اسود کے قرب میں آج بھی صنعاء میں ہے مگر مجھے حقیقت حال کا علم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

وہب فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مثال جو کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے ایسی ہے جیسے وہ طبیب جس کے ہاتھ میں شفا تو ہو مگر وہ علاج نہ کرتا ہو۔ فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ میں وہب کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں فلاں شخص کے پاس سے گزرا تو وہ تمہیں گالیاں دے رہا تھا اس کو سن کر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ شیطان کو تیرے سوا کوئی دوسرا قاصد نہ ملا تو پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ گالیاں دینے والا آ گیا اور اس نے سلام کیا تو اس کے سلام کا وہب نے جواب دیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیے اور اسے اپنے پہلو میں بڑی محبت سے بٹھایا۔ ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اے ابن آدم اپنے دین کی فکر کرو۔ تیرا رزق تو تجھے مل ہی جائے گا۔ طبرانی نے وہب کے حوالے سے لکھا ہے کہ اے ابن آدم اگر تو اطاعت الٰہی پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کی خاطر عمل میں خوب جدوجہد کر اور ساتھ ہی دوسروں کو نصیحت بھی کیا کر کیونکہ جو شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اس کے اعمال مقبول ہوتے ہیں۔ اور نصیحت کی تکمیل اطاعت الٰہی کے بغیر ناممکن ہے جس طرح خوشبو، پھل کا تنا ہوتا ہے اسی طرح اطاعت الٰہی ہے۔ اس کی روح اور خوشبو ہے اور عمل اس کا ذائقہ ہے۔ اپنی اطاعت کو عقل و علم سے زینت دو اور عقل و عمل سے اسے بچا کر رکھو۔

انہوں نے مزید کہا کہ اپنے نفس کو بیوقوفوں کے اخلاق سے بلند رکھو اور دنیاداروں کے اخلاق و اعمال سے اپنے آپ کو بچائے رکھو اور اپنے نفس کو انبیاء اور علماء و صالحین کے اخلاق یعنی اچھے اخلاق سے آراستہ کرو اور علماء و صلحاء کے اعمال کے عادی بنو اور اشقیاء کے افعال سے دور رہو اور اپنے پیٹ کو عادی بناؤ بھوکوں کے طور طریقے سے اپنے کو دور رکھو اور اگر تم پر خدا کا فضل ہے تو اس سے دوسروں کی مدد کرو۔ اگر تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اسے اس کا احساس دلا کر اس کو ختم کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ تم حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اور انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے وہب کو لقمان کی اپنے بیٹے کی نصیحت ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں کہ اہل ذکر و غفلت کی مثال نور و ظلمت کی مانند ہے میں نے تورات میں چار مسلسل سطریں پڑھی ہیں جن کا معنی یہ تھا کہ جس شخص نے کتاب اللہ کو پڑھ کر یہ گمان کیا کہ اللہ اس کی مغفرت نہ کرے گا تو گویا اس نے کلام اللہ کا مذاق اڑایا اور جس شخص نے مصائب کی شکایت کی تو گویا اس نے قضاء الٰہی کی شکایت کی اور جس شخص نے دنیا کے اموال کو (ہاتھ سے) نکلنے یا کسی نقصان پر اظہار افسوس کیا تو گویا اس نے رب العزت پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جو شخص کسی مالدار کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے اس کا ایک تہائی دین چلا جاتا ہے۔ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ جو شخص مال حرام طریقے پر کمائے گا تو اس کے عیال جلد فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور جو شخص کمزوروں کے مال پر قبضہ کر لے گا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

عبداللہ بن مبارک معمر سے اور وہ محمد بن عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری اطاعت گزاری کرتا ہے تو میں اس کی دعا بہت جلد قبول کر لیتا ہوں اور اسکو مانگنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں اور اگر وہ میری اطاعت کرے اور آسمان و زمین میں ساری مخلوقات اس کی دشمن بھی ہو جائیں تو بھی میں اس کے نجات اور بچاؤ کا راستہ نکال دیتا ہوں۔ اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے سارے راستے مسدود کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارک نے بکار بن عبداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ احبار بنی اسرائیل کے ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے احبار تم غیر دین کے لئے علم سیکھتے اور سکھاتے ہو اور تم غیر عمل کے لئے علم سیکھتے ہو تم عمل آخرت سے کر کے دنیا کماتے ہو۔ اور تم بھیڑ کی کھال پہنتے ہو اور بھیڑیوں کا دل رکھتے ہو۔ تم شراب پیتے ہو اور پہاڑ کی مانند حرام مال حلق سے اتارتے ہو تم دین کو لوگوں کے واسطے مشکل بناتے ہو تم پہاڑ جیسی لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں انگلی تک نہیں ہلاتے ہو تم لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہو اور سفید لباس زیب تن کرتے ہو اور اس کے ساتھ یتیموں اور مسکینوں کا مال بھی کھاتے ہو۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں تمہیں ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ جس سے عقلمند کی عقل بھی جواب دے جائے گی۔

امام احمد نے عبدالصمد بن معقل کے حوالے سے وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کو حکم ملا کہ ہر جانور میں سے ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں لے جاؤ تو انہوں نے کہا کہ اے رب شیر اور گائے کو، بکری اور بھیڑیے کو اور کبوتر اور بلی کو ایک ساتھ کیسے رکھوں گا تو اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! ان جانوروں کے درمیان دشمنی کس نے پیدا کی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ اے خدا تو نے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ ان میں ایسی محبت پیدا کروں گا کہ یہ ایک

دوسرے کا نقصان نہ پہنچائیں گے۔

عبدالرزاق، عبدالصمد بن معقل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اللہ جب مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی مخلوق پر زمین پر پیچھے مڑ کے نظر ڈالی تو کہا میں خدا ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم کو اپنے حکم سے فنا کروں گا اور دنیا میں تم جب تک ہو یہ حکم نافذ کرتا رہوں گا میں جس طرح تم سب کو پیدا کیا اسی طرح تم سب کو فنا کر کے واپس بلاؤں گا۔ حتیٰ کہ صرف میری ہی ذات باقی رہے گی کیونکہ دوام اور ملک صرف میری ہی ذات کے ساتھ متصف ہے اور میں اپنی مخلوقات کو اپنے حکم سے جمع کروں گا اور وہ دن حشر کا ہوگا۔ اس دن لوگوں کے قلوب میری ہیبت سے بھرے ہوں گے اور معبودان باطل اپنی براءت کا اعلان کریں گے۔ اس طرح وہب نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب اللہ عزوجل تخلیق خلقت سے فارغ ہوا اور جمعہ کا دن آیا تو اس نے اپنی تعریف کی اور اپنی عظمت، ربوبیت اور عصمت کا ذکر کیا اس وقت جو سب سے اوپر تھی تو اللہ نے بیان فرمایا کہ میں خدا ہوں ذوالجلال واحد و لاشریک ہوں۔ وسیع رحمت و قدرت کا مالک ہوں۔ صاحب عرش ہوں جو عظمت و جلال اور کبریائی کا مستحق ہے۔ میں رفیع السموات والارض ہوں اور ہر شے میری ملکیت میں ہے اور اس میں میری عظمت ظاہر ہوتی ہے اور میری رحمت عام اور نعمت عام ہے ہر شے میرے علم کے دائرے میں ہے۔ اے منتشر الخلائق میں تمہارا رب ہوں مجھے پہچانو اور میرا مرتبہ سمجھو آسمان و زمین کی ساری مخلوقات میرے حکم سے قائم اور میرے ساتھ قائم ہیں اور نہ میری مثل کوئی شے ہے ہر شے میری عطا کی ہوئی ہے اور سب کچھ میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تمام دنیا میرا دیا ہوا رزق کھاتی ہے اور اسی پر نظر سب ان کی نگاہ سب میرے ہاتھ میں ہے اور میرے سوا ان کا کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ ہی کوئی جائے پناہ۔

امام احمد، ہوالہ ابوالعبید فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نیک بندوں کو لوگوں کو قتل و قتال سے بچائے حفاظت میں رکھتا ہے اور فرمایا کہ کوئی بھی شخص دنیا میں شیطان سے بچا ہوا نہیں ہے شیطان کے ساتھ اس کا کوئی رشتہ ہے یا اس کے قرض پر ہوتا ہے مگر ہاں البتہ مومن کی اس سے میں انکار رہتا ہے جیسے ہی اس کو قتل ہوتا ہے اس پر حاوی ہونے کی فکر کرتا ہے اور بنی آدم میں شیطان کا محبوب وہ شخص ہے جو بہت کھاتا ہے اور بہت سوتا ہے اور ابن ابی حمید فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے بعض الہامی کتب میں پڑھا ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہیں اپنا دوست کیوں بنایا ہے تو وہ بولے مجھے معلوم نہیں ہے تو اللہ نے فرمایا کہ نماز میں تمہاری عاجزی اور خشوع و خضوع کی وجہ سے تمہیں دوست بنایا ہے۔

ادریس خولانی بحوالہ وہب سے سعل نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ قیام اللیل کا خصوصاً اہتمام کرو کیونکہ قیام سے قبل لوگوں اور مصنف صالحین کی سنت ہے اور یہ قرب الٰہی کا موجب ہے اور گناہوں سے نجات اور غضب شیطانی سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔

عطا خراسانی فرماتے ہیں کہ قیام اللیل انسانی زندگی اور قلب کو نور بخشتا ہے اور چہرہ کو منور اور بصارت اور دیگر اعضا کو توانائی عطا کرتا ہے۔ عمر بن عبدالرحمن وہب سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد نے اللہ سے دریافت کیا کہ مجھے کون سا بندہ زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ جو شخص حسن صورت کے ساتھ حسن عمل بھی رکھتا ہو تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے رب تیرے نزدیک سب سے ناخوش بندہ کون ہے تو فرمایا کہ وہ کافر جو حسن صورت رکھتا ہے وہ متکبر ہے اور شکر نہ کرے۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ تیرے نزدیک سب سے ناخوش بندہ وہ ہے جو مجھ سے استخارہ کرتا ہے مگر اب میں اس کے لئے جو تجویز کر دیتا ہوں تو وہ اس پر خوش نہیں ہوتا ہے۔

عبدالرحمن صنعانی نے وہب کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم اپنے حواریوں کے ساتھ ایک ایسے گاؤں کے پاس سے گزرے کہ جس کے باشندے اور حیوانات وغیرہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکے تھے۔ عیسیٰ بن مریم نے تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اپنے حواریوں سے کہا کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے ہیں کیونکہ اگر عذاب الٰہی نہ آتا تو یہ لوگ اپنے متفرق مقامات میں منتشر ہو کر مرتے اس طرح اجتماعی موت نہ مرتے اس کے بعد عیسیٰ بن مریم نے با آواز بلند پکارا کہ اے اہل قریہ اس پر ایک شخص نے جواب دیا لبیک روح اللہ تو عیسیٰ نے اس سے دریافت کیا کہ ان کی ہلاکت کا سبب کیا ہے اس نے کہا کہ طاغوت کی عبادت اور دنیا سے محبت تو عیسیٰ نے کہا کہ ان کو سب دنیا سے کس طرح کی تھی تو اس نے کہا کہ جیسے بچے کو ماں سے جب دنیا آتی تو خوش ہوتے اور جب دنیا ان سے منہ موڑ لیتی تو غم میں ڈوب جاتے تھے اور بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے تو یہ لوگ طاعت الٰہی سے دور ہو گئے تھے اور ان اعمال پر راضی ہوئے تھے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے تب عیسیٰ بن مریم نے پوچھا کہ یہ ہلاکت کس

طرح واقع ہوئی ہے؟ تو بولا کہ ہم رات کو شاداں اور فرحاں سوئے اور صبح کو گڑھے میں گر گئے تو انہوں نے پوچھا یہ گڑھا کون سا ہے؟ تو وہ بولا کہ یہ قید خانہ ہے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ قید خانہ کیسا ہے؟ تو بولا آگ کا ایسا شعلہ ہے جس میں ہم سب کی روحیں داخل ہیں۔ پھر عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ تمہارے دوسرے اصحاب کو کیا ہوا یہ بات کیوں نہیں کر پاتے ہیں۔ تو بولا ان کے منہ میں آگ کی لگام ہے تو آپ بولے کہ تو تم کس طرح بات کرنے پر قادر ہو گئے ہو؟ تو وہ بولا کہ جب عذاب الٰہی آیا تو میں بھی بہر حال ان میں شامل تھا مگر میرے اعمال ان لوگوں جیسے نہ تھے مگر کیونکہ عذاب الٰہی عام ہو رہا تھا اس لئے میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا مگر البتہ ایک بال کے ذریعے اس گڑھے میں معلق ہوں اور اب مجھے علم نہیں کہ میں بھی ان سب کے ہمراہ ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات پاؤں گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کی روٹی، صاف اور میٹھا پانی اور گھورے پر آرام سے سونا دنیا و آخرت کی عافیت کے لئے کافی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم بحوالہ سعید بن رمانہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے وہب سے سوال کیا کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ تو وہب نے فرمایا کہ ہاں بیشک مگر جس طرح ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اسی طرح جو کنجی اس کے دندانوں سمیت لائے گا صرف اسی کا دروازہ اس کنجی سے کھلے گا۔

وہب بن منبہ یمانی فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی نعمتیں تین ہیں ایک نعمت اسلام ہے کیونکہ کوئی بھی نعمت اس کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی ہے دوسری عافیت ہے کیونکہ زندگی میں راحت اسی کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور تیسری خوشحالی ہے کیونکہ زندگی کی تکمیل اس کے حصول پر موقوف ہے ایک شخص وہب کے پاس آیا اور بولا کہ مجھے کوئی نفع بخش چیز بتا دیجئے تو وہ بولے اپنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کر دو مگر ہاں ایک تیسری خصلت ایسی ہے کہ اگر تو اس پر عمل کرے تو کامیابی کی حد کو پا لے گا تو وہ بولا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ توکل۔

سلیمان بن سعد — سلیمان بن سعد عربی زبان کے ماہر بزرگ، عالم فصیح اور حسین و جمیل تھے آپ لوگوں کو عربی کی تعلیم دیتے تھے ان کے دوست مطلب صالح بن عبدالرحمان الکاتب تھے جن کا انتقال آپ کے انتقال کے تین روز کے بعد ہوا۔ صالح بھی کتابت دیوان کے ماہر اور فصیح و جمیل شخصیت تھے۔ انہیں سلیمان بن عبدالملک نے عراق کے خراج کا نگران مقرر کیا تھا۔

ام الہذیل — آپ سے بھی بہت سی روایات مشہور ہیں۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن عظیم پڑھ لیا تھا آپ اپنے وقت کی عالمہ اور فقیہہ ہیں اور آپ کا شمار محترم خواتین میں ہوتا ہے آپ نے ستر برس کی عمر پائی۔

عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی — ان کی والدہ ماجدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ عائشہ کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر سے ہوا مگر ان کے بعد آپ مصعب بن زبیر کے نکاح میں چلی گئیں۔ ان کا مہر ایک لاکھ دینار تھا۔ آپ حسین و جمیل خاتون تھیں اور آپ جیسی عورت اس زمانے میں کوئی نہ تھی ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

عبداللہ بن سعید بن جبیر — ان سے بھی بہت سی مشہور روایات مروی ہیں اور آپ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

عبدالرحمان بن ابان — یہ ابن عثمان بن عفان ہیں اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۱ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسریٰ میں جنگ کا آغاز کیا اور سعید بن ہشام نے صائفہ یمنیٰ میں جنگ کا آغاز کیا یہاں تک کہ وہ جنگ کرتے کرتے روم کے شہر قیساریہ کی سرحد تک جا پہنچا۔ اسی سال ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور جنید بن عبدالرحمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو ترک گھوڑ سواروں نے مزاحمت کی جو کہ مسلمانوں سے شکست کھا کر بھاگے تھے ان کی تعداد تقریباً سات ہزار تھی۔ چنانچہ ان سے سخت جنگ ہوئی اور ترک اپنے آقا خاقان کے ہمراہ مسلمانوں کی قلیل تعداد پر غالب

آنے کی امید میں تھے اور قریب تھا کہ جنید جنگ کے دوران ہلاک بھی ہو جاتا مگر اللہ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور جنید نے ترکوں کو شکست فاش دی اور خاقان کے بھتیجے کو قیدی بنا لیا اور پھر اسکو خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا جو امیر الحرمین اور طائف تھا اور سارے عراق پر خالد بن عبداللہ قسری اور خراسان میں الجنید بن عبدالرحمان المری کی امارت قائم تھی۔

۱۱۲ ہجری

اس سال کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اور ملطیہ کے نواح میں متعدد قلعوں پر قابض ہو گیا اسی دوران ترک لان سے چلے اور ان کی مڈبھیڑ الجراح بن عبداللہ الحکمی کے لشکر سے ہوئی اور ان کے ہمراہ اہل شام اور آذربائیجان بھی شامل تھے۔ جنگ کے دوران الجراح مارا گیا اور اس کے ہمراہ اس کے کئی آدمی مرج اردبیل میں مارے گئے جس کی وجہ سے دشمن نے اردبیل پر قبضہ کر لیا۔ جب اس سانحے کی اطلاع ہشام بن عبدالملک کو ہوئی تو اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو ایک فوجی لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور جلد از جلد اردبیل پہنچنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ وہ بہت تیز رفتاری سے چلا اور ترکوں کے لشکر سے جا ملا اور ان سے وہ تمام مسلمان قیدی چھڑوا لئے جو وہ اپنے آقا خاقان کی خدمت میں لے جا رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ان قیدیوں میں کچھ عورتیں بھی تھیں اور اسی طرح اہل ذمہ کو بھی آزادی دلائی۔ پھر اس مقام میں ترکوں کو سخت شکست ہوئی اور ان کے بہت سے ترکی ہلاک بھی ہو گئے اور بہت سے قیدی بھی ہو گئے بنا لیے۔ خلیفہ تک اس کی اطلاع پہنچی تھی چنانچہ اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو بھی ترکوں کا پیچھا کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مسلمہ سخت سردی اور بارش کی حالت میں اپنے لشکر کے ہمراہ ان کے پیچھے گیا اور باب الابواب تک پہنچ گیا اور وہاں اپنا نائب چھوڑ کر ترکوں کا برابر تعاقب کیا۔ امیر خراسان جنید کو خاقان اور ترکوں کی خبر پہنچی تو ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا اور نہر بلخ تک جا پہنچا اور اس نے وہاں اٹھارہ ہزار افراد کا لشکر مقرر کیا اور ایک دوسرا لشکر جو دس ہزار افراد پر مشتمل تھا دشمن کے مقابلہ پر مقرر کر دیا جب ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور سمرقند کی جانب گئے وہاں کے امیر نے جنید کو لکھا کہ وہ ترکوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا ہے خاقان کا مرد ابن کاکن بھی اسی طرف جا رہا ہے یہ اطلاع ملتے ہی جنید ایک عظیم لشکر کے ساتھ سمرقند کی جانب گیا اور تیزی سے سمرقند گیا اور اب اس کے لشکر اور دشمنوں کی افواج کے درمیان صرف چار میل کا فاصلہ تھا۔ صبح کے وقت ملک خاقان نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ جنید پر حملہ کر دیا۔ اور خصوصیت سے اس نے جنید کے مقدمۃ الجیش کو حملہ کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں جنید کا لشکر ایک جانب پیچھے ہٹ گیا اور ترک اس کا تعاقب کرتے اور مسلمانوں میں ایسا انتشار پیدا ہو گیا کہ لشکر کے ایک حصے کو دوسری جانب کے حصے کی کچھ خبر نہ رہی۔ آخر مسلمان لشکر سب ہو کر میدان میں نکل گئے۔ اس کے بعد ترکوں نے مسلمانوں کے میمنہ کے حصے پر حملہ کر دیا جس میں بنو تمیم اور ازد کے لوگ تھے ان سے ترکوں کی شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے مسلمان بہادر ترکوں کے مقابلے میں بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس پر ملک خاقان نے ایک مسلمان بہادر ازدی سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ مل جاؤ تو ہم تمہیں اپنے صنم اعظم کے سامنے رقص کا مظاہرہ کرنے کا عظیم الشان مرتبہ عطا کریں گے تو مسلمان ازدی نے کہا کہ افسوس کہ تم نے آج تک ہمارے جیسا کوئی شخص نہیں سمجھا ہم تو تم سے آج تک خدائے واحد لاشریک لہ کی اطاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑتے آئے ہیں اور اس کے بعد وہ جوان دشمنوں کی صفوں میں گھس گیا اور داد شجاعت سے لڑتے ہوئے جام شہادت حاصل کی۔

پھر اس کے بعد مسلمان لشکر دوبارہ جمع ہو گئے اور سب نے استقامت اور صبر کے ساتھ متحد ہو کر دشمنوں پر حملہ کیا اور ترکوں کو شکست دے دی مگر پھر بعد میں ترکوں نے دوبارہ متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور تقریباً دو ہزار مسلمان صرف زندہ بچے۔

اس جنگ کے دوران سورۃ بن الحر بھی مارا گیا اور بہت سے مسلمان قیدی ہو کر دشمنوں کے ہاتھ لگے اور ترکوں نے ان تمام مسلمان قیدیوں کو اپنے سلطان کے پاس بھیج دیا جس نے ان تمام کو قتل کروا دیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں واقعہ شعب کے نام سے مشہور ہے اور اس کو تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

رجاء بن حیوہ کی وفات: [illegible]

شہر بن حوشب الاشعری الحمصی کی وفات: [illegible]

۱۱۳ ہجری

[illegible]

امیر عبدالوہاب بن بخت کی شہادت: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے تعاقب میں لگے رہے اور مسلمانوں کو پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہائے افسوس تم لوگوں پر! آخر تم جنت سے کیوں اور کہاں بھاگ رہے ہو۔ ہائے افسوس کہ دنیا میں نہ تم کو ٹھکانہ ملے گا اور نہ بقا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رحمہ اللہ۔

مکحول الشامی ــــ آپ کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے اور آپ اہل الشام کے امام تھے اور آپ قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ آل سعید بن العاص میں سے کسی خاتون کے غلام تھے اور حارس (چوکیدار) تھے۔ اور ایک قول کے مطابق آپ کابل کے قیدیوں میں سے تھے اور ایک دوسرے قول کے مطابق وہ کسریٰ خاندان سے تھے اور ہم نے آپ کے بارے میں تفصیل سے بحث کتاب التکمیل میں کی ہے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے انکو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ساری دنیا کا چکر لگایا ہے الزہری فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں سعید بن المسیب الحجازی حسن البصری، شعبی اور مکحول الشامی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ قل کو کل کہتے تھے لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اور آپ جب کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجالاتے تھے سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ وہ شام کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ اور الزہری نے بھی ایسے خیالات کا اظہار انکے بارے میں کیا ہے۔ اکثر لوگوں کے قول کے مطابق انکا انتقال اسی سال ہوا مگر بعض لوگ فرماتے ہیں کہ آپ کا انتقال بعد میں ہوا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے کپڑوں کی نظافت ونفاست کا خیال رکھا اس کی ہمت وحوصلہ کم ہو گیا اور جس نے روح کا خیال رکھا اس کی عقل میں اضافہ ہوا۔ مکحول فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم میں عمدہ ومعتدل اخلاق پیٹ بھر کے کھانا، ٹھنڈی مشروبات، گھروں کی عافیت نیند کی لذتیں اور سایہ شامل ہے اور یہ بھی کہا کہ جب مجاہد میدان جنگ میں اپنا سامان اتارتا ہے تو فرشتے آ کر ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں اور ان کے واسطے برکت کی دعا کرتے ہیں سوائے ایک جانور کے جس کے گلے میں گھنٹی ہوتی ہے۔

۱۱۳ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے بحری پر اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے میمنہ پر حملہ کیا۔ اس سال عبداللہ البطال اور ملک روم قسطنطین کی ملاقات ہوئی جو کہ ہرقل اول کا بیٹا تھا جس کے پاس آپ بطال نے ایک خط ارسال کیا تھا۔ بطال نے اس مڈبھیڑ کے دوران قسطنطین کو قید کر کے سلیمان بن ہشام کے پاس بھیج دیا مگر ابن ہشام نے اسے اس کے باپ کے پاس بھیجا۔ اس سال ہشام نے حرمین اور طائف کی امارت سے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل کو معزول کر کے اپنے بھائی محمد بن ہشام کو مقرر کیا اور ایک قول کے مطابق اسی نے بعد میں لوگوں کو حج کروایا مگر واقدی اور ابو معشر فرماتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

عطاء بن ابی رباح کی وفات ــــ آپ کے آقا ابو محمد المکی تھے آپ کا شمار کبار تابعین میں نہایت ثقہ اور بلند مرتبہ بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے تقریباً دو سو صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ عطاء ثقہ عالم فقیہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ابو جعفر الباقر فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ان سے زیادہ مناسک کا عالم کوئی نہ تھا۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عطاء کالے، بھینگے، لنگڑے اور چھوٹی ناک والے تھے اور بعد میں اندھے ہو گئے تھے۔ آپ کی عمر سو سال تھی اور کبر سنی اور ضعف کی بنا پر آخری عمر میں روزے نہ رکھتے تھے بلکہ فدیہ ادا کرتے تھے اور وعلی الذین یطیقونہ میں طعام مسکین کی یہی تاویل ذکر کرتے تھے۔ بنی امیہ کے دور میں منادی اعلان کرتا تھا کہ عطاء بن ابی رباح کے سوا کوئی بھی ایام حج میں فتوے نہ دے۔

اوزاعی فرماتے ہیں کہ جس دن وہ مرے وہ دنیا کے محبوب ترین انسان تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب، الحسن، ابراہیم اور عطاء یہ سارے تمام شہروں کے آئمہ تھے۔ ابن جریج کہتے تھے کہ عطاء مسجد میں بیس سال جاروب کش تھے اور ان میں سب سے اچھی نماز پڑھنے والے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حدیث نبوی بیان کرتا تھا تو میں اس کی بات اتنی خاموشی سے سنتا تھا کہ گویا میں اس حدیث کو پہلی بار سن رہا ہوں حالانکہ

میں اس حدیث کو اس کی پیدائش سے پہلے سن چکا ہوں اور دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا کہ میں اس حدیث کا اس شخص سے زیادہ حافظ ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا تھا گویا کہ جیسے میں یہ حدیث پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ جمہور کے قول کے مطابق آپکا انتقال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

ابومحمد عطاء بن ابی رباح اور ان کے والد اسلم کا سلسلہ اسناد بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا جنہیں ابوہریرہ، زید بن خالد الجہنی، عبداللہ بن زبیر، ابن عمرو اور ابوسعید شامل ہیں۔ آپ نے ابن عباس وغیرہ سے تفسیر کی سماعت کی۔ عطاء سے بہت سے تابعین نے احادیث روایت کی ہیں جن میں ابوزبیر، یحییٰ بن کثیر، الزہری، الاعمش، مالک بن دینار، عمرو بن دینار، حبیب بن ابی ثابت اور ایوب السختیانی وغیرہم شامل ہیں۔

ابوجزان فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی ایک مجلس میں شرکت کی جس میں انہیں کہتے سنا کہ جو مجلس ذکر میں شریک ہوا تو اس مجلس میں شرکت کو دس مجالس باطلہ کا کفارہ بنادے گا۔ تو ابوجزان نے عطاء سے دریافت کیا کہ مجلس ذکر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ الحلال اور الحرام میں نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے روزہ کیسے رکھا جاتا ہے نکاح وطلاق کے کیا مسائل ہیں اور بیع وشراء کے کیا احکام ومسائل ہیں طبرانی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن ربیعہ الصنعانی نے باسناد بتایا ہے کہ میں نے عطاء کو "**وکان فی المدینة تسعة رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون**" کی تفسیر کرتے سنا کہ یہ لوگ مدینہ میں لوگوں کو دراہم کا قرض دیا کرتے تھے اور پھر اس میں قطع وبرید اور کمی وبیشی بھی کیا کرتے تھے۔

امام ثوری بحوالہ عبداللہ بن ولید نقل کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ تمہاری اس صاحب قلم کے بارے میں کیا رائے ہے اگر وہ اس کام میں مشغول رہتا ہے تو وہ اور اس کے اہل وعیال خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں مگر جب وہ اسے چھوڑ دیتا ہے تو فقر وفاقہ کی نوبت آجاتی ہے تو عطاء نے جواب دیا کہ یہ عین عزت وفخر کی بات ہے اور انسان کو اللہ کی جانب سے سب سے بہترین عطیہ دین کی سمجھ ہے اور بندہ رب کو تین بار اس لفظ سے پکارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی جانب مہربانی اور رحم وکرم کی نظر کرتے ہیں۔ اور کہا کہ جب میں نے یہ بات حسن سے کہی تو انہوں نے جواب میں کہا کہ کیا تم قرآن کی یہ آیات نہیں پڑھتے ہو "**ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا**" آخری آیت تک تلاوت کی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ عبداللہ السلمی اور ضمرہ اور عمر بن الورد کے واسطہ سے یہ قول پہنچا ہے کہ عطاء نے فرمایا کہ اگر تم عرفہ میں تخلیہ کے لئے شب بیداری کر سکو تو ضرور کرو۔ سعید بن سلام البصری بحوالہ ابوحنیفہ النعمان فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عطاء سے مکہ میں ملاقات کی تو میں نے ان سے کچھ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں کوفی ہوں تو انہوں نے کہا کہ تم اہل قریہ میں سے ہو جنہوں نے اپنا دین چھوڑا اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے میں نے جواب دیا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں شامل ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں شامل نہیں ہوں جو اسلاف کو گالیاں دیتے ہیں اور ہم قضاء وقدر پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں خواہ وہ گناہ کرتا ہو۔ یہ سن کر عطاء نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا اب تم میرے ساتھ رہو۔ عطاء نے کہا کہ یہاں ایسے اشخاص بھی ہیں جو ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں ہیں حالانکہ قرآن نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ **والذین اھتدوا زادھم ھدی الآیۃ** اور جو لوگ راہ حق پر ہوئے اللہ نے ان کا ایمان بڑھادیا۔ اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز زکوۃ دین الٰہی کا جز نہیں ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ **وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ** سے قیمۃ تک۔

یعلی بن عبید فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقہ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے ہم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو تم کو نفع بخشے اور مجھے تو اس سے بڑا نفع پہنچا ہے ایک مرتبہ عطاء بن رباح نے فرمایا کہ اے بھتیجے تم سے قبل یہاں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو فضول کلام کو برا سمجھتے تھے اور کلام اللہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھتے تھے اور امر بالمعروف بھی کرتے تھے اور **ان علیکم لحافظین کراما کاتبین الآیۃ** پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور انسان کے ہمراہ دو فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور یہ فرشتے جو کچھ بھی انسان فضول کلام کرتا ہے اسے درج کر لیتے ہیں **عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول۔** تو انسان کو کیا شرم نہ آئے گی کہ جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا تو اس میں اکثر اعمال وہ ہوں گے جو دین کا حصہ نہ ہوں گے طبرانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس کا حلقہ مسجد الحرام میں لگتا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تو عطاء کا بھی ایسا ہی حلقہ لگتا تھا۔

سفیان بحوالہ سلمہ بن کہیل بتاتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں کے سوا کسی کو بھی اپنے اعمال کے بدلے خدا سے کچھ مانگتے ہوئے نہیں دیکھا

ہے۔ عمر بن ذر فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا میں نے ان کے جسم پر کبھی قمیص نہیں دیکھی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا دیکھا ہے جو پانچ درہم سے زیادہ کی مالیت کا ہو۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کو طواف کرتے دیکھا تو اپنے قائد سے فرما رہے تھے کہ مجھ سے یہ پانچ باتیں یاد کر لو تقدیر یعنی خیر و شر اور تلخ و شیریں سب کچھ اللہ کی قدرت میں ہے اس میں انسان کی مرضی کا تعلق نہیں ہے ہمارے اہل قبلہ سب مومن ہیں ان کا خون اور مال بغیر حق کے لینا حرام ہے باغی گروہوں سے ہر طرح کا قتال ضروری ہے اور خوارج کی گمراہی کی گواہی دینا لازمی ہے۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب عطاء موجود ہیں تو میرے پاس مسائل کو کیوں جمع کرتے ہو؟ اسلم منقری فرماتے ہیں کہ میں عطاء کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہم کو کلام کر رہے تھے کہ ایک شخص آ کر بیٹھ گیا اور سوالات کرنے لگا تو اس پر عطاء ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا اخلاق ہے؟ میری عادت ہے کہ میں کسی کی کوئی بات سنتا ہوں اور اس سے پہلے وہ بات جانتا ہوں پھر بھی اس کی بات ایسے سنتا ہوں گویا پہلی بار سن رہا ہوں۔ عطاء فرماتے تھے کہ اگر میرے گھر میں شیطان ہو تو میں اسے گوارا کر لوں گا مگر سستی کو کسی بھی صورت میں گوارا نہیں کروں گا اس سے بدن میں ثقالت پیدا ہوتی ہے۔

ابن جریج فرماتے ہیں کہ عطاء بوڑھے ہونے کے بعد اور کمزور ہو گئے تھے اگرچہ آپ ضعیف اور کمزور تھے اور آپ نماز میں سورہ بقرہ کی دو سو آیات پڑھتے تھے اور اس دوران آپ کے جسم میں ذرا برابر بھی جنبش نہ ہوتی تھی۔ ابو حنیفہ نے ابن جریج سے کہا کہ میں نے تم سے افضل کوئی نہیں دیکھا ابن جریج نے فرمایا کہ کاش تم عطاء کو نماز ادا کرتے دیکھ لیتے۔

۱۱۵ ہجری

سال رواں کے آغاز پر ملک شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ نائب حرمین اور طائف محمد بن ہشام بن اسماعیل نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور باقی نائبین وہی تھے۔

ابو جعفر الباقر: آپ کا نسب الباقر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابو جعفر الباقر ہے آپ کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسین بن علی تھیں۔ آپ جلیل القدر تابعی تھے اور بڑے مرتبے والے بزرگ تھے۔ اور آپ کو تمام اہل امت کے شرفاء میں ایک عظیم درجہ حاصل تھا۔ آپ کے بارے میں شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ آپ ان کے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں حالانکہ آپ نے نہ کبھی ان باتوں کو اور شیعیت کے طور طریقوں والوں کو اپنایا اور نہ ہی اس کو اچھا سمجھا بلکہ آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اہل بیت میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو ان دونوں حضرات کی دوستی اور ولایت کا معترف نہ ہو۔

ابو جعفر الباقر نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کرنے میں مشہور ہیں جبکہ ابو اسحاق السبیعی، اعرج اور ربیعہ جیسے لوگ تابعین ہیں حالانکہ عمر میں ان سے بڑے تھے۔ اس کے علاوہ عمرو بن دینار، ابن جریج، الزہری اور عطاء بن ابی رباح نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔ سفیان بن عیینہ جعفر الصادق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے جو روئے زمین پر سب سے بہترین محمدی تھے مجھ سے حدیث نقل کی۔

عجلی فرماتے ہیں کہ آپ مدنی ثقہ تابعی تھے۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ ابو جعفر ثقہ اور کثیر الحدیث تھے ان کی وفات ۱۱۵ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر ستر کے لگ بھگ تھی مگر بعض لوگوں کے قول کے مطابق آپ کا انتقال اس کے بعد ہوا اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔

ابو جعفر الباقر کے والد علی زین العابدین تھے جو کہ اپنے والد حسین کے ہمراہ عراق کے میدان کربلا میں شہید ہوتے ہوتے بچے تھے۔ آپ کو الباقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے عالم اور فقہی مسائل کا استنباط کرنے والے اور علوم و فنون کو پھیلانے والے تھے۔ خاندان نبوت کا علم آپ ہی کی بدولت پھیلا آپ عالی نسب اور بلند مرتبت تھے آپ بڑے شب بیداری کرنے والے اور برے خطرات سے بچنے والے اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرنے والے تھے۔

ابوبکر اشعری ابو البراء ابان بن ثابت فرماتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول اولئک یجزون الغرفة بما صبروا کی تفسیر میں غرفہ سے مراد جنت ان لوگوں کو میسر ہوگی جو دنیا میں فقر و فاقہ کو برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح عبدالسلام ابو جعفر سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ بجلیاں مومن اور غیر مومن دونوں پر گرتی ہیں مگر ذاکر پر نہیں گرتیں اور اسی طرح کا قول ابو الہادی بیان فرماتے ہیں کہ اگر ان سے ... کرنے

گئے تو ان سے محروم رہے گا۔ جابر جعفی فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن علی بن حسین نے فرمایا کہ اے جابر میں غمگین ہوں اور مشتغل القلب ہوں تو میں نے کہا کہ تمہارا حزن اور مشتغل القلب کیوں ہے؟ فرمایا کہ جس شخص کے قلب میں دین خالص داخل ہو گیا اس کا قلب دوسری چیزوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خالد بن یزید آپ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی قاری کو اغنیاء سے محبت کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ دنیا دار ہے اور جب کسی بادشاہ سے وابستہ دیکھو تو سمجھو کہ وہ چور ہے۔ ابن ابی الہیاج فرماتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ جنت کا اچھا دروازہ ہے۔

ابو جعفر باقر روز و شب نماز میں مشغول رہتے تھے۔

ابو الاحوص ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک آفت ہے اور علم کی آفت نسیان ہے۔ آپ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بیٹا سستی اور تنگ دلی سے بچنا کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہر برائی کی کنجی ہیں اور جب تم کسی کام میں سستی کرو گے تو اس کا حق ادا نہ کر سکو گے اور اگر تنگ دل ہو جاؤ گے تو حق پر صبر نہ کر سکو گے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تین اعمال سب سے سخت ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اپنے نفس کے ساتھ اس طرح انصاف کرنا اور مال میں اپنے بھائی کے ساتھ مواسات کرنا۔

ابو جعفر الباقر فرماتے ہیں کہ پیٹ اور شرمگاہ کی حفاظت سے زیادہ افضل اور کوئی عبادت نہیں ہے اور اللہ کو سوال سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اور صرف دعا ہی قضا و قدر کو روک سکتی ہے اور نیکی کے ساتھ حسن سلوک سب سے جلد ثواب والی چیز ہے اور سب سے زیادہ جلدی عذاب اپنی طرف لانے والی چیز بغاوت ہے اور آدمی کے عیب کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کو دیکھے لیکن اپنے عیب پر چشم پوشی کرتا ہے۔ دوسروں کو ان امور کا حکم اور ترغیب دے جن کا وہ خود عمل نہیں کرتا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ شیطان کو ہزار عابدوں کی موت سے ایک عالم کی موت زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶ ہجری

سال رواں کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ شروع کر دی۔ ملک شام اور عراق میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کا شدید حملہ واسط شہر پر تھا۔ ماہ محرم الحرام میں جنید بن عبدالرحمن المری امیر خراسان کی وفات ہوئی وہ مرض استسقاء میں مبتلا تھے۔ انہوں نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے نکاح کر لیا تھا جس پر امیر المومنین ہشام بے حد ناراض تھے چنانچہ انہوں نے ان کو معزول کر کے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ اس پر وہ سخت ناراض ہوا اور کہا تھا کہ اگر موت سے قبل اس کو پا لیتا تو اسے قتل کر ڈالتا۔ عاصم بن عبداللہ اس وقت تک اپنے عہدے کے اختیارات نہ سنبھال سکا جب تک کہ جنید کا مرض الموت میں انتقال نہ ہو گیا۔ ابو الجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے اس پر مرثیہ لکھا ہے۔

ترجمہ: جود و سخا اور جنید اکٹھے ہی چل بسے اللہ جود و جنید کو سلام ہو، وہ دونوں زمین مرو میں دفن ہو گئے اور پھر درختوں کی
شاخوں پر کبوتروں نے گانا چھوڑ دیا۔

جنید کے بعد جب عاصم نے خراسان کی امارت کا عہدہ سنبھالا تو اس نے جنید کے ساتھیوں پر طرح طرح کے مصائب ڈھائے اور بہت سختیاں کیں چنانچہ ان کے درمیان بہت سے واقعات پیش آئے جس کے نتیجے میں حارث بن سریج نے اس کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا مگر عاصم نے جلد ہی اس پر قابو پا لیا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ اس سال ولید بن یزید نے لوگوں کو حج کرایا جو اپنے چچا ہشام بن عبدالملک کے بعد ولی عہد اور صاحب امر ہوا۔

۱۱۷ ہجری

سال رواں کے آغاز پر سلیمان بن ہشام نے الصائفہ کے بائیں جانب اور معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے یمنی جانب جنگ شروع کر دی اور یہ دونوں امیر المومنین ہشام کے بیٹے تھے۔ اس سال مروان بن محمد جو کہ مروان الحمار کے نام سے مشہور تھا آرمینیہ کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ انہوں نے

بلاد فرغانہ کے چند قلعوں پر قبضہ بھی کر لیا اور وہاں کے کافی لوگ اسلام لے آئے۔ اسی سال ہشام نے امیر خراسان عاصم بن عبداللہ کو امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو مقرر کر دیا اور اسے عراق کی بھی امارت دے دی۔ اور یہ عاصم بن عبداللہ کے مشورے ہی سے ہوا تھا کہ اس نے یہ مشورہ دیا کہ عراق اور خراسان کی امارت ایک ہی فرد کے تحت ہونا ضروری ہے۔

قتادہ بن دعامہ السدوسی...... ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری الاعمیٰ علماء تابعین اور ائمہ العاملین میں سے تھے انہوں نے انس بن مالک اور دیگر تابعین کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سعید بن المسیب، زرارہ اوفی، مجاہد، البصری، عطاء، ابو العالیہ، ابو مجلز، مسروق اور محمد بن سیرین شامل ہیں۔ اور ان سے بھی بہت سے کبار نے احادیث نقل کی ہیں جن میں اوزاعی، حمید الطویل، معمر، سعید بن ابی عروبہ، ابان بن مسلم، شعبہ، ایوب، الاعمش، ہمام اور مسعر وغیرہ شامل ہیں۔

الزہری فرماتے ہیں کہ وہ مکحول سے زیادہ عالم تھے ابن مسیب فرماتے ہیں کہ کوئی عراقی ان سے بہتر میرے پاس ملنے نہیں آیا۔ قتادہ کہتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ میں کسی چیز کو نہیں سنتا ہوں مگر میرا دل اسے محفوظ کر لیتا ہے۔ محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ معمر فرماتے ہیں کہ میں نے الزہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ افقہ کسی کو نہیں پایا ہے احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ قتادہ اہل البصرہ میں سب سے بڑے حافظ تھے جب کسی چیز کو سنتے تو اسے حفظ کر لیتے تھے۔ مطر وراق کہتے ہیں کہ قتادہ جب کسی حدیث کو سنتے تو اس کو ہر پہلو سے اور ہر لحاظ سے حفظ کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کو جابر کا صحیفہ صرف ایک مرتبہ پڑھ کر سنایا گیا مگر انہوں نے اسکو ازبر کر لیا۔ لوگ انکے فقہ، علم اور تفسیری معرفت کے معترف تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ پر جو شخص بھی بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

ایک مرتبہ قتادہ نے فرمایا کہ اگر علم کے ذریعے انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین کو سنوارے تو یہ اس کی سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور کہا کہ جنت میں ایک روشن دان دوزخ کی جانب کھلتا ہے تو یہ لوگ کہیں گے کہ ان بدنصیبوں کو کیا ہوا کہ دوزخ میں چلے گئے ہم تو ان لوگوں کی تلقین وتعلیم کی بدولت جنت میں چلے گئے تو جواب ملے گا کہ ہم بے شک تم لوگوں کو نیک کاموں کی تلقین کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہ کرتے تھے ہم تم کو برے اعمال سے روکتے تھے مگر خود ان سے نہ رکتے تھے۔ اور مزید کہا کہ اگر تھوڑا علم کافی ہوتا تو موسیٰ زیادہ کی طلب نہ کرتے لیکن انہوں نے علم میں اضافہ کی خواہش کی۔

سعید بن یسار...... یہ بڑے پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ اور اسی طرح اعرج اور ابن ابی ملیکہ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس سال اور بہت سے بزرگوں کا انتقال ہوا جن میں ابو الحباب سعید بن یسار، عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی، میمون بن مہران اور ابن ابی ملیکہ ہیں۔ سعید بن یسار نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور ان سے روایات نقل کی ہیں آپ عابد، زاہد اور متقی انسان تھے۔ اسی طرح اعرج اور ابن ملیکہ بھی مگر ان تمام میں میمون بن مہران سب سے زیادہ اجل علماء اور تابعین میں شامل تھے آپ کا نسب میمون بن مہران بن موسیٰ بن مروان ہے آپ اپنے ہمعصروں کے امام، زاہد اور عابد تھے۔ اور آپ خاص طور پر جزیرۃ العرب کے امام مانے جاتے تھے۔ طبرانی ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لوگ ان سے اکثر یہ دریافت کرتے تھے کہ اے میمون تمہارے ساتھ جو شخص بھی رہتا ہے وہ تم سے کسی بھی وقت ناراض نہیں ہوتا ہے تو وہ فرماتے کہ میں نہ اس پر حکم چلاتا ہوں اور نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہوں۔

ابن عدی، ابو الملیح فرماتے ہیں کہ میمون فرماتے تھے کہ نہ کسی عالم پر حکم چلاؤ اور نہ کسی جاہل پر اور اگر تم کسی عالم پر حکم چلاؤ گے تو اسکو اپنے یہ بات اپنے علم کے باعث سخت ناگوار گزرے گی اور اگر تم کسی جاہل پر حکم چلاؤ گے تو تمہارے خلاف اس کے دل میں سخت بغض وعداوت پیدا ہو جائے۔

عمرو بن میمون نے ایک مرتبہ کہا کہ میرے والد نماز روزہ اگرچہ کثرت سے نہیں رکھتے تھے مگر اللہ کی نافرمانی اور گناہ کو سخت برا جانتے تھے۔

ایک عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کو لے کر بصرہ کی گلیوں میں نکلا تو وہ ایک ایسی نالا پر پہنچے کہ جس کو پار کرنا والد کے لئے مشکل تھا

تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر راستہ معلوم کرا دیا اور پھر میں کھڑا ہو گیا اور والد کا ہاتھ پکڑ کر چلا اور ہم حسن کے مکان کی جانب گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک کنیز نکلی اس نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میمون بن مہران ہیں اور حسن سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ کنیز نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے کاتب ہیں آپ؟ اور میمون رونے لگے اور آپ کے رونے کی آواز حسن نے سن لی اور باہر تشریف لے آئے تو آپ کو دیکھ کر گرمجوشی سے آپ سے گلے ملے۔ میمون نے کہا کہ اے حسن میں اپنے دل میں کچھ سختی اور وحشت محسوس کرتا ہوں آپ اس میں سکون پہنچانے والا کر دیں۔ یہ سن کر حسن نے آیت افرایت ان متعنٰہم سنین ثم جاءہم ما کانوا یوعدون ما اغنی عنہم الخ تلاوت فرمائی یہ آیت سن کر میمون بے ہوش ہو کر گر گئے اور اس طرح ہاتھ پاؤں چلانے لگے جیسے کسی بکری کو ذبح کیا جائے تو وہ ہاتھ پاؤں چلاتی ہے۔ یہ دیر تک پڑے رہے پھر کنیز آئی اور کہنے لگی کہ تم نے شیخ کو مصیبت میں ڈال دیا ہے جاؤ چلے جاؤ۔ عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑا وہاں سے نکل گیا۔ پھر میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا یہی حسن ہیں؟ تو وہ بولے ہاں تو میں نے کہا کہ میں تو حسن کو اپنے گمان میں اس سے بڑا آدمی سمجھا تھا۔ تو وہ بولے کہ میرے دل میں اس سے بڑا دھکا لگا ہے۔ اے میرے بیٹے جو آیت انہوں نے پڑھی تھی اگر تم اس پر دل سے غور کرو تو تمہارے دل میں زخم پڑ جائے گا۔

جعفر بن برقان میمون بن مہران کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر چلنے لگا تو عمر نے لوگوں سے کہا کہ جب یہ اور اس جیسے دوسرے افراد چلے جائیں گے تو صرف بکواس باقی رہ جائے گا۔ میمون نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو تین قسم کے لوگوں کے پاس جانے سے روکو ایک کسی بادشاہ کی خدمت میں جانے سے خواہ تم کو اطاعت الہی کی تعلیم دینے کے لئے ہی کیوں نہ جانا پڑے، دوسرے عورت کے پاس تنہا مت جاؤ خواہ تم اس کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے جاؤ، تیسرے صاحب ہویٰ کے پاس جانے سے کیونکہ تمہیں نہیں پتہ کہ تمہیں وہ اپنے کس ہویٰ میں مبتلا کر دے۔

جعفر بن برقان نے میمون کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ قرآن دنیا میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں پرانا ہو گیا ہے اس لئے اس کے علاوہ دوسرے کلام کو چاہتے ہو، اما بعد رسول ﷺ کے بعد بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اللہ کی اطاعت کرے جس نے قرآن کی اتباع کی قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن کو ترک کر دیا تو قرآن اس کو جہنم میں پھینک دے گا۔ ابن ابی ملیح فرماتے ہیں کہ جب میں نے اٹھ کر جانے کا ارادہ کیا تو میمون بن مہران کی خدمت میں رخصت طلب کرنے گیا تو انہوں نے صرف دو کلموں میں مجھے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور طمع سے بچنا۔ خالد بن حیان نے میمون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے سامنے جب کوئی شخص کسی کی برائی کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک نہیں ہے جب تک کہ اس کے سامنے وہ بات بیان نہ کرے جس کو وہ ناپسند ہے۔ میمون نے لوگوں سے کہا کہ تین چیزیں مومن اور کافر کے درمیان یکساں ہیں امانت کی ادائیگی خواہ وہ مسلم کی ہو یا کافر کی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اور وعدہ پورا کرنا خواہ مسلم کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ۔

جعفر فرماتے ہیں کہ میمون نے کہا کہ مال کی تین آفتیں ہیں اگر صاحب مال ایک سے بچ گیا تو اندیشہ ہے کہ دوسری آفت میں پڑ جائے اور اگر دونوں سے بچ جائے تو اندیشہ ہے کہ وہ تیسری میں مبتلا ہو جائے اور وہ اس تیسری آفت سے بچ نہ سکے گا۔ ضروری ہے کہ مال حلال اور طیب ہو اور جو شخص کمانے والا ہے اس بات کا خاص خیال رکھے کہ وہ اس کو پاک رکھے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مال سے حق ادا کرے جو اس کے ذمہ ہیں یہ لازم ہے اور تیسری آفت یہ ہے کہ اس مال کو خرچ کرنے میں سخت احتیاط کرے تا کہ اسراف نہ کرے اور ضائع نہ ہونے پائے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے آسان چیز ترک شراب ہے [illegible] فرماتے تھے کہ اور عزیز شراب ہے کیونکہ یہ شہوات سے گہری ہوتی ہے اور شیطان ہر وقت موجود رہتا ہے جو کمالات میں لگا رہتا ہے اس لئے انسان اس کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آخرت کے معاملے کو بھی بہت دور سمجھتا ہے اور دنیا کے کاموں کو سامنے دیکھتا ہے۔ رحمہ اللہ

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ .... یہ ابو عبداللہ المدنی ہیں جو ابن عمر کے آزاد کردہ غلام تھے بعض نے کہا کہ یہ دیلمی کے رہنے والے تھے اور بعض کے نزدیک کابل کے رہنے والے تھے وغیرہ وغیرہ انہوں نے اپنے آقا عبداللہ بن عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حدیث سنی

سے بعض یہ ہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، ابو سعید رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے بھی روایات نقل کی ہیں اور یہ عظیم المرتبت ثقہ اور جلیل القدر ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے اور بعض نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کو سنن کی تعلیم کیلئے مصر بھیجا تھا اور بہت سے ائمہ کرام نے ان کی تعریف اور توصیف کی ہے اور مشہور روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

ذوالرمہ الشاعر...... ان کا نام غیلان بن عقبہ بن بہیس تھا اور ان کا تعلق بنی عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر سے ہے حارث نے کہا کہ یہ صاحب فضیلت اور زبردست شاعر تھا اس کا دیوان بھی مشہور ہے اور یہ میہ بنت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم المنقری کیلئے غزل کہا کرتا تھا جو بہت حسین وجمیل عورت تھی اور یہ شاعر بدشکل تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا اور ان کے درمیان بھی بے کلامی اور بدگوئی کی نوبت نہیں آئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا صرف ایک دوسرے کے بارے میں سن رکھا تھا۔ میہ کو اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس نے شاعر کو دیکھنے کی کوشش تو ذبح کر دی جائے گی لیکن جب ایک دن اس نے اچانک شاعر کو دیکھ لیا تو بہت گھبرائی اور شاعر کو برا بھلا کہا لیکن اپنا چہرہ پھر بھی اس کے سامنے نہ کھولا لیکن ایک مرتبہ جب شاعر نے اس کا چہرہ کھلا دیکھا تو فی البدیہ یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ...... میہ کے دلکش چہرے پر ملاحت کی جھلک ہے اور کپڑوں کے نیچے حیا ہے اگر جسم کھل جائے۔ تو یہ سن کر میہ نے کپڑے اتار پھینکے۔

تو شاعر نے یہ شعر کہا۔

ترجمہ...... کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانی کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اگرچہ پانی کتنا ہی صاف سفید ہو۔

میہ نے یہ شعر سن کر کہا کیا ذائقہ چکھنا چاہتا ہے شاعر نے کہا ہاں تو میہ نے اس کے جواب میں کہا خدا کی قسم اس کا ذائقہ چکھنے سے پہلے موت کا ذائقہ چکھ لوگے تو شاعر نے جواب میں کہا:

برقع پوش خاتون کی خدمت میں میرا شعر پہنچ گیا لیکن میرا دل گمراہی میں مبتلا نہ ہوا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ لوگوں میں مذکورہ بالا شاعر کے مندرجہ ذیل اشعار بہت مشہور ہوئے۔

جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہوا جو میّ کے گھر والوں کی طرف سے چلتی ہیں میرے دل کو لے اڑتی ہیں اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جہاں جسکا محبوب ہوتا ہے اس کے لئے دل الڈ آتا ہے اور موت کے آخری لمحات میں اس نے یہ شعر کہا:

ترجمہ...... اے روحوں کو قبض کرنے والے جب تو میرے پاس آئے مجھے دوزخ سے دوری رکھنا اور اے مغفرت کرنے والے۔

۱۱۸ ہجری

اس سال امیر المومنین کے دونوں بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے بلاد روم میں جنگ چھیڑی اور اسی سال عمار بن یزید جس کو بعض لوگ خداش کہتے ہیں خراسان کے علاقے میں پہنچا اور اس نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خلافت کی دعوت دینا شروع کر دی پس بہت سے لوگوں نے لبیک کہا اور جب لوگ اس شخص کی طرف متوجہ ہونے لگے تو اس نے مذہب خرمیہ الزنادقہ کی تعلیم دینا شروع کر دی اور ایک دوسرے کی بیویوں سے استمتاع اور ان کا رد و بدل جائز قرار دیا اور لوگوں کو یہ بھی باور کرایا کہ محمد بن علی بھی اسی نظریہ کا قائل ہے اور اس کا حامی ہے۔ یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جسکو فتنہ برپا کرنے کیلئے گھڑا گیا تھا مگر اس جھوٹ کا پول حکومت پر بہت جلد کھل گیا اور اس شخص کو پکڑ کر خراسان کے امیر خالد بن عبداللہ القسری کے سامنے پیش کیا گیا امیر خراسان نے اس کے ہاتھ اور زبان کٹوا کر اسے پھانسی دے دی اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا بعض لوگوں نے کہا اسوقت مدینہ کی امارت خالد بن عبدالملک بن مروان کے ہاتھ میں تھی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کو معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ محمد بن ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کا گورنر اور امیر مقرر کیا گیا تھا اور عراق کا امیر بھی القسری ہی تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے وہ یہ ہیں۔

علی بن عبداللہ بن عباس: ...... بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی۔ لوگ ان کو ابو محمد بھی کہتے ہیں ان کی والدہ کا نام زرعہ بنت مسرح بن معد یکرب الکندی تھا۔ مسرح ان چار بادشاہوں میں سے ایک تھا جن کا ذکر اس حدیث میں ہے جسکو احمد نے بیان کیا ہے اور وہ چار بادشاہ مسرح جمد مخوس اور ابضعہ ہیں اور ان کی بہن العمردہ تھی۔

علی بن عبداللہ کی پیدائش: ...... علی بن عبداللہ بن عباس کی پیدائش اس روز ہوئی جس روز علی ابن ابی طالب قتل ہوئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام بھی علی رکھا تھا اور انہی کی کنیت پر ان کی کنیت رکھ دی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یہ علی بن ابی طالب کی زندگی ہی میں پیدا ہو گئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام علی اور کنیت ابوالاملاک رکھی تھی جب یہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان سے ان کا نام اور کنیت دریافت کی اور جب انہوں نے عبدالملک کو اپنا نام اور کنیت بتائی تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ کا کوئی لڑکا بھی ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام میں نے محمد رکھا ہے تو عبدالملک بن مروان نے کہا تو آپ ابو محمد ہیں اس کے بعد عبدالملک نے اسکو انعام واکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا علی بن عبداللہ نہایت عابد و زاہد تھے اور آپ علم وعمل، عدالت وثقاہت کے ساتھ ساتھ اپنے حسن شکل اور وجاہت کے اعتبار سے بھی مشہور تھے۔

یہ روزانہ شب میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھا کرتے تھے عمر بن علی الفلاس نے بیان کیا ہے کہ یہ نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کا انتقال بلقاء کی سرزمین میں واقع حمیمہ کے مقام میں ۱۱۸ھ میں ہوا اسوقت ان کی عمر تقریباً اسی سال تھی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے انہوں نے لبابہ بنت عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا تھا جو عبدالملک بن مروان کی بیوی رہ چکی تھی اور عبدالملک نے اس کو طلاق دیدی تھی اور طلاق کا سبب یہ تھا کہ ایک دن عبدالملک نے سیب کو منہ سے کاٹ کر لبابہ کی طرف پھینکا لبابہ نے سیب کے اس حصے کو چھری سے کاٹ کر پھینک دیا جہاں عبدالملک کا منہ لگا تھا اور جب اس نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے گندگی سے بچنے کیلئے ایسا کیا کیونکہ عبدالملک کے منہ سے بدبو آتی تھی بہر حال عبدالملک نے اسی بات پر لبابہ کو طلاق دے دی تھی۔ اور جب اس سے علی بن عبداللہ بن عباس نے نکاح کر لیا تو ولید بن عبدالملک نے ان سے اسی باعث انتقام لیا اور علی بن عبداللہ بن عباس کو کوڑوں سے مارا اور ان سے کہا کہ تم خلیفہ کی اولاد کو ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ اور جب علی بن عبداللہ کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ خلافت عنقریب ان کے گھرانے میں آنے والی ہے تو خلیفہ نے انکو دوبارہ کوڑے لگوائے۔ حالات اسی نہج پر گزرتے رہے۔ مبرد نے یہ لکھا ہے ایک روز علی بن عبداللہ ہشام کے پاس گئے اور ان کے دونوں بیٹے سفاح اور منصور بھی ان کے ہمراہ تھے یہ دونوں چھوٹی عمر کے تھے۔ ہشام نے علی کی آؤ بھگت کی اور انکو اپنے پاس بٹھایا اور انہیں ایک سو تیس دینار بھی دیئے اس دوران علی بن عبداللہ ہشام کو اپنے دونوں بیٹوں کے خیر کی وصیت کرتے رہے ہشام کو علی کی ان باتوں پر بڑا تعجب ہوا اور اسے علی کی نفسانی کیفیت پر شک ہونے لگا اور اس کی باتوں کو اس نے احمقانہ سمجھا حالات اسی طرح گزرتے رہے اور کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ کہا گیا ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس بہت خوبصورت انسان تھے اور نہایت لمبے قد کے تھے جب وہ چلتے تو لوگ یہ سمجھتے کہ کسی سواری پر سوار جا رہے ہیں ان کے والد عبداللہ ان کے کاندھوں تک آتے تھے اور عبداللہ اپنے باپ عباس کے کاندھوں تک آتے تھے اسی طرح عباس اپنے والد عبدالمطلب کے کاندھوں تک آتے تھے بہت سے لوگوں نے خفیہ طور پر علی کے بیٹے محمد کی خلافت کیلئے بیعت بھی کر لی تھی اور یہ سب کچھ علی کے انتقال سے کچھ سال پہلے سے ہو رہا تھا لیکن ان کی موت تک عام طور پر اس کا اظہار نہ ہوا تھا بہر حال اپنے والد کے انتقال کے بعد عبداللہ ابو العباس السفاح نے باقاعدہ اس تحریک کو جاری رکھا جس کا نام ظہور ۱۳۲ھ میں ہوا اس کا ذکر بعد میں آئے گا انشاء اللہ۔

۱۱۹ ہجری...... ترک کے بادشاہ خاقان کا قتل

اس سال بلاد روم میں ولید بن قعقاع نے جنگ شروع کی اور اسد بن عبداللہ القسری نے ملک ترک خاقان کو قتل کر ڈالا اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر خراسان اسد بن عبداللہ جو اپنے بھائی خالد بن عبداللہ کی جگہ عراق کی امارت کے فرائض بطور نائب انجام دے رہا تھا اپنی فوجوں کو لے کر ختل شہر پر حملہ آور ہوا اور اسکو فتح کر لیا ملک الترک نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور اسد کے لشکر کی طرف اسلئے تیزی سے بڑھا کیونکہ اس کے جاسوسوں نے

خاقان کو اطلاع ہو گئی تھی کہ اس وقت اسد کی فوجیں ختل شہر کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ خاقان نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کثیر فوج اور زبردست جنگی سامان کے ساتھ شیر کی طرح دھاڑتا ہوا اسد کی فوجوں کی طرف بڑھا لیکن لوگوں نے شرارت سے اس بات کو مشہور کر دیا کہ خاقان نے اپنی زبردست فوج کے ساتھ اسد کی فوج پر حملہ کر دیا اور اسد کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسد کو بھی قتل کر دیا ہے اس شرارت کا اصل مقصد یہ تھا کہ اسد کی فوج جو ختل شہر میں بکھری ہوئی ہے اس وحشیانہ خبر کو سن کر اسد کی مدد کو نہ پہنچ سکے گی لیکن اس شرارت کا الٹا اثر ہوا اور جب مسلمان فوجیوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پوری بردباری اور غیرت اسلامی کے ساتھ اپنے آپ کو متحد کر کے خاقان سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ وہ اس طرف چل پڑے جہاں اسد اپنی فوج کو لئے ہوئے خاقان پر حملے کی تیاری کر رہا تھا اور جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے اسد کو زندہ پایا اب اسد نے حبیب کے ساتھ مل کر جبل الملح کا رخ کیا اور نہر بلخ میں گھسنے کا ارادہ کر لیا لیکن مصیبت یہ تھی اسد کی فوجوں کے ساتھ بھیڑ بکریوں کی بہت بڑی تعداد تھی اور اسد ان کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے اسد نے یہ حکم دیا کہ ہر سوار ایک بکری اپنے آگے ساتھ میں رکھے گا اور ایک اپنے کاندھے پر ڈال کر چلے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے چنانچہ وہ خود بھی اسی طرح اپنے ساتھ بکری لے کر چلا اور اس کی ساری فوج بھی اسی طرح اس کے ساتھ چلی اور نہر میں داخل ہو جانے کے بعد ابھی پوری طرح اس کو پار کر کے باہر نکلی بھی نہ تھی کہ خاقان نے اچانک ان پر شدید حملہ کر دیا اور ایسے لوگوں کو قتل بھی کر دیا جو ابھی نہر سے باہر نہ آئے تھے یا کمزور تھے لیکن جو مسلمان نہر کے دوسرے کنارے پہنچ چکے تھے اور ابھی پوری طرح تیار بھی نہ تھے کہ خاقان اور اس کی فوج جو نہر کے کنارے کھڑے ہو کر آپس میں حملے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس وقت مسلمانوں پر یلغار کی حملہ کرنا ہی مناسب ہے اور ان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی چنانچہ جب یہ نہر کو پار کرنے کی غرض سے اس میں داخل ہوئے تو نہر کثیر فوج کے باعث بھر گئی اور انہوں نے اپنے ڈھول زور زور سے بجانے شروع کر دیئے اور دوسری طرف ان کے گھوڑوں نے بھی زور زور سے ہنہنانا شروع کر دیا غرض کہ ترک اس حالت میں مسلمانوں کی طرف بڑھے جو اب اپنے کیمپ میں پرسکون تھے مگر انہوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودنا شروع کر دی تھی تاکہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکے اس طرح دونوں طرف کی فوجیں دوسرے ایک دوسرے کو رات بھر یوں ہی دیکھتی رہیں لیکن صبح ہوتے ہی خاقان مسلمان فوج کے ایک حصہ پر ٹوٹ پڑا اور کافی لوگوں کو اس نے مار ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنا لیا۔ اسی دوران عید الفطر آ گئی اور اسد کو اندیشہ ہوا کہ نماز پڑھنے کے دوران کہیں خاقان حملہ نہ کر دے بہر حال خوف اور خطرے کی حالت میں مسلمانوں نے نماز پڑھی اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر مرج بلخ چلا گیا حتیٰ کہ موسم سرما گزر گیا اور عید الاضحیٰ کا دن آ گیا تو اسد نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے ان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا مرو واپس چلا جائے یا خاقان کا مقابلہ کیا جائے یا بلخ میں قلعہ بند ہونے پر قناعت کر لی جائے لہٰذا بعض نے قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا بعض نے توکل علی اللہ خاقان کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا تو آخر الذکر مشورہ کو اسد نے پسند کیا اور اس کی تائید کی چنانچہ اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا اور دو رکعت طویل نماز پڑھی اور کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتا رہا اور فارغ ہو کر اپنی فوج سے کہا ان شاء اللہ فتح تمہاری ہی ہوگی اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کے مقصد سے آگے ہی کی طرف بڑھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے خاقان کی فوج کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بعض کو اسیر اور قید کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کافروں کو بھی قید کر لیا اس کے بعد پھر اسد اپنی مہم پر روانہ ہوا اور ان کے مویشی اور بکریوں کی طرف بڑھا جن کی تعداد دو لاکھ تھی اس کے بعد خاقان کی طرف رخ کیا جس کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے اس کے ساتھ ایک عرب بھی تھا جو سازش کے طور پر اس سے جا ملا تھا اور خفیہ ریشہ دوانیوں اور مکاریوں سے کام لے رہا تھا اس کا نام حارث بن سریج تھا وہ خاقان کو مسلمانوں کے راز اور خفیہ امور پہنچاتا تھا غرض جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو ترک تمام اطراف میں بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ حارث بن سریج بھی خاقان کے پیچھے پیچھے بھاگا اسد کیلئے یہ بہت زبردست موقع تھا چنانچہ اس نے خاقان اور اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا جب وہ صبح ہوئی تو خاقان اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر سے کٹ کر بے یار و مددگار رہ گیا اس وقت ریشمی لباس ان کے جسموں پر تھے اور بڑے بڑے ڈھول تھے جب مسلمانوں نے اس پر قابو پایا تو اسے زور زور سے ڈھول بجانے کا حکم دیا تاکہ میدان جنگ سے فوجیں واپس چلی آئیں لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گیا اور فوجیں واپس نہ آ سکیں مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ہر چیز پر قبضہ کر لیا جس میں بہت سامان و متاع سونے چاندی کے برتن اور عورتیں اور بچے شامل تھے اور محاصرہ کے وقت جتنے سپاہی اور لشکر کیمپ میں موجود تھے ان پر بھی کنٹرول حاصل کیا اور جو مسلمان خواتین اس سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں انکو بھی آزاد کرا لیا غرض کہ اس محاصرہ سے

مسلمانوں کو جو جنگی سامان ملا اس کی نہ تعداد معلوم ہو سکی ہے اور نہ اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ جب خاقان کو اپنی ہار کا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا اس نے اپنے لشکر سے پہلے اپنی بیوی کو قتل کیا تو جب مسلمان اس کے کیمپ میں داخل ہوئے تو یہاں کی عورتوں کی بری حالت تھی اور اس وقت جو عورتیں پڑی ہوئی تھیں ان کی چیخ و پکار بلند ہو رہی تھیں اسی حالت میں خاقان اپنی جان بچانے کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر میں قلعہ بند ہو گیا خاقان وہاں کچھ دنوں میں مصروف رہا اس کے امراء اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں اسد پہنچ گیا پھر خاقان نے [illegible] اسد بن عبداللہ کی حالت تو یہ تھی [illegible] اور خاقان کو قتل کرنے کی [illegible] اس کے بعد تمام ترک ایک دوسرے کے پیچھے ہو گئے اور سب ایک دوسرے سے بے خبر تھے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے میں لگ گئے اسد نے اس فتح کی [illegible] اور خاقان کی ہلاکت کی اطلاع اپنے بھائی خالد بن عبداللہ کے پاس [illegible] کے ساتھ خالد کے پاس روانہ کیے [illegible] ترکوں کی [illegible] ہشام نے اسد کی بہت تعریف کی [illegible] اس کی تعریف میں [illegible] شاعروں نے اس کی مدح میں اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ترجمہ:۔۔۔ تم نے [illegible] کو [illegible] جو [illegible] تمہیں [illegible] پر فخر [illegible] تمہارے [illegible] جہاں [illegible] پہلی [illegible] سے مراد [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہوئی ہے۔

المغیرہ بن سعید کا خاتمہ:۔۔۔ اس سال خالد بن عبداللہ القسری نے المغیرہ بن سعید اور اس کی باطل جماعت کو پکڑ کر قتل کرا دیا تھا حقیقت میں المغیرہ ایک جادوگر اور غالی رافضی شیعہ تھا ابن جریر نے اعمش کے حوالے سے لکھا ہے کہ المغیرہ بن سعید کہا کرتا تھا کہ [illegible] سے [illegible] ان سب [illegible] اعمش نے یہ بھی کہا کہ المغیرہ [illegible] اس کی وجہ سے [illegible] آئے [illegible] جب اس کی خبر خالد کو ہوئی تو خالد نے اسے اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چھ سات آدمیوں کے ساتھ اسے خالد کے روبرو حاضر کیا گیا تو خالد نے [illegible] مسجد کے قریب [illegible] خالد نے کہا [illegible] ان میں سے ایک ایک کو [illegible] کے لئے [illegible] دیا جائے۔ چنانچہ [illegible] اس کے بعد اس کے سر پر تیل ڈال کر آگ لگا دی گئی۔ اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

بہلول بن بشر کی بغاوت:۔۔۔ بہلول بن بشر نامی ایک شخص نے خروج کیا جس کا لقب کثارہ تھا موصل میں اس کے ساتھ ایک جماعت بھی شامل تھی اور ان لوگوں نے خالد کو قتل کرنے کا ارادہ [illegible] خالد نے ان کو ختم کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی لیکن [illegible] سے انھوں نے خالد کی فوج کو شکست دی [illegible] کے ساتھ [illegible] شکست [illegible] شام کی طرف چلے [illegible] بہلول [illegible] ہو گیا۔ بہلول [illegible] کے مطابق [illegible] شمار کرتا ہے۔

ترجمہ:۔۔۔ میں نے ابو بشر [illegible] سے [illegible] گیا [illegible]

پڑوسی تھے لیکن اب ان دوستوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور وہ جنت میں ہمارے پڑوسی بن گئے ہیں۔

اس کے بعد جو خوارج زندہ بچ گئے تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور بعض امراء سے جنگ و جدال کی جس میں دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے یہاں تک کہ خالد نے مجبور ہو کر ان کے خلاف دوبارہ چڑھائی کی اور ان کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور کوئی بھی خارجی باقی نہ رہا۔ اسی سال اسد القسری نے ترک کے علاقے میں پھر سے جنگ چھیڑ دی۔ ترک بادشاہ طرخان نے اسے کروڑوں کی پیشکش کی جس کو اسد نے ٹھکرا دیا اور چڑھائی کر کے اس کے مال و متاع کو لوٹا اور اسکو بہت بری طرح سے قتل کیا اور جنگ میں طرخان کی بیویاں اور اس کا تمام قیمتی سامان اسد کے قبضہ میں آیا۔ اسی سال ایک خارجی بہاری بن شعیب نے پھر سر اٹھایا جس کے ساتھ تقریباً تیس آدمی مزید شامل ہو گئے اسد نے اس کا پیچھا کیا اور خالد قسری کو ایک لشکر دیکر روانہ کیا اس نے اسکو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ اسی سال مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے حج کرایا اور ابن شہاب زہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا جو ہشام کر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کو مناسک حج کی تعلیم دیتا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ مکہ مدینہ اور طائف کا امیر محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا اور مشرق عراق اور خراسان کا امیر خالد القسری تھا۔ خراسان میں اس کا نائب امیر اس کا بھائی اسد بن عبداللہ القسری تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا انتقال اسی سال ہوا تھا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں۔ ایک سو بیس میں اس کا انتقال ہوا واللہ اعلم۔ اور مروان الحمار آرمینیا اور آذربائیجان کا امیر تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۰ ہجری

اس سال روم کے علاقے میں سلیمان بن ہشام نے جنگ چھیڑی اور بہت سے قلعے فتح کر لیے۔ اسی سال توماں شاہ میں اسحاق بن مسلم العقیلی نے جنگ کا آغاز کیا اور وہاں کی سرزمین کو فتح کر کے وہاں کی اراضی کو تباہ و برباد کر ڈالا اور اسی سال ترک کے علاقے میں مروان بن محمد نے جنگ کا آغاز کیا اور امیر خراسان اسد بن عبداللہ القسری کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور اس کی موت پیٹ کے درد اور ورم کی وجہ سے واقع ہوئی۔

اور اسی سال جب ایرانیوں کے سالانہ جشن مہرجان کا موقعہ آیا تو دہقانوں اور مرازبین نے اس کا زبردست اہتمام کیا یہ لوگ شہروں اور دیہاتوں کے بڑے امیر و کبیر لوگ تھے اور شہروں اور دیہات کے اطراف سے انہوں نے نہایت قیمتی تحفوں ہدیوں کا انتظام کیا جس میں سونے چاندی کے برتن اور سونے کے پیالے اور کٹورے اور بڑی بڑی قابیں طشتریاں وغیرہ شامل تھیں اور حریر و دیباج کے قیمتی اور بیش بہا ملبوسات بھی ان تحائف میں شامل تھے۔ خراسان کے امیر شاہ نے ان تمام تحائف کو اسد کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اسد کی عمدہ فضائل اس کی عقل و دانشمندی اور عدل و انصاف کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ اس بہادر امیر نے اپنے دور اقتدار میں نہ خود کسی پر ظلم کیا اور نہ اپنے کسی ماتحت کو عوام کے استحصال اور ظلم کی اجازت دی اور یہی وہ بہادر اور عقل مند انسان ہے جس نے خاقان اعظم کے ظلم و جبر اور اس کے خوف و دہشت سے لوگوں کو نجات دلائی۔ اور اس کے اقتدار کے نخوت کو پاش پاش کر ڈالا اسی لئے آج اسد کی بڑی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو پیش کیا جا رہا ہے اس کی خدمات کے مقابلے میں اس کی کچھ قیمت نہیں۔ اسد نے امیر دہقان کے جذبات کی قدر کی اور ان تمام تحائف وہدایا کو بنظر استحسان دیکھا لیکن تمام قیمتی سامان اور قیمتی اشیاء وہیں امراء و اعیان و اشراف میں تقسیم کر دی اس کے بعد اپنی بیماری کے باعث مجلس سے اٹھ کر چلا گیا پھر بعد میں اس کو اگرچہ اپنے پیٹ کی بیماری سے کچھ افاقہ بھی ہوا اور اس کے بعد اسد کے لئے بہت سی ناشپاتیاں بطور ہدیہ پیش کی گئیں مگر ان کو بھی اس نے ایک ایک کر کے حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا ابھی وہ اسی تقسیم ہی میں مشغول تھا کہ اس کے پیٹ کا پھوڑا پھٹ گیا اور اس کی موت کا سبب بھی یہی بنا۔ اسد نے اس موقع پر جعفر بن حنظلہ کو اپنا جانشین مقرر کیا جو چار ماہ تک اس عہدہ پر فائز رہا کے بعد رجب کے مہینے میں نصر بن سیار مقرر ہوا طرفہ ۱۲۰ھ کے ماہ صفر میں اسد کا انتقال ہو گیا۔ ابن عرس العبدی نے ان کا مرثیہ لکھا ہے جس کے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ...... موت کی خبر سنانے والے نے اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر سنائی جو بہادر تھا اور بادشاہ کا مطیع تھا بلخ میں یہ حادثہ پیش آیا اور قضاء الٰہی کو کون روک سکتا ہے اے میری آنکھ تو خوب رو لے۔ کیا تجھے جمع کی تفریق نے غمزدہ نہیں کیا ہے اسد کو

پیٹ کی بیماری کی وجہ سے موت آئی اس نوع کی بیماری میں کتنے ہی بہادر انسان چلے گئے۔

خالد کی ولایت اور اس کی معزولی ...... اسی سال ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو عراق کی نیابت سے معزول کر دیا کیونکہ خالد خود مختار اور خود سر ہونا چاہتا تھا اور وہ ہشام کو ابن الحمقاء بھی کہتا تھا اور اسنے ہشام کو سخت خط لکھا جسکا ہشام نے بھی سخت جواب دیا ایک بات بھی مشہور ہے کہ ہشام خالد سے اس کے مال و دولت کی وجہ سے حسد کرتا تھا کہا گیا ہے کہ خالد کی مختلف جاگیرات سے سالانہ آمدنی تیس لاکھ دینار تک پہنچ گئی تھی اور خالد کے لڑکے یزید بن خالد کی سالانہ آمدنی دس لاکھ دینار تھی بعض نے کہا کہ ایک قریشی جسکا نام ابن عمر تھا امیر المومنین ہشام کی طرف سے اس کے پاس پہنچا خالد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ اس کی آؤ بھگت کی اس پر ہشام نے خالد کو سخت خط لکھا۔ بہر حال یہ معاملہ بہت طویل ہو گیا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ ہشام نے خالد کو معزول کر دیا اور اسکو خفیہ رکھا اور ایک مراسلہ کے ذریعے اس کے یمن کے نائب یوسف بن عمر کو عراق کا امیر بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ فوراً اپنا عہدہ سنبھال لو۔ چنانچہ یوسف بن عمر تیس افراد کا قافلہ لے کر صبح سویرے ہی کوفہ پہنچ گیا اور جب مؤذن نے اذان دی تو یوسف نے نماز پڑھانے کی نیت سے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا مؤذن نے خالد کے آنے کا انتظار کرنے کیلئے کہا امیر یوسف نے اس کو جھڑک دیا اور اقامت کا حکم دے کر نماز پڑھانے کیلئے مصلی پر کھڑا ہو گیا اور دو رکعتیں پڑھائیں پہلی رکعت میں سورۃ واقعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ معارج تلاوت کی اور نماز کے بعد واپس چلا گیا اور خالد کو اس امر سے آگاہ کیا اور اس سے خزانے کا چارج لے لیا یوسف بن عمر کو خالد نے خزانہ سے ایک لاکھ درہم دیئے خالد کو شوال ۱۰۵ھ میں ولایت ملی تھی اور معزولی جمادی الاولیٰ ۱۲۰ھ میں ہوئی اور یوسف بن عمر نے ۱۲۰ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں عراق کا چارج لیا اور جدیع بن علی الکرمانی کو خراسان کیلئے اپنا نائب مقرر کیا اور جعفر بن حنظلہ جس کو اسد بن عبداللہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس عہدہ سے معزول کر دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد یوسف بن عمر نے جدیع کو خراسان کی نیابت سے ہٹا کر اس کی جگہ نصر بن سیار کو مقرر کر دیا اور جدیع سے وہ کمائی بھی لے لی گئی جو اس نے خالد کے زمانے میں کی تھی غرض ہشام کی ناراضگی کے باعث خالد اور اس کے نائب جدیع کو اپنے عہدوں کے ساتھ ساتھ مال سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اب مستقل طور پر خالد کی جگہ یوسف بن عمر اور جدیع کی جگہ نصر بن سیار عراق اور خراسان کے امیر مقرر ہو گئے اور جب لوگوں کو ان کے لوٹ مار اور ظلم و تشدد سے نجات ملی اور امن قائم ہوا تو سوار بن الاشعری کو اس کے اظہار کا موقع ملا۔

ترجمہ ...... خراسان کو خوف و ہراس کے بعد امن نصیب ہوا اور ہر ظالم و غاصب کے جبر و ظلم سے نجات ملی۔ جب یوسف بن عمر کو امارت کا منصب ملا تو اس نے اپنا نائب نصر بن سیار کو بنا لیا۔

اسی سال شیعان آل عباس نے اس خط کے مضمون کو ظاہر کیا جو محمد بن علی نے ان کو لکھا تھا اور اس خط میں ان لوگوں کو طعنہ دیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اس زندیق ملقب خداش خرمی کی پیروی کی تھی جو منکرات کو مباح اور محارم سے جنسی تعلقات کو جائز اور حلال سمجھتا تھا اور خالد نے اسی وجہ سے اس کو قتل بھی کر دیا تھا اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم لوگوں سے صرف اس بات پر ناراض ہیں کہ تم لوگوں نے ایک فاسق فاجر خداش کی باتیں تسلیم کر لیں تھیں، [illegible] یہ لکھتے ہیں کہ محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ جب کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یزید بن ہشام نے حج کرایا تھا واللہ اعلم سبحانہ تعالیٰ

۱۲۱ ہجری

مسلمہ بن ہشام نے اسی سال روم کے علاقے میں جنگ کا آغاز کیا اور مطامیر کے قلعہ کو فتح کیا اور بلاد الذہب کو مروان بن محمد نے فتح کیا اور وہاں کی سرزمین کو پوری طرح روند ڈالا وہاں کے حکمران سے ایک لاکھ مویشی سالانہ کے خراج پر صلح ہوئی۔

زید بن علی بن الحسین بن علی ابن طالب کا قتل ...... اسی سال صفر کے مہینے میں زید بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب کو قتل کر دیا گیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنکی نسبت سے لوگ خود کو زیدی کہتے ہیں یہ واقدی کا بیان ہے لیکن ہشام کے مطابق ان کا قتل ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں

ہو جاتا ہے اور مورخین کے بقول ان کے قتل کا سبب یہ تھا کہ یوسف بن عمر نے زید سے دریافت کیا کہ کیا خالد القسری نے ان کے پاس بطور امانت مال رکھا تھا اس کے جواب میں زید نے کہا کہ جو شخص میرے اسلاف کو گالیاں دیتا تھا وہ میرے پاس مال کیسے رکھ سکتا تھا اور اس کا منبر سے اسلاف کو برا بھلا کہنے کا مشغلہ ہر جمعہ کو منبر پر جاری رہتا تھا اس کے بعد انہوں نے اس بات پر حلف اٹھایا کہ ان کے پاس خالد کا کوئی مال نہیں ہے اس کے بعد یوسف بن عمر نے نہایت بری حالت میں خالد کو جیل سے نکلوایا اور اس سے پوچھا کیا تم نے زید کے پاس کوئی مال رکھا ہے؟ کہ ہم اس کی بابت اس سے تحقیق کریں خالد نے جواب دیا کہ میں ایسا کیسے کر سکتا تھا حالانکہ میں ہر جمعہ کو منبر پر خطبہ کے دوران اس کے آباء و اجداد کو گالیاں دیتا رہتا تھا یوسف نے اس کے بعد زید کو چھوڑ دیا اور امیر المومنین ہشام کو بھی اس بات کی اطلاع کر دی جس نے زید کو معاف کر دیا بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہشام نے بھی ان کو حلف اٹھانے کے بعد چھوڑ دیا تھا اس کے بعد شیعوں کا چالیس ہزار کا ایک گروہ زید کے پاس آیا بعض لوگوں نے انہیں خروج سے منع کیا خاص طور پر محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے انہیں خروج سے روکا ان کا اصرار یہ تھا کہ خروج کسی طرح مناسب نہیں ہے چنانچہ انہوں نے جواب میں کہا کہ تمہارے دادا جو تم سے بہتر تھے ان کی بھی اہل عراق نے بیعت کی تھی پھر انہوں نے آخر میں ان سب نے ان کو دھوکا دیا مجھے اندیشہ ہے تمہیں کہا تمہیں اہل عراق سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ان پر بھروسہ کرنے میں احتیاط سے کام لو لیکن زید بن علی نے کسی کی بات نہ سنی اور اہل کوفہ سے خفیہ طور پر بیعت لیتے رہے اور بیعت کا سلسلہ خفیہ طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر چلتا رہا کہ ۱۲۲ھ شروع ہو گیا اور ان کے ساتھ اس سال جو کچھ ہوا اس کی انتہا ان کے قتل پر ہوئی جس کا ذکر ہم آگے کریں گے اور خراسان کے امیر نصر بن سیار نے اس سال ترک لوگوں سے تین جنگیں لڑیں اور ان کے بادشاہ کورصول کو جنگ کے دوران قید بھی کر لیا کورصول نصر بن سیار کو نہیں پہچانتا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ یہ نصر بن سیار امیر خراسان ہے تو اس نے ایک ہزار سالانہ اور ایک ہزار برذون (ٹٹوؤں) کے عوض صلح کر لی یہ شخص بہت بوڑھا تھا اس لیے نصر بن سیار نے اپنے امراء سے اس کے بارے میں مشورہ کیا بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اسے رہا کر دیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے مشورے کے بعد نصر بن سیار نے کورصول سے پوچھا کہ تم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں اس نے جواب دیا کہ بہتر جنگیں۔ اس پر نصر بن سیار نے اس سے کہا کہ تم جیسے آدمی کو چھوڑ دینا دانشمندی نہیں چنانچہ اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا جب اس کی قوم کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ساری رات ماتم کرتے رہے اور انہوں نے اپنی داڑھیاں اور بال کاٹ ڈالے اور اپنے گھوڑوں کو چھوڑ دیا اور بہت سے مویشی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو نصر بن سیار نے کورصول کی لاش کو جلانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس کی لاش کو دفن نہ کر سکیں اس کا جلنا ان لوگوں پر اس کی موت سے زیادہ شاق گزرا لیکن بہرحال وہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے اس کے بعد نصر بن سیار نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں پر حملہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں میں ایک بڑھیا بھی شامل تھی جو نصر بن سیار کے سامنے پیش کی گئی اس نے نصر بن سیار کو چند نصیحتیں کیں۔

بڑھیا کی نصیحتیں: وہ کہنے لگی کوئی بادشاہ چھ چیزوں کے بغیر بادشاہ ہونے کا حق دار نہیں

(۱) بادشاہ کیلئے ایک ایسے وزیر کا ہونا ضروری ہے جو مخلص بھی ہو اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو اپنا مشورہ دے سکے اور مشکل وقت کا حل بتا سکے اور سب فرائض سمجھنے کا اہل ہو۔

(۲) بادشاہ کیلئے ایک ایسے باورچی کا ہونا بھی ضروری ہے جو اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق کھانا پکائے۔

(۳) بادشاہ کی بیوی ایسی حسین و جمیل ہو کہ جب بادشاہ محل میں داخل ہو تو اسے دیکھتے ہی اس کے غم اور فکر دور ہو جائیں۔

(۴) مضبوط قلعہ کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ جب رعایا خوف و خطر میں مبتلا ہو تو اس میں پناہ لے سکے۔

(۵) بادشاہ کے پاس ایسی تلوار ہونا چاہئے جس سے اس کے ہم عصر دشمن خوفزدہ رہیں۔

(۶) وہ خزانہ کہ اس کے پاس اتنا زیادہ دولت کا ذخیرہ ہو جو مشکل وقت کی زندگی گزارنے کے لیے کافی ہو۔

اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا یہ مکہ، مدینہ اور طائف کا نائب امیر تھا عراق کا نائب امیر یوسف بن عمر تھا اور نصر بن سیار خراسان کا نائب امیر تھا اور مروان بن محمد آرمینیا کا نائب امیر تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان کا تذکرہ درج ذیل ہے

زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب...... مشہور بات یہی ہے کہ ان کا قتل ۱۲۲ھ میں کیا گیا جیسا کہ ان کے حالات بہت جلد بیان کئے جائیں گے۔

مسلمہ بن عبدالملک ابن مروان...... یہ ابن مروان القرشی الاموی ابو سعید اور ابو الاصبغ الدمشقی ہیں۔ ابن عساکر نے کہا کہ ان کا گھر دمشق میں جو ذہب میں باب الفرادیس کے قریب تھا اپنے بھائی ولید کے دور میں عمرویہ کی اور انہوں نے روم میں کئی جنگیں لڑیں اور قسطنطنیہ کا محاصرہ بھی کیا ان کے بھائی یزید نے ان کو عراق کی امارت پر والی کیا بعد میں ان کو عراق سے ہٹا کر آرمینیا کا امیر بنا دیا۔ عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے عبدالملک بن ابی عثمان، عبیداللہ بن قزعہ، عیینہ والد سفیان بن عیینہ، ابن ابی عمران، معاویہ بن حدیج، یحییٰ بن یحییٰ الغسانی ان سب حضرات نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ مسلمہ بنو امیہ میں سے مشہور و معروف شخص تھے اور الجرادۃ الصفراء ان کا لقب تھا اور بہت سے کارنامے ان سے مشہور ہیں اور بہت سی جنگوں میں انہوں نے حصہ لیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات...... جب یہ آرمینیہ کے امیر بنائے گئے تو انہوں نے ترکوں سے جنگ کر کے باب الابواب تک مارچ کیا اور اس کو فتح کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اس کے علاوہ روم کے علاقے کے کئی قلعے اور شہر بھی فتح کر لئے مسلمہ نے ۹۸ھ میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور صقالبہ کا شہر فتح کیا اور سواری کے دستے بھیج کر بہت سے علاقوں کو فتح کیا اس کے بعد قسطنطنیہ کا ایک مرتبہ پھر محاصرہ کر لیا اوزاعی نے لکھا ہے کہ جب یہ روم میں گزرے تھے تو ان کے سر میں بہت شدید درد ہوا تو روم کے بادشاہ نے ایک ٹوپی ان کے علاج کی غرض سے بھیجی اور کہا کہ اس کو سر پر رکھیں ان کو خوف ہوا کہ کہیں یہ زہر آلود نہ ہو اس لئے انہوں نے پہلے ایک جانور کے سر پر رکھی پھر اپنے سر پر رکھی تو درد ختم ہو گیا جب انہوں نے ٹوپی کو پھاڑا تو دیکھا کہ اس میں ستر سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا کچھ مطلب سمجھ میں نہ آیا اس کے بعد مسلمہ نے ٹوپی اپنے پاس رکھی لیکن جب اس ٹوپی کو پھاڑا گیا تو اس میں یہ آیت سترہ بار لکھی ہوئی تھی ان اللہ یمسک السموت والارض ابن عساکر وغیرہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ...... قسطنطنیہ کے محاصرے کے دوران ان کو بہت زیادہ مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کا بھوک کی وجہ سے بہت برا حال تھا جب عمر بن عبدالعزیز کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً حکم بھیجا کہ محاصرہ ختم کر کے واپس شام آ جائیں لیکن انہوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک قسطنطنیہ میں جامع مسجد نہ بنالیں یہاں سے واپس نہیں جائیں گے چنانچہ انہوں نے یہاں جامع مسجد بنائی اور وہ مسجد آج تک مسلمانوں میں مشہور ہے اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ولید بن مسلم وغیرہ نے ان کی وفات کے بارے میں کہا کہ ان کی وفات ۱۲۱ھ میں الحانوت کے مقام پر ہوئی۔

نمیر بن قیس...... شہر دمشق کے قاضی اور جلیل القدر تابعی گزرے ہیں انہوں نے ابو موسیٰ اشعری وغیرہ سے مرسلاً روایات نقل کی ہیں اور ان سے بھی ایک کثیر جماعت نے روایت نقل کی ہیں جن میں اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز، یحییٰ بن حمزہ اور دیگر شامل ہیں۔
ہشام بن عبدالملک نے انہیں دمشق کا عہدہ قضا سپرد کیا تھا ان سے پہلے یہاں کے قاضی عبدالرحمٰن الخشخاش العذری تھے بعد میں انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا نمیر بن قیس کہتے تھے کہ ایک شاہد پر فیصلہ نہیں کرتے تھے اور اب مسکرا کر کہتے ہیں لیکن اصلاح کی جانب شفقت ہے کہ شاہد کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی اور بعض کے مطابق ۱۲۱ھ میں وفات ہوئی واللہ اعلم۔

۱۲۲ ہجری...... زید بن علی کا قتل

اس سال زید بن علی بن الحسین بن ابی طالب کا قتل ہوا قتل کا سبب یہ تھا کہ جب اہل کوفہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اب ان کا یہ مطالبہ تھا کہ وہ حکومت کے خلاف خروج کریں تو ایک شخص سلیمان بن سراقہ یوسف بن عمر والی عراق کے نائب کے پاس پہنچ کر اس کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا

یوسف بن عمرو نے زید کو پکڑ کر حاضر کرنے کا حکم جاری کر دیا جب اس بات کا علم شیعوں کو ہوا تو وہ زید بن علی کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا خیال ہے ابوبکر و عمر کے بارے میں جواب میں زید نے کہا کہ اللہ ان کی بخشش فرمائے میں نے ان کو اہل بیت پر تبرا کرتے نہیں سنا اور میں بھی ان کے لئے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں۔ اہل کوفہ نے اس پر کہا کہ پھر تم ہم کو اہل بیت کے لئے کیوں مطالبہ کرتے ہو زید نے جواب دیا کیونکہ ہم اس معاملے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا کریں لوگوں نے ہم پر اپنی فضیلت دیدی اور اپنا منتخب کر لیا لیکن اس کی وجہ سے وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں ہو گئے اور ابوبکر و عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے عدل قائم کیا کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق فیصلے کئے یہ جواب سن کر اہل کوفہ نے سوال کیا کہ جب یہ بات ہے تو پھر تم ان لوگوں کے خلاف جنگ کی تیاری کیوں کر رہے ہو اس کے جواب میں زید بن علی نے کہا کہ یہ لوگ ابوبکر و عمر جیسے نہیں ہیں انہوں نے لوگوں پر بھی ظلم کیا اور خود اپنی جانوں پر بھی ظلم کیا ہے اور میں اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کی طرف بلا رہا ہوں سنتوں کو زندہ کرنا چاہتا ہوں اور بدعات کو ختم کرنا چاہتا ہوں اگر تم میری اطاعت کرو گے تو تمہارا فائدہ ہوگا اور میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور اگر تم میری اطاعت نہیں کرو گے تو مجھ پر تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں۔ چنانچہ زید کی یہ گفتگو سن کر وہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے بیعت بھی توڑ ڈالی اور انہیں اکیلا چھوڑ دیا تقریباً تمام لوگ چلے گئے اسی دن سے وہ اہل کوفہ رافضی کہلانے لگے جو ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جن لوگوں نے ان کی بات مان کر ان کا ساتھ دیا تھا وہ زیدی کہلانے لگے۔ آج تک ملک حجاز کی اکثریت زیدی مذہب پر ہے ان کا مذہب اعتدال پسندی کی وجہ سے حق بھی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھنے کی وجہ سے ان کے مذہب میں باطل کا عنصر بھی ہے کیونکہ حقیقت میں علی کو شیخین پر تقدم نہیں تھا۔

یوسف بن عمر کا علمی مقام — یوسف بن عمر کے بارے میں جریر نے لکھا کہ یہ علم کے اعتبار سے بالکل بے بہرہ تھا جب زید بن علی نے کوفہ میں اپنے پاؤں جمانے شروع کئے تو ہشام بن عبدالملک نے یوسف کو لکھا کہ لوگ اس کی بیعت کر رہے ہیں اور تم غفلت میں ہو اسکو پہلے اپنے پاس بلا کر امان دو اگر وہ امان قبول نہ کرے تو اس سے قتال کرو چنانچہ اسی دن سے یوسف نے ہشام کے حکم کی تعمیل شروع کر دی اور زید کا جو انجام ہوا اسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور جب اس نے زید کی قبر تلاش کر لی تو اس نے زید کا سر کاٹ کر ہشام کے پاس روانہ کر دیا اس کے بعد جب ولید بن یزید امیر بنے تو اس نے ان کی لاش کو وہاں سے اتروا کر جلا دیا اللہ اس کو برباد کرے۔ اور جب زید کے بیٹے یحییٰ بن زید بن علی نے عبدالملک بن بشر سے پناہ مانگی تو اس کی اطلاع آئے یوسف بن عمر کو تو یوسف نے اسکو سخت دھمکی دی اور کہا اسے میرے پاس بھیجو جواب میں عبدالملک نے یوسف کو کہا کہ میں ایسے آدمی کو کیسے پکڑ دوں جس سے ہوں جو ہمارے دشمن کا بیٹا ہے اور وہ خود ہمارا دشمن بھی ہے لیکن جب حالات بدل گئے اور یحییٰ بن زید سے کوئی خطرہ نہ رہا تو عبدالملک نے اسے خراسان بھیج دیا یحییٰ بن زید نے وہاں جانے کے بعد زیدیوں کی ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور ایک عرصہ تک وہیں رہا۔

اہل کوفہ سے یوسف کی تقریر — ابو مخنف نے لکھا ہے کہ زید کو قتل کرنے کے بعد یوسف نے اہل کوفہ سے خطاب کیا اور خطاب میں اہل کوفہ کو دھمکیاں اور گالیاں دیں اور تقریر یہ بھی کی خدا کی قسم مجھے امیر المومنین نے اجازت دی ہے کہ میں تم میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دوں اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لوں اور میں اسی لئے آج منبر پر بیٹھا ہوں تاکہ تمہیں ان ہاتھوں سے منقطع کردوں ابن جریر نے کہا کہ اس سال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ عبداللہ بن بطال نے روم کے علاقے کے باشندوں سے جنگ کی اور مقتول ہوئے۔ ابن جریر نے صرف اتنی ہی بات کہی ہے حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ الکبیر میں اس آدمی کا تذکرہ کیا ہے۔

اس قول کے مطابق شیخین نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ کے صحیح اقوال سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد زید بن علی نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر خروج کرنے کا عزم کر لیا اور ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں انہوں نے سب لوگوں کے عہد بھی لے لیا جب یوسف بن عمرو کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے کوفہ کے نائب الحکم بن صلت کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا جائے چنانچہ پہچان کے ان دو عالم کے انتظام پر سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے یہ خروج سے ایک روز پہلے کا واقعہ ہے زید نے بدھ کے روز سخت سردی اور اندھیرے میں خروج کا آغاز کیا ان کے ساتھ ان کے ساتھی روشنیاں اٹھائے ہوئے تھے اور یا منصور یا منصور کے نعرے لگا رہے تھے چنانچہ جب صبح ہوگئی تو ان کے ساتھ صرف دو سو اٹھارہ آدمی تھے انہوں نے باقیوں کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ وہ مسجد میں محصور ہیں اور الحکم بن صلت نے زید کے خروج کی

اس نے یوسف بن عمر کو [illegible] اور یوسف بن عمر نے [illegible] فوج کا ایک دستہ بھیج دیا تھا، جس کے ساتھ سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جنگ کے لیے [illegible] اور [illegible] سے لوگوں نے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] کے لشکر پر حملہ کر کے [illegible] کر دیا۔

اس کے بعد [illegible] کی طرف چلا اور یوسف ایک [illegible] تھا اور [illegible] کے ساتھ [illegible] یوسف [illegible] ہوتے [illegible] کی طرف [illegible] جب [illegible] آئے تو انہوں نے [illegible] کے ایک حصے [illegible] اپنے ساتھیوں [illegible] کی طرف آ [illegible] جب [illegible] سے [illegible] ان میں سے کسی نے [illegible] زید بن علی [illegible] اپنی [illegible] حالت میں [illegible] سے [illegible] سے یوسف بن عمر کے لوگوں سے [illegible] جنگ [illegible] کی طرف [illegible] جائے [illegible] کے ساتھ [illegible] لیے [illegible] زید بن علی نے ان کو [illegible] سے سخت مقابلہ ہوا [illegible] شام ہوتے ہی ایک تیر زید بن علی کے بائیں [illegible] میں لگا جو [illegible] اتر گیا [illegible] کے بعد [illegible] کی [illegible] میں لے جایا گیا اور وہاں طبیب بلایا گیا، طبیب نے ان کی پیشانی سے [illegible] تھا انہیں [illegible] نکالا تو [illegible] ان کی موت واقع ہو گئی [illegible] ان کے ساتھیوں میں ان کی [illegible] میں [illegible] کہ [illegible] پانی [illegible] کیا کہ ان کے جسم سے [illegible] نہ کرسکیں [illegible] سے چھپایا جائے۔

اس کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ [illegible] ان کے [illegible] کے لیے [illegible] لوگوں نے [illegible] کی [illegible] جب [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] ان کی قبر [illegible] پہچان [illegible] ان کے ساتھی [illegible] میں [illegible] سے [illegible] پانی میں [illegible] یوسف بن عمر [illegible] کی [illegible] گیا [illegible] زید کے [illegible] ان کی قبر [illegible] یوسف بن عمر نے ان کی لاش کو [illegible] کے [illegible] زید کی [illegible] ان [illegible] کی لاش کو اتار کر جلا دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ ابو یحییٰ المعروف بالبطال: عبداللہ المعروف بالبطال [illegible] کے بارے میں [illegible] نے [illegible] جب اپنے [illegible] بطال [illegible] بطال [illegible] کے [illegible]۔

[illegible] عبدالملک [illegible] بطال کے پاس [illegible] کر دیا۔

[illegible] بطال نے [illegible] سے [illegible] ان [illegible]۔

بطال سے ایک عجیب و غریب واقعات: [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اپنی [illegible]

لوٹ بستی میں پھیل گئے اور میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ایک گھر کی طرف جا رہا تھا جس کا چراغ جل رہا تھا اور خاتون اپنے روتے ہوئے بچے کو یہ خاموش کرا رہی تھی کہ چپ ہو جاؤ ورنہ تجھے بطال کے حوالے کر دوں گی اور یہ کہہ کر بچے کو اپنے بستر کے نیچے ڈال دیا اور اتنے وقت یہ بھی کہا کہ بطال اسکو لیتا بطال کہتا ہے کہ میں نے اسے اٹھا لیا۔

ابو مروان انطاکی نے بطال کے متعلق ایک اور واقعہ نقل کیا ہے کہ بطال نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا اور میرے ساتھ میرا کوئی بھی ساتھی نہیں تھا میرے تھیلے میں جو جو اور رومال میں روٹی اور بھنا ہوا گوشت تھا اور میں ایک راہ پر چلا جا رہا تھا اور اس امید میں تھا کہ شاید کسی سے تنہا ملاقات ہو جائے یا کوئی خبر مل جائے اتنے میں ایک باغ میں جا پہنچا جہاں تازہ سبزیاں تھیں میں وہاں رک گیا اور روٹی کو گوشت کے ساتھ سبزی خوب کھائی جس کی وجہ سے مجھے دست لگ گئے دستوں کی وجہ سے بدن میں کمزوری اور نقاہت اتنی بڑھ گئی کہ مجھے ڈر لاحق ہوا اگر میں گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا سفر جاری رکھا تو گھوڑے سے گر جاؤں گا اور کمزوری کی وجہ سے دوبارہ سوار نہیں ہو سکوں گا۔

چنانچہ میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا مجھے ہوش نہیں تھا کہ میرا گھوڑا کہاں جا رہا ہے البتہ سڑک پر چلتے ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کان میں آ رہی تھی اسی اثنا میں سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک گھر نظر آیا جس میں سے چند عورتیں باہر نکلیں ان کے ہمراہ ایک جمیل و حسین خاتون بھی تھی جو ان عورتوں سے اپنی زبان میں کہہ رہی تھی کہ اس کو اتار کر گھر میں لے آؤ پس ان عورتوں نے مجھے گھوڑے سے اترنے کو کہا اور وہ مجھے گھر میں لے گئیں میرے کپڑے اور زین مجھے دی اور میرے گھوڑے کو ٹہلایا اور مجھے ایک تخت پر بٹھایا اور میرے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا اور میں نے وہاں ایک دن ایک رات قیام کیا لیکن اس کے بعد بھی پھر تین دن تک وہاں قیام کیا انہیں دنوں وہاں ایک مالدار آدمی آیا جو اس حسین خاتون سے نکاح کرنے کا خواہشمند تھا۔ میرا گھوڑا دروازہ پر بندھا ہوا تھا اور میں روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف تھا کہ اچانک ایک بطریق رومی زبان میں مالدار آدمی کو کہتے ہیں وہاں آ گیا جو ان کا نکاح پڑھانے کیلئے آیا تھا اسکو کسی نے بتایا کہ یہاں ایک اجنبی سوار آیا ہوا ہے اور یہ گھوڑا بھی اسی کا ہے یہ سنتا تھا کہ وہاں موجود لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس خاتون نے ان کو حملہ کرنے سے روکا اور ان سے کہا کہ اگر میں نے اس کیلئے دروازہ کھول دیا تو آخر کیا گناہ کیا ہے اور میں نے اس کو کیا دے دیا ہے۔

پس وہ شخص نکاح کا خواہشمند اور اس کے آدمی وہاں شام تک مقیم رہے اور ان کی دعوت میں بھی شریک رہے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر وہ آدمی اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔

بطال کہتا ہے کہ میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اس خاتون نے مجھے ان کا پیچھا کرنے سے منع کیا لیکن میں نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا۔

اور آگے جا کر میں نے اس شخص پر حملہ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر اس شخص کے ساتھی اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے میں نے اس شخص کو پکڑ کر خوب پٹائی لگائی اور اس کو جان سے مار ڈالا اور واپس اسی راہب خانہ آ گیا تمام عورتیں میرے سامنے آ کر بیٹھ گئیں میں نے ان سے کہا کہ یہاں سے نکل چلو تو وہ سب خواتین اپنی سواریوں پر سوار ہو کر میرے ہمراہ چل پڑیں میں ان سب کو لیکر امیر جیش کے پاس پہنچا اور ان سب کو امیر کے سپرد کر دیا اور امیر نے مجھ سے کہا کہ ان میں سے جو تجھ کو پسند ہو اسکو تم لے لو تو میں نے ان میں سے اس خوبصورت خاتون کا انتخاب کیا اور اب وہ میری اہلیہ ہے (یعنی میرے بچوں کی ماں ہے) بطریق رومی زبان میں امیر کبیر آدمی کو کہتے ہیں اور جس بطریق کبیر کا پیچھے ذکر ہوا وہ اس حسین و جمیل خاتون کا باپ تھا جو بطال کی ام ولد بنی اور بطال اس حسین و جمیل خاتون کے باپ کے لئے ہدایت و رہنمائی کا بھی سبب بنا۔

عبدالملک بن مروان نے جب بطال کو (المصیصہ) کا حکمران بنایا تو اس نے ایک لشکر روم کی طرف بھیجا لیکن بطال کو اس لشکر کی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ اس لشکر پر کیا گزر رہی۔ اس لئے وہ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور عموریہ پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دربان نے کہا کہ تم کون ہو تو بطال نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کی طرف سے [illegible] صاحب المصیصہ کا نمائندہ ہوں اور تمہارے امیر کے پاس بطور سفیر آیا ہوں چنانچہ دربان مجھے امیر کے پاس لے گیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو امیر ایک تخت پر بیٹھا تھا میں بھی اس کے ساتھ تخت پر ایک جانب بیٹھ گیا پھر میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے پاس لشکر کے ساتھ آیا ہوں اپنے لوگوں سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں لوگ چلے گئے تو امیر نے دروازہ بند کر دیا یہ صورت حال دیکھ کر میں نے تلوار سونت لی اور اس سے اس کے سر پر ضرب لگائی اور اس سے کہا کہ میں بطال ہوں مجھے اس دستہ کا پتہ بتاؤ جو میں

نے تمہارے علاقہ میں بھیجا تھا ورنہ تمہیں جان سے مار دوں گا۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ وہ دوست میرے ہی علاقہ میں ہیں اور یہ خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاں وادی میں ہیں اور جو کچھ تم نے تفصیلات بتائی ہیں وہ درست ہیں اس پر میں نے اس سے کہا کہ مجھے امان دو اور میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کیا جائے اس نے اپنے لوگوں کو میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور میں نے کھانا کھا کر وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جلد میرے سامنے سے بادشاہ کے قاصد و سفیر کو فلاں وادی میں پہنچا دو چنانچہ وہ لوگ میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں چل کر اس وادی میں پہنچ گیا جس کا اس نے ذکر کیا تھا وہاں میں نے اپنے لوگوں کو پایا اور ان کو اپنے ساتھ لیکر مصیصہ واپس آ گیا یہ بھی میری زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔

بطال کی شہادت ...... ولید بتاتا ہے کہ مجھے بعض شیوخ نے بتایا کہ انہوں نے بطال کو دیکھا کہ وہ حج سے واپس آ گیا ہے بطال کی ہمیشہ سے تمنا اور آرزو رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہاد کرنے سے پہلے حج کا موقعہ دے چنانچہ جس سال بطال کی شہادت ہوئی اس سال اس کو حج کی توفیق ملی۔ اس کی شہادت کی وجہ یہ ہوئی کہ لیون ملک الروم، قسطنطنیہ سے ایک لاکھ فوج لے کر نکلا اور اس نے بطال کے پاس اس شخص کو بطور قاصد کے بھیجا جس کی لڑکی سے بطال نے نکاح کیا تھا اس نے بطال کو لیون کی فوجی طاقت سے باخبر کیا اس پر بطال نے امیر المسلمین مالک بن شعیب کو مطلع کیا اور اس سے کہا کہ ہمیں ان حالات کے پیش نظر قرآن کے شہر میں قلعہ بند ہو کر لڑائی سے اس وقت گریز کرنا چاہئے جب تک ہمارے پاس امیر المومنین ہشام کی اسلامی عظیم لشکر نہ پہنچ جائے لیکن مالک بن شعیب نے بطال کی رائے کو قبول نہیں کیا اور لڑائی کا ارادہ کر لیا چنانچہ دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی کا بازار گرم ہوا اور بڑے بڑے بہادر اس لڑائی میں مارے گئے اس دوران جب کسی نے بطال کا نام لیا تو یہ نام سن کر تمام رومی گھوڑ سوار چاروں طرف سے بطال پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے بطال کو گھسیٹ کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا بطال اپنی آنکھوں سے میدان جنگ میں شدید معرکہ آرائی دیکھ رہا تھا کہ اسی دوران امیر لشکر مالک بن شعیب بھی مارا گیا اور مسلمان تتر بتر ہو کر ادھر ادھر کو بھاگنے لگے بالآخر اسی شہر حران میں بہت سے لوگ پناہ گزین ہو گئے۔

لیون ملک الروم جو میدان جنگ میں کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا وہ بطال کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری کوئی آخری خواہش ہو جس کو ہم پورا کریں بتاؤ اس پر بطال نے لیون سے کہا کہ تمہارے جو مسلمان قیدی ہیں ان سے کہو کہ میری نماز جنازہ اور تدفین کا بندوبست کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لیون نے مسلمان قیدیوں کو بطال کی نماز جنازہ اور تدفین کی غرض سے رہا کر دیا جنہوں نے بطال کی تدفین کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد لیون نے شہر جا کر مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کیا ہی تھا کہ اطلاع آئی کہ سلیمان بن ہشام کا اسلامی لشکر پہنچنے والا ہے۔ اس خبر کے آتے ہی لیون اپنی فوجوں کو لیکر واپس چلا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

خلیفہ بن خیاط نے بطال کی وفات ۱۲۱ھ میں ارض روم میں بتایا ہے جبکہ ابن جریر نے سن وفات ۱۲۲ھ ذکر کی ہے۔

ایاس الذکی ..... بقول خلیفہ بن خیاط ان کا سب نامہ یوں ہے ایاس بن معاویہ بن قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب بن عبید بن دریہ بن اوس بن سواہ بن عمرو بن ساریہ بن ثعلبہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن اوس بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہ تابعی تھے اور بصرہ کے قاضی بھی تھے ابو واثلہ مزنی کی کنیت سے مشہور تھے۔ ان کے دادا کو جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔

اپنی ذکاوت و ذہانت میں ابو واثلہ المزنی اپنے ہم عصروں میں مشہور تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے کچھ روایات مرفوعاً بیان کی ہیں اور حضرت انس، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، نافع اور اہل حجاز سے بھی روایت منقول ہیں۔ خود ان سے حماد ان، شعبہ اور اصمعی وغیرہ نے بھی روایات بیان کی ہیں۔ ان کے بارے میں محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ یہ نہایت فطین و فہیم ہیں۔

محمد بن سعد العجلی، ابن معین اور نسائی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے ابن سعید نے آگے بڑھ کر ان کو فطین و عاقل کہا ہے۔ العجلی نے ان کو فقیہ اور عفیف کہا ہے۔

ایاس عبدالملک بن مروان کے عہد میں دمشق آئے اور عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے اور وہ اس سے پہلے دو بار ان کے پاس اس وقت گئے

تھے جب ان کو عدی بن ارطاۃ نے بصرہ کے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا ابو عبیدہ وغیرہ نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ ایاس اپنی جوانی کے آغاز میں تھے کہ ان کا کسی شیخ سے جھگڑا ہو گیا اور یہ دونوں دمشق کے قاضی کے پاس فیصلے کے واسطے پہنچ گئے تو قاضی نے ان سے کہا کہ یہ بوڑھا ہے اور تم تو جوان ہو اسلئے گفتگو میں ان کے ساتھ برابری نہ کرو ایاس نے جواب دیا کہ اگر یہ بڑا ہے تو حق اس سے بھی بڑا ہے قاضی نے کہا تم خاموش ہو جاؤ ایاس نے کہا اگر میں دلیل کے باوجود چپ رہا تو پھر کون بولے گا؟؟ اس پر قاضی نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ میری اس مجلس میں حق کی ایسی بات کرو گے ایاس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ اس پر قاضی نے کہا کہ میں تمہیں اس بوڑھے کے حق میں ظالم سمجھتا ہوں ایاس نے کہا میں قاضی کے خیال میں اپنے مرتبے سے نیچے نہیں گرا ہوں اس بات پر قاضی اٹھ کھڑا ہوا اور عبدالملک کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس کا کہنا پورا کرو اور اس کو فوراً دمشق سے نکال دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگوں کو خراب کرے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ جب ایاس کو عدی بن ارطاۃ نے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا تو یہ بھاگ کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا لیکن ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

یہ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خواص کا ایک شخص کچھ گفتگو کرنے لگا اس کی ایاس نے تردید کی اور اس پر اس نے ایاس کو سخت سست کہا اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کسی نے اس اموی سے کہا کہ یہ ایاس بن معاویہ المزنی ہیں جب اگلے دن اموی پھر وہاں آیا تو اس نے ایاس سے معافی مانگی اور کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ کا کلام تو شریفوں سا ہے لیکن آپ کے کپڑے بازاریوں جیسے ہیں کچھ اچھے نہیں لگتے۔

یعقوب بن سفیان نے ضمرہ بن ابی شوذب کے حوالے سے بتایا ہے کہ صدیوں میں ایک کامل العقل شخص پیدا ہوتا ہے اور لوگ ایاس بن معاویہ کو کامل العقل لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ کسی کا کہنا ہے کہ تین عورتیں ایاس کے پاس آئیں جب اس نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا تو کہا کہ ان میں سے ایک دودھ پلائی ہے۔ ایک کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے اس پر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا؟؟ ایاس نے جواب دیا کہ دودھ پلانے والی اپنی پستان کو اپنے ہاتھ میں سنبھال رہی تھی۔ کنواری جب اندر داخل ہوئی تو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھی جب کہ بیوہ کی آنکھیں کمرے میں داخل ہوتے وقت چاروں طرف چل رہی تھی۔

یونس بن ثعلب نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے کہا کہ میں نے ایاس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے جب میں پیدا ہوا تھا اس دن میری ماں نے میرے سر کے اوپر انگوری بیل رکھی تھی۔ المدائنی کہتا ہے کہ ایک روز ایاس نے اپنی والدہ سے کہا کہ جب تم حاملہ تھیں تو میں نے زبردست شور کی آواز سنی تھی آخر وہ کیا چیز تھی ماں نے جواب دیا تھا کہ تسلہ دیوار سے نیچے گرا تھا جس کے شور اور آواز سے میں گھبرا گئی تھی اور اسی وقت تم پیدا ہو گئے تھے ابوبکر الخرائطی نے عمر بن شبہ نمیری کے حوالے سے بتایا ہے کہ میں نے ایاس کے متعلق سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے جھوٹ بولنے سے کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی جس کی والدہ کو اطلاع ہو جائے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے آج تک اہل الاہواء میں سے کسی سے بھی آج تک قدریہ سے زیادہ اپنی پوری ذہانت سے مخالفت نہیں کی جب میں نے ان سے پوچھا کہ ظلم کسے کہتے ہیں؟؟ ایاس نے جواب میں کہا انسان کا اپنے لئے وہ چیز حاصل کرنا جو اس کی نہیں ہے اس پر میں نے کہا کہ ہر شے تو اللہ تعالیٰ کی ہے بعض لوگوں نے ایاس کے بارے میں کہا کہ وہ ایک مرتبہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میرے بچپن میں کچھ نصاریٰ مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اہل جنت کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی تو میں نے اس نصرانی فقیہ سے کہا کہ کیا تم کو اس سے انکاری ہے کہ غذا کا کچھ حصہ جزو بدن بن جاتا ہے اس نے کہا ہاں تو میں نے اس سے کہا اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تمام غذا کو جزو بدن بنا دے اور ان کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے اس پر اس فقیہ نے کہا کہ یقیناً تم کوئی شیطان معلوم ہوتے ہو۔ یہ بات تو وہ تھی جسے ایاس نے اپنی عقل سے کہی تھی مگر حدیث صحیح میں بھی وارد ہوا ہے کہ اہل جنت کا کھانا ڈکار اور پسینہ کے ذریعے ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ خشک اور بیکار ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایاس بن معاویہ سے کہا کہ اے ابو واثلہ دنیا کے لوگ کب تک باقی رہیں گے اور کب تک پیدا ہونے اور مرنے کا سلسلہ جاری رہے گا؟؟ ایاس نے مجلس کے شرکاء سے کہا جب تک دو گنتیاں پوری نہ ہوں گی اہل جنت کی گنتی اور اہل دوزخ کی گنتی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایاس بن معاویہ نے ایک سواری لے کر شام جانے کا ارادہ کیا۔ کرایہ کی اس گاڑی میں غیلان قدری بھی ایاس کے

ہمسفر ہو گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے چنانچہ تین روز تک مسلسل سفر کے باوجود ایک دوسرے سے ہمکلام نہ ہو سکے تین دن کے بعد جب ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تو ایک دوسرے سے مختلف عقیدہ کے خیال سے اور بھی دونوں کو تعجب اور حیرانگی ہوئی غیلانی سے ایاس نے کہا اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی زبان پر یہ آیت ہوگی **الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ** شکر ہے خدا کا جس نے ہمیں اس کی ھدایت کی اور ہم بھی راہ یاب نہ ہوتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا۔ اس کے مقابلے میں اہل نار کہیں گے **ربنا غلبت علینا شقوتنا** اے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی۔ اور ملائکہ کہیں گے **سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا** پاک ہے تیری ذات ہمیں صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں بخشا ہے۔ اس کے بعد اس نے اشعار عرب اور امثال عجم غیلان کو سنائے جس میں قضا وقدر کا اثبات تھا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر ایاس اور غیلان عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں اکٹھے ہوئے جہاں دونوں میں مناظرہ بھی ہوا جس میں ایاس غیلان پر حاوی ہوا اور اپنی گفتگو سے اتنا قائل کیا کہ غیلان نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور ندامت کا بھی اظہار کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کے لئے جھوٹا ہونے کی صورت میں بددعا کی ان کی بددعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس پر قابو پا کر اسکو قتل کر دیا اور پھر اسے پھانسی دے دی گئی سفیان بن حسین نے لکھا ہے کہ میں نے ایاس کے سامنے ایک شخص کی بدگوئی کی تو اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور پھر بولا کہ کیا تم نے روم میں جنگ لڑی ہے میں نے کہا نہیں پھر انہوں نے کہا کیا تم نے سندھ و ہند اور ترکوں سے کسی جنگ میں حصہ لیا ہے؟ میں نے جواب نفی میں دیا تو ایاس نے کہا کہ سندھ و ہند اور روم تو تم سے محفوظ رہے لیکن تم کسی مسلمان کو یہاں بھی نہیں بخش سکے سفیان بن حسین کہتے ہیں کہ اس بات پر میں بہت نادم ہوا اور آئندہ میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ایاس بن معاویہ کو ثابت البنانی کے گھر میں دیکھا کہ وہ نہایت سرخ لمبی آستینوں والی قمیص پہنی ہوئی تھی اور عمامہ بھی سرخ ہی ہوا تھا۔

بلاشبہ ایاس بکثرت باتیں کرتا تھا اور اس جس سے بات کرتا اس پر حاوی ہو جاتا ہے اس کے بارے میں جب لوگوں نے یہ کہا کہ تم میں بجز کثرت کلام کے اور کوئی عیب نہیں ہے تو اس نے جواباً کہا کہ میں غلط بات کہتا ہوں یا صحیح بات؟ لوگوں نے کہا کہ بات تو تمہاری صحیح ہوتی ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ کلمہ خیر اگر بکثرت بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بعض لوگوں نے جب اسکو گندے کپڑوں کے بارے میں ٹوکا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایسا کپڑا پہنتا ہوں جو میرے کام آتا ہے ایسا کپڑا نہیں پہنتا جس کی خدمت میں ہمیشہ لگا رہوں اصمعی سے ایاس نے کہا انسان کی عمدہ خصلتوں میں سچی بات کرنا سب سے اچھی خصلت ہے جو شخص سچی بات سے محروم ہو وہ اخلاق کی بڑی خوبی سے محروم ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے جب عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسکو حکم دیا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ الجوشنی میں جو زیادہ ہوشمند ہو اسکو بصرہ کا قاضی بنا دیا جائے۔ اس پر عدی نے کہا کہ میں ایاس کو قاضی بنانے کے حق میں نہیں ہوں بصرہ میں اگر کسی سے بھی پوچھا جائے تو وہ الحسن اور ابن سیرین کا نام لے گا اور ایاس ان کے مقام کو نہیں پہنچتا اس پر قاسم نے یہ خیال کیا کہ اگر ان دونوں کے بارے میں دریافت کریں گے تو وہ میرا نام لیں گے چنانچہ قاسم نے عدی سے کہا کہ قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی کہ ایاس مجھ سے بہر حال بہتر ہیں وہ زیادہ فقیہ اور قضاء کے متعلق زیادہ علم رکھنے والے ہیں اگر میں اپنے قول میں سچا ہوں تو ایاس کو قاضی بنا دے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو قاضی بنانا صحیح نہیں بہر حال عدی نے ایاس کو قاضی بنا دیا وہ ایک سال تک اس منصب پر فائز رہے لوگوں میں صلح و مصالحت کراتے رہے اور جب ان پر حق ظاہر ہو جاتا تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ ایک سال بعد وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس فرار ہو کر پہنچے اور استعفیٰ پیش کیا اس کے بعد عدی نے الحسن البصری کو بصرہ میں منصب قضاء پر مامور کیا کہا جاتا ہے کہ جب ایاس کو بصرہ کا قاضی بنایا گیا تو اس سے علماء خوش ہوئے چنانچہ ایوب نے کہا حق مقعد ارسد ایک روز الحسن البصری اور ابن سیرین ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور سلام علیک کہہ کے بیٹھ گئے تو ایاس بیٹھ کر بہت روئے اور اس حدیث کا ذکر کیا جس میں کہا گیا ہے کہ تین قسم کے قاضی ہوں گے جس میں دو جہنمی اور ایک جنتی ہوگا۔ اس پر حسن نے وداؤد وسلیمان "**اذ یحکمان فی الحرث الی قولہ** "**حکما وعلما**" کی آیات تلاوت کی لوگوں کا بیان ہے اس کے بعد ایاس مسجد میں بیٹھ گئے اور ستر مقدمات کا فیصلہ کر کے اٹھے لوگ ایاس کو قاضی شریح کی مانند قرار دیتے تھے لیکن جب انہیں کسی مقدمے میں مشکل پیش آتی تو وہ ابن سیرین

کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایاس نے لوگوں سے کہا کہ میں اکثر لوگوں سے اپنی نصف عقل سے کام لے کر بات کرتا ہوں لیکن جب میرے پاس دو مدعی آتے ہیں تو اس وقت ان کے معاملے کو نمٹانے کیلئے اپنی پوری عقل استعمال کرتا ہوں کسی شخص نے ایاس سے کہا کہ آپ کو اپنی رائے پسند آتی ہے ایاس نے کہا کہ اگر ایسا نہ ہو تو میں کوئی فیصلہ ہی نہ کرسکوں۔

ایک شخص نے ایاس سے کہا مجھے تمہاری تین عادتیں پسند نہیں ایک یہ کہ تم غور وخوض کرنے سے قبل ہی فیصلہ کرتے ہو کسی کے ساتھ مجالست نہیں کرتے ہو۔ گندے کپڑے پہنتے ہو ایاس نے جواب دیا کہ تینوں میں سے کونسی بات زیادہ ناپسند ہے یا دو زیادہ ناپسند ہیں جواب دیا کہ تینوں ناپسند ہیں۔

ایاس نے جواب دیا جتنی جلدی میں کسی چیز کو سمجھتا ہوں اتنی ہی جلدی اس کا فیصلہ بھی سنا دیتا ہوں جہاں تک مجالست کا ذکر ہے میں اس شخص کے ساتھ مجالست کو پسند کرتا ہوں جو میری قدر اور حیثیت سے واقف ہو بہ نسبت اس شخص کے جو میری قدر سے ناواقف ہو اور میں وہی لباس زیب تن کرتا ہوں جو میری خدمت اور حفاظت کرتا ہے اور وہ لباس نہیں پہنتا جس کی حفاظت مجھے کرنی پڑے کہا جاتا ہے کہ ایاس کے پاس دو مدعی آئے جن میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ میں نے اس کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھا ہے جبکہ دوسرا اس کا منکر تھا ایاس نے امانت رکھنے والے سے کہا تم نے اپنی امانت کہاں اس شخص کے حوالے کی تھی اس نے کہا باغ میں ایک درخت کے قریب ایاس نے کہا اچھا جاؤ اور درخت کو تلاش کرو شاید تمہیں یاد آجائے اور اس دوران اس نے دوسرے شخص کو اپنے پاس بٹھائے رکھا اور بغور اسکو دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس شخص سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی اس جگہ پہنچ گیا ہوگا اس نے جواب دیا کہ نہیں ابھی نہیں پہنچا ہوگا۔ اس پر ایاس نے کہا کہ اے خدا کے دشمن یہاں سے اٹھ اور اس کا مال اس کے حوالے کر ورنہ تجھے سخت سزا دوں گا۔

اسی طرح ایک اور شخص ایاس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس بطور امانت مال رکھ دیا تھا مگر اب وہ انکار کرتا ہے ایاس نے اس شخص سے کہا ابھی جاؤ کل آجانا اس کے بعد فوراً منکر کو بلایا اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس یہاں مال ہے جسکے لئے کسی امین کی تلاش ہے جو اس کی حفاظت کرے تم ہمیں امین معلوم ہوتے ہو تم اس مال کو کسی محفوظ جگہ میں رکھ لینا اس نے جواب میں کہا کہ جی مجھے منظور ہے اس پر ایاس نے کہا اچھا اس وقت جاؤ اور کل آجانا۔ اس کے بعد صاحب حق ایاس کے پاس آیا تو ایاس نے کہا کہ تم فوراً جاؤ اور اس شخص سے اپنی امانت طلب کرو اور کہو کہ تم نے اگر یہ امانت نہ دی تو میں اس معاملے کو قاضی کے پاس لیجاؤنگا۔ جب اس شخص نے جا کر اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص ڈر گیا کہ اگر یہ بات قاضی کو پتہ چلے تو وہ امانت میرے پاس نہیں رکھوائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے اس کی امانت کی کل رقم اس کے حوالے کردی۔ وہ شخص امانت لیکر ایاس کے پاس آیا اور واقعہ سنایا اس کے بعد دوسرا شخص ایاس کے پاس آیا تاکہ وہ اپنی امانت اس کے پاس رکھنے کو دے۔ ایاس نے اسکو ڈانٹ ڈپٹ کر اسکو اپنی عدالت سے نکال دیا اور کہا کہ تو خائن ہے

ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے کہ جو لوگ اپنا عیب نہ پہچانیں وہ بے وقوف ہیں۔

لوگوں نے کہا تمہارے اندر کیا عیب ہے جواب ملا "کثرت کلام" بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے جنت کے دروازے آج تک میرے لئے کھلے تھے جن میں سے آج ایک بند ہو گیا ہے ایاس کے باپ کہا کرتے تھے لوگ بیٹا پیدا کرتے ہیں میرے یہاں باپ پیدا ہوا ہے۔ ابن خلکان نے ایاس بن معاویہ کے بارے میں بہت سے مزید باتیں لکھی ہیں۔

۱۲۳ ہجری

المدائنی نے اپنے شیوخ کے حوالے سے کہا ہے کہ جب ملک الترک خاقان اسد بن عبداللہ القسری کی خراسانی ولایت کے دور میں قتل ہو گیا تو ترکوں کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک دوسرے کو غیرت وحمیت دلاتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انہوں نے قتل کرنا بھی شروع کر دیا اور پھر ملک کی تخریب کاری میں لگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے بھی لاپرواہ اور بے نیاز ہو گئے ان میں سے اہل الصغد نے امیر خراسان نصر بن سیار سے

درخواست کی کہ ان کو ان کے پاس واپس جانے کی اجازت دی جائے اور ان سے بعض ایسی شرائط طے کر لی جائیں جو علماء کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں مثلاً یہ کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کو سزا نہ دی جائے اور ان کو جنگی قیدی نہ بنایا جائے وغیرہ وغیرہ نصر بن سیار نے مسلمانوں کو سخت شکایات اور تکالیف کے باعث ان شرائط کو قبول کرنا چاہا لیکن لوگوں نے ان پر مطعون کرنا شروع کر دیا اسلئے مجبوراً اسنے ہشام کو اسے مطلع کیا۔

اس نے اس پر تھوڑا غور کیا اور توقف کیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ اس طرح ان کی مسلمانوں سے کدورت اور دشمنی مزید بڑھتی جائے گی جس کا نتیجہ برا نکلے گا تو اس نے اہل الصغد کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس دوران یوسف بن عمر امیر عراق نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی نیابت بھی اسکو دے دی جائے چنانچہ دونوں کے مابین نصر بن سیار کی بابت کچھ بات چیت بھی ہوئی۔ اگرچہ نصر بن سیار شجاع اور بہادر انسان تھا۔ مگر کبر سنی اور ضعف بصارت کی وجہ سے آدمی کو دور سے پہچان نہیں سکتا تھا بہر حال پھر بھی ہشام نے یوسف بن عمر کی تجویز پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ اور معاملات کو یوں ہی چلنے دیا۔ ابن جریر کہتا ہے اس سال یزید بن ہشام نے لوگوں کو حج کرایا اس سال ربیعہ بن یزید قیصر کا انتقال ہوا جو اہل دمشق میں مشہور شخص تھے اس کے علاوہ ابو یونس، سلیمان بن جبیر، سماک بن حرب، محمد بن واسع بن حبان کا انتقال ہوا جس کا ذکر ہم نے کتاب التکمیل میں بھی کیا ہے۔ محمد بن واسع کا کہنا تھا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے قضاۃ کا حساب کتاب ہوگا۔ ان کے بقول پانچ چیزوں سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ پر گناہ کرنے سے۔ دوم مردوں کی ہم نشینی سے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ مردوں سے آپ کی کیا مراد ہے تو محمد بن واسع نے جواباً کہا بے جا خرچ کرنے والا، دوسرا جابر بادشاہ۔ تیسرا بکثرت عورتوں سے اختلاط اور ان کی باتوں میں مشغول۔ چوتھا ہر وقت اہل و عیال ہی میں پھنسا رہنا مالک بن دینار کا کہنا تھا۔ میں اس آدمی پر رشک کرتا ہوں جس کی روزی اس کی قناعت کے لئے کافی ہو محمد بن واسع کہا کرتے تھے کہ مجھے اس شخص پر رشک آتا ہے جو صبح کو بھوکا اٹھے اور اللہ اس سے راضی ہو۔

محمد بن واسع جب بیمار ہوئے لوگ بکثرت ان کی عیادت کو پہنچے ایک شخص نے اس سلسلہ میں کہا کہ جب میں محمد بن واسع کی عیادت کے لئے پہنچا تو وہ کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے۔ اور کہنے لگے یہ اٹھنا بیٹھنا کل میرے کسی کام نہیں آئے گا جب میری پیشانی اور میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ بعض خلفاء نے بہت سامان بصرہ کے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھیجا۔ اور خاص پر محمد بن واسع کو یہ مال دینے کی ہدایت کی گئی۔ لیکن جب خلیفہ کے کارندے مال لے کر محمد بن واسع کے پاس پہنچے تو محمد بن واسع نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس کے برخلاف مالک بن دینار نے جواب دیا تم میرے ساتھیوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے خلیفہ کے لئے بھیجے ہوئے کا کیا کیا تھا۔ لوگوں نے محمد بن واسع کو بتایا کہ اس مال سے مالک نے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ہے۔

اس پر محمد بن واسع نے کہا کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مال پہنچنے سے قبل تمہاری یہی حالت رہا دے یہ سنکر مالک اسی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی اور کہا کہ خدا کو تم نے یہی پہچانا ہے مالک تو محمد بن واسع کے مقابلہ میں بالکل گدھا۔ محمد بن واسع کی اس طرح کی بہت سی باتیں بہت مشہور ہیں۔

۱۲۴ھ

اس سن میں سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے بلاد الروم میں غزوات کا سلسلہ پھر شروع کیا۔ اور اسی کی مڈ بھیڑ ملک الروم الیون سے ہوئی اور سلیمان نے قتال کے ساتھ مال غنیمت بھی وہاں سے حاصل کیا۔ اسی سن میں بنو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت بھی نمودار ہوئی یہ لوگ مکہ کے ارادہ سے نکلے تھے مگر وہ کوفہ سے ہو کر گزرے تو انہیں معلوم ہوا کہ خالد بن عبد اللہ قسری کے کچھ ساتھی اور امراء وہاں کی جیل میں بند ہیں جن کو یوسف بن عمر نے بند کر رکھا ہے چنانچہ ان داعیان نے جیل میں جا کر ان کو دعوت دی کہ بنو عباس کے لئے بیعت کر لیں۔ یہاں ان داعیوں کی ملاقات ابو مسلم خراسانی سے ہوئی جو ایک غلام تھا اور عیسیٰ بن معقل عجلی کی خدمت میں لگا تار رہتا تھا یہ شخص اگرچہ محبوس تھا مگر لوگ اس کی شجاعت، حوصلوں اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری وغیرہ سے بہت متاثر تھے۔ اسی بنا پر اس کو بکر بن ماہان نے چار سو درہم میں پہلے آقا سے خرید لیا تھا۔ چنانچہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ابو مسلم

خراسانی بھی جیل سے باہر آیا اور لوگوں نے اس کو دعوت و بیعت ابوالعباس کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا واقدی کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہو گیا۔ یہ شخص اس دعوت کا روح رواں تھا اور اس سلسلے میں لوگ اسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ لیکن محمد بن علی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابوالعباس السفاح نے اس کی جگہ لے لی واقدی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اس کے ساتھ اس کی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک بھی تھی۔ اس سال صاحب الحجاز محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا جو ام سلمہ کے دروازے پر کھڑا رہتا تھا اور ام سلمہ کے پاس لوگوں کے پیغام اور تحفے پہنچایا کرتا تھا۔ اس سال جو لوگ انتقال کر گئے ہیں۔ ان کا ذکر مندرجہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

القاسم بن ابی بزة: ۔۔۔۔۔ یہ ابوعبداللہ المکی القاری عبداللہ بن سائب کے غلام تھے اور جلیل القدر تابعی تھے۔ انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے روایت بیان کی ہیں اور ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ آئمہ نے ان کی توثیق کی ہے صحیح روایت کے مطابق ۱۲۴ھ میں ان کا انتقال ہو گیا واللہ اعلم۔

الزہری: ۔۔۔۔ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرة بن کلاب بن مرة ابوبکر القرشی الزہری ہمیشہ آپ اسلام میں زبردست حیثیت کے مالک رہے ہیں۔ یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ ایک سے زیادہ لوگوں سے انہوں نے سماعت کی تھی۔ الحافظ ابن عساکر نے الزہری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ الزہری نے ان کو بتایا کہ جب اہل مدینہ دشواریوں سے گزرنے لگے تو میں وہاں سے کوچ کر کے دمشق چلا گیا میں کثیر العیال تھا اس سے دمشق کی جامع مسجد میں ایک بڑے حلقہ میں بیٹھ گیا اچانک ایک شخص امیر المؤمنین عبدالملک کے پاس سے میرے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین کو ایک مشکل مسئلہ کا سامنا ہے انہوں نے سعید بن المسیب سے ایک روایت سنی ہے جو امہات الاولاد کے سلسلہ میں عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی روایت کے متعلق کون واقف ہے میں نے اس شخص کو بتایا مجھے سعید بن المسیب کی وہ روایت یاد ہے جو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے حوالے سے بیان کی ہے چنانچہ وہ شخص مجھے عبدالملک کے پاس لے گیا عبدالملک نے مجھ سے سوال کیا کہ تم کون ہو اور کس سے نسبت اور تعلق رکھتے ہو۔ میں نے اپنی ولدیت اور تعلق کا حال بیان کیا اور ساتھ ہی میں نے اپنے اہل و عیال کی ضرورت اور اپنی ضرورت کا بھی ذکر کیا۔

عبدالملک نے مجھ سے پوچھا کیا تم حافظ قرآن بھی ہو میں نے کہا ہاں یہی نہیں بلکہ فرائض اور سنن سے بھی واقف ہوں چنانچہ امیر المؤمنین عبدالملک نے مجھ سے اس بارے میں سب کچھ دریافت کر لیا اور اس نے میری حاجت روائی بھی کی اور مجھے انعام و اکرام سے بھی نوازا اور اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں مزید علم حاصل کروں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں تمہیں بہت ہوشیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ واپس آ گیا اور طلب علم میں مشغول ہو گیا۔ اس دوران مجھے معلوم ہو گیا کہ قبا کی ایک عورت نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے اس عجیب و غریب خواب کی بابت دریافت کیا۔ اس عورت نے کہا میرا شوہر کہیں چلا گیا ہے اور میرے لئے ایک خادم، بکری اور کھجور کے کچھ درخت چھوڑ گیا ہے ہم جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اور کھجور کے پھل کھا کر گزارہ کرتے ہیں ایک دن جب میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ جاگ رہی تھی میں نے اپنے بڑے بیٹے کو دیکھا جو سخت مزاج تھا وہ آگے آیا اس نے ہاتھ میں چھری لی اور بکری کے بچے کو ذبح کر ڈالا اور کہنے لگا یہ بچہ تو ہمارے لئے دودھ حاصل کرنا دشوار کر رہا ہے اس کے بعد اس نے چولہے پر ہانڈی چڑھائی اور اس میں اس نے اس ذبیحہ بچے کے ٹکڑے ڈال دیئے اس کے بعد اس نے چھری سے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کے بعد میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئی اور بڑے لڑکے کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور آتے ہی کہا دودھ کہاں ہے میں نے اس کو بتایا کہ بکری کے بچے نے دودھ پی لیا ہے اس بڑے لڑکے نے کہا دیکھا آخر اس نے ہمارے لئے دودھ کی تنگی کر دی ہے اور پھر اس نے چھری لے کر اس کو ذبح کیا اور اس کے ٹکڑے پکانے کیلئے اس نے ہانڈی میں ڈال دیئے ہیں یہ سارا ماجرا دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گئی اور میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو چوروں میں جا کر چھپایا اور پھر گھر واپس آ گئی اور ان واقعات سے بہت ہراساں رہی اس دوران میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تجھے کیا ہو گیا ہے جو تکلیف کے ساتھ کیوں بول رہی ہے اس کو جواب میں میں نے بتایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں خوف زدہ ہوں اس نے کہا اے خواب اے خواب۔۔۔۔ اس کے بعد ایک حسین و جمیل عورت سامنے نمودار ہوئی تو اس نے کہا اس نیک عورت کی بابت تمہارا کیا خیال ہے اس نے جواب دیا بجز خیر کے کچھ نہیں پھر اس نے کہا یا اسلام اس کے بعد ایک عورت اس وکیل عورت سے

[illegible] خوبصورت تھی [illegible] تو اس نے کہا کہ اس عورت نے [illegible] میں تمہارا [illegible] ہے تو اس عورت نے کہا اس کے متعلق بھی میری [illegible] [illegible] صفات کی آواز آئی۔ [illegible] عورت [illegible] خوبصورت تھی۔ اس [illegible] سے پوچھا اس نے [illegible] تمہاری [illegible] اس نے کہا [illegible] عورت [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] سامنے [illegible] پوچھنے [illegible] جس نے کہا [illegible] کے گھر میں [illegible] [illegible] پیار کیا، پھر [illegible] سب سے [illegible] کرنا چاہا۔

زہری معاویہ کی خلافت کے [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] تھے ان کی داڑھی بھی تھوڑی تھی اور [illegible] بال تھے۔ [illegible] تھے اور [illegible] لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اسی دن میں قرآن مجید پڑھا۔ سعید بن المسیب کی صحبت میں آٹھ سال رہے اور ان کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کی خدمت کرتے تھے اور ان کے لیے میٹھا پانی بھر کر لاتے تھے۔ [illegible] اہل مصر [illegible] زہری کے بارے میں [illegible] زہری [illegible] "حدثنا عروۃ حدثنا فلان" [illegible] زہری [illegible] عبدالملک کے پاس دمشق چلے گئے [illegible] ولید بن عبدالملک [illegible] سلیمان [illegible] ہشام [illegible] اس سال [illegible] ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

ابن وہب [illegible] لیث [illegible] ابن شہاب [illegible] زہری [illegible] انہوں نے [illegible] شروع کیا [illegible] ہو گیا ہے۔

ابن شہاب نے [illegible] العلم کہتے ہیں

[illegible] ان کے [illegible] جب یہ پوچھا جائے کہ [illegible] ابن شہاب [illegible] کے [illegible] جاتے ہیں۔

ابن مہدی کا قول ہے [illegible] مالک [illegible] زہری نے ایک [illegible] حدیث بیان کی [illegible] زہری نے کہا [illegible] ہشام بن عبدالملک نے زہری سے [illegible] ہشام بن عبدالملک [illegible] زہری نے جواب دیا [illegible] ہشام نے [illegible] زہری [illegible]

قوت حافظہ کا امتحان لیا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے میں نے کسی کو زہری سے زیادہ بہتر احادیث کا حافظ نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے کہا ہے میں نے زہری سے زیادہ کسی کو بہتر طریقے پر احادیث کو مسند سے بیان کرنے والا نہیں دیکھا میں نے اُن سے زیادہ کسی کو درہم و دینار کی ناقدری کرنے والا نہیں دیکھا۔ درہم و دینار اُن کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کے برابر تھے عمرو بن دینار کا بیان ہے میں نے جابر، ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر کی مصاحبت اختیار کی ہے مگر کسی کو زہری سے زیادہ احادیث کو بہتر تسلسل کے ساتھ بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے زہری حدیث کے اعتبار سے سب سے بہتر اور اسناد کے اعتبار سے سب سے اجود اور عمدہ ہیں نسائی کا کہنا ہے کہ اصح الاسانید الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ علی عن رسول اللہ ہے سعید نے زہری کے بارے میں خود ان کا یہ قول نقل کیا ہے میرے پینتالیس سال تک حجاز سے شام اور شام سے حجاز تک چکروں میں گزرے ہیں جو حدیث سنتا تھا اس کی چھان بین میں لگ جاتا تھا۔ لیث نے کہا میں نے کسی شخص کو زہری سے زیادہ عالم نہیں دیکھا جب میں اُن کے پاس بیٹھتا تھا تو وہ ترغیب و ترہیب کی احادیث مجھے سناتے تھے اور اگر وہ انبیاء و اہل کتاب کے بارے میں کچھ کہتے تھے تو میں اُن سے کہا کرتا تھا ان باتوں میں آپ کی فلاں بات ٹھیک ہے اور اگر اعراب کے بارہ میں کچھ کہتے تھے تو بھی میں ہی کہتا تھا لیکن وہ جب قرآن و سنت کے متعلق کچھ بیان کرتے تھے تو اُن کی باتیں نہایت جامع ہوتی تھیں وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم کے احاطے میں ہے اور ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تیرا علم محیط ہے لیث نے کہا زہری اُن سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے جن سے میں ملا ہوں جو شخص اُنکے پاس آتا تھا اُسے وہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے اور جب اُن کے پاس سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہوتا تھا تو بھی اس کو بطور قرض حسنہ کچھ دے دیتے تھے وہ لوگوں کو کھانے میں ثرید اور شہد ضرور کھلاتے تھے۔ وہ شہد اس طرح مداومت سے استعمال کرتے تھے جس طرح شرابی شراب استعمال کرتے ہیں۔ ان کا تکیہ کلام تھا ہمیں مشروبات پلاؤ اور احادیث سناؤ۔ جب کوئی شخص اُن کی مجلس میں اُونگھنے لگتا تھا تو کہتے تھے، میں قریش کا قصہ گو نہیں ہوں۔ اُن کے خیمے کا رنگ زرد ہوتا تھا اور اُن پر جو کپڑا پڑا ہوتا تھا وہ بھی زرد رنگ کا ہوتا تھا اور اُنکے فرش اور گدے کا رنگ بھی بالعموم زرد ہوتا تھا لیث سے یحییٰ بن سعید نے بتایا جو علم زہری کے پاس سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا تھا وہ پھر کسی دوسرے کے پاس بھی نہیں ملتا تھا۔

عبدالرزاق نے ابن عیینہ کے حوالے سے کہا کہ اہل حجاز کے محدث تھے الزہری، یحییٰ بن سعید اور ابن جریج زہری کہا کرتے تھے اگر کسی قاضی میں تین باتیں ہوں تو وہ قاضی کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو قاضی لعنت و ملامت کو ناپسند کرے اور تعریف کو پسند کرے اور الگ تھلگ رہنے کو برا جانے۔

محمد بن الحسین نے یونس کے حوالے سے کہا زہری کا یہ قول نقل کیا ہے، سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ الولید نے اوزاعی کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا علم دو محمد بن اسحاق نے الزہری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ علم کا نقصان اور زوال یہ ہے کہ عالم اپنے علم پر عمل کرنا چھوڑ دے اور رفتہ رفتہ اس کا علم ختم ہو جائے اور عالم کی گمراہی یہ ہے کہ اس پر نسیان طاری ہو جائے اور وہ جھوٹ بولنے لگے۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے زہری ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں اشعب زبدا آئے وہاں مقیم رہے اور وہیں انتقال بھی ہوا انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو عام شاہراہ پر دفن کیا جائے تا کہ ہر آنے والا ان کی مغفرت کی دعا کرے۔ اُن کی وفات رمضان کی اس تاریخ کو ہوئی۔ اُن کا سال وفات صحیح روایت کے مطابق ۱۲۴ھ ہے ان کی عمر بہتر سال کی ہوئی یہ نہایت ثقہ کثیر الحدیث اور صاحب علم و روایات تھے اور جامع الفقہ تھے اوزاعی ایک روز ان کی قبر پر کھڑے ہوئے تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، اے قبر تیرے اندر کتنا علم اور حلم اور کتنا کرم ہے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں۔ زہری کہا کرتے تھے ہم جب کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس کے علم سے زیادہ ہمیں اس کا ادب زیادہ محبوب ہوتا ہے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ علم ایک خزانہ کی مانند ہے جس کو مسائل کی کنجی کھولتی ہے الزہری یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر تم علم کو مکابرہ و کثرت بحثی اور کج بحثی حاصل کرنا چاہو تو یہ چیزیں تم پر غالب آ جائیں گی۔ اور تم علم حاصل کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو گے۔ علم کو ہمیشہ نرم خوئی اور رفق و ملاطفت سے حاصل کرو۔ اصمعی نے مالک بن انس کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے میں ایک دن ثعلبہ بن صعیر کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو بولے میں دیکھتا ہوں تمہیں علم سے لگاؤ اور بڑی محبت ہے میں نے کہا ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا پھر لازم ہے کہ اس شیخ یعنی سعید بن المسیب

کے ساتھ ہمیشہ لگے رہو۔ زہری کہتے ہیں اس کے بعد میں سات سال تک اُن کے ساتھ رہا اور پھر عروہ کے پاس چلا گیا اور اُن کے دریا سے موتی نکالے۔ علی بن عبدان کا بیان ہے کہ ہم سے مالک بن انس نے زہری کی بابت بیان کیا کہ اُن سے بعض بنی مروان نے سعید بن المسیب کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے سعید بن المسیب کے علم کے بارے میں خیر کے الفاظ کہے لیکن ساتھ ہی اُن کا حال بھی بتایا۔ یہ بات سعید بن المسیب کے کانوں تک بھی پہنچ گئی چنانچہ جب ابن شہاب نے یعنی زہری سعید بن المسیب نے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو سلام کیا تو سعید نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ اُن سے ہم کلام ہوئے۔ جب سعید وہاں سے چلنے لگے تو زہری بھی اُن کے ساتھ چلے تو زہری نے کہا کیا قصور ہوا ہے آج میں آپ کو سلام کیا نہ آپ نے اس کا جواب دیا اور نہ کوئی بات کی۔ آپ کو میرے متعلق کیا کسی نے غلط بات پہنچائی ہے، میں نے تو خیر کے سوا کچھ بھی زبان سے نہیں نکالا تھا اس پر سعید بن المسیب نے جواب دیا یہی کیا کم ہے کہ تم نے میرا ذکر بنی مروان سے کیا۔ ابن عساکر کے بیان کے مطابق جو لوگ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں انتقال کر گئے وہ یہ ہیں۔

بلال بن سعد ...... ابن تمیم السکونی ابو عمرو کبار زہاد میں سے تھے نہایت عبادت گذار اور عالم باللہ تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایات بیان کی ہیں۔ جن کو شرف صحبت بھی حاصل رہا تھا۔ اس کے علاوہ جابر ابن عمر وابی الدرداء وغیرہ سے بھی روایات بیان کی ہیں اور خود اُن سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں جن میں ابو عمر اور اوزاعی جیسے لوگ شامل ہیں۔ اوزاعی نے ان کے مواعظ و قصص کی بعض مفید باتیں نقل کی ہیں۔ اوزاعی کا بیان ہے میں نے آج تک ان جیسا واعظ کسی کو نہیں دیکھا یہ رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ جب اُن کو موسم سرما میں نماز پڑھنے میں اونگھ آجاتی تھی تو یہ کپڑوں سمیت اپنے آپ کو حوض میں گرا لیتے تھے اس پر اُن کے بعض احباب اُن کو برا بھلا بھی کہتے تھے تو یہ جواب میں کہتے تھے حوض کا پانی میرے لئے جہنم سے زیادہ قابل برداشت ہے۔ ابو زرعہ دمشقی کہتے تھے بلال بن سعد بہترین قصہ گو عالم تھے۔ رجاء بن حیوۃ نے اُن پر قدریہ ہونے کا الزام لگایا تھا حتیٰ کہ بلال نے ایک روز اپنے وعظ میں کہا تھا اکثر مسرور دھوکے میں ہوتے ہیں اور اکثر دھوکے میں مبتلا لوگ بے خبر ہوتے ہیں پس تباہی ہے اس کے لئے جو بے خبر ہے وہ کھاتا پیتا اور ہنستا رہتا ہے حالانکہ وہ قضائے الٰہی میں دوزخی ہے افسوس اور تباہی ہے اے انسان تیری روح کیلئے اور تیرے جسم کیلئے۔ لوگوں کو تیری تباہی و بربادی پر ہمیشہ روتے رہنا چاہئے۔

ابن عساکر نے کچھ سو بلال کے کلمات اور مواعظ مسند سے نقل کئے ہیں۔ اللہ بندے کے گناہوں کی مغفرت کیلئے کافی ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہم دنیا سے متنفر اور بے رغبت ہو جائیں مگر ہم دنیا میں اتنے ہی راغب ہو جاتے ہیں۔ تمہارا زاہد راغب ہے تمہارا عالم جاہل ہے اور تمہارا مجتہد کوتاہ اور مقصر ہے تمہارا اصل دوست اور بھائی وہ ہے جو اللہ کے یہاں تمہارے نصیب کی تمہیں یاد دہانی کرائے۔ ایک مرتبہ وعظ میں انہوں نے فرمایا اللہ کا علانیہ دوست اور باطنی طور دشمن نہ ہو اس طرح باطن شیطان کے دوست اور اپنے نفس اور خواہشات کے غلام اور بظاہر اُن کے دشمن نہ بنو۔ انہوں نے ایک وعظ کے دوران یہ بھی کہا تم دو چہروں اور دو زبانوں والے نہ بنو لوگوں پر ظاہر کرو کہ تم خدا سے ڈرتے ہو تا کہ لوگ تمہاری تعریف کریں اور تمہارے دلوں میں گناہ بھرا ہو۔ لوگو تم فنا ہونے کیلئے نہیں بلکہ باقی رہنے کیلئے پیدا کئے گئے ہو البتہ تمہیں ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے جس طرح تم لوگ اپنے باپ کے صلبوں سے ماں کے رحم میں منتقل ہوئے ہو۔ اور ارحام سے دنیا میں منتقل ہوتے ہو اور دنیا سے قبور میں منتقل ہوتے ہو اور قبور سے موقف میں منتقل ہوتے ہو۔

اور پھر وہاں سے جنت یا دوزخ میں منتقل ہوتے ہو۔ ایک وعظ میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں آخرت کی طویل زندگی کیلئے عمل کرتے ہو اور دار زوال میں رہ کر دار البقاء کی تیاری کرتے ہو اور اس دار الحزن وملال میں دار الخلود والنعیم کیلئے عمل کرتے ہو۔ پس جو شخص یقین کی بنا پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی نفع حاصل نہیں کرتا ہے اے لوگو! کیا تمہیں کسی مخبر نے خبر دی ہے کہ تمہارا فلاں عمل خدا کے یہاں مقبول ہو گیا ہے یا تمہاری فلاں خطا اس نے معاف کر دی ہے انہوں نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ ذکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ذکر اللہ کا زبانی ہوتا ہے جو اچھا ہے جو اچھا ہے لیکن جو ذکر حلال و حرام کے وقت اس کا کیا جائے وہ افضل ذکر ہے۔ انہوں نے ایک وعظ کے دوران کہا لوگو عمل کرنے سے قبل سوچ لیا کرو تمہارا اس عمل سے منشاء و ارادہ کیا ہے اگر تمہارا عمل غیر اللہ کیلئے ہے تو پھر اپنے نفس پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو صالحاً للہ کی

رضا کیلئے کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینے میں جلد بازی نہیں کرتا وہ اپنی طرف رجوع کرنے والے کی بات قبول کرتا ہے اور اپنے سے پشت پھیرنے والے کو مہلت دیتا رہتا ہے۔

الجعد بن درہم: یہ پہلا شخص تھا جو خلق قرآن کا قائل تھا یہی آپ کا آخری قرآن ... مروان الجعدی جو مروان الحمار بھی کہلاتا تھا اسی شخص کی طرف منسوب تھا اس کا شیخ بھی الجعد بن درہم تھا جو اصلاً خراسان کا رہنے والا تھا جس کی بات مشہور ہے کہ یہ بنی مروان کے غلاموں میں سے تھا جعد بالعموم دمشق میں رہتا تھا اس کا گھر قلانسیین کے قریب کرجا کی جانب واقع تھا ابن عساکر کا بیان ہے جعد نے بدعت بیان بن سمعان سے سیکھی تھی۔ اور بیان نے اس خیال کو طالوت ابن اخت بن لبید بن الاعصم سے اخذ کیا تھا اور لبید نے اس عقیدے کو اس یمنی یہودی جادوگر سے اخذ کیا تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا۔ جعد نے اس خیال کو الجہم بن صفوان الخزری سے لیا تھا جو ترمذ میں رہتا تھا اور کہا ہے مقاتل بن سلیمان کے ساتھ اس کی مسجد میں بھی نماز پڑھتا تھا لیکن اس موضوع پر اس سے مناظرہ بھی کرتا تھا۔ اس عقیدے کی بنا پر اوداس کو اللہ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جہم کو اصبہان یا مرو میں سلم بن احوز نے قتل کر دیا تھا خلق قرآن کے خیال کو بشیر بن المریسی نے جہم سے ہی اخذ کیا تھا اور جہم سے احمد بن ابی داؤد نے لیا تھا جعد نے دمشق میں جہاں وہ مقیم تھا اس خیال کی لوگوں میں خوب اشاعت کی۔ جس کی بنا پر اس کو بنی امیہ نے طلب کیا تھا مگر وہ ان کے خوف سے بھاگ کر کوفہ چلا گیا تھا یہاں اس کی ملاقات جہم بن صفوان سے ہوئی جس نے جعد کے کہنے پر اس کا خیال قبول کر لیا اس کے بعد خالد القسری نے عید الاضحیٰ کے دن جعد کو ذبح کروا ڈالا۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ خالد نے بحیثیت امیر کوفہ جامع مسجد میں خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا تم قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول کرے گا لیکن آج میں جعد کی قربانی کروں گا جس کا خیال یہ ہے کہ خدا نے نہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے اور نہ ہی موسیٰ سے ہم کلام ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے نہایت بلند و بالا ہے یہ کہہ کر وہ منبر سے اترا اور منبر کے قریب ہی جعد کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ ایک سے زیادہ حفاظ نے کیا ہے جن میں بخاری، ابن ابی حاتم، البیہقی اور عبداللہ بن احمد شامل ہے اس امر کا ذکر ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ میں کیا ہے اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جعد بن درہم بار بار وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا اور جب وہ شام کو وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا تو غسل کرتا تھا اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اکثر و بیشتر سوالات کرتا تھا ایک دن وہب نے اس سے کہا اے جعد تجھ پر افسوس ہے ایسے سوالات نہ کیا کر میں تجھے برباد اور ہلاک ہونے والوں میں سمجھتا ہوں اگر اللہ ہمیں یہ خبر نہ دیتا کہ اس کے ہاتھ ہیں تو ہم اس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتے اسی طرح اگر وہ اپنے لئے سماعت، علم اور کلام وغیرہ کے الفاظ نہ لاتا تو ہم ان امور کے بارے میں خاموش ہی رہتے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان الفاظ سے اس کی کیا مراد ہے بظاہر یہ الفاظ مجاز کے طور پر استعمال ہوئے جن سے اس کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے بہر حال کچھ دن بعد ہی جعد کو پھانسی دے دی گئی اور وہ قتل ہو کر کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

۱۲۵ ہجری

الحافظ ابو بکر البزار کا بیان ہے کہ ایک حدیث جس کو عبد الملک بن زید نے مصعب بن مصعب سے انہوں نے زہری سے اور زہری نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ۱۲۵ھ میں دنیا کی زیب و زینت عروج پر ہوگی۔ یہی روایت ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابی کریب سے انہوں نے عبد الملک بن سعید بن زید بن نفیل سے انہوں نے مصعب بن مصعب سے اور انہوں نے الزہری سے بیان کی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں یہ حدیث غریب اور منکر ہے اور مصعب بن مصعب بن عبدالرحمن ابن عوف کے بارے میں الزہری نے کلام کیا ہے اور علی بن الحسین الجنید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس سال النعمان بن یزید بن عبد الملک نے بلاد روم میں الصائفہ کے مقام پر جنگ کا آغاز کیا اور اس کے ماہ ربیع الآخر میں امیر المومنین ہشام بن عبد الملک بن مروان کا انتقال ہوا۔

ہشام بن عبد الملک کی سوانح اور وفات کا ذکر ...... یہ ہشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہیں ابو الولید القرشی الاموی الدمشقی امیر المومنین ہیں۔ ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل المخزومی تھیں، دمشق میں ہشام بن عبد الملک کا مکان باب الخواصین کے قریب تھا۔ ان کی خلافت کی بیعت ان کے بھائی یزید بن عبد الملک کے انتقال کے بعد ۱۰۵ھ میں ماہ شعبان میں جمعہ کے دن کی گئی تھی۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔ یہ سرخ سفید رنگ کے خوبصورت آدمی تھے مگر بھینگے تھے، داڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے یہ عبد الملک کے وہ چوتھے لڑکے تھے جو خلافت پر متمکن ہوئے، عبد الملک نے خواب میں خود کو محراب پر چار دفعہ پیشاب کرتے دیکھا تو انہوں نے اس کی تعبیر سعید بن المسیب سے دریافت کی تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی۔ ان کے پشت سے چار لڑکے خلافت پر متمکن ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہشام عبد الملک کے لڑکوں میں آخری خلیفہ ہوئے۔

ہشام اپنی خلافت کے دوران بڑے ہوشیار اور عقلمند رہے مال جمع کرنے اور بخل سے کام لینے میں بھی خاص طور پر مشہور تھے یہ ذکی اور ذہین شخصیت کے مالک تھے ہر چیز کے حسن و قبح کو پرکھنے کی مہارت رکھتے تھے۔ ان پر بردباری اور وقار و تمکنت بھی تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شریف آدمی کو گالی دی اس نے جواب میں خلیفہ سے کہا آپ گالی دیتے ہیں حالانکہ آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہشام بہت شرمندہ ہوا اور کہا تم مجھ سے بھی اسی طرح کی بات کہہ کر مجھ سے انتقام لے لو۔

اس شخص نے جواب دیا پھر تو میں بھی تمہاری طرح نادان اور جاہل بن جاؤں اس پر ہشام نے کہا تو پھر اس کا معاوضہ لے لو۔ اس شخص نے جواب دیا میں وہ معاوضہ بھی نہیں لوں گا۔ اس پر ہشام نے کہا تو پھر خدا کے لئے مجھے معاف کر دو اس شخص نے کہا میں نے تمہیں خدا کیلئے معاف کر دیا۔ اس کے بعد ہشام نے عہد کیا کہ آئندہ وہ کبھی ایسا نہیں کریگا۔

اصمعی کہتے ہیں جب ایک شخص نے ہشام سے ہونے والی گفتگو کو اس طرح سنوایا، ہشام نے اس شخص سے کہا مجھ سے اس طرح گفتگو کرتے ہو، حالانکہ میں تمہارا خلیفہ ہوں ایک مرتبہ ہشام کو ایک شخص پر غصہ آیا تو اس نے اس سے صرف اتنا کہا خاموش ہو جاؤ ورنہ میں تم کو کوڑے لگاؤں گا۔ علی بن الحسین مروان بن الحکم کے چار ہزار دینار کے مقروض تھے لیکن مروان میں سے کسی نے علی بن الحسین سے اس کی پوچھ گچھ نہیں کی۔ جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے ان سے پوچھا مجھ سے کچھ تم پر تقاضا باقی تھا۔ علی بن الحسین نے جواب دیا بہت خوب جس کا ہم پر احسان ہے۔ ہشام نے جواب بھی دیا وہ ہمارا بھی تم پر باقی ہے، وہ ہم نے چھوڑ دیا لیکن مولف کہتا ہے مجھے اس معاملہ میں کچھ کہنا ہے علی بن الحسین کا انتقال معلوم ہو گیا تھا اور وہ ہشام کی خلافت سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے لہذا اس سوال و جواب اور قرض کی معافی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ہشام خونریزی کو نہایت برا سمجھتا تھا، زید بن علی اور ان کے بیٹے یحییٰ کا قتل نہایت ہی ناگوار ہوا تھا اس نے کہا تھا کاش ان دونوں کے قتل کے عوض مجھے اپنی ساری دولت و ملکیت دے دینی پڑتی۔ مجھے اس سے بھی دریغ نہ ہوتا ایک آدمی نے ہشام کے پاس دو پرندے بطور تحفہ بھیجے اس وقت ہشام اپنے تخت کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا اس نے حکم دیا کہ دونوں پرندے گھر میں بھیج دیئے جائیں تو اس شخص نے کہا مجھے بھی لانے کا کچھ انعام ملنا چاہئے ہشام نے کہا دونوں پرندوں میں سے ایک لے لو۔ عقال بن شبہ بیان کرتے ہیں میں ہشام کے پاس پہنچا وہ کپڑے سبز رنگ کی قبا پہنے ہوئے تھے مجھے خراسان بھیجا اور وصیت کی لیکن میری نظر ان کی قبا پر رہی۔ ہشام میرا مقصد سمجھ گئے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ قبا بہت اچھی لگی ہے میں نے خلافت سے قبل بھی اس طرح کی قبا آپ کے جسم پر دیکھی تھی۔ ہشام نے جواب دیا قسم ہے اس کے سوا کوئی دوسری قبا نہیں ہے میرے پاس جو کچھ مال ہے وہ تم سب لوگوں کا ہے عقال کہتے ہیں اس کے بعد ہشام کے بخیل ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

ابو عمر بن ابی الدنیا نے ہشام کے ایک مولیٰ سے اس کے حوالے سے لکھا ہے جنہوں نے بتایا کہ ایک روز ہشام اپنی خلافت میں آیا تو حضرت معصوم تھا اس موقع پر اس نے ابرش کی اولاد کو اپنے پاس بلانے کیلئے کہا اور جب وہ آگیا تو اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کا کیا حال ہو گیا ہے ہشام نے کہا مجھے پریشانی کیوں نہ ہو اہل نجوم کہتے ہیں کہ آج سے تینتیس دن میں تم ہو جاؤ گے ابرش بن الولید نے کہا ہم نے یہ بات کہی ہے چنانچہ جب اس وقت کی آخری رات آئی تو ہشام ... واقعہ یہ ہے ۱۲۵ھ تک اس سے پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکی تھی بہر حال وہ ۱۲۵ھ میں اس نے عقال مرگ اسکو دو کی حالت

تکلیف تھی جو ساری رات رہی، پھر ہشام نے حکم دیا سالم تم اپنے گھر جاؤ مجھے پہلے سے افاقہ ہے اور وہ ابھی میرے پاس موجود ہے سالم کہتے ہیں میں وہاں سے چل پڑا اور ابھی گھر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ لوگوں کی چیخ وپکار کی آواز کانوں میں آئی چنانچہ جب میں پہنچا تو ہشام انتقال کر چکے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ہشام نے اپنے بیٹوں پر ایک نظر ڈالی جو اس کے گرد جمع تھے اور رو رہے تھے اس وقت ہشام نے ان سے کہا میں نے تمہارے لئے دنیوی راہ ہموار کر دی ہے مگر تم ہو کہ رو رہے ہو میں نے تمہارے لئے بہت کچھ دولت چھوڑی ہے اور جو کچھ حاصل کیا ہے تمہارے ہی لئے ہے اگر اللہ نے ہشام کو نہ بخشا تو برا انجام ہوگا جب ہشام کا انتقال ہو گیا تو اس کے خزانے سربمہر کر دیئے گئے لیکن جب اس کے نہانے کیلئے پانی گرم کرنے کیلئے قمقموں کی ضرورت ہوئی تو اس کے لئے پیسے نہ تھے حتیٰ کہ عاریتاً مانگے گئے۔

ہشام کی وفات رصافہ میں ربیع الآخر ۱۲۵ھ کو بدھ کے دن ہوئی اس وقت اس کی عمر پچاس سے کے لگ بھگ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ساٹھ سال سے متجاوز ہو گئی تھی ان کی نماز الولید بن یزید نے پڑھائی جو ہشام کے بعد خلیفہ ہوا۔ ہشام کی مدت خلافت انیس سال ایک ماہ تھی۔ مؤلف کہتا ہے جب ہشام بن عبد الملک کا انتقال ہو گیا تو بنی امیہ کا بھی گویا جنازہ نکل گیا اور جہاد وقتال کے معاملات بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور بنی امیہ کے معاملات میں ایک گونہ اضطراب وخرابی پیدا ہونے لگی۔ اور اگرچہ ان کی خلافت سات سال مزید چلتی رہی مگر اختلافات واضطراب بڑھتا ہی رہا حتیٰ کہ بنو عباس نے ان پر خروج کیا اور بنو امیہ کو اقتدار سے بالآخر محروم کر کے ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔ اور خلافت پر مکمل قابض ہو گئے جس کی تفصیل حال مناسب موقع پر بیان ہوگی۔ انشاء اللہ۔

خدا کا شکر ہے کہ البدایہ والنہایہ جز نہم کی تکمیل ہوئی، اس کے بعد جز دہم شروع ہوگا۔

جس کا آغاز ولید بن یزید بن الملک کی خلافت سے ہوگا۔

ختم شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ابن کثیر ...... حصہ دہم

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت

واقدی کا قول ہے کہ ۶ ربیع الثانی بروز بدھ ۱۲۵ھ کو ولید بن یزید بن عبدالملک کو خلیفہ بنایا گیا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک کو ۳۴ سال کی عمر میں ربیع الثانی میں ہفتہ کے روز خلیفہ بنایا گیا کیوں کہ اس کے والد یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی ہشام کے بعد اپنے لڑکے ولید کو ولی عہد بنایا تھا ہشام نے ولی عہد بننے کے بعد اپنے بھتیجے ولید کا اعزاز و اکرام کیا حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی اور برے ہمنشینوں کی صحبت اور لہو و لعب کی مجالس غالب آ گئیں۔ ہشام نے ولید کو مذکورہ خرافات سے باز رہنے کا حکم دیا۔

۱۱۹ھ میں ولید کو امیر حج مقرر کیا گیا۔ ولید اس موقع پر اپنے ہمراہ کتے پوشیدہ طور پر شکاری کے صندوقوں میں بھر کر لے گیا دوران سفر ایک صندوق گر گیا لوگوں نے کتوں کی آوازیں سنیں جس کی وجہ سے انہوں نے کتوں کو اونٹوں پر لادنا چاہا لیکن ولید نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا۔

بعض کا قول ہے کہ اس موقع پر ولید نے کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کیا کیوں کہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو بیچ کعبہ پر نصب کر کے شراب اور لہو و لعب کے آلات لے کر اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں مجلس منعقد کرے لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد لوگوں کے اور ان کے اعتراضات کے خوف کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

جب ہشام کو اس کی غلط کاریوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھتیجے کو متعدد بار مذکورہ بالا برائیوں سے دور رہنے کا حکم دیا لیکن ولید نے اپنے چچا کی ہدایت پر بالکل عمل نہیں کیا اور مسلسل بری عادتوں پر چلتا رہا بالآخر ہشام نے ولید کو اس کے عہدہ سے معزول کرنے کا عہد کر لیا کاش وہ ایسا کر لیتا۔ امراء، اس کے ماموں اور اہل مدینہ کی ایک جماعت نے بھی اس بارے میں ہشام کی حمایت کا اعلان کیا لیکن ہشام اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا حتیٰ کہ ایک روز ہشام نے ولید کو غضبناک ہو کر کہا "تو ہلاک ہو بخدا قسم مجھے تو تیرے اسلام پر قائم رہنے میں شک ہے اس لئے کہ تو علی الاعلان تو برائی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقع پر ولید نے ہشام کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے:

(۱) اے اور دین کے بارے میں سوال کرنے والے ہم ابوشاکر کے دین پر قائم ہیں۔

(۲) ہم اسے کبھی خالص گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں۔

ہشام اپنے لڑکے مسلمہ پر غضبناک ہو کر (جو ابوشاکر کے نام سے موسوم تھا) اسے کہنے لگا کہ تو ولید کی مانند بننا چاہتا ہے حالانکہ میں تجھے خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ پھر ہشام نے سن ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر حج مقرر کیا اس نے وقار اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، مکہ اور مدینہ کی عوام میں مال تقسیم کیا اور اس وقت اہل مدینہ کے غلام نے یہ اشعار کہے:

(۱) .. اے ولید! جس شخص کو تو عہد سپرد کرنے کے بارے میں سوال کرتا ہے ہم اس کو شمار کر کے دیکھ چکے ہیں۔

(۲) جو تمہارے سینے کی گہرائی میں [illegible] ہے [illegible] ہے۔

ولید کے بُرے اخلاق اور منکرات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ولید اور ہشام میں کشیدگی بڑھ گئی حتیٰ کہ ہشام نے اس سے قطع تعلق کر کے اپنے لڑکے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ولید جنگلات کی طرف بھاگ گیا اس کے بعد ولید اور ہشام کے درمیان بڑے سخت الفاظ میں مراسلت ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ ولید کو تکلیف دینے والوں میں گھبراہٹ بڑھ گئی کہ اسی دوران ہشام کی وفات ہوگئی اس رات ولید بہت پریشان تھا اپنی پریشانی کا اظہار اس نے اپنے بعض ساتھیوں کے سامنے بھی کیا اس نے کہا کہ آج کی رات [illegible] خیال میں آتا ہے [illegible] ہم کوئی خوشخبری سنیں گے ولید نے عشاء پڑھی [illegible] اسی دوران وہ ہشام ہی کی [illegible] ولید نے [illegible] سے خوشخبری کی آواز سنائی دی اور گھوڑوں کی آواز [illegible] اس بات سے [illegible] کہ خلیفہ [illegible] ہے تو اس نے بعض ساتھیوں سے کہا کہ تم ہلاک ہو یہ ہشام کے ایلچی ہیں اللہ ان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ ایلچی جب ولید کے قریب پہنچے تو اس کے سامنے پیدل چلے گئے انہوں نے سلام کر کے خلافت کی خوشخبری دی۔ ولید نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ کیا ہشام کی وفات ہوگئی؟ انہوں نے کہا ہاں! ولید نے پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دیوان کے مہتمم سالم بن عبدالرحمٰن نے۔ پھر ولید نے ان سے خط لیا ولید نے وہ خط پڑھا پھر اس نے لوگوں کے احوال اور ہشام کے بارے میں ان سے پوچھا انہوں نے تمام حالات اسے بتائے ولید نے اسی وقت ہشام کے اہل و عیال کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا اس نے یہ اشعار بھی پڑھے

(۱) ہائے افسوس! اگر ہشام زندہ ہوتا تو اپنے بعد [illegible] دیکھتا

(۲) ہم نے اس کے ساتھ [illegible] سے وزن کر کے [illegible] ہم نے اس [illegible] بھی [illegible]

(۳) ہم نے خلاف شریعت کوئی کام نہیں کیا ہم نے قرآن کے احکام کے مطابق عمل کیا

زہری ہشام کو ولید کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا تاکہ ولی عہدی سے معزول کرنے کے بارے میں ہشام کو پختہ ارادہ کرا دے لیکن ہشام نے زہری کی بات نہ مانی اور لوگوں کی ملامت کے خوف سے ولید کو خلافت سے معزول نہیں کیا۔ ولید زہری کی باتوں کو جانتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر [illegible] زہری نے ولید سے کہا کہ اللہ [illegible] ہے [illegible] اتفاق سے ولید کی خلافت سے پہلے زہری کی وفات ہوگئی۔ پھر ولید نے ہشام کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا اور خود اسی وقت دمشق کی طرف روانہ ہوا اس کو ہر طرف سے بیعت کی خبریں آنے لگیں اور لوگ اس کے پاس آنے لگے ہشام کے کاتب سالم بن عبدالرحمٰن نے اس کے پاس خط بھیجا جس میں اس نے ولید کی خلافت کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ ہشام کی [illegible] ہم [illegible] لوگوں سے بیعت لی گئی آپ کے خلیفہ بننے پر [illegible] اگر [illegible] تو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

پھر ولید نے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا اور [illegible] کے لئے [illegible] کے [illegible] مقرر کئے [illegible] سے خوشبو [illegible] مختلف [illegible] اہل شام اور [illegible] کے عطیات میں اضافہ کر دیا۔

ولید [illegible] کی تعریف [illegible] اشعار [illegible] کی تعریف کرتے ہوئے کہا

(۱) [illegible] تمہارے [illegible] ہوں۔

(۲) [illegible] سے جا کے [illegible] طرف سے [illegible] ہوں گے۔

(۳) تمہارا [illegible] کہ [illegible] رہے ہیں۔

اسی سال ولید نے اپنے دو بیٹوں حکم اور عثمان کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور عراق اور خراسان کے امیر یوسف بن عمر کے پاس بیعت کا پیغام پہنچایا اس نے خراسان کے نائب امیر نصر بن سیار کے پاس پیغام بھیجا اس کے بعد نصر نے ان کی بیعت کے بارے میں

ایک فصیح و بلیغ اور طویل خطبہ دیا۔ ابن جریر نے وہ خطبہ بھی نقل کیا ہے۔ اس کے بعد مشرق و مغرب میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ ولید نے نصر بن سیار کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ خراسان کے بااختیار امیر ہیں۔

اس کے بعد یوسف بن عمر ولید کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ولید سے خراسان کی امارت کا سوال کیا۔ ولید نے اس کی فرمائش پوری کر دی۔ اس کی پوزیشن ویسی ہی ہو گئی جیسے ہشام کے زمانے میں تھی۔ نصر بن سیار کو اس کا ماتحت کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو مع اہل و عیال تحفے تحائف لے کر ولید کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ نصر بن سیار نے ایک ہزار غلام اور باندیاں اونٹوں پر لاد کر اس کے علاوہ دیگر بہت سا سامان سونا چاندی لے کر ولید کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ ولید نے بھی اسے سارنگی، دہاے، گھونگرو، تیز رفتار ترکی گھوڑوں کے علاوہ دیگر لہو و لعب کے آلات کے ساتھ جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ لوگوں کو نصر بن سیار کی یہ بات پسند نہیں آئی۔ جب نجومیوں نے نصر بن سیار کو شام میں ہونے والے فتنے کے متعلق پیش گوئی کی، اس کی وجہ سے نصر بن سیار نے آنے میں تاخیر کی۔ پھر نصر بن سیار کو راستے ہی میں انہوں نے ولید کے قتل کی خبر دی اور یہ کہ شام اس وقت فتنوں کی زد میں ہے۔ نصر بن سیار ولید کے قتل کی خبر سن کر اپنا سارا سامان لے کر ایک شہر میں اقامت پذیر ہو گیا۔ نصر بن سیار کو یوسف بن عمر کے عراق سے فرار ہونے اور حالات کشیدہ ہونے کی بھی خبر ملی۔ یہ سب کچھ ولید کے قتل کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی کو مکہ، مدینہ کا گورنر بنایا اور اسے ہشام بن اسماعیل مخزومی کے دونوں لڑکوں ابراہیم اور محمد کو مدینہ میں ذلت کے ساتھ گھمانے کا حکم دیا کیونکہ وہ دونوں اس کے ماموں ہشام کے بیٹے تھے۔ ولید نے ان محمد اور ابراہیم دونوں کو عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالے کرنے کا بھی حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا۔ عراق کا نائب حاکم ان دونوں کو تکالیف دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے پاس ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔ اس نے ان کا کافی مال بھی چھین لیا۔

اسی سال میں یوسف بن محمد نے یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنا دیا گیا۔ سال رواں ہی میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کی ماتحتی میں اہل قبرص کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ ان کو روم اور شام منتقل ہونے کا اختیار دے دے۔ چنانچہ بعض لوگ مسلمانوں کے پاس شام منتقل ہو گئے بعض روم ہی کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے محمد بن علی سے ملاقات کر کے ابو مسلم کا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا۔ محمد بن علی نے ان سے سوال کیا کہ ابو مسلم آزاد تھا یا غلام؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو آزاد ظاہر کرتا تھا لیکن اس کا آقا اس کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا۔ انہوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم اور تیس ہزار کی پوشاک بھی پیش کی۔ محمد بن علی نے ان سے کہا کہ شاید آئندہ ہماری ملاقات نہ ہو، اگر میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرے بعد میرا بیٹا ابراہیم بن محمد تمہارا امیر ہوگا۔ اس کے بارے میں، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کی شان کہ اسی سال ذی القعدہ کے اختتام پر محمد بن علی کے والد کی وفات کے سات سال بعد انتقال ہو گیا۔

اسی سال یحییٰ بن زید بن علی کا خراسان میں انتقال ہو گیا۔ اسی سال مکہ مدینہ طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو حج کرایا۔ عراق کا امیر یوسف بن عمر اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔ خراسان کا امیر وفود کے ساتھ تحفے تحائف لے کر امیر المومنین ولید کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ولید کی وفات ہو گئی۔

خواص کی وفات

محمد بن علی: یہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ المدنی جو سفاح اور منصور کے والد ہیں، اپنے والد اور دادا سعید بن جبیر اور ایک جماعت سے روایت کی ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے دونوں بیٹے ابو العباس عبداللہ السفاح، ابو جعفر عبداللہ المنصور رہیں) نے روایت حدیث کی۔ عبداللہ بن محمد حنفیہ نے اپنے بعد ان کو خلیفہ بنانے کی وصیت کی تھی ان کے پاس اسرار کا علم بھی تھا۔ انہوں نے ان کو ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد

کے خلیفہ بننے کی خوشخبری دی۔ ۱۰۷ھ میں اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی، جس کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ اسی یا اس سے پہلے اس کے بعد آنے والے سال ۱۲۴ھ میں وفات ہوگئی۔ عبداللہ بن محمد بن حنفیہ حسین وجمیل انسان تھے۔ اس نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابراہیم کے بارے میں ولی عہد بنانے کی وصیت کی تھی لیکن ابراہیم کے بجائے اس کے لڑکے سفاح کی حکومت کو غلبہ حاصل ہو گیا اس نے ۱۳۲ ہجری میں جیسا کہ عنقریب آئے گا بنو امیہ سے حکومت چھین لی۔

یحییٰ بن زید — یہ یحییٰ بن زید ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں کیونکہ سن ۱۲۱ ہجری میں اس کے والد زید کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے یحییٰ بن زید مسلسل خراسان میں حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس روپوش رہا حتیٰ کہ اس دوران ہشام کی وفات ہوگئی۔ اس وقت یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے معاملے سے آگاہ کیا تھا۔ نصر بن سیار نے عقیل بن معقل لیثی کے واسطے سے بلخ کے نائب حاکم کو حریش کے پاس یحییٰ بن زید کی روپوشی سے آگاہ کیا تھا۔ بلخ کے نائب حاکم نے حریش کو حاضر کر کے چھ سو کوڑے لگوائے لیکن اس نے یحییٰ کے بارے میں بالکل نشاندہی نہیں کی پھر اس کے لڑکے نے یحییٰ کے بارے میں نشاندہی کر دی اس کو جیل میں ڈال دیا گیا اس کے بعد نصر بن سیار نے یوسف کو اس کی اطلاع کر دی اس نے ولید بن یزید کو یحییٰ کی گرفتاری سے آگاہ کیا ولید نے نصر بن سیار کو حکم دیا کہ یحییٰ کو جیل سے نکال کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس بھیج دو۔ نصر بن سیار نے اسے رہا کر کے دمشق کی طرف روانہ کر دیا دوران سفر نصر نے یحییٰ سے خطرہ محسوس کیا جس کی وجہ سے نصر نے یحییٰ کے مقابلے میں دس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ یحییٰ بن زید نے سب کو شکست دے دی ان کے امیر کو گرفتار کر لیا ان کا بہت سا مال چھین لیا پھر ایک اور لشکر اس کے مقابلے میں آیا۔ اس نے یحییٰ بن زید سے مقابلہ کر کے تمام ساتھیوں سمیت اس کا سر قلم کر دیا (اللہ ان سب پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۲۶ ہجری

ولید بن یزید بن عبدالملک کی وفات اور اس کے حالات کا بیان — یہ ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابوالعباس الاموی الدمشقی ہیں۔ گزشتہ سال ان کے چچا کی وفات کے بعد ان کے والد کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی۔ ان کی والدہ ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی ہیں۔ سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ ہے۔ سن وفات ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۶ھ ہے۔ ان کا قتل لوگوں میں بڑے فتنے کے ظہور کا سبب بنا۔ بہرحال یا اپنے فسق یا زندیقیت کی وجہ سے قتل ہوئے۔

امام احمد کا قول ہے کہ ہم سے ابو مغیرہ نے ان سے ابن عیاش نے بواسطہ اوزاعی، زہری اور سعید بن مسیب کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے (کہ آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی انہوں نے اس کا نام ولید رکھا اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام فرعون کے نام پر رکھا کیونکہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا جو فرعون سے بڑھ کر فسادی ہوگا۔)

حافظ ابن عساکر کا قول ہے کہ ولید بن مسلم معقل بن زیاد، محمد بن کثیر، بشر بن بکر نے اس حدیث کو اوزاعی سے مرسلاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کثیر نے سعید بن مسیب کا واسطہ ترک کر کے تمام اسانید الفاظ اور تمام طرق کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ یہ روایت مرسلاً حسن ہے۔ انہوں نے (محمد عن محمد بن عمر بن عطاء عن زینب بنت ام سلمة عن امها) کے طریق سے روایت نقل کی ہے (کہ میرے پاس مغیرہ خاندان کا ایک لڑکا تھا آپ علیہ السلام تشریف لائے آپ نے اسے دیکھ کر ارشاد دیا تم اس کا نام تبدیل کر دو کیونکہ عنقریب میری امت میں ولید نام سے ایک فرعون پیدا ہوگا۔)

ابن عساکر نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن مسلم، ثنا محمد بن غالب الانطاکی، ثنا محمد بن سلیمان بن ابی داؤد، ثنا صدقہ عن ہشام بن الغاز عن

مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدۃ بن جراح کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت عدل پر قائم رہے گی حتی کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کریگا۔

ولید کے قتل اور اس کی حکومت کے زوال کا بیان ...... یہ شخص اعلانیہ گناہ کرنے والا، بدکاریوں پر مصر اور اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرنے والا تھا۔ گناہوں سے بالکل باز نہیں آتا تھا۔ اسی لئے بعض افراد نے اس پر زندیقیت اور دین کو ختم کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

لیکن اس کی بابت یہ ظاہر ہوا کہ وہ ایک شاعر بے حیا اللہ کا نافرمان علی الاعلان فواحش کا مرتکب اور خلافت سے پہلے اور اس کے بعد کسی سے حیاء نہ کرنے والا انسان تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کا بھائی سلیمان بھی اس کے قاتلین میں شامل تھا کیونکہ خود اس کا اپنے بھائی ولید کے متعلق یہ قول تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شراب نوش، بے حیا اور فاسق شخص تھا۔ اس کی ان خرابیوں نے ہی میرے نافرمان نفس کو اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔

معافی بن زکریا نے ابن درید اور ابی حاتم کے واسطے سے عتبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن یزید ایک حسین و جمیل سفری نامی نصرانی عورت کو دیکھ کر اس کا عاشق بن گیا تھا۔ اس نے ایک شخص کے ذریعے اسے برائی پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن عورت نے انکار کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں عید کی وجہ سے نصاریٰ کا کنیسہ میں اجتماع ہوا۔ ولید قریب ہی ایک باغ میں چلا گیا اور اس نے پاگلوں کا بھیس اپنا لیا۔ عورتیں کنیسہ سے باغ میں آ گئیں ان میں اس کی معشوقہ بھی تھی۔ ولید نے خوب اچھی طرح اس کی زیارت کی، اس سے باتیں کیں اور کافی حد تک اسے دلی سکون حاصل ہو گیا۔

سفری باہر آئی تو دوسری عورتوں نے اسے شرمسار کرتے ہوئے کہا تو (ہلاک ہو) اسے پہچانتی بھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں پھر اسے بتایا گیا کہ یہ ولید ہے۔ اب وہ اس پر مہربان ہو گئی ولید تو اس کے مہربان ہونے سے پہلے ہی اس پر مہربان ہو گیا تھا۔ ولید نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے:

(۱) ـــــ اے ولید اپنے مغموم دل کو خوش کر جو قدیم زمانہ سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔
(۲) ـــــ اس حسین و جمیل نرم و نازک عورت کی محبت سے دل خوش کر جو عید کے روز کنیسہ سے ہمارے لئے نمودار ہوئی۔
(۳) ـــــ میں مسلسل اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا حتی کہ میں نے اسے لکڑی کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔
(۴) ـــــ میری جان ہلاک ہو تم میں سے کس نے صلیب کی طرح معبود دیکھا ہے؟
(۵) ـــــ میں نے اللہ سے اس کی جگہ پر ہونے کی دعا کی۔

جب لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو گیا اور اس کا مکر و فریب سب پر ظاہر ہو گیا تو ولید نے سفری کے بارے میں دو شعر کہے بعض کا قول ہے کہ ولید نے خلیفہ بننے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے:

(۱) اے سفری! تیری شراب نوشی کیا خوب ہے اگرچہ لوگ مجھے نصرانی اور شراب نوشی کا طعنہ دیتے ہیں۔
(۲) ـــــ پورے دن بے کھٹکے گزارنا اور ظہر اور عصر کی نماز چھوڑنا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔

ابو الفرج المعافی بن زکریا الجریری (جو ابن طرار النہروانی سے مشہور ہیں) کا قول ہے کہ ولید کی بے دینی اور فسق و فجور کی باتیں بے شمار ہیں ہم نے نظم میں اس کی کفریہ باتیں اور گمراہ کن باتوں کی تردید کی ہے۔

ابن عساکر نے سنداً بیان کیا ہے کہ ولید نے حیرہ میں ایک شراب نوش کے بارے میں سنا تو اس نے دو ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی شراب کے تین رطل لے لئے۔ فارغ ہو کر اس نے شراب نوش کے لئے پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو الفرج کا قول ہے کہ بعض افراد نے ولید کی غلط باتوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ بیان کیا ہے۔ میں نے بھی اس کے کچھ حالات اور وہ اشعار (جو اس کی بے وقوفی، دینی کمزوری، بیہودہ باتوں، قرآن اور اللہ اور رسول کے انکار پر مشتمل ہیں) نقل کئے ہیں اور اس کے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار اور اس کا حق و باطل کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اللہ سے رضا اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

ابو بکر بن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ ہم سے سلیمان بن ابی شیخ نے صالح بن سلیمان کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا اور

کہنے لگا کہ میں حج کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کروں گا۔ لوگوں نے اس کے گھر سے نکلنے کے وقت اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، پھر وہ خالد بن القسری کے پاس آئے لوگوں نے ان کو اپنے ساتھ حج پر لے جانے کی درخواست کی لیکن خالد نے انکار کر دیا، لوگوں نے اس سے کہا کہ ہماری اس بات کو ولید سے مخفی رکھنا انہوں نے کہا کہ بہتر! لوگوں کے جانے کے بعد خالد نے ولید کے پاس آ کر کہا کہ آپ حج پر نہ جائیں اس لئے کہ مجھے تیرے متعلق لوگوں سے خطرہ ہے۔

ولید نے خالد سے کہا کہ ان لوگوں کا نام بتا دے ورنہ تجھے یوسف بن عمر کے حوالے کر دوں گا، خالد نے کہا کہ خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے حوالے کر دے لیکن ان کا نام ظاہر نہ کروں گا، اس کے بعد ولید نے خالد کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، یوسف نے خالد کو سزا دے کر اسے قتل کر دیا۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے بتانے سے انکار کر دیا تو ولید نے خالد کو جیل میں ڈال دیا پھر جیل سے نکال کر یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، یوسف نے اس کے اموال چھین کر اس کو قتل کر دیا۔

بعض کا قول ہے کہ یوسف ولید کے پاس آیا تو اس نے ولید سے خالد کو پچاس لاکھ میں خرید لیا پھر اس کے مال پر قبضہ کر کے اسے مار مار کر ہلاک کر دیا، اہل یمن کو اس پر بہت غصہ آیا انہوں نے ولید کے خلاف بغاوت کر دی۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ ہم سے مصعب بن عبداللہ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ولید کا تذکرہ ہوا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ زندیق تھا اس پر مہدی نے کہا کہ اللہ کی خلافت اس کے پاس اس بات سے زیادہ بڑی تھی کہ اسے زندیق بنائے۔

احمد بن عمیر حوصا الدمشقی کا قول ہے کہ ہم سے عبدالرحمن بن حسن نے ولید بن مسلم حصین بن ولید کے واسطہ سے ازہری بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ام الدرداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ شام اور عراق کے درمیان جب بنو امیہ کا ایک نوجوان ظلماً قتل کیا جائے گا تو اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور اس کا خون ناحق زمین پر بہایا جائے گا۔ یہ امام ابو جعفر بن جریر طبری کا قول ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا ولید بن یزید کو قتل کرنا —— گزشتہ صفحات میں ہم نے ولید بن یزید کے فسق وفجور، گمراہی، بے وقوفی، نماز اور دیگر امور دینیہ سے کمزوری کا ذکر کر دیا۔ خلیفہ بننے کے بعد اس کے فسق وفجور، لہو ولعب، شکار بازی، شراب نوشی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا، امراء، رعایا و فوج نے اس کی ان مذموم حرکتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ خود اس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا تھا کہ ہلاک ہو گیا مزید اس نے خراسان کی سب سے بڑی فوج یمانیہ کو خراب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے چچا ہشام کے دونوں لڑکوں کو بھی اپنا مخالف بنا لیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس کے قدیم عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا وہ اس کو سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے خالد کو قتل کر دیا لوگوں کو خالد کے قتل پر بہت غصہ آیا جیسا کہ ہم عنقریب اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

سلیمان بن جریر نے سنداً بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے عم زاد ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کے سر اور داڑھی کے بال نوچ ڈالے پھر اسے عمان جلاوطن کر کے جیل میں بند کر دیا وہ ولید کی وفات تک وہیں رہا اس نے اپنے چچا ولید بن عبدالملک کے خاندان کی باندی پر قبضہ کر لیا، عمر بن الولید نے باندی کی واپسی کے بارے میں اس سے گفت وشنید کی لیکن اس نے اسے واپس کرنے سے انکار کر دیا، عمر بن ولید نے کہا کہ جب تمہاری فوج کے گرد چھانے والے جمع ہوں گے اس وقت تم پر اصل حقیقت واضح ہو جائے گی، اس نے یزید بن ہشام کو گرفتار کر کے اس کے دونوں لڑکے حکم و عثمان کے لئے لوگوں سے بیعت لے لی حالانکہ وہ اس وقت دونوں نابالغ تھے یہ بات بھی لوگوں پر گراں گزری انہوں نے اسے نصیحت کی اور اس سے روکا لیکن کوئی بات کارگر ثابت نہیں ہوئی۔

مدائنی کا قول ہے کہ لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری انہوں نے بنو ہاشم اور بنو ولید پر کفر و زندقیت، اپنے آباء کی امہات سے خلوت و لواطت وغیرہ کا الزام لگایا لوگوں کا قول ہے کہ انہوں نے سو طوق تیار کئے تھے ہر طوق پر بنو ہاشم کے ایک فرد کا نام لکھا ہوا تھا، اسے قتل کرنے کے لئے لوگوں نے اس پر زندقیت کا الزام لگایا سب سے زیادہ الزام تراشی کرنے والا یزید بن ولید بن عبدالملک تھا لوگوں کا رجحان بھی اسی کی طرف تھا۔ کیونکہ ظاہرا

وہ متقی اور متواضع انسان تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ ہم ولید کے بارے میں اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک لوگ اس پر حملہ کر کے اسے قتل نہ کر دیں اس کام کے لئے یزید بن ولید نے یمانیہ قضاعہ امراء کی ایک جماعت کے ولید بن عبد الملک کے ساتھ تیار کیا اس کام کا سرغنہ سادات بنو امیہ سے بھی یزید بن ولید بن عبد الملک تھا جو مصلح، دیندار اور متقی انسان تھا انہی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا لیکن اس نے اس کی بات پر عمل نہیں کیا اس نے کہا کہ اگر مجھے خطرہ ہوتا تو میں تجھے گرفتار کر کے اس کے پاس بھیج دیتا۔

اسی زمانے میں دمشق میں وبا پھیلی جس کی وجہ سے لوگوں نے دمشق سے نقل مکانی شروع کر دی، ولید نے بھی دو سو افراد کے ہمراہ دمشق کے بالائی حصے کی طرف نقل مکانی شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے لئے راہ ہموار ہو گئی۔ اس کے بھائی عباس نے اس کو ولید کے قتل کی شدت سے منع کیا لیکن اس نے اپنے بھائی کی بات ٹھکرا دی اس پر اس کے بھائی عباس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)…… میں تجھے پہاڑی شکل بلند فتنوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔
(۲)…… عوام تمہاری سیاست سے بیزار ہو چکی ہے تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑو۔
(۳)…… بھیڑیوں جیسے لوگوں کو اپنا گوشت مت کھلاؤ۔
(۴) اپنے بیعت کو اپنے ہاتھوں سے مت چاک کرو، کیونکہ اس وقت حسرت اور ندامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

جب یزید کا معاملہ مضبوط ہو گیا بیعت کرنے والوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا ولید کی غیر موجودگی میں دمشق میں داخل ہو گیا۔ رات کے وقت اکثر دمشقی باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اس کو اطلاع ملی کہ اہل مزہ نے اپنے سردار معاویہ بن مصاد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یزید کچھ ساتھیوں کو لے کر پیادہ اس کے پاس گیا رات کے وقت انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر وہ اس میں داخل ہو گئے یزید نے بیعت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی معاویہ بن مصاد نے بھی اس کی بیعت کر لی اس کے بعد یزید سیاہ گدھے پر سوار ہو کر قادہ کے راستے دمشق پہنچ گیا اس کے ساتھیوں نے اسے قسم دے کر کہا کہ وہ دمشق میں بغیر ہتھیار کے داخل نہ ہو۔ چنانچہ وہ کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا۔

ولید نے اپنی غیر موجودگی میں دمشق پر عبد الملک بن محمد بن حجاج بن یوسف ثقفی اور پولیس افسر ابو العاج کثیر بن عبد اللہ السلمی کو مقرر کیا تھا۔ جمعہ کی شب مغرب اور عشاء کے درمیان یزید کے ساتھی باب فرادیس کے پاس جمع ہو گئے۔ عشاء کی اذان کے بعد وہ مسجد میں داخل ہو گئے، جب مسجد میں یزید کے حامیوں کے علاوہ کوئی نہیں رہا تو انہوں نے یزید کے پاس پیغام بھیجا وہ آ گیا اس نے حجرے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا خادم نے اسے کھول دیا وہ اس میں داخل ہو گئے انہوں نے ابو العاج کو نشے کی حالت میں پایا اس کے بعد انہوں نے بیت المال کے اموال پر قبضہ کر لیا اور وہ اسلحہ سے مضبوط ہو گئے اس کے بعد یزید نے شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ شہر کے دروازے سے جو ناواقف شخص کو داخل نہ ہونے دیا جائے صبح ہونے کے بعد تمام قبیلوں کے لوگ چاروں طرف سے آ گئے اور وہ دوسرے تمام دروازوں سے داخل ہو گئے ہر محلہ کا باشندہ اپنے قریبی دروازے سے داخل ہو گیا، یزید کے ارد گرد بہت سے حامی جمع ہو گئے سب نے اس کی بیعت کر لی اس موقع پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱)…… بوقت صبح سردار کے پاس گھروں میں ان کے مددگار آ گئے۔
(۲)…… بنو کلب گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آ گئے جو تلواروں اور نیزوں پر مشتمل تھا۔
(۳)…… ان کے پاس شیبان ازد، عبس، لخم کے لوگ حامی اور مدافع بن کر آئے۔
(۴)…… غسان، صیان، قیس اور تغلب کے لوگ نیزے بلند کئے ہوئے ان کے پاس آئے جو سست اور بد طینت شخص ان سے دور رہا۔
(۵)…… صبح ہونے سے پہلے ہی وہ حکومت کے مالک بن گئے انہوں نے ہر سرکش اور متکبر شخص سے عہد و پیمان لیا۔

یزید بن الولید نے عبد الرحمن بن مصاد کو شہسواروں کے ساتھ دمشق کے نائب حاکم عبد الملک بن محمد بن حجاج کو لانے کے لئے قطنا کی طرف بھیجا اور اس کے لئے یزید نے امان کا اعلان کیا۔ وہ وہاں پر قلعہ بند تھا جب وہ دمشق کے نائب حاکم کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کے پاس بیس ہزار دینار کی دو تھیلیاں پائیں جب وہ مزہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصاد کے ساتھیوں نے انہیں مالی پیشکش کی۔ لیکن انہوں نے خیانت کے خوف سے اسے قبول نہیں کیا پھر وہ اس مال کو یزید کے پاس لے آئے اس نے اس مال سے دو ہزار کے قریب لشکر تیار کر کے اپنے بھائی عبد العزیز

بن الولید بن عبدالملک کی ماتحتی میں ولید بن یزید کی گرفتاری کے لئے روانہ کیے۔ ولید کا ایک غلام تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ لے گیا کہ ولید کے پاس پہنچ کر گھوڑا ہلاک ہو گیا غلام نے ولید کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ لیکن اس نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ اسے مارنے کا حکم دیا پھر متواتر اس کے پاس اس قسم کی خبریں آتی رہیں اس کے بعض ساتھیوں نے اسے حمص منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ وہ ایک محفوظ شہر ہے۔ ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا کہ میری قوم کے ہاں تدمر میں اتر جاؤ لیکن اس نے کسی کی بات نہیں مانی بلکہ دو سو شہسواروں کے ساتھ صحرا پر سوار ہو کر چل دیا۔

یزید کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کیا راستے کے درمیان مختلف مقام پر انہوں نے اسے گھیر لیا ولید آخر اپنے قلعہ میں روپوش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اس کے مددگاروں میں سے عباس بن ولید سے آ پہنچے گے۔ ولید کے پاس اپنی آمد کا پیغام بھیجا ولید نے تخت پر بیٹھ کر اعلان کیا کہ مجھ پر حملہ کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے جب کہ میں شیروں اور سانپوں پر حملہ کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد عبدالعزیز بن ولید دو ہزار شہسواروں میں سے آٹھ سو جانبازوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا دونوں جانب سے صف بندی ہو گئی شدید جنگ ہوئی۔ عباس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت قتل ہوئی ان کے سر ولید کے پاس لائے گئے حالانکہ عباس بن ولید ولید کی مدد کے لئے آیا تھا۔ پھر اس کی طرف سے اس کے بھائی عبدالعزیز کو بھیجا گیا اس کو زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کر لی سب بھائیوں نے ولید سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔

جب ان کے آدمیوں کو علم ہوا تو سب ولید کے پاس سے بھاگ کر یزید سے آ ملے ولید کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی ولید نے قلعہ میں پناہ لے لی مخالفین نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا ولید نے قلعہ کے دروازے کے نزدیک آ کر اعلان کیا کہ مجھ سے کوئی شریف آدمی آ کر بات کرے۔ یزید بن عنبسہ اس سے بات کرنے کے لئے آگے بڑھا ولید نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا میں نے تم سے موت کو دور نہیں کیا؟ کیا تمہارے فقراء کی مدد نہیں کی؟ کیا تمہاری خواتین کا خیال نہیں رکھا؟ یزید نے کہا کہ محارم کی بے حرمتی کرنے، شراب نوشی کرنے، اپنے باپ کی اولاد کی امہات سے نکاح کرنے، اللہ کے احکام کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے ہم تجھ سے ناراض ہیں ولید نے اس کی باتیں سن کر کہا کہ اے سکاسک کے بھائی تو نے بہت کچھ کہہ دیا اللہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں میرے لئے گنجائش بھی ہے قسم بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو ہمیشہ فتنوں میں مبتلا ہو گے تمہارے معاملات بھی درست نہیں ہوں گے کبھی تمہارا اتحاد نہیں ہو سکے گا۔

آپ کا قتل اور سر یزید کے دربار میں ۔۔۔۔ اس کے بعد وہ محل میں چلا گیا قرآن کھول کر اس کی تلاوت شروع کر دی اور کہنے لگا کہ آج کا دن یوم عثمان کی طرح ہے پھر اس نے توبہ کر لی مخالفین دیوار پھاند کر اس تک پہنچ گئے سب سے پہلے پہنچنے والا شخص یزید بن عنبسہ تھا وہ تلوار لے کر ولید کی طرف بڑھا ولید نے اسے دور رہنے کا حکم دیا اس نے یزید کو گرفتار کرنے کی کوشش کی اتنے میں دس افراد نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا اور مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے اسے گھسیٹا خواتین نے چیخنا چلانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے اسے چھوڑ دیا ابو علاقہ قضاعی نے اس کا سر کاٹ دیا اس کے پاس جو چیزیں تھیں ان کو محفوظ کر لیا پھر اس کا سر دس افراد منصور بن جمہور، روح بن مقبل بن کلب کا غلام بشر، عبدالرحمن الطلس وغیرہ لے کر یزید کے پاس گئے سلام کر کے انہوں نے ولید کے قتل کی خوشخبری سنائی یزید نے ہر ایک کے لئے دس ہزار دینار کا اعلان کیا روح بن بشر بن مقبل نے کہا کہ امیر المومنین میں فاسق کے قتل پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں یزید نے سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد تمام لشکر یزید کے پاس لوٹ آئے سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت شروع کی یزید نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ اگر تو اس کام پر راضی ہے تو میری مدد کر۔ ولید کا سر لانے والے کے لئے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا گیا۔ ۱۲۶ ہجری یا ۱۲۹ ہجری جمادی الثانی جمعرات کی شب یا جمعہ کے دن اس کا سر یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اس کا سر نیزہ پر لٹکانے کے بعد اسے شہر کا گشت کرانے کا حکم دیا۔ یزید سے کہا گیا کہ نیزہ پر خارجی کا سر لٹکایا جاتا ہے لیکن اس نے کہا قسم بخدا میں اس کا سر ضرور لٹکاؤں گا اس کے بعد یزید نے ایک ماہ تک اس کا سر نیزہ پر لٹکا کر رکھا پھر ایک شخص کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا پھر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اس کے بھائی نے کہا کہ اس کے لئے

بات ہو گئی اس کی سب طاقت بے میل اور قتل کی باتیں درست ہیں اس کے قتل نے ہم سے کچھ نہ بھلایا ہے کے بادشاہ اس کے خلاف بھڑکا اس نے اس دیا تعین کیا۔

بعض کا قول ہے کہ جب اسے قتل کر دیا گیا تو جب دمشق کی دیوار پر اس کا سر لٹکا دیا گیا تو اس کی حکومت ختم ہو گئی تھی بعض کا قول ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے خون کا نشان ہوا ہے۔ قتل کے وقت اس کی عمر ۳۸ یا ۳۶ یا ۳۵ یا ۴۲ یا ۴۶ سال تھی اس کا دور حکومت ایک زیادہ یا ۱۴ ماہ رہا تھا۔

حلیہ
ابن جریر کا قول ہے کہ ولید کا حلیہ یہ تھا ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں لوہے کی کیل زمین میں گاڑ کر اس کے پاؤں سے باندھ دیا جاتا تو پھر وہ گھوڑے سے کود کر سوار ہونے کے لئے چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو جاتا تو اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی کیل زمین سے الگ ہو جاتی تھی۔

یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت
ولید نے جن لوگوں کے عطیات میں زیادتی کی تھی ان میں یزید نے کمی کر دی اس سے اس کا لقب ناقص رکھا گیا یزید نے ہشام کے دور حکومت کی اتباع اس کے عطیے کی بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے مروان بن محمد نے یہ لقب بعض دیا۔ اسی سال ۱۲۶ھ جمادی الآخر کی ۲۸ کو ولید بن یزید کے قتل کے بعد لوگوں نے یزید کی بیعت کی یزید خلافت سے پہلے بھی سادگی پسند تھا خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے یزید نے ولید کی طرف سے مقرر کردہ گورنروں میں تقرر کر دیا قائم کر دیا اس کی وجہ سے اس کا لقب ناقص رکھا گیا اس نے یا سے میں جو کچھ کہا گیا ہے کہ یزید زندگی میں سادگی پسند تھا۔ یہ زمانے میں دو عادل خلیفہ (عمر بن عبدالعزیز اور یزید) گزرے۔ اس سال کا دور حکومت چھ ماہ یا پانچ ماہ کی مدت رہا اس کی وفات کے بعد حالات خراب ہو گئے چھوٹے بڑے فتنے اور اختلاف بار بار ہوا سلیمان بن ہشام جو ولید کے زمانے میں عمان جیل میں قید تھا رہا ہو گیا اس نے ولید کے اموال پر قبضہ کر لیا پھر وہ دمشق آیا یزید نے اسے اپنا قریبی بنا لیا۔

یزید نے جن کا تقرر کیا ولید نے جو اس کے اموال چھینے تھے ان کو واپس کر دیا یزید نے سلیمان کی بہن ام ہشام بنت ہشام سے شادی کر لی اسی سال حمص کے لوگوں نے عباس بن ولید کو گرفتار کر کے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا حمص سے فرار ہو کر یزید کے پاس دمشق پہنچ کر قتل ہونے سے بچ گئے ان کا بدلہ لینے کا عزم کیا انہوں نے تجویز کیا اور سے مقرر کردیا گیا پھر انہوں نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی یزید کی فوج سے مقابلہ ہوا تو یزید کی فوج نے حکم دیا یزید کے خلیفہ بننے پر معاہدہ کر لیا اور حمص میں عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو گورنر بنایا یزید نے ان سے صلح کر لی اور معاویہ بن یزید بن حصین کو امیر بنایا۔

جب اس دوران یزید بن الولید کو معلوم ہوا تو اس نے یزید بن حجاج کے ہمراہ ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا خلافت کا معاملہ مشورے کے ذریعے طے ہو جانے تو بہتر ہے اس پر مروان بن محمد نے کہا کہ اگر خلافت شوریٰ کے ذریعے طے کی گئی ہے تو ہم نے ان کی اطاعت کی ہے حکم خلیفہ کی طرف سے ہے یزید نے ان کی زندگی کے بارے میں کہا کہ اگر وہ جو تیری رائے ہے اس پر عمل ہو گا تو اس کو اس سے بہتر راستہ ملے گا اس لیے سوچ کر دیکھو ان کے بعد حمص کے باشندے یزید کے ایلچیوں کی بات سن کر اپنے پاس سے اٹھ کر چلے گئے انہوں نے ان کو مکہ کی طرف دمشق جانے کو کہا اور یہ کہ سب سے پہلے اختلاف نہیں کریں گے پھر وہ ان کے ساتھ ہو گئے انہوں نے ابو محمد سفیانی کو امیر مقرر کیا سلیمان بن ہشام جو ایک لشکر لے کر آیا تھا یزید بن ولید نے ایک لشکر کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا پھر عبدالعزیز بن الولید کے ہمراہ ایک بڑا لشکر ثنیۃ العقاب کے پاس بھیج دیا ہشام بن مصاد کی ہدایت پر بڑا لشکر تیار ہوا اور عبدالعزیز بن حجاج کے پاس لشکر بھیجنے کے لئے حمص کے باشندے مقابلے کے لیے سلیمان بن ہشام کے لشکر کی جانب بڑھے اس سے آگے چلے گئے جب سلیمان بن ہشام کو خبر ملی تو اس نے ان کا تعاقب کیا مقام سلیمانیہ کے پاس ان کا سامنا ہوا انہوں نے دشمن کو لشکر کی جانب جنگ کا بہانہ بنا کر پیچھے کا محاذ ایک طرف سے ان کے پیچھے راستہ بنا کر ان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی دونوں فریقین میں سے ایک جماعت کے قریب قتل ہو گئے اسی دوران عبدالعزیز بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حمص کے باشندوں پر حملہ کر دیا جس کا لشکر منتشر ہو گیا پھر کچھ دیر تک ان کو وہاں سے نکال کر حمص والے بھاگ کھڑے

ہوئے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کرنے لگے اور کئی افراد کو قیدی بنالیا پھر یزید بن ولید کے خلیفہ بنانے پر ان سے صلح کرلی ایک جماعت ان کی گرفتار کرلی جس میں ابو محمد سفیانی، یزید بن خالد بن معاویہ وغیرہ تھے۔

اس کے بعد سلیمان اور عبدالعزیز عذراء میں اترے ان کے ساتھ کچھ لشکر اور امراء قسم کے لوگ تھے، نیز حمص کے قیدیوں میں سے سردار قسم کے قیدی اور تین ہزار افراد کے قتل ہونے کے بعد گرفتاری سے پہلے ہی ان کی حمایت کرنے والے افراد بھی ان کے ہمراہ تھے، یہ سب یزید بن ولید کے پاس آئے یزید نے ان سے حسن اخلاق اور درگزر کا معاملہ کیا ان کے لئے خصوصاً امراء کے لئے عطیوں کا اعلان کیا ان کی خواہش کے مطابق معاویہ بن یزید بن حصین کو ان کا امیر مقرر کیا جس سے وہ خوش ہو گئے اور دمشق میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اقامت پذیر رہے۔

اسی سال فلسطین کے باشندوں نے سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ بنی سلیمان کی کچھ املاک فلسطین میں تھی جو انہوں نے اہل فلسطین کے لئے چھوڑی ہوئی تھیں اس وجہ سے فلسطین کی عوام کو ان کی مجاورت پسند تھی ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس علاقے کے سردار سعید بن روح بن زنباع نے یزید بن سلیمان کو خط لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی طرف دعوت دیں چنانچہ فلسطین کے باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

جب اردن کی عوام کو ان کی بیعت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی محمد بن عبدالملک بن مروان کو امیر مقرر کر کے اس کی بیعت کرلی۔

جب امیر المومنین یزید بن ولید کو اس صورتحال کا علم ہوا تو اس نے سلیمان بن ہشام کی امارت میں ایک لشکر تیار کیا (جو دمشقی باشندوں اور ان لوگوں پر مشتمل تھا جو سفیانی کے ساتھ تھے) اہل اردن والوں نے پھر فلسطین کے باشندوں نے بھی بیعت ختم کر کے یزید بن ولید کی بیعت قبول کرلی۔

یزید بن ولید نے رملہ اور اس کے مضافات کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کے حوالے کر دی وہاں پر اس کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

اسی زمانہ میں امیر المومنین یزید بن ولید نے دمشق کے باشندوں کو ایک خطبہ دیا جو بڑی مفید باتوں اور نصائح پر مشتمل تھا اس کا حاصل یہ تھا (کہ حمد و ثنا کے بعد) یزید نے کہا کہ اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیاوی حرص و طمع اور خلیفہ بننے کے لئے باہر نہیں نکلا میں اس پر خوش ہوں میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین پر غصہ کھا کر باہر نکلا ہوں میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ اس وقت دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے حرام کو حلال سمجھنے والا ہر بدعت کے مرتکب، متکبر اور جبار شخص کا ظہور ہے جو اللہ اور روز قیامت کا انکار کرنے والا ہے اور وہ نسب میں میرا ہم اور حسب میں میرا ہمسر ہے۔

اس صورتحال کے پیش نظر میں نے اللہ سے استخارہ کیا میں نے اللہ سے مجھے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنے کا سوال کیا میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے میری بات کو مانا، میں مسلسل ان مظالم کے خاتمے کی کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی قوت و طاقت سے بلاد اور عباد کو اس تکلیف سے نجات بخشی اے لوگو! تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں، میں نہریں نہ کھدواؤں، مال جمع کر کے اپنے اہل و عیال کو نہ دوں اور ایک شہر کا مال دوسرے شہر منتقل نہ کروں حتیٰ کہ اس شہر کی سرحد بند کر دوں، اس کے باشندوں کی ضروریات پوری کروں اس کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس شہر کے قریب والے شہر میں منتقل کر دوں، اگر اس کے باشندے ضرورت مند ہیں میں تمہیں تمہاری سرحدوں پر جمع کر کے تمہیں اور تمہارے اہل کو فتنہ میں نہیں ڈالوں گا میں اپنا دروازہ بند کر کے تمہارے مالدار کو غریب پر حاوی نہ ہونے دوں گا میں تمہارے اہل جزیہ کو ایسی تکلیف میں مبتلا نہیں کروں گا کہ وہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں، سالانہ اور ماہانہ تمہارے عطیات میرے ذمے ہیں حتیٰ کہ میں مسلمانوں کی معیشت مضبوط کر کے ان کے امیر و غریب میں فرق ختم کر دوں گا اگر میں اپنے وعدوں پر پورا اتروں تو تم پر میری اطاعت و فرمانبرداری اور مدد لازم ہے اگر میں اپنے قول کی خلاف ورزی کروں تو تم مجھے خلافت سے معزول کر دینا یا مجھ سے توبہ کروانا اگر میں توبہ کرلوں تو میری توبہ قبول کر لینا اگر تمہیں مجھ سے بہتر شخص نظر آئے اور تم اسے خلیفہ بنانا چاہو تو سب سے پہلے میں اس کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اے لوگو! اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں حقیقی اطاعت تو اللہ کی اطاعت ہے اللہ کے فرمانبردار بندہ کی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اس وقت تک اس کی اطاعت جائز ہے جب وہ اللہ کی نافرمانی شروع کر دے اس وقت اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو ذلیل کر کے قتل کر دیا جائے اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

سال رواں ہی میں یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے خالد بن عبداللہ القسری کی قوم یمن پر بڑا ظلم کیا تھا حتی کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اس نے قوم کے اکثر افراد کو جیل میں ڈال رکھا تھا خلیفہ کی فوج کے خوف سے سرحدوں پر نگران مقرر کر رکھے تھے امیر المؤمنین یزید بن ولید نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ منصور بن جمہور کو مقرر کر دیا جو یہ اس کی حکومت میں سندھ، سجستان، خراسان وغیرہ علاقوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ منصور بن جمہور ایک اکھڑ عراقی دیہاتی قسم کا آدمی تھا غیلانیہ کے مذہب پر کاربند تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے انجام دیے۔ اس نے ولید بن یزید کے قتل میں بڑی کوشش کی تھی اسی وجہ سے یزید بن ولید کا خاص آدمی بن گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کے قتل سے لوگوں کے فارغ ہونے کے بعد منصور بن جمہور عراق گیا وہاں کے باشندوں سے یزید کے لئے بیعت لے کر بھیج دی۔ صرف دو ماہ اعمال مقرر رہ کے رمضان کے آخری عشرہ میں دمشق واپس آ گیا اسی وجہ سے یہ جس جگہ کا امیر تھا خلیفہ نے اسی جگہ کا اسے امیر بنا دیا۔

یوسف بن عمر عراق سے فرار ہو کر بلقاء کے شہروں میں چلا گیا یزید بن ولید نے آدمی بھیج کر اسے اپنے سامنے حاضر کیا جب وہ یزید بن ولید کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اس کی داڑھی پکڑ کر اسے ہلایا یوسف بن عمر کی داڑھی اتنی لمبی تھی کہ بسا اوقات ناف سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اس کا قد چھوٹا تھا پھر یزید بن ولید نے اسے جیل میں ڈال کر اس سے حقوق واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ منصور بن جمہور نے عراق پہنچنے کے بعد عراقی عوام کو خلیفہ کا خط پڑھ کر سنایا جس میں ولید کے بارے میں لکھا تھا "کہ حق چھوڑنے والے کی پکڑ نے اس کا کام تمام کر دیا" اب میں نے منصور بن جمہور کو بہادری اور اعلیٰ مہارت کی وجہ سے تمہارا امیر مقرر کر دیا اس کو سن کر عراق، سندھ، سجستان کی عوام نے یزید بن ولید کی بیعت قبول کر لی۔

خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کی اطاعت سے انکار کر دیا اس کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ نصر بن سیار نے ولید بن یزید کیلئے بہت سے تحفے تحائف تیار کر رکھے تھے جو بعد میں اسے پہنچتے رہتے تھے۔

اسی سال مروان بن محمد نے ولید بن یزید کے بھائی غمر بن یزید کو اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کیلئے برانگیختہ کیا اس وقت مروان آذربائیجان اور آرمینیہ کا حاکم تھا۔

اسی زمانے میں یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کا حاکم مقرر کیا خلیفہ نے اس سے کہا کہ عراقی تمہارے والد سے محبت کرتے تھے اسی وجہ سے میں نے تمہیں عراق کا حاکم بنایا یہ تقرری ماہ شوال میں عمل میں آئی۔ یزید بن ولید نے اس خوف سے کہ شاید منصور بن جمہور حکومت نہ چھوڑے شامی امراء جو اس وقت عراق میں موجود تھے انہیں بھی اس بارے میں خط لکھا لیکن منصور بن جمہور نے بآسانی حکومت اس کے حوالے کر دی اور فرمانبرداری اور اطاعت کا مظاہرہ کیا۔

اسی سال خلیفہ نے نصر بن سیار کو خط لکھا کہ تم خراسان کے بااختیار حاکم ہو لیکن ایک کرمانی شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی کرمان میں پیدا ہونے کی وجہ سے کرمانی کہا جاتا تھا اس کا نام جدیع بن علی بن شبیب تھا لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی اتباع کی کیونکہ وہ دو سو افراد کے ہمراہ جمعہ ادا کرنے کے لئے آتا تھا وہ نصر بن سیار کو سلام کرتا لیکن اس کے پاس بیٹھتا نہیں تھا نصر بن سیار کے امراء کرمانی کے اس فعل پر حیران تھے سب نے مل کر کرمانی کے بارے میں غور و خوض کیا مشورہ کے بعد اسے قید کرنے پر سب کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اسے جیل میں ڈال دیا گیا پھر ایک ماہ کے بعد اسے جیل سے رہا کر دیا گیا بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کے ساتھ سوار ہو گئے نصر بن سیار نے اس سے قتال کے لئے ایک لشکر تیار کیا اس نے اس لشکر سے قتال کر کے اسے شکست دے دی جس کی وجہ سے اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر گرداننا شروع کر دیا اس کی امارت اور اس کی حرمت کا انہوں نے خاتمہ کر دیا اپنے عطیات کا اس پر اصرار کرنا شروع کر دیا مسلم بن احوز کی سفارت کے بارے میں اسے برا بھلا کہا حالانکہ اس وقت نصر بن سیار منبر پر بیٹھا ہوا تھا اس کے خطبے کے دوران جامع مسجد سے فریاد نکل گئے بہت سے لوگوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی نصر بن سیار نے ان سے کہا کہ قسم بخدا میں نے تمہیں سمیٹا اور پھیلایا سمیٹا ایک تم میں سے اس قدر بھی دین پر قائم نہیں رہتا سے نہ دو قسم بخدا اگر تمہارے درمیان دو تلواریں بھی چل گئیں تو تم اپنے اہل و عیال اور مال کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے لیکن ابھی تم پر ایسا وقت نہیں آیا پھر اس نے نابغہ کے قول سے تمثیل بیان کی اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی تو میں نے تو تمہاری اصلاح ہی کی کوشش کی ہے حارث بن عبداللہ بن حشرج بن ورد بن مغیرہ الجعدی کے چند اشعار ہیں۔

(۱) میں کبھی کا سہارا پکڑ کر ستاروں کو دیکھتا ہوں جب ان کے قافلے چلتے ہیں تو رات گزارتا ہوں۔
(۲) اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ کر سب لوگوں پر حاوی ہو گیا ہے۔
(۳) خراسان، عراق اور شام کے تمام افراد اس کے غم میں شریک ہیں۔
(۴) جہالت کی وجہ سے امانت ادا کرنے والا بے وقوف اور عقلمند اس میں برابر ہیں۔
(۵) لوگ اس کی وجہ سے سخت تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔
(۶) اور لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنا حمل پھینک دیں۔
(۷) وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کئے ہوئے ہیں۔
(۸) لوگ اس کے انجام کو دیکھتے ہیں جسے کہنے والا واضح نہیں کرتا۔
(۹) وہ امت کے علماء کے پاس حاملہ عورت کی چیخ و پکار کی طرح ہیں جس کے درد زہ کے وقت دائیاں جمع ہو گئی ہوں۔
(۱۰) ہو سکتا ہے اس کے پیچھے کوئی عیب دار کرنے والی چیز ہے جس میں سرخ زلزلے والے مصائب ہیں۔

اسی سال خلیفہ نے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک بن مروان کو ولی عہد بنانے کے لئے امراء سے بیعت لی کیونکہ وہ اسی وقت مرض الموت میں مبتلا تھا اور امراء اور بڑے بڑے وزراء نے اسے اس بات پر آمادہ کیا۔

اسی زمانے میں یزید نے یوسف بن محمد ثقفی کو حجاز کی امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا اور وہ ذوالقعدہ میں اس کے پاس آیا تھا۔

سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن ولید سے اختلاف کا اظہار کرتے ہوئے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا اور وہ آرمینیہ سے نکل گیا لیکن حران پہنچ کر اس نے امیر المومنین یزید سے اختلاف ختم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اسی زمانے میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان کی طرف بھیجا اس نے خراسان کی ایک جماعت سے مرو میں ملاقات کی جس میں اس نے انہیں ابراہیم کا خط پڑھ کر سنایا تو انہوں نے اسے قبول کر کے اپنے پاس سے جمع شدہ عطیات ابو ہاشم کے ذریعے اس کے پاس بھیج دیئے۔

اسی دوران نصف ذی الحجہ کے اختتام پر یا دس ذی الحجہ یا عید الاضحیٰ گزرنے کے بعد خلیفہ امیر المومنین یزید بن ولید کی وفات ہوئی۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کے حالات ——— یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابو خالد الاموی امیر المومنین ہیں، سب سے پہلے دمشق کی مروہ بستی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس کے بعد یزید دمشق آ گیا اور پورے دمشق پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے اپنے چچا زاد ولید بن یزید کی طرف لشکر بھیجے جنہوں نے اسے قتل کر دیا پھر یزید اسی سال جمادی الآخری میں خلیفہ بن گیا ولید بن یزید کی طرف سے عطیوں میں اس کے قصداً اضافہ ختم کرنے کی وجہ سے یزید کا لقب ناقص رکھا گیا بعض کا قول ہے کہ مروان الحمار نے اس کا لقب ناقص رکھا کیونکہ وہ کہا کرتا تھا کہ اے ناقص ابن الولید اس کی والدہ شاہ فرند بنت فیروز بن یزدجرد بن کسریٰ تھی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کی والدہ شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھیں اور یزید بن ولید کہا کرتا تھا کہ میں کسریٰ کا نواسہ ہوں مروان میرا باپ قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں کیونکہ اس کا دادا فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی ہے اس کی والدہ ترکوں کے بادشاہ شیرویہ خاقان کی لڑکی ہے قتیبہ بن مسلم نے اسے اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا حجاج نے اس کو ولید کے پاس بھیج دیا اور دوسری اپنے پاس رکھ لی اس سے یزید بن ولید ناقص پیدا ہوا اور دوسری عراق میں حجاج کے پاس رہی اس کی سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۶ھ ہے امام اوزاعی نے ان سے مسئلہ علم روایت کیا ہے اس کی حکومت کی کیفیت ہم نے گزشتہ سال کے واقعات میں بیان کر دی ہے۔

یزید بن ولید عادل، دیندار، نیکی پسند، برائی سے دور اور حق کا متلاشی انسان تھا اسی سال عید الفطر کے روز نماز عید کے لئے وہ گھوڑ سواروں کے

درمیان کھڑا ہوا پس اس نے کہا میں تمہاری ... حالت میں بیٹھا ہوں ... خوراک کی طرف دعوت کی ... ایک ...
ندامت ... باقی ہے" ... عمر بن عبدالعزیز (۲) ... ہو"۔

ابوبکر بن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن محمد المروزی نے ابو عثمان لیثی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ یزید بن الولید الناقص کا قول ہے کہ اے بنی امیہ! گانے سے بچو کیونکہ یہ حیاء کو کم کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا ہے اور مروت کو ختم کرتا ہے اور یہ شراب کا قائم مقام ہے اور وہی کام کرتا ہے جو نشہ کرتا ہے پس اگر تم نے ضرور ہی ایسا کرنا ہو تو اسے عورتوں سے بچاؤ کیونکہ گانا زنا کی دعوت دیتا ہے"۔ ابن عبدالحکم نے شافعی کے حوالے سے یزید بن الولید الناقص کا قول نقل کیا ہے کہ اس نے خلیفہ بننے کے بعد لوگوں کو مسئلہ تقدیر کی طرف دعوت دی اور انہیں اس پر ابھارا اور غیلان کے اصحاب کو قریب کیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ یزید نے غیلان کے ساتھیوں کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبدالملک نے قتل کیا تھا۔

یزید بن الولید کی وفات اور جائے مدفن: محمد بن سعد کا قول ہے کہ سب سے آخر میں یزید بن الولید کو ... سے نکلنے والی ... ہوئی ... اس کی انگوٹھی کا نقش العظمۃ للہ تھا اس کی وفات طاعون کی وجہ سے ہوئی ... ماہ ... دن ... ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات جمعہ کے روز سات ذی الحجہ کو ہوئی اور اس کی عمر ... سال تھی اور ایک قول تیس سال کا بھی ہے اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ اور ایک قول کے مطابق پانچ ماہ اور چند دن ہے۔ اس کی نماز جنازہ اس کے بعد خلیفہ بننے والے اس کے بھائی ابراہیم نے پڑھائی سعید بن کثیر بن عفیر نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن الولید کو باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ اسے باب الفرادیس کے نزدیک دفن کیا گیا۔

حلیہ: یزید بن الولید گندمی رنگ، دراز قد، سر چھوٹا اور حسین و جمیل تھا۔ خلیفہ بن خیاط ... کا قول ہے کہ جب ... کا ... اس کے چہرے پر تل تھا ... قد ... اس کا ... عمر بن عبدالعزیز ... اس کا ... اس کا ... عامر تھا اور اس کا ... والد ... تھا ... واللہ اعلم۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے حضرات

خالد بن عبداللہ بن یزید کے حالات: یہ خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز بن عامر بن عبقری البجلی ابو الہیثم القسری الدمشقی ہیں اور ولید و سلیمان کی طرف سے مکہ مکرمہ اور حجاز کے امیر رہے ہیں اور ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک عراق کے امیر رہے ہیں۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ان کا گھر دمشق میں مربعۃ القز میں تھا جو آج کل دار الشریف الیزیدی کے نام سے مشہور ہے اور اسی کی طرف باب توما کے اندر والا حمام منسوب ہے۔ خالد القسری نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسد! تم لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو ... انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ... آپ نے فرمایا کہ اے اسد! تم جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی مسلمانوں کے لئے پسند کرو۔ ابو یعلیٰ نے عثمان بن ابی شیبہ ... ابا ابی القاسم ... کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ... یہ بات کہتے ہوئے سنا ... اور ... ابو ... حبیب بن ابی حبیب نے عبدالحمید ... کے واسطے سے یہ بات نقل کی ہے کہ خالد نے اپنے دادا سے آپ ﷺ کا قول ... کے بارے میں نقل کیا ہے ... اور ابو ... بن ... نے اشراف کے بارے میں اس کا ذکر کیا ہے کہ اس کی ماں نصرانیہ تھی ... گی۔

واقدی کا قول ہے کہ سب سے پہلے اس کی سرداری کی بات مشہور ہوئی کہ اس کے گھوڑے نے دمشق میں ایک بچے کو روند ڈالا تو اس نے اسے اٹھا لیا اور ایک جماعت کو گواہ بنایا کہ اگر یہ مر گیا تو اس کی دیت میرے ذمہ ہوگی۔

ولید نے ۸۹ھ میں خالد بن عبداللہ کو مکہ کا امیر مقرر کیا تھا اور ولید کی وفات کے بعد سلیمان کے زمانے میں بھی وہ اسی عہدہ پر قائم رہے۔

ہشام نے ۱۰۶ھ میں خالد کو عراق کا نائب حاکم بنایا، پندرہ برس تک خالد عراق کا نائب حاکم رہا، اس کے بعد یوسف بن عمر کو عراق کا نائب حاکم بنا کر خالد کو اس کے حوالے کر دیا، اس نے خالد کو سزائیں دیں، اس کا مال چھینا، پھر اسے چھوڑ دیا، اس سال محرم تک دمشق میں رہا، پھر ولید نے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، اس کو حکم دیا کہ خالد سے پچاس لاکھ جرمانہ وصول کرے، اس نے خالد کے دونوں پاؤں توڑ دیے، پھر دونوں پنڈلیاں توڑ دیں، پھر دونوں رانیں توڑ دیں، پھر اس کا سینہ توڑ دیا، بات کیے بغیر ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

لیثی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک روز خالد نے تقریر کی اسی دوران ہی اس پر لرزہ طاری ہو گیا، اس نے کہا کہ "اے لوگو! یہ کلام کبھی آ جاتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے، آنے کے وقت وہ اس کا سبب بن جاتا ہے، غائب ہونے کے وقت اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف آ جاتا ہے اور اس کا کلام گفتگو سے عاجز آنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے، جو تم چاہتے ہو وہ عنقریب ہماری طرف لوٹ آئے گا، ہم تمہاری چاہت کے بقدر تمہاری طرف لوٹیں گے۔"

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز خالد نے واسط میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! حسن اخلاق میں مقابلہ کرو، مکارم کی طرف دوڑو، فیاضی کے ذریعے تعریف خریدو، ٹال مٹول کے ذریعے مذمت مت کماؤ، جو تاخیر سے ہونے والی نیکی کو اہمیت مت دو، اگر تم میں سے کسی نے کسی پر احسان کیا اور اس نے اس کا شکر ادا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ اور زیادہ مال عطا کرے گا، جان لو کہ لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس امانت ہیں، تم ان میں ٹال مٹول کر کے برائی نہ کماؤ، بہترین مال وہ ہے جو ثواب اور ذکر کو پیدا کرے، اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے لوگوں کو خوش کرنے والے اور ان سے بڑھنے والے حسین و جمیل شخص کی شکل میں دیکھتے، اگر تم بخل کو دیکھتے تو تم اسے ایسے بدشکل انسان کی شکل میں دیکھتے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں، سخاوت کرنے والا سردار اور بخل کرنے والا ذلیل ہو گیا، امید نہ رکھنے کے باوجود عطا کرنے والا، قدرت کے باوجود معاف کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہے، قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہے، جس کی کھیتی اچھی نہیں ہوتی اس کی شاخیں نہیں بڑھتیں، بونے کے وقت ہی کھیتی کی جڑیں اور شاخیں بڑھتی ہیں۔

اصمعی نے عمر بن ہیثم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے ایک قصیدہ سنایا جس میں اس دیہاتی نے خالد کی تعریف کی اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)…… اے بہترین ابن کرز! میں اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تیرے پاس بڑے شوق سے آیا ہوں۔
(۲)…… اصل اور فرع کے لحاظ سے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ وفی، عقلمند، جامع الفضائل شخص کے پاس آیا ہوں۔
(۳)…… جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور وہاں پر کوئی گمشدہ چیز کو نہیں پاتا۔
(۴)…… اے وہ سمندر جس کی موجیں لوگوں کو ڈھانپنے والی ہیں۔
(۵)…… جب اس سے کسی نیکی کا سوال کیا جاتا ہے تو وہ جوش مارتا ہے اور جھاگ نکالتا ہے۔
(۶)…… میں نے ابن عبداللہ کو ہر جگہ آزمایا میں نے اسے دل کے اعتبار سے بہت اچھا پایا۔
(۷)…… اگر کوئی شخص نیکی کے اعتبار سے ہمیشہ زندہ رہتا تو اے خالد تو ہمیشہ زندہ رہتا۔
(۸)…… میں نے جو امید آپ سے وابستہ کی ہوئی ہے اس میں مجھے محروم نہ کر کہ اس کی وجہ سے میرا چہرہ ترش اور خاک آلود ہو۔

سخاوت…… راوی کہتا ہے کہ خالد نے مذکورہ اشعار حفظ کر لئے خالد کے پاس لوگوں کے اجتماع کے وقت اشعار پڑھنے کے لئے اعرابی کھڑا ہوا خالد نے اس سے پہلے ہی جلدی سے کھڑے ہو کر وہ اشعار پڑھ دیے اور دیہاتی سے کہا کہ اے شیخ تم سے پہلے یہ اشعار میں پڑھ چکا ہوں دیہاتی پشت پھیر کر جانے لگا اور زبان سے کچھ کہتا ہوا جا رہا تھا خالد نے اس کی باتیں سننے کے لئے اس کے پیچھے اپنا ایک آدمی بھیجا وہ دیہاتی یہ اشعار پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔

(۱)…… آگاہ رہو میں نے جو کچھ کہا بخیل اللہ کی اس سے کوئی امید نہ ملنے پر مجھے کوئی بڑی تکلیف نہیں پہنچی۔

(۲) ... میں اپنے مال کی حفاظت کرنے والے سمندر کے پاس آیا جو تعریف کی تلاش میں مال دیتا ہے۔

(۳) ... لیکن میری بدبختی کی وجہ سے میرے منحوس نصیب نے میری مخالفت کی اور مجھے میرے منحوس نصیب کے قریب کر دیا سعادت مند نصیب سے مجھے دور کر دیا۔

(۴) ... اگر اس کے پاس میرا رزق لکھا ہوتا تو وہ ضرور مجھے ملتا لیکن اللہ وحدہ لاشریک کا یہی حکم تھا۔

وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اس کے اشعار خالد کو سنائے خالد نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا اعلان کیا۔ اصمعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد قسری سے اپنے تھیلے کو آٹے سے بھرنے کا سوال کیا اس نے اس کے تھیلے کو درہم سے بھرنے کا اعلان کیا دیہاتی کے وہاں سے نکلنے کے بعد لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ بادشاہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ دیہاتی نے لوگوں کو بتایا کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق اس سے سوال کیا اس نے اپنی خواہش کے مطابق مجھے دے دیا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار خالد قسری اپنی سواری پر سوار تھا اچانک ایک اعرابی نے اس کے سامنے آ کر اس سے کہا کہ مجھے قتل کر دو خالد نے کہا (کہ تو ہلاک ہو) ایسا کہتا ہے؟ کیا تو نے رہزنی کی ہے؟ یا خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے کیا وجہ ہے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ فقر و فاقہ کے علاوہ کوئی وجہ نہیں خالد نے کہا کہ مجھ سے اپنی حاجت کا سوال کرو دیہاتی نے کہا کہ میں تجھ سے تیس ہزار دینار کا سوال کرتا ہوں خالد نے کہا کہ آج میں نے سب سے زیادہ نفع کمایا ہے کیونکہ میں نے دل میں سوچا تھا کہ دیہاتی مجھ سے ایک لاکھ درہم کا سوال کرے گا لیکن اس نے تیس ہزار کا سوال کیا تو ستر ہزار کا مجھے نفع ہوا پھر اس کے لئے تیس ہزار کا حکم دیا۔ خالد کے بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے مال رکھ دیا جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ مال امانت ہے اس کا تقسیم کرنا ضروری ہے۔ ایک بار اس کی باندی رابعہ کا تیس ہزار دینار کا ایک ہار گندی نالی میں گر گیا اس نے کہا کہ جو بھی نالی سے نکالے گا وہ ہار اسی کا ہو گا خالد نے اس سے کہا کہ تیرا ہاتھ میرے نزدیک زیادہ معزز ہے اس بات سے کہ تو اس نالی میں گرا ہوا ہار ڈالے۔ خالد نے اس کے بدلے سے پانچ ہزار دینار کا حکم دیا خالد کی اس باندی رابعہ کے پاس زیورات کی بڑی بڑی چیزیں تھیں ان میں ایک یاقوت اور جوہر تھا ہر ایک کی قیمت تیس ہزار دینار تھی۔

امام بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم اور دیگر مصنفین نے کتاب السنہ میں نقل کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری نے عید الاضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے کہا اے لوگو! آج کے دن قربانی کرو اللہ تمہاری قربانی قبول کرے گا میں جعد بن درہم کی قربانی کرنے والا ہوں جعد بن درہم کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کو خلیل اور کلیم نہیں بنایا حالانکہ ایسا نہیں ہے پھر اس نے منبر سے اتر کر قربانی کی۔

متعدد آئمہ کا قول ہے کہ جعد بن درہم شامی باشندہ اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اسی وجہ سے اسے مروان الجعدی کہا جاتا ہے یہ جہم بن صفوان (جس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے) کا شیخ تھا جعد بن درہم نے یہ گندہ مذہب ابان بن سمعان سے اس نے لبید بن اعصم کے بھانجے طالوت سے اس نے اپنے ماموں لبید بن اعصم سے حاصل کیا لبید بن اعصم یہودی نے نبی ﷺ کی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفوں میں بند کر کے آپ علیہ السلام پر جادو کیا تھا اس نے یہ چیزیں ذی اروان نامی کنویں کے اس پتھر کے نیچے رکھی تھیں جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کی طرح تھا صحیحین کی ایک حدیث سے بھی اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی جادو کی وجہ سے اللہ نے معوذتین سورتیں نازل فرمائیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ محمد بن یزید رفاعی اور ابوبکر بن عیاش کے واسطے سے ہم تک یہ خبر پہنچی کہ خالد قسری کے پاس کسی وقت حضرت مغیرہ اور ان کے ساتھیوں کو لایا گیا تو خالد کے لئے مسجد میں تخت لایا گیا جس پر خالد بیٹھ گیا پھر اس نے مغیرہ کے ساتھیوں میں سے ایک کو قتل کر دیا مغیرہ سے کہا کہ اس کو زندہ کرو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا مغیرہ کا خیال تھا کہ خالد قسری مردوں کو زندہ کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تیرا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا خالد نے دوبارہ وہی دھمکی دی مغیرہ نے کہا کہ قسم بخدا میں اس پر قادر نہیں ہوں پھر خالد نے سرکنڈے کی نالی میں آگ لگانے کا حکم دیا پھر اس میں آگ لگا دی گئی خالد نے مغیرہ سے کہا کہ اس آگ کو اپنے گلے سے لگاؤ انہوں نے انکار کر دیا اتنے میں ایک ساتھی نے بڑھ کر آگ کو گلے سے لگا لیا ابوبکر کا قول ہے کہ میں نے آگ کو اسے جلاتے ہوئے دیکھا وہ ہاتھ سے اشارہ کر رہا تھا خالد نے مغیرہ سے کہا کہ یہ شخص تجھ سے زیادہ سرداری کا مستحق ہے اس کے بعد خالد نے مغیرہ کو ان کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

[illegible] کا قول ہے کہ خالد کے پاس ایک مدعی نبوت شخص کو لایا گیا خالد نے اس سے پوچھا کہ تیری نبوت کی علامت کیا ہے اس نے کہا کہ مجھ پر

قرآن نازل ہوا ہے (انا اعطیناک الکماھر فصل لربک ولا تجاھر ولا تطع کل کافر و فاجر) خالد نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اس نے سولی پر لٹکتے ہوئے کہا (انا اعطیناک العمود فصل لربک علی عود فانا ضامن لک الا تعود)۔

ہیثم کا قول ہے کہ ایک گھر سے چوری کے الزام میں ایک نوجوان کو گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اس سے اقرار جرم کر کے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اسی وقت ایک حسین و جمیل عورت نے آگے بڑھ کر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱) اے خالد! تو نے جنگ کو پامال کر دیا قسم بخدا حسین عاشق چور نہیں ہے۔
(۲) آپ نے اسے جرم کے بغیر جرم کا اعتراف کرایا ہے اور وہ اس لئے اس نے عاشق کی رسوائی سے قطع ید کو اولیٰ سمجھا۔

خالد نے اس عورت کے والد کو بلوا کر اس نوجوان کا اس سے نکاح کر دیا اور اپنی طرف سے اس عورت کو دس ہزار درہم مہر دیا۔ اصمعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے تیری مدح میں دو شعر کہے ہیں کہ میں اس ہزار درہم اور ایک خادم کے عوض وہ دو اشعار آپ کو سناؤں گا خالد نے اس کی شرط پوری کرنے کا وعدہ کیا اس نے دو شعر کہے

(۱) تو نے نعم (ہاں) کو اپنا لازم کر لیا گویا اس کے علاوہ تو نے کچھ سنا ہی نہیں۔
(۲) (لا) نہیں کا لفظ تو نے ایسا انکار کیا گویا تو نے اسے کسی سے سنا ہی نہیں۔

راوی کا قول ہے کہ خالد نے اس کی شرط پوری کر دی۔ اصمعی ہی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا خالد نے اس سے کہا کہ اپنی حاجت کا مجھ سے سوال کر اس نے خالد سے ایک لاکھ درہم کا سوال کیا خالد نے کہا کہ یہ تو کم کر اس نے نوے ہزار کم کر دیئے خالد نے تعجب کا اظہار کیا دیہاتی نے کہا کہ میں نے تیری ذات کے مطابق تجھ سے سوال کیا تھا اور اپنی ذات کے مطابق کم کر دیئے خالد نے کہا کہ تو ہرگز مجھ پر غالب نہیں آئے گا پھر ایک لاکھ درہم اسے دے دیئے۔ اصمعی نے ہی کہا کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے خالد سے کہا کہ میں نے تیری بابت دو شعر کہے ہیں لیکن میں ان کو آپ کی شان سے کمتر سمجھتا ہوں خالد نے کہا کہ وہ اشعار سنا اس نے دو شعر کہے

(۱) تو نے مجھ پر سخاوت کر کے مجھے مالدار کر دیا تو نے مجھے اتنا دیا کہ میں اس سے کھیلنے لگا۔
(۲) تو خود سخاوت کا لڑکا اس کا بھائی اور اس کا حلیف ہے سخاوت کے لئے تجھے چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

خالد نے یہ اشعار سن کر کہا کہ مجھ سے سوال کر اس نے پچاس ہزار دینار کا سوال کیا خالد نے ڈبل کر کے ایک لاکھ درہم دینے کا اس کے لئے حکم دیا۔ ابوالطیب محمد بن اسحاق بن یحییٰ الوشائی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد کی خدمت میں حاضر ہو کر دو شعر کہے

(۱) میں نے تیرے دروازے پر الفاظ لکھ دیا جو بے نقاب ہو کر لوگوں کو تیری طرف دعوت دیتا ہے۔
(۲) میں نے الفاظ سے کہا کہ میرا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جا تو کبھی بھی میرا دروازہ نہیں دیکھے گا۔

خالد نے دو بیت پر دیہاتی کو پچاس ہزار درہم دیئے۔ ابن معین کا قول ہے کہ خالد ایک غلط شخص اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ اصمعی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ خالد نے مکہ مکرمہ میں ایک کنواں کھدوایا اور اس کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ زمزم سے افضل ہے علاوہ ازیں رسول پر خلیفہ کی فضیلت کی اس سے ایک روایت منقول ہے یہ کفر ہے الا یہ کہ ظاہر کلام سے ظاہر کے علاوہ دوسری مراد لی جائے۔ صاحب کتاب کا قول ہے کہ یہ حکایات خالد کے بارے میں پوری طرح درست نہیں کیونکہ اس نے گمراہی اور بدعت کے خاتمے کی کوشش کی ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے اس نے جعد بن درہم وغیرہ جیسے بدعتی کو قتل کر دیا۔

صاحب عقد نے خالد کی طرف بہت سی غیر صحیح باتوں کی نسبت کی کیونکہ صاحب عقد شیعیت کی طرف مائل اور اہل بیت کے معاملہ میں انتہائی غالی شخص تھا بعض اوقات تحقیق کی وجہ سے اس کے کلام کو سمجھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ شیخ ذہبی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اس کے حافظے وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ ابن جریر اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا اور بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کا پروگرام بنایا۔ جب امراء کو اس کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا اس وقت خالد نے ولید کو ان کے ارادے سے آگاہ کیا ولید نے خالد سے ان لوگوں کے نام پوچھے خالد نے ان کے نام بتانے سے انکار کر دیا اس پر ولید نے خالد کو بیعت دیا کہ اسے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا اس

نے بھی اس کو سخت سزا دی تھی کہ وہ بری حالت میں اسی کے پاس مر گیا یہ اسی سال ۱۲۶ھ ماہ محرم کا واقعہ ہے۔ قاضی ابن خلکان نے وفیات میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ خالد کو دین میں متہم تھا اس نے اپنے گھر میں اپنی والدہ کے لئے ایک گرجا بنوایا تھا۔

بعض شعراء اور صاحب اعیان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی شامل تھے پھر وہ القسر کی طرف منسوب ہوئے جو شق شیخ سے قریب ہے۔

قاضی ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ شق خالد کے دادا کے تھے چھ سو سال تک دونوں زندہ رہے یہ دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے ان کی پیدائش طریفہ بنت الخیر کی وفات کے روز ہوئی اس نے وفات سے قبل ان دونوں کے منہ میں پھونک مار کر کہا کہ یہ دونوں کہانت میں میرے نائب ہوں گے پھر اسی روز اس کی وفات ہو گئی۔ اس سال وفات پانے والوں میں جبلہ بن سحیم دراج ابو السمح سعید بن مسروق سلیمان بن حبیب محاربی مالکیہ کے شیخ عبد الرحمن بن قاسم عبید اللہ بن ابی یزید اور عمرو بن دینار بھی تھے ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب التکمیل میں بیان کر دیے۔

واقعات ۱۲۷ ہجری

یہ سال شروع ہوا تو یزید بن ولید کی وصیت کے مطابق ولی عہد اس کا بھائی ابراہیم تھا حمص والوں کے علاوہ تمام امراء اور شامی باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی پہلے گزر چکا ہے کہ مروان بن محمد الحمار (جو اپنے والد کے بعد آذربائیجان اور آرمینیہ کا نائب حاکم تھا) نے یزید بن ولید سے اختلاف کر کے اس سے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا تھا لیکن جب اسے پتہ چلا کہ اس نے توبہ کر لی ہے تو یزید بن ولید کے ہاتھ پر بیعت کر لی، کچھ روز کے بعد یزید کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد مروان نے جزیرہ سے خروج کیا حتی کہ قنسرین پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد اس نے حمص کا رخ کیا۔ حمص پر اس وقت امیر المومنین ابراہیم بن ولید کی طرف سے عبد العزیز بن حجاج امیر تھا مروان نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت کر لی جب عبد العزیز کو مروان کے حمص کے قریب پہنچنے کا علم ہوا تو وہ وہاں سے فرار ہو گیا اس کے بعد مروان حمص میں داخل ہو گیا حمص کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی وہ اس کے ساتھ دمشق چلے گئے اس کے ساتھ جزیرہ اور قنسرین کی فوجیں بھی تھیں مروان ان جملہ لشکر لے کر دمشق آ گیا۔

ابراہیم نے اس کے مقابلے میں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ عین الجر کے مقام پر دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی مروان نے انہیں قتال سے باز رہنے اور ولید بن یزید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان (جن کو ولید نے ولی عہد بنایا تھا) کو چھوڑنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ سارا دن ان میں شدید جنگ ہوئی مروان نے ایک سریہ بھیجا جو ابن ہشام کے لشکر کے پیچھے سے گزر گیا اس سے ان کا مطلب پورا ہو گیا وہ ان کے پیچھے سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے آ گئے دوسرے ان کے سامنے سے آ گئے سلیمان کا لشکر شکست کھا گیا اہل حمص نے ان کے بہت سے افراد قتل کر دیے ان کے لشکر کی شکست کی اسی روز سترہ ہزار دمشقی باشندے قتل ہوئے اور اتنے ہی گرفتار بھی ہوئے۔ مروان نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان سے بیعت لینے والوں کو معاف کر دیا یزید بن عقار اور ولید بن مصاد الکلبیان کے علاوہ سب کو آزاد کر دیا کیونکہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قاتلین میں شامل تھے۔

سلیمان اور اس کے باقی ماندہ ساتھی مسلسل شکست کھا رہے تھے حتی کہ انہوں نے صبح دمشق جا کر امیر المومنین ابراہیم بن ولید کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا ان کے ساتھ اس وقت بڑے بڑے سردار عبد العزیز بن حجاج، یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری، ابو علاقہ السکسکی، اصبغ بن ذوالہ الکلبی وغیرہ جمع ہوئے ان سب نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان کے قتل پر اتفاق کر لیا کیونکہ خطرہ تھا کہ دونوں حاکم بن کر اپنے والد کے قاتلین اور اپنے دشمنوں کو قتل کر دیں گے یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی اس نے جیل میں جا کر حکم اور عثمان اور ان کا ایک نوعمر اور یوسف بن عمر کو قتل کر دیا اور ابو محمد سفیانی بھاگ گیا پھر اس نے جیل کے کمرہ میں داخل ہو کر اندر سے اسے پتھروں سے بند کر دیا مروان کے ساتھیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو وہ دروازہ جلانے کے لئے آگ لے آئے پھر وہ مروان اور اس کے ساتھیوں کی شکست ہو رہی

محاصرے کے تعاقب میں دمشق کی طرف جانے کی وجہ سے اس سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق میں داخل ہو کر خلافت سنبھالنا...... جب مروان عین الجر چشمے سے فارغ ہو کر اپنی افواج لے کر دمشق کی طرف چلا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ان ہی دمشقیوں کو اس نے شکست دی تھی تو ابراہیم بن ولید دمشق سے بھاگ گیا۔ سلیمان بن ہشام نے بیت المال کھول کر سارا مال اپنے ساتھیوں اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن حجاج کے گھر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا گھر لوٹ لیا یزید کی قبر کھود کر اسے سولی دے دی۔

مروان دمشق کے بالائی راستے سے دمشق میں داخل ہوا اور حکم و عثمان یوسف بن عمر کی لاش لا کر انہیں دفنایا گیا ابو محمد سفیانی کو رسیوں سے بندھا ہوا لایا گیا اس نے مروان کو سلام خلافت کیا مروان نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا ابو محمد سفیانی نے کہا کہ ان دونوں لڑکوں نے اپنے بعد مجھے امیر المومنین بنایا تھا حکم نے جیل ہی میں ایک طویل قصیدہ کہا تھا سفیانی نے اس کے چند ابتدائی اشعار مروان کو سنائے:

(۱) کون ہے کہ جو مروان اور میرے چچا کو خبر دے کہ ہمارا غم بہت طویل ہو گیا۔

(۲) مجھ پر ظلم کیا گیا میری قوم ولید کے قتل پر مشتعل ہو گئی اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو میرے بعد امیر المومنین مروان ہو گا۔

پھر ابو محمد سفیانی نے مروان سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے سب سے پہلے معاویہ بن یزید نے اور حصین بن نمیر نے اس کی بیعت کی پھر شام دمشق، حمص کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کے بعد مروان نے ان سے کہا کہ اپنا اپنا امیر چن لو تا کہ ہم تم پر امیر مقرر کر دیں تمام شہر والوں نے اپنے اپنے امیر کا انتخاب کر لیا دمشق والوں کا زامل بن عمرو الجبرانی حمص والوں کا عبداللہ بن شجرہ الکندی اردن کا ولید بن معاویہ بن مروان اور فلسطین کا ثابت بن نعیم الجذامی امیر بنا۔

جب شام میں مروان کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اس وقت گذشتہ امیر المومنین ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی ان دونوں کو امان دے دی سلیمان اہل تدمر کے ساتھ اس کے پاس آیا اس نے ان کے ساتھ مروان کی بیعت کر لی۔

جب مروان کی پوزیشن حران میں مستحکم ہو گئی تو اس نے تین ماہ قیام کیا اسی وقت شام اور حمص والوں نے مروان کی بیعت توڑ دی مروان نے حمص کی طرف ایک لشکر تیار کیا لشکر اسی سال عید الفطر کی شب اچانک حمص پہنچ گیا اس کے دو دن بعد مروان بھی بڑے لشکروں کے ہمراہ حمص آ گیا ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے یہ دونوں اس کے خاص آدمی تھے مروان صبح و شام ان سے مجلس کرتا تھا مروان نے جب حمص والوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا پھر مروان نے ان کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ کچھ لوگوں نے تعرض کیا مروان نے ان میں سے پانچ چھ سو افراد کو قتل کر دیا شہر کے ارد گرد انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا مروان نے شہر پناہ کا کچھ حصہ گروا دیا۔ دمشق اور غوطہ والوں نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر کے یزید بن خالد القسری کو امیر بنا لیا نائب حاکم ڈٹا رہا امیر المومنین مروان نے دس ہزار کے قریب لشکر ان کے مقابلے میں روانہ کیا لشکر جب دمشق کے قریب پہنچا تو نائب حاکم نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس لشکر کے ساتھ مل کر غوطہ والوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی مزہ اور دیگر بستیاں جلا دیں یزید بن خالد القسری اور ابو علاقہ الکلبی نے مزہ کے افراد میں سے ایک شخص لخم سے پناہ طلب کی اس نے اس کو پناہ دے دی زامل بن عمرو نے مخبری کے ذریعے انہیں قتل کروا کر ان کے سر امیر المومنین کے پاس بھیج دیے اس وقت مروان کا قیام حمص میں تھا۔ ثابت بن نعیم نے چند فلسطینیوں کے ساتھ مل کر خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی پھر طبریہ کا محاصرہ کر لیا خلیفہ نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا اس نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں جلا وطن کر دیا ان کے لشکر کی بیخ کنی کر دی ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار ہو گیا فلسطین کے امیر ابو الورد نے اس کا تعاقب کر کے دوبارہ اسے شکست دے دی۔ ثابت کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے ابو الورد نے ثابت کے تین لڑکوں کو گرفتار کر کے زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا خلیفہ نے ان کا علاج معالجہ کرایا۔ مروان نے فلسطین کے نائب حاکم الرماحس بن عبدالعزیز الکنانی کو ثابت بن نعیم کی تلاش کا حکم دیا نائب نے مسلسل دو ماہ تک کوشش کر کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا کر دیا کیونکہ دمشقیوں نے یہ خبر اڑائی تھی کہ ثابت نے دیار مصر پہنچ کر اس پر غلبہ پا کر مروان کے نائب حاکم کو قتل کر

دیے۔ خلیفہ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا تا کہ انہیں اپنی خبر کے کذب کا یقین ہو جائے۔ خلیفہ نے ایک عرصہ تک ایوب علیہ السلام کے گھر میں قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے دونوں لڑکوں عبیداللہ اور عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا پھر ہشام کی دونوں لڑکیاں ام ہشام اور عائشہ سے ان کا نکاح کر دیا یہ کارروائی [illegible] کی حکومت بیعت عام کی صورت میں عمل میں آئی لیکن حقیقت میں بیعت عام نہیں تھی۔

اس کے بعد خلیفہ دمشق آ گیا ثابت اور اس کے ساتھیوں کو سولی دے دی گئی ان میں سے صرف ایک ساتھی عمرو بن حارث کلبی زندہ رہا ثابت نے جو لوگوں کی امانتیں لوگوں کے پاس رکھی تھیں ان امانتوں کا عمرو بن حارث کو علم تھا۔ مروان کے لیے ترمذ کے علاوہ شام کا معاملہ طے ہو گیا اس کے بعد دمشق سے روانہ ہو کر حمص کے علاقہ قسطل پہنچ گیا اسے اطلاع ملی کہ حمص والے اس پانی میں اتر گئے جو اس کے اور حمص والوں کے درمیان حائل تھا اس کا غصہ بھڑک اٹھا اس کے ساتھ بڑے بڑے لشکر تھے اس نے ابرش بن ولید سے اس معاملہ میں بات چیت کی اس نے مروان کو مشورہ دیا کہ آپ ہمیں ان کے پاس جا کر معذرت کرنی چاہیے خلیفہ نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو ان کے پاس بھیج دیا جب وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی طرف عدم التفات سے کام لیا اس کی کوئی بات نہیں سنی وہ واپس آ گیا خلیفہ نے ان کے مقابلے میں لشکر کشی کا ارادہ کیا لیکن ابرش نے کہا کہ میں از خود جا کر ان سے بات کرتا ہوں، چنانچہ ابرش نے جا کر ان سے بات کی انہیں سمع و اطاعت کی ترغیب دی اکثر نے اس کی بات مان لی بعض نے انکار کر دیا ابرش نے خلیفہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا خلیفہ نے اس کی ایک فصیل گرانے کا حکم دیا اطاعت کرنے والوں کی اطاعت قبول کرنے کا حکم دیا جب فوج اس کے پاس پہنچ گئی تو اس نے انہیں لے کر بریہ کے راستے رصافہ کا رخ کیا اس کے ساتھ سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام و ولید اور یزید بن سلیمان کی اولاد میں سے ایک جماعت بھی تھی۔

مروان نے رصافہ میں چند یوم قیام کر کے بریہ کا رخ کیا سلیمان بن ہشام نے چند یوم اس سے آرام کی اجازت طلب کی، مروان واسط میں دریائے فرات کے کنارہ اترا تین دن وہاں ٹھہر کر قرقیسیا چلا گیا ابن ہبیرہ وہیں تھا مروان کا ارادہ تھا کہ ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی الخارجی الحروری سے جنگ کرنے کے لیے عراق بھیج دیا جائے۔ مروان اس کام میں مصروف ہو گیا دس ہزار فوجی جنہیں مروان نے بعض سرایا میں بھیجا تھا وہ بھی واپس آ گئے انہوں نے رصافہ سے گزرتے ہوئے سلیمان بن ہشام نے مروان کو معزول کر کے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

شیطان نے سلیمان بن ہشام سے لغزش کروا دی اس نے مروان کی بیعت ختم کر دی فوج نے اس کی بیعت کر لی وہ اپنی ماتحت فوج کے ساتھ قنسرین چلا گیا اہل شام سے بھی اس نے خط و کتابت کی وہ بھی چاروں طرف سے اس کے پاس جمع ہو گئے سلیمان نے ابن ہبیرہ کو (جسے مروان نے ضحاک سے جنگ کے لیے تیار کیا تھا) بیعت کی دعوت دی وہ بھی ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس آ گیا مروان نے عیسیٰ بن مسلم کی سرکردگی میں ستر ہزار کا لشکر روانہ کیا ارض قنسرین میں دونوں میں مڈ بھیڑ ہو گئی فریقین میں شدید جنگ ہوئی مروان از خود جنگ کے لیے آیا اس نے سلیمان سے سخت جنگ کی بالآخر سلیمان کو شکست ہوئی سلیمان کے تیس ہزار سے زائد افراد قتل ہوئے جن میں سلیمان کا بڑا لڑکا ابراہیم بھی تھا۔

سلیمان شکست خوردہ ہو کر حمص چلا گیا شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی مروان کی گرائی ہوئی فصیل انہوں نے دوبارہ تعمیر کر دی۔ مروان نے اسی سے زائد منجنیقیں نصب کر کے ان کا محاصرہ کر لیا، مسلسل آٹھ ماہ تک محاصرہ کر کے رکھا ہر روز وہ اس کی طرف آتے اور لڑائی کر کے شام کو واپس چلے جاتے سلیمان لشکر میں سے ایک جماعت کے ساتھ ترمذ چلا گیا مروان کا لشکر اس کے پاس سے گزرا سلیمان نے اسے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن یہ اس کے لیے ممکن نہ ہو سکا مروان نے ان کے لیے لشکر تیار کیا اس نے سلیمان کے لشکر کے چھ سو افراد قتل کر دیئے جب کہ وہ کل نو سو تھے پھر وہ ترمذ واپس آ گئے مروان نے مسلسل دس ماہ تک حمص کا محاصرہ کر کے رکھا۔ جب مسلسل اہل حمص پر مصائب کا نزول ہوا اور ذلت ان کے شامل حال ہو گئی تو انہوں نے مروان سے امان طلب کی اس نے کہا کہ جب تک تم میری ماتحتی قبول نہیں کرو گے اس وقت تک امان نہیں دوں گا پھر انہوں نے کہا کہ ہم سعید بن ہشام اور اس کے دونوں لڑکے مروان اور عثمان اور سکسکی اور وہ حبشی جو اسے گالیاں دیتا تھا ان سب کو تیرے حوالے کر دیں گے مروان نے اس شرط پر ان کو امان دے دی اور مذکورہ افراد کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد مروان نے ضحاک کا رخ کیا عراق کے نائب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے ضحاک خارجی سے اس کے ماتحت علاقے کوفہ اور اس کے مضافات پر صلح کر لی مروان کے لشکر کوفہ پہنچ گئے ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان الشیبانی نے ان سے ملاقات کی ملحان نے ان

سے قتال کیا، اور خود منصور قتل ہو گیا۔ ضحاک نے بنی عائذہ کے ایک شخص مثنیٰ بن عمران کو اپنا نائب بنا دیا، خود ضحاک ذوالقعدہ میں موصل چلا گیا۔ ابن ہبیرہ کوفہ چلا گیا اس نے خارجیوں سے کوفہ چھین لیا ضحاک نے ایک لشکر کوفہ روانہ کیا لیکن کوئی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگی۔

اسی سال ضحاک بن قیس الشیبانی کا ظہور ہوا کیونکہ ایک شخص سعید بن بہدل ذہلی نے لوگوں کی غفلت اور ان کی ولید کے قتل میں مشغولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ عراق پر حملہ کر دیا چار ہزار افراد اس کے ہمراہ جمع ہو گئے لشکروں نے ان کا سامنا کر کے ان سے قتال کیا طرفین کو شکست اور فتح ہوتی رہی پھر طاعون کی وجہ سے سعید بن بہدل کا انتقال ہو گیا اس کے بعد خارجیوں کا امیر ضحاک بن قیس بنا اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ان کی ایک بڑے لشکر سے جنگ ہوئی خوارج نے غلبہ پا کر لوگوں کی ایک بڑی تعداد جس میں عراقی امیر کا بھائی عاصم بن عمر بن عبدالعزیز بھی تھا قتل کر دیا اس نے اشعار میں اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔ اس کے بعد ضحاک نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ مروان کا قصد کیا، جب کوفہ کے پاس کا گزر ہوا تو کوفہ کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اس نے انہیں شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا ایک شخص حسان ذہلی کو اپنا نائب بنا دیا پھر اسی سال شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب بنایا اس نے عراق کے نائب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا تعاقب کیا دونوں کی ملاقات ہوئی اور دونوں میں بے حد و حساب لڑائیاں ہوئیں۔ سال رواں حج میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت (جس میں ابو مسلم خراسانی بھی تھے) امام محمد ابراہیم کے پاس جمع ہوئی انہوں نے بہت سا مال اور مال کا پانچواں حصہ دیا اس سال لوگوں میں شر و فتن کی کثرت کی وجہ سے یہ جماعت منتشر ہو گئی۔

اسی دن کوفہ میں معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا ظہور ہوا اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی عراقی امیر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے جنگ کے لئے نکلا ان کے درمیان بھی بے شمار لڑائیاں ہوئیں پھر عراقی امیر نے اسے جلاوطن کر دیا وہ جبال جا کر اس پر متغلب ہو گیا۔

اسی زمانہ میں حارث بن سریج کا ظہور ہوا جو بلاد ترک چلا گیا تھا اس نے مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی اللہ نے اس کو ہدایت اور توفیق عطا کر کے اس پر احسان فرمایا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف واپس لوٹ آیا یزید بن ولید کے اسلام کی طرف رجوع اور اس کی دعوت کی وجہ سے پھر وہ خراسان گیا خراسان کے نائب نصر بن سیار نے اس کا اکرام کیا حارث بن سریج مسلسل کتاب و سنت اور امام کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا اس کے پاس نصر بن سیار کے بعض دشمن بھی تھے

واقدی اور ابو معشر کا قول ہے اس سال حجاز، مکہ، مدینہ، طائف کے امیر عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا۔ عراق کا امیر نضر بن سعید حرشی تھا ضحاک خروجی، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز، خراسانی کے امیر نصر بن سیار اور کرمانی اور حارث بن سریج نے عراق کے امیر کے خلاف بغاوت کی۔ بکر بن اشج، سعد بن ابراہیم، عبداللہ بن دینار، عبدالملک بن مالک جزری، عمیر بن ہانی، مالک بن دینار، وہب بن کیسان، ابو اسحاق سبیعی وغیرہ کی اسی سال وفات ہوئی۔

واقعات ۱۲۸ ہجری

اسی سال حارث بن سریج کا قتل ہوا کیونکہ یزید بن ولید نے اس کی طرف امان کا پیغام بھیجا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بلاد ترک سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آ گیا مشرکین سے دوستی و تعلقات قطع کر کے اسلام اور مسلمانوں کی مدد شروع کر دی اس کے اور خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار کے درمیان بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہو گئی یزید بن ولید کے بعد جب خلافت مروان نے سنبھالی تو حارث بن سریج کو اس سے بہت نفرت ہو گئی ابن ہبیرہ عراق کا نائب تھا حارث کے پاس مروان کی بیعت کا پیغام آیا تو اس نے انکار کر دیا اور مروان پر اعتراضات کئے پھر سلم بن احوز اور مقاتل بن حیان کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اس سے زبان اور ہاتھ روکنے کا مطالبہ کیا کہ مسلمانوں میں تفریق نہ کرے اس نے انکار کر دیا اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گیا اس نے نصر بن سیار کو کتاب و سنت کی دعوت دی لیکن اس نے اس کی بات قبول نہیں کی [illegible] بنی راسب کے غلام ابو محرز جہم بن صفوان کو حارث کی سیرت کے بارے میں لوگوں کے سامنے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حارث کہتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں۔ نصر نے اس

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے آپ ان سے خوش اخلاقی اور اکرام سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ اس امر کو ان ہی کے ذریعے پورا فرمائے گا۔ پھر ابراہیم نے ابو مسلم کو باقی ماندہ قبائل سے ڈرایا اور یہ کہا کہ اگر آپ ان شہروں سے عربی زبان ختم کر سکتے ہیں تو ختم کر دیں ان کے لڑکوں میں سے جو پانچ بالشت تک پہنچ جائے اور وہ اس پر تہمت لگی ہو تو اسے قتل کر دے شیخ سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا آپ پر لازم ہے عنقریب ان شاء اللہ ابو مسلم کے بقیہ حالات بیان ہوں گے۔

اسی زمانے میں ابو مخنف کے قول کے مطابق ضحاک بن قیس خارجی قتل کیا گیا کیونکہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا محاصرہ کیا منصور بن جمہور نے اس کا ساتھ دیا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے منصور کو لکھا کہ اس محاصرہ سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو مروان بن محمد کی طرف جا اسے قتل کر دے اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری اتباع کروں گا چنانچہ امیر المومنین کے خلاف دونوں کا اتحاد ہو گیا۔

ضحاک کا جب موصل سے گزر ہوا تو اس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کی ضحاک ان کی طرف مائل ہو کر موصل میں داخل ہو گیا ضحاک نے اس کے نائب کو قتل کر کے موصل پر قبضہ کر لیا مروان کو اس کی اطلاع اس وقت ہوئی جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا ہوا تھا (حمص کے باشندوں کی اس سے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے) اور وہ ان میں مشغول تھا اس نے اپنے لڑکے عبداللہ بن مروان کو لکھا۔

ضحاک نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا مروان اس کی تلاش میں چلا اسی مقام پر دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں میں سخت جنگ ہوئی ضحاک قتل کر دیا گیا دونوں میں رات حائل ہوئی ضحاک کے ساتھیوں نے ضحاک کو گم کر دیا وہ اس کی شکایت کرنے لگے حتیٰ کہ ان کو اس کے قتل کی خبر مل گئی وہ رونے لگے اس پر انہوں نے لوٹ دیا مروان کو بھی ضحاک کے قتل کی خبر مل گئی اس نے ان لوگوں کو جو ضحاک کی جگہ سے واقف تھے روشنی دے کر اس کی تصدیق کے لئے بھیجا انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ واقعی ضحاک قتل ہو گیا اس کے سر اور اس کے چہرے پر بیس ضربیں لگیں مروان نے حکم دیا کہ اس کے سر کو جزیرے کے شہروں میں گشت کرایا جائے۔

ضحاک نے اپنا جانشین خیبری نامی شخص کو بنایا تھا ضحاک کا لشکر اس کے ارد گرد جمع ہو گیا سلیمان بن ہشام اپنے اہل بیت اور موالی اور ان لوگوں کو لے کر (جنہوں نے گذشتہ سال مروان کو معزول کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) خیبری سے مل گیا جمع ہوتے ہی خیبری نے چار سو سواروں کے ساتھ مروان پر حملہ کر دیا مروان شکست کھا کر بھاگا انہوں نے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ لشکر کو اس سے الگ کر دیا وہ اس کے لشکر میں داخل ہو گئے خیبری اپنے قالین پر بیٹھ گیا مروان کا میمنہ اور میسرہ ثابت قدم رہا اس کے سردار عبداللہ اور اسحاق بن مسلم عقیلی تھے۔

جب عبداللہ نے خیبری کے لشکر کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خیبری کی لکڑیوں سے خیبری پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا مروان کو اس کے قتل کی خبر ملی وہ اس وقت لشکر سے پانچ یا چھ میل دور تھا وہ خوشی خوشی واپس لوٹا ضحاک کا لشکر شکست کھا گیا خیبری کے بعد شیبان کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کر لیا مروان نے دوبارہ کرادیس میں ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کے خارجیوں سے قتال کے لئے عراق کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سال مکہ مدینہ طائف کے نائب حاکم عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔

اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادہ، جابر الجعفی، جہم بن صفوان جو بڑے امراء میں سے حارث بن سریج، عاصم بن عبداللہ ابو حصین عثمان بن عاصم یزید بن ابی حبیب ابو التیاح یزید بن حمید، ابو جمرہ الضبعی، ابو الزبیر المکی، ابو عمران الجونی اور ابو قبیل معافری بھی ہیں ان کے حالات ہم نے التکمیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

واقعات ۱۲۹ ہجری

اس سال خیبری کے قتل کے بعد خارجی شیبان بن عبدالعزیز بن حلبس الیشکری الخارجی کے ارد گرد جمع ہو گئے سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل میں قلعہ بند ہو کر اسے مستقل ٹھکانہ بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ موصل چلے گئے مروان بھی ان کے پیچھے پہنچ گیا خارجیوں نے موصل سے باہر

پانا۔ ابن مروان نے اس سے خلافت کے لئے بیعت کی اور مروان نے بھی بیعت کی ایک مدت تک بیعت کا معاملہ رکا رہا [illegible] خیبری اور شیبان سے جنگ ہوئی جب یہ لوگ مروان کی ایک جماعت سے سلیمان بن ہشام کے بھتیجے امیہ بن معاویہ بن ہشام کو گرفتار کر لیا اور پھر اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئیے اور پھر اسے قتل کر دیا۔ مروان نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کو خارجیوں سے قتال کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابن ہبیرہ نے متعدد بار ان سے قتال کر کے ان کی اکثریت کو فنا کر دیا اور کوفہ خارجیوں کے قبضے سے نکل گیا اور ان معرکوں میں قبیلہ عائذ کا ایک شخص مثنیٰ بن عمران تھا۔

مروان نے اسی سال موصل میں خارجیوں سے جنگ کی [illegible] شیبان [illegible] کے لئے [illegible] سات آٹھ ماہ تک [illegible] مروان کے پاس [illegible] خارجیوں کے [illegible] ان کا مقابلہ کیا [illegible] ان کے [illegible] موصل میں [illegible] مروان [illegible] کے درمیان [illegible] سلیمان نے [illegible] کرنے کے لئے [illegible] ابن ہبیرہ نے [illegible] کرانے کے لئے [illegible] موصل سے کوچ کر کے [illegible] چلے گئے۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو [illegible] کے لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں بھیجا اس نے ان کا تعاقب کیا [illegible] شیبان [illegible] عمان کی طرف [illegible] اور اس کے امیر [illegible] جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی الازدی نے [illegible] اور سلیمان بن ہشام اپنے اہل و عیال اور موالی کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر سندھ چلا گیا۔

اس کے بعد مروان موصل سے حران اپنے مرکز میں آ گیا اور خارجیوں کے خاتمے سے اس کا دل خوش ہو گیا لیکن اس کی خوشی پوری نہیں ہوئی تھی بلکہ تقدیر نے اس کو پیچھا کیا [illegible] خارجیوں سے بھی بڑھ کر جنگ کرنے والا تھا اور ابو مسلم خراسانی کا ظہور تھا جو بنی عباس کی خلافت ہو گیا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کی ابتداء: اسی سال ابراہیم بن محمد امام عباسی نے [illegible] ابو مسلم خراسانی کو طلب کیا وہ حج کرنے کے ارادے سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے جس شہر سے بھی گزرتے تو وہاں کے لوگوں نے پوشیدہ طور پر ان سے سوال کیا کہ لوگوں کا معاملہ [illegible] جواب ہے [illegible] ابراہیم امام [illegible] جب [illegible] کی طرف [illegible] ان کی دعوت قبول کر لیتے [illegible] ابو مسلم نے [illegible] ابراہیم امام [illegible] ابو مسلم کو خراسان جا کر اپنی دعوت کا [illegible] قحطبہ بن شبیب کو حکم دیا کہ [illegible] ابراہیم امام کے پاس [illegible] اس سے ملاقات کرے۔

جب ابو مسلم ابراہیم امام کے ہاں سے [illegible] خراسان میں [illegible] ابراہیم امام نے سلیمان بن کثیر کے نام [illegible] خط [illegible] انکار کے اپنی دعوت شروع کر دو انہوں نے ابو مسلم کی [illegible] قبول کر لی ابو مسلم نے اپنے [illegible] خراسان روانہ ہوا اس وقت خراسان کا امیر نصر بن سیار [illegible] جدیع کرمانی اور شیبان بن سلمہ الحروری کے ساتھ قتال میں مصروف تھا اور [illegible] خارجیوں کے گروہ میں سے [illegible] خلافت کرتے تھے۔

ابو مسلم کا معاملہ ظاہر ہو گیا اور ہر طرف سے لوگوں نے اس کا قصد کیا حتیٰ کہ ایک دن میں ساٹھ بستیوں سے اس کی دعوت قبول کر لی گئی اور اس نے ۴۲ روز قیام کیا یہاں اس کے ہاتھوں بہت سے معرکے سر ہوئے اور اسی سال ۲۵ رمضان کی جمعرات کی شب ابو مسلم نے آل عباس کا جھنڈا لہرا دیا جس کا نام ظل تھا اور [illegible] جھنڈے کا نام سحاب تھا [illegible] ابو مسلم [illegible] قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر اس کے بعد ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر [illegible] سیاہ لباس پہنا [illegible] علاقے کے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے [illegible] اس رات [illegible] آگ جلائی [illegible] کے درمیان علامت [illegible] سب جمع ہو گئے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈے کا نام [illegible] سحاب اس لئے [illegible] زمین پر چھا جاتے [illegible] اسی طرح ان کی دعوت [illegible] زمین پر چھا جائے گی

دوسرے کا نام ظل اس وجہ سے تھا کہ زمین کے سایہ سے خالی نہ ہونے کی طرح بنو عباس کے قیام سے بھی زمین خالی نہ ہوگی ہر طرف سے لوگوں نے ابو مسلم خراسانی کا رخ کیا جس کی وجہ سے اس کا لشکر بہت بڑھ گیا۔ عید الفطر کے روز ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو نماز عید پڑھانے اور اس میں بنو امیہ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا چنانچہ نماز عید کے لئے منبر تیار کیا گیا بنو امیہ کی مخالفت میں اذان اور اقامت کی جگہ نماز عید کے لئے الصلوۃ جامعۃ سے اعلان کیا گیا خطبہ سے پہلے نماز عید کی تیاری کی گئی اول رکعت میں قرأت سے پہلے چار کی جگہ چھ اور دوسری رکعت میں تین کی جگہ پانچ تکبیریں کہی گئیں خطبہ ذکر اور تکبیر سے شروع ہو کر قرأت پر ختم ہوا۔

نماز عید کے بعد ابو مسلم نے لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا اس نے لوگوں کو کھانا کھلایا ابو مسلم نے نصر بن سیار کو خط لکھا جس میں پہلے اپنا نام پھر نصر بن سیار کا نام لکھا اس کے بعد بسم اللہ لکھ کر لکھا کہ اللہ نے بعض اقوام کی اپنی کتاب میں مذمت بیان کی ہے پھر یہ آیت **واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم (الخ)** تک تلاوت کی۔ یہ خط جب نصر کے پاس پہنچا تو اسے اپنے نام کی تحقیر پر بڑا غصہ آیا اس نے اس کے بارے میں خوب غور و خوض کرنے کے بعد کہا کہ یہی اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ پھر نصر بن سیار نے بہت سے شہسواروں کو ابو مسلم سے قتال کے لئے روانہ کیا یہ اس کے ظہور کے اٹھارہ ماہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابو مسلم نے مالک بن ہیثم خزاعی کو ان کے مقابلے میں بھیجا دونوں کی ملاقات ہوئی مالک نے آل رسول کی رضامندی کی طرف انہیں دعوت دی انہوں نے انکار کر دیا صبح سے عصر تک انہوں نے صف بندی کی مالک کی مدد کے لئے کمک پہنچ گئی جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ مالک نے انہیں شکست دے دی یہ پہلی بار بنی عباس اور بنی امیہ کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔ اس سال خازم بن خزیمہ نے مرو الروذ پر غلبہ پا کر نصر کی طرف سے وہاں پر مقرر کردہ عامل بشر بن جعفر کو قتل کر دیا اس نے ابو مسلم کو فتح کی خوشخبری دی ابو مسلم اس وقت نوجوان تھا ابراہیم نے اس کی سرعت فہم، دیانت و ذکاوت کی وجہ سے اپنی دعوت کی اشاعت کے لئے اس کا انتخاب کیا تھا۔

ابو مسلم اصلاً کوفہ کے کسی دیہات کا باشندہ تھا یا ادریس بن معقل عجلی کا غلام تھا بنی عباس کے بعض داعیوں نے اسے چار سو میں خرید لیا پھر محمد بن علی نے ان سے خرید لیا پھر آل عباس سے اس کے تعلقات ہو گئے ابراہیم نے ابو النجم کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا اس کا مہر ادا کیا خراسان اور عراق کے متبعین کو ابراہیم نے اس کی سمع و اطاعت کی تاکید کی انہوں نے اس کے حکم کی فرمانبرداری کی حالانکہ گذشتہ سال چھوٹا ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس سال پھر ابراہیم نے انہیں ابو مسلم کی سمع و اطاعت کی بابت تاکید کی اور اس کے لئے ایک خط لکھا اس میں طرفین کی بھلائی تھی (اللہ کا امر طے شدہ ہوتا ہے)۔

خراسان میں ابو مسلم کی دعوت مشہور ہونے کے بعد وہاں کے عرب قبائل نے اس سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اس نے کرمانی اور شیبانی کو مجبور نہیں کیا کیونکہ وہ دونوں ابو مسلم کی طرح نصر بن سیار کے مخالف تھے اس کے باوجود وہ مروان کے معزول کرنے کی طرف دعوت دیتا تھا نصر نے شیبان سے مطالبہ کیا کہ وہ ابو مسلم کے خلاف جنگ میں اس کا ساتھ دے یا ابو مسلم سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ وہ ابو مسلم کے ساتھ لڑائی میں پوری طاقت صرف کر دے۔ ابو مسلم کے قتل کے بعد وہ ان کی عداوت کی طرف لوٹ آئے۔ شیبانی نے اثبات میں نصر کا جواب دیا۔ ابو مسلم کو کسی طرح اس کی خبر ہو گئی اس نے کرمانی کو اس سے باخبر کر دیا کرمانی نے شیبانی کو ملامت کی جس کی وجہ شیبانی نے نصر کی حمایت ختم کر دی۔

ابو مسلم نے ہرات کی طرف نضر بن نعیم کو بھیجا اس نے اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل لیثی سے اسے چھین لیا۔ ابو مسلم کو اس کی فتح کا پیغام لکھ کر بھیجا کہ ہرات کا عامل بھاگ کر نصر کے پاس آ گیا ہے اس کے بعد شیبان نے نصر سے ایک سال تک جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا کرمانی اس میں اس کے ساتھ شریک نہیں تھا ابن الکرمانی نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نصر کے خلاف جنگ میں آپ کے ساتھ ہوں، پھر ابو مسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں پہنچ گیا دونوں نے نصر کے خلاف جنگ پر اتحاد کر لیا ابو مسلم لشکر کی زیادتی کی وجہ سے ایک کشادہ جگہ پر چلا گیا اس نے محافظوں، پولیس، رسائل اور دیوان پر اس کے علاوہ دیگر امور پر جن کی حکومت کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کر دیئے نقباء میں سے قاسم بن مجاشع تمیمی کو قاضی مقرر کیا وہی ابو مسلم کو نماز پڑھاتا تھا ابو مسلم کو کچھ واقعات بنی ہاشم کے محاسن اور بنو امیہ کی برائی پر مشتمل سناتا تھا۔ اس کے بعد ابو مسلم مالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو ایک نشیبی جگہ پر تھی لیکن ساتھ ساتھ اس بات سے ڈرتا بھی تھا کہ کہیں نصر اس کا پانی بند نہ کر دے یہ اس سال سات ذی الحجہ کا واقعہ ہے عید الاضحیٰ کی نماز ابو مسلم کو

قاضی بن مجاشع نے پڑھائی۔

نصر بن سیار دل پیچھے کر بچنے والے لشکروں کے ہمراہ ابو مسلم سے قتال کرنے کے لیے روانہ ہوا شہروں پر اس نے نائبین مقرر کیے ان کے باقی ماندہ احوال آئندہ سال کے بیان میں آئیں گے۔

ابن الکرمانی کا قتل — نصر بن سیار اور ابن الکرمانی جدیع بن علی الکرمانی میں جنگ شروع ہو گئی فریقین کے متعدد افراد قتل ہوئے ابو مسلم دونوں گروہوں سے خط و کتابت کرتا رہا انہیں اپنی طرف مائل کرتا رہا نصر اور ابن کرمانی کو اس نے لکھا کہ امام نے تمہارے بارے میں مجھے بھلائی کی نصیحت کر رکھی ہے میں اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اس نے جماعتوں کو بنی عباس کی طرف دعوت دی متعدد افراد نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ ابو مسلم نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا اور دونوں فریق اس سے ڈر گئے نصر بن سیار نے ابو مسلم کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مروان کو خط کے ذریعے مطلع کیا اور یہ کہا کہ ابو مسلم لوگوں کو ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دے رہا ہے اس نے خط میں مندرجہ ذیل اشعار بھی لکھے:

(۱) — میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔
(۲) — اس لیے کہ آگ لکڑیوں سے ہی روشن ہوتی ہے اور جنگ کی ابتدا باتوں سے ہی ہوتی ہے۔
(۳) — میں نے تعجب سے کہا کہ کاش مجھے بنوامیہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ جاگ رہے ہیں یا سوئے ہوئے ہیں۔

مروان نے اسے لکھا کہ حاضر جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا نصر نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے بعض نے ان اشعار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

(۱) — میں راکھ کے درمیان چنگاری دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔
(۲) — اس لیے کہ آگ لکڑیوں کے ذریعے ہی جلائی جاتی ہے لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوتی ہے۔
(۳) — اگر قوم کے عقلمند افراد اس کو نہ بجھائیں تو وہ آگ اجسام اور کھوپڑیوں کا ایندھن ہی بنے گی۔
(۴) — میں تعجب سے کہتا ہوں کہ کاش مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ بنوامیہ نیند میں ہیں یا بیدار ہیں۔
(۵) — اگر وہ اس وقت سوئے ہوئے ہیں تو ان سے کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں اس لئے کہ بیدار ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ اشعار ان اشعار کے مانند ہیں جو بعض علویوں نے عبداللہ بن حسین کے دونوں لڑکوں محمد اور ابراہیم کے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کے وقت کہے تھے:

(۱) — میں میدانوں میں آگ کی چنگاریاں دیکھ رہا ہوں جو چاروں طرف سے بھڑک رہی ہیں۔
(۲) — بنو عباس اس سے غافل ہو کر آسودگی اور آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔
(۳) — جیسا کہ بنوامیہ سوئے ہوئے تھے پھر وہ دفاع کے لئے اس وقت بیدار ہوئے جس وقت بیدار ہونا نفع بخش نہیں تھا۔

نصر بن سیار نے عراق کے نائب حاکم یزید بن عمر بن ہبیرہ سے خط کے ذریعے مدد طلب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:

(۱) — یزید کو خبر پہنچا دے کہ بہترین بات سچی بات ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔
(۲) — یہ بات کہ ارض خراسان میں میں نے انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو تیرے سامنے عجیب باتیں بیان کی جائیں گی۔
(۳) — ابھی وہ دو سالوں کے بچے ہیں لیکن وہ بڑے ہو گئے ہیں ابھی وہ جوان نہیں ہوئے ہیں لیکن ان کے پر آنا شروع ہو گئے ہیں۔
(۴) — لیکن پر آنے کے بعد اگر ان کے بارے میں کوئی حیلہ نہیں کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ خوب بھڑکائیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کا خط مروان کے پاس بھیج دیا اتفاق سے خط کے پہنچنے کے وقت ابراہیم کا ایک ایلچی پایا گیا اس کے پاس ابو مسلم کے نام ایک خط تھا جس میں ابراہیم نے ابو مسلم کو برا بھلا کہا تھا اور اسے نصر اور کرمانی سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اچھی عربی بولنے والے کو ختم کر دے۔ مروان نے اسی وقت دمشق کے نائب حاکم ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو خط کے ذریعے حکم دیا کہ وہ ابراہیم کے شہر حمیمہ میں جا کر ابراہیم کو گرفتار کر کے

میرے پاس بھیج دے۔ دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو اس کا حکم دیا وہ حمیمہ شہر کی مسجد میں گیا وہاں ابراہیم بیٹھا ہوا تھا اس کو گرفتار کر کے دمشق بھیج دیا دمشق کے نائب نے اسی وقت مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا پھر اسے قتل کر دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

ابو مسلم اب تک غیر جانبدار تھا اس نے ابن الکرمانی کو لکھا کہ میں تیرے ساتھ ہوں ابن الکرمانی کا رجحان اس کی طرف ہو گیا نصر نے اس کو لکھا کہ دھوکہ مت کھا جانا ابو مسلم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس آ جاؤ تاکہ ہم جنگ بندی کی تحریر لکھ لیں ابن الکرمانی اپنے گھر میں داخل ہو گیا پھر وہ ایک سو شہسواروں کے ساتھ رحبہ چلا گیا اور نصر کے پاس پیغام بھیجا کہ آ جاؤ تاکہ ہم جنگ بندی کا معاہدہ کر لیں نصر نے کرمانی کی طرف سے دھوکہ محسوس کیا اس نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس پر حملہ کر دیا جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا ایک شخص نے ابن الکرمانی کے پہلو پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا وہ اپنی سواری سے گر گیا پھر نصر نے اس کو تمام ساتھیوں سمیت سولی دیدی سمک کو بھی سولی دے دی، اس کا لڑکا اور اس کے ساتھی ابو مسلم کے پاس جمع ہو گئے سب نے نصر کے خلاف اتحاد کر لیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا ایران اس کے صوبہ جات حلوان قومس اصبہان اور ری پر طویل جنگ کے بعد غلبہ ہوا پھر اصطخر میں عامر بن ضبارہ کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا ابن ضبارہ نے اسے شکست دے کر اس کے چالیس ہزار ساتھیوں کو گرفتار کر لیا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی گرفتار شدگان میں تھا۔ ابن ضبارہ نے اس سے کہا کہ تو نے کس وجہ سے ابن معاویہ کا ساتھ دیا تھا؟ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ وہ امیر المومنین کے خلاف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر قرض ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا ساتھ دیا اسی وقت حرب بن قطن بن وہب ہلالی نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میرا بھانجا ہے اس وجہ سے اسے چھوڑ دے ابن ضبارہ نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ کسی قریشی شخص کے خلاف میں دلیری نہیں کروں گا۔

اس کے بعد ابن ضبارہ نے عبداللہ بن معاویہ کے حالات دریافت کئے عبداللہ نے اس کی برائی کرتے ہوئے اس پر لواطت کا الزام لگایا۔ اتنے میں گرفتار شدگان میں سے رنگین کپڑے والے ایک ہزار غلام لائے گئے جن سے ابن معاویہ بدکاری کرتا تھا پھر ابن ضبارہ نے عبداللہ کو ابن ہبیرہ کا ایلچی بننے کے لئے تیار کیا تاکہ ابن ہبیرہ کو عبداللہ ابن معاویہ کے حالات سے باخبر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کا زوال اسی عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاتھوں لکھ دیا جو کسی کو معلوم نہیں تھا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حجاج کے اجتماع کا انتظام ابو حمزہ خارجی کے حوالے کیا گیا اس نے حکم اور مروان کی مخالفت سے بیزاری کا اظہار کیا مکہ، مدینہ، طائف اور اس سال حجاج کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے اس سے مراسلت کی پھر نفر کے دن امان پر اس سے صلح کر لی ابو حمزہ خارجی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان عرفات میں وقوف عرفہ لوگوں سے الگ کیا اس کے بعد وہ لوگوں سے الگ ہو گئے منیٰ سے مکہ جانے کے لئے اول روز عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ چھوڑ دیا خارجی بلا قتال مکہ میں داخل ہو گیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱) حاجیوں نے دین کی مخالف جماعت کی زیارت کی عبدالواحد بھاگ گیا (۲) وہ بھاگتے ہوئے بیویاں اور امارت چھوڑ گیا بدکے ہوئے اونٹ کی طرح بھاگ گیا (۳) اگر اس کے والد کو اس کا بیٹا پسند ہوتا تو آنے والے کا بیٹا اس کا گھاٹ صاف کر دیتا۔

عبدالواحد نے مدینہ لوٹنے کے بعد خارجی سے قتال کے لئے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا اس نے ان کی مالی مدد بھی کی تاکہ وہ جلد از جلد روانہ ہو جائیں اس وقت عراق کا امیر یزید بن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابو مسلم خراسانی نے اس کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

سالم ابو نضر، علی بن زید بن جدعان، یحییٰ بن ابی کثیر نے بھی اسی سال وفات پائی ہم نے ان کے حالات التکمیل کتاب میں بیان کر دیئے۔

واقعات ۱۳۰ ہجری

اسی سال ۹ جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز ابو مسلم خراسانی مرو میں داخل ہوا دارالامارۃ میں اترا اس نے نصر بن سیار کے قبضے سے اسے چھین لیا یہ فتح علی بن کرمانی کی مدد کی وجہ سے ہوئی نصر بن سیار چھوٹی سی جماعت تین ہزار لشکر اور اپنی بیوی مرزبانہ کے ساتھ بھاگ گیا حتیٰ کہ سرخس پہنچ گیا

اسے بیوی کو چھوڑ کر صرف اپنی جان بچائی ابو مسلم کی پوزیشن بہت مستحکم ہو گئی اس کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔

شیبان بن سلمہ الحروری کا قتل ...... نصر بن سیار کے فرار ہونے کے بعد شیبان اکیلا رہ گیا اس نے ابو مسلم کے خلاف نصر کی مدد کی تھی ابو مسلم نے اس کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر ابو مسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو شیبان سے جنگ کرنے کا حکم دیا بسام نے جا کر اس سے جنگ کی بسام نے اسے شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کر کے بعض کو قتل بعض کو گرفتار کر لیا، پھر ابو مسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکوں علی اور عثمان کو قتل کر دیا اس کے بعد اس نے ابو داؤد کو بلخ بھیجا اس نے زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کے ہاتھ سے اسے چھین لیا ان کے بہت سے اموال پر قبضہ کر لیا پھر ابو مسلم اور ابو داؤد نے عثمان بن کرمانی کے قتل پر اتفاق کر لیا۔

اسی سال ابو مسلم نے قحطبہ بن شبیب کو نصر بن سیار سے قتال کرنے کے لئے نیشاپور بھیجا اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت تھی جس میں خالد بن برمک بھی تھا، انہوں نے تمیم بن نصر بن سیار سے قتال کیا جسے اس کے والد نے ان سے قتال کے لئے بھیجا تھا قحطبہ نے نصر کے ساتھیوں میں سے تیرہ ہزار آدمی قتل کر دیے، ابو مسلم نے قحطبہ کی مدد کے لئے مزید دس ہزار شہسواروں کا دستہ بھیجا ان میں سے علی بن معقل بھی تھا اس دستے نے بھی جنگ کی نصر کے بہت سے افراد قتل کر دیے انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کر دیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اس کے بعد عراق کے نائب حاکم ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے ایک سریہ بھیجا ذی الحجہ کے شروع میں جمعہ کے روز قحطبہ کی ان سے ملاقات ہوئی پھر فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی، بنی امیہ کا لشکر شکست کھا گیا دس ہزار شامی قتل ہوئے جن میں جرجان کا عامل نباتہ بن حنظلہ بھی تھا قحطبہ نے اس کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

ابو حمزہ خارجی کے مدینہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہونے کا بیان ...... ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال قدید میں اس حمزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو اس کے شروع میں موسم حج میں آیا تھا اس نے قریش کے متعدد افراد قتل کر دیے، پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اس کا نائب حاکم عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا خارجی نے اسی سال ۱۹ صفر کو مدینہ کے بہت سے لوگ قتل کر دیے اس کے بعد اس نے منبر رسول ﷺ پر خطبہ دیتے ہوئے اہل مدینہ کو ڈانٹا اور کہا کہ میں ہشام کے زمانہ میں تمہارے پاس سے گذرا تھا اس وقت تمہارے کھیتوں کو آفت پہنچی ہوئی تھی تم نے خط کے ذریعے مروان سے بھاؤ گرانے کا سوال کیا تھا اس نے گرا دیا جس کی وجہ سے تمہارا مالدار مالداری میں اور فقیر فقر میں بڑھ گیا تم نے اسے دعائیں دیں۔ واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق مروان نے ان کے پاس تین ماہ قیام کیا۔

مدائنی نے نقل کیا ہے کہ ایک روز ابو حمزہ خارجی منبر رسول ﷺ پر چڑھ گیا اس نے کہا کہ اے اہل مدینہ تم جانتے ہو کہ ہم گھروں سے تکبر، غرور اور حکومت کے لالچ کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ ہم نے دیکھا کہ حق کا چراغ بجھا دیا گیا ہے حق کہنے والا کمزور ہو گیا ہے انصاف پر قائم رہنے والا قتل کر دیا گیا ہے اس وقت زمین کشادہ ہونے کے باوجود ہمیں تنگ نظر آنے لگی ایک شخص کو ہم نے رحمٰن کی اطاعت اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی (جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں)۔

ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہماری ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ان کا زاد راہ ان کے ساتھ تھا وہ باری باری ایک ہی لحاف اوڑھتے تھے وہ بہت کم زمین میں بالکل کمزور تھے، پھر اللہ نے ہمیں ٹھکانہ دیا ہماری نصرت کی ہم نے صبح کی اللہ کی نعمت سے ہم بھائی بھائی بن گئے پھر قدید میں ہم نے تمہارے لوگوں سے جنگ کی ہم نے ان کو اللہ اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دی، انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کے فیصلہ کی طرف دعوت دی، قسم بخدا گمراہی اور ہدایت میں بڑا فرق ہے پھر وہ ہماری طرف دوڑتے ہوئے آئے شیطان نے ان میں اپنے قدم جما دیے ان کی ہنڈیوں میں خون ابلنے لگا ان کا گمان ان کے بارے میں سچا نکلا انہوں نے شیطان کی اتباع کی انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ چمک دمک کے ساتھ آئے ہماری اور ان کی چکیاں گھومنے لگیں انہوں نے ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اہل مدینہ اگر تم مروان کی مدد کرو گے تو اللہ اپنے عذاب کے ذریعے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں ہلاک کر دے گا اور مومنین قوم کو نجات دے گا، اے اہل مدینہ تمہاری ابتدا بہت اچھی اور انجام بہت برا ہے، اے اہل مدینہ لوگ ہم سے اور ہم ان سے ہیں پھر کوئی مشرک نہ کوئی بت پرست، کوئی کافر کوئی

اہل کتاب بن گیا اے اہل مدینہ! جس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ انسان کو مکلف نہیں بناتا ہے وہ اللہ کا دشمن ہے میں اس سے جنگ کروں گا اے اہل مدینہ! مجھے ان آٹھ حصوں کے بارے میں بتاؤ جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں قوی اور ضعیف پر فرض کیا ہے پھر نواں آیا اس کے لئے ان میں سے کوئی حصہ نہیں تھا اس نے مخالفت کر کے اللہ سے محاربت کرتے ہوئے انہیں لے لیا اے اہل مدینہ! تم نے میرے اصحاب کی تحقیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نوجوان ہیں اور اکثر دیہاتی ہیں کیا صحابہ نوجوان نہیں تھے؟ ان کا نوجوان بھی ادھیڑ عمر تھا اس کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں اس کے پاؤں معاصی کی طرف چلنے میں سست تھے انہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیا تھا جو مرنے کے بعد ختم نہیں ہوتی تھی انہوں نے اپنے کلام کو ان کے کلام سے اور اپنی راتوں کے قیام کو اپنے دنوں کے روزوں سے ملا دیا ان کی کمریں قرآن کے پاروں پر جھکی ہوئی تھیں جب خوف کی آیت ان کے سامنے آتی تھی تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے جب شوق کی آیت ان کے سامنے آتی تو وہ جنت کے شوق میں آواز بلند کرتے جب وہ سونتی ہوئی تلواریں بلند کئے ہوئے نیزے اور تیر اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے تو تم ان کے ہاں آتی وعید سے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھتے اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو اونچا سمجھتے تھے انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو متعدد بار خوف الٰہی سے روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے متعدد بار راہ خدا میں شمشیرزنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت سی اطاعت الٰہی میں ہاتھ والے نے ٹیک نہیں لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اپنی تقصیر کے بارے میں اور اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

مدائنی نے عباس بن ہارون کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ ابوحمزہ خارجی نے اہل مدینہ میں اچھی سیرت اپنائی جس کی وجہ سے وہ اس کی طرف مائل ہو گئے انہوں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص زنا کرے وہ کافر ہے اور جو شک کرے وہ کافر ہے اور چھوڑ کر ہم کہاں جائیں؟ پھر اس نے کہا کہ زانی چور اور کافر ہیں اہل مدینہ اس سے متنفر ہو گئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا وہ مدینہ ہی میں رہا حتیٰ کہ مروان نے ابن عطیہ کو چار ہزار لشکر کے ہمراہ بھیجا جسے مروان نے خود چنا تھا اسے ایک عربی گھوڑا اور ایک خچر دیا اور اسے خارجی سے قتال کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر خارجی یمن بھی چلا جائے پھر بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑنا حتیٰ کہ صنعاء کے نائب حاکم یحییٰ سے جنگ کا حکم دیا ابن عطیہ چلا گیا حتیٰ کہ وادی قریٰ تک پہنچ گیا وہاں ابوحمزہ خارجی کی اس سے ملاقات ہوئی جو شام سے جنگ کے لئے آیا ہوا تھا دونوں میں شدید جنگ ہوئی حتیٰ کہ خارجی کا لشکر شکست کھا کر مدینہ چلا گیا اہل مدینہ نے ان سے قتال کر کے ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے۔

ابن عطیہ مدینہ آیا ابوحمزہ کی فوج کو اس نے شکست دے دی بعض کا قول ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہ مکہ، مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر کے خود یمن چلا گیا صنعاء کے نائب حاکم عبداللہ بن یحییٰ اس کے مقابلے میں نکلا دونوں میں جنگ ہوئی ابن عطیہ نے اسے قتل کر کے اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا مروان کا خط آیا جس میں اس نے ابن عطیہ کو حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کرائے اور جلدی مکہ پہنچ جائے۔

ابن عطیہ صنعاء میں لشکر چھوڑ کر بارہ ہزار فوج کے ساتھ سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیا ان کے ساتھ چالیس ہزار دینار بھی تھے راستے میں ایک جگہ ابن عطیہ نے قیام کیا اچانک ان کے سامنے دو امیر (جو جرات کے کاموں سے مشہور تھے اور اس علاقے کے سادات میں سے تھے) آئے انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر سے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ تم چور ہو اس نے کہا کہ میں ابن عطیہ ہوں میرے پاس امیر المومنین کا ادارہ حج کے بارے میں خط موجود ہے ہم حج کے اجتماع میں شریک ہونے کے لئے جلدی جلدی جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ تم دروغ گوئی کر رہے ہو پھر انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر پر حملہ کر کے ابن عطیہ سمیت سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کر دیا ان کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابو معشر کا قول ہے کہ اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کرایا مدینہ اور طائف کی امارت اسے سونپ دی گئی عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابو مسلم نے خراسان کی بہت سی بستیوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا نصر نے ابن ہبیرہ سے دس ہزار فوج کی مدد طلب کی اور کہا کہ قبل اس کے کہ ایک لاکھ فوج کافی ہو دس ہزار فوج روانہ کرو مروان سے بھی نصر نے فوجی مدد کا مطالبہ کیا مروان نے جواب میں اس کی پسند کے مطابق فوجی مدد کا وعدہ کیا۔

اس سال فوت ہونے والوں میں سے شعیب بن حباب، عبدالعزیز بن صہیب، عبدالعزیز بن رفیع، کعب بن علقمہ اور محمد بن منکدر نے وفات پائی واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۱۳۱ھ

اسی سال محرم میں قحطبہ بن شبیب نے اپنے لڑکے حسن کو نصر بن سیار سے قتال کرنے کے لیے قومس کی طرف بھیجا۔ اس کے پیچھے فوج کی امداد کی [illegible] بعض لشکر کے ساتھ [illegible] نے [illegible] قیام کیا تھا [illegible] ہو گیا [illegible] وہاں سے ہمدان کا رخ کیا جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اسی سال ربیع الاول ۱۳۱ھ میں [illegible] کی عمر میں اس نے وفات پائی۔ اس کی وفات کے بعد ابو مسلم [illegible] نے ساتھ [illegible] قبضہ [illegible] میں بھی اضافہ ہو گیا۔

قحطبہ جرجان سے روانہ ہو گیا اس کے آگے آگے زیاد بن زرارہ قشیری تھا وہ ابو مسلم کی اطاعت پر نادم تھا وہ لشکر چھوڑ کر اپنے ساتھ ایک جماعت لے کر اصفہان کے راستے ابن ضبارہ کی طرف چلا گیا۔ قحطبہ نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا اس نے اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ قحطبہ اس کے پیچھے پیچھے قومس پہنچ گیا جسے اس کے لڑکے نے فتح کیا تھا۔ قحطبہ نے قومس میں قیام کیا۔ پھر [illegible] کو "رے" کی طرف بھیجا اور خود اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ "رے" پہنچا تو اس کو لڑکا [illegible] سے فتح کر چکا تھا۔ اس نے وہاں کچھ دن قیام کیا۔ ابو مسلم کو حالات لکھ کر بھیجے۔ ابو مسلم [illegible] سے کوچ کر کے نیشاپور آ گیا۔ وہاں پر اس کا [illegible] مضبوط ہو گیا۔ قحطبہ نے رے پہنچنے کے بعد حسن کو ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ حسن جب ہمدان کے قریب پہنچا تو وہاں سے مالک بن ادہم اور شام و خراسان کے فوجیوں کی ایک جماعت ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلی گئی۔ حسن نے ہمدان بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد حسن نے اس جماعت کا تعاقب کیا اس کے بعد [illegible] نے اس کے لیے فوجی امداد روانہ کی۔ پھر حسن نے اس فوج کے ساتھ نہاوند کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے بھی فتح کر لیا۔

اسی سال عامر بن ضبارہ کی وفات ہوئی کیونکہ ابن ہبیرہ نے [illegible] قحطبہ کی طرف جانے کا حکم دیا [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] فوجی امداد بھی کی تھی چنانچہ ابن ضبارہ نے پچاس ہزار فوج کے ہمراہ قحطبہ سے مقابلہ کیا [illegible] آمنے سامنے ہوئے تو قحطبہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن بلند کیا ایک منادی نے اعلان کیا کہ ہم تمہیں اس قرآن کی بات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ابن ضبارہ کے ساتھیوں نے منادی اور ابن قحطبہ کو گالیاں دیں۔ قحطبہ نے اپنے ساتھیوں کو ابن ضبارہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا [illegible] ان کے درمیان جنگ [illegible] ہوئی کہ ابن ضبارہ کے ساتھی شکست کھا گئے قحطبہ کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کر کے ابن ضبارہ [illegible] بہت [illegible] کو قتل کر دیا اور [illegible] مال غنیمت حاصل کیا۔

اسی زمانے میں قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ [illegible] اہل شام [illegible] قحطبہ سے اہل نہاوند [illegible] مہلت دینے کی [illegible] تاکہ ان کے لیے دروازہ کھول دیں [illegible] ابو مسلم [illegible] کہا کہ تم نے [illegible] انہوں نے کہا کہ ہم نے [illegible] اپنے لیے امان طلب کی قحطبہ نے [illegible] کے پاس [illegible] آنے [illegible] ابو مسلم سے [illegible] سب ہلاک ہو گئے [illegible] ان سے [illegible] کے خلاف [illegible] کریں گے۔

اس کے بعد قحطبہ نے ابو مسلم کے حکم سے ابو عون [illegible] کے ہمراہ شہرزور کی طرف روانہ کیا اس نے [illegible] عثمان بن سفیان کو قتل کر کے علاقے فتح کر لیا۔ بعض کا قول ہے کہ عثمان قتل نہیں [illegible] موصل [illegible] نے شہرزور کی فتح کی خبر قحطبہ کے پاس بھیج دی جب [illegible] ابو مسلم [illegible] ہو گیا۔

اسی زمانے میں قحطبہ نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ ابن ہبیرہ کا رخ کیا جب وہ عراق کے قریب پہنچا تو ابن ہبیرہ پیچھے ہٹ گیا اور مسلسل پسپائی اختیار کرتا ہوا دریائے فرات پار کر گیا قحطبہ بھی اس کے پیچھے پیچھے فرات پار کر گیا ان دونوں کے باقی حالات ۱۳۲ھ کے بیان میں آ رہے ہیں۔

واقعات ۱۳۲ھ

اس سال محرم میں قحطبہ نے فرات پار کیا اس کے ساتھ لشکر اور شہسوار تھے ابن ہبیرہ وحطبہ کے قریب فرات کے دہانے پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا مروان نے بھی اس کی فوجی مدد بہت کی ابن ہبیرہ کے لشکر کے شکست خوردہ [illegible] بھی اس کے ساتھ تھے اس کے بعد قحطبہ نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے لئے اس کا رخ کیا ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا آٹھ محرم بدھ کے روز دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر شامی شکست کھا کر پشت پھیر گئے اور ساحل نے ان کا تعاقب کیا قحطبہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا ایک شخص نے انہیں اس کے قتل کی خبر دی کہ اس نے اپنے بعد حسن کو امیر بنانے کی وصیت کی تھی حسن اس وقت موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کے بھائی حمید بن قحطبہ کو امیر بنا لیا حسن کے پاس اطلاع کرنے کے لئے ایک ایلچی بھیجا اسی رات امراء کی ایک جماعت بھی قتل ہوئی قحطبہ کو معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حضین یا نصر بن سیار کے لوگوں کے جلو میں اس کے ساتھی نے قتل کیا قحطبہ مقتولین میں پایا گیا اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد حسن بن قحطبہ آ گیا اس نے کوفہ کا رخ کیا جہاں پر محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا گیا تھا اس نے بنی عباس کی طرف دعوت دی تھی اور سیاہ لباس زیب تن کیا تھا اسی سال اس محرم کو اس نے خروج کیا اور وہاں سے ابن ہبیرہ کے عامل زیاد بن صالح حارثی کو نکال دیا محمد بن خالد قصر امارہ میں منتقل ہو گیا ابن ہبیرہ کی طرف سے حوثرہ نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کیا حوثرہ کے ساتھی جب کوفہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے محمد بن خالد کے پاس جا کر بنو عباس کی بیعت کی حوثرہ یہ صورت حال دیکھ کر واسط چلا گیا۔

بعض کا قول ہے کہ حسن بن قحطبہ کوفہ میں داخل ہو گیا قحطبہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد خلافت کی وزارت سبیع الکوفی الخلال کے غلام ابو سلمہ حفص بن سلیمان کے حوالے کر دی جائے وہ اس وقت کوفہ میں تھا جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا حسن بن قحطبہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسط چلا جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن چلا جائے چنانچہ اس نے لشکر روانہ کر دیئے۔ مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لئے بصرہ فتح کر لیا ابن ہبیرہ کے قتل کے بعد ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لئے بصرہ فتح کر لیا۔

اسی سال تیرہ ربیع الاول جمعہ کی شب ابو العباس السفاح کے لئے بیعت لی گئی اس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب تھا ابو جعفر اور ہشام بن کلبی کا یہی قول ہے واقدی کا قول ہے کہ اس سال جمادی الاولیٰ میں یہ بیعت ہوئی۔

ابراہیم بن محمد الامام کا قتل ..... ہم نے ۱۲۹ھ کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ مروان کو ابراہیم کا ابو مسلم کے نام لکھا ہوا خط مل گیا جس میں اس نے ابو مسلم کو خصوصیت سے یہ تاکید کی تھی کہ جو شخص بھی عربی بولنے والا ہو اسے ختم کر دے مروان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے مروان نے دمشق کے نائب عامل کو اسے حاضر کرنے کا حکم دیا دمشق کے [illegible] نے اسی وقت ایک ایلچی ابراہیم کی صفات بتا کر اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ ایلچی گیا وہاں اس نے اس کے بھائی ابو العباس کو دیکھا ابراہیم سمجھ کر گرفتار کر لیا اس نے بتایا کہ ابراہیم تو بھائی ہے پھر اس نے کسی اور جگہ سے معلوم کر کے ابراہیم کو پکڑا ابراہیم اپنے ساتھ اپنی محبوب [illegible] کو لے گیا اور اپنے اہل کو وصیت کر گیا کہ میرے بعد خلیفہ ابو العباس ہوگا انہیں کوفہ کوچ کرنے کا حکم دیا گیا انہوں نے اسی روز کوفہ کوچ کیا جس میں اس کے چچا عبداللہ، داؤد، اسماعیل، عبدالصمد اور اس کے دونوں بھائی ابو العباس السفاح، ابو جعفر اس کے دونوں بیٹے محمد اور عبدالوہاب اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ تھے۔

جب وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو ابو سلمہ الخلال نے بنی ہاشم کے غلام ولید بن سعد کے گھر میں انہیں ٹھہرایا اور تقریباً چالیس روز تک سالاروں اور امراء سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھا [illegible] پھر [illegible] خلافت کی بیعت کی گئی۔

ابراہیم کو اس وقت [illegible] لے جایا گیا اس نے ابراہیم کو قید کر دیا تھا [illegible] اسی سال صفر میں جیل ہی میں ان کی وفات ہوگئی۔ بعض کا قول ہے کہ ابراہیم کی [illegible] رکھ دی گئی تھی کہ اسی حالت میں [illegible] سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی ہلال بن صفوان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بعض کا قول ہے کہ ابراہیم پر مکان گرا کر انہیں قتل کیا گیا بعض کا قول ہے کہ انہیں زہر ملا ہوا دودھ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج میں شریک تھے آپ بڑی شان و شوکت اور عزت کے ساتھ گئے تھے مروان کو ان کی بابت اطلاع ملی کہ ابو مسلم انہی کی طرف دعوت دیتا ہے اور انہیں خلیفہ کہتا ہے مروان نے ۱۳۲ھ میں ان کی طرف لشکر بھیجا جس نے اسی سال ابراہیم کو قتل کر دیا۔ یہ قول گذشتہ قول سے مطابقت رکھتا ہے بعض کا قول ہے کہ ابراہیم کو حمیمہ کے بجائے کوفہ سے گرفتار کیا گیا۔

ابراہیم کے بہت سے فضائل و مناقب تھے اور علماء میں ان کا ایک مقام تھا انہوں نے اپنے والد اور دادا ابو ہاشمؒ عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سے حدیث روایت کی ان سے ان کے دونوں بھائی عبداللہ السفاح اور ابو جعفر عبداللہ المنصور اور ابو مسلم عبدالرحمٰن بن مسلم خراسانی اور مالک بن ہیثم نے روایت کی۔

ابراہیم کے عمدہ کلام میں سے یہ ہے دین کی حفاظت کرنے، اعلیٰ صفات پیدا کرنے والا اور ملامت زدہ باتوں سے اجتناب کرنے والا شخص کامل ہوتا ہے۔

ابو العباس السفاح کی خلافت کوفہ کے باشندوں کو جب ابراہیم بن محمد کے قتل کی خبر پہنچی تو ابو سلمہ خلال نے علی بن ابی طالب کی طرف خلافت منتقل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نقباء وغیرہ اس پر غالب آ گئے انہوں نے کوفہ میں ابو العباس السفاح کو ڈھونڈ کر اسے سلام خلافت کیا اس وقت ابو العباس کی عمر ۲۶ سال تھی اسی سال ربیع الثانی جمعہ کی رات سب سے پہلے ابو سلمہ خلال نے اسے سلام خلافت کیا ابو العباس نماز جمعہ کے وقت سوار ہو کر گھر سے باہر نکلا اس حال میں کہ فوج اس کے ساتھ تھی یہاں تک کہ دار الامارہ میں داخل ہو گیا پھر اس نے جامع مسجد پہنچ کر لوگوں کو نماز کی امامت کی پھر منبر کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھ گیا لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کا چچا داؤد بن علی اس سے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے بعد سفاح نے تقریر شروع کی جس کے اول میں تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس نے دین اسلام ہمارے لئے پسند کیا اسی نے دین اسلام کو شرف اور عزت بخشی ہمارے ہی ذریعے دین اسلام پہنچایا گیا ہمیں اس کی تقویت کا ذریعہ بنایا ہمیں اس کا اہل اس کی پناہ گاہ اس کا محافظ اور مددگار بنایا اس نے ہمارے لئے تقویٰ کا التزام کیا اس نے ہمیں اس کا زیادہ حقدار اور اہل بنایا اس نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری کے لئے منتخب کیا اس نے ہمیں اسلام کے ذریعے بلند مقام عطا کیا اس ذات نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جس کی تلاوت کی جاتی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تم کو پاک صاف کر دے۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔" (سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

"آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے۔" (سورۂ شعراء آیت ۲۱۴)

ایک مقام پر فرمایا

"جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوا دے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا۔" (سورۂ حشر آیت نمبر ۷)

اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتلائی ان پر ہمارا حق اور محبت واجب کی اس نے مہربانی کرتے ہوئے ہماری تنگی کے خاطر مال غنیمت میں سے ہمیں زیادہ حصہ عطا کیا ہے۔

گمراہ سبائیوں نے یہ خیال کیا کہ ریاست، سیادت اور خلافت ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے ہے ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ اے لوگو! اللہ نے ہماری وجہ سے گمراہی اور جہالت کے بعد لوگوں کو ہدایت اور بصیرت عطا کی اور ہماری وجہ سے ہلاکت کے بعد ان کو نجات دی اور ہماری وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کیا ہماری وجہ سے ان کی بدحالی کی اصلاح کی ہماری وجہ سے تنزلی کو دور کیا ہماری وجہ سے انہیں متحد کیا ان کو عداوت کے بعد باہمی الفت و محبت کے

اور آخرت میں جنت میں ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھنے والے بن گئے اللہ نے ہم پر احسان آپ علیہ السلام کے ذریعہ کیا۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے مشن کو سنبھالا ان کے معاملات شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے تھے انہوں نے اقوام کے ترکہ کو جمع کر کے اس میں عدل قائم کیا ان کو ان کی جگہوں پر رکھا ان کے مستحقین میں انہیں تقسیم کیا اور وہ خود بھوکے رہے پھر بنو حرب اور مروان نے اس کی بابت لڑائی کی اسے زبردستی اپنے لئے چھین لیا اسے باری باری حاصل کرتے رہے انہوں نے ظلم سے اس میں کام لیا اللہ نے انہیں کچھ وقت تک مہلت دی جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا ہمارے ہاتھوں نے ان سے چھین لیا اللہ نے ہمیں ہمارا حق واپس کر دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی بن گیا تا کہ ہمارے ذریعے لوگوں پر مہربانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے یا ہم سے شروع کر کے ہم پر ختم کیا ہے میں امید کرتا ہوں جہاں سے تمہارے لئے امید اور بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لئے ظلم اور برائی نہیں آئے گی ہم اہل بیت کو اللہ کی توفیق حاصل ہو۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت اور مودت کا محل ہو تم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محترم ہو میں نے تمہارے عطایا میں ایک لاکھ درہم کا اضافہ کر دیا پس تیار ہو جاؤ میں خون ریز جنگجو اور تباہ کر دینے والا حملہ آور ہوں اس کے بعد سفاح کو تیز بخار ہو گیا حتیٰ کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد اس کے چچا نے کھڑے ہو کر کہا کہ تمام تعریف اور شکر اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے ہمیں ہمارے گھر کی میراث واپس کر دی اے لوگو اب تاریکیاں چھٹ گئیں ان کے پردے دور ہو گئے ان کے زمین و آسمان روشن ہو گئے خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو گئی حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا یعنی تمہارے نبی کی اولاد کی طرف جو تم پر مہربان اور شفیق ہے اے لوگو ہم سونا چاندی جمع کرنے اور محل بنانے کے لئے گھر سے نہیں نکلے بلکہ ہم اپنا حق چھن جانے کے بعد اور اپنے عمزادوں پر غضب نے اور بنو امیہ نے تم میں جو بد سیرت اختیار کی اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہارے غنیمت و صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے نکالا ہے ہم پر اللہ اور رسول اور بنی عباس کے واسطے سے لازم ہے کہ ہم قرآن کے مطابق فیصلہ کریں قرآن کے مطابق عمل کریں عام و خاص میں نبی کی سیرت پر چلیں دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے گناہوں کا ارتکاب کرنے لوگوں پر ظلم کرنے محارم کا ارتکاب کرنے اور بندوں کے ساتھ غلط روش اپنانے والے بنی امیہ اور بنی مروان کے لئے ہلاکت ہو جن علاقوں سے وہ دولت یاب ہوئے ان علاقوں میں ان کا طریق گناہوں کا ارتکاب ہے اور وہ گناہوں کی لگام میں پکڑے گئے ہیں۔ اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اور اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدانوں میں دوڑے۔

ان خرابیوں کی وجہ سے نیند کی حالت میں ان پر اللہ کا عذاب آیا جس سے وہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور ظالم قوم کے لئے ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا دنیا کی محبت نے اسے اللہ سے اندھا کر دیا اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی کر دی گئی جس کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا۔ کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟ اس نے اپنی پارٹی اور فوج کو بلایا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیر اندازی کی اس نے اللہ کی تدبیر اور اس کی ہر سختی کو آگے پیچھے دائیں بائیں پایا جس نے اس کے باطل کو ختم کر دیا اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے جتھے میں اتارا اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا ہمارا حق ہمیں واپس کر دیا ہمیں پلٹا دی۔ اے لوگو امیر المومنین نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیں گے اس لئے کہ انہوں نے جمعہ کے کلام کے ساتھ دوسرے کلام کو جمع کرنا اچھا نہیں سمجھا اس وقت بخار کی شدت کی وجہ سے انہوں نے کلام قطع کر دیا تھا امیر المومنین کے لئے خوب دعائیں کرو جسے اللہ نے تمہیں دشمن رحمٰن خلیفہ شیطان مروان کے بدلے میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والا اور ظالمین کی پناہ تھا خلیفہ پر بھروسہ کرنے والے ان ابرار و اخیار کی اتباع کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایات کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے امیر المومنین کے لئے خوب دعائیں کیں پھر اس نے کہا کہ اے اہل کوفہ اس منبر پر آپ علیہ السلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین سفاح چڑھے ہیں حالانکہ یہ صرف ہمارا حق ہے ہم ہی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کریں گے ہمیں آزمائش میں مبتلا کرنے والی اور عطا کرنے والی ذات کے لئے تمام تعریفیں ہیں اس کے بعد ابو العباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگوں نے عصر تک اور عصر سے رات تک اس کی بیعت کی اس کے بعد عباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ ڈالا کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اپنے چچا عبداللہ بن علی ابی عون بن ابی یزید کی طرف اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی طرف (جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

گئے ہوئے تھے) یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن میں حمید بن قحطبہ کی طرف، ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو اھواز میں بسام بن ابراہیم کی طرف اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف بھیجا خود ایک ماہ تک لشکر کے ہمراہ رہا پھر ہاشمیہ شہر میں قصر امارہ میں اتر گیا اور ابوسلمہ الخلال کے لئے اجنبی بن گیا کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ خلافت کو ابن عباس سے علی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے واللہ اعلم۔

مروان بن محمد بن مروان کا قتل —— یہ بنی امیہ کا سب سے آخری خلیفہ تھا اس کے بعد خلافت بنی عباس کی طرف منتقل ہوگئی، جو اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے) اور اس آیت کہ کہہ دیجئے (اے اللہ! جو حکومت کا مالک ہے) سے ماخوذ ہے۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں جب مروان کو ابومسلم اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں اور جو کچھ ارض خراسان میں ہوا اس کا علم ہوا تو وہ حران سے موصل کے قریب زاب کے علاقہ میں الزاب نہر کی طرف منتقل ہو گیا پھر اسے کوفہ میں سفاح کی بیعت اور اس کی مقبولیت کی خبر ہوئی تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اس نے اپنے لشکر کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

ابی عون بن ابی یزید نے ایک عظیم لشکر کے ہمراہ اس کی طرف پیش قدمی کی یہ سفاح کے امراء میں سے تھا الزاب مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا پھر سفاح کی طرف سے مزید امداد بھی اس کی طرف پہنچ گئی پھر سفاح نے اہل بیعت میں سے جنگ کے منتظمین کو آواز دی عبداللہ بن علی نے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کہا کہ اللہ کی برکت سے چلو وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا عبداللہ جب ابوعون کے قریب پہنچا تو ابوعون نے اس کے خیمہ اور جو کچھ اس کے اندر سامان تھا اس کے لئے چھوڑ دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی اور نصیر بن محتفز کو پولیس افسر مقرر کیا۔

ابوالعباس نے اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں کچھ حالات پیش آ کر جنگ کی آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے عبداللہ بن علی کو مروان سے جنگ پر برانگیختہ کرنے کیلئے موسیٰ بن کعب کو تیس افراد کے ہمراہ عبداللہ کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا چنانچہ عبداللہ بن علی اپنا لشکر لے کر آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ مروان کے لشکر کے بالمقابل ہو گیا مروان بھی لشکر کے ہمراہ میدان میں آ گیا یہاں تک کہ دن کے اول حصے میں دونوں فریقوں نے صف بندی کر لی مروان کی فوج کی تعداد ایک لاکھ یا ایک لاکھ بیس ہزار تھی عبداللہ کی فوج کی تعداد صرف بیس ہزار تھی مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر زوال آفتاب سے پہلے جنگ شروع نہیں ہوئی تو ہم دشمن کو عیسیٰ بن مریم تک پہنچا دیں گے اگر شروع ہو گئی تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں گے۔

پھر مروان نے عبداللہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا، عبداللہ نے کہا کہ ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے انشاء اللہ زوال شمس سے پہلے ہی ہمارے گھوڑے انہیں روند ڈالیں گے۔ یہ اسی سال ۱۱ جمادی الآخری ہفتے کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا کہ ٹھہر جاؤ جنگ شروع نہ کرو وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا مروان کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اہل میمنہ سے جنگ شروع کر دی مروان اس پر غصہ ہوا ابوعون مقابل ہوا عبداللہ بن علی تک پہنچ گیا موسیٰ بن کعب نے عبداللہ بن علی کے لئے جنگ کی اس نے لوگوں کو اترنے کا حکم دیا زمین زمین کی منادی کی گئی لوگ اتر گئے انہوں نے نیزے بلند کئے وہ گھٹنوں کے بل ہو گئے انہوں نے دشمن سے جنگ کی اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا انہیں دھکیلا جا رہا ہو عبداللہ پیادہ چلنے لگا وہ کہہ رہا تھا کہ اے رب! کب تک ہم قتل کئے جائیں گے اس نے یا اہل خراسان یا ثارات ابراہیم اور یا محمد یا منصور کے نعرے بلند کئے جنگ نے شدت اختیار کر لی صرف جنگل پر لوہے کی سلاخوں کے ٹکرانے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

مروان نے قضاعہ کو جنگ میں اترنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ بنی سلیم سے کہو کہ وہ اتریں پھر اس نے سکاسک کو جنگ میں اترنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے کہو کہ وہ اتریں اس نے ان کو حکم دیا انہوں نے کہا کہ غطفان سے کہو پھر اس نے پولیس افسر کو حکم دیا اس نے کہا کہ قسم بخدا میں اپنے نفس کو ہلاکت میں نہیں ڈالوں گا مروان نے کہا کہ قسم بخدا میں تیرے ساتھ بدسلوکی کروں گا اس نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تجھے قدرت دے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ بات مروان نے ابن ہبیرہ سے کہی اس کے بعد اہل شام شکست کھا گئے اہل خراسان نے قتل کرتے ہوئے اور گرفتار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا شامی اکثر غرق ہو گئے غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبدالملک مخلوع بھی تھا عبداللہ بن علی نے یہ

باندھنے کا حکم دیا اور پانی میں سے غرق شدگان کو نکالنے کا حکم دیا اور یہ آیت تلاوت کر رہا تھا (ترجمہ) ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کر دیا عبداللہ نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا سعید بن عاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اس کے فرار کے بارے میں کہا کہ:

(۱) ـــ مروان نے راہ فرار اختیار کی تو میں نے اسے کہا کہ ظالم مظلوم بن گیا جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے۔

(۲) ـــ بھاگنا اور حکومت چھوڑنا کہاں؟ جب تجھ سے نرمی رخصت ہو گئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔

(۳) ـــ عقل سے خالی دشوار راستہ فرعون کا ہے اگر تو اس کی بخشش طلب کرے گا تو کتے کے آگے کتا ہے۔

مروان کی ساری چیزوں پر عبداللہ نے قبضہ کر لیا عبداللہ بن مروان کی باندی کے علاوہ اس میں کوئی عورت نہیں تھی ابو عباس نے سفاح کو فتح کی خوشخبری دی سفاح نے دو رکعت نفل ادا کئے جنگ میں شریک ہونے والوں کے لئے پانچ سو درہم کا اعلان کیا ان کے عطایا کو ۸۰ درہم تک زیادہ کر دیا سفاح کی زبان پر **فلما فصل طالوت بالجنود** آیت کی تلاوت جاری تھی۔

مروان کے قتل کی کیفیت کا بیان ـــــ مروان شکست کھانے کے بعد وہاں سے چلا کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا عبداللہ بن علی میدان کارزار میں سات روز تک رہا اس کے بعد سفاح کے حکم سے اس نے اپنی فوج لے کر مروان کا تعاقب کیا مروان چلتے چلتے حران سے بھی آگے نکل گیا اس نے ابو محمد سفیانی کو جیل سے نکال دیا حران پر اپنے بھانجے اور اپنی لڑکی ام عثمان کے شوہر ابان بن یزید کو اپنا نائب بنا دیا عبداللہ کے حران پہنچنے پر ابان بن یزید سیاہ لباس پہن کر اس کی طرف گیا عبداللہ بن علی نے اسے امان دے دی اور اسے اس کے عہدے پر برقرار رکھا عبداللہ نے وہ گھر گرا دیا جس میں ابراہیم محبوس تھا۔

مروان نے قنسرین کے راستے حمص کا رخ کیا اس کے حمص پہنچنے پر اہل حمص بازار اور معیشت کی چیزیں اس کے پاس لائے مروان نے حمص میں دو تین روز قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا حمص کے باشندوں نے اس کے متبعین کی قلت دیکھ کر اسے لوٹنے اور قتل کرنے کا ارادہ کر لیا انہوں نے اسے خوف زدہ شکست خوردہ کہا پھر انہوں نے حمص کی ایک وادی کے پاس اسے پایا مروان نے ان کے دو امیر پوشیدہ کر لئے مروان نے ان سے نرمی کی درخواست کی پھر انہوں نے حمص کی عوام سے جنگ نہ کرنے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر ان کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی دونوں امیروں نے پیچھے سے ان پر حملہ کر دیا بالآخر اہل حمص شکست کھا گئے اس کے بعد مروان دمشق آ گیا دمشق پر اس کی لڑکی کا شوہر ولید ابن معاویہ بن مروان امیر تھا۔ مروان اسے وہیں چھوڑ کر دیار مصر چلا گیا۔

عبداللہ بن علی کا جن شہروں پر گزر ہوتا اس شہر کے باشندے سیاہ لباس زیب تن کر کے اس کی بیعت کرتے وہ انہیں امان دے دیتا تھا عبداللہ کے قنسرین پہنچنے کے بعد اس کے بھائی عبدالصمد بن علی بھی چار ہزار لشکر کے ساتھ اس سے آ ملا سفاح نے عبداللہ کی مدد کے لئے انہیں بھیجا تھا پھر عبداللہ حمص ہوتے ہوئے بعلبک پہنچ گیا پھر مزہ کے راستے سے دمشق آ گیا اس نے وہاں دو یا تین روز قیام کیا پھر سفاح کی طرف سے اس کا بھائی صالح بن علی آٹھ ہزار نفری کے ہمراہ اس کی مدد کے لئے پہنچ گیا صالح نے مرج عذراء میں پڑاؤ ڈالا عبداللہ نے دمشق میں باب شرقی پر اس کا بھائی صالح، باب جابیہ پر ابو عون، باب کیسان پر بسام، باب صغیر پر حمید بن قحطبہ، باب توما پر عبدالصمد یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب فرادیس پر اترے، انہوں نے چند دن دمشق کا محاصرہ کرنے کے بعد اسی سال ماہ رمضان بدھ کے روز اسے فتح کر لیا اس کے بے شمار باشندے قتل کر دیئے تین گھنٹے کے لئے اسے مباح کر دیا اس کی فصیل تباہ کر دی۔ بعض کا قول ہے کہ محاصرہ کے بعد اہل دمشق میں عباسی اور اموی اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی آپس میں جنگ ہو گئی انہوں نے اپنے نائب کو قتل کر دیا پھر شہر کو سپرد کر دیا باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے چڑھنے والا شخص عبداللہ طائی اور باب صغیر کی طرف سے بسام بن ابراہیم تھا، پھر دمشق تین گھنٹے کے لئے مباح کر دیا گیا اس مدت میں پچاس ہزار افراد قتل ہوئے۔

ابن عساکر نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن حسن اعرج کے حالات بیان کئے ہیں وہ عبداللہ کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار لشکر کا امیر تھا انہوں نے ڈیڑھ ماہ یا پانچ ماہ یا سو دن تک اس کا محاصرہ کیا مروان کے نائب حاکم نے دمشق شہر کو بہت مضبوط کیا تھا لیکن یمانیہ اور

مضریہ کا ان میں اختلاف ہو گیا اور یہ بات اس کی فتح کا سبب بن گئی تھی کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبیلوں کے لئے دو محراب بنائے تھے حتیٰ کہ جامع مسجد میں دو منبر تھے دو امام تھے جمعہ کے روز دونوں منبروں پر خطبہ دیا جاتا تھا یہ ایک عجیب و غریب واقعہ فتنہ عصبیت اور خواہش پرستی کے باعث رونما ہوا (ہم اللہ سے عافیت کے سائل ہیں)۔

ابن عساکر نے خوب وضاحت سے اسے بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بن عبداللہ النوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ نوفلی کا قول ہے کہ عبداللہ کے پہلے روز دمشق میں داخل ہونے کے وقت میں اس کے ساتھ تھا وہ تلوار کے ذریعے اس میں داخل ہوا تین گھنٹے تک اس نے اسے مباح کیا ستر روز تک جامع مسجد دمشق کو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے لئے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنی امیہ کی قبروں کو اکھیڑا معاویہ کی قبر میں غبار کی طرح سیاہ دھاگہ تھا عبدالملک بن مروان کی قبر میں صرف کھوپڑی تھی دوسری قبروں میں صرف ایک ایک عضو پایا صرف ہشام بن عبدالملک اپنی قبر میں صحیح و سالم تھا اس کے ناک کا صرف ایک سرا متغیر ہوا تھا اس نے مردہ ہونے کے باوجود اس کو کوڑے لگوائے چند روز تک اسے سولی پر لٹکائے رکھا پھر اسے جلا دیا اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں اڑا دیا یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد بن علی کو اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت میں کوڑے لگوا کر اسے بلقاء کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

اس کے بعد عبداللہ نے بنی امیہ کے خلفاء کی اولاد کو تلاش کرنا شروع کیا اس نے ایک دن میں نہر رملہ کے پاس بانوے ہزار افراد قتل کئے ان پر چمڑے کا دسترخوان بچھا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے تڑپ رہے تھے یہ اس کا بہت بڑا ظلم تھا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا وہ اس کے بعد زیادہ دن نہیں رہا اس کی مراد پوری نہیں ہوئی جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کی بیوی عبدۃ بنت عبداللہ کو خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے سر اور ننگے جسم پیادہ پا بھیجا انہوں نے اسے قتل کر دیا عبداللہ نے پندرہ روز وہاں قیام کیا اس نے اوزاعی کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ جو ہم کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ حضرت عمر نے آپ ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) اوزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کا انتظار کرنے لگا پھر مجھے باہر نکال دیا اس نے میرے پاس سو دینار بھیجے۔

اس کے بعد عبداللہ نے مروان کا تعاقب کیا وہ نہر کسوہ پر اترا یحییٰ بن جعفر ہاشمی کو نائب بنایا پھر وہ چل کر مرج الروم پر اترا پھر نہر ابی فطرس پر آ گیا اسے معلوم ہوا کہ مروان بھاگ کر مصر چلا گیا اس کے پاس سفاح کا خط آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو تم شام میں اس کے نائب بن کر کام کرو۔ صالح اسی سال ذیقعدہ میں مروان کی تلاش میں نکلا اس کے ساتھ ابو عون اور عامر بن اسماعیل بھی تھے پھر صالح ساحل سمندر پر اترا وہاں موجود کشتیاں اس نے جمع کیں حتیٰ کہ وہ عریش پر پہنچ گیا پھر وہ وہاں سے چل کر نیل پر پہنچا پھر صعید کی طرف چل دیا مروان نیل عبور کر چکا تھا اس نے اس کے ارد گرد کا گھاس وغیرہ سب جلا دیا اس کا پل توڑ دیا صالح مسلسل اس کی تلاش میں تھا حتیٰ کہ مروان کے سواروں سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی صالح نے انہیں شکست دے دی۔

پھر صالح نے مروان کے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں سے مروان کی بابت پوچھا انہوں نے اس کی مخبری کی پھر وہ اچانک رات کے آخری حصے میں بوصیر کے کنیسہ میں مل گیا اس کی فوج مقابلہ میں شکست کھا گئی پھر مروان از خود ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا تو صالح کے ساتھیوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا ایک بصری شخص معود نامی نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا وہ مروان کو جانتا بھی نہیں تھا فوراً ایک کوفی انار فروش نے اس کا سر قلم کر کے سریہ کے امیر عامر بن اسماعیل کے حوالے کر دیا اس نے ابو عون کے پاس بھیج دیا ابو عون نے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا صالح نے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ذریعے امیر المومنین سفاح کے پاس بھیج دیا۔

مروان اسی سال ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے روز قتل ہوا بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ چھ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا اس کی مدت خلافت ۵ سال دس ماہ دس یوم تھی مشہور قول یہی ہے اس کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ۴۰ سال (۲) ۴۶ سال (۳) ۵۸ سال (۴) ۶۰ سال (۵) ۶۲ سال (۶) ۶۳ سال (۷) ۶۹ سال واللہ اعلم۔

اس کے بعد صالح بن علی مصر پر ابو عون کو نائب بنا کر خود شام روانہ ہو گیا۔

مروان الحمار کے حالات...... یہ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ القرشی الاموی ابوعبدالملک امیر المومنین بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کی والدہ کردیہ باندی تھی جو لبابہ کے نام سے مشہور تھی۔ یہ ابراہیم اشتر نخعی کے پاس تھی ابن ابراہیم کے قتل کے روز محمد بن مروان نے اس پر قبضہ کر لیا اس سے مروان پیدا ہوا بعض کا قول ہے کہ وہ لبابہ مصعب بن زبیر کے پاس تھی مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

ولید بن یزید کے قتل اور یزید بن ولید کی وفات کے بعد مروان کی بیعت خلافت کی گئی اس کے بعد اس نے دمشق پہنچ کر ابراہیم بن ولید کو خلافت سے معزول کر دیا ۱۲۷ھ ماہ صفر میں مروان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

ابو معشر کا قول ہے کہ ۱۲۷ھ ربیع الاول میں مروان کی بیعت کی گئی یہ مروان الجعدی کے نام سے مشہور تھا جو جعد بن درہم کی طرف منسوب ہے اس کا لقب الحمار تھا یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اس کی مدت خلافت پانچ سال اور دس ماہ دس یوم تھی۔ بعض کا قول ہے کہ پانچ سال ایک ماہ تھی۔ سفاح کی بیعت کے بعد مروان ۹ ماہ زندہ رہا۔

مروان سرخ و سفید رنگ، نیلی آنکھوں، بڑی داڑھی اور میانہ قد والا تھا خضاب نہیں لگاتا تھا ہشام نے اسے ۱۱۴ھ میں آذربائیجان آرمینیہ اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا تھا اس زمانہ میں متعدد شہر اور قلعے فتح کئے یہ مسلسل رومیوں میں جہاد کرتا رہا تھا اس نے کفار، ترک، خزر اور لانون سے جہاد کر کے انہیں مغلوب کیا یہ مروان جری بہادر اور عقلمند شخص تھا تقدیر الٰہی سے اگر اس کی فوج اس کا ساتھ نہ چھوڑتی تو اس میں اتنی صلاحیت تھی کہ یہ اپنی دانائی اور بہادری سے حکومت نہ جانے دیتا لیکن جب اللہ کسی امر کا ارادہ کرے تو انسان کون بچا سکتا ہے؟

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن عبداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بنی امیہ میں مشہور تھا کہ جب کسی باندی کا لڑکا ان کا خلیفہ بنے گا تو اس وقت ہم سے خلافت چھن جائے گی چنانچہ مروان کے خلیفہ بننے کے بعد ۱۳۲ھ میں بنوامیہ سے خلافت چھین لی گئی تھی۔

حافظ ابن عساکر نے ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی الحسین، سہل بن بشر، طلیل بن ہبۃ اللہ بن طلیل، عبدالوہاب کلابی، ابو القاسم احمد بن الحسین، عباس بن ولید بن صبیح، عباس بن یحییٰ بن ابی المطاع، ہاشم بن عبید، راشد بن داؤد، اسماء وثوبان کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی امیہ کے جلدی جلدی گیند حاصل کرنے کے مانند خلافت حاصل کریں گے۔ ان کے ہاتھ سے خلافت چلے جانے کے بعد زندگی بے مزہ ہو جائے گی۔ ابن عساکر نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث بہت منکر ہے۔

ہارون الرشید ابو بکر بن عیاش سے سوال کیا کہ بنی امیہ اور ہم میں کون افضل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ نفع بخش تھے اور تم لوگ نماز کے زیادہ پابند ہو ہارون الرشید نے اسے چھ ہزار درہم دیئے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان جو اشراف قریش میں سے تھا لہو و طرب کو بہت پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہو جاتا تھا۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ میں نے ابو الحسین علی بن مقلد بن نصر بن منقذ بن امیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان نے شکست کھا کر مصر جانے کے وقت راستہ میں اپنی باندی چھوڑنے کے وقت چند اشعار کہے۔

(۱) میرا خیال ہمیشہ مجھے میری موت و ہلاکت میں انتظار کرتا ہے اور وہ مجھے اس چیز کے قریب کرتا ہے جو تیرے لئے میرے سینے میں ہے۔
(۲) مجھے یہ بات پسند ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان حجاب ہو اب تو مجھ سے دن دور ہو گی۔
(۳) تم جدا ہونے والوں، وقت نے میرا اول ذکر کر دیا ہو گا اگر تو نے زیادتی کی تو ایک ماہ دور ہو جائے گی۔
(۴) ان دونوں باتوں سے مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں ہم کبھی ہم ملاقات سے محروم ہو جائیں۔
(۵) عنقریب میں تجھ پر آنسو بہاؤں گا میں رو کے نہیں چھوڑوں گا میرے بعد میری طلب ختم کرو گے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان دوران فرار ایک راہب کے پاس سے گزرا اس نے مروان کو پہچان کر اسے سلام کیا مروان نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس زمانہ کا علم ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس مختلف رنگ ہیں مروان نے پوچھا کہ مالک بننے کے بعد مملوک بننے والا انسان اپنا حاصل کر سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں پھر مروان نے راہب سے پوچھا کہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اس سے محبت اس کی مرغوب چیزوں کے حصول کی طمع

عقل اس کو نے مستقل مزاجی و تحمل کرنے کے ساتھ دنیا سے محبت کرنے والا انسان اس کا غلام بن جاتا ہے مروان نے اس سے پوچھا کہ پھر اس سے چھٹکارا کون سا راستہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اسے مختصر رکھنے اور چھوڑنے کے ساتھ مروان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے راہب نے جواب دیا کہ مختصر یہ ہو جائے گا کہ اس طرح دنیا کے ختم ہونے سے پہلے تو اسے چھوڑ دے۔ مروان نے اس سے پوچھا کہ تم مجھے جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں تو عرب کا بادشاہ مروان ہے تو بلاد سودان میں قتل کیا جائے گا اور بلا کفن دفن کیا جائے گا اگر موت تیرے پیچھے لگی نہ ہوتی تو میں تجھے بچاؤ کا راستہ بتا دیتا۔

بعض کا قول ہے کہ اس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ یقتل ع بن ع بن ع م بن م بن م اس سے ان کی مراد عبداللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان کا قتل ہونا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تھا کہ اس کا محاصرہ ہو گیا ایک خادم اس کے سر پر کھڑا ہو گیا مروان نے اپنے مخاطب سے کہا جن احسانات کا اقرار کیا جائے اور جن نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے ان پر افسوس ہے اسی طرح جس حکومت کی مدد نہ کی جائے اس پر بھی افسوس ہے خادم نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین کم اتفاق کے لئے چھوٹے بڑے ہونے کے لئے پوشیدہ کا ظاہر ہونے کے لئے اور آج کے کام کو کل کے لئے چھوڑنے والے انسان کے لئے اس سے بھی سخت مصیبت ہے مروان نے جواب دیا کہ یہ چیز میرے نزدیک خلافت چھن جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان ۱۳۲ھ ۱۳ ذی الحجہ بیر کے روز قتل کیا گیا اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز یا اس کے قریب تھی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی عمر ۸۰ سال تھی لیکن پہلا قول اصح ہے یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔

بنی امیہ کی حکومت کے زوال اور بنی عباس کی حکومت کے آغاز کے بارے وارد ہونے والی احادیث نبویہ:— علاء بن عبدالرحمن نے اپنے والد کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے کہ جب بنی عاص کے چالیس افراد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو دغا اور اللہ کے مال کو دولت اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔ اس روایت کو اعمش نے عطیہ اور ابی سعید کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن لہیعہ نے ابی قبیل کے حوالے سے ابن وہب کا قول نقل کیا ہے کہ وہ معاویہ کے پاس تھے مروان بن حکم نے معاویہ کے پاس آ کر کسی ضرورت کی بابت سوال کرتے ہوئے کہا کہ میں دس کا والد، دس کا بھائی اور دس کا چچا ہوں۔ مروان کے جانے کے بعد حضرت معاویہ نے ابن عباس سے کہا کہ جو ان کے ساتھ تخت پر تھے کیا تمہیں آپ علیہ السلام کا ارشاد معلوم ہے کہ جب بنی حکم تیس افراد تک پہنچ گئے تو اللہ کے مال کو ملکیت اللہ کے دین کو دغا بازی کا اور اللہ کے بندوں کو غلام بنا لیں گے اور جب ۴۹۹ تک ان کی تعداد پہنچ گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی ابن عباس نے کہا کہ بے شک پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ان کا سرغنہ یہ باپ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور۔

ابو داؤد طیالسی نے قاسم بن الفضل کے واسطے سے یوسف بن مازن الراسبی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگوں کے چہروں کو سیاہ کرنے والے حسین نے جواب دیا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے اے مجھے ملامت کرنے والے آپ علیہ السلام کو منبر پر بنی امیہ کے ایک شخص کے خطبہ دینے سے تکلیف پہنچی تو سورۂ کوثر نازل ہوئی جو جنت کی ایک نہر ہے اور سورۂ قدر نازل ہوئی جس سے مراد بنی امیہ کی حکومت ہے۔

راوی کا قول ہے کہ ہم نے اس کا حساب لگایا تو اسے بلا کم و بیش پایا ترمذی نے اس روایت کو محمود بن غیلان عن ابی داؤد طیالسی سے نقل کیا ہے پھر کہا کہ یہ غریب ہے قاسم بن الفضل کے واسطے سے ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ثقہ تھے یحییٰ بن قطان، ابن مہدی نے اسے ثقہ کہا ہے راوی کا قول ہے کہ اس کا شیخ یوسف بن سعد ہے یوسف بن مازن بھی کہا گیا ہے یہ مجہول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث بہت ہی الفاظ سے معلوم ہوتی ہے حاکم نے مستدرک میں قاسم بن الفضل حدانی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے میں نے اس حدیث کے منکر ہونے پر تفسیر میں مفصل کلام کیا ہے ایک ہزار ماہ کی توجیہ یہ ہوگی کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مدت کو ساقط کر دیں گے کیونکہ ۴۰ھ میں مستقل طور پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی یعنی وہ سال عام ہے جس سال حضرت علی قتل کئے گئے پھر اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی پھر اس سال بنی امیہ کی حکومت ختم ہوگئی یہ ۱۳۲ھ ہے یہ

کل ۹۲ سال ہوئے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے وصال کو اس سے کم کرنے کے بعد ۸۳ سال باقی رہیں گے جو اس حدیث کے منافی ہے بہر حال یہ حدیث مرفوع نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کی تفسیر کی ہو بلکہ یہ کسی راوی کا قول ہے میں نے تفسیر میں اس پر مفصل کلام کیا ہے نیز دلائل میں بھی اس کی بحث گزر چکی ہے واللہ اعلم۔

علی ابن مدینی نے سفیان علی کے واسطے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ میں نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو مجھے اس سے تکلیف ہوئی تو مجھ پر سورۂ کوثر نازل ہوئی) اس روایت میں ضعف اور ارسال ہے۔

ابو بکر بن خیثمہ نے کئی واسطوں سے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس آیت (وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس) کے بارے میں فرمایا بنی امیہ کے کچھ افراد کو منابر پر دیکھ کر مجھے تکلیف ہوئی تو آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور یہ عنقریب ختم ہو جائے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابو منصور رازی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ معراج کی رات آپ علیہ السلام نے بنی امیہ کے کچھ لوگوں کو منابر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو آپ پر یہ بات گراں گزری اس پر یہ آیت (وان ادری لعله فتنة لكم ومتاع الى حين) نازل ہوئی۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابو الجوزاء کو کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا بنی امیہ کی حکومت کو ایسی عزت دے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کی حکومتوں کو عزت دی پھر انہی کی طرح انہیں ذلیل کرے گا اس کے بعد انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (وتلک الایام نداولها بین الناس)۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ ابراہیم بن سعید نے ابو اسامہ عمر بن حمزہ عمر بن سیف مولی عثمان بن عفان سعید بن المسیب کا قول نقل کیا ہے کہ ابو بکر بن سلیمان بن خیثمہ نے بنو امیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے انہوں نے پوچھا کیسے؟ جواب دیا کہ ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور شریر لوگ باقی رہ جائیں گے وہ خلافت کی بابت جھگڑیں گے پھر لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

یعقوب بن سفیان نے عن احمد بن محمد الازرقی عن الزنجی عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں ابو الحکم یا ابو العاص کو منبر پر بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد وفات تک آپ علیہ السلام کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی نے عن مسلم بن ابراہیم سعید بن زید اخو حماد بن زید عن علی بن حکم بنانی عن ابی الحسن الحمصی عن عمرو بن مرة کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار حکم بن ابی العاص نے آپ علیہ السلام سے اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے اسے پہچان کر اجازت دے دی اور فرمایا کہ اس پر اور اس کی اولاد پر (مومنین کے علاوہ جو تھوڑے سے ہوں گے) اللہ کی لعنت ہو یہ عزت والے اور مکار ہوں گے ان کا حصہ صرف دنیا میں ہوگا آخرت میں وہ بالکل محروم ہوں گے۔

ابو بکر خطیب بغدادی نے کئی واسطوں سے حضرت ثوبان کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان کی گود میں آرام فرما رہے تھے پہلے آپ روئے پھر مسکرائے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے عجیب بات دیکھی ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے منبر پر بنو امیہ کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے افسوس ہوا پھر میں نے بنی عباس کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے خوشی ہوئی۔

یعقوب بن سفیان نے متعدد واسطوں سے عقبہ بن ابی معیط کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ نے انہیں بہت عمدہ ہدیہ پیش کیا پھر حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کی حکومت ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین مجھے معاف کر دیجئے حضرت معاویہ نے پھر وہی سوال کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کے مددگار کون ہوں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اہل خراسان اور بنی امیہ کی بنی ہاشم سے لڑائی ہوگی منہال بن عمرو نے سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین شخص ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے (۱) سفاح (۲) منصور (۳) مہدی۔ اعمش نے ضحاک عن ابن عباس سے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔

ابن ابی خیثمہ نے کئی واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ جس طرح ہم سے خلافت کی ابتدا ہوئی اسی طرح ختم بھی ہم پر ہوگی۔

بیہقی نے متعدد طرق سے ابو سعید کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت میں سے سفاح نامی شخص کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو بہت زیادہ مال دے گا۔

عبدالرزاق نے متعدد طرق سے حضرت ثوبان کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمہارے اس خزانے کے پاس تین شخص قتال کریں گے جو خلفاء کی اولاد میں سے ہوں گے ان میں سے کسی کو خلافت نہیں ملے گی پھر خراسان سے سیاہ جھنڈے بلند ہوں گے وہ تم سے ایسی جنگ کریں گے پھر آپ علیہ السلام نے چند باتوں کا ارشاد فرمایا جب تم انہیں دیکھو تو ان کے پاس آنا اگرچہ تمہیں برف کی طرف پر آنا پڑے وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

امام احمد نے کئی واسطوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے انہیں کوئی روک نہیں سکے گا یہاں تک کہ ایلیاء میں نصب کیے جائیں گے۔

بیہقی نے کعب کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے تو شام میں اتر کر ہر جبار و متکبر کو ختم کر دیں گے۔ ابراہیم بن حسین نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا فرمان حضرت عباس کے لیے نقل کیا ہے کہ تم میں نبوت اور حکومت ہوگی۔ ابن [illegible] نے کئی واسطوں سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک رات آپ ﷺ کے پاس تھا آپ نے فرمایا کہ دیکھو کیا آسمان میں کوئی چیز نظر آ رہی ہے میں نے کہا ثریا، آپ نے فرمایا تمہاری پشت میں اتنے ہی بادشاہ ہوں گے۔

ابن عدی نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں آپ علیہ السلام کے پاس سے گزرا آپ علیہ السلام کے ساتھ جبرائیل تھے میں نے انہیں دحیہ کلبی سمجھا [illegible] نے آپ سے فرمایا کہ [illegible] سیاہ لباس [illegible] عباس کا شعار تھا اس لیے [illegible] آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ [illegible] سیاہ لباس [illegible] اسی طرح ان [illegible] کے پاس [illegible] جب [illegible] تک پہنچے تھے اسی طرح عبداللہ بن علی کے دمشق میں داخل ہونے کے وقت ان کا لباس سیاہ تھا [illegible] لوگوں نے سیاہ لباس [illegible] سیاہ لباس [illegible] کر لی۔

ابن عساکر نے ایک فاسق کا قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کے دمشق میں داخل ہونے کے وقت میرے [illegible] ایک شخص کھڑا تھا اس نے کہا [illegible] سیاہ [illegible] اسی وقت سے آج تک سیاہ لباس ان کا شعار چلا آ رہا ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اس کا اپنے دور حکومت میں لوگوں سے بیعت اختیار کرنا

پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے ۱۳۲ھ [illegible] کوفہ میں سفاح کی بیعت خلافت کی گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ [illegible] کی بیعت کی گئی پھر سفاح نے مروان کی طرف لشکر بھیجے کہ انہوں نے اسے حکومت سے الگ کر دیا۔ [illegible] پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ انہوں نے اسے مصر کے [illegible] میں قتل کر دیا یہ بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔

اس کے بعد سفاح نے اپنا اقتدار [illegible] کیا اور اندلس کے علاوہ عراق، خراسان، حجاز، شام اور [illegible] مصر [illegible] کی حکومت قائم ہو گئی [illegible] اندلس [illegible] بنو امیہ کے ایک شخص نے اس پر قبضہ کر کے حکومت قائم کر لی جیسا کہ [illegible] آئے گا سفاح کے خلاف اس سال کئی جماعتوں نے بغاوت کی [illegible] ان میں ایک اہل قنسرین [illegible] ان کے [illegible] ابو الورد [illegible] کی بیعت کی [illegible] کی جماعت سے [illegible] سفاح [illegible]

نے بھی مامون کے خلاف بغاوت کی جب طاہر بن حسین کو ان کے بارے میں اطلاع پہنچی تو اس نے [illegible] سے صلح کر کے [illegible] نصر پہلے [illegible] حبیب جب دمشق سے [illegible] [illegible] لشکر کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔

حبیب جب [illegible] سے [illegible] اہل دمشق نے ایک شخص [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] سے [illegible] معاملہ [illegible] گیا۔

[illegible] نے حمص کے باشندوں سے خط و کتابت کر کے ابو العمیطر سفیانی پر اتفاق کر لیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس کی امارت کی [illegible] ابن بیہس [illegible] سفیانی کے [illegible] کے ساتھ جنگ کی [illegible] شکست [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] جنگ [illegible] مسلسل جنگ کرتے رہے [illegible] سفیانی [illegible] دمشق [illegible] دمشق کے قریب پہنچا [illegible] امارت [illegible] گئے۔

[illegible] سفیانی [illegible] ابن بیہس [illegible] سفیانی [illegible] [illegible]

[illegible] مامون کے خلاف بغاوت [illegible] طاہر [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] اسے قتل کر دیا [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] سے [illegible]

[illegible] نے اپنے بھائی [illegible] [illegible] اسے اطاعت [illegible] سے کیا۔

اسی سال ابو جعفر منصور اپنے بھائی سفاح کی اجازت سے امیر ابو مسلم خراسانی کے پاس گیا تا کہ ابو سلمہ کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ خلافت کو ان سے دور کرنا چاہتا تھا اس سے سوال کیا جائے کہ کیا ابو سلمہ کو ابو مسلم کی مدد حاصل تھی؟ تو قوم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سفاح نے کہا کہ اگر یہ کام اس کے مشورے سے ہوا ہے تو پھر تو وہ ایک بڑے امتحان میں مبتلا ہو گئے، الا یہ کہ اللہ ہی ہم سے یہ پریشانی دور کرے گا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ سفاح نے مجھ سے میری رائے کی بابت سوال کیا میں نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے وہی میری رائے ہے پھر سفاح نے کہا کہ ابو مسلم کو تم سے زیادہ کوئی زیر کرنے والا نہیں اس لئے تم اس کی طرف چلے جاؤ اس کی رائے سے مجھے آگاہ کرو پھر اگر اس کی مدد ابو سلمہ کو حاصل ہے تو ہم اس کے بارے میں کوئی حیلہ کریں گے اگر نہیں ہے تو ہم مطمئن اور خوش ہو جائیں گے۔

ابو جعفر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ڈرتے ڈرتے ابو مسلم کی طرف سفر شروع کیا جب میں رے پہنچا تو اس کے نائب کے پاس ابو مسلم کا خط پہنچا ہوا تھا کہ جیسے ہی ابو جعفر تمہارے پاس پہنچے اس کو فوراً میرے پاس بھیج دو ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد جب میں نیشاپور پہنچا تو اس کے نائب کے پاس بھی ابو مسلم کے خط پہنچا ہوا تھا کہ ابو جعفر کو ایک گھڑی بھی اپنے پاس مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے ملک میں خارجی ہیں ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا خوف دور ہو گیا اس کے بعد جب میں مرو سے دو میل کے فاصلے پر تھا تو ابو مسلم نے لوگوں کے ساتھ میرا استقبال کیا پھر جب ابو مسلم میرے سامنے آیا تو سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگا اس نے میرے ہاتھوں کو چوما میں نے اس کو حکم دیا تو وہ سواری پر سوار ہو گیا مرو پہنچنے کے بعد میرا قیام ابو مسلم کے گھر میں ہوا تین دن کے بعد انہوں نے مجھ سے آنے کی وجہ دریافت کی میں نے ان کے سامنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

پھر ابو مسلم نے مرار بن انس ضبی کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ چلے جاؤ ابو سلمہ کو تلاش کر کے قتل کر دو اس کے معاملہ میں امام کی رائے تک پہنچو اس کے بعد مرار کوفہ روانہ ہو گیا ابو سلمہ رات کے وقت سفاح سے باتیں کرتا تھا ایک روز ابو سلمہ سفاح سے باتیں کر کے نکلا تو مرار نے اسے قتل کر دیا مشہور ہوا کہ خارجیوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس کے قتل پر شہر بند ہو گیا سفاح کے بھائی یحییٰ بن محمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہاشمیہ میں اسے دفن کیا گیا ابو سلمہ وزیر آل محمد اور ابو مسلم امیر آل محمد کے نام سے مشہور تھا۔ شاعر کا قول ہے کہ ابو سلمہ آل محمد کا وزیر تھا جو ہلاک ہو گیا جس وزیر کی آپ سے دشمنی تھی۔

بعض کا قول ہے کہ ابو جعفر ابو سلمہ کے قتل کے بعد ابو مسلم کے پاس گیا تھا جس میں حجاج بن ارطاۃ اور اسحاق بن فضل ہاشمی اور سادات کی ایک جماعت تھی ابو جعفر نے خراسان سے واپس آنے کے بعد سفاح سے کہا ابو مسلم کی زندگی تک آپ کی خلافت خطرے میں ہے کیونکہ لشکر اس کے ساتھ ہیں سفاح نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ کسی کے سامنے اس کا اظہار مت کرنا پس وہ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد سفاح نے ابو جعفر کو ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسط بھیجا ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کر لیا جب ابو جعفر نے ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر لیا تو اس نے محمد بن عبد اللہ بن حسن کو بیعت کی دعوت دی جب اس کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو ابن ہبیرہ نے ابو جعفر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ابو جعفر نے سفاح سے مشورہ کیا سفاح نے صلح کی اجازت دے دی ابو جعفر نے ابن ہبیرہ کے پاس صلح کا خط لکھ دیا۔

ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے صلح کے بابت مشورہ کرنے کے بعد تیرہ سو بخاریوں کے ساتھ ابو جعفر کی طرف روانہ ہو گیا ابو جعفر کے خیموں کے قریب پہنچنے کے بعد اس نے سواری کے ساتھ اندر داخل ہونا چاہا تو دربان نے سلام کیا اور کہا کہ اے ابو خالد اتر جائیے تو وہ اتر پڑا ابو جعفر کے اردگرد دس ہزار محافظوں کا پہرہ تھا ابن ہبیرہ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو اس نے پوچھا کیا میں اکیلا ہی آؤں؟ جواب ملا کہ اکیلے ہی آنے کی اجازت ہے تو وہ اندر داخل ہو گیا اس کے لئے تکیہ لگایا گیا اس پر وہ بیٹھ گیا ابو جعفر نے ایک گھنٹے تک اس سے گفتگو کی اس کے بعد ابن ہبیرہ چلا گیا ابو جعفر نے نظروں سے اس کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد ابن ہبیرہ دوسرے روز ۵۰۰ شہسواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ آتا تھا انہوں نے ابو جعفر کو اس کی شکایت کی تو ابو جعفر نے دربان سے کہا کہ اسے کہو کہ اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ آئے اس کے بعد ابن ہبیرہ تین افراد کے ہمراہ آتا رہا ایک روز دربان نے اس سے کہا گویا آپ تیاری کر کے آتے ہیں ابن ہبیرہ نے کہا کہ اگر تم مجھے پیدل آنے کا حکم دو گے تو میں پیدل آتا اس کے بعد وہ صرف تین افراد کے ہمراہ

آ گئے تو ابن ہبیرہ نے ایک رقعہ خط کے ذریعے ابوجعفر کو اس شخص سے پہنچایا اور اس نے ابوجعفر سے بیعت امان کا عذر کیا تو ابوجعفر نے اس کا عذر قبول کر لیا۔

خلیفہ ابو العباس نے ابومسلم سے ابن ہبیرہ سے صلح کی بابت مشورہ کیا تو اس نے منع کیا۔ سفاح ابومسلم کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا ابن ہبیرہ سے ابوجعفر کے صلح کرنے کے بعد سفاح نے اسے پسند نہیں کیا اس نے ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کے بارے میں خط لکھا۔ ابوجعفر نے سفاح سے اس معاملے میں کئی بار بات چیت کی لیکن کوئی نتیجہ نہیں ہوا حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ ابن ہبیرہ سے جنگ کرو۔ ابوجعفر نے کہا شرطوں پر صلح کر کے کیسے اسے توڑا جا سکتا ہے لیکن سفاح نے اس پر قسم کھائی تو ابوجعفر نے ابن ہبیرہ سے جنگ کے لئے ایک جماعت روانہ کی وہ جماعت اس کے قریب پہنچی تو اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد اور اس کے آزاد کردہ غلام تھے اور اس کا ایک بچہ اس کی گود میں تھا چاروں طرف اس کے محافظ تھے اس کے لڑکے نے اس کا دفاع کیا لیکن قتل ہو گیا پھر اس کے محافظ بھی قتل ہو گئے پھر وہ جماعت ابن ہبیرہ کے قریب پہنچ گئی اور اس نے لڑکے کو گود سے پھینک کر سجدہ میں گر گیا تو انہوں نے سجدہ کی حالت میں اسے قتل کر دیا ان لوگوں نے ایک دم سب کو قتل کیا ابوجعفر نے اعلان کیا کہ عبدالملک بن بشر، خالد بن سلمہ مخزومی اور عمر بن ذر کے علاوہ سب کو امان ہے اس کی وجہ سے جنگ نہ کی پھر عمر بن ذر کو امان دے دی اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ابومسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو فارس کی طرف بھیجا کہ وہ ابوسلمہ خلال کے عمال کو پکڑ کر قتل کر دے چنانچہ اس نے قتل کر دیا۔

اسی سال سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا حاکم بنایا چچا داؤد کو مکہ مدینہ یمن یمامہ کا حاکم بنایا [illegible] اسے کوفہ کی امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر بنا دیا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کا قاضی تھا بصرہ کا حاکم تب سفیان بن معاویہ تھا لیکن اس کا قاضی حجاج بن ارطاۃ تھا منصور جزیرہ پر، شام پر سفاح کا چچا عبداللہ بن علی، مصر پر ابوعون بن یزید، خراسان پر ابومسلم خراسانی اور دیوان خراج پر خالد بن برمک حاکم تھا۔ اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے خواص حضرات

مروان بن محمد۔ یہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم ابو عبدالملک اموی تھا بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اسی سنہ ماہ ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا۔

عبدالحمید بن یحییٰ۔۔۔۔ عبدالحمید بن یحییٰ بن سعد عتبی عامر بن لؤی کے غلام اور مروان کے وزیر تھے مشہور مترسل کاتب تھے۔ بعض کا قول ہے کہ کتابت عبدالحمید سے شروع ہوئی اور ابن العمید پر ختم ہوئی کتابت اور ادب کے تمام فنون کے امام اور پیشوا تھے جن کے رسائل ایک ہزار ورق میں جمع ہیں اصلاً قیساریہ کے باشندے تھے پھر شام میں سکونت پذیر ہو گئے کتابت میں ان کے استاد ہشام بن عبدالملک کے غلام سالم تھے مہدی کا وزیر یعقوب بن داؤد کتابت میں ان کا شاگرد تھا عبدالحمید کی کتابت کا ابتدا یوں ہوا کہ عبدالحمید شروع میں بچوں کو کتابت سکھاتے تھے بعد میں مروان کے وزیر بن گئے [illegible]۔

عبدالحمید کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ علم ایک درخت ہے جس کا پھل اس کے الفاظ ہیں اور فکر ایک سمندر ہے جس کے موتی حکمت ہے۔

ایک دفعہ عبدالحمید نے ایک شخص کو گھٹیا خط لکھتے دیکھا تو اسے کہا کہ اپنے قلم کے تراشے کو موٹا اور لمبا کرو اور اس کے قط کو ترچھا اور دائیں جانب سے لے جاؤ اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اس کا خط عمدہ ہو گیا۔

ایک شخص نے عبدالحمید سے کسی کام کے لئے سفارش لکھوانے کی درخواست کی عبدالحمید نے اسے لکھا کہ میرے اس خط کے حامل کا تم پر ایسے حق ہے جیسے اس کا حق مجھ پر ہے کیونکہ اس نے تمہیں اپنی امید کا مقام سمجھا اور مجھے اپنی ضرورت کا اہل سمجھا میں نے اس کی ضرورت پوری کر دی آپ بھی اس کی امید پوری کریں۔ عبدالحمید [illegible] ہو گئے ہیں۔

ابو سلمہ حفص بن سلیمان: یہ آل عباس کے سب سے پہلے وزیر تھے چھ ماہ کے بعد جب [illegible] ابو مسلم خراسانی کے حکم سے انہیں قتل کیا گیا یہ ذی ثروت بہادر اور [illegible] تھے خلافت کے آغاز ہی میں سفاح ان سے ناراض ہو گیا تھا کیونکہ ان کا رجحان آل علی کی طرف میلان کا شک ہو گیا ابو مسلم نے لوگوں سے انہیں قتل کروا دیا ان کے قتل کے بعد یہ شعر پڑھا۔

(ابو سلمہ اور جیسے لوگوں کی موت پر [illegible] کی طرف جانا چاہئے [illegible] پر کسی کو افسوس ہے۔)

ابو سلمہ [illegible] سے مشہور تھے کیونکہ کوفہ میں سرکہ فروشوں کے محلے میں ان کا گھر تھا سب سے پہلے انہی کو وزیر کہا گیا ابن خلکان نے لکھا ہے [illegible] وزر سے مشتق ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں [illegible] بادشاہ نے ان کی [illegible] انکار کرتے [illegible] جیسا کہ [illegible] پہاڑ کی [illegible] سے لگتا ہے۔

واقعات ۱۳۳ ہجری

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ اور اس کے مضافات کا حاکم بنایا اور اپنے چچا اسماعیل کو اہواز کی طرف بھیجا [illegible] داؤد بن علی [illegible] مدینہ میں [illegible] داؤد بن علی کی وفات ہوئی [illegible] حکومت [illegible] جب سفاح کو اس کی وفات کی خبر ہوئی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبد الدار حارثی کو امیر بنایا [illegible] بن عبید اللہ بن عبد المدان [illegible] یمن پر [illegible] نائب مقرر کیا۔

اسی سال محمد بن اشعث نے افریقیوں کے پاس جا کر ان سے جنگ کر کے انہیں تہ تیغ کر دیا اسی سال [illegible] شریک بن شیخ المہری نے بخارا میں ابو مسلم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے آل محمد سے لوگوں کو قتل کرنے اور خون بہانے پر بیعت نہیں کی تھی [illegible] افراد نے اس کی موافقت کی ابو مسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا اسی سال سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ کو موصل سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے چچا اسماعیل کو مقرر کیا۔

[illegible] نے ملطیہ [illegible] بن [illegible] کے [illegible] سے [illegible] قتل کیا۔

اس سال سفاح کے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبد المدان حارثی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال شہروں کے حکام [illegible] معزول ہونے والوں کے علاوہ گزشتہ سال والے ہی تھے۔

واقعات ۱۳۴ ہجری

اس سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے سفاح کے خلاف بغاوت کی تو سفاح نے خازم بن خزیمہ کو اس کی طرف بھیجا جس نے اس سے قتال کر کے اس کے اکثر لوگوں کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کی خوب تہ تیغ کی گئی۔

واپسی میں خازم جب سفاح کے ماموں [illegible] عبد المدان کے اشراف کے پاس سے گزرا [illegible] ان سے سفاح کی بیعت کے بارے میں [illegible] انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی تحقیر کی [illegible] نے ان کے قتل کا حکم [illegible] ان کے غلاموں کو قتل کر دیا جن کی تعداد [illegible] سب کو قتل کر دیا۔

سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا [illegible] کے قتل کے [illegible] کی شکست [illegible] عمان [illegible] کی طرف [illegible] سلیمان [illegible] کی طرف [illegible] گئے۔

وہاں پہنچ کر خازم نے ان سے قتال کر کے انہیں شکست دے کر ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ان کے امیر جلندی کو قتل کر دیا اور دس ہزار افراد کو قتل کر کے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے پھر بصرہ والوں نے خلیفہ کے پاس بھیج دیئے پھر چند ماہ کے بعد سفاح نے خط لکھ کر انہیں واپس بلا لیا چنانچہ سالماً غانماً منصور بن کر واپس ہوا۔ سال رواں ہی میں ابو مسلم نے بلاد صغد ابو داؤد کو بھیجا تب ابو داؤد نے اہل کش سے قتال کر کے متعدد افراد قتل کئے اور مال غنیمت میں بہت سے سونے کی چیزیں اور چینی برتن حاصل کئے۔

اسی زمانہ میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ سندھ میں منصور بن جمہور کی طرف روانہ کیا اس نے منصور بن جمہور کے تین ہزار لشکر کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے شکست دے دی اسی سال یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کی وفات ہوئی خلیفہ نے ربیع کے بیٹے اور اپنے ماموں کو اس کا نائب مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں سفاح حیرہ سے انبار آیا۔ اسی سال کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔ خواص میں سے اس سال ابوہارون العبدی عمارہ بن جوین، یزید بن یزید بن جابر الدمشقی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۵ھ

اسی سال زیاد بن صالح نے نہر کے پیچھے سے ابو مسلم کی طرف پیش قدمی کی اللہ نے ابو مسلم کو ان پر فتح نصیب فرمائی ان کی قوت ٹوٹ گئی اور ان علاقوں پر اس کی حکومت ختم ہو گئی۔

اسی سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔

اس سال خواص میں سے زید بن اسلم، ابو عقیل زہرہ بن معبد، عطاء خراسانی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم نے سفاح سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی سفاح نے اسے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے کے لیے لکھا ابو مسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے میں مجھے لوگوں سے خطرہ ہے سفاح نے لکھا کہ ایک ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آجاؤ ابو مسلم آٹھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آیا پس اس نے ان کو متفرق کر دیا اپنے ساتھ اموال اور بے شمار ہدایا لئے اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سپاہی تھے رے سے امراء اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا جب سفاح کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا اسے اپنے قریب بٹھایا وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا تھا پھر اس نے خلیفہ سے حج کی اجازت مانگی خلیفہ نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ اگر میں اپنے بھائی ابو جعفر کو امیر حج نہ بناتا تو آپ کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان منافرت تھی کیونکہ جب ابو جعفر سفاح اور منصور کی بیعت کے سلسلہ میں ابو مسلم کے پاس نیشاپور گیا تھا تو وہاں پر اس نے حالات کا مشاہدہ کیا تھا واپسی پر اس نے ان حالات سے سفاح کو باخبر کر دیا تھا سفاح کو اس نے قتل کا اشارہ بھی کیا تھا سفاح نے منصور کو اس کی پوشیدگی کا حکم دیا تھا اس بار ابو جعفر نے سفاح سے ابو مسلم کے قتل پر اصرار کیا تو سفاح نے کہا کہ ابو مسلم ہماری وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابو جعفر نے کہا کہ یہ سب کچھ ہماری حکومت کے بدولت ہوا ہے قسم بخدا اگر آپ کسی بلی کو بھی بھیجتے تو وہ بھی اس کی جگہ ذمہ داری پوری کرے اگر آج آپ نے اسے ختم نہ کیا تو کل یہ آپ کو کھا جائے گا۔

سفاح نے ابو جعفر سے پوچھا کہ پھر اس کی شکل کیا ہوگی؟ ابو جعفر نے کہا کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے باتوں میں مشغول رکھنا میں اس کو قتل کر دوں گا سفاح نے پوچھا کہ اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا ابو جعفر نے کہا کہ وہ ذلیل و قلیل ہیں سفاح نے اجازت دے دی ابو مسلم کے

آنے کے بعد سفاح بہت شرمندہ ہوا اس نے ابو جعفر کے پاس خادم بھیجا کہ ابو مسلم اپنے فعل پر شرمندہ ہے اس لئے میں نے جس چیز کی اجازت دی تھی فی الحال اسے چھوڑ دو خادم جب ابو جعفر کے پاس پہنچا تو وہ ابو مسلم کے قتل کی پوری تیاری کر چکا تھا خادم کی بات سن کر اسے بہت غصہ آیا۔

اس سال سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے ابو جعفر نے لوگوں کو حج کرایا، ابو مسلم بھی خلیفہ کی اجازت سے سفر حج میں اس کے ساتھ تھا حج سے واپسی پر جب ابو جعفر ابو مسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ذات عرق مقام پر تھا تو اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی اس نے ابو مسلم کو پیغام بھیجا کہ ایک بڑا امر پیش آ چکا ہے اس لئے جلدی جلدی چلو جب ابو مسلم کو حادثہ کی خبر ملی تو وہ جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا حتیٰ کہ وہ کوفہ میں ابو جعفر کے ساتھ مل گیا اس کے بعد منصور کی بیعت ہوئی جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل میں آئے گا۔

بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس السفاح کے حالات —— یہ عبداللہ السفاح ابن محمد الامام ابن علی السجاد ابن عبداللہ الحبر ابن العباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی امیر المومنین ہیں انہیں مرتضیٰ اور قائم بھی کہا جاتا ہے ان کی والدہ کا نام ریطہ یا رابطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی تھا سفاح کی ولادت شام کے علاقہ بلقاء کے ارض شراۃ میں ہوئی وہیں ان کی نشوونما ہوئی حتیٰ کہ مروان نے ان کے بھائی ابراہیم کو پکڑ لیا اس کے بعد سفاح کوفہ منتقل ہو گیا۔

۱۲ ربیع الاول جمعہ کے روز کوفہ میں ان کی بیعت کی گئی جیسا کہ گزر چکا ۱۳۶ھ یا ۱۳ ذی الحجہ انبار مقام پر چیچک کے مرض میں ان کی وفات ہوئی، ان کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ تھی۔

سفاح حسین وجمیل، دراز قد، لمبی ناک، گھنگھریالے بال، خوبصورت ریش، حسین چہرہ، فصیح کلام اور عمدہ رائے والا تھا۔

اس کی حکومت کے شروع میں عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی قرآن پاک لے کر سفاح کے پاس آیا سفاح کے پاس اس وقت بنی ہاشم کے سرکردہ افراد بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا کہ اے امیر المومنین قرآن پاک نے جو ہمارے لئے واجب کیا ہے وہ ہمیں دے دیجئے راوی کہتا ہے کہ حاضرین یہ سوچ کر کہیں سفاح کی زبان سے نامناسب بات نہ نکل جائے یا جواب نہ دے سکے خوف زدہ ہو گئے سفاح نے اس وقت خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا کہ تمہارا دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر اور بڑے عادل تھے وہ اس امر کے متصرف ہوئے انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو دیا وہ دونوں تم سے بہتر تھے میں نے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ تمہیں دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد عبداللہ بن حسن نے کوئی جواب نہیں دیا لوگوں نے سفاح کی حاضر جوابی پر بڑی حیرت کا اظہار کیا۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت ایک شخص سفاح نامی کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو مال بھر بھر کر دے گا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ کئی طرق سے مجھ تک سفاح کے والد کا قول پہنچا ہے کہ میں ایک راہب کی موجودگی میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا کہ سلیمان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ آپ ہوں گے پھر انہوں نے راہب سے یہ پوچھا کہ مجھے اس کے بارے میں وضاحت سے بتایئے جواب میں اس نے آخر عمر تک بنی امیہ کے خلفاء کا ذکر کیا محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی یہ بات دل میں محفوظ کر لی پھر ایک دن میری اس پر نظر پڑ گئی میں نے غلام سے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے گھر لے گیا پھر میں نے اس سے بنو امیہ کے خلفاء کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بنی امیہ کے تمام خلفاء کا ذکر کیا البتہ مروان بن محمد کے ذکر سے اس نے چشم پوشی کی میں نے اس سے پوچھا کہ پھر خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ ابن الحارثیہ جو تیری اولاد کا ہوگا محمد بن علی کہتے ہیں کہ اس وقت ابن الحارثیہ ماں کے پیٹ میں تھا۔

محمد بن علی کا قول ہے کہ اہل مدینہ کے ایک وفد نے سفاح کی خدمت میں حاضری دی عمران بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع العدوی کے علاوہ سب نے سفاح کی دست بوسی کی عمران نے صرف سلام کہا پھر اس نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر دست بوسی بلندی اور تیرے قرب کا ذریعہ ہوتی تو سب سے پہلے میں آپ کی دست بوسی کرتا بے فائدہ چیز مجھے پسند نہیں بلکہ بعض مرتبہ وہ گناہوں کا سبب بن جاتی ہے یہ کہہ کر عمران بیٹھ گیا۔ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا سفاح نے ساتھیوں سے اس کا حصہ کم نہیں کیا بلکہ اس بات سے خوش ہو کر اسے زیادہ دیا۔

قاضی معافی بن زکریا نے نقل کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص سے کہا کہ مروان کے لشکر میں جا کر یہ دو شعر پڑھ کر واپس آ جا۔

(۱) اے آل مروان اللہ تمہیں ہلاک کرنے والا ہے تمہارے امن کو خوف اور ڈر سے تبدیل کرنے والا ہے۔

(۲) اللہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے خوف کے شہروں میں تمہیں منتشر کر دے۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھ کر کہا کہ اے اللہ میں سلیمان کی طرح نہیں کہتا کہ میں نوجوان خلیفہ ہوں لیکن میں آپ سے لمبی درازی عمر کا سوال کرتا ہوں جو تیری اطاعت میں ترتیب ہو اس نے اپنی بات ختم ہونے سے پہلے ہی ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے ہوئے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ یوم کا فرق ہے اس نے کہا کہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ علیہ توکلت وبہ استعین چنانچہ ٹھیک دو ماہ پانچ یوم کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔

محمد بن عبداللہ بن مالک خزاعی نے ذکر کیا ہے کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی سے دو باتیں سنے جو وہ اپنے والد سفاح کے بارے میں روایت کرتا ہے۔ اس نے اس کو اپنے والد سے سنی ہوئی بات بتائی کہ اس کے والد عرفہ کے روز صبح کے وقت سفاح کے پاس گئے وہ روزہ کی حالت میں تھا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سے اس دن کے بارے میں افطاری تک بات کرے چنانچہ میں نے اس سے بات شروع کی حتیٰ کہ اسے غنودگی آ گئی میں اس کے بعد قیلولہ کرنے کے لئے گھر چلا گیا چنانچہ میں تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو اس کے دروازے پر ایک شخص سندھ کی فتح کی اور ان کی بیعت کی معاملات کو اطاعت کے حوالے کرنے کی خوشخبری دے رہا تھا اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا دوبارہ میں گھر میں داخل ہوا تو ایک شخص افریقہ کی فتح کی خوشخبری دے رہا تھا اس پر بھی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا میں نے بھی گھر میں داخل ہو کر سفاح کو خوشخبری سنائی وہ اس وقت وضو سے فارغ ہونے کے بعد داڑھی میں کنگھی کر رہا تھا اچانک کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی سفاح نے کہا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

ابراہیم نے ابی ہشام عبداللہ بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اس شہر میں دو وفد آئیں گے۔ (۱) سندھ کا وفد (۲) افریقہ کا وفد دونوں وفد امام کی بیعت و اطاعت کریں گے اس کے تین روز کے بعد میری وفات ہو جائے گی اس نے کہا کہ دونوں وفد آ چکے ہیں میں نے کہا ہرگز نہیں اے امیر المومنین انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی ملاقات میرے نزدیک دنیا سے بہتر ہے آپ علیہ السلام کی روایت بالکل صحیح ہے قسم بخدا مجھ سے کذب بیانی کی گئی ہے اور نہ میں نے کذب بیانی کی ہے اس کے بعد وہ مجھے بیٹھنے کا حکم دے کر خود گھر چلا گیا۔

ظہر کے وقت موذن نے آ کر اسے نماز ظہر کی اطلاع دی اس کے بعد اس کے خادم نے مجھے ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز کے لئے کہا میں نے رات وہیں گزاری صبح کی نماز سے قبل خادم نے مجھے خلیفہ کا حکم سنایا کہ آپ فجر اور نماز عید پڑھا کر میرے پاس آئیں خادم نے مجھے ایک خط بھی دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اسے میرے چچا کو میرا انتقال ہو جانے تک لوگوں کو اس خط کے سنانے کے بعد میری موت کی اطلاع دے دینا جس کے متعلق اس میں بیعت کا لکھا ہوا اس کی بیعت لے لینا میں لوگوں کو نماز پڑھا کر اس کے پاس گیا تو وہ بالکل صحیح سالم تھا پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو صرف اس کے چہرے پر دو چھوٹے دانے تھے پھر وہ دانے بڑھ گئے پھر اس کے چہرے پر چیچک کے سفید چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے اس کے بعد دوسرے روز اس کے پاس گیا تو اس نے لوگوں کو پہچاننا چھوڑ دیا پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو وہ مشکیزہ کی مانند پھول گیا پھر تیسرے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

میں نے حسب وصیت لوگوں کو اس کا خط پڑھ کر سنایا اس میں لکھا تھا کہ یہ خط امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے ہے بعد سلام میں نے اپنی وفات کے بعد خلافت اپنے بھائی کے سپرد کی ہے تم اس کی اطاعت فرمانبرداری اور بیعت کرنا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنایا۔

بعد میں لوگوں نے اس کے قول (ان کان) کے بارے میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بھائی خلافت کا اہل ہو بعض نے کہا کہ اس سے مراد اس کی زندگی ہے دوسرا قول زیادہ درست ہے۔ خطیب اور ابن عساکر نے اس قول کو تفصیلاً بیان کیا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے اس بارے میں حدیث مرفوع بھی ذکر کی ہے لیکن وہ حدیث منکر ہے۔

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ایک حکیم اس کے پاس آیا سفاح نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری امارت کی کمزوری اور سکون کی طرف دیکھو اس کا

بیان کیے جاتے تھے کہ آپ کی موت کا وقت قریب ہے [illegible] نے اسے کہا خوبصورت ہے اس کے پاس سے [illegible] (۱) [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible] ہے [illegible] بعد ظاہر ہو کر نقصان دیتی ہے (۲) [illegible] اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا
[illegible] کی طرح نہیں ہوا۔

[illegible] انگوٹھی کا نقش [illegible] ان کے سب سے آخر میں [illegible] یا اللہ تھے

الملک للہ الحی القیوم ملک الملوک و جبار الجبابرۃ

"بادشاہت ایک ہمیشہ قائم رہنے والے اللہ کی ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام سرکشوں کو ختم کرنے والا ہے۔"

ابو العباس عبداللہ السفاح ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ بروز اتوار چیچک کے مرض میں ۳۳ سال کی عمر میں انبار قدیم میں فوت ہو گیا اور پہلے مشہور قول کے مطابق اس کی مدت خلافت ۴ سال ۸ ماہ تھی، جنازہ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے پڑھایا اور انبار کے قصر امارت میں دفن ہوا۔

سفاح نے ترکہ میں ۹ جبے، ۴ قمیص، ۵ شلواریں، ۴ چادریں اور ۳ ریشمی چادریں چھوڑیں۔ ابن عساکر نے بھی اس کے حالات بیان کیے ہیں کئی حضرات نے بھی اس سے روایات بیان کی ہیں [illegible] اس کے بھائی ابو جعفر منصور [illegible] عیسیٰ بن علی [illegible] عبدالملک بن عمیر، عبدالرحمن بن ابی جعفر اور عطاء بن سائب نے روایات بیان کی ہیں۔

ابو جعفر منصور کی خلافت: پہلے گزر چکا ہے کہ سفاح کی موت کے وقت ابو جعفر مکہ میں حج کی ادائیگی کے لیے گیا ہوا تھا [illegible] سفاح کی وفات کی خبر [illegible] ابو مسلم خراسانی بھی اس کے ساتھ تھا منصور جلدی جلدی [illegible] ابو مسلم اس سے [illegible] کی وفات پر تعزیت [illegible] منصور [illegible] نے اسے [illegible] خلافت مل گئی [illegible] اس سے ابو جعفر کا علم ہو جاتا [illegible] ابو جعفر نے [illegible] عبداللہ [illegible] عباس بن عبداللہ [illegible] مقرر کیا تھا۔

ابو جعفر نے [illegible] اس کے پاس آیا [illegible] سفاح کی وفات کی خبر [illegible] عبداللہ بن علی [illegible] کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے تفصیلی حالات ۱۳۷ھ کے بیان میں آ رہے ہیں۔

واقعات ۱۳۷ ہجری

عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے کے خلاف بغاوت: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سفاح کی موت کے بعد [illegible]
خطبہ [illegible] تمام [illegible] بیعت کی [illegible] عبداللہ بن علی نے [illegible]
تمام [illegible] ابو جعفر کے لیے [illegible] منصور [illegible] کے بعد اس نے خلافت اس کے حوالے کر دی [illegible] سفاح کی موت کی اطلاع
[illegible] عبداللہ بن علی کے پاس پہنچی [illegible] کے پاس جمع ہو گئے

عبداللہ بن علی نے [illegible] خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ سفاح نے [illegible] کی طرف [illegible] کے وقت مجھے [illegible]
[illegible] کی بیعت [illegible] عبداللہ بن علی [illegible]
[illegible] کرنے [illegible] پر بیعت کر لی۔

جب منصور کو اپنے چچا کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے ابو مسلم [illegible] ایک جماعت اس کی طرف [illegible]
[illegible] اس کی طرف روانہ ہو گیا [illegible]
[illegible]

کر لیا تو وہ فرار ہو کر ابو مسلم کے پاس پہنچ گیا عبداللہ بن علی سوار ہو کر نصیبین میں اترا اور فوج کے ارد گرد خندق کھودی۔ ابو مسلم نے ایک طرف پڑاؤ ڈالا اور عبداللہ کو لکھا کہ مجھے امیر المومنین نے تم سے قتال کے لئے نہیں بھیجا بلکہ شام کا امیر بنا کر بھیجا ہے شامی لشکر ابو مسلم کی اس بات سے خوف زدہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی اولاد گھر اور مال کا خطرہ ہے ہم وہاں جا کر اس کو محفوظ کرتے ہیں عبداللہ نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ ابو مسلم ہم سے لڑنے کے لئے آیا ہے لیکن انہوں نے اس کی بات قبول نہیں کی۔

اس کے بعد عبداللہ نے جگہ بدل لی اس نے شام جانے کا ارادہ کیا ابو مسلم نے اس کی جگہ پڑاؤ ڈالا اس کے ارد گرد پانی جذب ہو گیا عبداللہ کی چھوڑی ہوئی جگہ بہت اچھی تھی عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے پڑاؤ ڈالنا چاہا تو انہوں نے ابو مسلم کی گذشتہ جگہ پر پڑاؤ ڈالا جو عمدہ نہیں تھی۔

اس کے بعد ابو مسلم نے ان سے پانچ ماہ تک قتال کیا عبداللہ کی طرف سے ہراول اس کا بھائی عبدالصمد تھا اس کے میمنہ پر بکار بن مسلم میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی تھا ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر خازم بن خزیمہ تھا دونوں فریقوں میں متعدد معرکے ہوئے جن میں بہت سے افراد ہلاک ہوئے ابو مسلم حملے کے وقت رجز کہتے ہوئے یہ شعر پڑھا کرتا تھا

"اپنے اہل میں واپسی کا ارادہ کرنے والا واپس نہیں لوٹے گا ایسا انسان موت سے بھاگنے والا ہے حالانکہ وہ موت ہی میں واقع ہوگا۔"

ابو مسلم کے لئے ایک خیمہ تیار کیا گیا وہ دونوں جماعتوں کی مڈھ بھیڑ کے وقت وہاں میں رہتا تھا اپنے لشکر میں جو کمی دیکھتا اس کی اصلاح کرتا تھا پھر ۷ جمادی الثانی منگل یا بدھ کے روز گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی ابو مسلم نے ان سے ایک حیلہ کیا اس طرح کہ میمنہ کے امیر حسن بن قحطبہ کو حکم دے کر میسرہ کی طرف جانے کا حکم دیا اہل شام میسرہ کو دیکھ کر میمنہ کی طرف بڑھے ابو مسلم نے قلب کو میمنہ کے باقی لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست سے دو چار کیا پھر شامیوں کے میمنے نے پیش قدمی کی تو خراسانیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست سے دو چار کیا اس کے بعد عبداللہ بھی شکست کھا گیا ابو مسلم نے اس کی چیزوں پر قبضہ کر لیا پھر لوگوں کو امن دے دیا۔

منصور نے اپنے غلام ابو الخصیب کو بھیجا کہ عبداللہ کی پسپائی سے حاصل ہونے والی چیزوں کو جمع کر کے امیر المومنین کو مطلع کرے اس پر ابو مسلم برافروختہ ہو گیا عبداللہ کی شکست کے بعد ان کے علاقوں میں ابو جعفر کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

عبداللہ بن علی اور اس کا بھائی عبدالصمد جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے پھر رصافہ سے گزرتے ہوئے عبدالصمد نے وہیں اقامت اختیار کر لی جب منصور کا غلام ابو الخصیب وہاں سے گزرا تو وہ عبدالصمد کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے گرفتار کر کے منصور کے پاس لے آیا اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا پھر منصور نے اس کے لئے امان طلب کی بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لئے امان طلب کی۔

عبداللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا ایک عرصہ تک اس کے پاس چھپا رہا پھر منصور کو پتہ چلنے پر اس نے اسے گرفتار کروا کر نمک پر بنے ہوئے بنی اسامہ کے گھر میں قید کر دیا پھر گھر پر پانی چھوڑ دیا جس کی وجہ سے نمک پگھل گیا گھر عبداللہ پر گر گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی یہ واقعہ منصور کے بڑے مظالم میں سے ہے عبداللہ سات سال قید میں رہا پھر جس گھر میں وہ مقید تھا وہ گھر اس پر گر گیا جیسا کہ عنقریب اس کے بیان میں آ رہا ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل...... ابو مسلم نے حج سے فارغ ہو کر لوگوں سے ایک دن پہلے واپسی شروع کر دی راستہ ہی میں اسے سفاح کی وفات کی خبر ملی اس نے ابو جعفر کے پاس تعزیتی خط لکھا لیکن خلافت پر اسے مبارک باد نہیں دی نہ اس کی طرف گیا منصور کو اس پر بڑا غصہ آیا اس نے اس بات کو دل میں رکھا کہ خلافت ملنے کے بعد اس سے بدلہ لوں گا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ایک دن پہلے واپسی شروع کی تھی جب سفاح کی وفات کی خبر ملی تو اس نے جلدی کوچ کرنے کے لئے ابو مسلم کے پاس خط لکھا اس نے ابو ایوب سے کہا کہ اسے سخت خط لکھو جب ابو مسلم کو خط ملا تو اس نے منصور کو خلافت پر مبارک باد دی اور خود لوگوں سے الگ ہو گیا بعض امراء نے منصور کو مشورہ دیا کہ راستہ میں آپ ابو مسلم سے ملاقات نہ کریں کیونکہ اس کے ساتھ اہل خراسان ہیں جو اس کی موافقت کرنے والے لشکر

ہیں آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے منصور نے ان کے مشورہ پر عمل کیا اس کے بعد ابوجعفر کی خلافت کا واقعہ پیش آیا جو گزر چکا پھر منصور نے ابو مسلم کو عبداللہ کی طرف بھیجا ابو مسلم نے اسے شکست دی جیسا کہ گزر چکا۔

اسی دوران اس نے حسن بن قحطبہ کو منصور کے خطوط کا کاتب ابوایوب کے پاس بھیجا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابو مسلم ابوجعفر کے نزدیک متہم ہے کیونکہ جب اس کے پاس منصور کا خط آتا ہے تو وہ تیوری چڑھا کر خط پڑھ کر ابو نصیر کی طرف پھینک دیتا ہے پھر وہ دونوں اس کا مذاق اڑاتے ہیں ابو ایوب نے کہا کہ ابو مسلم کی تہمت ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔

جب ابوجعفر نے اپنے غلام ابوالخصیب مقطین کو عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل شدہ اشیاء کے لئے بھیجا تو ابو مسلم برافروختہ ہو گیا اس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں اس کے غلام ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے بتایا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا غلام نے واپس آ کر ابوجعفر کو تمام باتوں سے آگاہ کیا تو منصور غضبناک ہو گیا اسے خطرہ ہو گیا کہ کہیں ابو مسلم خراسان نہ چلا جائے اور فتنے پھوٹ پڑیں تو اس نے ابوالخصیب کے ذریعے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا حاکم مقرر کر دیا ہے جو تیرے لئے خراسان کی ولایت سے بہتر ہے تم مصر کا کسی کو نائب مقرر کر کے خود شام میں رہو اس کی وجہ سے تم جب چاہو امیر المومنین سے ملاقات کر سکتے ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان تو فاصلہ کم ہو گا۔

جب ابو مسلم کو منصور کا یہ پیغام ملا تو وہ برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ اس نے مجھے مصر وشام کا والی بنا دیا حالانکہ میرے لئے خراسان کی ولایت بہتر ہے جب میں مصر وشام پر نائب مقرر کر کے خود خراسان ہی چلا جاؤں گا ابو مسلم نے تحریری طور پر ابوجعفر کو اپنے اس عزم سے آگاہ کیا تو منصور اس پر غضبناک ہو گیا ابو مسلم منصور کی مخالفت کا عزم کئے ہوئے شام سے خراسان کی طرف لوٹا منصور نے انبار سے مدائن کا رخ کیا ابو مسلم کو بھی مدائن آنے کا حکم دیا ابو مسلم نے خراسان جاتے ہوئے الزاب مقام سے منصور کو خط لکھا کہ امیر المومنین کا جو دشمن باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قدرت دے دی ہم آل ساسان سے روایت کرتے تھے بادشاہوں کے پر سکون ہونے کے بعد خلیفہ کے وزراء بے خوف ہو جاتے ہیں ہم آپ کے قرب سے دور ہیں آپ کے عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب تک آپ کے عہد کو پورا کریں گے آپ کی سمع واطاعت کے حریص ہیں بشرطیکہ وہ سمع واطاعت سلامتی کے ساتھ ملی ہوئی ہو اگر آپ اس پر راضی ہیں تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں اگر آپ اپنی دلی مراد (دشمنی) پوری کرنا چاہتے ہیں تو میں اس عہد کو توڑتا ہوں جو میں نے اپنے نفس کو ذلت ورسوائی کے مقامات سے بچانے کے لئے آپ سے کیا تھا۔

جب منصور کو ابو مسلم کا خط ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نے آپ کا خط سمجھ لیا ہے آپ کی حالت اپنے بادشاہوں سے دھوکہ کرنے والے وزراء جیسی نہیں ہے جو کثرت جرائم کی وجہ سے زمام حکومت کے ٹوٹنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ نظام جماعت کے پراگندہ ہونے پر انہیں سکون قلبی حاصل ہوتا ہے آپ نے اپنے آپ کو ان کے برابر کیوں سمجھا جبکہ آپ سمع واطاعت پر قائم ہیں آپ اس امر پر قائم ہیں جس کے بوجھ کے برداشت کرنے کی آپ میں طاقت ہے جو شرط میں نے آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع واطاعت ملی ہوئی نہیں ہے امیر المومنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعے آپ کے پاس خط بھیجا ہے۔ آپ اس پر مطمئن رہیں گے تو آپ کو فائدہ ہو گا میں اللہ سے تمہارے اور شیطانی وسوسوں کے درمیان حائل ہونے کا سوال کرتا ہوں کیونکہ جو دروازہ آپ نے اپنے اوپر کھولا ہے شیطان نے اس کے ذریعے بڑے مضبوط طریقے سے آپ کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم نے ان الفاظ میں لکھا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے ایسے شخص کو امام اور رہبر بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے جو علم کے نازل ہونے کے مقام پر ہے اور آپ ﷺ کا قریبی رشتہ دار ہے اس نے مجھے قرآن سے ناآشنا سمجھا تو اللہ نے اسے معاوضہ دیا کی لالچ میں مبتلا کر دیا اس نے مجھے تلوار سونتے رحم ختم کرنے معذرت قبول نہ کرنے اور لغزش معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے تمہاری حکومت مضبوط کرنے کے لئے یہ کام کئے حتیٰ کہ اللہ نے تم سے ناآشنا شخص کو متعارف کرا دیا تمہارے دشمن کو تمہارا مطیع کر دیا حقارت اور ذلت کے بعد تمہیں غلبہ دیا پھر اس نے مجھے قید سے بچایا اب اگر وہ مجھے معاف کر دے تو یہ اس کی قدیم عادت ہے اگر میرے جرائم کے سبب مجھے سزا دے تو وہ اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے یہ واقدی نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ (جو یکتائے زمانہ انسان تھے) اور دیگر ایک جماعت کے ساتھ ابو مسلم کے پاس بھیجا کہ اس سے

نرمی سے بات کرو اس وجہ سے کہ منصور تیری رفیع منزلت اور عظمِ شان کا متحمل ہے اگر دوبارہ آجاؤ تو تمہارا وہ اس سے کچھ دور کی بنی عباس کا دوام اس سے بری ہے اگر تو نے ہماری اطاعت میں گردن بندگی کی اور اپنی روش پر قرار رہا تو منصور تیرا دفاع کرے گا اور دوسروں کو چھوڑ کر خود تجھ سے قتال کرے گا اور اگر سمندر میں گھسے گا تو میں بھی تیرے پیچھے سمندر میں گھس کر تیرا پیچھا کر کے تجھے قتل کروں گا یا اس سے پہلے خود مر جاؤں گا شروع میں اس سے یہ بات نہ کرنا حتیٰ کہ تم اس سے بہتر بات (سمع و اطاعت) سے مایوس نہ ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر امیر سے بغاوت چھوڑنے اور اطاعت کی طرف لوٹنے پر اسے ترغیب دی۔

ابو مسلم نے اس معاملہ میں اپنے وزراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے امیر کی اطاعت سے منع کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ آپ رَی میں رہیں تاکہ خراسان اور افواج آپ کے ماتحت میں رہیں اگر خلیفہ آپ کے ساتھ صحیح چلے تو ٹھیک ورنہ آپ فوج کی حفاظت میں ہیں اس کے بعد ابو مسلم نے منصور کے امراء سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں اس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا انہوں نے مایوس ہونے کے بعد منصور کی طرف سے دی گئی دھمکی اسے سنائی جسے سن کر ابو مسلم غصے سے بھڑک اٹھا اس نے ان سے کہا کہ ابھی یہاں سے اٹھ جاؤ ابو مسلم نے اپنی غیر موجودگی میں ابو داؤد ابراہیم کو خراسان کا نائب حاکم بنایا تھا منصور نے ابو مسلم سے قطع تعلقی کے بعد اس کی غیر موجودگی میں ابو داؤد ابراہیم بن خالد کے پاس خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک میں نے ابو مسلم کو معزول کر کے آپ کو خراسان کا حاکم بنا دیا ابو داؤد ابراہیم کو جب ابو مسلم کی خلیفہ سے بغاوت کا علم ہوا تو اس نے ابو مسلم کے پاس خط لکھا کہ اہل بیعت کی مخالفت سے بغاوت ہمارے لئے مناسب نہیں اس لئے آپ امیر کی سمع و اطاعت اختیار کر لو والسلام۔

اس خط سے ابو مسلم اور زیادہ مشتعل ہو گیا ابو مسلم نے ابو داؤد کے پاس خط لکھا کہ میں عنقریب اپنے معتمد علیہ شخص ابو اسحاق کو منصور کی طرف بھیجوں گا چنانچہ اس نے اس کو منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اس کا اکرام کیا ابو مسلم کی طرف سے سمع و اطاعت کے اعلان پر عراق کی نیابت کا اس سے وعدہ کیا۔

ابو اسحاق کی واپسی کے بعد ابو مسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کو تیری تعظیم و تکریم کا معترف پایا ابو اسحاق کی اس بات سے دھوکہ کھا کر ابو مسلم نے منصور کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اس نے اس معاملے میں امیر نیزک سے مشورہ کیا اس نے ابو مسلم کو خلیفہ کے پاس جانے سے منع کر دیا لیکن ابو مسلم نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم مصمم کر لیا نیزک کو جب اس کے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے شاعر کا قول مثال کے طور پر بیان کیا لوگوں کو قضاء کے علاوہ چارہ نہیں قضاء وقدر لوگوں کو تقدیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر نیزک نے اس سے کہا کہ اگر تو نے جانا ہی ہے تو میری ایک بات ذہن نشین کر لے ابو مسلم نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جب تو منصور کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دینا اس کے بعد جس سے چاہے بیعت لے لینا کیونکہ لوگ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے ابو مسلم نے ابو جعفر کو اپنی آمد سے مطلع کر دیا۔

منصور کے غلام کے کاتب ابو ایوب کا قول ہے کہ میں منصور کے پاس گیا وہ عصر کے بعد بالوں کے بنے ہوئے مصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے خط پڑا ہوا تھا اس نے وہ خط میری طرف پھینک دیا میں نے دیکھا تو وہ ابو مسلم کا خط تھا اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے ابو مسلم نظر آ گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا ابو ایوب نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابو ایوب کہتے ہیں کہ اس رات ساری رات مجھے نیند نہیں آئی میں نے سوچا کہ اگر ابو مسلم ڈرتے ڈرتے داخل ہوا تو اس کی آمد سے خلیفہ کو شر پہنچنے کا اندیشہ ہے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ابو مسلم امن کے ساتھ داخل ہو تا کہ خلیفہ کو اس سے تقویت ملے۔

صبح ہونے کے بعد میں نے امراء میں سے ایک کو تلاش کر کے اس سے کہا کیا تو کسکر شہر کا امیر بننا چاہتا ہے؟ اس میں اس سال غلہ کی فراوانی ہے اس نے کہا کہ مجھے کون امیر بنائے گا؟ میں نے اس سے کہا کہ تو چلا جا راستہ میں ابو مسلم سے ملاقات کر کے اسے کہنا کہ مجھے اس شہر کا حاکم بنا دے اس لئے کہ امیر المؤمنین کا ارادہ یہی ہے میں نے اسے بھیجنے کے لئے منصور سے اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دے دی یہ بھی کہا کہ اس کو میرا سلام پہنچا دو اور یہ کہ ہم تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اس کے بعد وہ چلا گیا اس کا نام سلمہ بن فلاں تھا اس نے ابو مسلم کو منصور کا پیغام پہنچا دیا جس سے ابو مسلم کو خوشی اور اطمینان ہو گیا حالانکہ منصور کی طرف سے یہ ایک دھوکہ تھا۔

اس نے جب ابو مسلم نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی جب وہ مدائن کے قریب پہنچا تو منصور نے امراء اور سرداروں کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا ابو ایوب نے منصور کو کہا تھا ابو مسلم کے قتل کو مؤخر کرنے کا مشورہ دیا منصور نے اس کا مشورہ قبول کر لیا جب ابو مسلم منصور کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ بڑا اکرام و احترام کا معاملہ کیا اور کہا جاؤ حمام میں داخل ہو جاؤ آرام کر لو کل صبح [illegible] جب ابو مسلم منصور کے پاس سے نکلا تو لوگوں نے سلام کیا [illegible] کے بعد منصور نے عثمان بن نہیک سے ایک [illegible] کر اس سے پوچھا کہ [illegible] تیرے نزدیک کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے [illegible] کا حکم دیں گے تو میں خودکشی کر لوں گا خلیفہ نے کہا کہ اگر میں تجھے ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو [illegible] وہ سوچ میں پڑ گیا ابو ایوب نے اس سے کہا [illegible] جواب کیوں نہیں دیتا؟ پھر اس نے [illegible] میں کہا کہ میں اسے قتل کر دوں گا منصور نے چار [illegible] آدمیوں کو ابو مسلم کے قتل کے لئے تیار کیا جنہیں [illegible] کے پیچھے چھپا دیا جب میں تالی بجاؤں تو اسے قتل کر دینا۔

اس کے بعد منصور نے ابو مسلم کو بلانے کے لئے [illegible] بھیجا چنانچہ ابو مسلم منصور کے سامنے آ گیا جب ابو مسلم اس کے سامنے [illegible] نے اسے [illegible] ایک ایک کر کے [illegible] ابو مسلم نے منصور سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ کے [illegible] منصور نے کہا کہ [illegible] غصہ میں اضافہ ہو گیا ہے پھر منصور نے تالی بجائی [illegible] نے اس پر تلوار سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس کی لاش کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دجلہ میں پھینک دیا ابو مسلم کی منصور سے آخری ملاقات [illegible] ۱۳۷ھ [illegible] ۲۵ شعبان کو ابو مسلم کو قتل کیا گیا۔

منصور نے ابو مسلم کو قتل کرنے سے قبل [illegible] یہ ہیں:

(۱) آپ ہر خط اپنے نام سے شروع کرتے ہیں۔

(۲) آپ نے میری پھوپھی کو پیغام نکاح بھیجا۔

(۳) آپ نے اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبد اللہ بن عباس [illegible] ابو مسلم نے جواب دیا کہ اے خلیفہ [illegible] آپ کی حکومت کے لئے [illegible] خلیفہ نے کہا [illegible] کام کے لئے [illegible] ہوتی تو [illegible] منصور نے کہا کہ تم [illegible] مجھے [illegible] اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں منصور نے کہا کہ تجھ سے بڑا [illegible] بعض نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اب تو آپ خلیفہ بنے ہیں [illegible] کہا جاتا ہے کہ منصور نے اس وقت یہ شعر پڑھا:

"پس اس نے اپنی لاٹھی پھینک دی [illegible] جیسا کہ مسافر کی واپسی کے وقت [illegible] آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے۔"

ابن خلکان [illegible] ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور [illegible] خوش [illegible] منصور نے اپنے [illegible] اس نے [illegible] بیعت [illegible] کے قتل کا حکم دیا۔

ابو مسلم خراسانی کے حالات یہ عبد الرحمن بن مسلم [illegible] خطیب [illegible] ابو مسلم [illegible] ابن خلکان [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں لکھا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن یسار تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم کی ولادت اصبہان میں ہوئی اسدی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس بن جوذون تھا بزرجمہر کی اولاد سے ہے کنیت ابو اسحاق تھی کوفہ میں نشوونما پائی ان کے والد نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ان کے بارے میں وصیت کی تھی وہ انہیں سات سال کی عمر میں کوفہ لے گئے جب ابراہیم بن محمد نے انہیں کوفہ روانہ کیا تو انہیں نام اور کنیت تبدیل کرنے کی تاکید کی چنانچہ انہوں نے نام عبدالرحمٰن بن مسلم اور کنیت ابو مسلم رکھی پالان والے گدھے پر سوار ہو کر ستر ہ برس کی عمر میں خراسان گئے ابراہیم بن محمد نے ان کے اخراجات برداشت کئے خراسان میں اسی افلاس کی حالت میں داخل ہوئے پھر پورا خراسان ان کا مطیع بن گیا یہ بھی منقول ہے کہ خراسان جاتے وقت کسی نے ان کے گدھے کی دم کاٹ دی ابو مسلم نے حاکم بننے کے بعد اس جگہ کو ہموار کر دیا پھر وہ ویران ہوگئی۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم بچپن میں گرفتار ہوئے بنی عباس کے بعض داعیوں نے چار سو درہم میں انہیں خرید لیا تو یا انہی کی طرف منسوب ہو گئے ابراہیم نے ابی النجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے ان کا نکاح کیا اپنی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کیا۔ ابو مسلم کے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں ایک صاحب اولاد دوسری بانجھ تھی۔

قبل ازیں ۱۲۹ھ میں خراسان میں ابو مسلم کے با اختیار امیر بننے اور بنی عباس کی دعوت پھیلانے کا حال بیان ہو چکا ہے ابو مسلم دلیر، بارعب، جری مستقل مزاج اور امور کو تیزی روی سے سرانجام دینے والا انسان تھا۔

ابن عساکر نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ابو مسلم کے خطبہ کے درمیان اس سے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ آپ نے سیاہ لباس اختیار کیوں کیا؟ تو ابو مسلم نے جواب دیا کہ مجھ سے ابو زبیر نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا اب یہ حکومتی لباس بن گیا ابو مسلم نے غلام کو اس شخص کے قتل کا حکم دیا عبداللہ بن غیب نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قریش کی اہانت کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔

ابراہیم بن میمون الصائغ دعوت کے زمانہ میں ابو مسلم کے ہمنشینوں میں سے تھے ابو مسلم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ عطا کیا تو میں حدود قائم کروں گا ابو مسلم کے امیر بننے کے بعد ابراہیم نے ابو مسلم کو وعدہ یاد دلایا اور اسے حدود قائم کرنے پر مجبور کر دیا۔ ابو مسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا ابراہیم نے کہا کہ نصر بن سیار شراب کے سنہری برتن بنا کر بنو امیہ کے پاس بھیجتا ہے تو اس کو کیوں نہیں قتل کرتا اس نے جواب دیا کہ میں اس کے قریب نہیں اس نے مجھے ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جن سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ ابراہیم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستقل طور پر کرنے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس کیلئے جنت میں عالی مقامات دیکھے کیوں کہ ابراہیم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندگی کا معمول بنالیا تھا۔ ابو مسلم نے انہیں قتل کرادیا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابو مسلم سفاح کے احکام اور اس کے فرامین کی تابعداری کرنے والا تھا۔ منصور کے خلیفہ بننے کے بعد اس نے اسے حقیر سمجھا اس کے باوجود منصور نے اس کو اپنے چچا عبداللہ کے مقابلے میں بھیجا جس کو اس نے شکست دے کر شام اس سے چھین کر منصور کے حوالے کیا پھر وہ منصور پر تکبر کرنے لگا منصور نے چالاکی سے اسے بھانپ لیا باوجود اس کے کہ منصور خود بھی دل میں ابو مسلم کے لئے بغض رکھنے والا تھا اس نے سفاح سے کئی بار اس کے قتل کا مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا پھر منصور کے خلیفہ بننے کے بعد وہ اس سے دھوکہ بازی کرتا رہا حتیٰ کہ وہ منصور کے پاس آیا تو منصور نے اسے قتل کرادیا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ابو مسلم کو خط لکھا تھا کہ کبھی کبھی دلوں پر زنگ لگ جاتے ہیں جس پر گناہ مہر لگا دیتے ہیں اے بے وقوف غصہ کو ختم کر مدہوشی سے ہوش میں آ نیند سے بیدار ہو جا تجھے پہلے لوگوں کی طرح جھوٹے خوابوں نے دھوکہ میں ڈالا ہے اس سے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی نے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان کی آہٹ سنتا ہے بھاگنے والا اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا تلاش و جستجو میں اس سے سبقت کی جاسکتی ہے میرے ساتھی جو تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ مت کھا وہ تیرے ساتھ مجھ پر حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے تو اطاعت چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو گیا تیرے لئے وہ حالت ظاہر ہوگئی جو تیرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی اب آہستہ آہستہ ابو مسلم سرکشی چھوڑ دے کیوں کہ سرکش اور جبار

شخص سے اللہ بری الذمہ ہے اللہ اس پر اپنے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے گذشتہ لوگوں کی روش مت اختیار کر، بعد والوں کے لئے نشانِ عبرت بننے سے اجتناب کر مجھ پر دلیل تام ہو چکی میں نے اور میرے ساتھیوں نے تیری بابت کوتاہی سے کام لیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے (اور انہیں اس شخص کی خبر سنا دیجئے جسے ہم نے اپنے نشانات دیئے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا)۔

ابو مسلم نے منصور کے خط کا جواب لکھا کہ میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے میں نے اسے حق اور درستگی سے دور پایا اس خط میں بے موقع مثالیں لکھی گئی ہیں نیز اس میں کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میری طرف منسوب کی گئی ہیں عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہو سکتے میں نے اللہ کی آیات سے روگردانی نہیں کی اے عبداللہ بن محمد میں نے تمہارے بارے میں قرآنی آیات میں تاویلیں کر کے لوگوں کو تمہارا مطیع فرمانبردار بنایا میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں کی اور پھر تمہاری اطاعت کی میں ان دونوں سے کامل محبت رکھنے والا تھا اس نے مجھے معاوی خیال کیا حالانکہ قرآنی آیات میں میں نے گذشتہ لوگوں کی طرح تاویلیں کر کے غلطی کی ارشاد خداوندی ہے (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنے پر رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص جہالت سے برا کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو وہ بلاشبہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

تیرے بھائی سفاح نے اپنے آپ کو مہدی ظاہر کیا حالانکہ وہ گمراہ تھا اس نے مجھے تلوار سونتنے، شبہ پر قتل کرنے، رحم کو ختم کرنے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت اور تمہاری حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے جنگ کیا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ناآشنا شخص کو تمہارا متعارف کرا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت کے ذریعے میرا تدارک کیا اور توبہ کے ذریعے مجھے بچا لیا اگر وہ میرے ساتھ درگذر کا معاملہ کرے تو وہ پہلوں کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرنے والا ہے اگر وہ میرے گناہوں کی سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اللہ لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

منصور نے ابو مسلم کو لکھا کہ اے گناہگار، نافرمان میرا بھائی امام مہدی تھا جو دلیل کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے تیری صحیح رہنمائی کی تجھے راہ راست پر ڈالا اگر تو میرے بھائی کی اقتدا کرتا تو حق سے روگردانی نہیں کرتا شیطان اور اس کے اوامر کی فرمانبرداری نہیں کرتا تیرے لئے دو راستے ظاہر ہوتے ان میں سے اصح کو چھوڑ کر غلط اختیار کرتا تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا جباروں کی طرح گرفت کرتا ظالمانہ فیصلے کرتا مال غلط جگہوں پر خرچ کرتا اے جاہل! مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا والی مقرر کر کے اسے نیشاپور میں قیام کا حکم دیا اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ میرے فرمانبرداروں کے ساتھ تجھ سے ملاقات کرے گا میں تیرے ہمسروں کے ساتھ تجھ سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہوں تو اپنی تیاری مکمل کر لے امیر المؤمنین اور ان کے متبعین کے لئے اللہ کافی ہے۔

منصور مسلسل کبھی ترغیب کبھی ترہیب سے ابو مسلم سے مراسلت کرتا رہا اس کے قریبی دو ایلچیوں کو نامعقول بتاتا رہا ان سے جھوٹے وعدے کرتا رہا حتیٰ کہ سوائے ایک امیر نیزک کے تمام امراء نے ابو مسلم کے لئے منصور سے ملاقات کو مستحسن قرار دیا البتہ نیزک نے اس سے اختلاف کیا لیکن جب اسے ابو مسلم کے منصور کے پاس جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے اس وقت گذشتہ شعر پڑھا ترجمہ: لوگوں کو قضا و قدر کے ساتھ چلایا جاتا ہے تقدیر تدبیر پر غالب آ جاتی ہے۔

نیزک نے ابو مسلم کو منصور کو قتل کر کے خود اس کی جگہ خلیفہ بننے کا مشورہ دیا لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے مدائن پہنچنے پر خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا ابو مسلم دن کے آخری حصے میں پہنچا قبل ازیں گزر چکا ہے ملحوظ رہے کہ تب ابو ایوب نے منصور کو کل تک ابو مسلم کے قتل کا معاملہ مؤخر کرنے کا مشورہ دیا تھا ابو مسلم جب خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کا احترام و اکرام کیا اور کہا کہ اب یہاں سے جا کر سفری تھکاوٹ دور کرو اور آرام کر کے کل آنا اس کے پاس آتے ہی اسے قتل کرنے والے امراء اس کے انتظار میں بیٹھ گئے ان میں سے دو کے نام عثمان بن نہیک، شبیب بن واق تھے انہوں نے ابو مسلم کو قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا۔

بعض کا قول ہے کہ چند روز ابو مسلم نے قیام کیا تھا کہ سفری تھکاوٹ دور ہو گئی تو ابو مسلم کو خوف محسوس ہوا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعے سفارش اور امان طلب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے اس نے کہا کہ فکر مت کرو جا میں تیرے پیچھے آ رہا ہوں میرے تجھ تک پہنچنے تک تو میری امان میں ہے لیکن عیسیٰ خلیفہ کے منصوبے سے لاعلم تھا ابو مسلم نے پہنچ کر خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی اسے کہا گیا کہ آپ

یہاں تشریف رکھئے امیر المومنین وضو فرما رہے ہیں چنانچہ ابو مسلم بیٹھ گیا اس نے کوشش کی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے تک میں یہاں بیٹھا رہوں تاکہ اس کے آنے میں دیر ہو گئی چنانچہ ابو مسلم اندر چلا گیا تو خلیفہ اس سے صادر ہونے والی غلطیوں پر اسے ملامت کرنے لگا ابو مسلم نے اس سے بہت معذرت کی حتیٰ کہ منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں کو کیوں قتل کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کے جرم کی وجہ سے انہیں قتل کیا انہوں نے میری نافرمانی کی تھی اس پر منصور برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ افسوس تجھ پر تو اپنی نافرمانی پر لوگوں کو قتل کرتا ہے میں اپنی نافرمانی پر تجھے قتل کیوں نہ کروں۔

اس کے بعد منصور نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا جو قتل کا اشارہ تھا تو قاتلین آگے بڑھے انہوں نے ابو مسلم کی تلوار پر حملہ کیا تو ابو مسلم نے کہا اے خلیفہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں اس نے کہا کہ تجھ سے بڑا دشمن میرا کون ہوگا۔

پھر منصور نے قاتلین کو حکم دیا تو انہوں نے تلواروں سے حملہ کر کے ابو مسلم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اسے ایک چوغہ میں لپیٹ دیا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ کیا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ منصور نے کہا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے آج مجھ پر نعمت مکمل کر دی۔ اصمعی اس پر ابودلامہ نے دو شعر پڑھے:

(۱) ۔۔۔ اے ابو مسلم اللہ بندے سے نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود نہ بدلے۔
(۲) ۔۔۔ ابو مسلم تو نے مجھے قتل کی دھمکی دی تو سر پر شیر نے تجھے بھی قتل کی دھمکی دی۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے عثمان بن نہیک شبیب بن واج ابو حنیفہ حرب بن قیس اور دیگر محافظوں کے قریب آ کر ان سے کہا جب ابو مسلم میرے پاس آ جائے اور مجھ سے باتیں کرنے لگے اور میں ایک ہاتھ دوسرے پر ماروں تو تم اسے قتل کر دینا۔

جب ابو مسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا کہ عبداللہ بن علی سے جو دو تلواریں ملی تھیں کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ ان دونوں میں سے ایک یہ ہے منصور نے دیکھنے کے بہانے سے لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے ابو عبداللہ سفاح کو فلاں چیزوں سے کیوں روکا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ حلال نہیں ہے امیر المومنین کا خط آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اہل بیت علم کی کان ہیں۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ حج کے موقع پر تو ہم سے پہلے کیوں چلا؟ اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ ہم سب ایک پانی پر جمع ہوں گے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے گی میں نے سہولت کی خاطر ایسا کیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ سفاح کی موت پر تو میرے پاس تعزیت کے لئے کیوں نہیں آیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے آنے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے نیز مجھے معلوم ہوا کہ کوفہ میں ہم سب ملیں گے کسی اختلاف کی بناء پر میں نے ایسا نہیں کیا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے عبداللہ بن علی کی باندی پر کیوں قبضہ کرنے کی کوشش کی؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے ضیاع کے خوف سے اسے خیمہ میں بند کر کے اس پر محافظ مقرر کر دیا پھر منصور نے اسے کہا کہ خط میں پہلے اپنا نام کیوں لکھتا تھا؟ آمنہ بنت علی کے پاس منگنی کا پیغام کیوں بھیجا تو اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبداللہ بن عباس خیال کرتا ہے منصور کا ہاتھ ابو مسلم کے ہاتھ میں تھا ابو مسلم اس سے معذرت کر رہا تھا اور الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے خراسان جا کر میری مخالفت کیوں کی؟ ابو مسلم نے کہا کہ میں نے سوچا کہیں میری طرف سے آپ کے دل میں کوئی شک نہ پیدا ہو جائے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ خراسان پہنچ کر آپ کو معذرت کا خط لکھ دوں گا پھر منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا حالانکہ تجھ سے پہلے وہ ہمارے نقباء اور داعیوں میں سے تھا اس نے جواب دیا کہ اس نے میری مخالفت کی تھی منصور نے کہا کہ ہلاک ہو پھر تو میری مخالفت اور میری نافرمانی کیوں کرتا ہے اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا تو اللہ مجھے قتل کر دے گا اس کے بعد منصور نے ابو مسلم کو خیمہ کی لکڑی ماری اسے قتل کرنے والے اس کی طرف دوڑے عثمان نے اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا۔ شبیب نے اس کا پاؤں کاٹ دیا انہوں نے تلواروں سے ابو مسلم پر حملہ کر دیا منصور چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اللہ تمہارے لئے ہلاکت ہو اسے قتل کرو اللہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹ دے پھر انہوں نے ابو مسلم کو ذبح کر کے اس کے

[illegible] کر دیتے ہو [illegible] جو [illegible] اس راہ۔

منقول ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد ابو جعفر نے [illegible] تب منصور نے کہا کہ [illegible] ابو مسلم [illegible] نے [illegible] بیعت کی ہم نے تمہاری بیعت لی تھی کہ ہم سے [illegible] مطالبہ کیا تو ہم نے [illegible] ہم نے اس [illegible] بیعت کی تھی کہ اگر کوئی شخص ان ایام میں ہم سے بغاوت کرے تو ہم اسے قتل کر دیں گے اس نے ہم سے بغاوت کی تو ہم نے اسے قتل کر دیا ہم نے [illegible] فیصلہ کیا [illegible] کا قول ہے کہ منصور نے ابو مسلم کے قتل کے بعد [illegible] اس ذات کے لئے ہیں جس نے [illegible] اس وقت منصور نے [illegible] اشعار پڑھے

(۱) [illegible] مطالبہ [illegible] سے [illegible] کی۔

(۲) [illegible] سے کوئی [illegible] ہے۔

اس کے بعد منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اے لوگو! اطاعت کی انسیت سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ نکلو اور امام کی خیانت نہ چھپاؤ [illegible] اللہ تعالیٰ اسے اس کی زبان [illegible] اور چہرے [illegible] ظاہر کر دیتا ہے [illegible] جب تک تم ہماری خیر خواہی [illegible] ہم تمہارے [illegible] جو شخص ہم سے اس لباس کے بارے میں جھگڑا کرے گا [illegible] اسے [illegible] تلوار [illegible] گے۔

ابو مسلم نے ہم سے بیعت کی تھی کہ جو ہماری بیعت توڑے گا [illegible] اس کا خون ہمارے لئے حلال ہوگا پھر اس نے ہم سے بغاوت کی تو ہم نے اس کے لئے وہی فیصلہ کیا جو اس نے دوسروں کے لئے کیا تھا [illegible] لوگوں سے وصول کیا اس نے اپنے بارے میں [illegible] کی۔

ہم پر اس کے بعد [illegible] کا [illegible] طریقے پر ظاہر ہوا [illegible] کرنے والے پر ظاہر ہو جاتے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] اس [illegible] معلوم ہو جاتا [illegible] اس کے [illegible] ہو جاتا [illegible] ابو مسلم ہم سے [illegible] کی [illegible] کا [illegible] نے [illegible] فیصلہ [illegible] بیعت [illegible] ہم نے [illegible]

کئی [illegible] ابو دلامہ یمانی نے [illegible] کے لئے کیا [illegible]

(۱) اے [illegible] اللہ تعالیٰ کسی بندے [illegible] نعمت [illegible] ہے۔

(۲) [illegible] تو [illegible] بھی [illegible] پر [illegible]

امام بیہقی نے حاکم سے سنداً نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک سے ابو مسلم اور حجاج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان میں سے کون بہتر تھا انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ابو مسلم کسی سے بہتر تھا لیکن حجاج اس سے بدتر تھا۔ بعض لوگوں نے ابو مسلم کے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے اس پر بے دینی کا الزام لگایا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں ہم نے جو ذکر کیا ہے ان کی روشنی میں ابو مسلم پر اس قسم کا الزام درست نہیں ہے بلکہ وہ [illegible] ایک گناہوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی حکومت میں [illegible] قتل [illegible] سے مروی ہے [illegible] اس [illegible] سے [illegible] اللہ [illegible] کے [illegible] ہے۔ خطیب نے ابو مسلم کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی [illegible] اور پوشیدگی [illegible] غموں اور فکروں سے معاہدہ کر لیا اور تقدیر اور احکام [illegible] یہاں تک کہ میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

(۱) میں نے عزم اور پوشیدگی سے ان مشکل چیزوں کو حاصل کر لیا جن کو بنی مروان کے بادشاہ جمع ہو کر بھی حاصل نہیں کر سکے۔

(۲) میں ہمیشہ ان کو تلوار سے مارتا رہا تو وہ ایسی نیند سے بیدار ہوئے کہ ان سے پہلے کسی نے ایسی نیند نہیں کی۔

(۳) میں گھروں میں ان پر چڑھ دوڑا اور قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی۔

(۴) جو شخص درندوں والی زمین میں بکریاں چرائے اور پھر سو جائے تو شیر ان کے چرانے کے لئے مقرر ہو جاتے ہیں۔

ابو مسلم [illegible] شعبان کے آخری عشرہ بدھ کے دن قتل ہوا بعض کا قول ہے کہ یہ ۱۳۶ھ اور بعض کے نزدیک ۱۳۷ھ میں ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۴۰ھ میں ابو مسلم کے قتل کا واقعہ پیش آیا مگر یہ غلط ہے کیونکہ خطیب بغدادی کے قول کے مطابق اس وقت تک بغداد تعمیر ہی نہیں ہوا تھا۔

ابو مسلم کے قتل کے بعد منصور نے اس کے ساتھیوں کو عطیات دے کر خوش کیا اور جب امراء اس کے پاس آئے [illegible] ابو مسلم کے [illegible] میں [illegible] اسحاق کو اس نے بلایا اس سے کہا کہ اے امیر المؤمنین [illegible] آپ کے [illegible] منصور نے اس کے [illegible] منصور کو اس کی [illegible] کیا جس کی وجہ سے اس نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ابو مسلم نے جنگوں میں اور بنی عباس کی حکومت کی خدمت میں چھ لاکھ افراد کو قتل کیا اس کے علاوہ اور بھی کئی لوگوں کو اس نے قتل کیا جب اسے ملامت کی گئی تو اس نے کہا [illegible] منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ اے خبیث [illegible] حکومت کی [illegible] پھر منصور نے قتل کے بعد اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے [illegible] میں پھینک دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے آ کر پوچھا کہ اے امیر المؤمنین ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی تو یہاں تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ آپ اس کی اطاعت خیر خواہی اور ابراہیم کے بارے میں اس کی رائے سے واقف ہیں اس نے کہا کہ اللہ کی قسم [illegible] اس سے بڑا دشمن میرا کوئی نہیں [illegible] منصور نے اسے کہا [illegible] اقتدار [illegible] حصہ ملا۔

اس کے بعد منصور نے امراء کو بلا کر ابو مسلم کے قتل کے بارے میں ان سے مشورہ لیا سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا بعض ابو مسلم کے خوف سے پست آواز میں گفتگو کر رہے تھے جب انہیں ابو مسلم کے قتل کی خبر ملی تو وہ خوش ہو گئے لوگوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا جو کہ مشہور ہے۔

[illegible] ابو مسلم کی طرف سے [illegible] ابو مسلم کا [illegible] جب خازن نے [illegible] ابو مسلم اپنے خزانے کو پہلے بھیج چکا تھا [illegible] منصور نے ایک شخص کو بھیجا [illegible] منصور کے پاس [illegible] پھر منصور نے ابو مسلم کے [illegible] خازن سے [illegible] خراسان [illegible]

اسی سال [illegible] ابو مسلم کے خون کے بدلے کے لیے کھڑا ہوا [illegible] اس نے [illegible] اصبہان پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اس کا نام فیروز اصبہبذ تھا منصور نے جہور بن مرار عجلی کو [illegible] میں اس کے مقابلے میں [illegible] ہمدان اور رے کے درمیان [illegible] لڑائی ہوئی [illegible] شکست [illegible] اس کے ساتھ [illegible] ساتھیوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا [illegible] کے بعد اس نے [illegible] ابو مسلم سے حاصل ہونے والے مال پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانے میں ملبد بن حرملہ شیبانی نے ایک ہزار خوارج کے ساتھ بغاوت کر دی منصور نے اس کی طرف متعدد لشکر روانہ کیے جن سب کو اس نے شکست دی [illegible] حمید بن قحطبہ نے [illegible] شکست [illegible] حمید نے [illegible] ملبد نے [illegible] کر کے اسے چھوڑ دیا۔

اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے واقدی کے قول کے مطابق لوگوں کو حج کرایا [illegible] کا نائب [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] کا نائب سلیمان بن علی [illegible] صالح بن علی [illegible] عبداللہ تھا۔

خلیفہ کے [illegible] کے ساتھ جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سال لوگوں کو [illegible] کا موقع نہیں ملا۔ مشہور لوگوں میں سے اس سال [illegible] نے وفات پائی۔ (واللہ اعلم)

واقعات ۱۳۸ھ

اس سال روم کے بادشاہ طاغیہ نے زبردستی ملطیہ میں داخل ہو کر اس کی فصیل گرا دی مقاتلین کو معاف کر دیا۔

اسی سال میں مصر کے نائب صالح بن علی نے موسم گرما میں جنگ کی، روم کے بادشاہ کی گرائی ہوئی فصیل کو دوبارہ تعمیر کر دیا۔ پھر اس کا بھائی عیسیٰ بن علی دابق تک بڑھا۔ پھر عبداللہ بن علی کو ابو مسلم نے شکست دی تھی پھر وہ بھاگ کر بصرہ چلا گیا تو وہاں اس نے اپنے بھائی سلیمان بن علی سے امان طلب کی تھی اس عبداللہ نے اس سال منصور خلیفہ کی بیعت کر لی تھی اور اس کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد میں قید کر دیا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

سال ۱۳۸ھ ہی میں جمہور بن مرار عجلی نے سنباذ کو شکست دے کر اس کے اموال پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی، اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ پوری طرح غالب ہو چکا ہے۔ خلیفہ نے محمد بن اشعث خزاعی کو بھیجا جس نے اس کے مقابلہ میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا، اس نے جمہور کو شکست دے دی اس نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اس کے بعد آذربائیجان پر قبضہ کر لیا پھر جمہور کو بھی قتل کر دیا۔

اسی سال میں ملبد خارجی کا ظہور ہوا اس نے آ کر جزیرہ کے اطراف کو تاراج کیا بہت سے لوگ قتل ہو گئے یا شکست کھا گئے۔

واقدی کا قول ہے کہ فضل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا اور شہروں کے عمال گزشتہ سال والے تھے۔ فقہاء میں سے اس سال یزید بن عبداللہ بن الہاد اور ایک قول کے مطابق ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے وفات پائی۔

سال ۱۳۸ھ ہی میں بنو امیہ سے بلاد اندلس میں اندلس کی خلافت قائم ہوئی یہ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بانی ہیں۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ وہ داخل بھی تھا کہ جو فوج عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے شکست کھا کر بلاد مغرب کی طرف فرار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپتا ہوا لوگوں کے پاس سے گزر رہا تھا جو بنو امیہ کی محبت پر قائم رہے تھے اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا ان سے ملنے کو عبدالرحمن کی طرف لے گیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس نے انہیں اپنے ساتھ لے کر بلاد اندلس فتح کر لیا اسے اس کے نائب یوسف بن عبدالرحمن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا عبدالرحمن تب سے حکومت پذیر ہو گیا ان علاقوں پر اس کا ملک۔ عبدالرحمن نے حکومت کی ۳۳ سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد اس نے ۱۷۲ھ میں وفات پائی۔

عبدالرحمن کے بعد چھ سال اس کے لڑکے ہشام نے حکومت کی پھر اس کی وفات ہو گئی پھر اس کے بعد حکم بن ہشام نے ۲۶ سال چند ماہ حکومت کی پھر اس کی موت کے بعد عبدالرحمن بن حکم نے ۳۳ سال حکومت کی پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرحمن بن حکم نے ۲۶ سال حکومت کی پھر اس کے بعد اس کے لڑکے منذر بن محمد نے اس کے بعد اس کے بھائی عبداللہ بن محمد بن منذر نے حکومت کی ان کی حکومت ۳۰ سے کچھ اوپر رہی پھر حکومت ختم ہو گئی جیسا کہ اموی بادشاہوں نے حکومت کی مدت گزاری پھر اسی سال پر ان کے بادشاہ ۴۰۰ھ سے تک ہی بادشاہ رہے پھر وہ مختلف جماعتوں کی طرح ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

واقعات ۱۳۹ ہجری

اس سال صالح بن علی نے ملطیہ کی تعمیر مکمل کی پھر از سر نو موسم گرما کی جنگ کی یہ جنگ روم میں دور تک چلی اس کے ساتھ اس کی دونوں بہنیں بنت علی تھیں لبابہ (جنہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی) نے بھی اس کے ساتھ جہاد کیا۔

اسی زمانہ میں منصور اور روم کے بادشاہ کے مابین جنگی قیدیوں کے تبادلہ کا معاہدہ ہوا جس کے نتیجہ میں مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا گیا پھر منصور کے عباسی حکمرانوں کے معاملات میں مشغول ہونے کی وجہ سے ۱۴۶ھ تک موسم گرما کی جنگ نہیں ہو سکی لیکن بعض نے ذکر کیا ہے کہ حسن بن قحطبہ نے عبد

عبدالوہاب بن ابراہیم کے ساتھ ۱۳۸ھ میں موسم گرما کی جنگ کی (واللہ اعلم)

اسی زمانہ میں منصور نے مسجد حرام کی توسیع کرائی یہ سال سرسبز و شادابی کا سال تھا اسی وجہ سے اسے عام الخصب کہا جاتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ۱۴۰ھ تھا۔

سال رواں ہی میں منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا عبداللہ بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوف کی وجہ سے روپوش ہو گئے منصور نے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو عبداللہ بن علی کے حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے اس کے ساتھیوں سمیت اسے بھیج دیا منصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو قید کر کے باقیوں کو خراسان ابو داؤد کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو قتل کر دیا۔

اس سال عباس بن محمد بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا تو اعیان میں سے اس سال عمر بن مجاہد یزید بن عبداللہ بن الہاد عابدوں میں سے حسن بصری کے ساتھی یونس بن عبید نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۰ھ

اس سال فوجیوں کی ایک جماعت نے خراسان کے نائب حاکم ابی داؤد کے خلاف بغاوت کر کے اس کا محاصرہ کر لیا ابو داؤد ان سے فریاد کرتے ہوئے جب کہ وہ اس کے قریب آ جاتے دیوار کی ایک جانب سے جھک کر بیٹھ گیا دیوار گر گئی جس کی وجہ سے اس کی کمر ٹوٹ گئی اسی کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی اس نے پولیس افسر عبدالجبار بن عبدالرحمن ازدی حاکم کو خراسان کا نائب بنایا تھا کہ خلیفہ کی طرف سے بھی اس کی نیابت کا حکم آ گیا اس نے پورا خراسان پر قابو پایا امراء کی ایک جماعت قتل کر دی کیونکہ اس تک خبر پہنچی تھی کہ وہ آل علی کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں دوسروں کو قید کر دیا ابو داؤد کے متعلقہ اموال پر ابو داؤد کے نائبین سے ٹیکس وصول کیا۔

اس سال خلیفہ منصور نے حیرہ سے احرام باندھ کر لوگوں کو حج کرایا منصور حج کے بعد مدینہ آ گیا پھر بیت المقدس گیا اس کی زیارت کر کے شام کے راستہ رقہ چلا گیا پھر ہاشمیہ کوفہ چلا گیا شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے البتہ خراسان کے نائب ابو داؤد کا اس سال انتقال ہو گیا اس کی جگہ عبدالجبار ازدی کو نائب مقرر کیا۔

داؤد بن ابی ہند ابو حازم سلمہ بن دینار سہیل بن ابی صالح عمارہ بن غزیہ بن قیس السکونی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۴۱ھ

اس سال راوندیہ پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی ابن جریر نے مدائنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ راوندیہ اصل میں ابو مسلم کے حامی خراسان کے باشندے تھے وہ تناسخ کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت آدم کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہو گئی ہے نیز یہ کہ ان کا خدا ابو جعفر منصور انہیں کھلاتا پلاتا ہے ہیثم بن معاویہ حضرت جبرئیل کی جگہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے)

ابن جریر کا قول ہے کہ راوندیہ ایک روز منصور کے محل میں آئے انہوں نے اس کا طواف شروع کر دیا اور یہ کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے رب کا محل ہے منصور نے ان کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اس نے ان میں سے دو سو کو گرفتار کر لیا وہ اس پر غصہ ہو کر کہنے لگے کہ تم نے انہیں کیوں گرفتار کیا؟ پھر انہوں نے جنازہ کی چارپائی اٹھائی حالانکہ اس میں کوئی مردہ نہیں تھا وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ اٹھا کر جا رہے ہیں جب وہ جیل کے دروازے پر پہنچے تو چارپائی پھینک کر زبردستی جیل میں گھس گئے اور اپنے ساتھیوں کو اس میں سے نکال لیا چھ ہزار لشکر کے ہمراہ انہوں نے منصور کے محل کا رخ کیا لوگوں میں شور مچ گیا شہر کے دروازے بند ہو گئے منصور سواری کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدل محل سے نکل پڑا پھر سواری لائی گئی جس پر وہ سوار ہوا اس نے راوندیہ کی طرف رخ کیا چاروں طرف سے لوگ نکل پڑے معن بن زائدہ بھی آ گیا وہ خلیفہ کو دیکھ کر پیدل چلنے لگا اس نے منصور کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا کہ امیر المومنین آپ واپس چلے جائیے ہم کافی ہیں اس نے انکار کر دیا۔

پڑا اور یہ لوگ ان کے مقابلے میں منتشر ہو گئے انہوں نے شہر سے قتال کیا تھا یہ سب لوگ مارے گئے انہوں نے سب کا صفایا کر دیا اور عثمان بن نہیک کو تیر مار کر زخمی کر دیا چند دن بیمار رہ کر اس کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی قبر پر کھڑا رہا اس کے لئے دعا کی اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو پہرے داروں کا امیر بنا دیا یہ سب کچھ کوفہ کے قریب ہاشمیہ میں ہوا۔

منصور نے راوندیہ کے قتل سے فارغ ہونے کے بعد اس دن کی نماز ظہر تاخیر سے وقت میں پڑھی پھر اس کے سامنے کھانا لایا گیا اس نے کہا کہ معن بن زائدہ کہاں ہے جب معن آ گیا تو منصور نے اسے اپنے قریب بٹھایا اس کی بہادری کی وجہ سے اس کا شکریہ ادا کیا اس نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر میں خوف زدہ تھا آپ کی دلیری اور بہادری کو دیکھ کر میرا خوف ختم ہو گیا میں نے جنگ کے بارے میں آپ جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا اے امیر! اسی چیز نے مجھے دلیر کر دیا منصور نے اس سے خوش ہو کر اس کے لئے دس ہزار درہم کا انعام دیا اور یمن کا حاکم بنا دیا معن اس سے پہلے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مسودہ سے قتال کیا تھا اس دن سے پہلے آج ظاہر ہوا تھا اس نے خلیفہ کو دیکھ کر جنگ کے ہجوم میں اس کی حمایت کی تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ منصور نے کہا کہ میں نے تین موقعوں پر غلطی کی ہے (۱) قلیل جماعت کے ساتھ ابو مسلم کو قتل کیا (۲) شام کے ارادے سے نکلا اگر عراق میں دو تلواریں چل جاتیں تو خلافت ختم ہو جاتی (۳) راوندیہ سے جنگ کے روز اگر کوئی تیر مجھے لگ جاتا تو میں ہلاک ہو جاتا یہ میری ہوشیاری اور جرأت کی کمی ہے۔

اسی سال منصور نے اپنے لڑکے محمد کو اپنا ولی عہد بنایا جو مہدی اس کا نام رکھا خراسان کے امیر عبدالجبار کو معزول کرنے کے لئے اس کی جانب بھیجا۔ کیونکہ عبدالجبار نے خلیفہ کے حامیوں کو قتل کیا تھا منصور نے ابو ایوب سے اس معاملے میں مشورہ کیا اس نے کہا کہ اے امیر! آپ اسے لکھیے کہ خراسان سے ایک بڑا لشکر روم سے قتال کے لئے بھیج دے اس کے بعد آپ جسے چاہیں بھیجیں جو اسے وہاں سے نکال کر قتل کر دے چنانچہ منصور نے عبدالجبار کے پاس یہی لکھ دیا۔

عبدالجبار نے جواب لکھا کہ خراسان میں ترک جمع ہو گئے انہوں نے فساد برپا کر رکھا ہے اگر یہاں سے لشکر روانہ کیا جائے تو خراسان کو خطرہ ہے منصور نے ابو ایوب سے کہا کہ اب کیا تدبیر کی جائے تو اس نے کہا کہ آپ اسے لکھیے کہ خراسان میں ترکوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچانے کا ارادہ ہے جس نے تمہاری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے چنانچہ منصور نے خراسان کے حاکم کو یہی لکھ دیا۔

اس نے جواب لکھا کہ خراسان اس سال معاشی حالت کے اعتبار سے کمزور ہے اگر یہاں لشکر آئے گا تو قحط کا خطرہ ہے منصور نے یہ جب ابو ایوب کو یہ جواب سنایا تو اس نے کہا کہ اس نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے اس کی جانب لشکر روانہ کرنے میں دیر نہ کیجئے اس کے بعد منصور نے اپنے صاحبزادے محمد مہدی کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور خازم بن خزیمہ اس کے آگے آگے تھا عبدالجبار کے پاس پہنچ کر وہ مسلسل اس سے اور اس کے ساتھیوں سے قتال کرتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے انہوں نے اسے گرفتار کر کے اونٹ پر سوار کیا اس کا چہرہ دم کی طرف کر دیا اسے لے آئے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور اس کے اہل و عیال کی ایک جماعت بھی تھی منصور نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کی اولاد کو دہلک جزیرے میں جلا وطن کر دیا۔

مہدی خراسان کا مستقل حاکم بن گیا اس کے بعد اسے طبرستان کے اصبہبذ کے ساتھ قتال کا حکم دیا اس کے لشکر کے ساتھ اس کی مدد کی جس کا امیر عمر بن علاء تھا جو طبرستان کے ساتھ جنگ کا ماہر تھا اسی کے متعلق بشار کے چند اشعار ہیں:

(۱) اگر خلیفہ عمر [illegible] اس کے پاس جانے والے کا سبب ہے۔
(۲) جب دشمن کی جنگیں تجھے بیدار کر دیں تو ان کے لئے عمر کو بیدار کر کے خود سو جا۔
(۳) وہ ایسا نوجوان ہے جو کینے پر نہیں سوتا اور خون کے سوا پانی نہیں پیتا۔

جب طبرستان میں محاصرہ طویل ہو گیا تو اصبہبذ نے صلح کی درخواست کی [illegible] اس نے مسلمانوں سے صلح کے بعد [illegible] مہدی [illegible] تو اصبہبذ [illegible] چلا گیا وہیں اس نے وفات پائی۔ مسلمانوں نے [illegible] کے بادشاہ مصمغان کی [illegible] انہوں نے [illegible] کو گرفتار کر لیا [illegible]

میں جبرائیل بن یحییٰ خراسانی مصیصہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔

اسی زمانے میں محمد بن ابراہیم امام نے ملطیہ میں پڑاؤ کیا۔

اسی برس منصور نے زیاد بن عبید اللہ حارثی کو مکہ کی امارت سے معزول کر کے محمد بن خالد قسری کو مدینے کا اور ہیثم بن معاویہ عتکی کو مکہ اور طائف کا والی بنایا۔

سال رواں ہی میں منصور کے پولیس افسر موسیٰ بن کعب نے وفات پائی مصر کا ۔ گزشتہ سال ۱۴۱ھ کو محمد بن اشعث کو مصر کا والی بنا دیا گیا پھر اسے معزول کر کے نوفل بن فرات کو والی بنایا۔

اس سال قنسرین حمص دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب موسیٰ بن عقبہ اور ابو اسحاق الشیبانی نے وفات پائی

واقعات ۱۴۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کی بغاوت کی خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا اور سندھ اور ہند کا امیر بنایا عمر بن حفص نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے کر ملک پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانے میں طبرستان کے اصبہبذ نے مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور طبرستان میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا منصور کا غلام مرزوق ابو الخصیب بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے ایک عرصے تک اس کا محاصرہ کیے رکھا لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا پھر انہوں نے ایک تدبیر کی ابو الخصیب نے ان سے کہا کہ میری پٹائی کر کے میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ دو انہوں نے ایسا ہی کیا ابو الخصیب ان کی طرف چلا گیا ظاہر یہ کیا کہ مسلمانوں نے مجھے مارا ہے جب وہ قلعہ میں داخل ہوا تو اصبہبذ بڑا خوش ہوا اس کا اعزاز و اکرام کیا ابو الخصیب نے ظاہراً اس کی خیر خواہی کی تو اصبہبذ نے قلعہ کو محفوظ کرنے کی چابیاں اس کے حوالے کر دیں۔

جب وہ چابیوں پر قابض ہو گیا تو اس نے مسلمانوں سے خط و کتابت شروع کر دی اس نے انہیں لکھا کہ فلاں رات قلعے کے قریب پہنچ جاؤ میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا جب وہ رات آئی تو وہ قلعے کے قریب پہنچ گئے اس نے دروازہ کھول دیا انہوں نے قلعہ میں داخل ہو کر جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا بہت سوں کو گرفتار کر لیا اصبہبذ نے زہر آلود انگوٹھی کو چوس کر خود کشی کر لی اس معرکے میں گرفتار شدہ لوگوں میں بادشاہ کی دو خوبصورت لڑکیاں ام منصور بن المہدی اور ام ابراہیم بن المہدی بھی تھیں۔

اسی سال منصور نے اہل بصرہ کے لئے وہ قبلہ تعمیر کیا جس کے پاس وہ جبان میں نماز پڑھتے تھے فرات اور ابلہ کے نائب سلمہ بن سعید بن جابر کو اس کی تعمیر کا نگران بنایا اس سال منصور نے رمضان بصرہ میں گزارا اور عید اسی جگہ پڑھائی۔

اس سال منصور نے نوفل بن فرات کو مصر کی امارت سے معزول کر کے حمید بن قحطبہ کو اس کا امیر بنایا اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال ۲۴ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ خلیفہ کے چچا بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اس کے بھائی عبد الصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی انہوں نے اپنے والد عکرمہ اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے حدیث روایت کی پھر ان سے ایک جماعت نے جس میں ان کے بیٹے جعفر محمد زینب شامل تھے ان کی وفات پانے ۶۰ سال کی عمر میں ان کے بال سفید ہو گئے تھے جس کی وجہ سے وہ خضاب لگاتے تھے کریم و سخی اور قابل تعریف انسان تھے ہر سال عرفہ کی شام ایک سو غلام آزاد کرتے تھے انہوں نے انصار کے لئے سالانہ پانچ ہزار مقرر کئے ہوئے تھے۔

ایک روز انہوں نے محل سے بصرہ کے ایک گھر میں چند عورتوں کو سوت کاتتے ہوئے دیکھا اتفاق سے ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کاش امیر بھی ہماری حالت دیکھ لیتا تو ہمیں اس سے مستغنی کر دیتا اسی وقت سلیمان نے اپنے محل میں موجود لوگوں سے مال جمع کر کے ان میں تقسیم کر دیئے شدت خوشی سے ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا سلیمان نے اس کے ورثاء کو دیت ادا کی۔ سلیمان فرمایا کرتے تھے

نے بھی ہیں جو منصور کے زمانے میں بصرہ کے گورنر تھے یعنی عمرو کے آخری زمانہ میں ان کے دوست تھے اسمٰعیل ابن عباس جو عبدالصمد بن علی
کے بھائی صالح اور منصور کے چچا تھے۔

اس سال ذوالحجہ میں [illegible] کے قول کے مطابق عمرو بن عبید قدری نے وفات پائی یہ عمرو بن عبید بن باب ہیں ابن کیسان بھی کہا جاتا ہے یہ بنی تمیم کے آزاد کردہ غلام ابو عثمان البصری ہیں یہ معتزلہ کے شیخ تھے جنہوں نے حسن بصری، عبداللہ بن انس، ابوالعالیہ ابی قلابہ سے روایت کی ہے اور ان سے حماد بن سلمہ، سفیان بن عیینہ، اعمش، عبدالوارث بن سعید، ہارون بن موسیٰ، یحییٰ القطان، یزید بن زریع۔ امام احمد کا قول ہے کہ عمرو بن عبید کی روایت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ حسن بصری سے روایت کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عمرو کچھ نہیں اس کی کوئی روایت نہیں لکھی جاتی یہ بدعتی تھا اور عمرو اس کو دہریہ (؟) کی مانند سمجھتے ہیں۔

فلاس کا قول ہے کہ عمرو بن عبید متروک الحدیث ہے یحییٰ بن سعید القطان اس سے حدیث روایت کرتے تھے پھر چھوڑ دی اور ابن مہدی اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ابو حاتم کا قول ہے کہ عمرو متروک الحدیث ہے جبکہ نسائی کا قول ہے کہ وہ ثقہ نہیں تھے۔ شعبہ، یونس بن عبید اور حمید نے ان سے حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے حمید کا قول ہے کہ اس سے حدیث مت لو کیونکہ وہ حسن بصری پر جھوٹ بولتا تھا۔ ابن عون کا قول ہے کہ یہ لوگوں کا سردار تھا۔ ابن حبان کا قول ہے کہ یہ عبادت گزار تھا پھر اس نے بدعت ایجاد کی۔ ایوب اور یونس کا قول ہے کہ یہ کسی چیز میں بھی سچا نہیں تھا۔ ابن المبارک کا قول ہے کہ اس نے قدر کی طرف دعوت دی اس لئے اس سے حدیث روایت نہیں کی گئی۔ حماد بن سلمہ نے اس کی تکذیب کی ہے اور ان حضرات نے عبادت و زہد میں اس کی تعریف کی ہے جیسا کہ حسن بصری کا قول ہے کہ حدیث کے علاوہ وہ بہترین آدمی ہے۔

ابن حبان کا قول ہے کہ عمرو بن عبید بڑا عبادت گزار تھا ابن حبان کا قول ہے کہ عمرو اس قدر متقی تھا کہ اس کی عبادت بیان کرنے کا محتاج نہیں ہے تاہم جب حسن بصری کی مجلس سے علیحدہ ہو گیا انہوں نے اپنا معتزلہ کا گروہ بنایا اور وہ صحابہ کو گالیاں دیتا تھا اور احادیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

ابن مسعود سے منقول ہے کہ انہوں نے عمرو بن عبید کے سامنے یہ حدیث بیان کی جو ان کی بات کے خلاف تھی تو اس نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہو سکتی۔

اس نے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا انسان کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک ہوتی ہے پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے (۱) رزق (۲) عمر (۳) عمل (۴) نیک یا بدبخت۔ تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں یہ روایت اعمش سے سنتا تو اس کی تکذیب کرتا زید بن وہب سے سنتا تو اسے پسند نہ کرتا عبداللہ بن مسعود سے سنتا تو قبول نہ کرتا آپ ﷺ سے سنتا تو رد کر دیتا اور اگر اللہ سے سنتا تو میں کہتا کہ آپ نے ہم سے اس پر عہد نہیں لیا تھا۔ اس کا یہ قول بہت برا اور بدترین کفر ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اس نے جو عقیدہ بنایا اس سے ہمیں اللہ محفوظ رکھے۔

عبداللہ بن مبارک کے چند اشعار ہیں:

(۱) اے علم کے طالب! حماد بن زید کے پاس جا۔

(۲) بردباری سے علم حاصل کر پھر اسے قید کر لے اور عمرو بن عبید کی بدعت سے بچ۔

ابن عدی کا قول ہے کہ عمرو اپنے زہد سے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اور یہ حدیث میں ضعیف ہے نیز علانیہ بدعت کا مرتکب ہے۔

دار قطنی کا قول ہے کہ عمرو ضعیف ہے خطیب بغدادی کا قول ہے کہ عمرو بن حسن بصری کی مجلس سے علیحدہ ہوا اور اعتزال کی بنیاد ڈالی اس نے اہل سنت کے مذہب سے ہٹ کر قدریہ کی طرف دعوت دی اور بہت سی احادیث سے الگ ہو گیا اور جھوٹ بولتا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ عمرو بن عبید ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ عمرو کا انتقال ۱۴۲ھ یا ۱۴۳ھ میں مکہ کے راستے میں ہوا اور ابو جعفر منصور کے زمانے میں بصرہ میں مدفون ہوا منصور اس سے محبت کرتا اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا کیونکہ عمرو اس کے پاس آتا تو منصور اسے عطیات پیش کرتا اور عمرو اسے قبول نہ کرتا اس لئے منصور کی نظر میں اس کی قدر بہت تھی اس کی اس بات نے منصور کو اس کی طرف مائل کر دیا تھا منصور اس کی وجہ سے بہت پسند کرتا تھا اور یہ شعر پڑھا کرتا تھا تم سب شکار کے طالب ہو سوائے عمرو بن عبید کے۔

اگر منصور حقیقت کی نگاہ سے دیکھتا تو عمرو کی طرح تمام قراء اسے روئے زمین پر سب سے بہتر نظر آتے صرف زہد بزرگی کی علامت نہیں بن سکتا اس لئے کہ بعض پادری عمرو اور مسلمانوں سے بڑے زاہد تھے۔ ہم نے اسماعیل بن خالد تعقبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ایوب، یونس، ابن عون جنت میں ہیں میں نے ان سے عمرو بن عبید کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ وہ جہنم میں ہے۔ پھر دوسری تیسری مرتبہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے عمرو بن عبید کے بارے میں وہی جواب دیا کہ اس کے علاوہ بھی اس کے لئے برے خواب دیکھے گئے ہیں اور ہمارے شیخ نے تفصیل سے تہذیب میں ان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔

ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں اس کا خلاصہ بیان کیا ہے اسی کا کچھ حصہ ہم نے لوگوں کو عمرو بن عبید کے شر سے بچانے کے لئے یہاں نقل کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

واقعات ۱۴۳ھ

اسی سال منصور نے لوگوں کو دیلم سے قتال کے لئے تیار کیا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کی تھی اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ جس شخص کے ساتھ دس ہزار کی نفری تیار ہو جائے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ دیلم چلا جائے چنانچہ خلیفہ کی ترغیب کی برکت کی وجہ سے بہت سے افراد جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال حجاج الصواف، حمید بن روزتا الطویل، سلیمان بن طرخان التیمی ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم یحییٰ بن سعید انصاری نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۴ھ

اسی سال محمد بن ابی العباس السفاح نے اپنے چچا منصور کی اجازت سے واسط، کوفہ، بصرہ، موصل اور جزیرہ کے باشندوں کا لشکر لے کر دیلم کا رخ کیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن جعفر منصور مہدی بلاد خراسان سے اپنے والد کی طرف آیا اپنی چچا زاد ریطہ بنت سفاح کو بیاہ لے گیا۔

اسی سال منصور نے حج کیا اور عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کر کے لوگوں کو حج کروایا اور منصور نے عثمان اور مدینہ کے والی زیاد اور محمد بن خالد قسری کو معزول کر دیا لوگوں نے ۱۴۰ھ میں طریق مکہ میں منصور کا استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بھی تھے خلیفہ نے اپنے ساتھ اسے دسترخوان پر بٹھایا پھر اس کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو کر شدید بھی بھول گیا۔

پھر منصور نے عبداللہ سے اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ قسم بخدا مجھے علم نہیں وہ روئے زمین پر کہاں ہیں۔ عبداللہ بن حسن اپنی بات میں سچا تھا کیونکہ اصل بات یہ تھی کہ مروان الحمار کے دور حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں منصور بھی شامل تھا جب بنی عباس کی طرف خلافت منتقل ہو گئی اور منصور کے خلیفہ بننے کے بعد محمد اور ابراہیم منصور سے بہت خوف زدہ تھے۔

منصور بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ کسی دن محمد اور ابراہیم دونوں اس کے خلاف بغاوت کرنے کی طرح اس سے خلافت بھی چھین لیں گے جس سے اسے خطرہ تھا اسی وجہ سے وہ دونوں بھاگ کر دور دراز علاقوں میں چلے گئے جب حسن بن زید نے ان کی مخبری کی تو وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور منصور نے یہ جاننے کے بعد کہ وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہیں منصور مسلسل ان کا دشمن رہا اور عجیب بات یہ ہے کہ حسن بن زید ان دونوں

سے [illegible] رہے [illegible] منصور نے ان سے معلوم کرنے میں سارے [illegible] لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔

• منصور نے ان کے والد سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کر دی پھر اس نے ان کے والد پر ان کے لڑکوں کے بارے میں اصرار کیا تو انہوں نے اللہ سے [illegible] اگر وہ میرے قدموں کے نیچے بھی ہوں گے تو میں ان کے بارے میں [illegible] نہ بتاؤں گا۔ منصور نے [illegible] اور ان کے [illegible] مال [illegible] فروخت کرنے کا حکم دیا [illegible] جیل میں [illegible] تین سال [illegible] منصور نے [illegible] حسن کے [illegible] کرنے کا حکم دیا [illegible] منصور نے [illegible] جیل میں [illegible] لڑکوں کو [illegible] کی بہت کوشش کی [illegible] منصور [illegible] لیکن ان کے بارے میں [illegible] کامیاب نہ ہوا کیونکہ [illegible] ان کے خلاف تھا۔

منصور نے [illegible] ایک امیر [illegible] بن [illegible] منصور [illegible] کرنے کی کوشش کی لیکن ان [illegible] مقرر کر دیا۔

منصور [illegible] مختلف [illegible] منصور [illegible] پوچھا [illegible] عبداللہ بن حسن [illegible] ہوا۔

منصور نے [illegible] عبداللہ بن حسن کے لڑکوں کے بارے میں [illegible] ہے۔

ایک [illegible] عبداللہ بن حسن نے [illegible] منصور [illegible] انہوں نے جواب [illegible] منصور [illegible] دی۔

[illegible] آل حسن [illegible] جیل [illegible] عراق [illegible] عبداللہ بن حسن [illegible] محمد بن عبداللہ [illegible] ابراہیم بن عبداللہ بن حسن [illegible] جواب [illegible] تھا۔

منصور نے [illegible] عبداللہ بن حسن نے [illegible] دیا۔

اس کے بعد منصور [illegible] جب منصور [illegible] عبداللہ بن حسن [illegible] منصور [illegible] عبداللہ بن حسن [illegible] منصور [illegible] منصور [illegible]

ہوئے ظلم کا بدلہ ضرور لے گا۔

حسن کے خاندان کے کثیر لوگ جیل ہی میں مر گئے پھر منصور کے ہلاک ہونے کے بعد بقیہ افراد کو جیل سے رہائی ملی۔

ہلاک شدگان میں خود حسن بن عبداللہ بھی تھا بعض کا قول ہے کہ اسے باندھ کر قتل کیا گیا کم افراد ہی جیل سے باہر آئے منصور کی جیل ایسی تھی کہ اس میں قیدیوں کو اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی صرف تلاوت سے انہیں نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا پھر اہل خراسان نے عثمانی کے بارے میں سفارش بھیجی منصور نے اس کا سر قلم کر کے اہل خراسان کے پاس بھیج دیا (اللہ اس کو برا اور عثمانی کا اچھا کرے)

عثمانی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الاموی ابو عبداللہ المدنی حسین و جمیل ہونے کی وجہ سے دیباج سے مشہور تھا اس کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں انہوں نے والد، نافع، خارجہ بن زید، طاؤس، ابی الزناد، زہری، نافع وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک پوری جماعت نے روایت کی نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے عبداللہ بن حسن کے ماں جائے بھائی تھے ان کی صاحبزادی رقیہ ان کے بھتیجے ابراہیم بن عبداللہ کے نکاح میں تھی جو بڑی حسین و جمیل تھی اسی کی وجہ سے ابو جعفر منصور نے اس کے والد کو اسی سال قتل کیا۔ عثمانی کریم، فیاض اور قابل تعریف انسان تھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ سلیمان بن عباس سعدی نے عثمانی کی مدح میں ابی وجزہ سعدی کے اشعار سنائے

(۱) ... خلیفہ اور رسول کے سامنے خالص سفید نوجوان دیکھا۔
(۲) ... ادھر ادھر سے تیرے پاس بزرگی آئی اور وہ بیابانوں کے گھرانے کی جگہ میں ہے۔
(۳) ... بزرگی کیلئے تیرے علاوہ قبیلوں اور شہرستان کی جگہ نہیں۔
(۴) ... وہ تیرے پیچھے سے تلاش کرتے نہیں جائے گی اور تیرا پہلو قبول کرے گی۔

واقعات ۱۴۵ھ

اس سال مدینہ میں محمد بن عبداللہ بن حسن کا خروج کا اور بصرہ میں اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔ ابو جعفر کے آل حسن کو مدینہ کی جیل سے عراق کی جیل میں منتقل کرنے کے بعد محمد نے خروج کیا منصور نے آل حسن کو ایسے خراب مقامات پر قید کیا تھا جہاں ان کو آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی نمازوں کے اوقات صرف اذکار و تلاوت کے ذریعے معلوم ہوتے تھے حسن کے اکثر اکابر جیل ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے محمد مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ اطراف حرم میں سر کے علاوہ پورا چھپ جاتا تھا اس نے اور اس کے بھائی نے ایک وقت مقررہ پر منصور کا وعدہ کر رکھا تھا وہ مدینہ اور ابراہیم بصرہ میں تھا اہل مدینہ اکثر اس کے چھپے ہونے کی خبر دیتے رہتے تھے حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا کیونکہ مسلسل مدینہ کے والی کے تلاش کرنے اور روپوشی کی وجہ سے تنگ آ گیا تھا مجبوراً اس نے اپنے ساتھیوں سے ایک معین رات میں ظہور کا وعدہ کر لیا۔

جب وہ معین رات آئی تو بعض چغلخوروں نے والی مدینہ کو مخبری کر دی وہ گھبرا گیا پھر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس نے مدینہ اور مروان کے گھر کا چکر لگایا، وہ وہیں پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ بنی حسین بن علی کی طرف چلا گیا اس نے انہیں جمع کیا جس میں سادات قریش بھی تھے اس نے انہیں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا اے اہل مدینہ امیر المؤمنین جس شخص کو مشرق و مغرب میں تلاش کر رہا ہے وہ تمہارے درمیان موجود ہے، پھر تم نے بیعت و اطاعت پر اس کی بیعت بھی کی ہے، بخدا اگر کسی کے بارے میں اس کے ساتھ ہونے کا مجھے معلوم ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا حاضرین نے کہا کہ واللہ اس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئیں۔ حسین کی جماعت لاتے ہیں جو آپ کے سامنے جہاد کرے گی پھر وہ لوٹ کر اس کے پاس۔ حسین کی ایک جماعت لائے انہوں نے اس سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی اس نے کہا کہ نہیں مجھے ان سے دھوکہ کا خطرہ ہے اس کے بعد وہ وہاں بیٹھ گیا لوگ اس کے ارد گرد بیٹھ گئے وہ خوف زدہ ہونے کی وجہ سے بہت مروت کر رہا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا پھر ابو تمامہ اتر کر ظاہر ہوا اور چلتے ہوئے اصحاب محمد ظاہر ہوئے تو لوگ گھبرا گئے انہوں نے بنی حسین کے قتل کا ارادہ کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے تو اس کی اطاعت اختیار کر لی اے امیر ابو تمامہ سے اس وجہ سے غافل ہو گیا وہ غفلت سے فائدہ اٹھا کر دروازہ پر آیا

گئے انہوں نے پھر سے بیعت خلافت لے لی۔

محمد بن عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ... ریاح کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے ان کو قتل سے بچا لیا [illegible] سے پہلے [illegible] کا محاصرہ کر لیا تھا کہ اس کو [illegible] کر لیا ... کے کاتب ابن عثمان کو قتل کیا ... محمد بن خالد بن [illegible] (جس نے اس رات [illegible] قسری نے قتل کا مشورہ دیا تھا) بھی اس کے ساتھ جیل میں قید تھا جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں سورۃ فتح کی تلاوت کی اور جب آغاز ہو گیا اسی دن محمد بن عبداللہ نے اہل مدینہ کو خطبہ دیا جس میں بنو عباس کے [illegible] کا ذکر کیا [illegible] انہوں نے میری بیعت کی اس پر تمام اہل مدینہ نے ان کی بیعت کی۔

ابن جریر نے امام مالک کی بابت تحریر کیا کہ انہوں نے محمد کی بیعت خلافت کا فتویٰ دیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ ہم نے منصور کی بیعت کی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ تم سے زبردستی بیعت لی ہوئی ہے اور زبردستی کوئی بیعت نہیں ہوتی چنانچہ امام مالک کے فتویٰ کی وجہ سے لوگوں نے اس کی بیعت کی اور امام مالک نے گھر کو لازم پکڑ لیا اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر نے بیعت کی [illegible] محمد بن عبداللہ نے [illegible] قتل کیا جائے گا ان کی بہن [illegible] نے بیعت نہیں کی محمد نے عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو [illegible] عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو قاضی عثمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو پولیس پر اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ کو اسلحہ خانہ پر [illegible] اور عبداللہ بن جعفر کا لقب [illegible] ہے میں ان کا [illegible] (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اہل مدینہ میں سے ایک شخص مسلسل حالات پر نظر رکھنے کے بعد منصور کے پاس پہنچا [illegible] نے اس بات سے کہا کہ خلیفہ نے اپنے [illegible] اس وقت [illegible] کہا کہ مجھے اس سے [illegible] ہے جس نے خلیفہ [illegible] بات تب اس نے کہا کہ [illegible] مدینہ میں [illegible] خبر سے منصور پر کامل اثر ظاہر نہیں ہوا منصور نے اس سے پوچھا کہ تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ [illegible] منصور نے [illegible] اس کے بعد منصور نے اس شخص کو جیل میں ڈال دیا پھر منصور کے پاس محمد بن عبداللہ [illegible] قتل [illegible] منصور نے اس شخص کو رہا کر دیا اس کے لئے [illegible] جب منصور کو محمد بن عبداللہ کے خروج کا یقین ہو گیا [illegible] نے کہا آپ اطمینان [illegible] حرمین [illegible] کی [illegible] ہے پھر منصور نے [illegible] جیل [illegible] اس کے والد سے ملاقات کرنے اس کے [illegible] کی رائے معلوم کرنی پھر مجھے اس سے مطلع کرنا چنانچہ انہوں نے جیل جا کر اس کے والد سے ملاقات کر کے [illegible] کے خروج سے آگاہ کیا اس نے کہا منصور نے [illegible] ہاشمی کا [illegible] اس کے والد نے کہا کہ منصور کا مال خرچ کرنے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اگر وہ غالب آئے تو [illegible] ختم ہو جائے گا اس نے [illegible] کے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] کہ خلیفہ [illegible] سے جنگ کرنے [illegible] کیا کہ میں [illegible] سے [illegible] پہنچا تو اس سے [illegible]

جس کا مضمون یہ تھا (یہ خط منصور امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کے نام ہے) انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ... الی قولہ ... ان اللہ غفور رحیم میں [illegible] اگر تم توبہ قبول کر لو تو تمہارے لئے اللہ کا عہد و میثاق اس کے رسول [illegible] تمہیں امان حاصل ہوگی [illegible] محمد نے اس کا جواب لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم طسم تلک آیات الکتاب المبین نتلو علیک من نبإ موسی و فرعون بالحق لقوم یؤمنون ان فرعون علا فی الارض و جعل اہلہا شیعا یستضعف طائفۃ منہم یذبح ابناءہم ویستحیی نساءہم انہ کان من المفسدین ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین پھر کہا جس امان کا آپ نے مجھے اعلان کیا ہے میں بھی آپ کے لئے اعلان کرتا ہوں [illegible] تم سے [illegible] حاصل ہوئی ہے کہ حضرت علی [illegible] امام تھے

نیز دوسری زندگی میں تم ان کے کیسے وارث بن گئے؟ اور ان سب سے زیادہ عالی ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہمارے نانا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہماری نانی ہیں ان سب سے افضل ہیں اور ہماری حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری والدہ ہیں۔

ہاشم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو بار ہاشم دیا اس کے لڑکے حسن کو عبدالمطلب نے دو بار ہاشم دیا، حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔ آپ ﷺ نے میرے والد کو دو بار ہاشم دیا میں بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے ارفع اور باپ کے اعتبار سے سب سے خالص ہوں میرے نسب میں عجم اور باندیوں کی آمیزش نہیں ہے میں اس کا لڑکا ہوں جو جنت میں مرتبے کے لحاظ سے ارفع اور اس کا جو جہنم میں کم تر عذاب والا ہو گا میں عقوبت اور عہد کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور اسے پورا کرنے والا ہوں تو عہد کر کے اسے ختم کرنے والا انسان ہے تو نے ابن ہبیرہ اپنے چچا عبداللہ بن علی اور مسلم خراسانی وغیرہ سے عہد کر کے توڑ دیا اگر مجھے تیرے صدق کا یقین ہوتا تو ضرور میں تیری دعوت قبول کر لیتا لیکن مجھ جیسے شخص سے تجھ جیسے شخص کا عہد پورا کرنا بہت دور کی بات ہے والسلام۔

ابوجعفر نے اس کے جواب کا جواب بڑا طویل لکھا جس کا ماحصل یہ ہے: اما بعد تمہارے کلام کے تیر اٹھا کر چلایا جاتا ہے جاہلوں اور بے وقوفوں کو مغرور کرنے کے لیے عورتوں کی قرابت پر فخر کیا ہے حالانکہ اللہ نے عورتوں کو چچوں، آباء، عصبیت اور اولیاء کی طرح نہیں کیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وانذر عشیرتک الاقربین اس وقت آپ ﷺ کے چار چچا تھے دو نے آپ کی دعوت قبول کی ان میں سے ایک ہمارا دادا ہے دو نے قبول نہیں کی ان میں سے ایک تیرا باپ ہے اللہ نے آپ ﷺ سے ان کی رشتہ داری ختم کر دی آپ کے اور ان کے درمیان دوستی ختم ہو گئی ابوطالب کے اسلام نہ لانے کے بارے میں اللہ نے فرمایا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔

تم نے دونوں بیٹوں کے بارے میں فخر کیا ہے حالانکہ شر میں کوئی خیر نہیں ہوتی سو جہنم کے دو بیٹوں پر فخر کرنا مناسب نہیں بنی ہاشم سے حضرت علی [illegible] پر فخر کیا ہے اسی طرح حضرت حسن پر حالانکہ آپ ﷺ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی [illegible] تیرے نسب میں باندیوں کی آمیزش نہیں حالانکہ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم اور علی بن حسین اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد کے نسب میں [illegible] سے حالانکہ یہ سب تجھ سے افضل ہیں رہی یہ بات کہ تم آپ ﷺ کے بیٹے ہیں تو اللہ کا ارشاد ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم اسی طرح [illegible] کے وارث ہونے کا اتفاق ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی میراث سے [illegible] حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الوفات میں تمہارے والد کے بجائے دوسرے کو نماز کا حکم دیا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے کسی کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے برابر خیال نہیں کیا پھر شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ان کے قتل کے بعد بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل کا الزام عائد کیا طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر جنگ کی اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ آئے تمہارے والد نے خلافت کا ان سے مطالبہ کیا اس پر لوگوں نے قتال کیا پھر تحکیم پر اتفاق ہوا لیکن اسے بھی توڑ دیا پھر خلافت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف آئی تو انہوں نے چند کپڑوں اور درہموں کے عوض اسے فروخت کر دیا اور [illegible] حجاز میں قیام کیا پھر خلافت دوسرے کو دے دی اور اپنے رفقاء کو معاویہ اور بنی امیہ کے درمیان چھوڑ دیا اگر خلافت تمہارا حق تھا تو تم نے اسے بیچ دیا ہے اور چند دراہم کے عوض فروخت کر دیا۔

تمہارے چچا حسین رضی اللہ عنہ نے ابن مرجانہ پر خروج کیا تو لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اس کا سر قلم کر کے اس کے سامنے لا رکھا پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دی تمہیں آگ میں جلایا تمہاری عورتوں کو قیدیوں کی طرح سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا اور تمہارا بدلہ لیا اور تمہیں ان کی زمین اور گھروں کا وارث بنایا ہم نے تمہارے اسلاف کی فضیلت بیان کی تو تم نے ہمارے خلاف حجت بنا لیا تم نے خیال کیا کہ ہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر پر ان کے اسلاف کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ [illegible] یہ حضرات [illegible] ان میں کوئی نہیں رہی بلکہ انہوں نے [illegible] بنی امیہ [illegible] لعنت کرتے تھے ہم نے انہیں [illegible] تمہیں معلوم ہے [illegible] جاہلیت میں سقایہ اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہماری عزت تھی آپ ﷺ نے [illegible] اس کا فیصلہ [illegible]۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] میں تمہارے والد کی موجودگی میں [illegible] لوگوں سے [illegible]

آپ ﷺ کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے حقِ وراثت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ملی خلافت ان کی اولاد میں چلی گئی جاہلیت اور اسلام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی وارث و موروث رہے یہ خط بہت طویل ہے جس میں بہت سے مفاخر و خصوصیات کو بھی ذکر ہے ابن جریر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل — اسی دوران محمد بن عبداللہ بن حسن نے اپنی بیعت و خلافت کی دعوت دینے کے لئے شام کی طرف ایلچی بھیجا انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جنگ و قتال سے تنگ آ چکے ہیں اس کے بعد اس نے اس معاملے میں مدینہ کے سرداروں سے مشورہ کیا بعض نے موافقت بعض نے مخالفت کی بعض نے کہا کہ ہم تیری بیعت نہیں کر سکتے کیونکہ تو ایسے ملک میں ہے جس میں دوسروں سے کام لینے کے لئے مال ہی نہیں بعض محمد کے قتل تک گھر میں ہی رہے۔

اس کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو حج پر اور ان شہسواروں کے ساتھ خفیہ صورت میں مکہ کا امیر بنا کر بھیجا مکہ والوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ دو ہزار کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں نکلے حسن بن معاویہ نے ان سے کہا کہ جعفر کی موت کے بعد تم کس کے لئے لڑ رہے ہو اہل مکہ کے سردار سری بن عبداللہ نے کہا اس کا خط ہمارے پاس چار دن میں پہنچتا ہے میں اس کے پاس خط لکھتا ہوں جس کا میں چار روز تک انتظار کروں گا اگر واقعی ابو جعفر کا انتقال ہو گیا ہو گا تو شہر تمہارے حوالے کر دیا جائے گا تمہارے لوگوں اور گھوڑوں کا خرچہ ہمارے ذمہ ہو گا حسن بن معاویہ نے جنگ کے علاوہ دیگر باتوں کا انکار کرتے ہوئے قسم اٹھائی کہ میں صرف رات مکہ میں گزار سکتا ہوں اس نے سری کے پاس ابو رزم کو خونریزی سے بچانے کے لئے حرم سے حل کی طرف نکلنے کا پیغام بھیجا لیکن وہ نہیں نکلا تو اس نے آگے بڑھ کر یکبارگی حملہ کر کے انہیں شکست دے کر سات افراد کو قتل کر دیئے اور مکہ میں داخل ہو گئے صبح کو حسن بن معاویہ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں محمد کی بیعت کی دعوت دی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج — بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ بن حسن منظر عام پر آ گیا اس نے اپنے بھائی محمد کے پاس قاصد بھیجا وہ رات کے وقت اس کے پاس پہنچا اسے بتایا گیا کہ محمد اس وقت مروان کے گھر میں ہے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا محمد نے نکلتے ہوئے کہا اے اللہ اس رات کے وقت نازل ہونے والے مصائب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں وہ باہر نکلے تو قاصد نے اسے اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کی بشارت دی محمد نے یہ اپنے ساتھیوں کو بتائی تو اس کے ساتھی بہت خوش ہوئے نماز مغرب اور نماز فجر کے بعد وہ لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اپنے بھائیوں اہل بصرہ اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لئے دعا کرو اور اللہ سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد مانگو۔

منصور نے خوب دیکھ بھال کر کے اس جرار بہادر جانبازوں (جس میں محمد بن ابی العباس سفاح، جعفر بن حنظلہ البہرانی، حمید بن قحطبہ تھے) کا لشکر تیار کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلے میں بھیجا کیونکہ منصور نے اس معاملے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا انہوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپ اپنے غلاموں میں سے جسے چاہیں منتخب کر کے وادی قریٰ کی طرف بھیج دیں وہ ان کو شام سے آنے والا غلہ روک لیں گے تو محمد اور اس کے ساتھی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ مدینہ میں مال، جوان، گھوڑے اور ہتھیار کچھ بھی نہیں۔

منصور نے لشکر کے ساتھ کثیر بن حصین عبدی کو بھیجا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے ہوئے کہا اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو اپنی تلوار نیام میں بند کر کے لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں اہل مدینہ سے پکڑ لینا وہ تمہیں ان سے واقف کرا دیں گے [illegible] منصور نے قریش و انصار کے بعض لوگوں کو خطوط لکھے تھے جس میں انہیں اطاعت و بیعت کی طرف لوٹنے کی دعوت دی گئی تھی اسے ایک جگہ چھپا کر رکھو پھر یہ خطوط ان تک پہنچا دینا۔

جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے وہ خطوط ایک شخص کو دے دیئے محمد کے محافظوں نے اس شخص کو پکڑ کر اس سے وہ خطوط لے کر محمد کے حوالے کر دیئے جن کی طرف خطوط روانہ کئے گئے تھے انہیں بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی انہیں زدوکوب کیا انہیں وزنی بیڑیاں ڈال کر قید میں بند کر دیا۔

محمد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر عراق جا کر جنگ کی جائے یا مدینہ ہی میں رہیں، دونوں قسم کی رائے آئیں پھر مدینہ میں قیام پر اتفاق ہو گیا کیونکہ احد کے روز باہر نکلنے پر آپ ﷺ کو ندامت ہوئی تھی، اسی طرح آپ علیہ السلام کی اقتدا میں مدینہ کی چاروں طرف خندق کھودنے کا بھی فیصلہ کیا گیا، خندق کھودنے کے دوران آپ ﷺ کی کھودی ہوئی ایک اینٹ باہر نکل آئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوش ہوئے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک دوسرے کو فتح کی خوشخبری دی، محمد سفید جبہ جس کے وسط میں پٹی تھی زیب تن کر کے خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گیا، محمد سفید رو، فربہ، گندمی رنگ اور بڑے سر والا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے مدینہ کے قریب پہنچ کر اعوص مقام پر اترنے کے بعد محمد بن عبداللہ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں جہادی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دے دی ہے جو چاہے اس پر قائم رہے اور جو چاہے توڑ دے، اس کے اس اعلان پر اکثر لوگ اس سے الگ ہو کر اپنے اہل و عیال کو لے کر مدینہ سے [illegible] کرتے ہوئے اعراض کرنے لگے اور پہاڑی چوٹیوں پر چلے گئے، محمد کے ساتھ ایک مختصر سی جماعت رہ گئی، محمد نے انہیں واپس لانے کے لئے ابوالقلمس کو بھیجا لیکن وہ واپس نہیں آئے، پھر محمد نے ایک شخص سے کہا کیا میں تجھے ان واپس نہ آنے والوں کے لئے تلوار اور نیزہ دوں؟ اس نے کہا کہ اگر واقعی تو مجھے تلوار اور نیزہ دے دے تو میں انہیں نیزہ اور تلوار سے مار کر واپس لے آؤں گا، محمد نے [illegible] کے بعد کہا کیا جانتے ہو کہ اہل شام، عراق، خراسان نے میری موافقت میں بیعت کی ہے اگر [illegible] کہا کہ اگر [illegible] بھاگ کی طرف ہوتی رہے تو مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ جبکہ میں [illegible] کے ساتھ یہاں ہوں، یہ عیسیٰ بن موسیٰ اعوص مقام پر اترا ہے۔

پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا تو اس کے مشیر ابن الاصم نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ جب تم ان کا سامنا کرو گے تو تمہارے سواروں کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس چلے جائیں گے، پھر عیسیٰ ابن الاصم کے ساتھ چلا، ابن الاصم نے انہیں مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر سلیمان بن عبدالملک کے حوض کے نزدیک اتارا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ سوار پیادہ دوڑنے والے شخص تک دو یا تین میل کے بعد پہنچ جاتا ہے، یہ واقعہ اسی سال ۱۲ رمضان بروز ہفتہ پیش آیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو مکہ کے راستے میں درخت کے پاس متعین کیا اور ان سے کہا کہ مدینہ سے فرار ہونے والے شخص کے لئے مکہ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں، جب کوئی شخص اس طرف آئے تو تم اس کے اور مکہ کے درمیان حائل ہو جانا، پھر عیسیٰ نے محمد کے پاس خلیفہ کی سمع و اطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا نیز کہا کہ اس صورت میں تمہارے پورے خاندان کے لئے امان کا اعلان ہے، محمد نے ایلچی سے کہا کہ اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا، محمد نے عیسیٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تجھے اللہ کی کتاب اور سنت رسول کی دعوت دیتا ہوں میری مخالفت سے دور رہ کر ورنہ میں تجھے انتہائی عبرتناک طریقے سے قتل کروں گا اگر تو نے مجھے قتل کیا تو گویا تو نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے والے شخص کو قتل کیا، پھر دونوں ایک دوسرے کے پاس تین مرتبہ ایلچی بھیجتے رہے، عیسیٰ نے تینوں روز سلع پہاڑی کے قریب کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مدینہ چھوڑنے والے، گھر میں رہنے والے، ہتھیار پھینکنے والے شخص کے لئے امان کا اعلان ہے، ہم تم سے قتال کرنا نہیں چاہتے ہم صرف محمد کو پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، محمد کے ساتھی عیسیٰ اور اس کی والدہ کو گالیاں دیتے، گالی گلوچ میں اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ ابن رسول اللہ ہے ہم اس کے ساتھ ہیں اس کے کہنے پر ہم قتال کریں گے۔

تیسرے روز عیسیٰ بن موسیٰ بے مثال لشکر، ہتھیاروں، نیزوں کے ساتھ محمد کے مقابلہ میں اترا اس نے پکار کر کہا اے محمد! امیر المومنین نے مجھے تیرے ساتھ جنگ سے منع کیا ہے جب تک میں تجھے اس کی سمع و اطاعت کی دعوت نہ دے دوں، اگر تو نے سمع و اطاعت قبول کر لی تو تجھے امان ہے تیرا قرض ادا کرنے، اموال و اراضی دینے کا وعدہ ہے اگر تو جنگ کے لئے تیار ہو جائے تو میں تجھے ایک سے زائد بار دعوت دے چکا ہوں پھر اس نے محمد کو پکار کر کہا اب میرے پاس تیرے لئے صرف قتال ہے اس وقت گھمسان کی جنگ چھڑ گئی عیسیٰ کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اس کے ہراول دستہ میں حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد بن سفاح، میسرہ پر داؤد بن کرار، ساقہ پر ہیثم بن شعبہ امیر تھے۔ ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی۔

محمد کے ساتھیوں کی تعداد اصحاب بدر والی ۳۱۳ تعداد تھی دونوں فریقوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی محمد نے پیادہ ہو کر [illegible] لشکر کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا پھر سب نے جمع ہو کر ۲۳ یا ۲۴ ذی الحجہ جمعہ کے روز برچھیوں سے حملہ کر کے بے شمار افراد قتل کر دیے امیر مدینہ نماز چھوڑ کر بھاگ گیا حبشیوں کے سردار وثیق، یعقل، رمقہ، حدیا، منقوہ، مسعر، ابوالنار تھے عبداللہ بن ربیع نے واپسی پر فوج جمع کر کے حبشیوں سے مقابلہ کیا انہوں نے دو مرتبہ اسے شکست دے دی بقیع میں اسے بلایا عبداللہ نے اپنی اور اپنے متبعین کی جان بچانے کے لئے ان کی طرف چادر پھینک دی تب جا کر انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑا عبداللہ اور اس کے ساتھی رات بطن نخل میں رہے۔

حبشیوں نے مروان کے گھر میں منصور کے لئے اسٹاک کیے ہوئے کھانے پر حملہ کر دیا منصور نے اس کھانے کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی طرح انہوں نے مدینہ میں فوجیوں کے لئے اسٹاک کیا ہوا آٹا اور ستو بھی لوٹ لیا پھر اس کو ارزاں قیمت پر فروخت کر دیا منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ہوئی اہل مدینہ عار کے خوف سے گھبرا گئے وہ جمع ہو گئے ابن ابی سبرہ نے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں حبشیوں کو منصور کی سمع و اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان لوگوں کے غلاموں کے انجام سے ڈرا دیا پھر غلاموں نے وہ کئے انہیں پر آمادہ کر کے امیر کے پاس جا کر اسے واپس لانے پر اتفاق ہو گیا چنانچہ انہوں نے مذکورہ اشخاص کو قتل کیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سکون کا سانس لیا فتنہ ختم ہو گئے عبداللہ بن ربیع واپس آ گیا وثیق، ابوالنار، یعقل، مسعر کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا بصرہ میں خروج ...... ابراہیم فرار ہو کر بصرہ آ گیا تھا وہ اہل بصرہ میں بنی ضبیعہ کے ہاں حارث بن عیسیٰ کے گھر میں اترا تھا۔ وہاں دن میں نظر نہیں آتا تھا ابراہیم متعدد شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اس نے اس کو اور اس کے بھائیوں نے سخت شدائد کا سامنا کیا تھا منصور بار ان کی ہلاکت کے اسباب جمع ہو گئے تھے یا آخر ۱۴۳ھ میں حجاج کی واپسی کے بعد بصرہ میں ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آخر میں مدینہ میں اپنے بھائی کے خروج کے بعد اسی کے حکم سے ابراہیم بصرہ آیا تھا یہ واقدی کا قول ہے۔

ابراہیم پوشیدہ طور پر لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی دعوت دیتا تھا پھر بھائی کے قتل کے بعد اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابراہیم اپنے بھائی کی حیات میں ہی بصرہ آیا تھا اس وقت اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی جیسا کہ گزر چکا۔ واللہ اعلم۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے بعد یحییٰ بن زیاد بن حسان کے پاس اترا اب تک وہ اسی کے پاس روپوش تھا حتیٰ کہ اسی سال وہ ابو فروہ کے گھر میں ظاہر ہوا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ نے پھر عبداللہ بن سفیان نے پھر عبدالواحد بن زیاد نے پھر عمر بن سلمہ نے پھر عبداللہ بن یحییٰ نے ابراہیم کی بیعت کی پھر انہوں نے دوسرے لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی۔

اس کے بعد ابراہیم وسط بصرہ میں ابی مروان کے گھر میں منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی مختلف جماعتوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی منصور کو اس کی خبر ملی تو اس کے غم میں اضافہ ہو گیا کیونکہ ابراہیم اپنے بھائی کے قتل سے قبل ہی منظر عام پر آ چکا تھا اس لئے کہ اس کے بھائی نے اسے ظہور کے بارے میں لکھا تھا۔

اس نے اس کے حکم سے وفا کرتے ہوئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی بصرہ میں اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اس وقت منصور کی طرف سے بصرہ کا نائب سفیان بن معاویہ تھا وہ در پردہ ابراہیم کا حامی تھا۔ اس کو ابراہیم کی ہر خبر پہنچتی تھی جس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا بلکہ ان کی تکذیب کرتا تھا۔

وہ ابراہیم کی مقبولیت میں اضافہ کا خواہشمند تھا منصور نے دو ہزار شہسوار اور دو ہزار پیادہ خراسانی امیروں کی ماتحتی میں ابراہیم سے بوقت مقابلہ اس کی مدد کے لئے بھیجے۔ منصور بغداد سے کوفہ منتقل ہو گیا منصور کو کسی کی بابت ابراہیم کی حمایت کا شک ہوتا تو وہ راتوں رات اسے قتل کرا دیتا۔ فرافصہ عجلی نے کوفہ پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

دور دور سے لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر ابراہیم کی بیعت کے لئے آتے تھے ان کی گھات میں مسلح افراد بیٹھے ہوتے تھے جو راستہ ہی میں ان کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیتے تھے منصور دوسروں کی عبرت کے لئے انہیں سولی پر لٹکا دیتا تھا۔ منصور نے حرب راوندی کو بلایا کیونکہ اس نے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ خوارج سے قتال کے لئے جزیرہ میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہ اپنی فوج کو لے کر کوفہ کی طرف چلا۔ راستہ میں ابراہیم کے حامیوں کے شہر سے ان کا گزر ہوا تو انہوں نے گزرنے سے منع کر دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ منصور نے ابراہیم سے قتال کے لئے تمہیں بلایا

ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم واپس ہو جاؤ یا ہمیں چھوڑ دو، لیکن ابراہیم کے ساتھیوں نے ان سے قتال کیا انہوں نے ان میں سے پانچ سو افراد کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیئے اس نے کہا یہ پہلی فتح ہے۔

اس سال کے رمضان کے آغاز کی سوموار کی رات ابراہیم چند سواروں کے ساتھ بنی یشکر کے قبرستان گیا اسی رات ابوحماد ابرص دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کے لئے آیا تھا انہوں نے رحبہ میں قیام کیا ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کی سواریوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا یہ ابراہیم کو ملنے والا پہلا مال تھا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اس کا غلبہ ہو گیا اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو نماز فجر پڑھائی تو بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے بصرہ کا نائب سفیان دارالامارۃ میں بند ہو گیا فوج بھی اس کے ساتھ تھی ابراہیم نے ان کا محاصرہ کر لیا سفیان نے ابراہیم سے امان طلب کی اس نے امان دے دی ابراہیم دارالامارۃ میں داخل ہوا تو اس کے لئے چٹائی بچھائی گئی تھی۔ ہوا نے چٹائی کو الٹ پلٹ کر دیا لوگوں نے اس سے برا شگون لیا ابراہیم نے کہا کہ ہم بد شگونی نہیں لیتے وہ اس کے کنارے پر بیٹھ گئے اس نے سفیان کو بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا بیت المال پر جس میں چھ لاکھ درہم تھے قبضہ کر لیا۔

خلیفہ منصور کے چچا سلیمان بن علی کے دو لڑکے جعفر اور محمد بھی بصرہ میں تھے وہ چھ سو سواروں کے ساتھ ابراہیم کے مقابلہ میں آئے ابراہیم نے مضاء بن قاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ بھیجا اس نے انہیں شکست دے دی اور بقیہ کو امان دے دی۔

ابراہیم نے اہل اہواز کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مغیرہ کی ماتحتی میں دو سو سواروں کو اس کے نائب کی طرف بھیجا اس کا نائب محمد بن حصین چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا مغیرہ نے انہیں شکست دے کر ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم نے ایک لشکر فارس کی طرف بھیجا تو اس پر بھی قبضہ کر لیا واسط، مدائن اور سواد کا بھی یہی حال ہوا۔ ابراہیم کی پوزیشن بڑی مستحکم ہو گئی لیکن اس کے بھائی کی موت کی خبر نے اسے بہت شکستہ دل کر دیا تھا اسی حالت میں اس نے نماز عید پڑھائی۔ بعض کا قول ہے کہ غم زدگی میں اس نے اس کے چہرے پر موت کے آثار دیکھے اس نے لوگوں کو محمد کی موت کی خبر دی منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا صبح ہوتے ہی ابراہیم نے نمیلہ کو نائب بنا کر اور اپنے لڑکے حسن کو اس کے پاس چھوڑ کر لشکر میں پڑاؤ کیا۔

جب منصور کو اس کی اور مختلف ممالک میں اس کے لشکر بھیجنے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گیا اس نے اپنے لڑکے مہدی کی امارت میں تیس ہزار فوج مقام رے کی طرف محمد بن اشعث کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج افریقہ بھیجی ہوئی تھی باقی عیسیٰ کے ساتھ حجاز میں تھی منصور کے پاس دو ہزار سوار تھے۔ وہ رات کو بہت آگ جلانے کا حکم دیتا تھا تاکہ دور سے دیکھنے والے کو بہت لشکر معلوم ہو۔ پھر منصور نے عیسیٰ کو خط لکھا جیسے ہی میرا خط تیرے پاس پہنچے فوراً میرے پاس آ جا چنانچہ وہ آ گیا۔ اس نے عیسیٰ کو کہا کہ ابراہیم کی طرف بصرہ جا۔ اس کی کثرت سے نہ ڈر کیونکہ وہ دونوں بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں اپنے ہاتھ کو پھیلا اور جو دو پھر بھروسہ کر میری ہدایت پر عمل کر چنانچہ اس نے منصور کی ہدایت پر عمل کیا منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو چار ہزار لشکر کے ساتھ اہواز بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال دیا اسے تین دن تک مباح کر دیا مغیرہ بصرہ چلا گیا اسی طرح جس علاقہ والوں نے ابراہیم کی بیعت کی تھی ان کی طرف لشکر بھیج کر انہیں دوبارہ منصور کی اطاعت کی طرف لے آئے منصور پہلے کپڑے بدلے بغیر مسلسل پچاس روز تک دن رات مصلے سے الگ نہیں ہوا حتی کہ اللہ نے اسے فتح دے دی۔

منصور سے کہا گیا کہ ان دنوں میں آپ کی عورتوں کی نیت خراب ہو گئی تھی اس نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ یہ عورتوں کے ایام نہیں تھے حتی کہ میں نے ابراہیم کا سر اپنے سامنے یا اپنا سر ابراہیم کے سامنے دیکھا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ منصور کے پاس گیا تو وہ شر و فتن کی کثرت کی وجہ سے مغموم حالت میں تھا وہ مسلسل غموں اور پے در پے ناساز حالات کے باعث گفتگو بھی بہت کم کرتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر مشکل امر کے لئے تیاری کی ہوئی تھی اس وقت بصرہ، اہواز، ارض فارس، مدائن اور ارض سواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے کوفہ میں اس کے ایک لاکھ جوان ان ایام میں تلوار لئے ہوئے ابراہیم سے جنگ کے لئے اس کے حکم کے منتظر تھے اس کے باوجود وہ مصائب سے نبرد آزما تھا اس کے نفس نے اس سے خیانت نہیں کی جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

صمصام کے نفس نے صمصام کو بیدار کر دیا اسے اقدام کرنا اور حملہ کرنا سکھا دیا اور اسے عالی ہمت بادشاہ بنا دیا ابراہیم ایک لاکھ بصری

جانبازوں کے ہمراہ کوفہ گیا۔ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں پندرہ ہزار کا لشکر روانہ کیا اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ تین ہزار جانبازوں کے ساتھ امیر تھا ابراہیم نے باخمری میں پڑاؤ کیا۔ بعض امراء نے اسے مشورہ کے طور پر کہا کہ آپ منصور کے اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر آپ اپنے لشکر کا ایک دستہ اس کے پاس بھیج دیں تو آپ اسے گدی کے بل پکڑ لیں گے کیونکہ اس کے پاس مدافعتی فوج نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ جو لشکر ہمارے سامنے ہے ہم اس کا مقابلہ کریں پھر تو وہ ہماری مٹھی میں ہو گا۔ اس بات نے ان کو پہلی رائے سے پھیر دیا حالانکہ اگر وہ پہلی رائے پر عمل کرتے تو ان کی امارت مکمل ہو جاتی ہے بعض نے کہا کہ اے امیر لشکر کے ارد گرد خندق کھودیئے بعض نے کہا کہ یہ لشکر خندق کا محتاج نہیں ہے ابراہیم نے خندق چھوڑ دی بعض نے مشورہ دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لشکر پر شب خون مارا جائے ابراہیم نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں بعض نے کہا کہ لشکر دستوں کی شکل میں ترتیب دیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا ثابت قدم رہے۔ بعض نے صف بندی کا مشورہ دیا قرآن کی اس آیت کی وجہ سے (بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں) امر اللہ ہی کا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر ابراہیم کا لشکر کوفہ چلا جاتا اور شب خون مارتا یا لشکر دستہ کی ترتیب پر ہوتا تو مشیت الٰہی کے ساتھ ان کی امارت پوری ہو جاتی۔

باخمری میں دونوں لشکروں نے صف بندی کی۔ باخمری کوفہ سے سولہ میل کے فاصلے پر ہے دونوں فریقوں میں گھمسان کا رن پڑا حمید بن قحطبہ نے ہراول سمیت شکست کھائی عیسیٰ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر واپس لوٹ کر حملہ کرنے کی طرف بلاتا رہا۔ لیکن وہ نہیں لوٹے۔ خود عیسیٰ ایک سو جانبازوں کے ساتھ ثابت قدم رہا اسے کہا گیا کہ اپنی جگہ چھوڑ دے ورنہ ابراہیم تجھے قتل کر دے گا اس نے کہا کہ واللہ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا الا یہ کہ قتل کر دیا جاؤں یا فتح ہو جائے۔ منصور کو بعض نجومیوں نے بتا دیا تھا کہ ایک بار لوگ بھاگ کر پھر واپس آ جائیں گے آخر فتح آپ ہی کی ہو گی فرار ہونے والے افراد اس نہر تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ لیکن وہ اس میں گھسنے سے عاجز رہے چنانچہ وہ دوبارہ لوٹ آئے سب سے پہلے حمید بن قحطبہ آیا اس کے ساتھیوں اور ابراہیم کے ساتھیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دونوں فریقوں کے بے شمار افراد مارے گئے بالآخر ابراہیم کا لشکر شکست کھا گیا خود ابراہیم پانچ سو یا چار سو یا ستر افراد کے ہمراہ ثابت قدم رہا پھر عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے ساتھی غالب آ گئے۔

ابراہیم بھی قتل ہو گیا اس کا سر دوسرے مقتولین کے ساتھ قتل کیا حمید مقتولین کے سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لایا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابراہیم کا سر یحییٰ بن کرابشیر کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم کا سر پہنچنے سے پہلے ہی نجومی نے آ کر منصور کو ابراہیم کے قتل کی خوشخبری دی۔ منصور نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ نجومی نے کہا کہ اگر آپ میری تصدیق نہیں کرتے تو مجھے قید کر دیجئے اگر میری بات سچ نہ ہو تو مجھے قتل کر دیجئے اسی دوران بشیر نے ابراہیم کی شکست کی خبر دی اس پر منصور نے معقر بن اوس بن حمار البارقی کا شعر مثال کے طور پر پڑھا۔

اس نے عصا پھینک دیا۔ جدائی ثابت ہو گئی۔ جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ کو آرام ملتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ منصور ابراہیم کے سر کو دیکھ کر رو پڑا حتیٰ کہ منصور کے آنسو ابراہیم کے سر پر پڑے اس نے کہا کہ اللہ مجبور ہو کر میں نے یہ کام کیا ہم دونوں ایک دوسرے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوئے پھر منصور کے حکم سے ابراہیم کا سر بازار میں لٹکا دیا گیا منصور نے نجومی کذاب کو دو ہزار جریب زمین جاگیر میں دی اس کذاب نجومی نے اگر ایک واقعہ میں درست بات کی ہے تو بہت سے واقعوں میں غلط بات بھی کی ہے۔ اس کے کذب پر اس کا کفر دلیل ہے منصور خود بھی اس کذاب نجومی کے ساتھ گمراہی میں مبتلا تھا۔ بادشاہ نجومیوں کی باتوں کے دراصل معتقد ہوتے ہیں۔

منصور کے غلام صالح کا قول ہے کہ ابراہیم کا سر لائے جانے کے بعد منصور نے ایک نشست منعقد کی لوگ آ کر اسے مبارکباد دینے لگے اسے خوش کرنے کے لئے ابراہیم کی برائیاں کر رہے تھے۔ منصور متغیر اللون ہو کر سکوت سے بیٹھا تھا حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ البہرانی داخل ہوا کھڑے ہو کر سلام کرنے کے بعد اس نے کہا اے امیر المومنین! تیرے عم زاد کے بارے میں اللہ تیرا اجر بڑھائے تیرے حق میں اس کی کوتاہی معاف کرے۔ راوی کا قول ہے کہ منصور کا رنگ زرد ہو گیا اس کی طرف متوجہ ہو کر منصور نے کہا کہ اے ابو خالد تمہیں خوش آمدید میرے پاس آ کر بیٹھو جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابو خالد نے درست بات کی ہے اس کے بعد سب آنے والوں نے یہی بات کہی۔

ابو نعیم فضل بن دکین کا قول ہے کہ ابراہیم اسی سال ۲۵ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا۔

خواص کی وفات کا ذکر …… اہل بیت کے خواص میں سے عبداللہ بن حسن اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم اس کا بھائی حسن بن حسن۔ اس کا سگا بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الدیباج (جس کا ذکر ہو چکا) نے اس سال وفات پائی۔ لیکن اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی تابعی ہیں انہوں نے اپنے والد اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (صحابی) وغیرہ سے حدیث روایت کی ان سے سفیان ثوری، الدراوردی، مالک وغیرہ نے روایت کی۔ علی رضی اللہ عنہ کے محبوب۔ بہت بڑے عابد و زاہد انسان تھے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عبداللہ صدوق ثقہ تھے عمر بن عبدالعزیز ان کی آمد پر ان کا اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے۔ سفاح کے پاس جاتے تو وہ بھی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ انہیں ایک لاکھ روپیہ دے۔ منصور نے حاکم بننے کے بعد اس پورے خاندان سے اچھا سلوک نہیں کیا وہ سب دنیا سے رخصت ہو گئے سب اللہ کے یہاں ایک دوسرے سے جا ملے منصور نے پورے خاندان کو بیڑیاں ڈال کر اہانت سے مدینہ سے ہاشمیہ منتقل کیا تاریک و تنگ جیل میں انہیں قید کیا اکثر جیل ہی میں انتقال کر گئے۔ یہ عبداللہ بن حسن پہلا شخص ہے جس نے اپنے لڑکے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ جیل میں عمداً اسے قتل کیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۷۵ سال تھی اس کے حقیقی بھائی حسن بن حسن بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسن کا بھی انتقال ہو گیا اس کی نماز جنازہ اس کے حقیقی بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے پڑھائی پھر اس کے بعد اسے بھی قتل کر کے اس کا سر خراسان لایا گیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس کا لڑکا محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا۔ اس نے اپنے والد نافع سے روایت کی۔ اور عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ سے سجدوں کی ہیئت کے بارے میں روایت کی۔ اس سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی۔ نسائی اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی۔ بخاری کا قول ہے کہ محمد اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اس نے ذکر کیا ہے کہ اس کی والدہ نے چار سال تک اسے حالت حمل میں اسے اٹھائے رکھا۔ محمد دراز قد فربہ گندمی رنگ بلند ہمت عالی سطوت بڑا دلیر انسان تھا۔ ۱۴۵ھ وسط رمضان میں ۴۵ سال کی عمر میں قتل ہوا اس کا سر منصور کے پاس لایا گیا پھر اسے صوبوں میں گشت کرایا گیا۔

اس کے بھائی ابراہیم کا ظہور بصرہ میں مدینہ میں اس کے ظہور کے بعد ہوا۔ اپنے بھائی کے قتل کے بعد اسی سال ذی الحجہ میں ابراہیم کا قتل ہوا کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں۔ ابو داؤد سجستانی نے ابو عوانہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی محمد دونوں خارجی تھے۔ ابو داؤد نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ زیدی رائے ہے۔ علماء اور ائمہ کی ایک جماعت ان کے ظہور پر خوش تھی۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر اور خواص

ایک قول کے مطابق اجلح بن عبداللہ اسماعیل بن ابی خالد اور حبیب بن شہید۔ عبدالملک بن ابی سلیمان عمرو کے غلام عمرہ۔ یحییٰ بن حارث الذماری۔ یحییٰ بن سعید ابو حیان التیمی۔ رؤبہ بن عجاج (عجاج لقب نام ابو الشعثاء عبداللہ بن رؤبہ تھا) ابو محمد التیمی البصری۔ الراجز بن الراجز ہر ایک کے رجز کا دیوان ہے ہر ایک اپنے فن کا بے مثال ماہر ہے اور لغت کا عالم تھا عبداللہ بن مقفع۔ الکاتب المفوہ ان سب حضرات نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن مقفع منصور اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے پھر اس کا کاتب بنا۔ ان کے رسائل اور الفاظ عمدہ ہیں۔ ان پر بے دین ہونے کا الزام تھا یہی کلیلہ اور دمنہ کتاب کے مصنف ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے عربی سے مجوسیہ کی طرف منتقل کیا۔ مہدی کا قول ہے کہ ہر بے دین پر لکھی جانے والی کتاب کا تعلق ابن مقفع، مطیع بن ایاس، یحییٰ بن زیاد سے ہے مورخین کا قول ہے کہ ایک چوتھا شخص بھی ہے جس کا نام جاحظ ہے۔ اس کے باوجود مقفع ماہر فصیح تھا اصمعی کا قول ہے کہ ابن مقفع سے پوچھا گیا کہ آپ نے ادب کس سے سیکھا جواب دیا کہ اپنے نفس سے کیونکہ میں ہر بری بات کو چھوڑ دیتا ہوں اور اچھی بات کو قبول کر لیتا ہوں اس کے عمدہ کلام میں سے میں نے تقادیر کو خوب پایا لیکن روایت کے لئے انہیں ضبط نہیں کیا۔ پھر وہ خشک ہو کر بہہ پڑیں کیونکہ وہ موتیوں کے پرونے کا دھاگہ تو تھی نہیں۔ اس کے علاوہ میں کوئی کلام نہیں بھولا۔

ابن المقفع بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا کیونکہ ابن المقفع سفیان کی والدہ کو گالیاں دیتا تھا اور اسے ابن المغتلمہ پکارتا تھا سفیان کی ناک بڑی تھی۔ ابن المقفع جب سفیان کے پاس جاتا تو دونوں کے لئے کہتا السلام علیکما۔ ایک دن اس نے سفیان سے کہا: مجھے خاموشی پر کبھی ندامت نہیں ہوئی۔ سفیان نے کہا کہ تو نے ٹھیک بات کہی ہے تیرا گونگا پن تیرے لئے بولنے سے بہتر ہے پھر اتفاق سے منصور کسی بات پر ابن المقفع سے ناراض ہوا تو اس نے اپنے نائب سفیان کو ابن المقفع کے قتل کا حکم دیا۔ سفیان نے اسے پکڑ کر اس کے لئے تنور گرم کیا پھر ابن المقفع کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیئے تھے کہ ابن المقفع اپنے اعضاء کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ سفیان نے کسی اور طریقے سے اسے قتل کیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ بعض کی رائے ہے کہ ابن المقفع قفاع کی طرف منسوب ہے جو زنبیل کی طرح کا ایک برتن ہے جو کھجور کی شاخوں کی بنائی جاتی ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ ابن المقفع کا والد جس کا نام داذویہ تھا، حجاج نے خراج پر اسے عامل مقرر کیا تھا۔ اس نے اس میں خیانت کی جس پر اس نے اسے مارا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ اکڑ گئے۔ (واللہ اعلم)

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ نے آل ابی طالب سے جنگ کر کے مدینہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کر دی۔

اسی سال مدینہ کے نائب عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ پر مسلم بن قتیبہ، مصر پر یزید بن حاتم نائب تھے۔

واقعات ۱۴۶ھ

اسی سال مدینۃ السلام بغداد شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اسی سال جعفر بن منصور نے اس میں رہائش اختیار کی اس سے قبل اس کا قیام ہاشمیہ میں تھا جو کوفہ کے قریب ہے۔ منصور نے اس کی تعمیر خروج کے سال شروع کی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۴ھ میں اس کی تعمیر کی ابتداء ہوئی۔ (واللہ اعلم)

اس کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ جب راوندیہ پارٹی نے کوفہ میں حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ان کے شر سے بچا لیا خلیفہ نے ان کا مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیا لیکن پھر بھی کچھ باقی رہ گئے جس کی وجہ سے خلیفہ ان کی طرف سے خوف کے مارے اس میں اطمینان محسوس نہیں کرتا تھا۔ خلیفہ کوئی جگہ تلاش کر کے وہاں نیا شہر تعمیر کرنے کے لئے خود نکلا اور سفر کرتے ہوئے جرجرایا پہنچا لیکن اس کے علاوہ کوئی جگہ اسے پسند نہیں آئی کیونکہ بعد میں وہ اس جگہ پر آیا جہاں بغداد کی اشیاء پہنچتی تھیں اور بصرہ اور واسط سے بھی یہاں کچھ آتا تھا۔ خلیفہ کو یہ جگہ بہت پسند آئی اسی لئے یہیں رک گیا۔

منصور نے مدینۃ السلام کی تعمیر سے قبل یہاں پر چند راتیں گزاریں اس نے غور کیا کہ یہاں پر صبح و شام خوشگوار ہوا چلتی ہے۔ اس نے اس جگہ کو اپنی اور اپنی فوج کی رہائش کے لئے منتخب کیا تو اس جگہ پر نصاریٰ کے عبادت خانوں کے گرجے اور خانقاہیں بھی تھیں ابن جریر نے اس کی تفصیل کے ساتھ پورا قصہ بیان کیا ہے۔

منصور نے اسی وقت اس کی بنیاد ڈالنے کا حکم دے دیا کیونکہ اس کے پاس اطراف سے انجینئر آ گئے تھے پھر منصور نے اس کے سامنے اس کا نقشہ بنایا گیا تو اسے وہ بہت پسند آیا پھر اس نے ہر محلہ کی تعمیر پر ایک امیر مقرر کر دیا اور امام ابو حنیفہ اینٹوں کو گنتے ہوتے تھے۔ سب سے پہلے منصور نے بسم اللہ والحمد للہ ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین پڑھتے ہوئے بنیاد کی اینٹ رکھی۔ پھر کہا کہ اللہ کی برکت سے تعمیر شروع کرو گولائی میں اس کی تعمیر کا حکم دیا اس کی فصیلوں کی موٹائی نیچے سے ۵۰ گز اور اوپر سے ۲۰ گز تھی۔ اس کی فصیل میں اندرونی اور بیرونی آٹھ دروازے تھے۔ لیکن دروازے ایک دوسرے کے بالمقابل ہونے کے بجائے ٹیڑھے تھے۔ اسی وجہ سے بغداد کا نام زوراء بھی رکھا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس جگہ دجلہ کے منحرف ہونے کی وجہ سے اس کا نام زوراء رکھا گیا۔

منصور نے شہر کے وسط میں اپنا دارالامارۃ بنوایا تاکہ لوگ اس کی حد پر برابر ہوں۔ دارالامارۃ کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی بناء پر اور اس سے اس کا قبلہ ٹیڑھا ہو گیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کا قبلہ کسی قدر کج تھا لیکن [illegible] باب بصرہ کی طرف تھوڑا سا پھرنا پڑتا ہے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس کے مقابلہ میں رصافہ کی مسجد ٹھیک ہے کیونکہ وہ محل سے پہلے بنی ہے جب کہ جامع منصور بعد میں بنی ہے اسی وجہ سے اس کا قبلہ [illegible] غلط ہے۔

ابن جریر نے سلیمان بن مجالد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا جس پر منصور نے قسم اٹھائی [illegible] امام صاحب نے [illegible] قسم اٹھائی۔ پھر منصور نے شہر کا معاملہ اور اینٹیں بنانے اور ان کی گنتی [illegible] آپ نے اسے قبول کر لیا یہاں تک کہ ۱۴۶ھ میں آپ نے خندق سے متصل فصیل کی تعمیر [illegible] ابن جریر نے [illegible] سے روایت کی ہے کہ منصور نے امام صاحب کو [illegible] آپ نے انکار کر دیا [illegible] منصور نے [illegible] قسم [illegible] امام صاحب کو ایک قصبہ میں ان کی [illegible] انہوں نے منصور کی قسم پوری کرنے کے لئے [illegible] اس کے بعد امام صاحب کا انتقال ہو گیا۔

خطیب بغدادی نے [illegible] منصور نے [illegible] کا مشورہ لیا تو سب نے انکار کرتے ہوئے کہا [illegible] حضرت علی [illegible] منصور نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے [illegible] منصور نے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک [illegible] تعمیر کیا تھا [illegible] منصور نے [illegible] خطیب [illegible] کے بعض [illegible] نے [illegible] ہے۔

ابن جریر نے [illegible] قول نقل کیا ہے کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ منصور [illegible] ۱۳۵ھ [illegible] خطیب بغدادی کا قول ہے کہ [illegible] یہ بات [illegible] ہے [illegible] (واللہ اعلم)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ [illegible] منصور نے [illegible] منصور نے [illegible] ان کا خیال تھا کہ منصور [illegible]

خطیب کا قول ہے کہ [illegible] بغداد [illegible] منصور [illegible] منصور نے کہا کہ [illegible] ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم [illegible] خطیب نے [illegible] اعتراف کر لیا [illegible]

[illegible] کا قول ہے کہ [illegible]

بغداد [illegible] نے ذکر کیا ہے کہ [illegible] ہے۔

امام احمد کا قول ہے کہ بغداد کی حد مدور حصہ سے باب التبن تک ہے خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اس کے آٹھ دروازوں میں سے ہر دو دروازوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے بعض نے کہا کہ اس سے کم ہے۔

خطیب نے قصر امارۃ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ اس میں ایک سبز گنبد ہے جس کا طول اسی ہاتھ ہے اس کی چوٹی پر گھوڑے کی تصویر بنی ہوئی ہے اس پر ہاتھ میں نیزہ لئے ایک سوار بیٹھا ہے۔ جو جہت اس کے سامنے آئے وہ اسے اس میں گھماتا ہے مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے بادشاہ کو معلوم ہے کہ اس کی طرف روانہ ہونے والے واقعہ کی انشاء اللہ خبر مل جائے گی یہ گنبد عدالت کے محل کے آگے حصے کی نشست گاہ کے اوپر ہے اس کا طول ۲۰ ہاتھ اور عرض ۲۰ ہاتھ ہے یہ گنبد ایک سرد اور برق و باراں والی شب گر پڑا اتفاقاً یعنی ۳۲۹ھ میں جمادی الثانی منگل کی شب۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور کے زمانہ میں بغداد میں دنبہ بکری ایک درہم میں اور ثبت چار درہم میں فروخت ہوتا تھا اور ایک منادی ندا کرتا تھا کہ ہری کا ساٹھ رطل گوشت کے اور رطل گوشت ایک درہم کا۔ ساٹھ رطل کھجور ایک درہم کی۔ سولہ رطل زیتون ایک درہم کا ہے آٹھ رطل گھی دس رطل شہد ایک درہم کا ہے اس قدر ارزانی کی وجہ سے اس کے ساکنین کی تعداد میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ اس کے بازاروں اور گلیوں میں غبار خوب اڑنے لگی حتیٰ کہ ازدحام کی وجہ سے گزرنے والے کے لئے گزرنا مشکل ہو گیا ایک شخص نے بازار میں آنے کے بعد کہا کہ اللہ میں اس جگہ لوگوں کے پیچھے بہت بھاگا ہوں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور ایک روز محل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے تین بار چیخ و پکار سنی اس نے دربان سے اس کی بابت پوچھا اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ گائے اپنے گلے سے بھاگ کر بازاروں میں بھاگ رہی ہے ایک رومی نے کہا کہ آپ جیسا محل آج تک کسی نے نہیں بنوایا لیکن اس میں تین عیب ہیں (۱) پانی اس سے بہت دور (۲) بازار بالکل قریب (۳) سبزہ نہیں حالانکہ انسان کو سبزہ اچھا لگتا ہے منصور نے اسی وقت اس کی توجہ پر عمل کیا پانی قریب آ گیا وہاں پر باغات بنائے گئے بازار کرخ منتقل کر دیئے گئے یعقوب بن سفیان کا قول ہے کہ بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ۱۵۷ھ میں بازار باب الکرخ باب شعیر باب محول کی طرف منتقل ہوا۔ بازاروں کی چالیس ہزار تک توسیع کا حکم دیا۔ دو سال کے بعد منصور نے قصر خلد کی تعمیر شروع کی جو ۱۵۹ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کی تعمیر کا معاملہ ابان بن صدقہ حاجی شخص کے حوالے کیا گیا۔

منصور نے عوام کے لئے جامع مسجد بنوائی تا کہ لوگ جامع منصور کی طرف نہ آئیں۔ بغداد کا دار الخلافہ اس کے بعد تعمیر ہوا جو حسن بن سہل کے لئے تھا اس کے بعد وہ مامون کی زوجہ بوران کی طرف منتقل ہوا پھر اس سے معتضد یا معتمد نے مانگ لیا۔ بوران نے چند دن مہلت مانگی تو اسے مل گئی اس عرصہ میں اس نے اس کی تحسین و تزئین شروع کر دی پھر اس میں رنگا رنگ قالین بچھائے اس میں مختلف قسم کے پردے لگوائے خلافت کے غلام اور باندیوں کے مناسب حال چیزیں تیار کرائیں۔ انہیں مختلف لباس پہنائے خزانوں میں مختلف کھانے پینے کی اشیاء رکھیں بعض کمروں میں اموال اور خزانے رکھے اس کے بعد بوران نے اس کی چابیاں اس کے حوالے کر دیں۔ وہ اس میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں چمک کر رہ گئیں۔ اس میں سکونت اختیار کرنے والا یہ پہلا خلیفہ تھا۔ پھر اس نے اس کی فصیل تعمیر کرائی یہ باتیں خطیب نے بیان کی ہیں۔

مکتفی نے دجلہ کے کنارے تاج بنوایا اس کے اردگرد گنبد نشست گاہیں میدان اور چڑیا گھر بنوایا۔ خطیب نے اس دار الخلافہ کی حالت بیان کی ہے جو مقتدر باللہ کے زمانہ میں تھا نیز اس کے قالین پردے خدام غلام ظاہری جاہ و حشم کے حالات بھی بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس میں دس ہزار خصی سات سو دربان ہزاروں کی تعداد میں غلام تھے ان چیزوں کا ذکر ان کی حکومتوں کے بیان میں آئے گا جو گزر کر ۶۰۰ھ کے بعد خواب کی طرح ہو گئیں۔

خطیب نے مخرم کے دار الملک کا بھی ذکر کیا ہے ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے کہ جن میں جمعہ ہوتا تھا اسی طرح وہاں پر ہونے والے نہروں اور پلوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح منصور کے زمانہ میں اور اس کے زمانہ سے لے کر بعد میں آنے والوں کے زمانہ تک جو چیزیں تھیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک شاعر نے بغداد کے دجلہ کے پلوں کے بارے میں چند اشعار کہے ہیں۔

(۱) ـــــ اس دن جس میں ہم نے دجلہ کے حسن کی یکجا مجلس میں تھوڑی دیر کے لئے عیش پوری کیا۔

(۲) ـــــ زمرد دجلہ جس کی وجہ سے خوش بخت زمانہ کا غلام بن گیا۔

(۳) ـــــ دجلہ سیاہ چادر کی طرح معلوم ہو رہا تھا اور پل اس پر سیاہ دھاریوں کی طرح معلوم ہو رہے تھے۔

دامن سے نشانات مٹانے لگا۔

(۱) مدینے سے دجلہ کا پانی میٹھا اور خوبصورت ہی نکلتا ہے۔
(۲) عراق نے اسے حسن و جمال اور ترقی کا عطیہ بخشا ہے کہ صرف اسی شخص کیلئے لائق ہے۔
(۳) جب اس کے گرد پانی آ گیا تو اسے خوب سرسبز کر دیا گویا ایک بڑی طرح کی [illegible] جنت میں بھیج دیا گیا ہے۔
(۴) یا یہ بھی کہا جاتا ہے جس میں آنسو بہاؤ کیونکہ آنسو ہی کے نیچے پانی ہے۔

مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی داؤد نے کتاب بغداد میں [illegible] ہزار ساٹھ [illegible] بغداد کی [illegible] ہزار مساجد اور حمام [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] بیان آ رہا ہے۔

حافظ ابو بکر بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں علماء اور اعیان کی کثرت، عام و خاص کی تمیز، عراق کی بادشاہی [illegible] ساری دنیا [illegible] کی کثرت [illegible] ان کی [illegible] ہیں، اور [illegible] بیان کیا۔

میں [illegible] نے [illegible] سے [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] بغداد [illegible] اور [illegible] جب [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] آ گئے [illegible] کی [illegible] ہو گئے [illegible] امام محمد بن [illegible] نے آپ [illegible] کا ارشاد نقل کیا ہے کہ [illegible] عراق کے [illegible] شام نہ چلے جائیں [illegible] کے [illegible] عراق آ جائیں۔

بغداد کی تعمیر کے بارے میں اردو ہونے والے اخبار و آثار: بغداد کے بارے میں چار لغتیں ہیں (۱) بغداد (۲) بغداذ [illegible] کے [illegible] (۳) بغدان [illegible] (۴) مغدان [illegible] اور [illegible] ان کے ساتھ [illegible] بعض کا قول ہے کہ یہ [illegible] ایک شخص کا نام ہے [illegible] بعض کا قول ہے کہ [illegible] شیطان [illegible] سے مشتق ہے [illegible] جیسے عبداللہ بن مبارک اور اصمعی نے [illegible] کا [illegible] ابو جعفر منصور نے اس کا نام مدینۃ السلام رکھا [illegible] نے بغداد کا [illegible] رکھا۔

خطیب بغدادی نے حضرت علی سے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دجلہ، دجیل، قطربل اور صراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا [illegible] اس کے بادشاہ ظالم ہوں گے [illegible] زمین میں [illegible] تیزی کے ساتھ زمین میں دھنس جائے گا۔ خطیب کا قول ہے کہ اس نے سفیان ثوری کے [illegible] عمار الدہنی نے روایت کیا ہے [illegible] سیف [illegible] دونوں ضعیف ہیں [illegible] ابو [illegible] سفیان ثوری [illegible] کے ساتھ

روایت کیا ہے انہوں نے یحییٰ بن معین عن ابی بکر عن عمار بن سیف عن ثوری عن عاصم عن ابی عثمان عن ابی جریر عن [illegible] اور یحییٰ نے کہا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ کئی ثقہ شخص نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ خطیب نے تمام طرق سے اسے معلل قرار دیا ہے اور اسے یحییٰ بن سفیان بن قیس نے مسلم بن [illegible] عن حذیفہ مرفوعاً روایت کیا ہے یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی سند کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ خطیب نے تمام طرق واسانید والفاظ کے ساتھ اسے بیان کیا ہے ان میں سے ہر ایک میں جو قبل ازیں روایت میں گزر چکا ہے کمی کی وجہ سے اس کے پانی [illegible] واضح کیا جا چکا ہے۔

بغداد کے باشندوں اور اس کے بارے میں آئمہ کے اقوال: یونس بن عبدالاعلیٰ صدفی کا قول ہے کہ مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے دنیا نہیں دیکھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں جس شہر میں بھی گیا ہوں اسے سفر شمار کرتا رہا ہوں جب بغداد جاتا ہوں تو اسے وطن شمار کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ دنیا جنگل اور بغداد اس کی آبادی ہے۔ ابن علیہ کا قول ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ [illegible] کوئی نہیں دیکھا۔ ابن مجاہد کا قول ہے کہ میں نے ابو عمرو بن علاء کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو بغداد میں جو سنت پر قائم رہا اور مر گیا وہ ایک جنت سے دوسری جنت کی طرف منتقل ہو گیا۔ ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ اسلام بغداد میں ہے اور یہ ایک [illegible] ہے جو لوگوں کا شکار کرتا ہے جس نے بغداد نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی۔

ابو معاویہ کا قول ہے کہ بغداد دنیا و آخرت کا گھر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ [illegible] اسلام کی عظمت [illegible] اور ایک بغداد [illegible] ہے بعض کا قول ہے کہ بغداد [illegible] ابن سلام کے [illegible] میں سے ہے۔

بعض کا قول ہے کہ [illegible] میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی [illegible] ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ میں نے بغداد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو خواب میں کسی نے مجھ سے کہا کیا تو ایسے شہر کو چھوڑتا ہے جس میں بہت سے اللہ کے ولی رہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے بغداد آئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو الٹ دو اس کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے تو دوسرے نے کہا کہ تم ایسے شہر کو کیسے الٹو گے جس میں ہر رات پانچ ہزار قرآن ختم کئے جاتے ہیں۔

ابو مسہر نے سعید بن عبدالعزیز بن سلیمان کا قول نقل کیا ہے کہ جب آدمی کا علم حجازی ہو اور اخلاق عراقی اور اطاعت شامی ہو تو وہ شخص کامل ایمان والا ہے۔ [illegible] نے کہا [illegible] بغداد [illegible] تو انہوں نے یہ اشعار سنائے

(۱) بغداد [illegible] ہے۔

(۲) وہاں [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ہیں۔

[illegible] خطیب کا قول ہے [illegible] طاہر بن مظفر [illegible] کے اشعار [illegible] پڑھے

(۱) [illegible] بغداد [illegible] ہیں۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) اس کے ایک جانب سے دوسری جانب نالیوں کے ذریعے لے جانے سے پانی شہر کی گلیوں سے گزرتا ہے۔

(۵) اس کی گلیاں سیدھی اور کشادہ ہیں جن کا پانی نالیوں کی طرح ان کے گرد بہتا اور محفوظ رہتا ہے۔

خطیب نے اس سلسلہ میں بہت سے اشعار بیان کیے ہیں ہم نے بخوف طوالت انھیں بیان نہیں کیا۔ شہر کی تعمیر ۱۴۶ھ یا ۱۴۹ھ میں مکمل ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کی خندق اور فصیل ۱۵۰ھ میں مکمل ہوئی۔ منصور اس میں منتقل ہو گیا اور قصر الذہب سے آگے اس نے تعمیر نہیں کی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس کی موت جلد آنے والی ہے۔ پانی کے بہاؤ نے اس کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل منصور کا انتقال ہو گیا اور اس کا کام بہت عرصہ بعد تک رہا ہے۔

اسی سال منصور نے سلم بن قتیبہ الباہلی کو بصرہ کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سلیمان بن علی کو امیر بنایا کیونکہ سلم نے ابراہیم کے ساتھیوں کے گھروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل منصور نے اس سے طلب کی۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان امیر بنا۔ اس سال منصور نے مدینہ کی امارت سے عبداللہ بن ربیع کو معزول کر کے جعفر بن سلیمان کو امیر بنایا اور مکہ کی امارت سے سری بن عبداللہ کو معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو امیر بنایا۔ ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس سال روم کے ساتھ جنگ جاری رہی اور جعفر بن حنظلہ بہرانی نے جنگ کی۔

علماء میں سے اس سال اشعث بن عبدالملک، ہشام بن حسان صاحب الحسن، ہشام بن عروہ اور ابن ابی عروبہ نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۷ھ

اس سال استرخان خوارزمی نے ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ارمینیہ پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے تفلیس میں داخل ہو کر وہاں قتل عام کیا اور بہت سے مسلمانوں اور ذمیوں کو قیدی بنا لیا۔

اس سال منصور نے حرب بن عبداللہ راوندی کو جو موصل میں تھا ان کی طرف بھیجا۔ جبریل بن یحییٰ بھی ساتھ تھا۔ ترکوں نے ان کو شکست دی اور حرب قتل ہو گیا۔ اس سال منصور کا چچا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس فوت ہو گیا جس نے شام میں منصور کے خلاف بغاوت کی تھی اور منصور نے ابو مسلم کو اس کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ عبداللہ وہاں سے بھاگ کر اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا اور ایک مدت تک اس کے پاس روپوش رہا۔ پھر منصور نے اس کا پتہ لگا کر اسے بلا لیا۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ عیسیٰ نے اسے اپنے ہاں چھپا لیا اور اس کو قتل نہ کیا۔ پھر منصور نے عیسیٰ کی ولی عہدی سے متعلق اس سے بات کی تو اس نے انکار کر دیا۔ منصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے حوالے کر دیا۔ منصور نے عیسیٰ سے کہا کہ میرے بعد تم امیر ہو گے لیکن مہدی تم سے آگے ہو گا، پس تم اس کی بیعت کر لو۔

پھر منصور نے عیسیٰ سے اس کے چچا عبداللہ بن علی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں نے اسے آپ کے حکم سے قتل کر دیا ہے۔ جب منصور نے اس سے کہا کہ تو نے اس معاملے میں اپنی مرضی سے کام لیا ہے۔ پس اس نے کہا کہ آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس نے کہا میں نے تجھے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا، تو اپنے چچا کو ہمارے پاس لے آ۔ کیونکہ تیرے قتل کا حکم ہمارے ہاتھ میں ہے اور تجھے اس کے قتل کا قصاص دینا ہے۔ منصور نے چاہا کہ وہ اس پر قصاص لے لے تو اس نے اسے حاضر کر دیا اور وہ زندہ تھا۔

پھر منصور نے عیسیٰ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اس کو قتل کرنے کا مطالبہ کرنے والے تمہارے چچا ہی تھے۔ آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا اور میں نے اسے قتل نہیں کیا تاکہ وہ اس بات کا ثبوت بنے جو آپ نے عبداللہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ منصور نے اس کا اقرار کیا اور عیسیٰ کو اس کے قتل کے بدلے اس کا قصاص لینے کا حکم دیا۔ جب وہ اسے لے کر گئے تو عیسیٰ نے اسے بچا لیا۔

خلیفہ کے پاس لے چلو جب وہ اس کو منصور کے پاس لے کر پہنچے تو اس نے منصور سے کہا کہ تیرا چچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا۔

منصور نے کہا اسے حاضر کرو چنانچہ حاضر کیا گیا تو وہ منصور کے پاؤں پڑ گیا منصور نے نمک پر کھڑی ہوئی دیواروں والے گھر میں اسے قید کر دیا پھر رات کو اس میں پانی چھوڑنے کا حکم دیا گیا جس کی وجہ سے گھر منہدم ہو گیا اور وہ مر گیا۔

منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی ختم کر کے اپنے لڑکے مہدی کو اس پر مقدم کیا۔ منصور اسے عیسیٰ سے اوپر دائیں جانب بٹھاتا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا تھا اجازت مشورہ آنے میں اس کی اہانت کرتا تھا پھر مسلسل منصور عیسیٰ کو ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا حتیٰ کہ از خود اس نے محمد بن منصور کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے عوض منصور نے اسے بارہ کروڑ روپے دیے۔ عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کی اولاد کا معاملہ منصور سے ٹھیک ہو گیا اب منصور اس کی طرف توجہ دینے لگا تھا اس سے قبل مہدی کی خلافت کے بارے میں دونوں کے درمیان خوب مراسلت ہوئی تھی نیز یہ کہ عام لوگ امراء خواص مہدی کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ منصور اس کوشش میں لگا رہا حتیٰ کہ مجبوراً عیسیٰ نے اس کی بیعت کی منصور نے اس کے عوض وہ کچھ دیا جس کا بیان ہو چکا۔ چاروں اطراف میں مہدی کی بیعت مکمل کی گئی منصور خوب خوش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کی اولاد میں خلافت چلی آ رہی ہے بنی عباس کا ہر خلیفہ اس کی اولاد سے ہوتا ہے (یہ عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہے) اس سال عبیداللہ بن عمر عمری ہاشم بن ہاشم (حسن البصری کے ساتھی) اور ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۸ھ

گزشتہ سال بلاد تفلیس میں فساد برپا کرنے والے ترکوں کے مقابلہ میں اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو بھیجا لیکن وہ سب اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے تھے اس وجہ سے کوئی بھی نہیں ملا۔

اسی سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔

اسی زمانہ میں جعفر بن محمد الصادق (جن کی طرف غلط طور پر کتاب اختلاج الاعضاء کی نسبت کی گئی ہے) نے وفات پائی۔

سال رواں کے ربیع الاول میں مشائخ حدیث میں سے سلیمان بن مہران الاعمش نے وفات پائی عمرو بن حارث عوام بن حوشب الزبیدی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور محمد بن عجلان نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۳۹ھ

اسی سال منصور بغداد کی فصیل اور اس کی خندق سے فارغ ہوا اسی سال عباس بن محمد نے حسین بن قحطبہ محمد بن اشعث کے ساتھ بلاد روم جا کر موسم گرما کی جنگ لڑی۔ محمد بن اشعث راستہ ہی میں فوت ہو گیا۔ اسی برس محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ منصور نے اپنے چچا عبدالصمد کی جگہ اسے مکہ اور حجاز کا والی مقرر کیا۔

اس سال بھی شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔

یزید بن ابی زیاد حسن بن حسین [illegible] مثنیٰ بن صباح عیسیٰ بن عمرو اور ابو عمرو ثقفی البصری النحوی سیبویہ کے شیخ نے اسی سال وفات پائی عیسیٰ بن عمرو کے بارے میں مشہور ہے کہ خالد بن ولید کے غلام تھے ثقیف میں اترنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ عیسیٰ بن عمرو لغت نحو قراءت [illegible] عبداللہ بن [illegible] الحسین، عبداللہ بن ابی اسحاق نے نحو لغت قراءت میں شمار ہوتے تھے۔ حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے انہوں نے سماع کیا خلیل بن احمد اصمعی اور سیبویہ جیسے حضرات ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیبویہ نے ان کی صحبت میں رہ کر خوب استفادہ کیا ان کی کتاب الجامع میں اضافہ اور تسہیل کی وہی کتاب آج کتاب سیبویہ سے مشہور ہے دراصل وہ ان کے شیخ کی کتاب ہے۔ سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھی وہ اس کے متعلق اپنے شیخ سے پوچھتے تھے۔ خلیل نے بھی ان سے عیسیٰ بن عمرو کی تصانیف کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن عمرو

نے ستر سے زائد کتابیں جمع کی تھیں ایک کتاب الاکمال کے علاوہ وہ سب ضائع ہو گئیں عیسیٰ ارض فارس میں آخر تک اسی میں مشغول رہے میں بھی آپ سے اس کے مشکل مقامات کے متعلق پوچھتا ہوں۔ خلیل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱) عیسیٰ بن عمر کے زندہ رکھنے کے علاوہ ساری نحو ضائع ہو گئی۔
(۲) اس میں اکمال تھا اس میں جامعیت ہے وہ دونوں لوگوں کے لئے شمس و قمر کی طرح ہیں۔

بعض مقامات میں عیسیٰ نے بہت پیچیدگی اور گہرائی اختیار کی ہے جوہری نے صحاح میں ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ ایک روز گدھے سے گر پڑے لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ مجنوں پر جمع ہونے کی طرح تم مجھ پر کیوں جمع ہو گئے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔

بعض نے کہا کہ ضیق نفس کی وجہ سے عیسیٰ گر پڑے لوگوں نے سمجھا کہ مرگی کی وجہ سے گر پڑے ہیں اس لئے انہوں نے جمع ہو کر ان کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی ہوش میں آنے کے بعد عیسیٰ نے وہی کچھ کہا جو گزر چکا بعض نے کہا کہ وہ فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عیسیٰ بن عمرو اور ابی عمرو بن علاء کی آپس میں بہت دوستی تھی ایک روز عیسیٰ بن عمرو نے بن علاء کے سامنے معد بن عدنان سے بڑا فصیح ہونے کا دعویٰ کیا ابی عمرو نے عیسیٰ سے اس شعر کے متعلق پوچھا

ترجمہ ..... وہ عورتیں شرم کی وجہ سے اپنے چہرے چھپاتی تھیں آج انہوں نے دیکھنے والوں کے لئے وہ کھول دی۔

اس شعر میں ایک لفظ بدان کے بارے میں ابی عمرو نے عیسیٰ سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ بدین ہے یا بدان ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بدین ہے ابی عمرو نے کہا کہ آپ نے غلط کہا اگر آپ بدان کہتے تو پھر بھی غلط ہوتا ابو عمرو نے صرف ان کی تغلیط کا ارادہ کیا حقیقت میں یہ لفظ بدا یبدو سے نہیں ہے اس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بدء یبدأ سے مشتق ہے جس کے معنی پہل کرنے کے ہیں۔

واقعات ۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے استاذ سیس نے بلاد خراسان میں خروج کر کے اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا وہاں سے تین ہزار کی تعداد بھی اس کے ساتھ مل گئی بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا۔ وہاں پر موجود فوجیوں کو شکست دے دی اور متعدد لوگوں کو قیدی بنا لیا ان کی وجہ سے وہاں پر فساد کی حکومت قائم ہو گئی ان کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی۔

منصور نے خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کے لئے افواج مہیا کر کے ان علاقوں کی جنگ کا امیر مقرر کر دے مہدی نے بڑی جرأت سے کام لیتے ہوئے خازم کو افواج اور ان علاقوں کا امیر بنا دیا چالیس ہزار فوج کے ہمراہ اسے رخصت کیا چنانچہ خازم نے دشمنوں کا رخ کیا وہ مسلسل دشمن کے معاملے میں فریب دہی سے کام لیتا رہا حتیٰ کہ اچانک جنگ شروع کر کے شمشیر اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس نے دشمن کے ستر ہزار افراد کو قتل کر دیئے چودہ ہزار قیدی بنا لئے۔ استاذ سیس فرار ہو کر پہاڑ میں محفوظ ہو گیا۔ خازم نے پہاڑ کے دامن میں تمام گرفتار شدگان کو قتل کر دیا۔ اس نے مسلسل استاذ سیس کا محاصرہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ خازم ایک امیر کے فیصلہ پر رضامند ہو گیا کہ استاذ سیس اور اس کے اہل خانہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ جو تیس ہزار کا لشکر ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ خازم نے اس پر عمل کیا۔ استاذ سیس کے تمام ساتھیوں کو دو دو کپڑے دیئے فتح کا پیغام مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے اپنے والد منصور کے پاس بھیج دیا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کو امیر بنا دیا اس سال خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی برس جعفر بن امیر المومنین منصور نے وفات پائی پہلے اسے بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا بعد ازاں دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

سال رواں ہی میں حجاز کے آئمہ میں سے عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے وفات پائی ان کی بابت مشہور ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے سنن جمع کیں عثمان بن اسود عمر بن محمد بن زید اور امام ابو حنیفہ نے بھی اسی سال وفات پائی۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات ...... آپ کا نام نعمان بن ثابت التیمی ہے۔ عراق کے فقیہ، آئمہ اسلام سادات اعلام ارکان علماء اور آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کی زیارت کی۔ بعض کا قول ہے کہ صحابہ سے آپ نے حدیث روایت کی واللہ اعلم۔

امام ابوحنیفہ نے تابعین کی ایک جماعت حکم، حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن کہیل، عامر شعبی، عکرمہ، عطا، قتادہ، زہری، ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری، اور ابو اسحاق سبیعی سے روایت کی، پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے حماد، ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، اسد بن عمرو قاضی، حسن بن زیاد لولوی، حمزہ زیات، داؤد طائی، زفر، عبدالرزاق، ابونعیم، محمد بن حسن شیبانی، ہشیم، وکیع، ابویوسف قاضی تھے) نے روایت کی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ صدوقین میں سے تھے ان سے ابن ہبیرہ نے قضا قبول نہ کرنے پر انہیں سزا تک بھی دی پھر بھی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن سعید فتاویٰ میں امام ابوحنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے امام صاحب سے احسن رائے والا کسی کو نہیں دیکھا ہم نے ان کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے اگر وہ آپ کے سامنے اس پہاڑ کے بارے میں سونا ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اسے دلیل سے ثابت کر دے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ، تاریخ میں محمد بن اسحاق، حدیث میں امام مالک، تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے محتاج ہیں۔

عبداللہ بن داؤد حربی کا قول ہے کہ لوگوں کو امام صاحب کے حفظ فقہ اور سنن کی وجہ سے نماز میں ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے ابونعیم کا قول ہے کہ ابوحنیفہ مسائل کی گہرائی تک پہنچنے والے تھے۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے کہ ابوحنیفہ زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

خطیب نے سند اسد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب رات میں تہجد اور تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے خوف خدا کی وجہ سے رات کو اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر رحم آتا تھا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی وفات کی جگہ پر ستر ہزار قرآن ختم کئے ان کی وفات ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ یا ۱۵۳ھ میں ہوئی اول قول صحیح ہے ان کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی گویا کل عمر ستر سال ہوئی اژدہام کی وجہ سے چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی آپ کی قبر عراق ہی میں ہے (اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۵۱ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ کی امارت سے معزول کر کے ہشام بن عمرو بن تغلبی کو امیر مقرر کیا کیونکہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں ظہور کے بعد اپنے لڑکے عبداللہ کو ایک جماعت کے ہمراہ سندھ بھیجا اور اصیل گھوڑے دے کر عمر بن حفص کے پاس بھیجا۔ عمر نے وہ تحفے قبول کر لیں، پھر عبداللہ نے عمر کو خفیہ طور پر اپنے والد کی بیعت کی دعوت دی، عمر نے اس کی دعوت قبول کر لی انہوں نے سفید لباس پہن لیا محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل کی خبر آنے کے بعد عمر بن حفص عبداللہ بن محمد سے معذرت کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ مجھے تو خود اپنی جان کا خوف ہے۔ عمر نے کہا کہ میں تجھے [illegible] تعظیم کرتے [illegible] [illegible] عبداللہ [illegible] [illegible]

منصور نے [illegible] عمر بن حفص [illegible] ایک امیر نے کہا کہ مجھے منصور کے پاس بھیج دو [illegible] اور تمہارے امراء کے لئے فدیہ بن جاؤں گا۔ [illegible] منصور

پاس بھیج دیا گیا۔ جب وہ منصور کے سامنے آیا تو منصور نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ عمر بن حفص کو ان کے بدلے سندھ کی نیابت سے معزول کر کے اس کے عوض اسے افریقہ کا امیر بنا دیا اور جب منصور نے ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسے عبداللہ بن محمد کی تلاش کا حکم دیا۔ ہشام نے اس میں سستی دکھائی منصور نے دوبارہ اسے اس معاملہ میں تاکیدی پیغام بھیجا پھر اتفاقاً ہشام کے بھائی سفیح کی کسی عبداللہ سے ملاقات ہوگئی تو ان کی آپس میں جنگ ہوگئی۔ سفیح نے تمام ہمراہیوں سمیت عبداللہ کو قتل کر دیا لیکن عبداللہ کے قتل ہونے کی جگہ اسے معلوم نہ ہوسکی۔

ہشام بن عمرو نے عبداللہ کے قتل کی خوشخبری منصور کے پاس بھیج دی، منصور نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جس بادشاہ نے عبداللہ کو پناہ دی تھی اس سے قتال کرنے کے متعلق منصور نے ہشام کو خط لکھا۔ عبداللہ نے وہاں پر ایک لونڈی کو اپنی بیوی بنایا تھا اس سے ایک لڑکا محمد نامی پیدا ہوا جب قتال ہوا تو وہ غائب ہو گیا تو [illegible] اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ہشام نے اس بادشاہ سے قتال کر کے اسے شکست دی۔ [illegible] اور بعض کنیزیں بھی تھیں جن میں یہ لڑکا بھی تھا بادشاہ منصور کے پاس بھیج دیا منصور بہت خوش ہوا اس لڑکے کو مدینہ بھیج دیا [illegible] اس کے نسب کی تحقیق تاکید سے [illegible] اس لڑکے کو اس کے اہل کے پاس بھیج دیا گیا کہ اس کا نسب محفوظ رہے جس کی بنا پر یہ لڑکا ابوالحسن بن اشتر کے نام سے مشہور ہوا۔

اسی سال مہدی بن منصور خراسان سے اپنے والد کے پاس آیا منصور کے تمام امراء اور معززین نے عراق سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اس کے بعد تمام شہروں کے نائبین منصور کو فتح کی مبارکباد دینے کے لئے عراق آئے اور بے شمار تحفے تحائف دئے۔

رصافہ کی تعمیر ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال مہدی کے خراسان سے واپس آنے کے بعد منصور نے اپنے لڑکے مہدی کے لئے رصافہ کی تعمیر شروع کی۔ رصافہ مشرقی بغداد کی طرف تھا۔ منصور نے اس کے لئے خندق اور فصیل بنوائی۔ میدان اور باغات تیار کرائے اور مہدی نے اس میں پانی کا انتظام کیا۔

اسی سال منصور نے اپنے بعد مہدی اور مہدی کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لئے تجدید بیعت کی۔ امراء اور خواص نے آ کر سب کی بیعت کی۔ منصور نے مہدی کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھوا۔ واقدی کا قول ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو سجستان کا امیر بنا دیا۔

اسی سال مکہ اور طائف پر حسن بن زید، کوفہ پر محمد بن سلیمان، بصرہ پر جابر بن زید کلابی، مصر پر یزید بن حاتم، خراسان پر حمید بن قحطبہ اور سجستان پر معن بن زائدہ حسب سابق حاکم تھے۔

اس سال مشہور لوگوں کی جماعت عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد، حنظلہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن عون بن ارطبان، مغازی کے مصنف محمد بن اسحاق بن یسار نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۲ھ

اسی سال منصور نے یزید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سعید کو اس کی جگہ حاکم بنا دیا اور یزید کو افریقہ کا نائب بنا دیا کیونکہ منصور کو پتہ چلا تھا کہ [illegible] جب وہ اس کے سامنے آیا تو اسے قتل کرا دیا۔ جابر بن زید کلابی کو بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے یزید بن منصور کو نائب بنا دیا۔

اسی سال خوارج نے سجستان کے امیر معن بن زائدہ کو قتل کر دیا اور عباد بن منصور، یونس بن یزید ایلی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۳ھ

اسی سال منصور نے ناراض ہو کر ابو ایوب موریانی اور اس کے بھائی خالد اور اس کے بھتیجے سعید، مسعود، مخلد اور محمد کو جیل میں ڈال کر ان سے کچھ مال کا مطالبہ کیا۔ ابن عساکر نے جعفر منصور کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ جوانی میں موصل پہنچا تھا جعفر مفلس تھا اس کے پاس کچھ نہ تھا بعض

ملاحوں کے پاس اس نے مزدوری کر کے کچھ رقم کما کر کسی عورت سے شادی کر لی پھر اس عورت سے وعدہ کرنے لگا کہ اس کا تعلق بڑے گھرانے سے ہے عنقریب اسے حکومت ملنے والی ہے اتفاق کی بات کہ عورت کو حمل ٹھہر گیا پھر بنو امیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ اس عورت کو حاملہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ابوجعفر ایک رقعہ لکھ کر وہاں چھوڑ گیا اس میں لکھا تھا کہ میرا نسب عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے یہ بھی لکھا کہ اس خط کے ملنے کے بعد میرے پاس آ جانا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر لڑکا ہو تو اس کا نام جعفر رکھنا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام جعفر رکھا لڑکے کو پروان چڑھایا اس نے کتابت سیکھی ادب و عربیت میں شاندار مہارت حاصل کی اس کے بعد حالات بدل گئے حکومت بنی عباس کو مل گئی عورت نے سفاح سے سوال کیا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور کھڑا ہوا بچہ بغداد آ گیا وہاں کاتبوں کے ساتھ مل گیا۔

منصور کے انشاء کے دیوان کا افسر ابوایوب المروزی اس سے محبت کرنے لگا پھر وہ بچہ اس کا خاص بن گیا اس نے اسے دوسروں پر ترجیح دی۔ اتفاقاً ایک روز وہ اس کے ساتھ خلیفہ کے پاس آیا خلیفہ نے اسے غور سے دیکھا پھر ایک روز خلیفہ نے غلام کے ذریعے کاتب کو بلایا وہ بچہ بھی اس کے ساتھ آیا اس نے منصور کے خط لکھنا شروع کئے خلیفہ ٹکٹکی باندھ کر اس بچہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے بچے سے نام پوچھا تو اس نے جعفر بتایا۔ اس نے اس کے والد کے بارے میں پوچھا بچہ خاموش ہو گیا خلیفہ نے خاموشی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے نسب میں کچھ باتیں ہیں خلیفہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اس کی والدہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے والدہ کے بارے میں بتا دیا پھر خلیفہ نے موصل شہر کے حالات پوچھے تو اس نے حالات بتا دیئے غلام بڑا حیران تھا بالآخر خلیفہ نے کھڑے ہو کر اسے اپنی گود میں لے لیا اور کہا کہ تو میرا لڑکا ہے اس نے بچے کو قیمتی ہار اور وافر مال دیا اس کی والدہ کے نام ایک خط بھی دیا جس میں اس نے اس کو حقیقت حال اور بچہ کا حال لکھا تھا یہ چیزیں لے کر خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

جب وہ بچہ ابوایوب کے پاس آیا تو اس نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ آج کچھ زیادہ ہی خطوط لکھنے کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ پھر دونوں نے آپس میں کچھ گفتگو کی پھر بچہ اس سے ناراض ہو کر اس سے جدا ہو گیا پھر اس نے موصل جانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر لیا تا کہ اپنی والدہ کو حقیقت حال بتا کر اپنے والد کے پاس لے آئے اس نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ ابوایوب نے اس کے متعلق پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر گیا ہے ابو ایوب کو شک ہو گیا کہ وہ اس کا کوئی راز خلیفہ کو بتا کر فرار ہو گیا ہے۔ ابوایوب نے اس کے پیچھے ایلچی روانہ کیا کہ جہاں بھی ملے اسے واپس لے آنا چنانچہ ایلچی اس کی تلاش میں نکلا ایک جگہ دونوں کی ملاقات ہو گئی ایلچی نے اس کا گلا گھونٹ کر کنویں میں پھینک دیا جو اس کے پاس تھا وہ لے کر ابوایوب کو دے دیا ابوایوب خط پڑھ کر پریشان ہو گیا اور اس کے پیچھے ایلچی بھیجنے پر نادم ہوا۔

خلیفہ بچے کی واپسی کے انتظار میں تھا جب تاخیر ہو گئی تو اس نے اس کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ ابوایوب نے اس کے پیچھے ایلچی بھیجا تھا جس نے اسے قتل کر دیا اسی وقت خلیفہ نے ابوایوب کو بلا کر اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا مسلسل اسے سزا میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ اپنا سارا مال اس سے وصول کر لیا پھر اس کو قتل کر دیا خلیفہ کہا کرتا تھا کہ یہ میرے حبیب کا قاتل ہے منصور جب بھی اپنے لڑکے کا تذکرہ کرتا تھا تو اس کے غم سے نڈھال ہو جاتا تھا۔

اسی سال صفریہ وغیرہ خارجیوں نے بلاد افریقہ میں خروج کیا ساڑھے تین لاکھ سوار و پیادہ ابوحاتم الاباضی اور ابو عباد کی ماتحتی میں جمع ہو گئے۔ ابو قرہ صفری بھی چالیس ہزار فوج کو لے کر ان کے ساتھ مل گیا۔ افریقہ کے نائب سے قتال کر کے اسے شکست دے دی پھر اس کو قتل کر دیا خوارج نے شہروں میں فساد برپا کر دیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں منصور نے سیاہ لمبی ٹوپی پہننا عوام کے لئے لازم کر دی حتیٰ کہ لوگ اس کے بلند کرنے میں سرکنڈوں سے مدد لینے لگے۔ ابودلامہ شاعر نے اس پر دو شعر کہے:

(۱) ..... ہم امام سے اضافہ کی امید لگائے ہوئے تھے امیدگاہ نے ٹوپیوں میں اضافہ کیا۔
(۲) ..... تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے مٹکے ہیں جو برانس سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اسی سال معیوف بن یحییٰ حجوری نے رومیوں کی جنگ کی چھ ہزار سے زائد رومی گرفتار کر لئے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اس سال مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال مکہ طائف پر محمد بن ابراہیم مدینہ پر حسن بن زید کوفہ پر محمد بن سلیمان بصرہ پر یزید بن منصور اور مصر پر محمد بن سعید نائب حاکم تھے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا حاکم بنایا۔

ابان بن صمعہ، اسامہ بن زید لیثی، ثور بن یزید حمصی، حسن بن عمارہ، فطر بن خلیفہ، معمر اور ہشام بن غازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۴ھ

اس سال منصور نے بلاد شام جا کر بیت المقدس کی زیارت کی یزید بن حاتم کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ بلاد افریقہ کا والی بنایا خوارج سے قتال کا حکم دیا اس نے تریسٹھ ہزار درہم اس لشکر پر خرچ کئے۔

اس سال موسم گرما کی جنگ زفر بن عاصم ہلالی نے لڑی۔

اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کرایا بصرہ کے علاوہ شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے بصرہ کا حاکم عبدالملک بن ایوب بن ظبیان تھا۔

ابو ایوب کاتب اور اس کے بھائی خالد نے وفات پائی منصور نے ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اس کے بعد انہیں قتل کر دیا اشعب الطامع نے اسی سال وفات پائی۔

اشعب الطامع ——— یہ اشعب بن جبیر بن ابو العلاء ہے۔ ابو اسحاق مدینی ابو حمیدہ بھی انہیں کہا جاتا ہے۔ ان کے والد آل زبیر کے غلام تھے جنہیں مختار نے قتل کیا تھا۔ یہ واقدی کا ماموں ہے۔ عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ابان بن عثمان، سالم اور عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اشعب مذاقیہ جھوٹی خبریں دینے والا تھا ان کی باتوں کی وجہ سے لوگ انہیں پسند کرتے تھے اشعب گویا بھی تھا وہ ولید بن یزید کے پاس دمشق گیا تھا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے بارے میں بڑی مضحکہ خیز باتیں کی ہیں ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ مروی ہے کہ ایک روز اس سے حدیث کے بیان کرنے کا سوال کیا گیا جواب میں اس نے کہا کہ مجھ سے عکرمہ نے ابن عباس کے حوالے سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دو باتیں جس شخص میں ہوں وہ جنت میں جائے گا پھر خاموش ہو گیا اس سے دو باتوں کے بارے میں پوچھا گیا اس نے کہا کہ ایک عکرمہ بھول گیا دوسری میں بھول گیا۔ سالم بن عبداللہ اسے جیسی تیسی دیوان لگتے تھے۔ اس سے ہنستے تھے اپنے ساتھ جنگل میں لے جاتے تھے دیگر لوگ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ اشعب کے ساتھ وہ بچے کھیل رہے تھے اس نے ان کو بھگانے کے لئے کہا کہ فلاں جگہ لوگ اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں بچے اس طرف دوڑے اس نے ان کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو سمجھا کہ شاید یہ سچ ہو پھر خود بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ تمہاری طمع کہاں تک پہنچی؟ جواب دیا کہ [illegible] میں سوچتا ہوں کہ وہ میرے گھر میں آئے گی اس لئے میں گھر کا دروازہ صاف کرتا ہوں گھر میں جھاڑو دیتا ہوں۔ ایک روز اشعب ایک شخص کے پاس سے گزرا جو روئی کے گولوں کی [illegible] بنا رہا تھا اس نے اس سے کہا اس میں ایک دو گچھوں کا اضافہ کر دو [illegible] کہ اس میں کوئی ہدیہ رکھ دے۔

ابن عساکر نے روایت کی ہے [illegible] ایک روز اشعب نے [illegible] اشعار سنائے

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible] اس کی تعریف کرتے ہوئے [illegible] اس نے اشعار سنائے

(۱) [illegible]

(۲) میں نے [illegible]

[illegible]

[illegible] ابو عمرو بن العلاء [illegible] نے اسی سال وفات پائی [illegible] ان کی کنیت [illegible] ان کا نام زبان ہے [illegible] العریان بن عبداللہ بن الحصین [illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کی وفات ۱۵۴ھ یا ۱۵۵ھ یا ۱۵۹ھ میں ہوئی [illegible]

[illegible]

واقعات ۱۵۵ھ

اسی سال یزید بن حاتم [illegible] افریقہ [illegible]

الرافقہ کی تعمیر ۔۔۔ اسی سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر [illegible]

[illegible]

سال رواں ہی میں یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

سال رواں ہی میں روم کے بادشاہ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر منصور سے صلح کا مطالبہ کیا۔

اسی برس منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا اسی زمانے میں محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا گیا۔ بعض نے اس کی معزولی کی وجہ یہ بیان کی کہ اس سے کچھ منکرات اور ایسے امور کا ارتکاب ہو گیا تھا جو امیر کی شان کے خلاف تھے۔ بعض نے کہا کہ اس کی معزولی کی وجہ محمد بن ابی العوجاء کا قتل تھا۔

محمد بن ابی العوجاء زندیق تھا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ قتل کے وقت اس نے چار ہزار موضوع احادیث گھڑنے کا اعتراف کیا جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال سے بدل دیا گیا تھا نیز روزہ افطار کے دن لوگوں سے روزہ رکھواتا تھا اور رمضان میں لوگوں کے روزے خراب کرتا تھا۔ منصور نے اس تہمت سے کہ اس کا قتل کا گناہ محمد بن سلیمان کی گردن پر ہے اسے معزول کر دو۔ منصور نے اس کو قید کرنے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ اسے امیر بنا کے معزول کر دو اور اسے قتل کر دو کیونکہ اس نے اس کو زندیق ہونے کی وجہ سے قتل کیا۔ جب تم اسے معزول کرو گے تو لوگ اس کا شکریہ ادا کریں گے اور تیری مذمت کریں گے۔ منصور نے کچھ وقت کے لئے اس کی معزولی مؤخر کر دی پھر معزول کر دیا اور اس کی جگہ عمرو بن زہیر کو مقرر کیا۔

اسی سال مدینہ کی امارت سے حسن بن زید کو معزول کر دیا گیا۔ منصور نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو اس کا والی بنایا۔ فلیح بن سلیمان کو اس کا نائب بنایا۔

نیز کوفہ پر عمرو بن زہیر بصرہ پر ہیثم بن معاویہ مصر پر محمد بن سعید اور افریقہ پر یزید بن حاتم امیر تھا۔

صفوان بن عمرو، عثمان بن ابی العاتکہ (یہ دونوں اہل دمشق تھے) اور عثمان بن عطاء و مسعر بن کدام نے اسی سال وفات پائی۔

حماد الراویہ کے حالات: یہ ابن ابی لیلیٰ میسرہ (انہیں سابور بھی کہا جاتا ہے) ابن مبارک بن عبید الدیلمی الکوفی، بکر بن زید بن خلیل حاتمی کے غلام تھے۔ ایام عرب، لغات عرب، اخبار عرب، اشعار عرب کے سب سے زیادہ واقف تھے یہی سبعہ معلقہ کے جامع ہیں اشعار عرب کو زیادہ روایت کرنے کی وجہ سے الراویہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ولید بن یزید بن عبدالملک امیر المومنین نے ایک بار ان کا امتحان لیا تو انہوں نے اس کو ۲۹۰۰ قصیدے سنا دئے ہر قصیدہ سو بیت پر مشتمل تھا ان کا کہنا تھا کہ عرب کے ہر شاعر کے اشعار سنا سکتا ہے ولید نے ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔

ابو محمد حریری نے اپنی کتاب درة الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے عراق کے نائب یوسف بن عمر کے ذریعے حماد کو بلوایا جب حماد اس کے پاس آیا تو وہ سنگ مرمر اور سونے سے مرصع ایک شاندار مکان میں تھا اس کے پاس دو حسین و جمیل باندیاں تھیں اس نے حماد کو اشعار سنانے کے لئے کہا تو اس نے اشعار سنائے۔ بادشاہ نے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے کہا کہ صرف ایک چیز کا سوال ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ان دونوں باندیوں میں سے ایک باندی کو عطا کر دے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں باندیاں اور جو کچھ ان پر ہے سب تیرا ہے۔ بادشاہ نے خلوت کے لئے ایک مکان دیا اور ایک لاکھ درہم دیئے یہ حکایات کا خلاصہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ہشام کے بجائے خلیفہ ولید بن یزید تھا کیونکہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہشام شراب نوش نہیں تھا اس کا نائب یوسف بن عمر نہیں تھا ہشام کا نائب تو خالد بن عبداللہ قسری تھا اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبدالعزیز تھا۔

اسی سال ستر سال کی عمر میں حماد کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ۱۵۸ھ میں حماد نے مہدی کی خلافت کا ابتدائی دور پایا ہے۔

اسی سال حماد عجرد کو زندقہ کی وجہ سے قتل کیا گیا اس کا پورا نام حماد بن عمر بن یوسف الکوفی تھا۔ بعض نے کہا کہ واسطی ہے یہ بنی سواءة کا غلام تھا شاعر اور ماجن زندیق اور اسلام کی بابت متہم تھا اس نے دولت امویہ اور دولت عباسیہ دونوں کے دور دیکھے بنی عباس کے زمانے میں اس کی شہرت ہوئی بشار بن برد اور اس کے درمیان بہت ہجو گوئی ہوئی ہے پھر بشار کا قتل بھی زندیقیت کی وجہ سے ہوا۔ حماد کے ساتھ دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ حماد نے ۱۵۸ھ یا ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۵۶ھ

اسی زمانہ میں منصور کے نائب ہیثم بن معاویہ نے ابراہیم بن محمد کی طرف سے فارس کے عامل عمرو بن شداد کو قتل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کی گردن اڑا دی گئی پھر اسے سولی دے دی گئی۔

اسی سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو جس نے عمرو بن شداد کے قتل کا کارنامہ انجام دیا تھا بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ کو اس کی جگہ نائب بنایا۔ منصور نے قضاۃ اور نماز کی امامت دونوں چیزیں ان کے سپرد کی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے سعید بن دعلج کو اس کا پولیس افسر مقرر کیا۔ عمرو بن شداد کا قاتل ہیثم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا اپنی باندی کے پیٹ پر لیٹنے کی حالت میں اسی سال اچانک اس کی وفات ہو گئی منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ عمرو بن شداد کی نسبت سے جو معاملہ ہوا اس سے انسان کو کسی پر ظلم کرنے سے بچنے اور مکافات پر غور کرنا چاہیے۔

اس سال منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔ فارس، اہواز اور دجلہ پر عمارۃ بن حمزہ، کرمان اور سندھ پر ہشام بن عمرو امیر تھے۔

اسی سال ایک قول کے مطابق مشہور قاری و عابد حمزہ الزیات نے وفات پائی جن کی طرف قراءت کے معروف طرق منسوب ہیں جن میں کئی ایک تجوید کے مد و اضجاع ہیں اسی وجہ سے بعض آئمہ نے ان پر اعتراضات کیے ہیں۔ ایک قول کے مطابق سب سے پہلے سنن کے جامع سعید بن ابی عروبہ، عبداللہ بن شوذب، عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی اور عمرو بن ذر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۷ھ

اسی سال منصور نے ایک ٹیلے پر جو دجلہ کے کنارے بغداد میں ہے قصر خلد بنوایا لیکن اس کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل ہی اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد محل ویران ہو گیا۔ قصر خلد کے تعمیر کرنے کی ترغیب منصور کو ابان بن صدقہ، منصور کے غلام اور دربان ربیع نے دی تھی۔ اسی زمانہ میں منصور نے بازاروں کو دارالامارۃ سے کرخ منتقل کر دیا کیونکہ ان کی وجہ سے پریشانی ہوتی تھی۔

اسی زمانہ میں راستوں کی توسیع کا حکم جاری کیا گیا۔ اسی برس باب شعیر کے پاس پل کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ اسی سال ہی میں منصور نے دجلہ کے پاس فوج کی نمائش کی وہ ہتھیار بند تھے منصور خود بھی ہتھیار بند تھا۔

اسی زمانہ میں ہشام بن عمرو کو سندھ کی ولایت سے معزول کر کے سعید بن خلیل کو اس کا نائب مقرر کیا گیا۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ یزید بن اسید سلمی نے کی اور بلاد روم میں بہت دور تک گھس گیا بطال کے غلام سنان کو اس نے آگے رکھا حصون قلعے فتح ہوئے بہت سے افراد گرفتار ہوئے اور بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔

اسی سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔

حسین بن واقد اہل مرو کے قاضی، امام جلیل علامہ ابو عمرو عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی نے اسی سال وفات پائی۔ اہل شام اور اس کے مضافات کے باشندے ۲۲۰ھ تک ان کے مذہب پر عامل رہے۔

امام اوزاعی کے کچھ حالات کا بیان: یہ عبدالرحمن بن عمرو بن محمد ابو عمرو اوزاعی ہیں۔ اوزاع حمیر کی ایک شاخ ہے امام اوزاعی انہی میں سے ہیں۔ یہ محمد بن سعد کا قول ہے بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی ان میں سے نہیں تھے بلکہ یہ ان کے محلے اوزاع کی طرف منسوب ہوئے۔ اوزاع باب فرادیس کے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یہ یحییٰ بن عمرو شیبانی کے بھتیجے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ منصور نے اپنے سب سے بڑے کاتب سلیمان بن مجالد سے کہا کہ ہمیں امام اوزاعی کے خطوط کا ہمیشہ جواب دینا چاہیے تاکہ ان کے علاوہ کی وجہ سے ہم ان لوگوں کو جو امام اوزاعی کے خط سے واقف ہیں ان کے فصیح و بلیغ کلام اور حسن خطاب سے آگاہ کریں۔ کاتب نے کہا اے امیر واللہ روئے زمین پر کوئی بھی ان کی طرح کلام پر قدرت نہیں رکھتا۔

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ امام اوزاعی صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک ذکر میں مشغول رہتے اس کے بعد وہ تعلیم حدیث میں مشغول ہو جاتے تھے۔ امام اوزاعی کا قول ہے کہ میں نے خواب میں اللہ کی زیارت کی اللہ نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ کے فضل سے اس کے بعد میں نے اسلام پر خاتمہ کی درخواست کی اللہ نے فرمایا کہ سنت پر بھی۔ محمد بن شعیب بن شابور کا قول ہے کہ جامع دمشق میں مجھے ایک شیخ نے کہا کہ فلاں دن میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا جب وہ وقت آیا تو میں نے انہیں جامع میں اٹھاتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے مجھے کہا کہ جلدی سے دوسروں سے پہلے جنازہ کی چارپائی اٹھالو میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو پھر میں نے دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں قدری ہے فلاں یوں ہے عثمان بن عاتکہ اچھا آدمی ہے۔ اوزاعی تمام لوگوں سے اچھے ہیں تو فلاں اس دنیا سے رخصت ہو گا محمد بن شعیب کا قول ہے کہ اسی دن ظہر کے وقت ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

امام اوزاعی بڑے نمازی اور عابد متقی پرہیزگار کم گو تھے کہا کرتے تھے کہ رات میں طویل قیام کرنے والے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کا قیام آسان کرے گا یہ بات انہوں نے اس ارشاد خداوندی سے اخذ کی تھی۔

ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا ان هؤلاء يحبون العاجلة ويذرون وراءهم يوما ثقيلا

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں کوئی مشقت برداشت کرنے والا نہیں دیکھا۔ بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی حج پر گئے تو وہ سواری پر سوئے نہیں وہ اکثر نماز پڑھتے تھے۔ جب نیند آتی تو کجاوہ سے ٹیک لگاتے شدت خشوع کی وجہ سے نابینا معلوم ہوتے تھے۔

ایک عورت امام اوزاعی کی اہلیہ کے پاس آئی جس چٹائی پر امام اوزاعی نماز پڑھتے تھے اس عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ شاید اس چٹائی پر بچے نے پیشاب کر دیا ہے اوزاعی کی اہلیہ نے کہا کہ یہ امام اوزاعی کے سجدوں کی حالت میں رونے کے نشانات ہیں ہر روز مصلے پر یہ اثرات ہوتے ہیں۔

امام اوزاعی کا قول ہے کہ سلف کے آثار کو مضبوطی سے پکڑو اگرچہ لوگ تم سے جدا ہو جائیں۔ لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرو اگرچہ وہ ملمع سازی کے ساتھ انہیں پیش کیا جائے۔ کیونکہ حقیقت عنقریب واضح ہو جائے گی اور تو صراط مستقیم پر ہوگا نیز کا قول ہے کہ سنت پر صبر کرو اور افعال و اقوال میں جمہور کی پیروی کرو نیز فرمایا کہ حقیقت میں علم وہی ہے جو اصحاب محمد کے ذریعے حاصل کیا جائے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والا علم حقیقت میں علم نہیں ہے امام اوزاعی کہا کرتے تھے کہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لئے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جنگ و جدال میں مبتلا کر دیتا ہے علم و عمل ان سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ مورخین کا قول ہے کہ امام اوزاعی سب سے بڑے سخی اور فیاض تھے بنی امیہ کی طرف سے ملی ہوئی بیت المال میں ان کی موٹی چادریں تھیں اسی طرح بنی امیہ ان کے اقارب تھے اور بنی عباس کی طرف سے ستر ہزار دینار کی انہیں موٹی چادریں ملی تھیں انہوں نے ان میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھا نہ زمین سے کچھ جمع کیا وفات کے وقت ان کے پاس صرف سات دینار تھے سارا مال انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا۔

عبداللہ بن علی (جس نے بنی امیہ کو شام سے جلاوطن کیا جس کی بدولت بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا) نے دمشق آنے کے بعد امام اوزاعی کو بلوایا امام اوزاعی تین دن کے بعد اس کے پاس گئے عبداللہ اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی محافظ تلوار سونتے ہوئے اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ امام اوزاعی نے پہنچ کر سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ اس چھڑی کے ساتھ زمین کریدنے لگا پھر اس نے کہا اے اوزاعی عباد اور بلاد سے ہم نے جو ظالمین کا خاتمہ کیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا یہ جہاد ہے امام اوزاعی نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد سنا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہوگی جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ جس کی ہجرت حصول دنیا یا حصول زوجہ کے لئے ہے تو اس کی

ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کردی اس کے بعد لوگوں نے اپنے ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر رکھ لئے۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی سے بنوامیہ کے خون کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین سے الگ ہونے والا جماعت کو چھوڑنے والا۔ اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کو کریدنا شروع کردی پھر اس نے اوزاعی سے بنوامیہ کے اموال کی بابت دریافت کیا امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر وہ ان کے لئے حرام تھے تو تیرے لئے بھی حرام ہوں گے اگر ان کے لئے حلال تھے تو تیرے واسطے شرعی طریقے پر ہی حلال ہوں گے اس کے سننے کے بعد اس نے اور زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کردی۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی کو قضاء کے عہدے کی پیش کش کی۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ تیرے اسلاف نے یہ منصب میرے سپرد نہیں کیا اوزاعی جس کی انہوں نے مجھ سے ابتداء کی اس کی تکمیل کا میں آپ سے خواہش مند ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ گویا آپ اس سے روانہ ہونا چاہتے ہیں۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ میرے پیچھے میری بیویاں ہیں جن کی حفاظت میرے ذمے ہے جو میری وجہ سے مشغول ہیں۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کے انتظار میں تھا کہ اس نے مجھے واپس کردیا جب میں نکلا تو میرے پیچھے اس کا ایلچی دو سو دینار لے کر آیا کہنے لگا کہ عبداللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں اپنی ضرورت میں خرچ کرو۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے وہ دینار صدقہ کردئیے میں نے اس کے خوف سے انہیں لے لیا تھا۔ وہ تین دن تک مسلسل روزے سے رکھا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ کو جب ان کے روزے کا علم ہوا تو عبداللہ نے افطار کے لئے انہیں بلایا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ اس کے بعد امام اوزاعی اپنے اہل وعیال کو لے کر دمشق سے کوچ کر کے بیروت آگئے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ جب میں بیروت کے قبرستان سے گزرا تو قبرستان میں ایک سیاہ عورت تھی میں نے اس سے آبادی (شہر) کا پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اگر آبادی کا پوچھتے ہو تو اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آبادی تو یہی ہے۔ اگر ویرانی کا پوچھتے ہو تو اس نے شہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ویرانی تیرے سامنے ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے جواب پر بڑا تعجب ہوا میں نے وہیں اقامت کا فیصلہ کر لیا۔ محمد بن کثیر کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی کو کہتے سنا کہ ایک روز میں جنگل کی طرف نکل گیا تو وہاں ایک شخص کو کہتے سنا کہ دنیا باطل ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی باطل ہے۔

اوزاعی کا قول ہے کہ ہمارے ہاں ایک شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بجائے شکار کرتا تھا تو پھر اسے زمین میں دھنسا دیا گیا صرف اس کے کان زمین کے باہر تھے۔

امام اوزاعی ایک روز بیروت کی مسجد سے باہر نکلے تو وہاں پر ایک حلوائی اور پیاز فروش کی دکان تھی پیاز فروش کہہ رہا تھا کہ پیاز شہد سے زیادہ میٹھی ہے اس پر امام اوزاعی نے کہا کہ سبحان اللہ شاید اس کے نزدیک تھوڑا سا جھوٹ حلال ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ واقدی کا قول ہے کہ اوزاعی کہتے تھے کہ آج سے قبل ہم ہنستے کھیلتے تھے لیکن آج ہم مقتدا بن گئے تو اب ہمارے لئے یہ چیزیں مناسب نہیں۔ امام اوزاعی نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ (اما بعد) ہر طرف سے تمہارا گھیراؤ ہو چکا ہے اب اللہ ہی کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرو ہوسکتا ہے یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے محمد بن ادریس نے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابوصالح سے سنا انہوں نے ہقل بن زیاد کے حوالے سے امام اوزاعی کا وعظ نقل کیا ہے کہ ایک روز امام اوزاعی نے وعظ میں فرمایا اے لوگو! جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو ان کے ذریعے بھڑکنے والی آگ سے جو دلوں تک پہنچ جائے گی فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو تم فانی جہاں میں ہو بہت جلد تم اس سے کوچ کر جاؤ گے۔ تم ان گذشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب و زینت سے مالا مال ہوئے ان کی عمریں تم سے زیادہ تھیں ان کے اجسام تم سے بڑے تھے انہوں نے پہاڑوں کو کھود ڈالا وادی میں چٹانوں کو توڑا شہروں میں گھومے اور سختی سے گرفت کرتے تھے ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے دنیا میں تھوڑا عرصہ رہ کر ان کے گھر ویران ہو

گئے ان کے تذکرے ختم ہو گئے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے؟ یا ان میں سے کسی کی آہٹ کو محسوس کرتا ہے وہ امیدوں کی غفلت میں پرسکون تھے اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے۔ وہ نادم ہو کر لوگوں کی طرح لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الٰہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اترا ان میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے لگے اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمت کے بارے میں سوچ و بچار کرنے لگے۔ وہ ویران اور خالی گھروں میں غور و فکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے ایک نشان بن گئے خوف خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے عبرت بن گئے۔ ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں صبح جس کی عمدگی آسودگی اور بھلائی اور صفائی رخصت ہو چکی ہے اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیے اور عبرتوں کے خوف اور بدلنے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجے اور زلزلوں کے مسلسل آنے کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ بحر و بر میں خرابی نمایاں ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھاؤ کو گراں کرتے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی مانند نہ ہو جنہیں امل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے بنا دے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں جب وہ روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لئے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو اوزاعی سے ملاقات کی منصور ان سے محبت اور ان کی تعظیم کرتا تھا اوزاعی نے سیاہ لباس نہ پہننے کی اجازت طلب کی تو منصور نے اجازت دے دی ان کے جانے کے بعد منصور نے دربان ربیع سے کہا کہ ان سے سیاہ لباس اختیار نہ کرنے کی وجہ پوچھو ان کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ منصور نے پوچھا ہے چنانچہ ربیع نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کسی کو سیاہ لباس کا احرام پہنتے یا اس میں کفن دیتے ہوئے یا دلہن کو اس سے آراستہ کرتے نہیں دیکھا۔

امام اوزاعی شام میں بڑے معظم و مکرم تھے حتیٰ کہ ان کا حکم بادشاہ کے حکم سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ ایک امیر نے ان کو برا بھلا کہا لوگوں نے اسے کہا کہ اس کی دشمنی سے بچو اگر انہوں نے اہل شام کو حکم دے دیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

امام اوزاعی کی وفات کے بعد ایک شخص نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے میں منصور سے بھی زیادہ آپ سے ڈرتا تھا۔ ابن ابی العشرین کا قول ہے کہ اوزاعی نے اکیلے بیٹھ کر اپنے بارے میں لوگوں سے گالیاں سنیں اس کے بعد ہی آپ کی وفات ہوئی۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے محمد بن عبید الطنافسی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پھولوں کا گلدستہ اکھڑ گیا۔ ثوری نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو اوزاعی کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے یہ خواب لکھ لیا اس کے بعد خبر آئی کہ اوزاعی کا اسی روز انتقال ہوا تھا۔

ابو مسہر کا قول ہے کہ امام اوزاعی کی اہلیہ نے حمام کا دروازہ بند کر دیا اس وقت اوزاعی اندر تھے یہی ان کی موت کا سبب بن گیا ان کی بیوی نے عمداً ایسا نہیں کیا سعید بن عبد العزیز نے امام اوزاعی کی بیوی کو ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

راوی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے سونا چاندی زمین و سامان کچھ بھی پیچھے نہیں چھوڑا وفات کے روز ان کی تنخواہ سے صرف چھیاسی درہم بچے تھے۔ اس نے دیوان ساحل میں لکھے تھے کسی دوسرے کا قول ہے کہ مالک حمام نے دروازہ بند کر کے تالا لگا کر اپنے کسی کام سے چلا گیا بعد میں آ کر اس نے دروازہ کھولا تو امام اوزاعی کی وفات ہو چکی تھی۔ ان کا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے تھا قبلہ رخ ہو کر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے (اللہ ان پر رحم فرمائے)۔

میں کہتا ہوں کہ بیروت میں ان کی وفات ہونے کے بارے میں سب کا اتفاق ہے البتہ ان کی عمر اور سن وفات میں اختلاف ہے۔ یعقوب بن سفیان نے سلمہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی عباس بن ولید بیروتی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے اتوار کے روز ۲۸ صفر میں ۱۵۷ھ میں وفات پائی یہی جمہور، ابو مسہر، ہشام بن عمار، ولید بن مسلم کا قول ہے۔ یحییٰ بن معین، دحیم، خلیفہ بن خیاط، ابو عبید، سعید بن عبد العزیز وغیرہ نے حضرت عباس کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی عمر ستر سال سے کم تھی کسی دوسرے کا قول ہے کہ ستر سے زائد تھی۔ صحیح قول ہے کہ

سے وہ تھی کیونکہ صحیح قول کے مطابق ان کی پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۹۳ھ میں ہوئی لیکن یہ ضعیف ہے۔

کسی شخص نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ مجھے اللہ کے قرب کا ذریعہ بتا دیجئے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے جنت میں علماء و عاملین سے اونچا مقام کسی کا نہیں دیکھا۔

واقعات ۱۵۸ھ

اسی سال قصر خلد کی تکمیل ہوئی۔ منصور اس میں چند روز رہا پھر اس کی وفات ہو گئی۔

اسی زمانہ میں طاغیہ الروم کی وفات ہوئی۔

سال رواں ہی میں منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو رقہ بھیجا اسے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے خالد بن برمک کو اس کی جگہ والی بنانے کا حکم دیا اس کی وجہ بڑی عجیب و غریب تھی کہ منصور نے خالد سے ناراض ہو کر تین لاکھ جرمانہ اس پر عائد کر دیا۔ خالد مال نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ رقم کا اکثر حصہ ادا کرنے سے وہ قاصر تھا منصور نے اسے صرف تین روز کی مہلت دی تھی کہ اس کے بعد وہ مباح الدم ہوگا اس نے اپنے لڑکے یحییٰ کو قرض لینے کیلئے امراء کے پاس بھیجا۔ چنانچہ ایک نے ایک لاکھ کسی نے کم کسی نے زیادہ روپے۔ یحییٰ بن خالد کہتے ہیں کہ میں اسی پریشانی کے عالم میں بغداد کے پل پر تھا کہ پل پر موجود راستہ بتانے والے لوگوں میں سے ایک نے آ کر مجھے پریشانی دور ہونے کی خبر دی میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ مجھے تیری پریشانی معلوم ہے۔ انشاء اللہ اللہ تیری پریشانی دور کرے گا کل تو اس حالت میں یہاں سے گزرے گا کہ جھنڈا تیرے ہاتھ میں ہوگا اگر میری بات سچ نکلے تو مجھے پانچ ہزار روپے دے دینا میں نے کہا کہ ضرور، اگر وہ پچاس ہزار کا مطالبہ کرتا تو اس کا بھی وعدہ کر لیتا کیونکہ میرے نزدیک اس کی بات پوری ہونا ناممکن تھا اس کے بعد میں چلا گیا مجھ پر تین لاکھ جرمانہ باقی تھا۔ اسی اثناء میں موصل کے لوٹنے کردوں کے اس میں فساد پھیلانے کی اطلاع منصور کو ملی۔ منصور نے امراء سے مشورہ کیا کہ اس صورتحال میں موصل کو کون سنبھال سکتا ہے؟ بعض نے خالد بن برمک کے بارے میں مشورہ دیا منصور نے کہا کہ ہم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس کے باوجود بھی اس میں موصل کے حالات کنٹرول کرنے کی صلاحیت ہے اس نے کہا کہ ہاں میں اس چیز کا ضامن ہوں منصور نے خالد بن برمک کو بلا کر کہا کہ موصل کا حاکم بنا دیا اس کے لڑکے کو آذربائیجان کا امیر بنا دیا اس کا تاوان ختم کر کے اسے جھنڈا بھی دیا لوگوں نے ان دونوں کی خدمت کی۔ یحییٰ کا قول ہے کہ ہم اس پل کے پاس سے گزرے اس شخص نے حسب وعدہ مجھ سے پیسے مانگے میں نے اس کو پانچ ہزار روپے دیئے اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔

اس سال منصور حج پر گیا قربانی کا جانور بھی اپنے ساتھ لے گیا کوفہ سے چند آگے گزرا تھا کہ اس کو درد شروع ہو گیا جو بعد میں اس کی وفات کا سبب بنا۔ بدمزاجی کی وجہ سے گرمی کی شدت اور دوپہر میں سفر نے اس کے درد میں اضافہ کر دیا اس کے ساتھ اسہال بھی شروع ہو گئے اس کے مرض میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہوا تو چھ ذی الحجہ ہفتہ کے روز اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ کر مکہ کے بالائی حصہ باب المعلاۃ کی گھاٹی میں دفن کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ سال تھی۔ بعض کا قول ۶۸ سال کا بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

دربان ربیع نے اس کی موت کو چھپائے رکھا تا آنکہ اس نے سردار امراء بنی ہاشم سے مہدی کے لئے بیعت نہ لے لی پھر اسے دفن کیا گیا۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اس سال حج کے موقعے پر تکبیر کہی۔

منصور کے حالات...... یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابو جعفر المنصور ہے یہ اپنے بھائی سفاح سے بڑا تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا انہوں نے دادا کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم السلمی عن المامون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۱۳۶ھ ماہ ذی الحجہ میں سفاح کی موت کے بعد ۴۱ سال کی عمر میں منصور کی بیعت کی گئی۔ منصور کی ولادت مشہور قول کے مطابق ۹۵ھ بلقاء کے حمیمہ شہر میں ہوئی اس کی خلافت کے ایام کم ۲۲ برس رہی منصور گندمی رنگ، دبلے بارعب، ہلکی ریش، کشادہ پیشانی، بلند ناک اور بڑی آنکھوں والا تھا گویا

کہ ان کی دو آنکھیں اور [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تھی [illegible] قرآن [illegible] انہیں اس کا [illegible] بہت سے [illegible] صورت سے [illegible] طبیعت معلوم ہوتا تھا [illegible] لوگوں نے آپ کے حالات [illegible] بیان کئے ہیں۔ ان [illegible] اور منصور [illegible] ایک روایت میں ہے [illegible] بہت سی [illegible] موقوف۔

قعنبی نے ذکر کیا ہے کہ منصور کی [illegible] کے وقت خواب [illegible] سے ذکر [illegible]

منصور کا قول ہے کہ میں نے [illegible] میں ایک خواب دیکھا [illegible] میں نے دیکھا کہ آپ [illegible] آپ کے پاس [illegible] کا ہاتھ پکڑ کر [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] حضرت عمر [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] آپ نے مجھے جھنڈا عطا کیا [illegible] قیامت تک [illegible]

[illegible] منصور [illegible] خلیفہ [illegible] منصور نے کہا [illegible]

پھر منصور نے خلیفہ [illegible] منصور کے [illegible] معلوم ہوگیا [illegible]

[illegible] منصور [illegible]

[illegible] منصور [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] عبد اللہ بن مروان [illegible] ہشام بن عبد الملک [illegible] منصور نے پوچھا آپ [illegible] کے بعد افضل کون ہے [illegible] منصور نے [illegible]

[illegible] منصور [illegible] الحمد [illegible]

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

[illegible]

[illegible] منصور [illegible]

تاکہ [illegible] جو نصیحت [illegible] سے ہی آتی ہے۔

اس کے بعد منصور نے اس شخص سے کہا کہ تو نے یہ بات اللہ کی رضا کے لیے نہیں کہی [illegible] اس شخص نے کہا [illegible] نصیحت کو قبول [illegible] منصور نے [illegible] اس کے ساتھی سے کہا [illegible] اس نے یہ بات اللہ کی رضا کے لیے نہیں کہی [illegible] دنیا کی طرف متوجہ ہو [illegible] انتظام [illegible] کے پاس [illegible] گیا۔

[illegible] اس نے یہ بات اللہ کی رضا کے لیے [illegible] تو [illegible] کر دیا گیا۔

منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا کہ خلیفہ کی اصلاح تقویٰ پر، بادشاہ کی اصلاح اطاعت پر، رعایا کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے اور سب سے زیادہ قدرت والا شخص معاف کرنے والا ہے اور لوگوں میں سب سے کم عقل وہ ہے جو اپنے سے کمتر پر ظلم کرنے والا ہے۔

منصور نے کہا کہ تم کسی کام کا فیصلہ کرنے سے پہلے [illegible] غور [illegible] اور اللہ کی رحمت سے [illegible] ہوں۔

ایک روز مبارک بن فضالہ کی موجودگی میں منصور نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا [illegible] امیر المومنین [illegible] نے حسن سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ جس کا اللہ کے ذمے اجر ہے وہ کھڑا ہو جائے، تو صرف وہی شخص کھڑا ہو گا جس نے کسی کو معاف کیا ہو گا [illegible] جائے گا۔ اس کے بعد منصور نے اسے معاف کر دیا [illegible] حاضر ہیں [illegible] کر دیتا ہوں۔

اصمعی کا قول ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لیے لایا گیا، اس نے کہا کہ بدلہ لینا عدل ہے اور معاف کرنا احسان ہے اور ہم امیر المومنین کے لیے دو حصوں میں سے ادنیٰ کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ راوی کا قول ہے کہ منصور نے اسے معاف کر دیا۔

اصمعی کا قول ہے کہ منصور نے ایک شامی شخص سے کہا کیا تم اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے جس نے ہماری حکومت کے آ جانے سے تم سے طاعون کو دور کر دیا؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ہم پر تمہاری حکومت اور طاعون [illegible] جمع نہیں کرے گا [illegible] ہے۔

ایک بدوی منصور کے پاس آیا [illegible] اللہ تعالیٰ نے تجھے [illegible] عطا کی جب اس نے [illegible] بات [illegible] آئی [illegible] اس کی بات سے منصور [illegible] نے [illegible] کا حکم دیا [illegible] ہے۔

ایک روز عمرو بن عبید منصور کے پاس آیا، منصور نے [illegible] اس سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے سورۃ الفجر ان ربک لبالمرصاد تک [illegible] منصور [illegible] ہچکی بندھ گئی۔

پھر منصور نے [illegible] نصیحت کیجئے تو عمرو بن عبید نے کہا کہ اللہ نے تجھے ساری دنیا عطا کی ہے تو اس کے کچھ حصے سے اپنی جان کو خرید لے [illegible] یہ حکومت تجھ سے پہلے [illegible] کے پاس [illegible] تیرے پاس نہ آتی [illegible] قیامت کی [illegible] رات [illegible] منصور [illegible] سلیمان بن مجالد نے کہا [illegible] امیر المومنین [illegible] اللہ کے خوف سے [illegible] تنگ کر دیا۔

منصور نے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا [illegible] منصور نے کہا [illegible] آپ یہ قبول کریں [illegible] کہا اللہ کی قسم [illegible] منصور کا بیٹا مہدی ان کے پاس بیٹھا تھا [illegible] امیر المومنین [illegible] قسم [illegible] منصور سے پوچھا یہ کون ہے؟

اس نے کہا یہ میرا لڑکا مہدی ہے جو میرے بعد ولی عہد بنے گا۔ عمرو نے کہا آپ نے اس کا نام ایسا رکھا جس کا وہ مستحق نہیں، آپ نے اسے نیکوں کا لباس پہنا دیا۔ حکومت اس کے سپرد کر دی حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں۔

اس کے بعد عمرو مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے میرے بھتیجے! تیرے والد کیلئے قسم توڑنا تیرے چچا سے زیادہ آسان ہے۔ کیوں کہ تیرا والد اس کا کفارہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اس کے بعد منصور نے عمرو سے ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ آپ میرے پاس پیغام نہ بھیجنا کہ مجھے آنا پڑے۔ مجھے حکومت دو کہ مجھے دوبارہ تم سے سوال کرنا پڑے۔ منصور نے کہا پھر تو دوبارہ ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔ عمرو نے کہا آپ نے ضرورت کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ اس کے بعد منصور نے اسے رخصت کیا منصور کی آنکھیں دور تک یہ شعر پڑھتی ہوئیں اس کا تعاقب کرتی رہیں تم سے ہر شخص عمرو کے علاوہ آہستہ چلنے والا شکار کا طالب ہے۔

بعض کا قول ہے عمرو نے منصور کو نصیحت کرنے کیلئے ایک قصیدہ تیار کیا تھا جو اس نے منصور کو سنایا وہ یہ ہے۔

(۱) اے وہ شخص! جس کی امیدوں نے اسے دھوکہ دیا امیدوں کے ذرات موت اور زندگی کو مقدر کرنے والے ہیں۔

(۲) کیا تو نہیں دیکھتا کہ دنیا اور اس کی زینت اس قافلہ کی طرح ہیں جو کسی جگہ پڑاؤ کرتا ہے پھر وہاں سے کوچ کرتا ہے۔

(۳) اس کی موتیں گھات میں ہیں۔ اس کی زندگی تنگ گذران والی ہے۔ اس کا خلوص گدلا ہے۔ اس کی حکومت تبدیل ہونے والی ہے۔

(۴) اس کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں۔ اسے نرمی اور خوشی راس نہیں آتی۔

(۵) گویا وہ موتوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے۔ جس میں حوادث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۶) اس کی مصائب اسے گھمائی رہتی ہیں۔ جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا کر جاتی ہیں۔

(۷) نفس راہ فرار اختیار کرنے والا ہے۔ موت اس کی جستجو میں ہے ہر شخص کی مشکل اس کے نزدیک معمولی ہے۔

(۸) انسان کی ہر کوشش اپنے وارث کیلئے ہوتی ہے۔ قبر انسان کی ہر سعی کی وارث بن جاتی ہے ابن درید نے ریاشی کے حوالے سے محمد بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ ایک باندی نے منصور کے جسم پر پیوند زدہ کپڑا دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا۔ منصور نے اسے جواب دیا تجھ پر افسوس تو نے ابن ہرمہ کا شعر نہیں پڑھا۔ تو جوان بوسیدہ چادر اور پیوند لگے ہوئے کپڑے کے باوجود شرف حاصل کر لیتا ہے۔

ایک درویش نے منصور سے کہا قبر کی پہلی رات کو یاد کر، یہ رات دنیا میں کبھی تو نے نہیں دیکھی ہوگی۔ ان سے خالی رات کو بھی یاد کر۔ درویش کی اس بات نے منصور کو خاموش کر دیا۔ منصور نے اس کیلئے مال کا حکم دیا۔ اس نے کہا اگر مجھے مال کی ضرورت ہوتی تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے درج ذیل اشعار پڑھے:

(۱) جب تو ذی رائے ہے تو ذو عزم بھی بن جا۔ کیوں کہ رائے کا فساد یہ ہے کہ وہ ایک جگہ قائم نہیں رہتیں۔

(۲) دشمن کو ایک دن کی بھی مہلت مت دے اس کی ہلاکت میں جلدی کر تاکہ دوبارہ وہ نقصان نہ پہنچا سکیں۔

منصور نے جب ابو مسلم کو اپنے سامنے مقتول دیکھا تو وہ شعر کہے۔

تیری تین عادتوں نے مجھے یقینی طور پر تیرے قتل پر آمادہ کیا اول، تیرا میری مخالفت کرنا۔ دوم، تیری طرف سے عہد شکنی۔
ثالث، جمہور عوام کا تیرے آگے سے اکڑ کر چلنا۔

منصور کے چند اشعار ہیں:

(۱) انسان درازی عمر کی تمنا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کیلئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

(۲) اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ وہ آسودگی کے بعد بدمزہ ہو کر باقی رہ جاتی ہے۔

(۳) زمانہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ کہ وہ کوئی خوشی نہیں دیکھ پاتا اگر میں مر جاؤں تو کتنے لوگ میری موت پر خوش ہونے والے ہیں۔

مورخین کا قول ہے منصور ان کے شروع میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے لوگوں کو امیر بنانے امیروں کے معزول کرنے اور عوام الناس کی

مصالح کے انتظام کرنے میں گزار رہا تھا۔ ظہر تا عصر گھر پر آرام کرتا۔ بعد عصر خاص گھر والوں کی مصالح میں غور وفکر کرنے کیلئے بیٹھتا۔ بعد عشاء اطراف ملک سے آئے ہوئے خطوط پڑھتا۔ ثلث لیل تک قصہ گوئی کرنے والا اس کے پاس رہتا۔ پھر گھر پر رات کے دوسرے ثلث تک آرام کرتا اس کے بعد بیدار ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتا حتیٰ کہ فجر روشن ہو جاتی۔ پھر گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز فجر پڑھاتا۔

اس کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتا۔

منصور نے ایک شخص کو کسی شہر کا عامل بنا کر بھیجا اسے پتہ چلا کہ اس عامل نے شکار کیلئے کتے اور باز تیار کئے ہوئے ہیں۔ منصور نے اسے لکھا تو اپنے خاندان سمیت ہلاک ہو۔ ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور کا عامل بنا کر بھیجا ہے نہ کہ جنگل کے وحشی جانوروں کا۔ جس چیز کا ہم نے تجھے عامل بنایا تھا وہ فلاں شخص کے سپرد کر دے اور تو ذلت ورسوائی کی حالت میں اپنے اہل واپس لوٹ جا۔

ایک روز منصور کے سامنے ایک خارجی لایا گیا جس نے منصور کے لشکر کو متعدد بار شکست دی تھی۔ جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن الفاعلہ تو ہلاک ہو تو ہی ہے وہ جو لشکروں کو شکست دیتا ہے۔ خارجی نے کہا تجھ پر ہلاکت ہو کل میرے اور تیرے درمیان تلوار زنی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا۔ آج ہمارے درمیان دشنام بازی ہے اور طعنہ زنی ہو رہی ہے۔ تجھے کس چیز نے یقین دلایا کہ میں تیرے سامنے جاؤں گا اور میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔ میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہیں کروں گا۔ راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد منصور نے شرمندہ ہو کر اسے چھوڑ دیا۔ ایک سال تک اس کا چہرہ نہیں دیکھا منصور نے اپنے لڑکے کو ولی عہد بناتے وقت کہا تھا۔ اے لڑکے شکر کے ذریعہ نعمت، عفو کے ذریعہ قدرت، تواضع کے ذریعہ، اطاعت کے ذریعہ محبت کو ہمیشہ طلب کر دیا اور اللہ کی رحمت سے اپنا حصہ مت بھول۔

منصور ہی کا قول ہے اے بیٹے عقلمند وہ شخص نہیں جو کام میں واقع ہونے کے بعد اس سے بچاؤ کی تدبیر نکالے۔ بلکہ عقلمند وہ شخص وہ ہے جو ابتداء سے غلط کام میں واقع نہ ہو۔

نیز اسی کا قول ہے اے لڑکے تو مجلس میں اسوقت تک بیٹھ جب تک محدث حدیث بیان کرے۔ اسلئے کہ زہری کا قول ہے علم حدیث مذکر ہے مذکر ہی اسے پسند کرتے ہیں خواتین اسے پسند نہیں کرتیں۔ زہری کے بھائی نے سچ کہا۔

منصور جوانی میں اپنے خیال سے حدیث وفقہ حاصل کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اس میں ایک قسم کی دسترس حاصل کر لی تھی۔

ایک روز منصور سے پوچھا گیا کہ آپ کی کوئی تمنا باقی ہے۔ اس نے کہا میری صرف ایک تمنا باقی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا محدث کے سامنے جب شیخ کا تذکرہ کیا جائے گا تو اس کا جواب رحمک اللہ کہنا۔ اس کے بعد اس کے وزراء کاتبوں نے جمع ہو کر کہا اے امیر المؤمنین ہمیں حدیث املاء کرائے۔ منصور نے کہا تم وہ نہیں ہو۔ وہ تو میلے کچیلے کپڑے، پھٹے ہوئے پاؤں پراگندہ بال والے ہوتے ہیں۔ وہ آفاق میں گھومتے مسافتیں قطع کرنے والے ہوتے ہیں وہ کبھی عراق کبھی حجاز، کبھی شام، کبھی یمن میں ہوتے ہیں ان کا نام ناقلین حدیث ہے۔

منصور نے ایک روز اپنے لڑکے مہدی سے اس کی سواریوں کی تعداد دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ منصور نے کہا یہی تو کوتاہی ہے تو تو امر خلافت کو بہت ضائع کرے گا اے لڑکے اللہ سے ڈر۔

مہدی کی لونڈیوں میں سے ایک خاص لونڈی منصور کے پاس آئی۔ اس کی داڑھ میں درد تھا جس کی وجہ سے اس نے دونوں ہاتھ کنپٹیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے باندی خالصہ سے پوچھا تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟ اس نے جواب میں کہا ایک ہزار۔ منصور نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم اٹھا اس نے کہا اس کے پاس دس ہزار دینار۔ منصور نے کہا وہ اٹھا کر مجھے لا کر دیدو۔ باندی کہتی ہے کہ میں مہدی کے پاس گئی اسے ساری بات بتادی۔ اس نے مجھے دیں، یہ تو ہلاک ہو اس کی داڑھ میں درد نہیں ہے میں نے کل اس سے پیسے مانگے تھے۔ وہ جان بوجھ کر بیمار ہو گیا اب تو تجھے وہ رقم منصور کو پہنچا دے۔ پس میں نے وہ رقم پہنچا دی اس نے مہدی کو بلا کر کہا تم تو مجھ سے پیسے مانگ رہے تھے۔ حالانکہ خالصہ کے پاس کتنے پیسے ہیں۔

منصور نے خزانچی سے کہا۔ جب مجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو اس کی آمد سے قبل مجھے دو پرانے کپڑے لا کر دیدینا۔ چنانچہ اس نے اس کی آمد سے قبل دو پرانے کپڑے لا کر خلیفہ کو دیدیے۔ اس کے بعد مہدی آیا منصور ان کپڑوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مہدی نے مذاق کیا منصور نے کہا اے میرے لڑکے جس کے پاس پرانے کپڑے نہیں اس کے پاس نئے بھی نہیں ہوں گے۔ سردی آ رہی ہے ہم اہل وعیال کی مدد کے محتاج ہیں۔ مہدی نے

کہا میرا خیال نہیں ہے اس کے عقل و خیال کے کچھ نہ ہو سکے عطا سے ٹھیک۔ مہدی نے کہا ٹھیک ہے جلدی اس پر عمل کرو۔

ابن جریر نے ہیثم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ منصور نے ایک ہی دن میں اپنے بعض چچاؤں کو دس دس لاکھ دیئے اور اس دن اپنے گھر میں دس لاکھ تقسیم کئے کوئی خلیفہ ایسا نہیں گزرا جس نے ایک دن میں اتنی رقم خرچ کی ہو۔

ایک قاری نے منصور کے سامنے یہ آیت (ترجمہ) جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں پڑھی تو منصور نے قسم کھا کر کہا اگر مال بادشاہ کیلئے قلعہ دین اور دنیا کیلئے ستون اور عزت نہ ہوتا تو میں ایک درہم اپنی ملک میں رکھ کر ایک شب بھی نہ گزارتا لیکن مال کے خرچ کرنے میں بند نہ ہونا اس لئے ہے کہ میں نے عطا کرنے کے بعد کسی کو جیسے عین مال جمع کرتا ہوں۔

ایک اور قاری نے اس کے سامنے یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ ہی اسے پوری طرح پھیلا دے) پڑھی تو منصور نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا ہی خوب ادب سکھایا ہے۔

منصور کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد کے حوالے سے ابن عباس کا قول سنا کہ دنیا میں لوگوں کے سردار سخی لوگ ہیں آخرت میں ان کے سردار متقی لوگ ہوں گے۔

منصور نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے مہدی کو بلا کر اپنے اہل بیت عام مسلمین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ اسے کام کرنے کا طریقہ سکھایا۔ نیز سرحدوں کی حفاظت کیسے کرنی ہے وغیرہ وصیتیں کیں۔ نیز یہ کہ کوئی صورت کے بغیر مسلمانوں کے خزانوں کو کھولے کیونکہ اگر دس سال تک خراج کا ایک درہم بھی نہ آئے تب بیت المال میں مسلمانوں کی ضروریات کیلئے کافی مال ہے جو تیری فوج کی کفایت کر سکتا ہے اور تیرا قرض بھی ادا کر دیا۔ کیونکہ وہ بیت المال سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ مہدی نے والد کی وفات کے بعد اس کی تمام وصیتیں پوری کیں۔

منصور نے حج و عمرہ کا احرام رصافہ مقام سے باندھا اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے گیا اس نے اپنے لڑکے سے کہا میری پیدائش بھی ذی الحجہ میں ہوئی اور وفات بھی اسی ماہ میں ہوگی اسی چیز نے اس سال مجھے حج پر ابھارا ہے۔ پھر اس نے اسے رخصت کیا اور وہ چلا گیا راستے میں اسے مرض الموت پیش آ گیا۔ جب وہ مکہ میں داخل ہوا تو اس کا مرض بہت شدت اختیار کر گیا مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اس نے ایک چھت پر پڑھا گیا اس کے سامنے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) اے ابو جعفر! تیری وفات کا وقت قریب ہو گیا تیرے سال مکمل ہو گئے اللہ کا مقرر فیصلہ واقع ہونے والا ہے۔

(۲) اے ابو جعفر! کیا کوئی نجومی یا کاہن تجھ سے موت کی تکلیف دور کر سکتا ہے اس نے حاجب کو بلا کر یہ عبارت پڑھنے کا کہا تو اسے کچھ نظر نہیں آیا اسے معلوم ہو گیا کہ اسے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

مؤرخین کا قول ہے منصور نے موت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ کوئی شخص یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

(۱) ساکن اور حرکت کے سب لوگ موت کے قبضے میں ہیں۔

(۲) اے شخص! تو جو بھلائی کرتا ہے وہ تیرے ہی لئے ہو گی۔

(۳) بادشاہوں کا خوف، ستاروں کا آسمان میں گھومنا ہر ایک کی موت کا وقت آتا ہے۔

(۴) جب کہ بادشاہت ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہوتی ہے۔

(۵) اگر کسی کے ساتھ دولت ہمیشہ رہنے والی ہوتی تو اس کی بادشاہت کی عزت منتقل نہیں ہوتی۔

(۶) یہ دنیا بھی مسافر کے پڑاؤ کی طرح ہے اس میں پڑاؤ کرنے والے لوگ کوچ کرنے والے ہیں۔

منصور نے کہا یہ میری موت کا وقت ہے اور مقدر فیصلہ ہے اس نے ثنیہ الحجون میں بیت المقدس کی راہ میں قصر ملک میں منصور نے جو خواب دیکھا تھا اس نے اس کا ذکر ربیع سے کیا ربیع کہتے ہیں میں نے خواب دیکھا ہے جس میں کہا آپ کی ...

مزاحاً کہہ رہا ہے:

(۱) گویا کہ میں اس محل کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے رہنے والے ہلاک ہو گئے ہیں اور اس کی منازل اجڑ گئے۔

(۲) گیا اور سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔

اس کے بعد منصور ایک ماہ سے بھی کم ہی زندہ رہا تھا کہ حج کے سفر میں بیمار ہو گیا اور شدت مرض کی حالت میں مکہ پہنچا۔ وہیں اس کی وفات ہفتہ کی شب ۶ ذی الحجہ کو ہوئی۔ اس کی زبان سے سب سے آخر میں نکلنے والے یہ کلمات تھے "اللّٰھم بارک لی فی لقائک" بعض نے یہ کلمات نقل کیے ہیں: اے اللہ اگر مجھ سے امور عظیمہ سرزد ہوئے ہیں تو آپ کی اطاعت بھی تو ایک چیز میں کی ہے جو آپ کے نزدیک سب سے محبوب ہے یعنی میں تیری اطاعت کی ہے اور یہ احسان تیری طرف سے ایک بار لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے۔ اس کے بعد اس کی وفات ہوئی۔ اس کی انگوٹھی کا نقش "اللّٰہ ثقة عبداللّٰہ وبہ یؤمن" تھا۔ وفات کے وقت اس کی عمر مشہور قول کے مطابق ۶۳ سال تھی۔ اور مدت ۲۲ سال خلیفہ رہا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

اس کے چند اقوال جو حافظ ابن عساکر نے ذکر کیے ہیں یہ ہیں:

(۱) جب سے اس شخص نے پیٹ بھر کر کھانا شروع کیا ہے اس کے کتوں نے پیچھا اس کی موت ہی پر کیا۔

(۲) اہل علم و شرف کا تذکرہ [illegible] کر کے [illegible] کے دل کو [illegible] ہے۔

(۳) اگر وہ شخص جس نے اس [illegible] کے [illegible] تقویٰ الٰہی [illegible] نہ کیا جائے۔

(۴) اگر تمام شہروں کے بادشاہوں کے [illegible] کے محتاج ہو گئے [illegible] نے [illegible] سے نکالی۔

(۵) زوال اقتدار کہاں ہے جس نے [illegible] سے حکومت چھینی۔

(۶) جب انسان کو آدمی کی [illegible] لگتی ہے [illegible] کی طرف [illegible] ہے۔

(۷) بادشاہ [illegible] کی [illegible] آپس میں [illegible] کرتے ہیں۔

(۸) تو نے اسے حکومت [illegible] کی [illegible] کے بغیر [illegible] کیا۔

(۹) اس کے آگے جھک جاتی ہیں [illegible] کی وجہ سے [illegible] لیا [illegible] گا۔

(۱۰) اس نے اپنی حکومت کے [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible] گئے۔

(۱۱) [illegible]

(۱۲) [illegible] اپنے [illegible] تو [illegible] ہے۔

(۱۳) اس کے خوف سے [illegible] حالانکہ حقیقت میں اس [illegible] نہیں ہوتا۔

منصور وفات کے [illegible] نے [illegible] کی قبر [illegible] تھی۔ [illegible] سے [illegible] ہو جاتے تھے۔

منصور کی اولاد (۱) محمد جو منصور کے بعد ولی عہد تھے۔

(۲) جعفر الاکبر جو منصور کی زندگی میں ہی ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی ماں [illegible] تھی۔

(۳-۴-۵) عیسیٰ، یعقوب، سلیمان ان کی والدہ حضرت [illegible] تھیں۔

(۶) جعفر الاصغر [illegible] ام ولد سے تھے۔

(۷) صالح المسکین [illegible] ام ولد سے تھا [illegible] ہے۔

(۸) [illegible]

(۹) عالیہ [illegible]

مہدی بن منصور کی خلافت ۶ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو منصور کی وفات کے بعد بنی ہاشم کے رؤساء منصور کے دفن سے پہلے اس کے ساتھ جانے والے امراء اور عوام سے مہدی کی بیعت لی گئی۔ مکہ اور ان سے ایلچی کے ذریعہ جلد مہدی کے پاس بیعت کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ ۱۵ ذوالحجہ کو منارہ یہ پیغام لے کر پہنچا اس نے مہدی کو سلام خلافت کیا۔ پھر بیعت کے لئے دربار بیٹھے۔ اہل بغداد نے اس کی بیعت کی۔ تمام آفاق میں اس کی بیعت عامہ ہو گئی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ منصور نے موت سے ایک دن قبل خلافت برداشت کرتے ہوئے جلد لشکر امراء کو بلایا۔ اس نے اپنے بیٹے مہدی کے لئے تجدید بیعت کی۔ چنانچہ امراء نے اس کی طرف عجلت کرتے ہوئے جلدی سے بیعت کی۔

اس سال منصور کی وصیت کے مطابق ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی نے منصور کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کا قول ہے کہ مہدی کے ولی عہد بننے والے عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پہلا قول اصح ہے کہ مکہ کا [illegible] نائب تھا۔ مدینہ کا امیر عبدالصمد بن علی تھا۔ کوفہ کا امیر عمرو بن زہیر تھا۔ خراسان پر حمید بن قحطبہ تھا۔ [illegible] حسن بن زید اور ۱۵۸ھ [illegible] سعید بن [illegible] امیر تھا۔

واقدی کا قول ہے کہ اس سال ایک شدید وباء نے لوگوں کو آ لیا۔ اس کی وجہ سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے۔ جن میں عبداللہ بن حمید [illegible] شامل ہیں۔ معاویہ بن صالح [illegible] اور زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم کی تھے۔ انہوں نے [illegible] ان کا نسب عدنان تک پہنچتا ہے۔ وہ تمیمی عنبری کوفی فقیہ تھے۔ سے مشہور ہیں امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سب سے پہلے انہوں نے وفات پائی۔ قیاس کا بہت استعمال کرتے تھے۔ پھر [illegible] عبادت میں مشغول ہو گئے۔ بعد میں قضاء کا ان کو عہدہ پیش ہوا۔ آپ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۸ھ میں ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۵۹ھ

اس سال کا [illegible] خلیفہ عبداللہ محمد بن منصور مہدی تھا۔ اس نے سال کے شروع میں عباس بن محمد کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بلاد روم کی طرف بھیجا۔ ان کی معاونت کے لئے فوج بھی ان کے ساتھ کی۔ انہوں نے روم کا ایک بڑا شہر فتح کر لیا۔ خوب مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر صحیح سالم واپس آئے۔

اسی سال خراسان کے نائب حمید بن قحطبہ نے وفات پائی۔ مہدی نے اس کی جگہ ابوعون عبدالملک بن یزید کو حاکم بنایا۔ اور حمزہ بن مالک کو سجستان پر اور جبرئیل کو سمرقند کا حاکم بنایا۔

اسی سال مہدی نے مسجد "الرصافہ" بنوائی اور اس کی خندق کھدوائی۔ سال رواں ہی میں ایک بڑا لشکر ہند کی طرف روانہ کیا [illegible] اس کے [illegible] ہیں۔ اسی سال مصر کے نائب [illegible] نے وفات پائی۔ مہدی نے اپنے [illegible] حاتم کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی سال مہدی نے [illegible] کے علاوہ سب کو [illegible] نے [illegible] کے [illegible] حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن [illegible] مہدی نے حسن کو اپنے [illegible] کی نگرانی میں کر دیا۔ [illegible] سے بھاگ [illegible] کے بعد حسن نے خلیفہ کو اپنے [illegible] مہدی نے [illegible] نامی [illegible] مہدی کو [illegible] مہدی نے [illegible] اس کے [illegible] مہدی کا [illegible] حسن بن ابراہیم [illegible] اس کے بعد [illegible] اس کے پاس کر دیا۔

مہدی نے [illegible] اس کی [illegible] کر دیا۔

اس سال مہدی نے اپنا [illegible] سے شادی [illegible] نے اس سے [illegible]

اسی زمانہ میں بغداد کے جسر میں کشتیوں میں قصر کے تحت آگ لگ گئی مہدی نے خلیفہ بننے کے بعد پہلے ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ سے ولی عہدی سے دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ لیکن عیسیٰ نے تسلیم نہیں کیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کی اجازت طلب کی۔ مہدی نے اجازت دے دی۔ اس وقت کوفہ کا امیر روح بن حاتم تھا۔ اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ صرف سال کے علاوہ جمعہ کی نماز اور جمعہ کیلئے آتا ہے اور اپنی سواری سمیت مسجد میں آتا ہے جہاں اس کی سواری مسجد میں لید کرتی ہے۔

مہدی نے روح کو جواب لکھا کہ گلیوں کے دہانوں پر لکڑیاں لگوا دو کہ مسجد تک سواری پر نہ پہنچ پائے۔ لیکن عیسیٰ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے جمعہ سے پہلے ہی مسجد کے پاس مختار بن ابی عبید کے وارثوں سے اس کا گھر خرید لیا۔

عیسیٰ جمعرات کے روز ہی اس گھر میں آ جاتا۔ پھر جمعہ کے دن سواری پر سوار ہو کر مسجد میں آتا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہو گیا اور لوگوں کے ساتھ ملنا ترک کر دیا۔ عیسیٰ اپنے تمام اہل خانہ سمیت کوفہ کے اطراف میں پناہ گزیں ہو گئے۔

مہدی نے دوبارہ عیسیٰ سے عہدہ خلافت سے دستبرداری پر اصرار کیا۔ انکار کی صورت میں اس کو دھمکیاں دیں۔ دستبردار ہونے کی صورت میں اسے بڑی بڑی جاگیریں دینے کا وعدہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے مہدی کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ مہدی نے بڑی بڑی جاگیریں اس کے نام کر دیں اور ایک کروڑ درہم اور دیگر اموال بھی دیئے۔ اس کے بعد مہدی نے اپنے بیٹوں موسیٰ الہادی اور ہارون الرشید کو ولی عہد بنانے کیلئے لوگوں سے بیعت لی۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

اسی سال یمن کے نائب مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔ چنانچہ مہدی نے اسے امیر حج مقرر کیا اور وہ شوق کے ساتھ آیا۔

اس سال افریقہ پر یزید بن حاتم، مصر پر محمد بن سلیمان ابو ضمرہ، خراسان پر ابو عون، سندھ پر بسطام بن عمرو، اہواز و فارس پر عمارہ بن حمزہ، یمن پر رجاء بن روح، یمامہ پر بشر بن المنذر، مدینہ پر عبیداللہ بن صفوان، مکہ اور طائف پر ابراہیم بن یحییٰ، موصل پر احمد بن اسماعیل، کوفہ پر اسحاق بن صباح کندی، خراج کوفہ پر ثابت بن موسیٰ اور قضا پر شریک بن عبداللہ نخعی تھے۔

امارت بصرہ و بحرین و عمان اور اہواز کی فوج پر عبدالملک بن ایوب۔ بصرہ کی قضاۃ پر عبیداللہ بن حسن عنبری امیر تھے۔ ان کے علاوہ اکثر شہروں کے نائبین معزول کر دیئے گئے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد، عکرمہ بن عمار، مالک بن مغول، محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب المدنی جو فقہ میں مالک بن انس کے ہمسر تھے انہوں نے کچھ چیزوں میں امام مالک پر اعتراض کیا ان چیزوں میں امام مالک نے حدیث سے حجت بھی پکڑی لیکن ان میں امام مالک اعلیٰ اہل مدینہ کے تھے انہوں نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں یوسف بن ابراہیم کے نام سے معروف یوسف البرم نے خلیفہ مہدی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بہت سے افراد اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ اس کی وجہ سے تشویش ہو گئی۔ یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں آیا۔ دونوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ آخر کار دونوں سواریوں سے اتر کر گتھم گتھا ہو گئے۔ یزید بن مزید نے اس کی ایک جماعت یوسف ابرم سمیت گرفتار کر لی۔ انکی مشکیں کس دیں اور اونٹوں پر الٹا سوار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ پھر خلیفہ مہدی نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ پھر سب کی گردن اڑا دی گئی۔ پھر مہدی کے لشکر کے آخر میں جسر پر صلیب دی گئی۔ اس طرح اللہ نے ان کی سرکشی اور ان کا فتنہ بجھا دیا۔

موسیٰ کے لئے مہدی کی بیعت کا بیان قبل ازیں گزر چکا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے امر خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا۔ لیکن عیسیٰ نے اسے تسلیم نہیں کیا اور کوفہ میں قیام پذیر ہو گیا۔ مہدی نے اپنے جرنیلوں میں سے ایک جرنیل ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلانے کیلئے بھیجا۔ ہر ایک کے پاس ایک ڈھول تھا اور ان کو ایک ساتھ ڈھول بجانے کا حکم دیا جب وہ فجر کے وقت عیسیٰ کے پاس پہنچیں تو ہر ایک نے اپنا ڈھول بجانا شروع کر دیا تو عیسیٰ بن موسیٰ بہت خوفزدہ ہو گیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو خلیفہ کا

بیمار ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ آپ بھی بیمار ہوں۔ انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردستی اسے پکڑ کر اسی سال ۶ محرم جمعرات کے دن خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا۔

بنی ہاشم کے ایک وفد نے اور شیعی سرداروں نے اس سے ملاقات کر کے اس معاملہ میں بات چیت کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ مسلسل اسے قول واسطہ دیتے رہے حتیٰ کہ اسی سال ۲۳ محرم جمعہ کے روز مہدی نے ان کی بات مان لی۔ ۲۸ محرم جمعرات کے روز موسیٰ اور ہارون الرشید کیلئے بیعت لی گئی۔ مہدی ایک مجمع عام میں ایوان خلافت میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ تمام امراء حاضر ہو گئے اس کے بعد مہدی منبر پر کھڑا ہوا اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا۔ عیسیٰ بن موسیٰ منبر کی پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا۔

مہدی نے خطبہ شروع کیا اور کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے امر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے اور تمہاری گردنوں میں جو اس نے عہد باندھا تھا اسے معاف کر کے اسے موسیٰ ہادی کے حوالہ کر دیا ہے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی۔ پھر مہدی نے بیعت لی پھر تمام امراء نے حسب مراتب یکے بعد دیگرے بیعت کی۔ مہدی نے عیسیٰ سے طلاق و عتاق اور حج کی بھی قسمیں لکھوائیں۔ امراء، قضاۃ اور عام مسلمانوں نے اس پر گواہی دی۔ خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کو ۱۰ لاکھ درہم اور کئی گاؤں جاگیر دیا۔

اسی سال عبدالملک بن شہاب المسمعی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہند کے شہر باربد میں داخل ہوا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر منجنیقیں نصب کیں۔ اس پر نفط کے گولے پھینکے جس میں سے ایک جماعت جل گئی۔ بعض افراد ہلاک کر دیئے۔ اس شہر کو زبردستی فتح کر لیا پھر وہاں کچھ دن ٹھہرے رہے لیکن موسم سمندری سفر کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ وہاں ان کے منہ میں ایک بیماری لگ گئی۔ جس سے تقریباً ایک ہزار جانیں ہلاک ہو گئیں جن میں ربیع بن صبیح بھی تھے۔ جب سمندر قابل سفر ہوا تو انہوں نے واپسی کا سفر شروع کیا ساحل فارس پر طوفان آیا جس سے کشتیاں ٹوٹ گئیں جس کی وجہ سے ایک جماعت غرق ہو گئی۔ باقی ماندہ لوگ بصرہ پہنچے۔ اسی سال مہدی نے آل ابی بکرہ کا نسب بنو ثقیف سے ختم کر کے آپ ﷺ کے ساتھ وابستہ کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں ایک خط والی بصرہ کو لکھا۔ اور زیاد کا نسب ابو سفیان سے ختم کر دیا۔ اس کے متعلق خالد نجار نے شعر کہا:

(۱) زیاد، نافع اور ابوبکرہ میرے نزدیک عجیب ترین چیز ہیں۔

(۲) اپنے قول کے مطابق قریشی، غلام اور عربی ہیں یا یہ خیال کیا جاتا ہے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے کاتب نے اس کا حکم پورا نہیں کیا۔

اسی سال مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کو بغداد کا نائب بنایا۔ دوسرے لڑکے ہارون الرشید اور امراء کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جس میں یعقوب بن داؤد بھی تھا جس کے ساتھ حسن بن ابراہیم جیل خانہ سے بھاگ کر آ گیا۔ یعقوب نے اس کیلئے امان طلب کی۔ مہدی نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انعام دیا۔ مہدی نے اہل مکہ میں کثیر مال تقسیم کیے۔ تین کروڑ درہم جو عراق سے اور جو مصر اور یمن سے آئے تھے وہ بھی تقسیم کیے۔

حجاج نے مہدی سے شکایت کی کہ کعبہ پر بہت سارے غلاف ہیں جس کی وجہ سے اس کے منہدم ہونے کا خطرہ ہے۔ مہدی نے ان کے ہٹانے کا حکم دیا۔ جب وہ ہٹانے لگے تو ہشام بن عبدالملک کے غلاف تک پہنچے جو نہایت موٹے ریشم کا تھا۔ مہدی نے اس کے ہٹانے کا حکم دیا۔ اس سے پہلے اور بعد کے خلفاء کے غلافوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ غلافوں کے ہٹانے کے بعد انہوں نے کعبہ کو خوشبو سے لیپ کیا اور اسے نہایت عمدہ ریشمی غلاف پہنایا۔

بعض کا قول ہے مہدی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کعبہ کو دوبارہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کے طرز پر تعمیر کرنے کے بارے میں فتویٰ طلب کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں بعد میں آنے والے بادشاہ اس کو کھیل نہ بنا لیں۔ اس لئے اسے اسی حالت پر رہنے دیجئے۔ چنانچہ اس نے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

پھر محمد بن سلیمان مہدی کے لئے مکہ برف لے آیا۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لئے برف لائی گئی۔

مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کے بعد مہدی نے اس کی تزئین کرائی۔ اس میں تعمیر شدہ ایک کمرہ ختم کرایا اور منبر والی جانب سے منبر سے اس حصے کو ختم کرنا چاہا۔ جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑھایا تھا امام نے آپ سے کہا اس کے ہٹانے سے آپ کے پرانے حصے کے ختم ہونے کا خطرہ ہے۔ پس آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

مہدی نے درج ذیل افراد کو اصحاب سے شام کی جانب کے اہل سے ۵۰۰ آدمی منتخب کئے تھے کہ تم میرے چاروں طرف رہو اور انصار کہلاؤ۔ ان کے عطیات کے علاوہ ان کی دیکھ بھال کی۔ انہیں جاگیریں دیں جو انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

دیگر ان کے ساتھ سفیان بن حسین شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی ازدی۔ ابو بسطام واسطی نے اسی سال وفات پائی۔ شعبہ نے حسن واسط میں پرورش پائی۔ بصرہ آئے۔ تابعین کی ایک جماعت سے احادیث روایت کیں۔ ان سے ان کے مشائخ اور ائمہ اسلام کی ایک جماعت نے روایت کی وہ شیخ الکل تھے امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور تھے ثوری کا یہی قول ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ امام المتقین تھے۔ بہت بڑے زاہد تھے۔ عقل مند اور حسن سیرت کے مالک تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث معلوم نہ ہوتی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ یکتائے زمانہ تھے۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ ثقہ، مامون، حجت، صاحب حدیث تھے۔ وکیع کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دفاع حدیث کی بدولت جنت میں شعبہ کے درجات بلند کرے گا۔

صالح بن محمد جزرہ کا قول ہے سب سے پہلے اسماء الرجال کے بارے میں شعبہ پھر یحییٰ قطان پھر احمد پھر ابن معین نے کلام کیا۔ ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک سے بڑا عاقل اور شعبہ سے بڑا متقی نہیں دیکھا۔ اسی طرح ابن المبارک سے بڑا ناصح امت اور ثوری سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ مسلم بن ابراہیم کا قول ہے میں نے ہر وقت شعبہ کو نماز میں مشغول پایا وہ نماز کے بہت عادی تھے۔

نضر بن شمیل کا قول ہے شعبہ مساکین پر بہت مہربان تھے مسکین کے علاوہ کسی کو نہیں دیتے تھے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ میں نے شعبہ سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ عبادت کرتے کرتے ان کی کھال ان کی ہڈیوں سے لگ گئی تھی۔ یحییٰ قطان کا قول ہے کہ شعبہ مسکینوں پر بہت مہربان تھے جب کوئی مسکین ان کے پاس آتا تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا اس کی مدد کرتے۔ ابو سعید وغیرہ کا قول ہے شعبہ نے ۷۵ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۱ھ

اسی سال ثمامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ کی اور دابق میں اترا۔ رومیوں کا لشکر آگیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہو سکے۔

اسی زمانہ میں مہدی نے کنویں کھودنے، حوض بنانے اور مکہ کے راستے میں عمارات کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کی ذمہ داری یقطین بن موسیٰ کے سپرد کی۔ وہ مسلسل دس سال تک یعنی ۱۷۱ھ تک اسی کام میں مشغول رہے حتیٰ کہ عراق سے مکہ جانے کا راستہ سب سے عمدہ راستہ بن گیا۔ پانی اور خوراک وافر ہو گئی۔

اسی سال مہدی نے قبلہ اور مغربی جانب سے جامع مسجد بصرہ کی توسیع کی۔ اسی زمانہ میں مہدی نے اطراف میں خطوط لکھے کہ جن مساجد میں جماعت ہوتی ہے ان میں سے مقصورے ختم کر دیئے جائیں اور منبروں کو چھوٹا کر کے رسول اللہ ﷺ کے منبر کے برابر کر دیا جائے۔ چنانچہ تمام شہروں میں ایسا ہی کر دیا گیا۔

۱۶۱ھ میں مہدی کے نزدیک ابو عبید اللہ معاویہ کی خیانت واضح ہوگئی۔ مہدی نے اس پر نگران مقرر کر دیئے۔ اسماعیل بن صبیح بھی اس کے نگرانوں میں سے تھا پھر مہدی نے اسے معزول کر کے اس کا عہدہ ربیع حاجب کے سپرد کر دیا۔

اسی زمانہ میں عافیہ بن یزید اودی کو قاضی بنایا گیا۔ وہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کے لشکر میں فیصلے کیا کرتے تھے۔

اسی برس خراسان کی بستی مرو میں مقنع نامی شخص کا ظہور ہوا۔ جو تناسخ کی دعوت دیتا تھا۔ لوگوں کا ایک جم غفیر اس کے ساتھ مل گیا۔ امراء نے اس کے مقابلہ کیلئے اپنے امراء میں سے چند کو تیار کیا۔ اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کے باقی احوال عنقریب آ رہے ہیں۔

موسیٰ ھادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبیعی، زائدہ بن قدامہ، سفیان بن سعید بن مسروق الثوری نے اسی سال وفات پائی۔ ثوری امام اسلام، امام و مقتدی الناس تھے۔ تابعین کی ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ائمہ غیر ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی، شعبہ، ابو عاصم، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثوری امیر المومنین فی الحدیث تھے۔

ابن مبارک کا قول ہے میں نے گیارہ سو مشائخ سے احادیث لکھیں ثوری ان میں سب سے افضل تھے۔ ایوب کا قول ہے میں نے کسی کوفی کو ثوری سے افضل نہیں پایا۔

یونس بن عبید کا قول ہے ثوری افضل الناس تھے۔ عبداللہ کا قول ہے ثوری سب سے بڑے فقیہ تھے۔ شعبہ کا قول ہے علم و تقویٰ میں ثوری لوگوں کے سردار تھے۔ اصحاب مذاھب کا قول ہے ابن عباس، شعبی، ثوری تینوں اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں سے افضل تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میرے دل میں سب سے زیادہ وقعت ثوری کی ہے۔ تم جانتے ہو امام کون ہے؟ امام تو حقیقت میں ثوری ہی ہیں۔ عبدالرزاق کا قول ہے میں نے ثوری سے سنا کہا کرتے تھے کبھی بھی میرے قلب نے اپنے اندر رکھی ہوئی امانت سے خیانت نہیں کی۔ حتیٰ کہ ایک روز میں ایک دکان سے گزرا جس میں گانا گانے والا گانا گا رہا تھا۔ میں نے اس خدشہ سے کہ کہیں مجھے یہ یاد ہو جائے فوراً اپنے کان بند کر لئے۔ انہی کا قول ہے لوگوں کے محتاج بننے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں دس ہزار دینار چھوڑوں اور اللہ ان کے بابت مجھ سے حساب لے۔

محمد بن سعد کا قول ہے مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ ثوری نے ۱۶۱ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ کسی نے وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت کی طرف اور ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ آیت (الحمد للّٰہ الذی صدقنا وعدہ) پڑھ رہے تھے اور فرمایا کہ جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو علم کا بہت سا حصہ پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

ابودلامہ نے بھی اس سال وفات پائی۔

ابودلامہ کے حالات ...... زند بن الجون مزاحیہ شاعر عاقل اصلاً کوفی ہے بغداد میں اقامت اختیار کی۔ منصور کے ہاں مقام حاصل کیا۔ کیوں کہ دلامہ منصور کو ہنساتا تھا اسے اشعار سناتا تھا۔ اس کی تعریف کرتا تھا۔

ابودلامہ ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ جعفر منصور کی عم زادی تھی۔ جسے منصور حمادہ بنت عیسیٰ کہتا تھا منصور غم سے نڈھال تھا۔ مٹی ڈالنے کے وقت ابودلامہ موجود تھا۔ منصور نے اسے کہا تو ہلاک ہو آج کے دن کیلئے تو نے کیا تیار کیا اس نے کہا امیر المومنین کی عم زاد کو۔ منصور اسقدر ہنسا کہ گر پڑا۔ پھر اسے کہا تو نے ہمیں رسوا کر دیا۔

ایک روز ابودلامہ، مہدی کو سفر سے واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو ابودلامہ نے اسے دو شعر سنائے۔

(۱)...... میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی کسی بستی میں آپ کو صحیح سالم اور مال و دولت کی حالت میں دیکھ لیا۔

(۲)...... تو آپ ﷺ پر درود پڑھیں گے اور میری جھولی کو دراہم سے بھریں گے۔

مہدی نے کہا پہلی بات تو درست ہے ہم رسول ﷺ پر درود پڑھیں گے دوسری بات صحیح نہیں۔ ابودلامہ نے کہا اے امیر دونوں باتیں اکٹھی ہیں اس لئے دونوں میں فرق مت کرو۔ مہدی نے اس کی جھولی بھرنے کا حکم دیا۔ پھر اسے کہا لوٹ جا اس نے کہا ان دراہم کی وجہ سے میری قمیص پھٹ جائے گی۔ اس لئے اس نے دو دراہم ایک تھیلی میں ڈال لئے پھر چلتا بنا۔

ابن خلکان کا قول ہے ابودلامہ کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ اس نے طبیب سے اس کا علاج کرایا بچہ کے صحت یاب ہونے کے بعد طبیب سے کہا تجھے

دیئے کہ ہمارے پاس کوئی نہیں ہے جس کے ہاتھ تیرا حق ثابت ہو تم جاؤ اور اس یہودی پر دعویٰ کرو ہم حاضر ہیں اور تیرے حق میں گواہی دیں گے۔ چنانچہ اس نے ایک یہودی پر دعویٰ کر دیا یہودی نے انکار کیا تو ابو دلامہ اور اس کے لڑکے نے طبیب کے حق میں گواہی دے دی۔ قاضی نے ان کی گواہی رد کرنے اور ان کے بارے میں تحقیق طلب کرنے کے بارے میں غور کیا اور خوف زدہ ہو گیا قاضی نے مصالحت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے طبیب کو اپنے پاس سے رقم دے دی اور یہودی کو چھوڑ دیا۔

ابو دلامہ نے اسی سال ابن جوزی کے قول کے مطابق، یا ہارون الرشید کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۲ھ

اسی سال ارض جزیرہ میں عبدالسلام بن ہاشم یشکری نے خروج کیا۔ بہت سے لوگ اس کے مددگار بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ امراء کی ایک جماعت نے اس کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس پر قابو نہ پا سکے۔ مہدی نے اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ ان کی خوب مالی مدد کی۔ لیکن وہ بھی کئی بار شکست کھا گئے بالآخر وہ اسی سال قتل ہوا۔

اسی زمانہ میں حسن بن قحطبہ نے رضا کاروں کے علاوہ اسی ہزار سوار لے کر موسم گرما کی جنگ کی۔ اس نے روم میں گھس گھس کر کئی علاقے اور شہر جلا دیئے۔ بہت سی عمارتیں ویران کر دیں۔ بچوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح یزید بن اسید سلمی نے باب قالیقلا کے نزدیک بلاد روم میں جنگ کی مال غنیمت حاصل کر کے بچوں کو گرفتار کر کے صحیح سالم واپس لوٹ آیا۔

اسی سال جرجان میں ایک جماعت نے خروج کیا۔ انہوں نے عبدالقہار نامی شخص کے ساتھ مل کر سرخ لباس پہن لیا۔ طبرستان سے عمرو بن علاء نے اس کا مقابلہ کر کے اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے تمام شہروں کے معذوروں اور محبوسین کے لئے وظیفہ جاری کیا جو ایک بہت بڑا کار خیر تھا اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا اور اسی سال ابراہیم بن ادہم نے وفات پائی۔

ابراہیم بن ادہم کے حالات:..... یہ مشہور عابد ہیں اکابر زاہدین میں سے ہیں بہت عالیشان کے مالک تھے یہ ابراہیم بن ادہم بن منصور بن یزید بن عامر بن اسحاق تمیمی ہیں۔ انہیں عجلی بھی کہا جاتا ہے۔ اصلاً بلخ کے ہیں پھر شام میں سکونت پذیر ہوئے بعد میں دمشق منتقل ہو گئے اپنے والد، اعمش، ابو ہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد، ابو اسحاق سبیعی اور ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ایک جماعت (جس میں بقیہ، ثوری، ابو اسحاق فزاری، محمد بن حمید ہیں) نے روایت کی۔

ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمن الجوزی عن ابراہیم بن ادہم عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ایک روز میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سبب پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رو پڑا آپ ﷺ نے فرمایا مت رو کیونکہ دنیا کی بھوک پر قناعت کرنے والے کو قیامت کی سختی تکلیف نہیں دے گی۔

اسی طرح بقیہ عن ابراہیم بن ادہم کے طریق سے ابو ہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرب قیامت میں انسان کو ہلاک کرنے والے فتنے رونما ہوں گے ان سے عالم اپنے علم کے ذریعہ نجات پائے گا۔

نسائی کا قول ہے ابراہیم بن ادہم ثقہ مامون اور زاہد تھے۔ ابو نعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم خراسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لڑکے تھے۔ شکار کے بڑے دلدادہ تھے کہتے ہیں کہ ایک روز میں ایک لومڑی کے پیچھے نکلا۔ میری زین کے پچھلے حصہ سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا نہ اس کا حکم دیا گیا کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا میں نے کہا میں رک گیا ہوں میرے پاس رب العالمین کی طرف سے

اونے والا آگیا۔ اس کے بعد میں گھر گیا۔ گھوڑا چھوڑ کر اپنے والد کے ایک چرواہے کے پاس گیا۔ اس سے میں نے جبہ اور چادر لی اور اپنے کپڑے وہیں چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ وہاں چند دن میں نے کام کیا۔ مجھے وہاں کی روزی کے حلال ہونے میں شک تھا۔ میں نے حلال رزق کے بارے ایک شیخ سے سوال کیا تو انہوں نے بلاد شام کی طرف میری رہنمائی کی پھر میں طرسوس چلا گیا۔ وہاں پر چند روز میں نے باغات کی دیکھ بھال کی۔ کھیتی کی کٹائی کی۔ میری زندگی کے سب سے خوشگوار دن شام میں گزرے۔ میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک دوڑتا تھا مجھے دیکھنے والا پاگل کہتا۔ پھر میں جنگلات میں گھومتا ہوا مکہ پہنچا۔ وہاں پر ثوری اور فضیل بن عیاض کی تربیت میں رہا۔ پھر شام چلا گیا وہیں انتقال ہوا۔

ابراہیم بن ادھم اپنے ہاتھ کی کمائی (باغات کی دیکھ بھال اور دوسری کھیتیوں کی کٹائی وغیرہ) سے کھاتے تھے۔

انہی سے مروی ہے کہ جنگل میں ایک شخص سے ان کی ملاقات ہوئی تو ابراہیم بن ادھم نے اسے اسم اعظم سکھا دیا۔ وہ اس کا ورد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خضر علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آپ نے میرے بھائی داؤد کو اسم اعظم سکھایا ہے۔ قشیری اور ابن عساکر نے اس کو غیر صحیح الاسانید کے ساتھ روایت کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس سے کہا الیاس نے تمہیں اسم اعظم سکھایا ہے۔

ابراہیم کا قول ہے اپنی روزی حلال کرو اگر تم رات میں تہجد اور دن میں روزہ نہ رکھو تو کوئی حرج نہیں۔

ابونعیم نے ابراہیم کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اکثر ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے معصیت کی ذلت سے طاعت کی عزت کی طرف منتقل کر دے۔

ابراہیم سے کہا گیا کہ گوشت مہنگا ہو گیا۔ انہوں نے کہا تم گوشت مت خریدو خود ہی سستا ہو جائے گا۔ اعمش کا قول ہے ابراہیم کے اوپر سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے ابراہیم یہ کیا کھیل بنا رکھا ہے؟ (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے) اللہ سے ڈر اور قیامت کیلئے توشہ تیار کر۔ ابراہیم اپنی سواری سے اترے دنیا چھوڑ کر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔

ابن عساکر نے اپنی اسناد سے روایت کیا جس میں مذکور ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ایک روز خوشگوار جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اچانک خوبصورت حسین داڑھی والا ایک بوڑھا آیا جس نے میرا دل کھینچ لیا۔ میں نے غلام کو حکم دیا اسے بلا کر لاؤ۔ میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا اس نے انکار کیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے۔ انہوں نے جواب دیا ماوراء النہر سے میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے جواب دیا حج کا اس وقت یکم یا دو ذی الحجہ تھی میں نے کہا اس وقت حج؟ انہوں نے جواب دیا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے میں نے کہا حج کو چلیں گے۔ اس نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو رات تیری وعدہ گاہ ہے رات وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا اللہ کا نام لے کر جلدی تیاری کر چنانچہ میں نے سفری کپڑے پہن لئے اور ہم چل پڑے گویا زمین ہمارے نیچے سے سرکتی جا رہی ہے ہم شہروں کو قطع کرتے ہوئے کہتے جا رہے تھے کہ یہ فلاں شہر ہے یہ فلاں شہر ہے حتیٰ کہ ہم کوفہ پہنچ گئے تو اس نے کہا کہ تیری وعدہ گاہ رات ہے مجھ سے جدا ہو گیا۔

پھر رات والے آدمی دوبارہ میرے پاس آ گیا چنانچہ گزشتہ رات کی طرح ہم چلے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے پھر ہم مکہ گئے ہم رات کو اس کے پاس گئے ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ پھر ہم شام واپس آ گئے۔ ہم نے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں۔ پھر میں تو پہلے وعدہ کی طرح اپنے شہر بلخ چلا گیا۔ میں نے اس کے نام کے بابت اس سے سوال نہیں کیا مجھے اس قسم کا یہ پہلا امر پیش آیا۔

ایک دوسرے ضعیف طریق سے مروی ہے کہ ابو حاتم رازی نے ابی نعیم کے واسطے سے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ اگر صحابہ میں ہوتے تو صاحب فضیلت شخص ہوتے اور آپ ﷺ کے راز دار ہوتے۔ میں نے ظاہر میں آپ کو نہ روزہ زیادہ رکھتے یا زیادہ عبادت کرتے نہیں دیکھا لیکن وہ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے آخر میں اپنا ہاتھ کھینچتے۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے ابراہیم صاحب فضیلت انسان تھے ان کے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز کے معاملات کی حد تک تعلق تھا میں نے ظاہراً کبھی انہیں عبادت کرتے نہیں دیکھا۔ کھانا میں سب سے آخر میں فارغ ہوتے۔

بشر حافی کا قول ہے چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کی وجہ سے درجات بلند فرمائے ان میں سے ایک ابراہیم بن ادھم بھی ہیں۔ ابن عسا

کرتے معاویہ بن حفص کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم نے صرف ایک حدیث سنکر اہل زمانہ کی خرابیوں کو پکڑ لیا منصور نے ربعی بن خراش کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں اللہ اور اس کے عباد کا محبوب بن جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا چھوڑنے سے اللہ کا محبوب اور زائد از ضرورت چیزیں لوگوں کو دینے سے لوگوں کا محبوب بن جائیگا۔

ابن ابی الدنیا نے ربیع کے حوالے سے ادریس کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم چند علماء کے پاس بیٹھے تھے وہ علماء حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابراہیم خاموش تھے۔ کچھ دیر بعد ابراہیم نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا اس کے بعد آخر تک خاموش رہے۔ ان کے بعض ساتھیوں نے خاموشی پر انہیں ملامت کی۔ تو کہنے لگے اس مجلس کی مضرت میں آج تک اپنے دل میں محسوس کر رہا ہوں۔

رشدین بن سعد کا قول ہے ابراہیم اوزاعی کے پاس سے گزرے تو لوگ اوزاعی کے چاروں طرف حلقہ کئے بیٹھے تھے۔ ابراہیم نے کہا اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوتے تو وہ اس سے عاجز آ جاتے۔ یہ سنکر اوزاعی حلقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ابراہیم بن بشار کا قول ہے ابراہیم بن ادہم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کیوں چھوڑ دی انہوں نے کہا تین چیزوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نعمتوں پر شکر کرنے گناہوں پر توبہ کرنے موت کی تیاری کرنے کی وجہ سے پھر زور سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے لوگوں نے آواز سنی میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل اندازی مت کرو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ابراہیم سے کہا آپ کو عمل صالح اچھا ملا ہے آپ کا علم دل سے ہونا چاہئے۔ کیوں کہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا ستون ہے ابراہیم نے ان سے کہا آپ کے علم و عمل دل سے ہونے چاہئے ورنہ آپ ہلاک ہو جائینگے۔ ابراہیم کا قول ہے اللہ نے فقراء پر کتنا بڑا احسان فرمایا کہ روز قیامت ان سے زکوۃ حج۔ جہاد صلہ رحمی۔ کسی چیز کے بابت سوال نہیں ہوگا صرف ان مساکین اغنیاء سے سوال ہوگا۔ شقیق بن ابراہیم کا قول ہے میں نے ابن ادہم سے شام میں ملاقات کی میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو عراق میں اس حالت میں دیکھا تھا کہ تیس نوکر آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ آپ نے خراسان کیوں چھوڑ دیا آسائش کیوں ترک کر دی؟

انہوں نے جواب دیا خاموش رہو میں نے اچھی زندگی صرف یہیں گزاری ہے۔ میں اپنا دین ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک لئے پھرتا ہوں۔ مجھے دیکھنے والا مجنون یا قلی یا ملاح سمجھتا رہا پھر فرمانے لگے مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز ایک فقیر لایا جائے گا۔ اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا۔ اللہ اس سے پوچھیں گے اے میرے بندے تو نے حج کیوں نہیں کیا۔ وہ کہے گا اے میرے رب آپ نے مجھے کوئی چیز عطا کی نہیں جس سے میں حج کرتا اعلان ہوگا میرے بندے نے سچ کہا اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔ پھر فرمایا میں نے شام میں ۲۴ سال جہاد کیلئے اقامت نہیں کی میں نے تو رزق حلال کیلئے یہاں اقامت اختیار کی۔

ابراہیم کا قول ہے حزن دو قسم کے ہیں ایک تیرے لئے فائدہ مند دوسرا نقصان دہ۔ تیرا آخرت کیلئے غم کرنا تیرے لئے فائدہ مند ہے دنیا کیلئے غم کرنا تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

ابراہیم کا قول ہے زہد تین قسم پر ہے ایک واجب دوسرا مستحب تیسرا سلامت۔ حرام چیزوں سے رکنا زہد واجب ہے۔ حلال چیزوں سے رکنا زہد مستحب ہے شبہات سے رکنا زہد سلامت ہے ابراہیم اور آپ کے اصحاب اپنے نفس کو حمام۔ ٹھنڈے پانی۔ جوتی سے بچاتے تھے۔ نمک میں مصالحہ لیتے تھے۔ جب پر تکلیف دسترخوان پر مدعو ہوتے تو اچھا کھانا ساتھیوں کی طرف کر دیتے۔ خود روٹی اور زیتون کھاتے۔ فرماتے حرص اور طمع کی قلت صدق اور تقویٰ کا سبب ہے حرص اور طمع کی کثرت غم اور بھوک کا سبب ہے۔

ایک شخص نے خراسان میں ابراہیم کو جبہ پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تو غنی ہے تو میں اسے قبول کروں گا اگر تو فقیر ہے تو پھر اسے قبول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میں غنی ہوں آپ نے اس سے پوچھا تیرے پاس کتنی رقم ہے؟ اس نے کہا دو ہزار آپ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ وہ چار ہزار ہو جائیں اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو فقیر ہے میں اسے قبول نہیں کروں گا ان سے کہا گیا کہ کاش آپ شادی کر لیتے فرمایا اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنے نفس کو طلاق دے دیتا۔

ابراہیم نے مکہ میں بے سرو سامانی کی حالت میں پندرہ دن گزارے ریت والے پانی کے علاوہ کوئی توشہ نہیں تھا۔ ایک وضوء سے پندرہ نمازیں پڑھیں۔ ایک روز گھاس کے ریزے پانی میں بھیگے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

ابو یوسف غسولی نے ابراہیم کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اس سے بقدر تناول کر کے کھڑے ہو گئے گھاٹ سے پانی پی لیا، پھر آ کر لیٹ گئے۔ کہنے لگے اے ابو یوسف اگر بادشاہوں کو ہماری آسودہ حالی کا پتہ چل جائے تو وہ اس پر زندگی کے حصول کیلئے تلوار کے ذریعہ ہم سے جدال کریں۔ ابو یوسف نے کہا قوم نے راحت اور نعمتیں تلاش کی تو وہ راہ راست سے بھٹک گئے ابراہیم مسکرا کر فرمانے لگے آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی ابراہیم مصیصہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ ایک سوار نے آ کر ابراہیم کے بارے میں استفسار کیا۔ اس کی رہنمائی کی گئی۔ اس نے کہا اے میرے آقا! میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے آپ کا مال قاضی کے پاس ہے میں دس ہزار درہم، گھوڑا اور خچر لایا ہوں تا کہ آپ خرچ کریں۔ ابراہیم نے کافی دیر سوچ کر فرمایا اگر تو سچا ہے تو یہ چیزیں تیرے واسطے ہیں۔ کسی کو اس کی خبر مت دینا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ابراہیم نے بلخ پہنچ کر قاضی سے مال لیکر سارا کا سارا راہ خدا میں خرچ کر دیا۔

وادی تک چند ساتھی آپ کے ساتھ رہے۔ ان کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا آپ نے فرمایا اس جنگل میں بہت سردی کا موسم تھا۔ چنانچہ ایک ساتھی جنگل گیا آدمیوں سے تھیلا بھر لایا ابراہیم نے معلوم ہونے پر فرمایا اگر صبر کرتا تو عیسیٰ بن مریم کی طرح تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملتی۔

ایک ساتھی نے آپ سے بھوک کی شکایت کی تو وہ دو رکعت نفل پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد آپ کے ارد گرد دینار تھے آپ نے اس سے کہا ان میں سے ایک لو چنانچہ اس نے ایک اٹھا کر اس سے کھانا خریدا۔ مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم کام سے فارغ ہو کر انڈا اور گھی خریدتے تھے کبھی بھنا ہوا گوشت، اخروٹ، حلوہ خریدتے وہ اپنے ساتھیوں کو کھلا دیتے خود روزہ کی حالت میں ہوتے۔ افطاری کے وقت ہلکا سا کھانا کھاتے اچھا کھانا نہیں کھاتے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں سے ان کی محبت والفت کیلئے حسن سلوک کریں۔

اوزاعی نے ابراہیم بن ادھم کی دعوت کی ابراہیم نے کھانا کم کھایا۔ اوزاعی نے کم کھانے کی وجہ دریافت کی ابراہیم نے جواب دیا آپ نے کھانا کم تیار کیا۔ پھر ابراہیم نے اوزاعی کی پر تکلف دعوت کی۔ اوزاعی نے پوچھا اسراف نہیں ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا اسراف تو وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔ لوگوں پر خرچ کرنا تو عین دین ہے۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم نے ایک مرتبہ کھیتی کاٹی جس کی اجرت انہیں بیس دینار ملے۔ ابراہیم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے حجام کے پاس گئے حجام ان سے صرف نظر کر کے دوسروں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔ آپ کے ساتھی کو اس پر غصہ آ گیا۔ حجام نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے ابراہیم نے کہا ہم حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ حجام نے انہیں فارغ کر دیا۔ ابراہیم نے حجام کو بیس دینار دے کر کہا میں نے اس لئے دیے ہیں تا کہ آئندہ تو کسی فقیر کی تحقیر نہ کرے۔

علماء میں سے کسی کا قول ہے ابراہیم نے صدق اور فیاضی میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کی نہ کہ صوم و صلوٰۃ میں۔

ابراہیم کا قول ہے دھاڑنے والے شیر سے بھاگنے کی طرح لوگوں سے بھاگو۔ جمعہ اور جماعت میں پیچھے مت رہو۔ ابراہیم جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے ساتھ سفر کرتے تو اس سے حدیث بیان کرتے۔ جب مجلس میں ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا حاضرین کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔ بعض مرتبہ ابراہیم اور سفیان ثوری سردی میں فجر تک گفتگو کرتے۔ ثوری ابراہیم کے ساتھ گفتگو کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ ایک شخص کے بارے ابراہیم کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے صبح ہونے کے بعد ثوری ان کے پاس گئے سلام کیا۔ اسے ہدیہ پیش کیا۔ اس سے کہنے لگے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ انسان یقین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا تا آنکہ وہ اپنے دشمن سے مامون ہو جائے۔ ایک شخص نے ثوری سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے تو پوری زندگی عبادت میں گزار دی۔ دنیا اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ ابراہیم نے اس سے پوچھا کیا تیرے بال بچے ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا، ابراہیم نے کہا انسان کا اپنے بال بچوں کے فاقہ سے ڈرنا کئی سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔

اوزاعی نے ابراہیم کو بیروت میں لکڑیوں کا گٹھڑ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر انہیں کہا اے ابو اسحاق تمہارے بھائی اس کام کیلئے کافی ہیں ابراہیم نے اسے کہا اے ابو عمرو خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ طلب حلال کیلئے ذلت اختیار کرنے والے انسان کیلئے جنت واجب ہے ابراہیم بیت المقدس سے نکلے۔ راستہ سے گزرتے ہوئے پہرہ داروں نے آپ سے پوچھا کیا آپ غلام ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا بھگوڑے غلام ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے آپ کو جیل میں بند کر دیا وہاں کے باشندوں کو آپ کی گرفتاری کا پتہ چلا تو انہوں

نے عرض کیا کہ آپ کے غلام سے اس کی شکایت کی۔ اس نے انکار کیا انہوں نے کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے ہیں اس نے ابراہیم کو بلوا کر ان سے پوچھا ابراہیم نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہیں ان سے پوچھئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ غلام ہیں میں نے جواب دیا ہاں۔ اس لئے کہ میں اللہ کا غلام ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ بھگوڑے غلام ہیں۔

میں نے کہا ہاں۔ اسلئے کہ میں گناہوں سے بھاگ گیا ہوں پھر اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ اچانک شیر سامنے آ گیا۔ آپ نے اسکو مخاطب کر کے کہا اگر ہمارے متعلق تجھے کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پورا کر ورنہ جس جگہ سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ وہ شیر دم ہلا کر بھاگ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دعا کیا کرو اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں اپنی اس پناہ میں لے جسکا قصد نہیں کیا جاتا۔ اپنی قدرت سے ہم پر رحم فرما۔ ہمیں ہلاک مت کیجئے اے اللہ آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ خلف بن تمیم کہتے ہیں میں نے اس دعا پر مداومت کی۔ مجھے کسی چور وغیرہ نے نہیں چھوا اس بات کیلئے دوسرے وجوہ سے کئی شواہد بھی روایت کئے گئے۔

ابراہیم کے بارے منقول ہے کہ ایک رات آپ نماز میں مشغول تھے تین شیر آئے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑے سونگھے پھر پیچھے ہٹ کر آپ کے قریب بیٹھ گیا دوسرے اور تیسرے نے بھی اسی طرح کیا۔ ابراہیم مسلسل اپنی نماز میں مشغول رہے۔ صبح کے وقت ان سے کہا اگر تمہیں ہمارے بارے میں کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پورا کرو۔ ورنہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے ایک بار ابراہیم کسی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

پھر فرمانے لگے اگر کوئی اللہ کا ولی پہاڑ کو حرکت کا حکم دے تو وہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ ابراہیم نے اسے پاؤں مار کر کہا ٹھہر جا۔ میں نے تو اپنے ساتھیوں کو مثال دینے کیلئے تجھے پاؤں مارا تھا۔ اس پہاڑ کا نام جبل ابی قبیس ہے۔

ابراہیم ایک بار کشتی میں سوار تھے کشتی کو موجوں نے گھیر لیا۔ ابراہیم سر پر چادر ڈال کر لیٹ گئے۔ کشتی والوں نے زور زور سے چیخنا اور دعا کرنا شروع کی۔ انہوں نے ابراہیم کو بیدار کر کے کہا کیا آپ ہماری بے کسی کو نہیں دیکھ رہے۔ ابراہیم نے کہا اصل بے کسی تو لوگوں کا محتاج ہونا ہے۔ پھر فرمانے لگے اے اللہ آپ نے ہمیں اپنی قدرت دکھا دی۔ اب ہمیں اپنا عفو بھی دکھا دیجئے اس کے بعد سمندر تیل کے پیالے کی مانند ہو گیا۔ پھر کشتی والوں نے آپ سے کشتی کی اجرت دو دینار کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اسے کہا میرے ساتھ چلو میں آپ کو آپ کی اجرت دوں گا۔ ابراہیم انہیں لیکر ایک جزیرے کے پاس پہنچے۔ پھر وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا کی دعا سے فارغ ہوئے آپ کے اردگرد بہت سے دینار پڑے ہوئے تھے آپ نے ان کو کہا اپنا حق وصول کرو۔ کسی سے اس کا ذکر مت کیجئے حذیفہ مرعشی کا قول ہے میں ابراہیم کے ساتھ کوفہ کی ایک مسجد میں پہنچا ہم نے کئی دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا۔ ابراہیم نے مجھ سے کہا شاید آپ بھوکے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے ایک رقعہ لیکر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام حالات میں آپ ہی مقصود اور مشار الیہ ہیں میں آپ کی حمد ذکر شکر ادا کرنے والا۔ میں بھوکا پیاسا ننگا اور چھ چیزوں میں سے تین کا میں ضامن ہوں تین کے آپ ضامن بن جائیں۔

غیر اللہ کی مدح کرنا آگ کا مجھ پر غلبہ ہے جس میں گھسا ہوں۔ اپنے غلام کو آگ سے آزاد کر دیجئے۔ پھر مجھے کہا اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے یہ رقعہ لے جاؤ راستے میں جس شخص سے سب سے پہلے تیری ملاقات ہو اسے دے دینا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نکلا تو سب سے پہلے خچر پر سوار شخص سے ملاقات ہوئی۔ میں نے وہ رقعہ اس کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے پڑھ کر اشکبار ہو گیا۔ اس نے مجھے چھ سو دینار دیئے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا یہ نصرانی ہے۔ اس کے بعد میں ابراہیم کے پاس آ گیا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں بتایا۔ ابراہیم نے کہا تھوڑی دیر بعد وہ آ کر اسلام قبول کرنے والا ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ابراہیم کہا کرتے تھے کہ ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے ہماری اصل زندگی ہماری وفات کے بعد ہے۔ پھر یا تو جنت ہے یا جہنم ہے۔ ملک الموت دیگر فرشتوں کے ساتھ تیری روح کو قبض کرنے آیا ہے اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قبر میں جانے اور منکر نکیر کے سوالات سننے سے آگاہ کر اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قیامت کی ہولناکی، رسوائی اور حساب کا اس کے سامنے ذکر، اسوقت تیری کیا حالت ہوگی۔ اس کے بعد ابراہیم بن ادھم ایک چیخ

مار کر بے ہوش ہو گئے۔

ابراہیم نے ایک شخص کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ نہ ہونے والی چیز کی طمع مت کر، ہونے والی چیز کو مت بھول۔ اس سے اس کی وضاحت طلب کی گئی فرمایا کہ دنیا کی بقا میں طمع مت کر، حالانکہ موت تیری جستجو میں ہے مرنے والے شخص کو ہنسی کیسے آتی ہے علاوہ ازیں اسے اپنے جنت یا جہنم کے مقام کا بھی معلوم نہیں اس کے بعد ابراہیم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ابراہیم کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو بھول کر دنیا سے محبت کرنے والے انسانوں کو اس کی دس کم پایا ہے۔

آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور سر پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اس نے آپ سے وجہ پوچھی آپ نے جواب دیا کہ میں قیامت کے دن کو یاد کر رہا ہوں نیز فرمایا کہ جب تو توبہ کا آئینہ غور سے دیکھے گا تو تجھ پر تیرے گناہوں کی برائی واضح ہو جائے گی۔

ابراہیم نے ثوری کو لکھا اپنے مطلوب کو پہچاننے والا اس پر خرچ کرنے سے ذلیل ہو گا۔ بد نظری کرنے والے کا غم طویل ہو گا امید کو آزاد چھوڑنے والے کا عمل برا ہو گا زبان کو آزاد چھوڑنے والا اپنے نفس کو قتل کرنے والا ہے۔

بعض لوگوں نے ابراہیم سے گزر بسر کے متعلق سوال کیا ابراہیم نے شعر پڑھا ہم نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگایا دین و دنیا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ابراہیم اکثر ضرب المثل کے طور پر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

(۱) دنیا نے اپنے شر سے کیوں بچایا بچہ پیدائش کے وقت کیوں روتا ہے؟
(۲) وہ اس دنیا کی راحت اور کشادگی کی وجہ سے روتا ہے۔
(۳) گویا دنیا میں آتے ہی وہ تکالیف نظر آ جاتی ہیں جن سے وہ عنقریب دوچار ہونے والا ہے۔
(۴) گناہ قلوب کو مردہ کرنے والے ہیں گناہوں پر دوام دل میں ذلت پیدا کرتا ہے۔
(۵) گناہوں کا ترک قلب کی حیات ہے ان سے اجتناب تیرے حق میں بہتری ہے۔
(۶) دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہبوں نے خراب کیا ہے۔
(۷) انہوں نے قلوب کو فروخت کر دیا لیکن نفع نہیں ہوا فروخت کرنے سے ان کی قیمت میں اضافہ ہوا۔
(۸) قوم نے ایک مردار میں آسودہ حالی محسوس کی حالانکہ اہل عقل پر اس کی بدبو واضح ہو چکی۔

ابراہیم کا قول ہے کہ تقویٰ کی حسن اخلاق اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں کی فکر میں مشغول ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ تجھ پر اللہ کے مطیع دل سے اچھے الفاظ اختیار کرنا لازم ہے اپنے گناہوں کی فکر میں لگنے اللہ کے سامنے توبہ کرنے سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اپنی امیدگاہ صرف اللہ کو سمجھو۔

ابراہیم کا قول ہے کہ اپنے محبوب کی ناپسندیدہ شئی کو پسند کرنا محبت کی علامت نہیں ہے۔ ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں انہوں نے دنیا کو مبغوض رکھا ہم اس سے محبت کرتے ہیں انہوں نے اس سے بے رغبتی اختیار کی ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اس نے تم سے دنیا کی ہلاکت کا وعدہ کیا تم اسے حفاظت کا ذریعہ سمجھتے ہو۔ اس نے تم کو مال جمع کرنے سے منع کیا تم اسے جمع کرتے ہو اور اس حقیقی زندگی کی طرف اس کے اس رب نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اس منادی کو جلد جواب دیا۔ اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا اور اس نے تمہیں امید دلائی اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے اور تم اس کے حسن و جمال میں مشغول ہو اور تم اس کی لذت میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے داغوں میں تھرتھراتے ہو اور حرص سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو۔

ایک شخص نے ابراہیم سے کثرت عیال کے بارے میں شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ان میں سے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہیں اسے میرے پاس بھیج دے۔ وہ شخص خاموش ہو گیا۔

ابراہیم کا قول ہے کہ میں پہاڑوں میں چل رہا تھا کہ ایک پتھر پر عربی میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے

(۱) ہم دنیا کو پیوند لگا کر جوڑتے ہیں اور اپنے دین کو [illegible] کرتے ہیں۔

(۲) [illegible] آخرت کو ترجیح دے [illegible] اعمال کرے [illegible]۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں [illegible] اشعار [illegible] ایک شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بڑی چٹان کے پاس لے گیا اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(۱) [illegible] بادشاہ کے [illegible] اپنے [illegible]۔

(۲) [illegible] موت [illegible]۔

(۳) [illegible] گناہوں کا حساب ہوگا۔

(۴) [illegible] ابراہیم کہتے ہیں کہ جب میں [illegible] غائب تھا۔

ابراہیم کا قول ہے کہ [illegible] عمل کرنے والے کے لئے [illegible] ہیں۔

ابراہیم کا قول ہے کہ [illegible] عبادت [illegible] کے لئے [illegible] ہے۔ [illegible] کہ ہم نے [illegible] حفاظت [illegible] ہم اپنے زمانے میں [illegible] کی پابندی کرے۔

[illegible] خطیب نے [illegible] ابراہیم [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ کسی نے ایک راہب سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے مجھے [illegible] اشعار پڑھے۔

(۱) لوگوں سے [illegible] اپنے [illegible] سے بے خوف مت ہو۔

(۲) [illegible] مجھے [illegible] ہیں۔

(۳) [illegible] نقصان [illegible] گے۔

[illegible] ابراہیم سے کہا کہ راہب نے [illegible] نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے تو اس نے چند اشعار پڑھے

(۱) [illegible] مت [illegible]۔

(۲) [illegible] لوگوں سے [illegible]۔

(۳) [illegible] پایا ہے۔

(۴) [illegible] ہو چکا۔

[illegible] ابراہیم نے [illegible] نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے اس نے کہا لوگوں سے [illegible] ہو جا [illegible] تو مجھے [illegible] بات کی [illegible] چند اشعار پڑھے

(۱) [illegible] شیطان کے جال میں سے [illegible] ہو گیا۔

(۲) [illegible] گے۔

(۳) [illegible] کے [illegible] ہے۔

[illegible] آپ بھی مجھے [illegible] نصیحت کیجئے [illegible]

[illegible] اشعار پڑھنے لگے

(۱) [illegible] کے لئے تیار ہو جا۔

(۲) اے میرے بھائی! مجالس اور وعظ کرنے چھوڑ دے اپنی نماز کے لیے الگ تھلگ مقام بنا لے۔

(۳) بلکہ یہاں پر ایسا زندہ دل بن جا گویا تو مردہ ہے جس سے قرابت دار ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔

علی بن محمد قصری کا قول ہے کہ میں نے جبلی سے کہا مزنی نے آپ کو نصیحت کی آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا کہ دل کی حفاظت سے کیے جانے والا عمل اختیار کر اللہ کا محبوب بن جائے گا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) تو پراگندگی کے گھر میں ہے تو اس کے لیے تیاری کر۔

(۲) دنیا کو اس دن کی طرح بنا لے جس دن تو نے خواہشات سے روزہ رکھا ہو۔

(۳) جب تو روزہ رکھے تو اپنی وفات کے دن کو یوم الفطر بنا۔

ابن فرودہ کا قول ہے کہ میں نے علی سے کہا کہ جبلی نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کہ اپنے وقت کی حفاظت کر اللہ کے لئے عبادت اختیار کر اشیاء کی قیمت اپنے دل سے نکال دے اس سے تیرا امن جمع ہوگا اور تیرا مرتبہ بلند ہوگا پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) تیری زندگی چند گنتے ہوئے سانس ہیں اس میں سے ایک سانس گزرنے کے ساتھ زندگی کا ایک جز کم ہو جاتا ہے۔

(۲) تو صبح و شام کرتا ہے تیرا دل رکا ہوا ہے تو اسے کتنا کھو رہا ہے اس سے تجھے مارنے والے کی اور ندا کرنے والے اور تیری ہوئی خواہشات مجھ سے مذاق نہیں کرتی۔

ابو محمد کا قول ہے کہ میں نے احمد سے کہا کہ علی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بھائی اطاعت کو لازم پکڑ قناعت اختیار کر آخرت کی تیاری کر خواہشات سے اجتناب کر دنیا کے بدلے میں آخرت کو ترجیح مت دے لالچ کو ترک کر کے مقصود اصلی میں لگ جا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) گزشتہ گناہوں پر میں نادم ہوں خواہشات کا لالچ کرنا مذموم ہوتا ہے۔

(۲) موت کے بعد اطمینان کے حصول کے لیے اللہ کا خوف پیدا کر عنقریب اللہ عادل سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

(۳) دنیا سے اعراض کر وہ شخص کوئی روکنے والا نہیں اگر اس کا قدم پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہوگا۔

ابن زاہین کا قول ہے کہ میں نے ابی محمد سے کہا احمد نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ خوب یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو وہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل ان کے نفوس کے ساتھ اترتے ہیں پس تو دیکھ تیرا دل کہاں اتر رہا ہے یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ قلب کے ان کے بقدر قریب ہوتا ہے اور قلب اسی کے بقدر قریب ہوتے ہیں اپنے دل کو دیکھ کتنا قریب ہے پھر انہوں نے یہ اشعار سنائے:

(۱) لوگوں کے دل پردوں میں اترتے ہیں اور ان کی ارواح بھی وہیں اتری ہیں۔

(۲) اور اس کی آسودگی اس کے قرب کی لذت میں ہے جو کہ خدائی یکتا توحید کے ساتھ تازہ ہوتی ہے۔

(۳) مگر اس کے احسان سے قریب کے گھر میں ان کے لیے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کو زیادہ بڑی امید ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے ابن زاہین سے کہا کہ حمیدی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اس پر بھروسہ کر اس کی محبت اختیار کر اس کا حکم تیرے لیے اپنے پسند کرنے سے بہتر ہے پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) اللہ سے دوستی لگا لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

(۲) تو جس طرح چاہے لوگوں کو آزما تو ہر حالت میں ان کو بچھو کی طرح پائے گا۔

ابو محمد عبداللہ المصری کا قول ہے کہ میں نے خطیب سے کہا کہ ابن زاہین نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ اپنے سب سے بڑے دشمن نفس سے بچ زاہدانہ عادات اختیار کر جو تیری سب سے بڑی ہے اللہ کا خوف اختیار کر کے اس کی حفاظت کر اپنے دل پر جو اس کے اوصاف حاصل کر یقیناً وہ بے دینی اور برائی کا حکم دینے والا ہے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو ہلاکت اور ذلت کے گھاٹ پر اتارنے والا

ہے اپنے تمام معاملات میں سچ اختیار کرنا اور خواہش کی پیروی مت اختیار کر کیونکہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا اور آپ نے یہ اشعار سنائے

(۱) اگر تو زہد اور آخرت کے ساتھ شہرت و امامت کی جستجو میں ہے۔

(۲) تو خواہش نفس کی پیروی مت کر یہ شیطانی فساد کی جڑ ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ابراہیم بن ادہم کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۱۶۲ھ کا ہے اس کے علاوہ ۱۶۱ھ و ۱۶۳ھ کا بھی ہے لیکن صحیح ابن عساکر کا قول ہے مورخین نے ذکر کیا ہے کہ کروم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں ابراہیم نے مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی جس رات ان کا پیٹ خراب تھا اور قے کی حالت میں بار بار پیٹ الٹا رہے تھے اور ہر بار وضو کیا وفات کے وقت ابراہیم نے کہا کہ میری کمان پر چلہ چڑھاؤ چنانچہ چڑھا دیا گیا تو انہوں نے پکڑ کر دشمنوں کی طرف تیر کا رخ کیا اسی حالت میں ان کی وفات ہوگی۔

ابو سعید بن اعرابی کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم کی کتاب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنا ہے کہ جو سفیان کو بہت پسند تھا۔

(۱)...... دنیا نے انہیں بلایا تھا اور وہ دور رہے اور صاحب تقویٰ اسی طرح ہمیشہ فتنوں سے دور رہتا ہے۔

(۲) ان میں سخاوت اور وفاداری اور صبر ہے اور یہ سب اعلیٰ اخلاق ہیں۔

(۳) ان کے سینے میں عقل اور علم کا سمندر ہے اور رشد و ہدایت میں صدق و یقین کا سمندر پایا جاتا ہے۔

(۴) ان میں فضیلت ہے جو سچے کے ساتھ مجھے کفایت کرے گا اگر یہ صفت پوری دنیا میں ہوتی تو سب کو وہ بھی کفایت کرے گا۔

(۵) یہ سب بہترین دوست ہیں انسان پر وہ سلام پڑھتا ہے۔

(۶) غیروں کے کھانوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا صاحب تقویٰ بھوکا رہا۔

(۷) جب تو جوان عالم کو تقویٰ اختیار کرتا دیکھے تو تقویٰ کا بیٹا تجھے اس پر تھکاوٹ کے نشان دکھائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں اور ترمذی نے جامع ترمذی میں معلقاً ابراہیم بن ادہم سے مسح علی الخفین کے بارے میں حدیث روایت کی۔

ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی الفقیہ الزاہد نے اسی سال وفات پائی۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ بعد میں داؤد فقہ چھوڑ کر کتابیں دفن کر کے صرف عبادت میں مشغول ہو گئے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ داؤد الطائی کی تعظیم کی جائے گی ابن معین کا قول ہے کہ داؤد ثقہ تھے مہدی کے پاس بغداد آتے تھے پھر کوفہ لوٹ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بھی ذکر کی ہے اور فرمایا کہ ۱۶۲ھ میں داؤد نے وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ شیخ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۳ھ

اسی سال مقنع زندیق کا محاصرہ کیا گیا جس کا خراسان میں ظہور ہوا تھا جو تناسخ کا قائل تھا بیوقوفوں اور جاہلوں کی ایک جماعت نے اس کی جہالت اور گمراہی کے باوجود اس کی اتباع کی اس سال وہ قلعہ کش میں پناہ گزین ہو گیا۔ سعید حرشی نے مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا جب اس نے خطرہ محسوس کیا تو خود زہر پی لیا اور بیویوں کو بھی پلا دیا۔ جس سے سب مر گئے ان پر اللہ کی لعنت ہو اس کی ہلاکت کے بعد اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اس کا سر قلم کر کے مہدی کے پاس حلب بھیج دیا گیا۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مقنع کا نام عطا تھا بعض نے حکیم کہا ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے مقنع ابتداء میں دھوبی تھا پھر اس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ ایک چشم بدصورت تھا اس نے سونے کا چہرہ بنایا ہوا تھا اس کی جہالت کے باوجود ایک بہت بڑی جماعت اس کی پیروکار بن گئی اور

[illegible] دور دراز کی مسافت سے [illegible] تھا پھر غائب ہو جاتا [illegible] اس کی [illegible] پھر انہیں سے [illegible] کی خدمت [illegible] لوگوں [illegible] بہت [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام کی شکل [illegible] پھر [illegible] کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

جب مسلمانوں نے [illegible] قلعے [illegible] کی جانب [illegible] کا محاصرہ کیا تو [illegible] نے [illegible] مسلمانوں نے ان کی تمام [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

اس سال مہدی نے [illegible] سے جہاد کے لئے خراسان وغیرہ سے لشکر تیار کئے [illegible] ہارون الرشید [illegible] کے ساتھ [illegible] لشکر [illegible] ہارون [illegible] کے ساتھ [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت بہت [illegible] فتوحات عطا کیں [illegible] مہدی کے [illegible] کی بشارت [illegible] مہدی نے اس کا انعام [illegible] کے لئے [illegible] اضافہ کر دیا۔

اسی سال میں مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مقرر کیا پھر اسے بھی معزول کر کے عبداللہ بن صالح کو [illegible] والی بنا دیا۔

[illegible] ہارون الرشید [illegible] بیت المقدس [illegible] اس سال [illegible] مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

[illegible] بن [illegible] بن عثمان [illegible] شعبہ [illegible] وفات پائی۔

[illegible] اسی سال [illegible] انہوں نے وفات پائی۔

[illegible] بصری [illegible] اسی سال وفات پائی [illegible] وفات کا سبب [illegible] ہو گئیں۔

واقعات ۱۶۳ھ

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے بلاد روم میں جنگ کی [illegible] کے لشکر کے ساتھ [illegible] مسلمانوں کا [illegible] جنگ [illegible] کا [illegible] نے [illegible] کی [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] ابن [illegible] ایوب [illegible] بن [illegible] بصری [illegible] وفات پائی۔

واقعات ۱۶۵ھ

اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو رومیوں کی جنگ کے لیے تیار کیا اس کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا اور اس کے خرچ کے لیے ایک لاکھ چورانوے ہزار [illegible] دینار اور [illegible] درہم دیے [illegible] تفصیل [illegible] خلیج [illegible] تک پہنچ گیا [illegible] روم کی بادشاہ [illegible] کی بیوی [illegible] تھی [illegible] سالانہ [illegible] ادا کرے۔

رشید نے رومیوں سے ہونے والے مختلف معرکوں میں [illegible] ہزار رومیوں کو قتل کیا [illegible] پانچ ہزار [illegible] افراد قیدی بنائے کے بعد [illegible] ایک [illegible] تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئیں مروان بن ابی حفصہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے

(۱) تو نے رومیوں کے [illegible] ان کی فصیلوں [illegible]۔

(۲) [illegible] جنگ کی [illegible]۔

سلیمان بن [illegible] اور بعض علماء نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۶ھ

اسی سال رشید [illegible] فتوحات کے ساتھ بغداد میں [illegible] کے ساتھ [illegible] میں مہدی نے اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کے بعد ہارون کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور اس کا لقب الرشید رکھا۔

اسی سال مہدی یعقوب بن داؤد سے [illegible] ابن جریر نے [illegible] کہ مہدی نے خلافت کے [illegible] اس کے بارے میں [illegible] ہے

(۱) اے بنی امیہ جاگو، تمہاری نیند طویل ہو گئی، حقیقی خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔

(۲) اے قوم! تمہاری خلافت ضائع ہو گئی ہے، اللہ کے خلیفہ کو شراب اور سارنگی میں تلاش کرو۔

[illegible] مہدی [illegible] عراق [illegible] انہوں نے مہدی [illegible] مہدی کے [illegible] ایک [illegible] مہدی نے [illegible] مختلف قسم کے [illegible] مختلف [illegible] کے [illegible] مہدی نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا مجھ سے کہا کہ [illegible] نے کہا کہ جلدی یہ کام کر کے میرے پاس آ جانا پھر اس نے [illegible] سامان مجھے اسے قتل کرنے کا حکم [illegible] لونڈی اور ایک لاکھ [illegible] سے بھرا ہوا لے گئے [illegible] سے خوش نہیں ہوا مگر پیچھے نے بعد میں نے اس لونڈی کو گھر کے ایک کونے میں پردہ میں چھپا دیا پھر میں نے اس علوی کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب اسے حاضر کیا گیا میرے پاس بیٹھ گیا میں نے گفتگو کی میں نے اس کو سب سے زیادہ عقلمند پایا پھر اس نے مجھے کہا کہ اے یعقوب! اللہ سے میرے خون کے ساتھ ملاقات کرے گا [illegible] آپ علیہا السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں میں نے کہا [illegible] میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ [illegible] جانا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ جہاں جانا چاہتا ہے چلا جا [illegible] کوئی تجھ پر قابو حاصل نہ کر سکے ورنہ مجھے تیرے ساتھ سمیت ہلاک کر دے گا۔

اس کے بعد علوی میرے پاس سے چلا گیا میں نے اس کی [illegible] اس کے شہر تک پہنچانے کے لیے آدمی اس کے ساتھ کر دیے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس [illegible] اس لونڈی کو کیسے پتہ چل گیا وہ اس کو میرے ساتھ جاسوسی کے لیے رکھا گیا تھا چنانچہ اس لونڈی نے خادم کے ذریعے مہدی کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔

مہدی نے علوی کے پیچھے [illegible] راستے پر [illegible] مہدی کے سامنے حاضر کر دیا مہدی نے [illegible] کر کے بند کر دیا اسی دن مہدی نے مجھے بلایا میں حاضر ہو گیا مجھے علوی کے واقعہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے علوی کے بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو اس سے بے فکر کر دیا اس نے کہا کیا مر گیا؟ میں نے کہا کہ ہاں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں پھر اس نے کہا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میری قسم اٹھاؤ میں نے قسم اٹھا لی پھر اس نے کہا اے غلام جو کمرے میں ہے اسے نکالو تو علوی باہر آ گیا میں اس کے سامنے شرمندہ ہو گیا پھر مہدی نے کہا کہ اب تیرا خون میرے لیے حلال ہے پھر اس نے [illegible] کنوئیں میں بند کر دیا۔

یعقوب کا قول ہے کہ مہدی نے مجھے کسی جگہ قید کر دیا جس میں [illegible] تھا اس دوران میری آنکھیں ضائع ہو گئیں اور میرے سر کے بال بڑھ گئے میری ہیئت جانوروں کی طرح ہو گئی [illegible] اسی حالت میں مجھے ایک دن بلایا گیا میں کنوئیں سے نکلا تو مجھے کہا گیا امیر المؤمنین پر سلام [illegible] میں نے مہدی سمجھ کر سلام کیا میں نے جب مہدی کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے پوچھا کہ ہادی؟ اس نے کہا کہ اللہ ہادی پر بھی رحم کرے پھر میں نے پوچھا کہ رشید؟ اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ میری بیماری اور میری کمزوری دیکھ رہے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں پس اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو میں نے کہا کہ مکہ کا [illegible] مکہ چلا [illegible] گیا پھر تھوڑے دنوں کے بعد ہی انتقال ہو گیا۔

یعقوب مہدی کو اپنے سامنے نبیذ استعمال کرنے [illegible] نصیحت کرتا تھا [illegible] میں نے تیری صحبت اختیار کی [illegible] نمازوں کے بعد شراب [illegible] مہدی سے کہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واقعات ۱۶۷ھ

اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ الہادی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جرجان بھیجا ابان بن صدقہ کو اس کا کاتب بنایا [illegible] مہدی نے [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ کی وفات ہوئی کوفہ کے نائب روح بن حاتم نے اس کی وفات کا [illegible] ایک جماعت کو گواہ بنایا [illegible]۔

اسی سال مہدی نے عبداللہ [illegible] کو [illegible] سے معزول کر کے [illegible] بن [illegible] کو [illegible] اپنے مرتبے کے مطابق [illegible] تھا۔

اسی سال [illegible] زندیقوں [illegible] کی طرح [illegible] بڑا عالم [illegible] تھا۔

اسی سال مہدی نے مسجد حرام میں بہت زیادہ اضافہ کیا [illegible] شامل کر دیئے گئے اس نے [illegible] مہدی کی وفات ہو گئی [illegible]۔

اسی سال [illegible] نے حج [illegible]۔

اسی سال [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا [illegible] کے بعد [illegible] کا انتقال ہو گیا [illegible]۔

[illegible] اسی سال وفات پائی [illegible] اس نے اشعار [illegible] اس کی تعریف [illegible] مہدی [illegible] اشعار [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible]۔

حسین بن صالح بن یحییٰ، حماد بن سلمہ، ربیع بن مسلم، سعید بن عبدالعزیز بن مسلم، حمیۃ الطویل، جمیل، عتبہ بن ابان بن صمعہ (جو مشہور خوف الٰہی سے رونے والوں اور عابدین میں سے تھا، اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھاتا تھا روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا) قاسم بن حمزہ اور ابو ہلال محمد بن سلیم محمد بن طلحہ ابوحمزہ سکری محمد بن میمون نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۸ھ

اسی سال رمضان میں رومیوں نے وہ عہد توڑ دیا جو ہارون رشید نے اپنے والد مہدی کے حکم سے ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان طے کیا تھا وہ اس پر صرف ۳۲ ماہ قائم رہے جزیرہ کے نائب حاکم نے سواروں کو روم بھیجا انہوں نے قتل کیا گرفتار کیا مال غنیمت حاصل کیا گیا وسالم واپس لوٹ آئے۔

اسی سال مہدی نے دواوین الازمہ بنائے بنوامیہ اس سے واقف نہیں تھے۔

اس سال علی بن محمد المھدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حسین بن یزید بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اسی سال وفات پائی منصور نے انہیں مدینے کا والی بنایا تھا پانچ سال کے بعد ناراض ہو کر منصور نے ان کو مارا اور قید کیا تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

حماد عجرد نے بھی اسی سال وفات پائی یہ بے ہودہ گو مزاحیہ شاعر تھا ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا بشار بن برد کی ہجو کرتا تھا مہدی کے پاس کوفہ آیا تھا پھر اس پر زندیقیت کی تہمت لگی۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ طبقات شعراء میں کوفہ میں تین حماد ان پر زندیقیت کی تہمت لگی (۱) حماد الراویہ (۲) حماد عجرد (۳) حماد بن زبرقان نحوی یہ تینوں بیہودہ گو شاعر تھے۔ خارجہ بن مصعب عبداللہ بن حسن حصین بن ابی الحسن بصری (جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی رہے ہیں) نے بھی اسی سال وفات پائی خالد حزاء داؤد بن ابی ہند سعید الجریری سے سماع کیا ابن مہدی نے ان سے روایت کی یہ ثقہ فقیہ تھے اصول و فروع میں ان کے چند منتخب مسائل تھے جن میں ان کی طرف چند غلط کلام بھی منسوب ہے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو جواب میں غلطی کھا گئے قائل نے ان سے کہا کہ صحیح مسئلہ یوں ہے تھوڑی دیر کے بعد سوچ کر فرمانے لگے کہ جب میں لوٹوں گا تو ذلیل ہوں گا۔ حق میں دم بن کر رہنا باطل میں سر بننے سے بہتر ہے اسی سال ذیقعدہ میں وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے دس سال کے بعد وفات ہوئی۔ مصر کے قاضی غوث ابن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الجری نے بھی اسی سال وفات پائی یہ پسندیدہ حکام میں سے تھے منصور کے زمانے میں تین بار دیار مصر کے حاکم بنے فتح بن سلیمان ایک قول کے مطابق قیس بن ربیع محمد بن عبداللہ بن علاثہ بن علقمہ بن مالک ابو الیسر عقیلی نے بھی اسی سال وفات پائی، ابو الیسر مہدی کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی تھے نام عالیہ بن یزید تھا ابن علاثہ کو قاضی الجن بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ایک کنواں تھا اس سے پانی بھرنے والوں کو جنات تکلیف دیتے تھے ابن علاثہ نے انہیں ایک بار مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے دن اور تمہارے لئے رات کا ہم نے فیصلہ کیا ہے اس کے بعد دن میں جنات کسی کو تکلیف نہیں دیتے تھے ابن معین کا قول ہے کہ ابن علاثہ ثقہ تھے امام بخاری کا قول ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔

واقعات ۱۶۹ھ

اسی سال محرم میں ماسبذان میں بخار کی وجہ سے مہدی بن منصور کی وفات ہوئی بعض کا قول ہے کہ گھوڑے نے اس کو ہلاک کیا تھا اس کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی۔

مہدی بن منصور کے حالات...... اس کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ المہدی امیر المومنین ہے اس کو

مہدی کا لقب دیا گیا اس امید پر کہ وہ حدیث کا موعود مہدی ہوگا حالانکہ حقیقت میں وہ نہیں تھا اگرچہ نام میں دونوں مشترک ہیں لیکن فعل میں جدا جدا ہیں اس مہدی کا نزول دنیا کا فساد سے بھرپور ہونے کے وقت آخری زمانہ میں ہوگا وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و زیادتی سے بھرپور ہوگی۔

بعض کا قول ہے کہ مہدی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق میں نزول ہوگا جیسا کہ احادیث الفتن والملاحم میں آ رہا ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے طریق سے حدیث میں آیا ہے کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا ابن عباس اور کعب احبار سے بھی اسی قسم کی حدیث موقوفاً مروی ہے جو صحیح نہیں۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے تعین لازم نہیں آتی ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اب اول اور ثانی حدیث میں تعارض ہو گیا واللہ اعلم مہدی کی والدہ ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ الحمیری تھی۔ مہدی نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ بسم اللہ با آواز بلند پڑھتے تھے۔ اس روایت کو ان سے یحییٰ بن حمزہ الحضرمی نے روایت کیا ہے انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دمشق آمد کے وقت مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی اور اسے آپ کی طرف منسوب کیا اس روایت کو یحییٰ بن حمزہ کے علاوہ دوسروں نے روایت کیا مہدی نے اس کو مبارک بن فضالہ سے روایت کیا مہدی سے جعفر بن سلیمان ضبعی محمد بن عبداللہ رقاشی ابو سفیان سعید بن یحییٰ نے بھی اسے روایت کیا۔

مہدی کا سن پیدائش ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۱ھ ہے اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۵۸ھ میں خلیفہ بنے اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی ارض بلقاء کے ایک مقام میں پیدا ہوئے سن وفات ۱۶۹ھ یا ۱۶۸ھ یا ۱۹۳ھ یا ۱۶۳ھ ہے ان کی خلافت دس سال ایک ماہ رہی۔ مہدی گندمی رنگت، دراز قد، گھنگریالے بال، اس کی ایک آنکھ میں سفید نشان تھا بعض کا قول ہے کہ دائیں بعض کا قول ہے کہ بائیں آنکھ کا ہے۔

ربیع حاجب کا قول ہے کہ میں نے مہدی کو ان کے کمرہ میں چاندنی رات میں حسین و جمیل لباس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں فیصلہ نہ کر سکا کہ مہدی کا لباس، اس کا کمرہ اور چاند میں سے کون حسین تھا؟ پھر یہ آیت پڑھی:

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم

پھر اس نے مجھے حکم دیا میں نے اس کے اقارب میں سے ایک قیدی کو حاضر کیا اس نے اسے چھوڑ دیا۔

جب اسے اپنے والد کی وفات کا مکہ میں علم ہوا تو اس نے دو دن تک اپنے والد کی وفات کو چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا پھر اس نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ امیر المومنین کے پاس اللہ کا پیغام آ گیا تھا جسے انہوں نے قبول کیا پس عند اللہ میں اپنے آپ کو امیر المومنین محسوس کرتا ہوں اور خلافت کے مسئلہ میں اس سے مدد طلب کرتا ہوں پھر لوگوں نے اس کی بیعت کی ابو دلامہ نے ایک قصیدہ میں اس کی تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی۔

(۱) ...... میری دو آنکھوں میں سے ایک امیر کے دیکھنے سے خوش باش اور دوسری اشکبار ہے۔
(۲) ...... کبھی وہ ہنستی اور کبھی روتی ہے جس بات سے وہ واقف ہے وہ اسے تکلیف دیتی ہے اور جس سے واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے۔
(۳) ...... محرم میں خلیفہ کی موت اس کے لئے تکلیف دہ ہے اس مہربان خلیفہ کا کھڑا ہونا اس کے لئے خوش کن ہے۔
(۴) ...... جسے میں دیکھ رہا ہوں تو نہیں دیکھ رہا نہ میں بالوں کو دیکھتا ہوں کہ انہیں کنگھی کروں اور دوسرا اتر رہا ہے۔
(۵) امت محمدیہ کا خلیفہ فوت ہو گیا تمہارے پاس اس کے بعد اس کا جانشین آ گیا۔
(۶) ...... اللہ نے اسے خلافت سے سرفراز فرمایا اور خوش نما باغات سے اسے نوازا۔

مہدی نے ایک روز اپنی تقریر میں کہا کہ اے لوگو جیسے تم ہماری اطاعت ظاہر کرتے ہو ویسے پوشیدہ بھی رکھو عافیت تمہیں خوش کرے گی انجام کی تم تعریف کرو گے اے لوگو! جو تم میں عدل قائم کرتا ہے ظلم کا لباس تم سے لپیٹتا ہے تمہیں سلامتی اور خوشگوار زندگی عطا کرتا ہے اس کی اطاعت کرو اللہ کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اپنے نفس کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے حسن کلام سے لوگوں کے چہرے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے والد کے خزانے نکالے جو بے شمار تھے انہیں لوگوں میں

تمہارے باپ نے اہل اموال لوگوں میں سے جو ناحق یا ظلماً لیے ان کی فہرست کے مطابق بیت المال سے مہدی نے ان کو عطیہ کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیے ان کا والد بیت المال کے خزانے پر جا کر نظر ڈالتا تو وہ اموال ان کے مال سے ملا دیتا اور دوبارہ جمع کرتا تو بعض نے کہا مہدی کے لیے ان کے لیے اور اخلاق کے لحاظ سے تفصیل ہے کہ وہ قتل از پیش ہو چکا کہ ان سے کوئی چیز لی جاتی تھی۔

مہدی نے قاضی سے کہا کہ شریک آپ نے پچھلی رات نماز پڑھی اس نے کہا کہ اس کے متعلق آپ کو کیا ہے کہا اپنا شریک نے کہا کہ ایسا نہیں ہے اے امیر المومنین مہدی نے کہا کہ زندیق ہے تو میں تجھے قتل کروں گا تو شریک نے کہا کہ اسلام زندیق کی علامات ہوتی ہیں جن کے ذریعے اس کی شناخت کی جاتی ہے جیسے کہ شراب پینا اور گانے والیاں رکھتے ہیں۔

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت آدھی رات کو مہدی نے اپنے گھر میں اہل ہونا پایا پھر وہ کہنے لگا کہ تیرا کیا حال ہے اور اس کو کیا ہوا آپ نے فرمایا ہے کہ تم پر سلام ہو اور اس مسئلہ میں دعا میں مشغول رہو کہ تمہاری آزمائش ختم ہو گئی۔

ایک دفعہ ایک شخص مہدی کے پاس جوتی لے کر حاضر ہوا کہنے لگا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتی مبارک ہے میں نے آپ کے لیے تحفہ لائی ہے مہدی نے اسے لے کر اسے بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور اس کے لیے دس ہزار کا حکم دیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ آپ ﷺ نے ان جوتیوں کو دیکھا تک نہیں آپ ﷺ نے انہیں نہ کبھی پہنا تھا میں نے صرف اس لیے یہ قبول کیا ہے کہ کہیں وہ یہ کہتا نہ پھرے کہ لوگوں میں سے کہ میں نے خلیفہ کو رسول اللہ ﷺ کی جوتی پیش کی اس نے قبول نہیں کی اور لوگ اس کی تصدیق کریں گے کیونکہ عام لوگ ہمیشہ کمزور کی مدد کرتے ہیں خواہ وہ ظالم ہی ہو اس لیے ہم نے اسے دس ہزار دے کر اس کی بات ختم کر دی ہے یہی طریقہ ٹھیک معلوم ہوا۔

مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا ایک دفعہ غیاث بن ابراہیم اس کے پاس آیا جس کے متعلق جھوٹا ہونا بیان کیا گیا ہے اس نے مہدی کو حدیث نبوی ﷺ سنائی لا سبق الا فی خف او نعل او حافر اور اس میں او جناح کا لفظ بڑھا دیا مہدی نے اس کے لیے دس ہزار کا اعلان کیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لفظ آپ ﷺ پر افترا کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس کے بعد مہدی نے کبوتر بازی کا ذکر نہیں کیا۔

واقدی کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس گیا تو اس نے اس کے بارے میں چند احادیث بیان کیں جن کو اس نے لکھ لیا وہ اٹھ کر اپنی عورتوں کی طرف گیا پھر وہاں سے غصہ کی حالت میں نکلا میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں خیزران کے پاس گیا تو اس نے مجھ پر حملہ کر دیا میرے کپڑے پھاڑ دیے اور کہا کہ میں نے تجھ سے کوئی خیر نہیں دیکھی قسم بخدا اے واقدی میں نے اسے ایک غلام فروش سے خریدا تھا اس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور میں نے اپنے بعد اس کے بیٹوں کو ولی عہد بنایا میں نے کہا اے خلیفہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں شریف آدمی پر غالب آ جاتی ہیں اور کمینے سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی اسی طرح اس کے بارے میں کئی احادیث مجھے اس وقت یاد تھیں میں نے اسے سنائیں تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دیے جب میں گھر کے قریب پہنچا تو ایک خیزران کا غلام دو ہزار دینار لیے ہوئے پہنچا اور کہنے لگا کہ اس نے تمہارے شکریہ اور تعریف کے بدلے دیا ہے۔

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ مہدی نے ایک سپاہی کو ایک شخص کو سونپ کر اسے قتل کرنے کا حکم دیا ایک لونڈی نے اس کے بارے میں اطلاع دی جس کا نام حسن تھا وہ ایک جگہ پر چھپا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اسے بہت سے ڈرانے کی کوشش کی مگر وہ نہ ڈرا پھر اس نے اسے بتایا کہ حقیقتاً مطلوب یہاں ہے اس نے اپنے آپ سے ڈرانے کی کوشش کی تو اس سے پہلے کہ لوگوں کے پاس بھاگ کر آ کر بیٹھا تو حسن نے کہا کہ وہ اس لیے آیا ہے کہ میں نے اس کو پکڑنے کے لیے کہا اس نے کہا اے بیوقوف دوسرا قدم ہو جاؤ کا وقت نہیں ہے حسن نے جب یہ بات سنی تو کہا کہ خلیفہ کا مطلوب ہے میں تجھ کو گرفتار کرنے والا ہوں کے لیے خلیفہ نے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا ہے۔ حسن نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اسے امان دے دی ہے تب سے چھپتا ہوا اپنے گھر سے کہا کہ تم اسے سواری پر سوار کر کے میرے گھر سے آؤ پھر خود حسن اسی کو خلیفہ کے پاس لے گئے مہدی اٹھ کر آیا تو مہدی نے اسے امان دی اور حسن سے دریافت ہونے کے بعد اسے سلام کیا خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ اس کی حکومت کی قسم کیا وہ سچ بولتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیوار سے قریب تھا میں نے اس دیوار کا قصد کیا [illegible] مہدی کے پاس آ [illegible] تیرے ساتھ [illegible]
[illegible] میں نے [illegible] سے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کہ اللہ نے [illegible] رزق عطا کیا ہے [illegible] خلیفہ [illegible]
[illegible] اپنی طرف سے [illegible]۔

ایک عورت مہدی کے سامنے سے گزری [illegible] کہنے لگی [illegible] مہدی نے کہا [illegible] نے [illegible]
[illegible] مہدی نے اسے [illegible] ہزار درہم دیئے۔

ایک دن ایک شاعر مہدی کے پاس آیا اس نے مہدی کی مدح کی مہدی نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا [illegible] نے ان سب کو تقسیم
کر دیا [illegible] اشعار کہے

(۱) میں نے [illegible] ان کی ہتھیلی [illegible] سے [illegible] ہے

(۲) اس کے [illegible] نے [illegible] سے [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] تقسیم کر دیا۔

روایت ہے کہ مہدی [illegible] ایک دن [illegible] اس نے [illegible] کے [illegible] مہدی کے [illegible]
[illegible] مہدی [illegible] سے [illegible]
[illegible] مہدی [illegible] اس کے [illegible]
[illegible] ہے کہ اس نے [illegible]

(۱) [illegible] ہیں۔

(۲) [illegible] طرف چلا گیا [illegible] ہیں۔

(۳) [illegible] کی [illegible]
[illegible] ہو گیا۔

مروی ہے کہ جب واقف نے اسے کہا [illegible] ہلاک ہو چکے ہیں [illegible] مہدی نے جواب دیا [illegible] واقف نے کہا [illegible]
[illegible] ہے۔

مہدی [illegible] نے [illegible] واقف نے [illegible]
[illegible] مہدی نے جواب دیا [illegible]
[illegible]۔

واقف نے کہا [illegible] کے بعد [illegible] مہدی کا انتقال ہو گیا [illegible] کا قول ہے کہ [illegible]
[illegible] مہدی کی وفات [illegible] ابن جریر نے مہدی کی وفات کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں بعض کا قول ہے کہ مہدی ہرن کے پیچھے شکار [illegible]
[illegible] ہرن ایک ویران عمارت میں داخل ہو گیا [illegible] اس کے پیچھے داخل ہو گئے [illegible]
ہے۔ [illegible] مہدی کی [illegible] وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی [illegible]
[illegible] مہدی کے پاس سے [illegible] مہدی نے اسے [illegible] وفات ہو گئی۔ [illegible]
[illegible] ایک [illegible] مہدی [illegible]
[illegible] مہدی نے [illegible] اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا [illegible]

امیر المومنین مہدی نے [illegible] کی کہ [illegible] کے لئے [illegible] نے اپنے ہاتھوں سے کھا کر قتل کر دیا۔ اسی سال ماہ محرم میں مہدی نے وفات پائی مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اس کی کل مدت خلافت دس سال [illegible] شعراء نے اس کی وفات پر متعدد مرثیے کہے ہیں جن کو ابن جریر وغیرہ نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت

۱۶۹ھ کے شروع میں ماہ محرم میں اس کے والد نے وفات پائی یہ اپنے والد کے بعد ولی عہد تھا اس کے والد نے وفات سے پہلے اسے معزول کر کے اس کی جگہ رشید کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ اس سفر میں ماسبذان میں اس کی وفات ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا ہادی اس وقت جرجان میں تھا تمام حکومتی ارکان (صاحب ربیع [illegible]) اور امراء کی ایک جماعت نے ہادی کے نام سے رشید کو خلیفہ بنانے [illegible] کی بیعت کا ارادہ کیا۔ رشید کا قیام اس وقت بغداد میں تھا تو انہوں نے مہدی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے [illegible] لیکن یحییٰ [illegible] اس کی [illegible] موسیٰ ہادی [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] ان کے [illegible] گیا۔ اس نے [illegible] خطبہ دیا [illegible] اس سے بیعت لی چنانچہ انہوں نے اس کی بیعت کی [illegible] جب [illegible] کی وجہ سے [illegible] گیا ہادی نے [illegible] اس کے [illegible] بالآخر اسے معاف کر دیا [illegible] اس کے [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا اس کی [illegible] ان سے [illegible] اس کے [illegible] رہی۔

خلیفہ بننے کے بعد ہادی نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زنادقہ کی ایک جماعت کو پکڑ کر قتل کر دیا موسیٰ ہادی [illegible] میں اپنے ساتھیوں سے [illegible] کا قصد رکھتا تھا لیکن مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد اس کے [illegible] جیسا کہ اس نے ساتھیوں کی طرف سے [illegible] ظاہر کر دی تھی [illegible] تھے [illegible] کی صورت [illegible] ہو گئی تھی۔

اسی سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا مدینہ میں ظہور ہوا اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حسین [illegible] مسجد نبوی میں [illegible] کے [illegible] سے [illegible] لوگ [illegible] ایک جماعت [illegible] انہوں نے کتاب و سنت اور [illegible] کی رضا پر اس کی بیعت کی اس کے ظہور کا سبب یہ تھا کہ [illegible] خلیفہ ہادی [illegible] خلافت پر [illegible] اسے [illegible] بیٹے [illegible] پکڑا گیا اس کے بعد [illegible] پیش آئے جو اس کے [illegible] تھے ایک جماعت نے اس کی [illegible] پر [illegible] انہوں نے اپنا ٹھکانہ مسجد نبوی [illegible] لوگوں کو [illegible] نماز پڑھنے سے [illegible] المبارک [illegible] نے [illegible] مسجد کی بے حرمتی کی وجہ سے ان کے خلاف بددعا کرتے رہے [illegible] ان [illegible] سے ان کے [illegible] کے [illegible] دونوں جانبوں سے افراد ہلاک ہوئے اور شدید نقصان ہوا۔

اس کے بعد حسین مکہ گیا ماہ ذی الحجہ تک اس نے مکہ میں قیام کیا ہادی نے اس کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجا جس نے ان سے ماہ [illegible] کے بعد قتال کیا انہوں نے حسین سمیت اس کی ایک جماعت قتل کر دی [illegible] لوگ بھاگ گئے اور اطراف ملک میں پھیل گئے اس کے خروج سے قتل تک کا زمانہ [illegible] تھا۔

حسین کریم اور [illegible] شخص تھا ایک دفعہ مہدی کے پاس آیا اس نے اسے چالیس [illegible] دیے اس نے وہ سب [illegible] اور بغداد [illegible] دوستوں میں تقسیم کر دیے [illegible] اس کے بدن پر صرف ایک پوستین تھی جس کے نیچے قمیص بھی نہیں تھی۔

اس معرکہ [illegible] کے [illegible] ادریس [illegible] نے [illegible] کرایا [illegible] بلاد مغرب [illegible] اپنے [illegible] تک پہنچ گئے۔

اسی سال [illegible] حسین بن علی نے وفات پائی [illegible] منصور کے [illegible] حاجب [illegible] اسی سال [illegible] ہادی [illegible] مہدی [illegible] نے اس کے [illegible] خطیب نے اس کے [illegible] کے طریق سے ایک جماعت [illegible] لیکن [illegible] کی کثرت [illegible] ہادی نے اس کے بعد اس کے [illegible] علیہ۔

واقعات ۱۷۰ھ

اسی سنہ میں ہادی نے ہارون الرشید کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے جعفر بن ہادی کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا ہارون نے بلا اختلاف اسے قبول کر لیا ہادی نے اس سلسلہ میں امراء کی ایک جماعت طلب کی جنہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا مگر صرف ان کی والدہ خیزران نے اختلاف کیا کیونکہ اسے ہارون سے زیادہ محبت تھی ہادی نے اسے سلطنت میں تمام تصرفات سے منع کر دیا حالانکہ اس کا عمل دخل اس کی وجہ سے حکومت پر حاوی تھی اور ہر کام اس کے مشورہ سے ہوتا تھا چنانچہ ہادی نے امراء کو حکم دیا کہ کوئی امیر اس کے دروازہ پر نظر آیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس کی والدہ نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی اور دوسرے گھر منتقل ہو گئی ہادی نے ہارون الرشید سے معزولی پر اصرار کیا اس کے خوش رہنے سے یحییٰ بن خالد برمکی کو بلا کر اس سے اس معاملے میں مشورہ کیا یحییٰ نے کہا کہ آپ جلد بازی سے کام لے رہے ہیں لوگوں کے دلوں میں عہد و پیمان کی وقعت نہیں رہے گی اس لئے سلطنت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد جعفر کو ولی عہد بنائیں اگر آپ نے ابھی جعفر کو ولی عہد بنا دیا تو اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے اختلاف کا خطرہ ہے اس صورت میں یہ معاملہ بگڑ جائے گا ہادی نے بات کا اثر نہ لیا [illegible] اس طرح کر کے ایک جماعت کو بلایا لیکن یحییٰ [illegible] نے یحییٰ بن خالد کو قید کر دیا۔

ایک دفعہ ہادی نے اپنی ماں کے گھر کی طرف [illegible] بیٹھ کر ہادی نے [illegible] پہنچنے کے بعد اس سے کہا کہ کیا تو میرے بعد ولی عہد بنانا چاہتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ تم [illegible] ہو گیا تو جس نے قطع تعلق کیا [illegible] میں [illegible] والا ان کا [illegible] لڑکیوں کی شادی [illegible] اس نے کہا کہ [illegible] اس کے بعد [illegible] کو اس کے ہاتھ [illegible] ہادی نے اپنے پاس بیٹھنے کی [illegible] اس کے ساتھ بیٹھ گیا [illegible] کے [illegible] دو پہر کو [illegible] جب [illegible] عیسیٰ آباد [illegible] ہادی کی [illegible] کے بعد [illegible] کی طرف گیا [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] کی عمر ۲۶ سال تھی اس کی مدت خلافت ایک سال [illegible] کا [illegible] تھا۔

اسی رات خلیفہ ہادی نے وفات پائی ہارون الرشید خلیفہ بنا خلیفہ مامون الرشید بھی پیدا ہوا اسی رات میں اس کی والدہ خیزران نے کہا کہ [illegible] ایک خلیفہ مرا ایک پیدا ہوا [illegible] ایک خلیفہ بنا [illegible] بعض کا قول ہے کہ اس نے [illegible] بعض کا قول ہے کہ خیزران نے ہارون الرشید کی خلافت کے لئے ہادی کو زہر دیا تھا کیونکہ ہادی نے اپنی والدہ [illegible] کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد [illegible] تھا۔

ہادی کے کچھ حالات اس کا نام موسیٰ بن محمد المہدی بن عبداللہ المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس [illegible] میں خلیفہ بنا [illegible] میں [illegible] ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی [illegible] سے پہلا [illegible] ہادی [illegible] خلفاء میں سب سے [illegible] طاقت [illegible] اس کا [illegible] خوشبو [illegible] تھا۔

[illegible] کا قول ہے کہ میں ایک دن مہدی کے پاس تھا کہ ایک [illegible] جس میں [illegible] کے [illegible] نے [illegible] ان کے [illegible] مجھ سے پوچھا کہ تمہیں اس [illegible] معلوم ہے ہم نے [illegible] کیا [illegible] خلیفہ [illegible] نے [illegible] میں [illegible] مشغول [illegible] ان کے [illegible] بعد [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible]

[illegible] معاملات سے دور رہیں۔

ہادی کے اقوال: (۱) مجرم کو سزا دینا بہ نسبت مجرموں کو معاف کرنے کے حکومت کی اصلاح کرنے والی چیز ہے۔

(۲) حکومت کی طمع نہ کیا کرو۔

(۳) ایک دفعہ ہادی ایک شخص سے [illegible] اس کے متعلق طلب کرنے پر اس سے ناراض ہو گیا اور شخص معذرت کرنے لگا تو ہادی نے کہا کہ [illegible] برداشت کر لے گی۔

(۴) نیز ہادی ایک شخص کے پاس اس سے [illegible] ہادی نے اس سے [illegible] مجھے خوشی [illegible] سے [illegible] دیتی ہے۔

یحییٰ بن ابراہیم کا قول ہے کہ ابراہیم الموصلی نے ہادی کو قصیدہ [illegible] کا ایک شعر ہے [illegible] ابن جریر نے بیان کیا ہے [illegible] کتب تاریخ میں منقول ہے۔

ہادی نے اس سے پوچھا کہ [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] میں [illegible] اس نے کہا [illegible] ہادی نے پوچھا [illegible] ہادی نے کہا کہ اس سے [illegible] ہادی نے اس کے لیے ایک لاکھ [illegible] خطیب بغدادی کا قول ہے کہ [illegible] سے مطلب بن عکاشہ المزنی کا قول بیان کیا ہے کہ ہم [illegible] ایک آدمی پر [illegible] ہادی کے پاس [illegible] نے ایک [illegible] جس میں [illegible] کے [illegible] اس وقت [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] کے بعد [illegible] اس [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] نے [illegible] اس سے کہا کہ [illegible] میں سے [illegible] کر دیا۔

اسی سال ربیع الاول میں ہادی نے [illegible] ہادی نے [illegible] اس کی نماز جنازہ [illegible] ہارون [illegible] عمر [illegible] سال [illegible] کا [illegible] عباس [illegible] خلیفہ [illegible] ہادی [illegible] تھا [illegible] ہیں [illegible] تھا۔

ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت: [illegible] جس شب ہادی نے وفات پائی اسی شب ۱۷۰ھ [illegible] لوگوں نے ہارون کی بیعت کی [illegible] ہادی نے [illegible] خالد بن یحییٰ [illegible] ہارون الرشید کا رضاعی بھائی تھا۔

رشید نے خالد [illegible] یحییٰ بن خالد بن برمک [illegible] اس کے [illegible] کو [illegible] لوگوں سے اس کی بیعت لی۔

بعض کا قول ہے کہ ہادی کی وفات کی رات [illegible] رشید کے پاس آ کر [illegible] امیر المومنین [illegible] رشید نے کہا [illegible] خوش [illegible] ہو [illegible] کہا [illegible] اس [illegible] رشید نے [illegible] کہا [illegible] ہادی نے [illegible] سے کہا کہ [illegible] کر دیا۔

اسی شب میں ایک شخص نے آ کر امیر المومنین [illegible] ان کے [illegible] خلیفہ کے پاس [illegible] رشید نے [illegible] ہے۔

نماز جنازہ سے فارغ ہو کر اس نے ابی عصمہ قائد کی گردن اڑانے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا پھر انہوں نے پل پر گزرتے ہوئے رشید سے مزاحمت کی ابو عصمہ نے کہا ولی عہد کے گزرنے تک صبر کرو الرشید نے کہا کہ سمع و اطاعت امیر کی ہونی چاہیے چنانچہ ابو جعفر اور ابو عصمہ گزر گئے رشید ذلیل و رسوا ہو کر کھڑا رہ گیا پھر خلیفہ بننے کے بعد اس نے ابو عصمہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد الرشید نے بغداد کا رخ کیا بغداد کے پل پر پہنچنے کے بعد اس نے غوطہ خوروں کو بلا کر کہا کہ یہاں میری انگوٹھی گر گئی ہے جسے میرے والد مہدی نے میرے لئے ایک لاکھ میں خریدی تھی۔ ہادی نے اپنے دور حکومت میں اسے مجھ سے طلب کیا تھا تو میں نے اسے ایلچی کے حوالے کر دیا تھا اس سے وہ انگوٹھی یہاں پر گر گئی ہے غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے وہ انگوٹھی تلاش کر کے اس کے حوالے کر دی الرشید بہت خوش ہوا الرشید کے ولی بننے کے بعد یحییٰ بن خالد نے اس سے کہا رعیت کا معاملہ میں نے تیرے سپرد کیا اب تو جسے چاہے مقرر کر دے جسے چاہے معزول کر دے اس بارے میں ابراہیم بن موصلی کہتا ہے۔

(۱) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سورج کی روشنی کمزور تھی ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد اس کی روشنی میں اضافہ ہو گیا۔

(۲) یہ اللہ کے امین کی ہارون کی برکت سے ہوا ہارون خلیفہ یحییٰ اس کا وزیر ہے پھر ہارون نے یحییٰ کو ہر امر میں اپنی والدہ خیزران کے فیصلہ کا پابند کر دیا تمام امور میں وہی مشورہ دیتی وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلہ دیتی۔

اسی زمانہ میں ہارون الرشید نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم کے درمیان مساوی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

اسی برس الرشید نے زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر اسے قتل کروایا سال، وہاں عن میں بعض اہل بیت نے الرشید کے خلاف بغاوت کی اسی سال خلیفہ کے ہاں امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ کی ولادت ہوئی یہ اسی سال ۶ شوال جمعہ کے روز کا واقعہ ہے۔

اسی زمانے میں فرج الخادم الترکی کے ہاتھ پر طرطوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اسی برس الرشید نے لوگوں کو حج کروایا حج کے موقع پر حرمین میں بے شمار مال تقسیم کیا بعض کا قول ہے کہ الرشید نے اس سال جنگ بھی کی اسی کی بابت داؤد بن رزین شاعر کہتا ہے۔

(۱) ہارون کی برکت سے ہر شہر روشن ہو گیا اس نے اپنی سیرت استوار کر کے سیاست کا انتظام کیا۔

(۲) وہ اللہ کا امام ہے اس کا کام اکثر حج کرنا اور جنگ کرنا ہے۔

(۳) لوگوں کے سامنے اس کا خوش منظر آتا ہے تو اس کے چہرے کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

(۴) وہ اللہ کا امین ہارون ہے اس سے امید رکھنے والا کئی گنا حاصل کرتا ہے۔

اس سال گرمیوں کی جنگ سلیمان بن عبداللہ بکائی نے لڑی۔

اس سال وفات پانے والے خواص کے اسمائے گرامی خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم ابو عبدالرحمن الفراہیدی اور ازدی کے شیخ النحو نے اسی سال وفات پائی۔ سیبویہ نضر بن شمیل وغیرہ اس کے شاگرد ہیں انہوں نے علم العروض ایجاد کیا۔ اس کو پانچ دوائر میں تقسیم کیا اس کی پندرہ بحریں بنائیں۔ اخفش نے الخبب نام سے بحر ایک اور کا اضافہ کیا شاعر کا شعر ہے۔

[illegible] تحقیق سے لوگوں سے [illegible] تھے۔

عروض میں بھی انہیں معرفت حاصل تھی اس بارے ان کی تصانیف بھی ہیں لغت پر بھی ان کی ایک کتاب "کتاب العین" ہے اس کی ابتدا انہوں نے ہی کی۔ تکمیل نضر بن شمیل اور ان کے دوسرے شاگردوں (مورخ سدوسی نضر بن علی جہضمی وغیرہ) نے کی لیکن خلیل سے اور ان کے طرز میں اختلاف ہے ان سے استدعیہ نے بھی اس پر کتاب لکھی جو خلیل کے طرز کے مطابق اور نہایت عمدہ ہے۔

خلیل بہت صالح شخص تھے [illegible] ان کا قول تھا [illegible] خوش اخلاق تھے ایک شخص ان سے علم العروض سے متعلق پڑھتا تھا علم العروض سے اس کی کوئی مناسبت نہیں تھی ایک روز خلیل نے اس سے اس شعر اذا لم تستطع شیئا فدعه وجاوزه

الی ما تستطیع نی تقطیع کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ اپنے علم کے مطابق اس کی تقطیع کرنے لگا پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ وہ دوبارہ نہیں آیا شاید وہ ان کی بات سمجھ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کے والد کے علاوہ کسی نے اپنا نام احمد نہیں رکھا یہ بات احمد بن ابی خیثمہ سے منقول ہے لیکن ان کی پیدائش ۱۰۰ھ ہے ان کی وفات ۱۷۰ھ ہے۔ بعض کا قول ۱۶۰ھ کا بھی ہے ابن الجوزی نے ۱۳۰ھ بیان کیا ہے یہ بہت غریب ہے پہلا مشہور ہے۔

ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل المرادی المصری المؤذن نے اسی سال وفات پائی یہ امام شافعی سے روایت کرنے والے سب سے آخری شخص ہیں یہ صالح انسان تھے۔ امام شافعی نے بویطی مزنی ابن عبدالحکم اور ان میں فراست محسوس کی نفس الامر میں بھی ایسا ہی ہوا ربیع کے دو شعر ہیں:

صبر جمیل کس قدر جلد فراخی پیدا کرتا ہے سچا شخص ناجی ہوتا ہے خوف الٰہی رکھنے والا شخص تکلیف سے محفوظ رہتا ہے اللہ سے امید
رکھنے والا انسان امید ہی کے مقام پر رہتا ہے۔ لیکن ربیع بن سلیمان داؤد الجیزی (جنہوں نے امام شافعی سے روایت کی)
نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۷۱ھ

اسی سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت کے ساتھ انگوٹھی بھی دی۔ اسی زمانہ میں الرشید نے جزیرہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قصر خلد میں اپنے سامنے بندھوا کر قتل کرایا۔ اسی برس فضل بن سعید کا ظہور ہوا جسے قتل کر دیا گیا۔ سال رواں ہی میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا۔ اسی سال خیزران مکہ آئی حج کے وقت تک اس نے مکہ ہی میں قیام کیا۔ اسی سال خلفاء کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۲ھ

اسی سال رشید نے اہل عراق سے نصف کے بعد لئے جانے والا عشر ساقط کر دیا اسی زمانہ میں رشید بغداد کے علاوہ سکونت کے لئے دوسری جگہ کی تلاش میں نکلا لیکن پریشان ہو کر واپس آ گیا اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۳ھ

اس سال بصرہ میں محمد بن سلیمان نے وفات پائی رشید نے اس کے مال میں سے خلفاء کے کام آنے والے مال پر قبضہ کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بہت سے سونے چاندی اور سامان کا ڈھیر لگا دیا تاکہ وہ جنگ کے موقع پر اور مسلمین کی مصالح کے کام آ سکے۔ اس کا نام محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اس کی والدہ کا نام ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھا۔

محمد بن سلیمان قریش کے بہادروں میں سے تھا منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کا والی بنایا تھا مہدی نے اپنی لڑکی عباسیہ کی اس سے شادی کی یہ بہت زیادہ مالدار تھا اس کی یومیہ آمدنی ایک لاکھ روپے تھی اس کے پاس سرخ یاقوت کی ایک بے مثال انگوٹھی تھی اس نے اپنے والد اور دادا سے حدیث مرفوع مسح راس الیتیم الی مقدم راسہ او مسح راس من لہ اب الی مؤخر راسہ روایت کی۔

محمد بن سلیمان نے رشید کے پاس آ کر خلافت پر مبارکباد دی تو اس نے اس کی بڑی تعظیم کی اس کے کام میں اسے ترقی دی وہ واپسی میں رشید کو حلوان تک اس کے ساتھ گیا اسی سال جمادی الآخری میں ۵۱ سال کی عمر میں محمد بن سلیمان کی وفات ہوئی رشید نے اس کے خاص مال پر قبضہ کے لئے لوگوں کو بھیجا تو دوسری املاک کے علاوہ تین لاکھ دینار اور چھ لاکھ درہم ملے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی محمد بن سلیمان کی باندیوں میں سے ایک باندی نے اس کی قبر پر

کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

''جس سے تو محبت کرتا ہے مٹی اس کے لئے شبستان بن گئی مٹی دور کر کے اس سے کہا کہ زندہ ہو جائے مٹی ہم تجھ سے محبت تیرے اوپر پڑے ہوئے شخص کی وجہ سے کرتے ہیں۔''

مہدی کی باندی امیر المومنین ہادی اور الرشید کی والدہ خیزران نے اسی سال وفات پائی۔ مہدی نے اس کو خریدا تھا پھر اس نے مہدی کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا پھر مہدی نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی اس نے دو خلیفے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔ عبدالملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العبسیہ کے علاوہ دیگر عورتوں میں سے کسی عورت نے دو خلیفوں کو جنم نہیں دیا عبدالملک بن مروان کی اہلیہ نے دو خلیفوں ولید اور سلیمان کو جنم دیا۔ خیزران نے اپنے آقا مہدی سے انہوں نے باپ دادا ابن عباس کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے شخص سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

جب مہدی نے خیزران کو خریدنا چاہا تو اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے علاوہ ہر چیز پسند آئی اس نے اس کے سامنے اس چیز کا اظہار بھی کیا۔ خیزران نے مہدی سے کہا کہ آپ کو ان کے علاوہ تیسری چیز کی ضرورت ہے اور وہ گھیچ ہے مہدی کو اس کا جواب پسند آیا اس نے اسے خرید لیا پھر اس نے مہدی کے ہاں بہت اونچا مقام حاصل کیا خیزران مہدی کی زندگی میں ایک بار حج پر گئی مہدی نے مکہ میں اس کے پاس پریشانی کا خط لکھا اپنے شوق کو ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱) ہم انتہائی سرور میں ہیں لیکن تیرے علاوہ ہمارا سرور نامکمل ہے۔
(۲) ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے کہ ہم حاضر ہیں اور تم غائب ہو۔
(۳) جلدی چلو اگر تم ہوا اس کے ذریعے پرواز کر سکتے ہو تو پرواز کرو۔

خیزران نے اسے ان اشعار میں جواب دیا

(۱) آپ کے شوق کا ہمیں علم ہو چکا ہے جو تدبیر کر رہے ہیں لیکن ہم میں پرواز کی طاقت نہیں۔
(۲) کاش ہمارے دل کی بات ہوائیں تم تک پہنچا دیتیں۔
(۳) میں ہمیشہ تمہاری مشتاق ہوں اگر اس حالت میں تمہیں سرور ہے تو یہ سرور بیکار ہے۔

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان نے ایک سو خدمت گزار باندیاں (ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مشک کا بھرا ہوا چاندی کا جام تھا) خیزران کے پاس بھیجیں خیزران نے اس کا جواب دیا کہ اگر یہ اس گمان کی قیمت ہے جو ہمارا تمہارے متعلق ہے تو پھر تو ہمارا گمان اس سے زیادہ ہے اور تم نے اس کی قیمت کم لگائی ہے اگر آپ نے اس سے زیادتی محبت کا ارادہ کیا تو تم نے ہم پر محبت میں تہمت لگائی یہ کہہ کر خیزران نے وہ باندیاں واپس کر دیں خیزران نے مکہ میں اپنے نام سے موسوم دار الخیزران خرید کر مسجد حرام میں شامل کر دیا تھا۔

خیزران کی جاگیروں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ اسی سال ۲۷ جمادی الثانی جمعہ کی شب خیزران کی وفات کا واقعہ پیش آیا اس کا بیٹا الرشید اس کے جنازہ کی چار پائی اٹھا کر گارے میں چلتا ہوا تیزی سے نکلا اس کے قبرستان تک پہنچنے کے بعد پانی لایا گیا جس سے اس نے اپنے پاؤں دھوئے پھر موزے پہن کر والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر دفن کے وقت لحد میں اترا قبر سے نکلنے کے بعد چار پائی لائی گئی اس پر وہ بیٹھ گیا پھر اس نے فضل بن ربیع کو بلایا اسے انگوٹھی اور اخراجات دیئے الرشید نے اپنی والدہ کے دفن کے وقت ابن نویرہ کے یہ اشعار پڑھے

(۱) ہم دونوں ایک عرصہ تک ساتھ رہے حتیٰ کہ ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے۔
(۲) جب ہم دونوں جدا ہو گئے تو ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے باوجود ایسے ہو گئے گویا کہ ایک رات بھی ہم نے اکٹھے بسر نہیں کی۔

غادرہ ...... یہ موسیٰ ہادی کی باندی تھی موسیٰ ہادی اس سے محبت کرتا تھا یہ گانا بہت عمدہ گاتی تھی ایک روز غادرہ ہادی کو گانا سنا رہی تھی کہ اچانک اسے فکر نے آ لیا اور اس کی وجہ سے اس کی توجہ گانے سننے سے ہٹ گئی اس کا رنگ زرد پڑ گیا حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اچانک مجھے یہ

غیر راضی ہو گئی کہ میری وفات کے بعد ہارون خلیفہ بنے گا اور وہ میری اس باندی سے شادی کرے گا حاضرین نے اسے تسلی دیتے ہوئے اس کے لئے عمر درازی کی دعا کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلایا اور اسے واقعہ سے باخبر کیا رشید نے کہا کہ میں اس سے پناہ چاہتا ہوں پھر ہادی نے طلاق، عتاق اور پیدل حج کی مغلظ قسمیں اس سے لیں چنانچہ اس نے وہ قسمیں اسے دیں۔ پھر اس نے وہی قسمیں باندی سے لیں۔ اس کے بعد وہ ایک ماہ سے قبل ہی اس کی وفات ہو گئی پھر رشید نے اسے نکاح کا خطبہ دیا تو وہ کہنے لگی کہ ان قسموں کا کیا ہوگا جو میں نے اور آپ نے اٹھائی تھیں؟ اس نے کہا کہ میں اپنی اور تمہاری طرف سے کفارہ ادا کروں گا اس کے بعد رشید نے اس سے شادی کر لی جس نے اس کے پاس اونچا مرتبہ حاصل کیا تھی کہ وہ اس کی گود میں سوتی تھی وہ اس ڈر سے کہ اس کی نیند میں خلل واقع ہو جائے گی حرکت نہیں کرتا تھا ایک رات وہ سوئی ہوئی تھی اچانک گھبرا کر اٹھی۔ رشید نے اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اے امیر میں نے ہادی کو خواب میں دیکھا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

(۱) قبرستان کے ساتھیوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے بعد تو نے عہد شکنی کی۔
(۲) تم نے مجھے بھلا دیا اور اپنی جھوٹی قسمیں توڑ دیں۔
(۳) اے غادرہ تو نے نکاح کر لیا جس نے تیرا نام رکھا تھا اس نے سچ کہا۔
(۴) میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا ہوں اور مردوں میں شمار ہونے لگا۔
(۵) تجھے نئی دوستی کی مبارک نہ ہو اور گردشیں تجھ سے دور نہ ہوں۔
(۶) صبح سے پہلے تو میرے پاس پہنچ جائے گی میں جہاں سے آیا تھا وہیں جا رہا ہوں۔

رشید نے اسے کہا کہ یہ پریشان کن خواب ہیں اس نے کہا ہرگز نہیں اے امیر المومنین! مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے گویا یہ اشعار میرے دل پر لکھے گئے ہیں اس کے بعد مسلسل اس پر خوف طاری رہا حتیٰ کہ صبح سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی۔

ہیلانہ: یہ رشید کی باندی تھی اس نے اس کا یہ نام اس لئے رکھا کیونکہ یہ کثرت سے اپنی گفتگو میں ہیلانہ استعمال کرتی تھی۔
اصمعی کا قول ہے کہ رشید اس کا عاشق تھا اس سے پہلے یہ خالد بن یحییٰ بن برمک کے پاس تھی رشید ایک روز خالد کے گھر گیا جب یہ راستے میں ملی اس نے رشید سے کہا کہ کیا ہمارا آپ میں کوئی حصہ نہیں؟ رشید نے پوچھا کہ اس کی شکل کیا ہوگی؟ اس نے کہا کہ مجھے اس شیخ سے ہبہ کرا لو چنانچہ رشید نے خالد سے اس کا ہبہ طلب کیا خالد نے اسے ہبہ کر دیا پھر اس نے رشید کے پاس بہت اچھا مقام حاصل کیا تین سال اس کے پاس رہنے کے بعد اس کی وفات ہو گئی رشید اس کی وفات پر بہت غمزدہ تھا رشید نے اس کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

(۱) جب انہوں نے مجھے مٹی میں چھپا دیا اور حسرت میرے دل میں بھڑکانے لگی۔
(۲) میں نے اسے کہا کہ جنت سے ملاقات کر کہ تیرے بعد مجھے کوئی چیز خوش نہیں کر سکی۔

عباس بن احنف نے اس کی موت پر یہ اشعار کہے

(۱) اے وہ شخص کی موت پر قبریں ایک دوسرے کو مبارکباد کہا اور زمانے نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو تجھے تیر مارا۔
(۲) میں انیس کی تلاش کر رہا ہوں لیکن تیرے بعد کوئی مونس نہیں ملی سوائے اس جگہ کے جہاں میں تجھے دیکھتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ رشید نے اس کے لئے چالیس ہزار کا حکم دیا یعنی ہر بیت پر دس ہزار۔

واقعات ۱۷۳ھ

اس سال [illegible] فوت ہوئی اور اس کے ملک میں فساد برپا ہوا اسی زمانہ میں ہارون الرشید نے یوسف بن قاضی ابی یوسف کو اس کے والد کی موجودگی میں قاضی بنا دیا۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی وہ بلاد روم میں داخل ہو گیا۔

سال رواں ہی میں الرشید نے لوگوں کو حج کرایا مکہ کے پاس پہنچنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے مکہ میں داخل ہونے میں جلدی کی وقوف کے وقت اس نے وقوف عرفہ کیا پھر مزدلفہ آ گیا پھر منیٰ گیا پھر مکہ جا کر طواف سعی کی پھر وہاں سے چلا گیا مگر منیٰ میں نہ ٹھہرا۔

واقعات ۱۷۵ھ

اسی سال الرشید نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کے لئے بیعت لی اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اسی کے بارے میں شاعر نے شعر کہے:

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے محمد وہ خوبصورت لوگوں کے لئے بہت کمال عطا کیا تو اس نے خلیفہ کو فتح دی۔
(۲) وہ اپنے بعد سے خلیفہ ہے اور دیکھنے اور سننے والے اس کے گواہ ہیں۔
(۳) جس وقت اس نے بڑا ہونے کے گہوارہ میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی بیعت لی۔

ہارون الرشید شرافت اور بردباری عبداللہ المامون میں محسوس کرتا تھا اور اس کے متعلق کہا کرتا تھا کہ واللہ اس میں منصور کی دوراندیشی مہدی کی عبادت گزاری ہادی کی عزت نفس ہے اگر میں چاہوں تو چوتھی بات کہوں وہ یہ ہے کہ میں محمد بن زبیدہ کو مقدم کرتا ہوں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ خواہش کا فرمانبردار ہے لیکن اس کے علاوہ مجھے قدرت نہیں پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱) مجھ پر اس کا پہلو واضح ہو چکا لیکن میں اس معاملے میں جس کا ارادہ تشنہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں۔
(۲) قصوں سے وہ معاملہ کیا نکلنے کے بعد سے کیسے واپس کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ قیمت بن چکا ہے۔
(۳) معاملے کے سیدھا ہونے کے بعد مجھے اس کے خراب ہونے سے خوف ہے اور اس بات کے پختہ ہونے کے بعد اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔

اسی سال واقدی کے قول کے مطابق گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی زمانہ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن دیلم کی طرف روانہ ہوا وہاں بغاوت کی۔

خواص کی وفات مشہورات عابدہ زاہدہ...... نے اسی سال وفات پائی یہ ایک سیاہ فام عابدہ زاہدہ باندی تھی اس سے اچھے اقوال منقول ہیں حضرت فضیل بن عیاض نے ان سے دعا کی درخواست کی تو جواب میں فرمایا کہ کیا تمہارے اور اللہ کے درمیان ایسی چیز نہیں کہ تم اس سے دعا کرو تو وہ ضرور قبول کرے گا فضیل نے رو کر چیخ لی پھر غش کھا کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمن فہمی...... ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے وہ عبدالرحمن بن مسافر فہمی کا غلام تھا اور اہل مصر کے امام تھے ۹۴ھ میں بلاد مصر کے علاقہ قرقشندہ میں پیدا ہوئے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اصلاً یہ اصبہان کے تھے انہوں نے دوسروں اور اہل مصر سے لکھا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ مصر میں تحصیل کے قاضی تھے لوگوں نے ان کے بعد ان کے ذہن کی تعریف کی ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے یہ قول بہت غریب ہے۔

مورخین کا قول ہے کہ یمن کی جاگیر سے سالانہ آمدنی پانچ ہزار دینار تھی بعض کا قول ہے کہ اسی ہزار دینار تھی ان پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی یہ ثقہ محدث روایت کے امام تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ لیث مالک سے زیادہ فقیہ تھے لیکن ان کے ساتھیوں نے انہیں ضائع کر دیا ایک بار امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بچی کے سامان کے لئے ایک شخص کے ذریعے سے زرد رنگ منگوایا جسے انہوں نے تیس اونٹ پر لاد کر بھیج دیے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت

کے علاج استعمال کرنے کے بعد بقیہ پانچ سو دینار میں نے واپس کر دیا یا ان کے پاس باقی رہا۔

ایک دفعہ حج کے موقع پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عشری منگوا کر پہنا مگر ان کے پاس نہ تھی انہوں نے ایک ہزار دینار اس میں رکھ کر امام مالک کے پاس دوسری بھیج دی سالانہ ایک عالم کو ہدیہ ہزار دینار ادا کرتے تھے۔

لیث کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے تھے کشتی میں ان کا سامان ان کے ساتھ ہوتا تھا ان کے کتاب سے شہد ہی ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ لیث نے وفات کے بعد ایک شخص کو کہتے سنا کہ لیث چلا گیا اب تمہارے پاس کوئی لیث نہیں آئے گا علم ساتھ قبر میں چلا گیا۔

المنذر بن عبداللہ الحزامی القرشی:... کی وفات اسی سال ہوئی مہدی نے انہیں قضاء کی پیش کش کی تھی اور کہا وہ انہیں بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں کوئی بھی ذمہ داری قبول نہیں کروں گا اور میں عہد توڑنے سے امیر المؤمنین کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں مہدی نے کہا کیا تمہاری اس بات پر اللہ گواہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں پھر فرمایا اس بات پر اللہ گواہ ہے اس کے بعد مہدی نے کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا جاؤ۔

واقعات ۱۷۶ھ

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بلاد دیلم میں ظہور ہوا لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی پیروکار بن گئی اس کی شہرت ہو گئی شہروں اور علاقوں سے لوگ اس کے ساتھ آ ملے اس کے معاملے سے الرشید بہت پریشان ہو گیا وہ گھبرا گیا اس نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا الرشید نے اس کو گورنر کو علاقہ جرجان طبرستان قومس وغیرہ کا حاکم بنایا۔

چنانچہ فضل بن یحییٰ بڑی شوکت کے ساتھ ان علاقوں کی طرف روانہ ہوا ہر منزل پر اسے رشید کی طرف سے خطوط اور تحفے تحائف پہنچتے رہے الرشید نے دیلم کے حکمران کو خط لکھا کہ وہ یحییٰ کا خروج ان کی طرف سے روکنے والے کو ایک کروڑ درہم دے گا۔ فضل نے یحییٰ کو خط لکھا جس میں اس کو امید دلائی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ان کی طرف آ جائے تو وہ اس کے بارے میں الرشید سے معذرت کرے گا یحییٰ نے جواب دیا کہ الرشید جب تک اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ نہیں لکھے گا اس وقت تک وہ ان کے پاس نہیں آئے گا۔ فضل نے رشید کو اس کے بارے میں خط لکھا جس سے رشید بہت خوش ہوا اس نے اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ لکھ کر اس پر فقہاء قضاۃ اور بنی ہاشم کے سرداروں کی گواہی ڈال کر اس کے ساتھ جائزہ فضل کے پاس بھیج دیا۔ فضل نے وہ سب یحییٰ کے پاس بھیج دیا وہ آ گیا اور اسے بغداد لے کر آئے الرشید سے ملاقات کی تو اس نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اس کے عطیے میں اضافہ کر دیا آل برمک نے اس کی خوب خدمت کی حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہتا تھا کہ میں نے اور میرے لڑکے نے یحییٰ کی دل و جان سے خوب خدمت کی رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بڑھ گیا کیونکہ اس نے قاطعین اور ہاشمیوں میں صلح کی کوشش کی مروان بن ابی حفصہ اس پر فضل کی تعریف اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے شعر کہتا ہے:

(۱) تو کامیاب ہو گیا اے برمک کے بیٹے ابو العباس تو وہ ہے جس نے بنی ہاشم کی پھٹن کی اصلاح کی۔
(۲) جس وقت اصلاح کرنے والے اس سے مایوس ہو گئے وہ یہ کہتے ہوئے کہ اب اس پھٹن کا جڑنا ممکن نہیں جدا ہو گئے۔
(۳) تیرے ہاتھوں اس مشکل معاملے کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں ہوتا رہے گا۔
(۴) جب بھی حسد والے تیری طرف تیر چلاتے ہیں تیرے لیے حکومت کا تیر کامیاب لگے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ پھر ایک وقت میں یہ بھی پایا کہ رشید یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے کوئی چیز کھٹک گئی کہا جاتا ہے کہ اس نے نئے سرے سے قید کر دیا پھر رشید نے فقہاء کی ایک جماعت کی موجودگی میں اسے بلایا اس نے رشید کا بھیجا ہوا امان نامہ دکھایا الرشید نے اس سے اس امان نامہ کی صحت کے بارے سوال کیا تو انہوں نے اس امان کے صحیح ہونے کا کہا پھر رشید کو غصہ آ گیا۔

ابوالبختری نے یہ کہا کہ یہ امان نامہ غلط ہے اے خلیفہ اس کی بابت آپ اپنی مرضی سے فیصلہ کیجئے اس نے امان نامہ پھاڑ کر اس میں تھوک دیا الرشید یحییٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا جلدی کی الرشید غصہ میں تبسم کرتے کہنے لگا اے یحییٰ لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے یحییٰ نے عرض کیا اے امیر ہمارے درمیان قرابتداری اور رحم کا تعلق ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے ہیں اور قید میں کیوں گرفتار کرتے ہیں۔

رشید کو اس پر ترس آ گیا اور بکار بن مصعب درمیان میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس کی باتوں سے دھوکہ مت کھائیے یہ نافرمان بدبخت ہے اس نے ہمارے شہروں میں فساد برپا کیا یہاں کا مکروفریب ہے یحییٰ نے کہا کہ اللہ تمہاری عاقبت خراب کرے تم کون ہو تیرے والد نے میرے اور اس کے آباؤ اجداد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے رشید سے کہا کہ میرے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کے وقت اس شخص نے مجھے آ کر کہا کہ اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اس نے مجھے اس کے بارے میں ۲۰ اشعار سنائے مجھے کہنے لگا کہ اگر تو نے اس کے معاملے کی طرف حرکت کی تو تجھ سے بیعت کرنے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہوں گا اور تمہاری موجودگی میں تو بصرہ پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رشید زبیری سے سخت ناراض ہوا اور انکار کرتے ہوئے مغلظ قسمیں اٹھانے لگا کہ یہ جھوٹا ہے الرشید حیران ہو گیا اس نے یحییٰ سے پوچھا کہ تجھے اس مرثیہ سے کچھ یاد ہے اس نے کہا ہاں کہ یاد ہے پھر اس نے الرشید کو اس میں سے چند اشعار سنائے لیکن زبیری شدت کے ساتھ ان کا انکار کرنے لگا۔ یحییٰ نے اسے کہا کہ تو یوں کہہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے بری الذمہ ہے اس نے یہ قسم نہیں اٹھائی الرشید نے اس پر قسم کا بہت اصرار کیا تو اس نے قسم اٹھائی الرشید کے پاس سے نکلنے کے بعد اس پر فالج کا حملہ ہوا اسی وقت اس کی موت واقع ہو گئی بعض کا قول ہے کہ اس کی اہلیہ نے اس کے چہرے پر تکیہ سے دبا رکھا تھا اللہ نے اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیا۔

پھر رشید نے یحییٰ کو رہا کر کے اس کو ایک لاکھ دینار دیے۔ بعض نے کہا کہ اس کی قید کے بارے میں ضعف پایا گیا بعض کہتے ہیں کہ اسے رشید کی طرف سے ملنے والا کوئی مال جو زہر آلود تھا اس کے بعد ایک مہینہ تک وہ بیمار رہا پھر اس کی وفات ہو گئی۔

اسی سال ملک شام میں قیس عیلان اور یمن کے درمیان جھگڑے پھوٹ پڑے اس کی ابتداء ابو الہیذام کے تعصب سے ہوئی قیس اور یمن سے تعلق والوں نے جاہلیت کی روش اختیار کر لی اس سال ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اس سال پورے شام پر الرشید کی طرف سے اس کا چچا موسیٰ بن عیسیٰ یا عبد الصمد بن علی تھا۔ دمشق پر نائب حاکم الرشید کا غلام سندی بن سہل تھا اس نے قیس کے سردار ابو الہیذام المری کے ظلم کے خوف سے عقیل کی فصیل گرا دی اور حوری پر فتح پائی یہ قول ہے کہ یہ چیز ان کو لینے والی اسلامی ہدایات سے قسم نہیں لیا تھا کہ ان کی بات اصل ہے یہ غزوہ والی اور کتاب کے بارے میں ہے ۱۹۰ھ میں اس نے وفات پائی۔

نزاع کے موقعے سخت ہونے کے بعد الرشید نے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کے ہمراہ ان کی طرف موسیٰ بن یحییٰ کو روانہ کیا انہوں نے ان کا معاملہ درست کر دیا جس سے فتنہ کی حالات معمول پر آ گئے قیس کے سرداروں کی ایک جماعت رشید کے پاس لائی گئی اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے حوالے کر دیا اس نے انہیں معاف کر دیا انہیں چھوڑ دیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱) ... شام بھڑک اٹھا جو بچوں کے سر کو سفید کر دیتا ہے۔
(۲) ... موسیٰ نے اپنے سواروں اور پیدلوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر دی۔
(۳) ... ایک ہی لمحہ سے کل شام مطیع ہو گیا۔
(۴) ... یہ فیاض برمکی ہے۔ عزت کی محبت کرتا ہے۔
(۵) سخاوت میں اس نے اپنے باپ دادا کی روش اپنائی۔
(۶) موسیٰ نے فتنے اور جنگ کا خاتمہ کر دیا۔
(۷) موسیٰ نے ہر کسی کی بلندی کو پا لیا ہے اور اس کے گھوڑوں کی ٹاپ بلند ہے۔
(۸) میں نے اسے پاکیزہ شجرہ کی ٹہنی اور قصیدہ میں شامل کر لیا۔
(۹) ... وہ برمکی کی ایک بڑی شاخ ہے۔

(۳) اور غطریف اور دیہ کے تمام اشعار پر عامل ہو گئے۔

اس سال الرشید نے غطریف بن عطاء کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے حمزہ بن مالک بن ہیثم خزاعی المعروف بالعروس کو ان کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں الرشید نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کو مصر کا نائب بنایا جعفر نے عمر بن مہران (جو بڑی شکل کی بھینگی آنکھوں والا بھینگا تھا) کو مصر کا حاکم بنایا کیونکہ مصر کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ نے الرشید کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تھا الرشید نے قسم اٹھا کر کہا تھا کہ میں تجھے معزول کر کے سب سے زیادہ بدصورت شخص کو مصر کا حاکم بناؤں گا چنانچہ اس نے عمر بن مہران کو بلوا کر مصر کا حاکم بنا دیا وہ اپنا غلام ابو درہ لے کر ایک خچر پر سوار ہو کر مصر گئے وہاں پہنچ کر موسیٰ بن عیسیٰ کی مجلس میں لوگوں کے آخر میں بیٹھ گئے لوگوں کے چلے جانے کے بعد موسیٰ نے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کیا آپ ہم کی اطلاع کر دے پھر الرشید کے لکھے ہوئے خطوط اس کے حوالے کئے اس نے ان کو پڑھ کر پوچھا کہ آپ ہی عمر بن مہران ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ موسیٰ نے کہا کہ اللہ فرعون پر لعنت کرے جس وقت اس نے کہا کہ کیا میرے لئے ملک مصر نہیں ہے پھر موسیٰ نے حکومت ان کے حوالے کر کے خود وہاں سے کوچ کر گیا عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا اور لوگوں سے صرف سونا چاندی اور غلہ قبول کرتا تھا جو ہدیئے دینے والے کا نام ہدیہ پر لکھ دیتا تھا اس نے [illegible] بالاصرار تمام [illegible] کا مطالبہ کیا [illegible] کرنے والوں کو [illegible] ٹال مٹول کرتے ہیں اس نے بہت سا خراج جمع کر کے بغداد بھیجا اور ٹال مٹول کرنے والوں کو بغداد بھیجا دوسرے لوگوں نے اس کے ساتھ سختی اختیار کر لی۔

پھر عمر بن مہران خراج کی دوسری قسط کی وصولی کے لئے ان کے پاس گیا [illegible] اس نے [illegible] وصولی شروع [illegible] ان کے [illegible] کی طرف سے [illegible] کی صورت میں [illegible] کر کے ان کی طرف سے [illegible] کہا کہ میں نے تمہاری ضرورت کے وقت کام آنے کے لئے ان کو جمع کر [illegible] کے بعد اس نے [illegible] مصر کا تمام خراج وصول کر لیا جو اس سے پہلے کسی حاکم نے وصول نہیں کیا تھا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا کیونکہ اس نے الرشید سے شرط لگائی تھی کہ جب مصر کے حالات درست ہو جائیں گے اور خراج وصول ہو جائے گا تو میں واپس آ جاؤں گا۔

اور مصر میں اس کے سوا اس کے تمام [illegible] کے علاوہ [illegible] تھا۔

اسی سال عبد الرحمن بن عبد الملک نے گرمیوں کی جنگ لڑی اس نے [illegible] فتح کیا [illegible] سے [illegible] اس سال [illegible] سلیمان بن ابی جعفر [illegible] امیر حج تھا۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے

ابراہیم بن صالح ان کا نام ابراہیم بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کے والی تھے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابراہیم بن ہرمہ آپ کا نام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

سامنے بیٹھتا تھا اور باہر نکلتے ہوئے کہا کہ اے ابو ابراہیم! اگر پہلے یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں تجھے تیرے ساتھیوں پر فوقیت دیتا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! ہر ایک کا معترف ہوں مگر اس نے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ مجھے وہ قرض نہیں کیا پس میرے لئے اس نے دو ہزار درہم کا حکم دیا اور مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ساتھیوں میں شامل کر دیا۔

منصور جن باتوں کی وجہ سے اس سے اتفاق رکھتا اس کا تذکرہ بھی ہے:

(۱) مجھے آپ کے ساتھ ان کی محبت کے باعث جو نسبت ہے اس لحاظ سے میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

(۲) اور اس شخص کی کتابیں لکھنے کے ہیں جو صحابہ، دین اور قرآن کی مدد سے لکھتا ہے۔

(۳) میں ان کی محبت کی وجہ سے جو نے ان سے اختلاف کی پروا بھی نہیں کرتا۔

بعض نے شعب کے واسطے سے اصمعی کا قول نقل کیا ہے کہ ابن ہیثم الشعراء ہے۔ ابو الفرج ابن الجوزی نے اسی سال ان کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ نیز ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ سعید بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن جمیل سترہ سال تک مہدی کے لشکر کے قضاۃ کے منصب پر رہے اور ابو عوانہ وضاح نے اسی سال وفات پائی۔

صالح بن بشیر مری ...... بصرہ کے مشہور خوف الٰہی کی وجہ سے خوب رونے والے تھے ان کا وعظ بڑا پر اثر ہوتا تھا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سفیان کہا کرتے تھے کہ یہ قوم کے نذیر ہیں۔ ایک بار مہدی نے انہیں اپنے پاس بلایا تو یہ گدھے پر سوار ہو کر ان کے پاس گئے اسی حالت میں خلیفہ کے محل تک گئے خلیفہ نے مہدی اور ان کو اٹھایا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو صالح نے دل میں کہا کہ اگر آج میں نے حق بات نہ کی تو پھر کب کروں گا۔ آپ کے پاس بیٹھ کر انہوں نے وعظ کیا تو مہدی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور انہوں نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص اللہ اور رسول کی مخالفت کرے تو قیامت کے دن نبی ﷺ اس کے خصم ہوں گے اس کا خصم جو ہوا اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی شفاعت کے لئے دلائل تیار کر لے اور تیرے لئے نجات اور ہلاکت کے لئے تیار ہو جائے گی اور تیرے گھر والوں میں سے جو شخص موت کی خواہش کا جھگڑا ہوا ہے تو خبردار اس کی کوشش کر کہ وہ چند دنوں پر غالب ہے کتاب دیکھتے ہیں تو مہدی سب سے زیادہ روتے رہے پھر مہدی نے حکم دیا کہ صالح کی تحریر کو دیوان میں لکھ لیا جائے۔

انہوں نے عمر عبدالملک بن ابی بکر ... (جو بغداد سے عراق آئے تھے) نے وفات پائی۔

الرشید کے زمانے میں بغداد کے بیت المال کے منتظم عبداللہ بن ... نے بھی اسی سال وفات پائی ان کی ولادت ... سال کی عمر میں وفات پائی۔

ایک روز منصور کے محل میں داخل ہونے کے وقت قریش کے تمام لوگ کھڑے ہو گئے، منصور نے فرمایا ان سب کی وجہ یہی تھی کہ انہیں پتہ تھا کہ ان کو ناپسند سمجھا گیا ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ سوال کرے تو منصور نے قرض کو قریب کر کے اس کی خدمت پوری کی۔ حبیب بن زبیر بن عروہ اور عمر الملکی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ منصور، مہدی اور الرشید کے زمانے میں بغداد کے پولیس افسر تھے مہدی کے زمانے میں ایک بار خراسان کے والی بنے ان کی عمر ۹۶ سال تھی۔ ... بن عبداللہ بن الحسن نے بھی اسی سال وفات پائی ان کی ولادت میں اختلاف ہے ... انہوں نے (۸۰) سال سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۷۷ھ

اسی سال الرشید نے جعفر برمکی کو مصر کی ولایت سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو بنایا اسی طرح خراسان کی ولایت سے حمزہ بن مالک کو معزول کر کے فضل بن یحییٰ برمکی کو والی بنایا اور واقدی کے قول کے مطابق اسی سال الرشید کے کا زور بہت آندھی چلی جس سے دنیا تاریک ہو گئی اسی سال حج بھی اسی سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

شریک بن عبداللہ: ان کا نام شریک بن عبداللہ القاضی الکوفی النخعی ہے ابو اسحاق وغیرہ سے سماع کیا، بعض اوقات احکام نافذ کرنے میں تامل کرتے تھے شریک کے اخیر فیصلے کے لئے کسی بیٹھے شخص کے بجائے سورۃ میں ایک روز تامل کر کے خوب غور کرتے جیسے اس کے بعد بعض کے لئے لوگوں کو بلاتے۔ ان کے ساتھیوں نے جب اس حقیقت پر مطلع ہونے کی کوشش کی تو اس میں لکھا ہوا تھا اے شریک صراط کو یاد کر اے شریک اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر۔ اسی سال ذی القعدہ کے شروع میں ہفتہ کے روز انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۱۷۸ھ

اسی سال قیس اور قضاعہ کی ایک جماعت نے مصر کے حاکم اسحاق پر حملہ کر دیا اس سے قتال کر کے ایک بڑا فتنہ برپا کر دیا رشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن اعین کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کے مقابلے میں بھیجا اس نے ان سے قتال کیا حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اقرار کر لیا ان کے امور کی بخوبی قیس وقضاعہ کی ہوا کو درست کر دیا اور ہرثمہ اسحاق کے بعد ایک ماہ تک مصر کا حاکم رہا پھر رشید نے اسے معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو امیر بنا دیا۔

اسی زمانے میں افریقیہ کی ایک جماعت نے بغاوت کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا اور آل مہلب کے افراد کو وہاں سے نکال دیا رشید نے ان کی طرف ہرثمہ کو بھیجا جس کی وجہ سے وہ اطاعت کی طرف لوٹ آئے۔

اسی سال رشید نے تمام امور خلافت یحییٰ بن خالد برمکی کے سپرد کر دیے۔

اسی سال ولید بن طریف الشاری نے جزیرہ سے خروج کیا اور وہاں کا حاکم ابن خازم اور اس کے باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا پھر وہاں سے آرمینیہ چلا گیا اس کے بقیہ حالات آگے آ رہے ہیں۔

اسی سال فضل بن یحییٰ خراسان گیا اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی مساجد اور ربائط تعمیر کیں اور ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی وہاں انہوں نے عباسیہ کے نام سے فوج تیار کی جس میں سپاہیوں کی تعداد پانچ لاکھ تھی ان میں سے بیس ہزار بغداد روانہ کئے جو کرمینیہ سے مشہور ہوئے اور اس کے بارے میں مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے۔

(۱) فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت دیگر ستاروں کی طرح خوب چمکتا ہے۔
(۲) وہ ایسی قوم کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سیدھے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں ہمارا اقتدار پایا جاتا ہے۔
(۳) ساقی حجاج کے بیٹوں کے احسان سے وہاں ایک قوم بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں۔
(۴) تم نے ہزاروں کی تعداد میں جنہیں تم نے تربیت دی ہے فوج رکھی ہے جو پانچ لاکھ کا لشکر ہے۔
(۵) وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں کہ اگر ان کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔
(۶) بلاشبہ فضل بن یحییٰ حسین ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے جو اچھے کاموں کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔
(۷) اس روز اس نے اپنے دین کی مضبوطی سے اور عطا اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ مالدار بن گئے۔
(۸) جنگ اور سخاوت کی بے شمار باتوں کو اس نے طالبین کے لئے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی عظمتوں سے پہلے ہی تفاوت معلوم ہو جاتی ہے۔
(۹) وہ اس وقت قتل کرتا ہے جب وہ قتل کو فضیلت سمجھتا ہے جب تلواریں موت کی طرف جاتی ہیں تو وہ عطا کرتا ہے۔
(۱۰) تم رضا مندی چاہتے ہو حالانکہ رضا مندی ان کا مقصود ہے۔
(۱۱) اس نے ہاتھ کو بخشش کے سوا کسی کی طرف التفات نہیں دی ہے۔

(۱۲) ... تیرے عطیات بڑھے ہیں حتیٰ کہ قوم بارش اور سمندر کی موجوں کی مانند ان کا تذکرہ کرتی ہے اس نے آپ کے خراسان جانے سے قبل یہ اشعار سنائے۔

(۱۳) ... کیا تو نہیں دیکھتا کہ سخاوت آدم کے ہاتھ سے فضل کی ہتھیلی میں گر گئی۔

(۱۴) جب ابوالعباس کی بارش برستی ہے تو اس کی موسلا دھار بارش کی سخا کیا خوب ہے۔

(۱۵) جب بخیل بخل کی وجہ سے اپنی مٹھی بند کر لیتا ہے تو وہ فضل کے نام سے پکارا جاتا ہے تو کچھ کشادہ ہو جاتا ہے۔

(۱۶) [illegible]

راوی کہتا ہے کہ اس نے مروان کو ایک لاکھ درہم دیے تھے مروان کے بھی اشعار ہیں

(۱) ان کے گھر میں بھوک کا خوف نہیں کیا جا سکتا جس کے چولہوں میں ہر دم آگ رہے۔

(۲) اس قوم سے فضل بن یحییٰ کی جگہ ہے وہ ایسا شخص ہے جس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔

(۳) اس کے دو دن ہیں ایک دن سخاوت کا اور ایک دن جنگ کا گویا زمانہ ان دونوں کے درمیان تقسیم ہے۔

(۴) جب وہ پچیس سال کا تھا تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر بننے کا تھا۔

فضل کو خراسان کے اس کے سفر میں عجیب چیزوں سے واسطہ پڑا اس نے متعدد شہر فتح کئے جن میں کابل اور ما وراء النہر ہے اس نے ترکی کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بہت طاقتور تھا بے شمار مال دیا اس کے بعد بغداد کی واپسی ہوئی۔

جب وہ بغداد کے قریب پہنچا تو ہارون رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے شعراء اور خطباء اور سرکردہ لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے لوگوں کو ایک ایک کروڑ درہم پیش کرنا شروع کر دیا بہت سا مال تقسیم کیا اور تحائف دئیے ایک شاعر فضل کے پاس آیا بندھی ہوئی تھیلیاں اس کے پاس رکھی ہوئی تھیں جو لوگوں میں تقسیم کی جا رہی تھیں اس پر اس شاعر نے شعر کہا کہ فضل بن یحییٰ بن خالد کافی ہے اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے بخل سے قتل کیا فضل نے اس کے لئے بہت مال کا حکم دیا۔

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ لڑی۔ سلیمان بن راشد نے سردیوں کی جنگ لڑی اس کے ساتھ سسلی کے ملک کے بطریق تھے محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کروایا۔

جعفر بن سلیمان، معتمر بن قاسم، عبد الملک بن محمد قاضی بغداد کی وفات اسی سال ہوئی رشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقابر میں دفن کیا۔

واقعات ۱۷۹ھ

اسی سال فضل خراسان سے آیا اور اس کی جگہ رشید نے منصور بن یزید کو والی بنایا۔

اسی وقت رشید نے محمد کو وہاں سے معزول کر کے فضل بن ربیع کو حاجب بنایا۔

اسی برس خراسان میں حمزہ بن اترک کا ظہور ہوا اس کا قصہ آگے آئے گا اور اسی سال ولید بن طریف خارجی پیدا ہوا اس کی قوت مضبوط ہو گئی اس کے متبعین میں اضافہ ہو گیا۔ رشید نے یزید کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا اس نے دھوکے سے قتل کر دیا اس کے ساتھی منتشر ہو گئے ولید کی بہن نے اپنے بھائی کے مرثیہ میں اشعار کہے

(۱) اے خابور کے درخت تجھے کیا ہو گیا کہ تو سرسبز ہے گویا ابن طریف پر تجھے غم نہیں ہوا۔

(۲) وہ ایسا نوجوان ہے جو تقویٰ کے زاد راہ کو چاہتا ہے اور مال صرف نیزوں اور تلواروں ہی سے چاہتا ہے۔

اسی سال رشید شکریے کے طور پر بغداد سے عمرہ کے لئے روانہ ہوا اور عمرہ سے فارغ ہو کر حج تک اس نے مدینہ میں قیام کیا پھر مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات گیا تمام ارکان اس نے پیدل ادا کئے پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آیا۔

خواص کی وفات اسماعیل بن محمد ... ان کا لقب سید اور کنیت ابوہاشم حمیری مشہور شعراء میں سے ہیں لیکن چھپا ہوا رافضی اور کٹر شیعہ تھا، شراب نوشی بہت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے ایک دینار قرض دے دو، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے وقت مجھ سے وصول کر لے چنانچہ اس نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ اس وقت تیری شکل کتے یا خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہو جس کی وجہ سے میرا دینار ضائع ہو جائے گا۔ آپ کے اشعار میں صحابہؓ کی ہجو سے متعلق اشعار کا ذکر کرتے ہیں۔

اصمعی کا قول ہے کہ اگر اس میں یہ آل بیت کی عصبیت نہ ہوتی تو اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس پر مقدم نہیں کیا جاتا۔ ابن الجوزی نے اس کے بعض اشعار ذکر کیے ہیں جن میں بہت سی خباثت کی وجہ سے میں نے انہیں ذکر نہیں کیا موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا سخت تکلیف اسے پہنچی تھی۔ اور اس کے بعد صحابہ پر سب وشتم کی وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا کیا گیا۔

حماد بن زید: ثقہ محدثین میں سے ہیں علماء مسلمانوں کے سرداروں میں سے خالد بن عبداللہ کی وفات اسی سال ہوئی عمر بھر سے اپنے گھر کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا

امام مالک رحمۃ اللہ کے ہمعصر التکمیل بن عبداللہ الیشکری کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کا ہم نے التکمیل میں تذکرہ کر دیا ہے۔

امام مالک: مشہور ائمہ میں سے ہیں ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن حارث ذو اصبح الحمیری المدنی اپنے زمانے کے امام دار الہجرت تھے۔ مشہور تابعین سے حدیث سنی اور آپ سے ایک بڑی جماعت نے سماعت کی جس میں سفیان ثوری، شعبہ، ابن مبارک، ابن مہدی، ابن جریج، لیث بن سعد، یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سب سے صحیح اسانید مالک عن نافع عن ابن عمر ہیں۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حجاز میں سب سے بڑے شیخ شریعت تھے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ایک آدمی کے علاوہ امام مالک نے جس سے بھی روایت کی وہ ثقہ تھے۔ شافعی کا قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نافع عن ابن عمر کی احادیث سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تمہارے پاس حدیث آئے تو امام مالک اس کے امام ہیں ... کہ لوگ حدیث کے بارے میں امام مالک کے محتاج ہیں۔

ان کے علاوہ بھی امام مالک کے فضائل بے شمار ہیں اگر تفصیل کے ساتھ فضائل امام مالک کے بارے میں بے شمار ہیں۔ ابو مصعب کا قول ہے کہ میں نے امام مالک سے سنا کہ میں نے کسی مسئلہ میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر علماء نے میرے بارے میں گواہی نہیں دی کہ آپ اس کے اہل ہیں۔

امام مالک حدیث بیان کرنے کے وقت غسل کرتے خوشبو لگاتے داڑھی میں کنگھی کرتے اور اچھا لباس زیب تن کرتے ان کی انگوٹھی کا نقش حسبی اللہ و نعم الوکیل تھا گھر میں داخل ہونے کے وقت ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھتے ان کے گھر میں ... بچھے ہوتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن حسن کے خروج کے وقت آپ گھر میں بیٹھ رہے اور جمعہ جماعت کسی کے لئے بھی گھر سے باہر نہ آتے۔ فرمانے لگے کہ ہر بات بیان نہیں کی جاتی اور سب سے عذر بیان نہیں کیا جاتا ہے۔

وفات کے وقت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر اشہد ان لا الہ الا اللہ للّٰہ الامر من قبل ومن بعد جاری تھا۔ آپ ۸۵ سال کی عمر میں اسی سال ۱۴ ربیع الاول کو مدینہ میں وفات فرما گئے۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ امام ترمذی نے متعدد طرق سے حضرت ابوہریرہ کی حدیث نقل کی ہے کہ لوگ دور دراز سے طلب علم کے لئے سفر کریں گے مگر اس وقت مدینہ کے عالم سے بڑا عالم نہ پائیں گے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

ابن عیینہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام مالک ہیں۔ ابن عیینہ سے ایک دوسری روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد عبدالعزیز بن عبداللہ العمری ہیں۔

ابن خلکان نے وفیات میں تفصیل سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ذکر کئے ہیں۔

واقعات ۱۸۰ھ

اسی سال شام میں نزاریہ اور یمنیہ کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید بہت پریشان ہو گیا اس نے جعفر برمکی کو امراء کی ایک جماعت اور لشکروں کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا۔ اس کے شام پہنچتے ہی تمام لوگوں نے اطاعت کا اعلان کر دیا۔ جعفر برمکی نے گھوڑوں اور تیزوں اور تلواروں کا مکمل خاتمہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اس بابت شاعر کے شعر ہیں:

(۱)...... شام میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی یہ اس کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔
(۲)...... جب آل برمک کی سمندری فوجوں نے جوش مارا تو اس آگ کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔
(۳)...... امیر المومنین نے جعفر کے ذریعہ تیر مارا اور اس کا شگاف بند کر دیا۔
(۴)...... اس نے مبارک خیال بزرگ کے ذریعے سے تیر مارا جس پر شام کے نزاری اور قحطانی راضی ہو گئے۔

اس کے بعد جعفر نے عیسیٰ کو شام کا نائب مقرر کر کے بغداد واپسی کی۔ جب رشید سے ملا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباض کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المومنین کی طرف سے اس کی واپسی اور اس کے چہرہ کی دید کا احسان کیا۔

اسی زمانہ میں رشید نے جعفر کو خراسان و سجستان کا والی مقرر کیا۔ محمد بن حسن بن قحطبہ کو اس کا والی بنایا اس کے بیس روز بعد جعفر کو معزول کر دیا۔

اسی سال رشید نے خوارج کی کثرت کی وجہ سے موصل کی فصیل گروا دی اور جعفر کو چوکیداروں کا امیر بنایا رشید نے رقہ کو وطن بنا لیا اپنے لڑکے امین کو بغداد کا نائب اور عراق کا والی مقرر کیا۔ ہرثمہ کو افریقہ کی ولایت سے معزول کر کے بغداد بلا لیا۔ جعفر نے اس کو چوکیداروں کا امیر مقرر کر دیا۔

سال رواں ہی میں مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارہ کی چوٹی گر گئی۔

اسی زمانہ میں جرجان میں محمرہ جماعت کا ظہور ہوا ان کا لباس سرخ تھا عمرو بن العمرکی انہوں نے اطاعت قبول کی جو زندیقیت کی طرف منسوب تھا۔ رشید نے کچھ افراد بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔ اسی وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ بجھا دی۔

اس سال زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ کی۔ اس برس موسیٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر...... اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے استاد تھے علی بن مہدی نے اسی سال وفات پائی متعدد بار امیر حج بنے مشہور قول کے مطابق الرشید سے عمر میں کم تھے۔

حسان بن ابی سنان...... ابن ابی اوفیٰ بن عوف تنوخی انباری ہیں سن ولادت ۶۰ھ ہے امام کی زیارت و دعا سے مشرف ہوئے ان کے خاندان میں قاضی وزراء اور صلحاء پیدا ہوئے۔ بنو امیہ و عباس دونوں کا دور دیکھا شروع میں نصرانی تھے بعد میں مشرف با اسلام ہوئے اسلام لانے کے بعد قابل رشک مسلمان بن گئے عربی فارسی سریانی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا والی بنایا اس وقت ان کے سامنے عربی میں کتب کا ترجمہ کرتے تھے۔ ثقات میں سے عبدالوارث بن سعید التنوری نے اسی سال وفات پائی۔

عافیہ بن زید...... مہدی کے دور میں مشرقی بغداد کے قاضی قیس کے لڑکے ہیں (قیس اور ابن علاثہ دونوں جامع رصافہ میں فیصلے کرتے تھے) عافیہ عابد و زاہد متقی تھے۔

ایک روز مہدی کے پاس آ کر کہنے لگے کہ اے امیر مجھے معاف فرما دیجئے مہدی نے کہا کہ کیوں؟ کیا کسی امیر نے تم پر اعتراض کیا کہنے لگے کہ

نہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ شخص میرے پاس مقدمہ لائے تھے ان میں سے ایک تازہ و مشک کا میرے پاس تھال لائے (جو امیر المومنین کے لائق تھا) کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ یہ چیز مجھے پسند ہے لیکن میں نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا صبح جب میں فیصلے کے لئے بیٹھا تو اس ہدیہ کی وجہ سے وہ دونوں میرے دل میں یکساں نہیں تھے بلکہ ہدیہ دینے والے کی طرف میرے دل کا جھکاؤ تھا لیکن اس کے باوجود میں نے قبول نہیں کیا اگر میں قبول کر لیتا تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے مجھے معاف کر دیجئے چنانچہ مہدی نے اسے معاف کر دیا۔

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز میری موجودگی میں رشید کے پاس عافیہ کو لایا گیا کیوں کہ کچھ لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تھے رشید ان کا جواب دے رہے تھے۔ مجلس طویل ہو گئی۔

اسی اثناء میں خلیفہ کو چھینک آ گئی عافیہ کے علاوہ سب نے یرحمک اللہ کہا رشید نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ آپ نے الحمد للہ نہیں کہا اس نے حدیث سے دلیل دی رشید نے کہا کہ آپ اپنے کام پر واپس چلے جایئے قسم بخدا ان لوگوں نے آپ پر غلط اعتراضات کئے آپ نے ایک چھینک کے بارے میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ…… ان کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر جو سیبویہ سے مشہور اور نحویوں کے امام ہیں۔ حارث بن کعب یا آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں آپ کا نام سیبویہ ہے کیونکہ آپ کی والدہ آپ کو بچپن میں اٹھا کر اوپر نیچے کرتی تھیں سیبویہ سیب کی خوشبو کو کہتے ہیں۔ ابتداء میں آپ نے اہل حدیث اور فقہا کی صحبت اختیار کی حماد بن سلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے۔ ایک روز حماد نے اعرابی غلطی کی تو سیبویہ کی نشاندہی کرنے پر ناراض ہو گئے سیبویہ نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے خلیل بن احمد کی صحبت اختیار کر لی نحو میں مقام حاصل کر لیا پھر بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا سیبویہ حسین و جمیل صاف ستھرے نوجوان تھے۔ کسی نہ کسی درجے میں ان کا ہر علم سے تعلق تھا کمسن ہونے کے باوجود انہوں نے اہل ادب سے حصہ حاصل کیا سیبویہ نے نحو میں ایک بے مثال کتاب تصنیف فرمائی اس کے بعد آئمہ نحو نے اس کی شرح کرتے ہوئے اس کے سمندر میں غوطہ لگا کے اس سے موتی نکالے لیکن وہ تک پہنچنے سے قاصر رہے۔

ثعلب کا خیال ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں سیبویہ تن تنہا نہیں ہیں بلکہ چالیس افراد اس کام میں ان کے معاون رہے یہ کتاب خلیل کے اصول ہیں لیکن سیبویہ نے اس کی اپنی طرف نسبت کر دی۔

لغت میں سیبویہ کے استاد ابو الخطاب اور اخفش تھے۔ سیبویہ کہتے تھے کہ سعید بن ابی عروبہ عروبہ جمعہ کے دن کا نام ہے اور کہتے تھے کہ صرف عروبہ کہنے والا غلطی پر ہے۔ سیبویہ کا یہ قول یونس کے سامنے نقل کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ان کا بھلا کرے۔ سیبویہ نے طلحہ بن طاہر کے پاس مقام حاصل کرنے کے لئے خراسان کا سفر کیا کیوں کہ طلحہ کو علم نحو بہت پسند تھا سیبویہ وہاں ایسے بیمار ہوئے کہ اسی مرض میں وہیں ان کی وفات ہو گئی وفات کے وقت انہوں نے چند اشعار کہے:

(۱)…… دنیا کی امید رکھنے والا اس کی بقا کا خواہاں ہے امید کنندہ دنیا سے چلا جاتا ہے امید باقی رہ جاتی ہے۔

(۲)…… کھجور کا پودا لگانے والا اس کی بقا کی امید کرتا ہے پودا زندہ رہتا ہے پودا لگانے والا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ بوقت وفات سیبویہ نے اپنا سر اپنے بھائی کی گود میں رکھا جسے دیکھ کر آپ کے بھائی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں افاقہ ہونے کے بعد سیبویہ نے اپنے بھائی کو روتا دیکھ کر یہ شعر پڑھا

ہم اکٹھے تھے زمانہ نے زمانہ دراز تک ہمیں جدا کر دیا زمانہ سے کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ سیبویہ نے ۳۲ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

عفیرہ عابدہ…… آپ بہت عبادت گزار اور گریہ کرنے والی تھیں ایک بار ان کا قریبی سفر سے آیا تو اسے دیکھ کر رونا شروع کر دیا وجہ پوچھنے پر کہنے لگی کہ اس نوجوان نے مجھے اللہ کے سامنے حاضری یاد دلا دی اس وقت بعض خوش اور بعض غمگین ہوں گے۔ شافعیہ کے شیخ مسلم بن خالد زنجی کی وفات اسی سال ہوئی جو مکہ کے باشندوں میں سے تھے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے۔

واقعات ۱۸۱ھ

اس سال الرشید نے بلاد روم میں جنگ کر کے صفصاف قلعہ فتح کر لیا اسی کے بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے شعر کہا امیر المومنین [illegible] ہیں انہوں نے صفصاف کو بالکل میدان بنا دیا۔

اسی سال عبدالملک بن صالح نے بلاد روم میں جنگ کی اور انقرہ تک پہنچ گیا اس نے مطمورہ فتح کر لیا [illegible] جان پر غلبہ ہوا۔

اسی سال الرشید نے خطوط کے شروع میں بسم اللہ کے بعد الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ لکھنے کا حکم دیا۔

اس سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔ یحییٰ بن خالد نے وزارت کے بارے میں اس سے معافی چاہی اس نے معافی دے دی یحییٰ نے مکہ میں اقامت کی۔

اس سال حسن بن قحطبہ، حمزہ بن مالک، حسن بن عرفہ کے شیخ خلف بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن مبارک ...... ابو عبدالرحمٰن المروزی ہیں آپ کے والد ترکی تھے جو خراسان کے بنی حنظلہ کے ایک تاجر کے غلام تھے۔ عبداللہ بن مبارک خراسان آئے اور اپنے مولیٰ کی اولاد سے حسن اخلاق کا معاملہ کرتے تھے۔ آپ کی والدہ خوارزمی تھیں آپ کی پیدائش ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ آپ نے اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، ہشام بن عروہ، حمید الطویل وغیرہ بہت سے تابعین سے سماع کیا ان سے ایک بڑی جماعت نے احادیث روایت کی ہیں [illegible] آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں [illegible]۔

آپ کا ارادہ [illegible] آپ شہروں میں تجارت کرتے تھے [illegible] آپ کی تجارت سے سالانہ ایک لاکھ منافع ہوتا تھا جسے زاہدوں، عابدوں اور علماء پر خرچ کرتے تھے [illegible] سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک اور صحابہ میں صرف صحبت کا فرق تھا۔ اسماعیل بن عیاش کا قول ہے کہ روئے زمین پر میں نے عبداللہ بن مبارک جیسا شخص نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن مبارک تمام خیر کی خصلتوں کے مالک تھے [illegible] میرے ساتھیوں نے بتایا کہ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے ساتھ مصر سے مکہ تک سفر کیا [illegible]۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار رقہ تشریف لے گئے [illegible] ہارون الرشید [illegible] تو ایک عورت نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ خراسان کے بزرگ عبداللہ بن مبارک ہیں جن کی زیارت کے لئے لوگ آئے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ اصل بادشاہت تو ان کی ہے نہ کہ ہارون الرشید کی جس کے لئے لوگ سپاہیوں کے خوف سے اکٹھے ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار حج پر تشریف لے گئے [illegible] آپ اپنے ساتھیوں کے پیچھے تھے جب [illegible] کے پاس سے گزرے [illegible] عبداللہ بن مبارک نے اس سے پوچھا [illegible] عبداللہ بن مبارک نے غلام سے پوچھا کہ تیرے پاس کتنا خرچ ہے اس نے جواب دیا کہ [illegible] اور حج کئے بغیر واپس چلے گئے۔

آپ حج پر جاتے وقت اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے [illegible] ان کا خرچ [illegible] ہر ایک کی [illegible] کا انتظام کرتے تھے [illegible] واپس [illegible] ان کے گھروں [illegible]

کھانے لانے پر خرچ کرتے تھے پھر اس صندوق کو کھول کر اس سے تھیلیاں نکال کر انہیں تقسیم کر دیتے کہ ہر شخص اپنے نام کی تھیلی اٹھا لے چنانچہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے ان کا زاد سفر آپ کے ذمہ ہوتا تھا جس میں مختلف کھانے پینے کی چیزیں ہوتی تھیں آپ تحفہ دینے میں بھی وہ چیزیں ساتھ لیتے اور کھلاتے خود روزہ سے ہوتے۔

ایک بار عبداللہ بن مبارک سے ایک شخص نے سوال کیا آپ نے اسے ایک درہم دیا اس کے جانے کے بعد کسی نے آپ سے کہا کہ یہ شخص بھنا ہوا گوشت اور حلوہ کھاتا ہے تو ایک درہم سے کیا کھا سکتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی ضرورت تو اس سے زیادہ میں پوری ہوگی پھر آپ نے اسے دوبارہ بلوا کر اسے دس درہم دیئے۔ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔

ابو عمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک کی توثیق، عدالت، جلالت اور امامت پر سب کا اتفاق ہے اسی سن ہیت مقام پر رمضان میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ وہ اہل مصر کے قاضی تھے اور عبادت گزار تھے ایک بار انہوں نے دنیا سے امید منقطع ہونے کا سوال کیا تو اللہ نے امید ختم کر دی اس کے بعد ان کی زندگی بے مزہ ہو گئی دنیا کی کوئی چیز انہیں اچھی نہیں لگتی تھی یہاں تک کہ انہوں نے دوبارہ امید بحال کرنے کی دعا کی تو اللہ نے دوبارہ امید بحال کر دی۔

یعقوب التائب ..... ابو بکر علی بن سوقی نے منصور بن عمار کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میں گھر سے صبح ہو جانے کے خیال سے نکلا۔ باہر نکلنے کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہے لہذا میں باب صغیر کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے ایک نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ اے اللہ آپ کی عزت و جلال کی قسم میں نے آپ کی معصیت اور مخالفت کا ارادہ نہیں کیا لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا میری بدبختی مجھ پر غالب آ گئی مجھ پر تیرے ستر ڈھکے ہوئے تھے پردہ اٹھ گیا اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا تو میں تیرے علاوہ کس سے تعلق جوڑوں گا گذشتہ گناہوں پر میں دل و جان سے نادم ہوں ہائے میری ہلاکت میں کتنی توبہ کروں گا اب تک واپس آتا رہوں گا اب اپنے رب سے شرم محسوس کرنے کا میرے لئے وقت آ گیا ہے

منصور کا قول ہے کہ میں نے اعوذ اور تسمیہ پڑھ کر یہ آیت (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو ان کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں" تلاوت کی اس کے بعد میں نے ایک شدید آواز سنی پھر میں اپنے کام پر چلا گیا واپسی پر میں اس دروازے کے پاس سے گزرا تو ایک جنازہ رکھا ہوا تھا میں نے اس کے بارے پوچھا تو وہ جنازہ اسی نوجوان کا تھا۔

واقعات ۱۸۲ھ

اسی سال رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کو اس کے بھائی امین بن زبیدہ کے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی یہ واقعہ رقہ سے واپسی پر رقہ میں پیش آیا اپنے بیٹے مامون کو جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ ملا دیا اس نے اس کو خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد بھیج دیا اور اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا حاکم بنا دیا اس کا نام مامون رکھا۔

اسی سال یحییٰ بن خالد مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آیا اس سال عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح رومیوں کی جنگ لڑتے لڑتے اصحاب کہف کے شہر تک پہنچ گئے۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اس کی والدہ رینی کو اپنا حاکم بنا لیا۔ جس کا لقب اغسطہ تھا اس سال موسیٰ بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

مشاہیر ائمہ شامئین میں سے اسماعیل بن عیاش حمصی اور خلفاء اور برامکہ کی مدح کرنے والا مشہور شاعر مروان بن ابی حفصہ نے اسی سال وفات پائی۔

معن بن زائدہ…… آسودہ حال اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود انتہائی بخیل تھا گوشت کا استعمال نہیں کرتا تھا گھر میں چراغ نہیں جلاتا تھا کھدر اور موٹا کپڑا استعمال کرتا تھا اس کا رفیق سلم الخاسر ہزار دینار کا حلہ زیب تن کر کے عمدہ خوشبو لگا کر سواری پر سوار ہو کر اتراتا جاتا اور معن بن زائدہ اپنی اسی بری حالت میں ہوتا۔

معن ایک روز مہدی کے پاس جا رہا تھا ایک عورت نے اس سے کہا کہ اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس میں سے مجھے بھی کچھ دینا معن نے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھے ایک لاکھ درہم دیے تو میں تجھے ایک درہم دوں گا خلیفہ نے اسے ساٹھ ہزار درہم دیے تو معن نے اسے دوانق کا چوتھا حصہ دیا اسی سال رحلت فرمائی نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

قاضی ابو یوسف…… نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ ہے امام ابو یوسف کی والدہ کا نام حبتہ ہے اور والد کا نام بجیر بن معاویہ ہے۔ جنہوں نے احد کے روز ان کو کمسن سمجھا تھا۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے اعمش، امام بن عروہ، محمد بن اسحاق، یحییٰ بن سعید وغیرہ سے احادیث روایت کی ان سے محمد بن حسن احمد بن حنبل یحییٰ بن معین نے روایت کی۔

علی بن جعد کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ بچپن ہی میں میرے والد کی وفات ہو گئی تھی میری والدہ نے مجھے دھوبی کے حوالے کیا تو دھوبی کے پاس جاتے ہوئے راستہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھ جاتا میری والدہ مجھے تلاش کر کے وہاں سے اٹھا کر دھوبی کے پاس پہنچا دیتی لیکن میں پھر وہیں آ پہنچ جاتا حتیٰ کہ اس نے تنگ آ کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے میرا لڑکا بگاڑ دیا ہے، یہ یتیم بچہ ہے اس کا گذر بسر صرف میرے سوت کاتنے پر ہے امام صاحب نے ان کی والدہ سے کہا کہ اے بے وقوف خاموش ہو جا یہ ابھی علم حاصل کر رہا ہے اور یہ عنقریب فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھائے گا۔ ان کی والدہ نے جواب دیا کہ آپ فاتک العقل شیخ ہیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب میں قاضی بنا (ہادی نے سب سے پہلے انہیں قاضی بنایا سب سے پہلے آپ کو ہی قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ آپ کو قاضی قضاۃ الدنیا بھی کہا جاتا تھا، کیوں کہ جن علاقوں پر خلافت قائم تھی ان تمام علاقوں میں آپ خلیفہ کی نیابت بھی کرتے تھے) تو ایک روز میں رشید کے پاس تھا فیروزج کی پلیٹ میں فالودہ لایا گیا خلیفہ نے مجھے کہا کہ اسے کھائیے کیونکہ ایسی چیز کبھی کبھی تیار کی جاتی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ فالودہ ہے میں مسکرایا انہوں نے وجہ پوچھی میں نے کہا کہ کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ آپ کو ضرور بتانا ہوگا پھر میں نے ان کو سارا واقعہ بتا دیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ علم انسان کے لیے نفع اور دنیا و آخرت میں بلندی درجات کا ذریعہ ہے پھر فرمایا کہ اللہ امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے بعض مرتبہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ جاتے ہیں کہ دوسری آنکھ سے نہیں دیکھتے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام یوسف کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرے اصحاب میں سب سے بڑا عالم امام ابو یوسف ہے۔ مزنی کا قول ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے متبع للحدیث تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ ابو یوسف صدوق تھے۔ ابن معین کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ابو یوسف جہم سے محفوظ تھے بشار الخفاف نے امام ابو یوسف کو کہتے سنا کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کلام حرام اس سے قطع تعلق ضروری ہے اس سے سلام و کلام جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ سونے کے پانی سے جھٹکے کے کام سے کیمیا کے ذریعے مال طلب کرنے والا مفلس ہوگا حدیث کے غرائب تلاش کرنے والا جھوٹا ہوگا علم کلام سے دین حاصل کرنے والا زندیق ہوگا۔

جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور سبزیوں کی زکوۃ کے مسئلہ کے بارے میں

مناظرہ ہوا تو امام مالک نے دلیل میں اپنے آباؤ اسلاف کے زمانہ سے چلے آنے والے صاعوں کو پیش کیا اور یہ کہ خلفاء راشدین کے زمانے میں سبزیوں کی زکوٰۃ نہیں نکالی جاتی تھی۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں اگر میرے ساتھی دیکھ لیتے تو وہ بھی میری طرح رجوع کر لیتے یہ امام یوسف کی طرف سے عدل کا مظاہرہ تھا۔

امام ابو یوسف کی مجلس میں علماء طبقات کے لحاظ سے بیٹھتے تھے حتیٰ کہ احمد بن حنبل نوجوان ہونے کے باوجود لوگوں کے درمیان مجلس میں آتے مناظرہ اور مباحثہ کرتے اس کے باوجود منصفانہ فیصلہ کرتے۔

امام یوسف فرماتے ہیں کہ ایک روز کے علاوہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدمات کے بارے میں مجھ سے باز پرس نہیں کرے گا۔ اس دن کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مجھے آ کر کہا کہ میرا ایک باغ ہے جو امیر المومنین کے قبضے میں ہے میں نے امیر کے پاس جا کر اس کی بابت پوچھا انہوں نے کہا کہ باغ میرا ہے جو مہدی نے میرے لئے خریدا تھا میں نے کہا کہ اگر امیر مناسب سمجھیں تو میں مدعی کو آپ کے سامنے بلا کر آپ کو اس کا دعویٰ سنا دوں، چنانچہ میں نے اسے بلا کر اس کا دعویٰ امیر کو سنوا دیا میں نے پوچھا کہ اے خلیفہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے وہی جواب دیا کہ میرا باغ ہے پھر میں نے مدعی سے کہا کہ تم نے خلیفہ کی بات سن لی اس نے کہا کہ خلیفہ قسم اٹھائے میں نے خلیفہ سے قسم کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر میں نے خلیفہ سے کہا کہ میں تین بار آپ پر قسم پیش کروں گا اگر آپ نے قسم اٹھالی تو فبہا ورنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ سنا دوں گا۔ چنانچہ تین بار قسم پیش کرنے کے باوجود خلیفہ نے قسم نہیں اٹھائی تو میں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ امام ابو یوسف خود فرماتے ہیں کہ اس روز میری خواہش تھی کہ میں اس مدعی کو اپنے سے جدا کر کے خلیفہ کے ساتھ بٹھا دوں لیکن میں ایسا نہیں کر سکا پھر میں نے خلیفہ کو باغ مدعی کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

معافی بن زکریا جریری نے متعدد طرق سے بشر بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ امام یوسف فرماتے ہیں ایک رات میں بستر پر محو آرام تھا اچانک خلیفہ کا ایلچی میرا دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں گھبرا کر باہر نکلا اس نے کہا کہ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے چنانچہ میں خلیفہ کے پاس گیا اس وقت عیسیٰ بن جعفر بیٹھا ہوا تھا رشید نے مجھ سے کہا کہ میں عیسیٰ بن جعفر سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی باندی مجھے فروخت کر دے یا ہبہ کر دے لیکن یہ نہیں کر رہا میں نے اس سے کہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا میں نے عیسیٰ سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں طلاق عتاق کل مال کے صدقہ کی قسم اٹھا چکا ہوں کہ نہ میں فروخت کروں گا اور نہ ہبہ کروں گا مجھ سے رشید نے کہا کہ اب اس کا کیا حل ہے میں نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ یہ نصف آپ کو ہبہ کر دے اور نصف بیچ دے چنانچہ اس نے اس کا نصف ہبہ اور نصف ایک لاکھ دینار میں فروخت کر دی جسے رشید نے قبول کر لیا اور باندی کو بلوایا رشید نے اسے دیکھنے کے بعد کہا کہ اس سے شب باشی کی کوئی صورت ہے؟ میں نے کہا کہ یہ باندی ہے جس کا استبراء لازمی ہے البتہ ایک صورت ہے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لیں کیونکہ حرۃ کا استبراء ضروری نہیں چنانچہ خلیفہ نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی بیس ہزار دینار اسے مہر دیا خلیفہ نے مجھے دو ہزار درہم اور بیس کپڑے کے تھان دیئے دس ہزار دینار اس باندی نے مجھے دیئے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں قاضی ابو یوسف کے پاس ریشمی کپڑے اور کچھ خوشبوئیں ہدیہ میں آئیں مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی کہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اس وقت جو لوگ اس کے پاس موجود ہوں وہ ہدیہ ان سب میں مشترک ہوتا ہے۔ امام یوسف نے فرمایا کہ یہ حدیث پنیر، کھجور، کشمش کے بارے میں ہے یہ ہدایا جو تمہارے سامنے ہیں یہ ان میں سے نہیں، پھر آپ نے غلام سے کہا کہ یہ چیزیں بیت المال میں جمع کر دو انہیں ان میں سے کچھ نہیں دیا۔

بشر بن غیاث مریسی کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ میں نے سترہ سال ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور سترہ سال تک مجھ پر دنیا ٹوٹ پڑی اب میں سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اس کے چند ماہ کے بعد قاضی ابو یوسف نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

اس سال ماہ ربیع الاول میں قاضی ابو یوسف نے ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے لڑکے قاضی بنے جو مشرقی بغداد پر آپ کے نائب تھے۔

بعض لوگوں کو خیال ہے کہ امام شافعی کی قاضی ابو یوسف سے ملاقات ہوئی ہے جیسا کہ محمد بلوی کذاب نے امام شافعی کے اس سفر میں بیان کیا ہے جو آپ نے بغداد کے لئے اختیار کیا تھا اس نے کذب بیانی سے کام لیا امام شافعی پہلی بار ۱۸۴ھ میں بغداد آئے اس وقت امام شافعی کی محمد بن حسن

شیبانی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کا اعزاز و اکرام کیا ان کے درمیان کسی قسم کی عداوت نہیں تھی جیسا کہ بعض ناواقف لوگوں کا خیال ہے۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان...... ابو عبداللہ جو عبداللہ بن حازم سلمی کا غلام ہے مہدی نے اس کو وزیر بنایا اس نے اس کے ہاں اونچا مرتبہ حاصل کیا ماقبل میں گزر چکا ہے کہ مہدی نے یعقوب کو علوی کے قتل کا حکم دیا یعقوب نے اسے چھوڑ دیا اس کی باندی نے مہدی سے چغلخوری کی مہدی نے یعقوب کو ایک کنویں میں ڈال کر اس پر قبہ بنوا دیا اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ بہائم کے بالوں کی طرح ہو گئے۔ اس کی بینائی ختم ہو گئی یعقوب پندرہ سال اس کنویں میں رہا اس حالت میں کوئی آواز وغیرہ نہیں سنتا تھا نمازوں کے اوقات اسے بتائے جاتے تھے ہر روز ایک چپاتی اور ایک لوٹا پانی کا اس کی طرف لٹکایا جاتا تھا۔ اسی حالت میں مہدی ہادی کا دوسرا دور گزر گیا اور الرشید کا دور شروع ہو گیا یعقوب کہتا ہے کہ ایک رات خواب میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ شعر:

(۱)...... ہو سکتا ہے تنگی کے پیچھے کشادگی ہو۔
(۲)...... پس خوف والا امن میں آ جائے قیدی رہا ہو جائے اور اس کے دور کے اہل آ جائیں۔

صبح ہوتے ہی مجھے آواز دی گئی ہے مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے نماز کا وقت بتایا جا رہا ہے میری طرف ایک رسی پھینک کر مجھے کہا گیا کہ اسے اپنی کمر سے باندھ لو پھر انہوں نے مجھے کنویں سے نکال لیا جب میں نے روشنی دیکھی تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کر کے سلام کا حکم دیا گیا میں نے مہدی سمجھ کر سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ میں مہدی نہیں ہوں میں نے پوچھا کہ ہادی ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ السلام علیکم یا امیر المومنین الرشید انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہنے لگا کہ واللہ تیرے متعلق کسی نے مجھ سے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ رات میں نے اپنی چھوٹی بچی کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا مجھے یاد آ گیا کہ آپ بھی مجھے اسی طرح کندھے پر اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے مجھے آپ کی حالت پر رحم آ گیا اور میں نے آپ کو باہر نکلوایا۔ پھر رشید نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔

یحییٰ بن خالد برمکی کو اس پر غیرت آئی اور اس کو خطرہ ہو گیا کہ کہیں دوبارہ اسے وزیر بنا دیا جائے اور یعقوب بھی اس کی بات سمجھ گیا یعقوب نے رشید سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تو الرشید نے اسے اجازت دے دی چنانچہ اس کے بعد وہ مکہ چلا گیا وہیں اس سال اس نے وفات پائی یعقوب نے کہا کہ یحییٰ کو میرے متعلق دوبارہ وزیر بننے کا خطرہ ہے واللہ اگر مجھے دوبارہ وزیر بنایا گیا تو میں یہ قبول نہیں کروں گا۔

حدیث میں امام احمد کے شیخ یزید بن زریع ابو معاویہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ ثقہ عالم عابد متقی تھے ان کے والد بوقت وفات بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے ترکہ میں ۵۰۰ درہم چھوڑے یزید نے ان میں سے ایک بھی درہم نہیں لیا یہ خود کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر اسے فروخت کرتے تھے اسی سے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرتے تھے اسی سال یا اس سے گزشتہ سال بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۳ھ

اسی سال آرمینیہ کے دروں سے خزریوں نے لوگوں پر حملہ کر کے شہروں میں فساد برپا کر دیا مسلمانوں اور ذمیوں میں سے ایک لاکھ افراد گرفتار کر لئے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔ آرمینیہ کا نائب سعید بن مسلم شکست کھا گیا رشید نے خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان شہروں کے فساد کو ختم کر کے ان کی اصلاح کر دی۔ اس سال عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات

علی بن فضیل بن عیاض نے اپنے والد کی زندگی میں وفات پائی یہ بہت بڑے عابد متقی بہت گریہ کرنے والے تھے۔

محمد بن صبیح ابو العباس مولیٰ بنی عجل مذکر نے اسی سال وفات پائی ابن سماک سے مشہور ہیں اسماعیل بن ابی خالد اعمش ثوری ہشام بن عروۃ

وغیرہ سے روایت کی۔

ایک روز رشید کہنے لگے کہ تجھے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے پس غور کر کہ جنت و دوزخ میں کون سا تیرا ٹھکانہ ہوگا؟ یہ سن کر رشید اس قدر رویا کہ قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر...... ابن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوالحسن الہاشمی انہیں الکاظم بھی کہا جاتا ہے سن ولادت ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ ہے بڑے عابد و صاحب مروت تھے انہیں کسی کے متعلق پتہ چلتا کہ وہ انہیں تکلیف پہنچائے گا تو اس کے پاس سونا اور دیگر چیزیں بطور تحفہ بھیجتے تھے ان کی مذکر و مؤنث اولاد کی کل تعداد چالیس تھی ایک بار غلام نے آپ کو عصیدہ ہدیہ کیا آپ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا جس کھیت میں اس غلام کی سکونت تھی اسے بھی ہزار دینار میں خرید کر اس کے حوالے کر دیا۔

ایک بار مہدی نے موسیٰ بن جعفر کو بلا کر قید کر دیا ایک رات مہدی نے خواب میں دیکھا کہ علی بن ابی طالب اسے کہہ رہے ہیں اے محمد (ہو سکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو) مہدی گھبرا کر بیدار ہوا اسی وقت موسیٰ کو جیل سے نکلوا کر اپنے ساتھ بٹھایا اس سے معانقہ کیا اس سے عہد لیا کہ آئندہ وہ مہدی اور اس کی اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ نہ میں نے ایسی بات سوچی اور نہ میری عادت ہے مہدی نے کہا تم نے سچ کہا اس کے لئے تین ہزار کا حکم دیا اسے مدینہ بھیج دیا چنانچہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ مدینہ پہنچ گیا اس کے بعد وہ مسلسل رشید کے زمانے تک مدینہ میں رہے حتیٰ کہ جب رشید حج پر آیا تو روضہ اقدس پر حاضری کے وقت موسیٰ بھی اس کے ساتھ تھے۔ روضہ اقدس پر رشید نے سلام کرتے ہوئے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم! موسیٰ نے کہا کہ السلام علیک یا ابت! رشید نے کہا کہ اے ابوالحسن یہ فخر کی بات ہے۔

یہ بات رشید کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ ۱۶۹ھ میں اسے بلوا کر قید کر دیا موسیٰ نے طویل عرصہ تک قید میں رہنے کے بعد اسے خط لکھا اما بعد یا امیر المومنین بلاشبہ میری تکلیف ایک دن بھی دور نہیں ہوئی لیکن تیری آسودہ حالی ایک روز ختم ہو جائے گی اور ہم دونوں ایک ایسے دن کی طرف رواں دواں ہیں جس دن باطل اعمال کرنے والوں کو نقصان ہوگا اسی سال ۲۵ رجب کو موسیٰ کی وفات بغداد میں ہوئی وہاں پر ان کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم...... القاسم بن دینار ابو معاویہ السلمی الواسطی ان کے والد حجاج کے طباخ تھے بعد میں سالن فروخت کرنے کا مشغلہ اختیار کر لیا تھا ان کے والد ان کو طلب علم سے منع کرتے تھے لیکن یہ سماع حدیث سے نہیں رکے۔ اتفاق سے ایک بار ہاشم بیمار ہو گئے تو واسط کے قاضی ابو شیبہ لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ ان سے ملنے کے لئے آئے اور ان کی عیادت کی ان کے والد خوشی میں ہاشم سے کہنے لگے کہ کیا تو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ قاضی تجھ سے ملنے آیا ہے آج کے بعد میں تمہیں طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سادات علماء میں سے تھے ان سے مالک، شعبہ، ثوری احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے روایت حدیث کی۔ صلحاء عابدین میں سے تھے موت سے قبل دس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی۔

یحییٰ بن زکریا...... ابن ابی زائدہ مدائن کے قاضی ائمہ ثقات میں سے تھے نحو میں ان کے استاد ابو عمرو بن علاء وغیرہ تھے۔ کسائی فراء وغیرہ ان کے شاگردوں میں سے ہیں بصرہ میں ان کا حلقہ لگتا تھا جن میں اہل علم امراء غرباء سب شریک ہوتے اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۳ھ

اسی سال رشید کوفہ سے بغداد واپس ہوا اس نے لوگوں سے خراج کے بقایاجات وصول کئے نہ دینے والوں کو مارنے اور قید کرنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا اطراف بلاد پر لوگوں کو مقرر کیا ایک جماعت کا عزل و نصب کیا۔

اسی زمانہ میں جزیرہ میں ابو عمرو شاری کا ظہور ہوا رشید نے اس کی طرف شہرزور کو روانہ کیا۔

اسی سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات ۔۔۔ احمد بن الرشید زاہد و عابد درویش تھا اپنے ہاتھ کی کمائی پر گزر بسر کرتا تھا، مٹی کے برتن بنا کر فروخت کرتا، ان کی ملکیت میں صرف بیلچہ اور کلہاڑی تھی پورے ہفتے میں ایک درہم اور دانق کماتا تھا صرف ہفتے کے دن مزدوری کرتا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا ایک دن کے علاوہ تمام دن عبادت میں مشغول رہتا۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے بطن سے تھا، صحیح بات یہ ہے کہ ہارون رشید کی ایک معشوقہ تھی جس سے اس نے بعد میں شادی کر لی تھی وہ حاملہ ہو گئی ہارون نے اس کو ایک یاقوت کی انگوٹھی اور بہت سی قیمتی اشیاء دے کر بصرہ بھیج دیا اس سے کہا کہ جب میں خلیفہ بن جاؤں تو تم میرے پاس آ جانا لیکن ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد عورت آئی نہ بچہ آیا بلکہ دونوں روپوش ہو گئے ہارون کو کسی نے دونوں کی مرنے کی غلط خبر دی ہارون بسیار کوشش کے بعد بھی ان کی تلاش میں ناکام رہا، احمد مزدوری کر کے اس سے کھاتا پھر بصرہ آ کر بھی ایک عرصہ تک مزدوری کرتا رہا، خلیفہ کا لڑکا ہونے کے باوجود لوگوں سے اس کا تذکرہ نہیں کرتا تھا۔

اتفاق سے وہ جس کا کام کرتا تھا اس کے گھر میں بیمار ہو گیا اتنا سخت بیمار ہوا کہ اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا اس وقت اس نے اپنی انگوٹھی نکال کر اس شخص سے کہا کہ میری وفات کے بعد یہ انگوٹھی خلیفہ کے حوالے کر دینا اور اسے کہہ دینا کہ ایک دن تمہاری بھی موت آنی ہے پھر تو وہاں نادم ہوگا لیکن اس وقت ندامت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اللہ کے سامنے پیشی سے ڈرو ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہو، جو چیزیں تیرے پاس ہیں اگر یہ باقی ہوتیں تو دوسروں سے تجھ تک نہ پہنچتیں یہ تیرے بعد کسی دوسرے کے پاس جائیں گی گزشتہ لوگوں کے احوال سے تو پہلے ہی واقف ہے۔

اس شخص کا قول ہے کہ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے دفن کر دیا خلیفہ کے پاس پہنچ کر میں نے اجازت مانگی تو اجازت مل گئی خلیفہ نے اس سے پوچھا کہ کوئی کام ہے اس نے کہا یہ انگوٹھی فلاں شخص نے تجھ تک پہنچانے کے لئے مجھے کہا ہے کچھ اور باتیں بھی اس نے تیری بابت کہی ہیں خلیفہ نے انگوٹھی دیکھ کر پہچان لی خلیفہ نے کہا کہ افسوس یہ صاحب کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی وفات ہو گئی پھر میں نے اس کی باتیں اس تک پہنچا دیں میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہفتے میں ایک دن مزدوری کرتا تھا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا تھا اور عبادت میں مشغول رہتا تھا جب اس نے یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں کہنے لگا کہ اے میرے بیٹے کاش تو مجھے نصیحت کرتا پھر رو کر اس سے پوچھنے لگا کہ کیا تو نے اس کی قبر دیکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اس نے کہا شام کو میرے پاس آنا چنانچہ میں شام کو اس کے پاس گیا پھر وہ میرے ساتھ اس کی قبر پر آیا، اور صبح تک روتا رہا پھر اس نے اس شخص کو دس ہزار درہم دیئے اور اس کے اہل و عیال کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن مصعب ۔۔۔ ان کا نسب ابن عبداللہ بن الزبیر بن عوام ہے تھے ابوبکر الاسدی الزبیری ہارون الرشید نے انہیں مدینہ کی ولایت کی پیش کش کی تو انہوں نے عدل کی شرط کے ساتھ اسے قبول کر لیا پھر اس نے آپ کو یمن کا بھی نائب بنایا یہ عادل حکام میں سے تھے حاکم بننے کے وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری ۔۔۔ انہوں نے ابوطوال کا زمانہ پایا اپنے والد اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی، یہ عابد و زاہد تھے ایک دفعہ الرشید کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اسے کہا یہ سب لوگ جو یہاں جمع ہیں ان سب سے قیامت کے روز ان کے نفس کے بارے میں سوال کیا جائے گا ہارون بہت رویا پھر کچھ دیر کے بعد رومال سے آنسو صاف کرنے لگے وہ وہاں سے چلے گئے پھر ہارون سے کہا کہ اسراف کرنے والے کو منع کرنا ضروری ہے جو تمام مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے اسے کیوں کر منع کرنا ضروری نہیں ہوگا پھر اس کے بعد عبداللہ نے وعظ ترک کر دیا اسی سال ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد یوسف بن مروان ۔۔۔ ابو عبداللہ اصبہانی نے تابعین کا زمانہ پایا عابد و زاہد تھے عبداللہ بن عون اور اعمش سے روایت کرتے تھے یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں پایا ابن مہدی کا قول ہے کہ میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا آپ ایک دن پیاز اور سبزی فروش سے خریداری نہیں کرتے تھے جس شخص سے خریداری کرتے تھے کہتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ میں ناواقف لوگوں کے دین سے بے تکلیف نہیں اس وجہ سے واقف لوگوں سے خریداری کرتا ہوں سردی گرمی سوتے وقت جبہ نہیں اتارتے تھے چالیس سال سے کم عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔

واقعات ۱۸۵ھ

اس سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہرویہ الرازی کو قتل کر دیا رشید نے عبداللہ بن سعید کو والی بنایا۔

اس سال حمزہ الشاری نے باد غیس میں فساد برپا کیا عیسیٰ بن علی نے دس ہزار کے لشکر کے ہمراہ اس کا مقابلہ کیا کو قتل اور زابلستان تک اس نے حمزہ کے لشکر کا تعاقب کیا۔

اسی زمانہ میں ابوالخصیب نے نسا، ابیورد، طوس اور نیشاپور پر غالب آ گیا مرو کا اس نے محاصرہ کر لیا اس کو مصالحت قبول کرنا پڑی۔

اسی برس یزید بن مزید کی وفات ہوئی رشید نے اس کے لڑکے اسد بن یزید کو والی بنایا اور یحییٰ نے اس سال رمضان میں خلیفہ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی پھر اس نے حج کے ایام تک مکہ میں پڑاؤ کیا اس سال امیر حج منصور بن محمد تھا۔

عبدالصمد بن علی —— ابن عبداللہ بن عباس سفاح اور منصور کے چچا ہیں ولادت ۱۰۴ھ ہے بہت بوڑھے ہو چکے تھے انہوں نے اپنے دانت تبدیل نہیں کئے ان کی داڑھ ایک ہڈی تھی، ایک دن خلیفہ رشید سے کہنے لگے آج کی مجلس میں خلیفہ کے چچا کے چچا شریک ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد خلیفہ کے چچا کے چچا ہیں کیونکہ وہ اس کے دادا کے چچا ہیں عبدالصمد نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نیکی اور احسان عمروں میں زیادتی گھروں کی آبادی اور اموال میں زیادتی کا ذریعہ ہیں اگرچہ قوم گنہگار ہو، اور اسی طرح یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیکی اور احسان قیامت میں حساب کو ہلکا کرنے والے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی:

> ”یہ لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں“۔

ان سے مہدی اور بھی ایک جماعت نے روایت کی ہیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو امام سے مشہور ہیں منصور کے دور خلافت میں چند سال تک امیر حج رہے ۱۸۵ھ میں وفات پائی امین نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی عباسیہ میں دفن کئے گئے۔

مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل، عمرو بن عبید، مطلب بن زیاد، معافی بن عمران، یوسف بن ماجشون اور اوزاعی کے بعد معافی اہل شام کے عالم اور ابو اسحاق فزاری نے اسی سال وفات پائی۔

رابعہ عدویہ یہ رابعہ بنت اسماعیل آل عتیک کی باندی ہیں مشہور عابدہ ہیں ابو نعیم نے حلیہ اور ارسال میں ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف میں ان کا ذکر کیا اکثر لوگوں نے ان کی تعریف کی ابو داؤد سجستانی نے اعتراض کرتے ہوئے ان پر زندقہ کا الزام لگایا ہو سکتا ہے کہ ان کو ان کے متعلق کوئی بات پہنچی اور السہروردی نے عوارف میں رابعہ کے یہ اشعار کہے:

(۱) میں نے تجھے دل میں اپنے سے باتیں کرنے والا بنایا اور اپنے پاس بیٹھنے والے کے لئے میں نے جسم مباح کر دیا۔

(۲) میرا جسم ہم نشین کے لئے مونس ہے اور میرے دل کا محبوب میرے دل میں انیس ہے۔

مؤرخین نے رابعہ کے بہت سے احوال صالحہ اور عمدہ احوال ذکر کئے ہیں وہ روزہ رکھتیں اور رات میں تہجد کا اہتمام کرتیں ان کے لئے دوا ساز ہی دیکھے گئے ایک قول ہے کہ قدس شریف میں وفات پائی ان کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے۔

واقعات ۱۸۶ھ

اسی سال علی بن عیسیٰ بن ماہان مرو سے ابوالخصیب سے جنگ کے لئے نکلا اس نے اس کو قتل کر کے اس کی عورتیں اور بچوں کو قید کر لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہو گئی۔

اس سال الرشید نے حج کیا اس موقع پر اس کے ساتھ اس کے دونوں لڑکے محمد امین اور عبداللہ مامون بھی تھے ان سب نے حرمین میں ایک کروڑ پچاس لاکھ خرچ کئے کیونکہ خلیفہ اور اس کے دونوں لڑکوں نے لوگوں میں مال تقسیم کیا پھر رشید نے اپنے دونوں لڑکوں کے بعد قاسم کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی اس کا لقب مؤتمن رکھا اسے جزیرہ، ثغور، عواصم کا والی بنایا کیونکہ عبدالملک بن صالح (جس کی گود میں قاسم تھا) نے بادشاہ کو اشعار لکھے جب اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو ولی عہد بنایا۔

(۱) ــــ اے وہ بادشاہ اگر دو ستارے ہو تو سعد ہو۔

(۲) ــــ قاسم کے لئے بیعت لے بادشاہت کے لئے وہ حقدار ہے۔

(۳) ــــ اللہ یکتا ہے تو ولی عہدوں کو بھی یکتا بنا دے۔

چنانچہ خلیفہ رشید نے ایسا ہی کیا بعض نے اس کی مدح کی بعض نے اس کی مذمت کی لیکن قاسم کے لئے امر کی تکمیل نہ ہو سکی بلکہ امیدوں کے پانے سے پہلے ہی موت نے اسے اچک لیا۔ رشید نے حج سے فارغ ہو کر اپنے ساتھ آنے والے امراء و وزراء کو بلوایا اپنے دونوں لڑکوں امین اور مامون کو بھی بلوایا ایک کاغذ پر قاسم کی ولی عہدی کی تحریر لکھی امراء و وزراء نے اس پر گواہی ڈالی۔ رشید نے اس تحریر کو خانہ کعبہ میں لٹکانا چاہا لیکن وہ گر گئی اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد ٹوٹ جائے گا چنانچہ واقع بھی ویسے ہی ہوا جیسا کہ آ رہا ہے ابراہیم موصلی نے اس تحریر کے کعبہ میں لٹکانے کے بارے میں چند اشعار کہے۔

امور میں انجام کے اعتبار سے اور مکمل ہونے کے اعتبار سے بہترین وہ احکام ہیں جن کا فیصلہ اللہ رب العزت نے بیت الحرام میں کیا۔ اس مقام پر ابوجعفر بن جریر نے طویل کلام کیا۔ ابن الجوزی نے منتظم میں اس کی اتباع کی۔

اس سال وفات پانے والوں میں سے خواص حضرات

اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم اموی انہوں نے اسی سال رمضان میں وفات پائی۔ کرمان کے قاضی حسان بن ابراہیم نے ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

سلم الخاسر الشاعر ــــ یہ سلم بن عمرو بن حماد بن عطاء ہیں خاسر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک فروخت کر کے امرؤ القیس کا دیوان خرید لیا تھا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ سلم کو فن ادب میں اور لکھنے کے انشاء پر قدرت حاصل ہے۔ جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بارے اشعار کہے

(۱) ــــ موسیٰ بارش ہے بلکہ بارش پھر مسلسل بارش وہ کس قدر آسودہ ہے۔

(۲) ــــ پھر وہ زمانہ تو ہے کس قدر طاقتور ہے۔

(۳) ــــ پھر معاف کرنے والا انصاف پسند ہے۔

(۴) ــــ اعمال سازی کا عادی لوگوں میں سے بہترین ہے۔

(۵) ــــ مضر کی شاخ و عطرین کے لئے پیدا ہوئی ہو چاہے۔

(۶) حاضرین کے لئے جانے پہچانے غائبین کے لئے قابل فخر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ سلم بیہودہ گو شاعر اور غیر پسندیدہ طریقہ پر تھا یہ بشار بن برد کا شاگرد تھا اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے سلم جن اشعار میں بشار پر غالب آیا ہے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

لوگوں کی نگہبانی کرنے والا شخص اپنی حاجات میں کامیاب نہیں ہوتا۔ دلیر اور ڈھیٹ لذات سے کامیاب ہو جاتا ہے۔

اس کے متعلق میں سلم نے کہا کہ

لوگوں کی نگہبانی کرتے ہوئے حالت احرام میں مر جاتا ہے وہ خیر و عافیت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔

بشار نے خوش ہو کر کہا مسلم نے میرے کلام کے مفہوم کو لے کر اسے میرے الفاظ کے ساتھ بہتر الفاظ پہنائے ہیں مسلم کو خلفاء اور برامکہ کی طرف سے اشعار کہنے پر پچاس ہزار درہم یا اس سے بھی زائد ملے۔ بوقت وفات مسلم نے ابی شمر غسانی کے پاس چھتیس ہزار درہم وصیت کے طور پر چھوڑے۔

ایک دفعہ ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا گا کر خوش کر دیا رشید نے اسے کہا اپنی حاجت کا سوال کر اس نے کہا اے امیر المومنین میں آپ سے اس چیز کا سوال کروں گا جو آپ کی ملک میں نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا۔ رشید نے پوچھا وہ کیا تو اس نے مسلم کی وصیت کا ذکر کیا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے چنانچہ رشید نے اس رقم کو اس کے لئے حکم دیا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ پچاس ہزار درہم تھے۔

عباس بن محمد —— ابن علی بن عبداللہ بن عباس رشید کے چچا اور سادات قریش میں سے ہیں۔ رشید کے دور میں بڑے امیر تھے رشید نے انہیں ایک دن میں پانچ لاکھ درہم دیئے تھے اسی طرح عباسیہ منسوب ہے جو آسودہ حال ہوئے۔ بوقت وفات ۶۵ سال کی عمر تھی امین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

یقطین بن موسیٰ —— دولت عباسیہ کے داعیوں میں سے تھے نہایت ذی عقل اور صاحب رائے تھے۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں قید کیا تو عباسیہ والی اپنا امام بنانے کے بارے میں بڑی حیرت تھی اس موقع پر یقطین نے ایک عجیب تدبیر کی ایک تاجر کے بھیس میں مروان کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اے امیر المومنین میں نے ابراہیم کو کوئی چیز فروخت کی تھی جس کے ثمن کا مال وصول نہیں ہوئے حتی کہ آپ کے ایلچی نے اسے گرفتار کر لیا اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک بار مجھے اس سے ملاقات کا موقع فراہم کر دیں تاکہ میں اس سے رقم کی وصولی کا مطالبہ کر سکوں چنانچہ خلیفہ نے یقطین کو اپنے ایک غلام کے ساتھ محمد بن ابراہیم سے ملاقات کے لئے بھیج دیا یقطین نے ابراہیم کو دیکھتے ہی کہا اے اللہ کے دشمن تو نے اپنے بعد کس کے لئے امارت کی وصیت کی ہے تاکہ میں اس سے اپنا مال وصول کروں۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی عبداللہ سفاح کے لئے وصیت کی۔ یقطین نے بنی عباس کے داعیوں کو آکر ابراہیم کی گفتگو سے مطلع کر دیا انہوں نے سفاح کے ہاتھ پر بیعت کی جیسا کہ ہم سفاح کے حالات ذکر کر چکے ہیں۔

واقعات ۱۸۷ھ

اسی سال رشید کے ہاتھوں برامکہ کی تباہی ہوئی۔ اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو قتل کر دیا۔ ان کے گھروں کو نیست و نابود کر دیا ان کے تعلقات تک مٹا دیئے ان کے چھوٹے بڑے تمام اس دنیا سے رخصت کر گئے۔ اس کے سبب کے بارے مورخین کے اقوال مختلف ہیں جنہیں ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا۔

بعض نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کے لئے جعفر برمکی کے حوالے کیا تھا لیکن اس نے اس کے ساتھ نرمی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ فضل بن ربیع نے اس کے بارے میں رشید کے کان بھرے۔ رشید نے اسے جواب دیا کہ تیرا اس سے کیا واسطہ اور میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی مت کر۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے میرے حکم سے چھوڑا ہو جس کا مجھے علم نہ ہو پھر رشید نے جعفر سے اس بارے پوچھا اس نے اقرار کر لیا جعفر نے غضب ناک ہو کر اس کے قتل پر قسم اٹھالی۔ اس نے برامکہ کو چونکہ یحییٰ ان کی اطاعت اور محبت کو عداوت میں تبدیل کر دیا جعفر کی والدہ رشید کی رضاعی والدہ تھی رشید نے انہیں اپنی دولت و مال و متاع سے استغنا دے دیا اس امتحان کے قتل اور بعد کے لوگوں کو بھی نہیں تو [illegible] رشید کی اسی کرم نوازی کی وجہ سے جعفر نے [illegible] کر دو گھر بنایا رشید اس وجہ سے بھی اس سے ناراض تھا۔

بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی رشید کے باغ کے پاس سے گزرتا تو لوگ ان چیزوں کی اس کی طرف نسبت کرتے۔ بعض کا قول ہے کہ برامکہ نے رشید کی معزولی اور زندیقیت کے اظہار کا ارادہ کیا تھا بعض کا قول ہے کہ عباسیہ ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا لیکن علماء نے اس کو

انکار کیا، اگرچہ ابن جریر نے اسے ذکر نہیں کیا لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ رشید سے برامکہ کے قتل کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے جواب دیا اگر مجھے معلوم ہو کہ میری قمیص کو اس کا علم ہے تو میں اسے بھی جلا دوں گا۔ جعفر بلا اجازت رشید کے پاس چلا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کی خاص باندیوں کی موجودگی میں بھی چلا جاتا تھا گویا کہ جعفر کو رشید کے پاس بڑا اونچا مقام حاصل تھا۔ جعفر شراب پر رشید کے ان یاروں میں سے ایک تھا۔ اس لئے کہ رشید آخری دور میں نشہ آور اشیاء استعمال کرتا تھا وہ اپنی بہن عباسہ بنت مہدی سے بڑی محبت کرتا تھا اس کی بہن عباسہ جعفر کی موجودگی میں اس کے پاس آتی تھی رشید نے جعفر کی بدنظری سے بچاتے ہوئے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا لیکن جماع کی اجازت نہیں دی رشید بعض مرتبہ نشہ کی حالت میں ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا کئی بار جعفر نے عباسہ سے جماع کیا ایک بار وہ اس سے حاملہ ہو گئی جعفر نے اسے اپنی بعض باندیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا خود رشید کے پاس پرورش پاتا رہا۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ جعفر شادی کے بعد عباسہ سے محبت کرتا تھا ایک روز عباسہ نے اسے جماع کی دعوت دی لیکن جعفر رشید کے خوف سے اس پر آمادہ نہیں ہوا اس کی وجہ سے عباسہ نے اس کے خلاف تدبیر کی عباسہ کی والدہ ہر جمعہ جعفر کے پاس حسین و جمیل باکرہ باندی بھیج دیتی تھی ایک دن عباسہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آج مجھے باندی کے بھیس میں جعفر کے پاس بھیج دو لیکن اس کی والدہ ڈر گئی تاہم عباسہ نے اصرار کر کے اپنی والدہ کو اس پر آمادہ کر لیا چنانچہ اس کی والدہ نے اسے اس کے پاس بھیج دیا۔

جب عباسہ ابو جعفر کے سامنے آئی تو اس نے عدم شناخت کی وجہ سے اس سے جماع کر لیا۔ جس سے وہ حاملہ ہو گئی پھر اس نے جعفر سے کہا کہ تم نے بادشاہ کی لڑکیوں کے فریب کو کیسا پایا یحییٰ نے اپنی والدہ سے کہا کہ واللہ تو نے مجھے بہت سستا فروخت کر دیا اس کے بعد اس کے والد یحییٰ نے رشید کے اہل و عیال پر خرچہ میں تنگی شروع کر دی حتیٰ کہ زبیدہ نے رشید کے سامنے یحییٰ کے سلوک کا تذکرہ کیا پھر اس نے عباسہ کا راز بھی اس کے سامنے افشاں کر دیا رشید یہ باتیں سن کر غصے سے بھڑک اٹھا جب رشید کو اطلاع ملی کہ جعفر نے لڑکے کو مکہ بھیج دیا تو وہ حج پر گیا اور اس نے معاملہ کی مکمل تحقیق کی۔

بعض کا قول ہے کہ بعض باندیوں نے رشید سے چغل خوری کر کے واقعہ سے اسے آگاہ کیا۔ اور یہ کہ لڑکا مکہ میں ہے اور وہاں اس کی باندیاں، اموال اور زیورات ہیں لیکن رشید نے اس کی تصدیق نہیں کی تا آنکہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے معاملہ کی تحقیق کی تو وہ صحیح ثابت ہوا۔

اس سال حج کے موقع پر رشید کے ساتھ یحییٰ بن خالد بھی تھا اس نے خانہ کعبہ کے سامنے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر آپ فضل کے علاوہ میرا تمام مال اور اہل و عیال کو ختم کر کے مجھ سے راضی ہو جائیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں دعا ختم کر کے یحییٰ وہاں سے نکلا دروازہ کے قریب پہنچ کر پھر واپس جا کر کہنے لگا یحییٰ بھی ان میں شامل ہیں رشید حج سے واپسی پر حیرہ چلا گیا پھر کشتی میں سوار ہو کر ارض انبار کے باراتی علاقہ کی طرف چلا گیا پھر اس سال محرم کے آخری ہفتہ کی رات رشید نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابو عصمہ کی معیت میں فوج کی ایک جماعت کے ساتھ جعفر کی طرف بھیجا انہوں نے وہاں پہنچ کر رات کے وقت جعفر کے گھر کا گھیراؤ کر لیا مسرور خادم گھر میں داخل ہوا تو اس وقت اس کے پاس بختیشوع کلوذانی ابو زکار مغنی موجود تھے جعفر مستی میں مسرور تھا کلوذانی یہ شعر گا رہا تھا

تو ہلاک مت ہو ہر نوجوان کے پاس صبح و شام موت آنے والی ہے۔

خادم نے کہا کہ اے ابوالفضل! آج رات تیری موت پہنچ گئی امیر المومنین کو جواب دو جعفر کھڑا ہو کر خادم کے پاؤں چومنے لگا اس نے خادم سے گھر میں داخل ہونے اور وصیت کرنے کی اجازت مانگی خادم نے کہا کہ گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں صرف وصیت کر سکتے ہو چنانچہ جعفر نے اپنے تمام غلاموں یا بعض کے آزاد کرنے کی وصیت کی رشید کے ایلچی برانگیختہ کرتے ہوئے آئے جعفر کو اذیت ناک طریقہ سے گھر سے نکالا گیا اور کھینچتے ہوئے رشید کے پاس لے آئے اس نے جعفر کو گدھے کے رسے سے بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا ان لوگوں نے رشید کو جعفر کے کارناموں سے آگاہ کیا رشید نے جعفر کی گردن اڑانے کا حکم دیا جلاد جعفر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ امیر المومنین نے مجھے تیری گردن اڑانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا کہ اے ابو ہاشم ہو سکتا ہے کہ امیر نے نشہ کی حالت میں تجھے یہ حکم دیا ہو اور ہوش میں آنے کے بعد وہ تجھ پر اس معاملہ میں عتاب کرے۔

اس نے دوبارہ جلاد کو یہی بات کہی جلاد رشید کے پاس گیا اس نے رشید سے جعفر کی بات نقل کر دی رشید نے اسے کہا کہ اے ماں کی شرمگاہ چوسنے والے اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آ جعفر نے پھر وہی بات جلاد سے کہی اور جلاد نے رشید سے کہی رشید نے اسے سختی سے کہا کہ اگر اس بار تو جعفر کا سر نہیں لایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا چنانچہ اس نے اسی وقت جعفر کا سر قلم کر کے رشید کے سامنے لا کر رکھ دیا رشید نے چاروں طرف برامکہ کے گھیراؤ کے لئے قاصد روانہ کر دیے انہوں نے یحییٰ بن خالد اور فضل بن یحییٰ کے علاوہ سب کا خاتمہ کر دیا۔

جعفر کا سر سب سے اوپر والے پل پر نصب کر دیا گیا جسم کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا نیچے والے پل پر اور دوسرا دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پھر بغداد میں برامکہ اور ان کو امان دینے والوں کے لئے عدم امان کا اعلان کیا گیا البتہ محمد بن یحییٰ بن خالد کو خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

اس موقع پر جعفر کے ساتھی انس بن ابی شیخ کو زندقیت کے ساتھ متہم ہونے کی وجہ سے رشید کے سامنے لایا گیا طرفین میں گفتگو کے بعد رشید نے تخت کے نیچے سے تلوار نکال کر اس کے قتل کا حکم دیا وہ شعر تمثیل کے طور پر پڑھا گیا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں پڑھا گیا تھا تلوار شوق سے انس کی طرف آ رہی تھی تلوار دیکھ رہی تھی قضا انتظار کر رہی تھی۔

اس کے بعد انس کا سر اڑا دیا گیا۔ رشید نے کہا اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم کرے لوگوں نے کہا کہ یہ تلوار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد جیل برامکہ سے بھر گئے ان کے اموال چھین لئے گئے ان کی آسودگی ختم ہو گئی۔

جس دن کے آخری حصہ میں جعفر کو رشید نے قتل کیا اسی دن کے اول حصہ میں وہ دونوں سواری پر سوار ہو کر شکار کے لئے گئے۔ رشید نے ولی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی اپنے ہاتھ سے بالغالیہ خوشبو لگائی مغرب کے وقت اس کو رخصت کرتے ہوئے رشید نے کہا آج کی رات عورتوں سے خلوت نہ ہوتی تو میں تجھ سے الگ نہ ہوتا اپنے گھر جاؤ شراب پیو مزے کرو خوش گزران ہو جاؤ تا کہ میری طرح ہو جاؤ اس لئے کہ لذت میں ہم دونوں برابر ہیں۔

جعفر نے جواب میں کہا کہ قسم بخدا اے امیر میں تو آپ کے ساتھ ہی یہ لذت حاصل کروں گا رشید نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب تم اپنے گھر لوٹ جاؤ چنانچہ جعفر اپنے گھر چلا گیا ابھی رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ رشید نے اس پر وہ مصیبت نازل کی جس کا ذکر ہو چکا یہ رات اس سال کے محرم کے آخری ہفتہ کی تھی۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس سال کے صفر کی آخری رات تھی اس وقت جعفر کی عمر ۳۷ سال تھی۔

جب یحییٰ بن خالد کو اپنے لڑکے جعفر کے قتل کا پتہ چلا تو اس نے جواب میں کہا کہ اللہ رشید کے لڑکے کو قتل کرے جب اسے اس کی گھر کی ویرانی کا بتایا گیا تو اس نے کہا کہ اللہ اس کے گھروں کو ویران کرے بعض کا قول ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھر کے پردوں کے زائل ہونے اور ان کے مباح ہونے اور ان کے لوٹ جانے کا ملاحظہ کیا تو اس نے کہا کہ قیامت اسی طرح قائم ہوگی۔ جعفر کے والد کو اس کے ایک ساتھی نے تعزیتی خط لکھا تو اس نے اس کے جواب میں لکھا میں اللہ کے فیصلے پر راضی ہوں اس کے اختیار سے باخبر ہوں اللہ گناہوں کے سبب اپنے بندوں کا مواخذہ کرتا ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ اللہ اکثر معاف کرنے والا ہے وہی تمام تعریفوں کے لائق ہے شعراء نے برامکہ پر بہت سے مرثیے کہے ان میں سے ایک رقاشی کا مرثیہ یہاں درج ذیل ہے بعض کا قول ہے کہ یہ ابو نواس کا مرثیہ ہے۔

(۱) — اب ہم اور ہماری سواریوں نے راحت پائی اور حدی خواں اور اس کے لئے آنے والے رک گئے۔
(۲) — سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور یکے بعد دیگرے جنگلات طے کرنے سے رک گئیں۔
(۳) — تم جعفر پر غالب آنے والی موت سے کہہ دو تو اس کے بعد کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی۔
(۴) — اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد ناکارہ ہو گئی مصائب سے کہہ دو تم ہر روز جدید صورت اختیار کرو۔
(۵) — تیرے وراء برقی تیز تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا۔

الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب وہ اپنی صلیب کے تختے پر تھا کہا:

(۱) — قسم بخدا اگر چغل خوروں کا خوف اور بیدار ہونے والے خلیفہ کے جاسوس کا خوف نہ ہوتا۔

(۲) تو ہم تیرے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور حجر اسود کی طرح اس کا استلام کرتے۔

(۳) اے ابن یحییٰ اس نے تجھ سے پہلے کوئی تلوار نہیں دیکھی جسے تیری تلوار نے توڑ دیا ہو۔

(۴) لذات اور آل برمک کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا جعفر تجھے سالانہ کیا دیتا تھا اس نے جواب دیا کہ ہزار دینار، رشید نے اس کو دو ہزار دینار دیئے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مجھ سے میرے چچا مصعب کا قول ہے کہ جعفر کے قتل کے بعد ایک عورت نے سیاہ گدھے پر کھڑے ہو کر بلیغ انداز میں کہا واللہ اے جعفر! اگر تو آج نشانِ عبرت ہے تو نیکیوں میں بھی مسبوق تھا اس کے بعد اس نے چند اشعار کہے۔

(۱) جب میں نے تلوار کو جعفر کے جسم پر گرتے دیکھا اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں پکارا۔

(۲) تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ جوان کا انجام آخر دنیا سے جانا ہے۔

(۳) یہ ایک کے بعد دوسرے کی طرف جانے والی حکومت ہے جو ایک کو آسودگی اور دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی ہے۔

(۴) جو حکومت انسان کو بادشاہی کے آخری درجہ تک پہنچانے والی ہے وہی حکومت انسان کو پستی کے آخری درجہ تک گرانے والی ہے۔

پھر وہ اپنے گدھے کو حرکت دے کر چلی گئی اور وہ ہوا کی طرح ہو گئی جس کا کوئی نشان باقی نہیں رہا، نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں سے آئی تھی۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ جعفر کی بے مثال مغنیہ باندی تھی جعفر نے اسے اس کی کی باندیوں سمیت ایک لاکھ دینار میں خریدا تھا رشید نے جعفر سے اس باندی کو مانگا تھا لیکن جعفر نے انکار کر دیا تھا پھر رشید نے جعفر کو قتل کرنے کے بعد اس باندی کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا ایک رات رشید نے شراب کی مجلس میں اپنے ہمنشینوں اور مصاحبوں کو جمع کیا ہوا تھا رشید نے اس کے ساتھ آنے والی باندیوں کو گانے کا حکم دیا چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے گانے لگیں حتیٰ کہ رشید کی باری آگئی رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے کہا کہ سرداروں کے مرنے کے بعد میں گانا نہیں گاؤں گی رشید غصہ سے بھڑک اٹھا اس نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ باندی تیرے حوالے کر دی تجھے اسے قتل کی اجازت ہے اس کے بعد رشید نے اسے بلوا کر گانے کا حکم دیا لیکن اس نے وہی جواب دیا رشید پہلے سے بھی زیادہ غصہ ہو گیا اس نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگوائی جلاد کو بلوا کر کہا جب میں اسے تین مرتبہ کہہ چکوں اور اپنی تین انگلیاں بند کر لوں تو اس کا سر قلم کر دینا۔

اب رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے وہی جواب دیا رشید نے سب سے پہلے چھنگلی انگلی اٹھائی پھر رشید نے دوسری بار حکم دیا پھر اس نے وہی جواب دیا تو اس نے اپنی دو انگلیوں کو بند کر لیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور سخت خوف زدہ ہو گئے انہوں نے اس کو گانے کی ترغیب دی اور خلیفہ کی بات ماننے کا کہا تو اس نے بادل نخواستہ گانا گایا کہ جب میں نے دنیا کو لپٹتے ہوئے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ نعمتیں دور ہو جائیں گی۔ راوی کہتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس آگیا اور اس سے سارنگی لے کر اس کے چہرہ اور سر پر مار مار کر اسے توڑ دیا اور وہ خون آلود ہو گئی باندیاں اس کے ارد گرد سے بھاگ گئیں اس کو رشید کے سامنے سے اٹھایا گیا پھر تین روز کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رشید کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ برامکہ کے بارے میں برانگیختہ کرنے والوں پر لعنت کرے ان کے چلے جانے کے بعد میری لذت ختم ہو گئی اور راحتیں ختم ہو گئیں میں تمنا کرتا ہوں کہ میری نصف عمر اور نصف بادشاہت ختم ہو جاتی مگر میں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار میں لونڈی خریدی اس باندی نے اپنے فروخت کنندہ سے کہا کہ جو ہمارے درمیان معاہدہ ہے اسے یاد رکھنا میں نے تیرے سے ایک پیسہ بھی لیا تو تیرے لئے حرام ہے اس کا آقا رو کر کہنے لگا کہ اے لوگو! تم گواہ رہو یہ آزاد ہے اس لئے کہ اس سے میں نے شادی کی ہوئی ہے جعفر نے کہا تم گواہ رہو اور یہ درہم بھی اسی کے ہیں۔

اس نے اپنے باپ کو لکھا کہ تمہارے خلاف شکایت کنندہ زیادہ اور شکر گزار کم ہو گئے ہیں اس لئے یا تو تم اعتدال اختیار کرو یا معزول ہو جاؤ۔ ایک بار ایک یہودی نجومی نے رشید کو اسی سال میں موت کی خبر دے کر بہت مغموم کیا جعفر اس کے پاس آیا تو اس سے وجہ پوچھی رشید نے یہودی نجومی کی بات نقل کر دی۔

جعفر نے رشید کے غم کو دور کرنے کیلئے سب سے اچھا حیلہ یہ اختیار کیا کہ اس نجومی کو بلوا کر اس سے اس کی موت کی بابت دریافت کیا۔ اس نے

جواب دیا ایک [illegible] میری موت آ گئی۔ جعفر نے رشید کو بتایا تو اسے قتل کر دینے کا [illegible] اس کے متعلق [illegible] بات پہنچی تو اس نے اسے قتل کروا دیا اس کے قتل سے رشید کو غم ہو گیا۔

برامکہ کے قتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو قتل کروا دیا۔ یہ شخص جعفر پر افسوس کا اظہار کرتا تھا [illegible] اپنے گھر میں شراب [illegible] نشے میں مست ہو کر [illegible] جعفر کے قاتل کو قتل کروں گا۔ یہ بات [illegible] خلیفہ [illegible] اس نے فضل بن ربیع کو بتایا اس نے خلیفہ کو بتایا خلیفہ نے اسے بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے [illegible] خلیفہ نے [illegible] ابراہیم [illegible] قتل نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے [illegible] اس کے بعد رشید نے ابراہیم کو ایک [illegible] مجلس میں بلا کر ایک [illegible] بات [illegible] اے امیر المومنین [illegible] جعفر [illegible] آپ نے [illegible] قتل کیا [illegible] اس کے قتل کا [illegible] دی۔

اسی سال رشید کو پتہ چلا کہ عبدالملک بن صالح خلافت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے رشید نے غصہ ہو کر اسے جیل میں بند کر دیا۔ پھر اس کے زمانے تک وہ جیل میں رہا۔ امین نے اسے [illegible] رہا کر دیا۔

اسی سال شام میں [illegible] فتنہ [illegible] رشید نے ابن منصور کو ان کے پاس بھیج کر ان میں صلح کروا دی۔

اسی سال مصیصہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے اس کی فصیل کا کچھ حصہ گر گیا۔

اسی سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو [illegible] کے ساتھ رومیوں کی جنگ کیلئے روانہ کیا۔ روم پہنچ کر اس نے [illegible] کا محاصرہ کر لیا۔ رومیوں نے [illegible] کی شرط پر [illegible] مسلمان قیدیوں کو واپس کر دیں گے اس نے قبول کر لیا۔

اسی سال رومیوں نے وہ معاہدہ توڑ دیا جو رشید نے اپنے اور روم کی ملکہ [illegible] کے درمیان طے کیا تھا۔ اس طرح رومیوں نے اسے معزول کر کے نقفور کو بادشاہ بنا لیا جو بہت بہادر تھا۔

نقفور [illegible] غسان کے خاندان سے تھا۔ رومیوں نے اپنی ملکہ کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ نقفور نے رشید کو خط لکھا: روم کے بادشاہ نقفور کی طرف سے عرب کے بادشاہ ہارون کے نام۔ اما بعد! مجھ سے پہلی ملکہ نے آپ کو رخ کے مقام پر اور اپنے کو بیدق کے مقام پر رکھا۔ اس نے آپ کے پاس اموال بھیجے حالانکہ آپ ان کے بھیجنے کے لائق نہیں ہوں یہ سب کچھ عورتوں کی کم عقلی کے سبب ہوا اس لئے ان اموال کو واپس کر کے اپنی جان بچاؤ ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

ہارون اس خط کو پڑھ کر غصے سے بھڑک اٹھا حتیٰ کہ کسی کو اس کی طرف دیکھنے اور بات کرنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ اس کے ہم نشین خوف کی وجہ سے اس پر [illegible] گئے۔ پھر اس نے دوات منگوا کر اس خط کی پشت پر لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ امیر المومنین ہارون کی طرف سے روم کے کتے نقفور کے نام ہے۔ اے کافرہ کے بیٹے! میں نے تیرا خط پڑھ لیا اس کا جواب سننے کے بجائے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والسلام۔ اسی وقت ایک لشکر کے ذریعے روانہ کیا۔

ہارون خود چل کر [illegible] ہرقلہ [illegible] اس نے اسے فتح کر کے [illegible] بادشاہ کی [illegible] قیمتی مال غنیمت حاصل کیا۔ گھروں کو ویران کر دیا۔ آگ لگا دی پھر نقفور نے سالانہ خراج کی ادائیگی پر صلح کا مطالبہ کیا تو رشید نے قبول کر لیا۔ پھر وہ واپس [illegible] رقہ تک ہی واپس پہنچا تھا کہ رومیوں نے دوبارہ معاہدہ توڑ دیا۔

اس وقت سردی زوروں پر تھی اس وجہ سے کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ہارون کو اس سے باخبر کرے حتیٰ کہ موسم گرما مکمل گزر گیا۔ اس سال عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

خواص کی وفات ..... جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک ابو الفضل برمکی وزیر ابن الوزیر نے اسی سال وفات پائی۔ رشید نے اس کو شام وغیرہ کا والی بنایا اس کو اس وقت دمشق بھیجا جب وہاں کے دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان آگ بھڑک اٹھی تھی جو زمانہ جاہلیت سے چلی ہوئی تھی۔ انہوں نے

اسی حال سے اسے بروقت دور کر دیا۔ جب جعفر اپنے لشکر کے ہمراہ پہنچا تو وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ سرور کا ظہور ہوا۔ اسی پر حسان کے اشعار ہیں۔ جن کا ابن عساکر نے جعفر کے حالات میں تذکرہ کیا۔

(۱) شام میں فتنہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ اس کے بجھنے کا وقت ہے۔
(۲) جب آل برمک کے سمندر کی موج جوش مارے گی تو اس کے شرارے اور شعلے بجھ جائیں گے۔
(۳) امیر المومنین نے جعفر کے تیر کے ذریعہ اس کے شگاف کی اصلاح کر دی۔
(۴) جعفر نیکی اور تقویٰ کی امید گاہ ہے۔ اس کے حملوں کا مقابلہ ناممکن ہے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو فصاحت، بلاغت و حلاوت پر مبنی ہے۔ اس کے والد نے اس کو قاضی ابو یوسف کے حوالے کیا تھا۔
جن سے اس نے علم فقہ حاصل کیا۔ پھر یہ الرشید کا خاص بن گیا۔ ایک رات رشید کی موجودگی میں ہزار سے زائد آراء درج کی ہوئی تھی جو سب فقہ سے خالی تھی۔ جعفر نے حسن طریق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو تو اس کی سین کو واضح کر کے لکھو۔
خطیب اور ابن عساکر نے یہ روایت ابو القاسم الکعبی المتکلم (یعنی عبداللہ بن احمد البلخی ہے) اور جو محمد بن یزید کاتب میں عن عبداللہ بن طاہر بن حسین بن رزیق عن الفضل بن سہل ذی الریاستین عن جعفر بن یحییٰ کے طریق سے بیان کی۔
عمرو بن بحر الجاحظ کا قول ہے جعفر نے رشید کو اپنے والد یحییٰ کا قول سنایا۔ دنیا کے ہونے نہ ہونے دونوں صورتوں میں تم سخاوت کرو۔ اس لئے کہ وہ فانی ہے۔ پھر میرے والد نے مجھے دو شعر سنائے۔

(۱) جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو اس وقت سخاوت کر اسلئے کہ تبذیر اور اسراف اسے کم نہیں کرتے۔
(۲) اگر وہ رخ پھیر لے تو اس وقت اسے سخاوت کر دینا مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس کے جانے کے بعد حمد اس کی جانشین بن جاتی ہے۔

خطیب کا قول ہے جعفر کو رشید کے ہاں منفرد مقام، عالی مرتبہ اور اونچا مقام حاصل تھا۔ اس میں اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں تھا۔
جعفر خوش اخلاق، خندہ رو، حسین شکل انسان تھا۔ اس کی جود و سخاوت بذل و عطایا سے بھی زیادہ مشہور ہے۔ بہت فصحاء اور بلغاء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

ابن عساکر نے عباس بن محمد کے حاجب اور خاص الخاص کی جاگیروں کے منتظم مہذب سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تنگی کی نوبت آگئی۔ علاوہ ازیں اس پر کچھ دیون بھی تھے جن کی وصولی کا قرض خواہ اصرار کر رہے تھے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ کا خریدا ہوا جواہرات کا ایک ٹوکرا تھا۔ مہذب کہتا ہے کہ میں جعفر کے پاس گیا اور میں نے اسے پوری صورت حال سے آگاہ کیا اور یہ کہ قرض خواہ اپنے قرض کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں نیز یہ کہ اس وقت میرے پاس اس ٹوکرے کے علاوہ کوئی شے نہیں ہے۔ جعفر نے کہا یہ ٹوکرا میں ایک کروڑ کے بدلے تجھ سے خریدتا ہوں اس کے بعد جعفر نے اس سے ٹوکرا لیکر قرض اس کے حوالے کر دیئے اس وقت رات کا وقت تھا۔ پھر اس نے اپنے غلام کو اس ٹوکرے کے ثمن اس کے گھر پہنچانے کا حکم دیا اس میں اس کے ساتھ رات کو قصہ کر رہا۔
جب وہ گھر پہنچا تو وہ ٹوکرا اس سے پہلے گھر پہنچ چکا تھا مہذب کا قول ہے کہ رات گذرنے کے بعد صبح میں اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اس کے گھر گیا۔ میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازہ پر دونوں کو اجازت مانگتے دیکھا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے تیرے معاملہ کا تیرے بھائی سے تذکرہ کیا تھا اس نے تیرے لئے ایک کروڑ کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تیرے گھر پہنچ چکے ہوں گے۔ اور میں امیر المومنین سے بھی اس کا ذکر کروں گا چنانچہ جعفر نے دربار میں پہنچنے کے بعد امیر المومنین سے اس کے معاملہ کا ذکر کیا۔ تو اس نے تین لاکھ دینار کا اس کیلئے حکم دیا۔
ایک رات جعفر اپنے کسی دوست کے پاس قصہ گوئی میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں گبریلا ظاہر ہو کر ایک شخص پر چڑھ گیا۔ جعفر نے اسکو اس شخص سے دور کرنے کو کہا لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کا کسی شخص پر چڑھنا اسکو مال ملنے کی علامت ہے۔ جعفر نے اس کیلئے ہزار دینار کا حکم دیا۔ پھر دوبارہ وہ گبریلا اس پر چڑھ گیا تو جعفر نے دوبارہ اس کیلئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔
ایک بار جعفر رشید کے ساتھ حج پر گیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد جعفر نے ایک ساتھی سے کہا میرے لئے کوئی باندی تلاش کرو جو حسن گانے اور دل لگی

میں منظور ہو۔ چنانچہ اس نے تلاش کی تو اسے ان صفات کی حامل ایک باندی مل گئی۔ اس باندی کے مالک نے جعفر کے دیکھنے کی شرط پر اس کی قیمت بہت زیادہ مانگی۔ چنانچہ جعفر نے اس کے گھر جا کر اسے دیکھا تو وہ باندی اس کی پسند کی تھی اس باندی نے جعفر کو گانا سنا کر مزید خوش کر دیا۔ اس کی قیمت طے ہونے کے بعد جعفر نے رشید سے کہا کہ ہم مال لاتے ہیں اگر وہ آپ کیلئے کافی ہو تو ٹھیک ورنہ ہم اور منگوا لیں گے۔

اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی سے کہا میری زندگی خوش گزران گی جیسی ہے تو بھی میرے پاس آسودہ حال تھی لیکن اب میرے حالات کمزور ہو چکے ہیں۔ اسلئے میں نے اس بادشاہ کو تجھے فروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ میرے یہاں کی طرح تو اس کے پاس آسودہ حال رہے۔ باندی نے جواب دیا واللہ اگر تیری طرح میں تیری مالک ہوتی تو میں تجھے کبھی فروخت نہ کرتی تو نے جو مجھ سے فروخت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے؟ اس کے مالک نے جعفر اور اس کے ساتھیوں سے کہا تم گواہ بن جاؤ میں نے لوجہ اللہ اس باندی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد جعفر اور اس کے ساتھی وہاں سے اٹھ گئے انہوں نے حمال کو مال اٹھانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا واللہ یہ مال اب ہمارے ساتھ نہیں جائیگا۔ جعفر نے اس کے آقا سے کہا کہ یہ مال میں نے تجھے ہبہ کر دیا اسے اپنے اہل و عیال پر خرچ کر جعفر وہ مال وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

جعفر فضل کے مقابلہ میں بخیل تھا لیکن فضل جعفر سے بڑا مالدار تھا ابن عساکر نے دارقطنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جعفر کی وفات کے بعد ایک ہزار دینار سے بھرا ہوا ایک مٹکا ملا۔ اس کا ایک دینار سو دینار کے برابر تھا دینار کے پہلو پر جعفر کا نام لکھا ہوا تھا:

> ''وہ بادشاہوں کے گھر کی ٹکسال کا زرد رنگ دینار تھا۔ اس کے چہرے پر جعفر کا نام چمک رہا تھا۔ ایک کا وزن سو دینار سے زیادہ تھا۔ اگر تو وہ ایک دینار کسی غریب کو دے دے تو وہ مالدار بن جائے۔''

احمد بن معلی الداویہ کا قول ہے ہاشمی کی باندی عنان نے جعفر کو لکھا کہ وہ اپنے والد یحیٰی کو کہے کہ وہ حضرت رشید رضی اللہ عنہ کو میرے خریدنے کا مشورہ دے۔ اس نے اس کے پاس اشعار لکھے جن میں سے چند جعفر کیلئے بھی تھے۔

(۱) اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا کون سوز عشق پر صبر کرتا ہے۔

(۲) جب میں خالص شراب عشق کا جام پی لوں تو مجھے تفریق نہ کر۔ عشق میں ہر شخص مدہوش ہوتا ہے۔

(۳) محبت نے میرا یہ حال کر دیا میرے پیچھے اس کا ایک اور آگے کئی سمندر ہیں۔

(۴) میرے اوپر عشق کے تعلقات ہلاکت کو لے کر آتے ہیں۔ میرے دل کو عشق کی لونڈی بنا دی ہے۔

(۵) میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والے برابر ہیں۔

(۶-۷) جعفر تو بنی برمک کا منتخب شدہ شخص ہے تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۸) جو شخص اغراض کیلئے مال جوڑتا ہے تو جعفر کی اغراض اس سے زیادہ ہیں۔

(۹) بادشاہی کا تاج اس کے چہرے پر ہے اور جود و عطا اس کے ہاتھوں میں ہے۔ ان دونوں سے ہم پر ایسی بارش ہوتی ہے جس سے سرخ سونا سیراب ہوتا ہے۔

(۱۰) اگر اس کی ہتھیلی پتھر کو چھوئے تو اس پر جڑ پتے اُگ پڑیں۔

(۱۱) نوجوان اس وقت تک بزرگی کامل نہیں کر سکتا جب تک وہ مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ نہ کرے۔

(۱۲) بادشاہت کا تاج اس کے اوپر فخر سے حرکت کرتا ہے۔ اس کے نیچے تیور حرکت کرتا ہے۔

(۱۳) اس کے ظہور کے وقت میں اسے ماہ کامل سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرہ میں سفیدی چمکتی ہے۔

(۱۴) قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے چہرے میں ماہ کامل ہے یا اس کے چہرے کی روشنی زیادہ ہے۔

(۱۵) تیری زیارت کرنے والے تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زائرین سے خوش ہوتا ہے۔

اس باندی نے ان اشعار کے پیچھے اپنی ضرورت بھی لکھ دی۔ جعفر اسی وقت سوار ہو کر اپنے والد کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا۔ اس نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا خلیفہ نے اس کے خریدنے سے صاف جواب دے دیا۔ اس کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ شعراء نے اس کے بارے میں

[illegible] اشعار [illegible] ان میں سے [illegible] ایک شعر ہے

اے [illegible] خوشبو [illegible] کی [illegible] کا خریدنے والا تو [illegible] ہو۔

عباس بن احمد کا قول ہے کہ [illegible] معتز کے ساتھ [illegible] سے [illegible] ہوا۔ [illegible] نے [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] کے دونوں [illegible] سے کہا۔ [illegible] تھی [illegible] میں نے جواب میں کہا۔

ان [illegible] کے آنے [illegible] بھی [illegible] نے [illegible] دیا۔

[illegible] معتز [illegible] کے ان کا سر [illegible] اس نے معتز کی طرف غور سے دیکھا اور یہ شعر پڑھے

(۱) [illegible] کے بعد [illegible] نے [illegible] کی۔

(۲) [illegible] کا [illegible] ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ معتز نے [illegible] کی طرف غور سے دیکھا [illegible] آپ [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] تھا۔

راوی کا قول ہے کہ

(۱) اس نے میری طرف [illegible] معتز پر تعجب [illegible] سے [illegible] ہو۔

(۲) معتز [illegible] اس کا [illegible] نے [illegible] چلا گیا۔

معتز ۲۵۵ھ [illegible] میں [illegible] ہوا اس وقت اس کی عمر [illegible] سال تھی [illegible] اس کی والدہ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] نے جواب دیا [illegible] میری [illegible] ایک وقت تھا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کی۔

خطیب نے [illegible] کیا ہے کہ [illegible] جب معتز کے قتل [illegible] اس نے [illegible] کہا [illegible] معتز نے [illegible] میں [illegible] آخرت میں [illegible] ایک [illegible] ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا [illegible] کے متعلق [illegible] کی [illegible] نے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] نے جواب میں کہا [illegible] نے [illegible] احسان کیا [illegible] نے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] نے اپنا [illegible] پھر میرے [illegible] نے مجھے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] میں نے اس [illegible] ایک جماعت [illegible] ان کے ساتھ [illegible]

پھر میں [illegible] کے کھانے کے بعد [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] ان کے ساتھ [illegible] سے [illegible] کے [illegible] پھر [illegible] نے [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible] میں [illegible] کی وجہ سے [illegible] جرأت نہیں [illegible] ایک ساتھی نے مجھے اس کے اٹھانے کا [illegible] میں نے [illegible] سے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] مجھے [illegible] تھا۔

جب میں [illegible] کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے [illegible] اس وقت میں زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ جب میں [illegible] اس کے پاس پہنچا [illegible] میں نے اپنی [illegible] اس کے سامنے بیان کر دی۔ [illegible]

[illegible] کو کھانا پینے کا [illegible] کھانے کا حکم دیا اس کے بعد غلام نے مجھ سے مخاطب ہو کر [illegible] سے کہا۔ میں اس دن تک [illegible] سے ہوا [illegible] کے پاس [illegible] آتا جاتا رہا [illegible] کیا [illegible] ہم [illegible] سے ان کے پاس ہو آگئی ہے۔

اس دن بعد غلام نے مجھ سے [illegible] کے بارے میں پوچھا میں نے کہا [illegible] جا رہا ہوں [illegible] آگے [illegible]۔ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] پہلے مجھ سے کیا [illegible] کہا [illegible] تم [illegible] گئے [illegible]۔ [illegible] ہم ایک حسین خوبصورت [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] ہوا تو [illegible] ہوئے [illegible] ہے [illegible] انہوں نے ایک [illegible] کے پاس بیٹھے [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] سے [illegible] سے [illegible] تھا [illegible] تو میں نے [illegible] سے [illegible] کر دی [illegible] سے [illegible] تھی۔

[illegible] کے بعد [illegible] بن سعد نے [illegible] کر کے [illegible] لازم [illegible] اب جب [illegible] آئے [illegible] میں [illegible] کرتا ہوں [illegible] ان [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کا حکم دیا۔ [illegible] نے [illegible] کہا [illegible] نے [illegible] احسان [illegible] نہیں [illegible] کہا [illegible] کی [illegible] نے کہا [illegible] چلے جاتے [illegible] ہے اور [illegible] بن عبداللہ [illegible] کا [illegible] ہے۔

الفضیل بن عیاض ابو علی التمیمی [illegible] خراسان کے [illegible] پیدا ہوئے [illegible] وہاں الاعمش، منصور بن معتمر، عطاء بن سائب، حصین بن عبدالرحمن وغیرہ سے [illegible] کیا اس کے بعد [illegible] عبادت میں مشغول ہو گئے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] ہم نے [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible] فضیل سے [illegible]۔ فضیل نے اسی سال محرم میں وفات پائی۔

[illegible] نے کہا کہ فضیل [illegible] ڈاکو تھے [illegible] ایک لڑکی پر عاشق [illegible] ایک رات [illegible] دیوار [illegible] ایک قاری کی آواز [illegible] کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے جھک جائیں؟ فضیل نے جواب دیا کیوں نہیں میرے رب وقت آگیا [illegible]۔ رات ایک ویرانے میں [illegible] گئے۔ وہاں پر [illegible] مسافر [illegible] تھے [illegible] فضیل [illegible] راستے [illegible] ہیں [illegible] توبہ [illegible] کے بعد فضیل [illegible] عابد [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہو گئی۔

فضیل کا قول ہے کہ [illegible] اچھا [illegible] کی پرواہ کئے بغیر اس [illegible] طرح [illegible] حفاظت کیلئے [illegible] سے [illegible] ہوئے اس سے [illegible] کرتے ہو [illegible] کے لئے عمل کرنا شرک ہے اور لوگوں کی خاطر عمل ترک کرنا ریا ہے اور [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے تمہیں بچائے۔

ایک دفعہ رشید نے فضیل سے [illegible] نصیحت [illegible]۔ فضیل نے جواب دیا آپ مجھ سے [illegible] اس [illegible] دنیا [illegible] آخرت [illegible] کرنے والے [illegible] آپ [illegible] کرنے والے [illegible] سالم بن عبداللہ، سلیمان بن عبدالملک [illegible] فضیل کا قول ہے کہ [illegible] کے لیے دعا کرتا [illegible] سے [illegible] اصلاح ہو جاتی ہے۔ [illegible] نے [illegible] تمام [illegible] محسوس کرتا ہوں۔ [illegible] آپ [illegible] ہے۔

[illegible] بن [illegible] بن محمد بن عبدالعزیز [illegible] بن سلیمان، ابو شعیب البراثی [illegible] نے اسی سال وفات پائی۔ ابو شعیب پہلے شخص ہیں جنہوں نے براثا کی جھونپڑی میں سکونت اختیار کی [illegible] ایک [illegible] لڑکی [illegible] محبت ہو گئی اس نے [illegible] جھونپڑی میں [illegible] اختیار کر لی [illegible] عبادت کرتے [illegible] کی [illegible] ہوگی۔ بعض کا قول ہے [illegible] تھا۔

واقعات ۱۸۸ھ

اس سال ابراہیم بن اسرائیل نے گرمیوں کی جنگ لڑی اور صفصاف کے درے سے بلاد روم میں داخل ہو گیا۔ نقفور اس کے مقابلہ میں آیا۔ وہ تین بار زخمی ہوا، چالیس ہزار سے زائد اس کے ساتھی قتل ہوئے۔ چار ہزار سواریاں غنیمت میں ملیں۔ اسی زمانہ میں قاسم بن رشید نے مرج دابق میں پڑاؤ کیا۔

اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اس کا سب سے آخری حج تھا۔ ابو بکر کا قول ہے کہ جس وقت رشید حج سے کوفہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو آواز تھی۔ آپ کے بعد سے رشید تک کوئی دوسرا خلیفہ حج نہ کر سکا۔

فضل بن ربیع صاحب کا قول ہے میں نے رشید کے ساتھ حج کیا جب ہم کوفہ سے گزرے تو بہلول مجنون بکواس کر رہا تھا۔ میں نے کہا اے بہلول خاموش ہو جا امیر المومنین آ رہے ہیں وہ خاموش ہو گیا جب ہودج اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر مجھ تک آپ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ منیٰ میں سواری پر تھے۔ اس کے نیچے ایک ردی پالان تھا۔ تو آپ ﷺ نے دھتکارا نہ ادھر ادھر کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کو بتایا یہ بہلول ہے جنہوں نے کہا میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر خلیفہ نے اسے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے کہا۔

(۱) اے خلیفہ فرض کیجئے کہ آپ پوری روئے زمین کے خلیفہ اور تمام لوگ آپ کے مطیع ہو گئے۔

(۲) کیا کل آپ کو قبر میں نہیں ہونا ہوگا اس میں ہر ایک نے بہت پتی ڈالیں گے۔

رشید نے جواب دیا بہت خوب۔ اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے؟ اس نے کہا ہاں اے امیر جس شخص کو اللہ نے مال و حسن عطا کیا۔ پھر اس نے حسن میں پاکدامنی اختیار کی۔ اور مال سے دوسروں کی مدد کی تو اللہ کے دفتر میں اس کا نام نیکوں میں لکھا جائے گا۔ راوی کا قول ہے کہ رشید نے بہلول کے بارے میں سوچا کہ وہ کچھ چاہتا ہے۔ رشید نے کہا ہم تمہارا قرضہ ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں قرضہ قرضہ سے ادا نہیں ہوتا۔ حق داروں کے مستحقین میں تقسیم کر دو۔ اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو۔ پھر رشید نے کہا ہم نے تیرا وظیفہ جاری کر دیا۔ اس نے کہا ایسا نہ کیجئے اللہ تجھے نہیں دیکھے گا اور مجھے بھول جائے گا۔ اب تک تو نے میرا وظیفہ جاری نہیں کیا تھا۔ واپس چلا جا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار قبول کر لیجئے اس نے جواب دیا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیجئے اس میں تیری بھلائی ہے میں ان کا کیا کروں گا۔ یہاں سے چلا جا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اس کے بعد رشید واپس ہوا اس حال میں کہ دنیا اس کی نظر میں حقیر ہو چکی تھی۔

خواص کی وفات

ابو اسحاق فزاری ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ۔ مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام تھے۔ ثوری اور اوزاعی وغیرہ سے روایت لی۔ اسی یا گذشتہ سال وفات پائی۔

ابراہیم موصلی اس کا نام ابراہیم بن ماہان بن بہمن ابو اسحاق۔ رشید کے ہم رنگ گلوکاروں اور شراب نوش ساتھیوں میں سے تھا۔ اصلاً ایرانی ہے کوفہ میں پیدا ہوا اسی کے کچھ لوگوں سے گانا سیکھا۔ اس کے بعد موصل کا سفر کر کے کوفہ واپس آیا تو موصلی کہلایا۔

پھر اس نے خلفاء سے رابطہ شروع کیا۔ سب سے پہلے مہدی سے رابطہ کیا۔ رشید کے ہاں بلند مقام حاصل کیا۔ اس کے داستان سرا، گلوکاروں، شراب نوش ساتھیوں میں سے بن گیا۔ دنیا کے اعتبار سے بہت بڑا مالدار بن گیا حتیٰ کہ کہا گیا اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا۔ اس کی ولادت ۱۲۵ھ ہے۔ بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھی۔ انہی کی طرف منسوب ہوا۔ گانے کے فن میں ماہر تھا اس کی شادی منصور کی ... سے ہوئی۔ جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی۔ جب یہ گاتا اور وہ بجاتی تو مجلس جھوم اٹھتی۔ صحیح قول کے مطابق اسی سال وفات پائی۔ ابن خلکان نے وفات میں نقل کیا ہے کہ ابراہیم موصلی، ابو العتاہیہ، ابو عمرو شیبانی نے ۲۱۳ھ میں ایک ہی دن میں وفات پائی۔ لیکن اول قول صحیح ہے۔

ابراہیم نے بوقت وفات یہ اشعار کہے

(۱) جو تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں، بخدا میرا طبیب اس سے نا امید ہو گیا۔

(۲) ہائے [illegible] حسرت اور افسوس کہ میری موت کی خبر دی جائے گی۔

محمد بن عبدالحمید [illegible] بن سعید [illegible] سلیمان [illegible] بن خالد [illegible] کے [illegible] ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۸۹ھ

اسی سال رشید [illegible] پہنچ گیا۔ اس نے [illegible] اس زمانہ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان خراسان کا حاکم تھا۔ وہاں کے [illegible] مختلف اقسام [illegible] کے تحائف سے [illegible] کے بعد بغداد آ گیا۔ قصر الخلد میں [illegible] اس نے [illegible] کی [illegible] اس نے [illegible] پر [illegible] جب [illegible] سے گزرا [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] بغداد [illegible] کو [illegible] لیے [illegible] وہاں [illegible] سے [illegible] کا [illegible] ایک شاعر نے اس پر یہ شعر کہے۔

(۱) ہم نے [illegible] سے پہلے [illegible] ہم نے [illegible]

(۲) [illegible] نے [illegible] سے [illegible] ہم نے ان [illegible] کے ساتھ [illegible] دیا۔

اسی سال رشید نے روم کے پاس تمام گرفتار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرا دیا۔

ایک شاعر نے اس پر یہ شعر کہے

(۱) [illegible] نے [illegible] کے لیے [illegible] کوئی [illegible] سے [illegible] باقی نہیں رہا۔

(۲) جب مسلمان [illegible] کے [illegible] گئے تو [illegible] ان کی [illegible] ہے۔

اسی زمانے میں قاسم بن رشید نے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کے لیے پڑاؤ کیا۔

اسی سال عباس بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

علی بن حمزہ بن عبداللہ [illegible] ابو الحسن الکسائی نحوی [illegible] سے مشہور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے چادر میں احرام باندھا تھا۔ [illegible] نحو، لغت اور قرأت میں [illegible] سے [illegible] رشید [illegible] کے [illegible] کی تربیت کی [illegible] [illegible] [illegible] سلیمان بن [illegible] سے [illegible] ان سے [illegible] امام شافعی [illegible] کسائی نے [illegible] سے [illegible] سے پوچھا [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] [illegible] کسائی [illegible]

کسائی [illegible] رشید [illegible] نماز پڑھاتے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] میں نے [illegible] [illegible] سے [illegible] میں نے پوچھا [illegible] [illegible]

[illegible]

بعض کا قول ہے میں نے کسائی کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت کی اس نے کہا یحییٰ بن خالد نے کسی کے ذریعہ مجھ سے چند سوالات کیے ہیں میں نے غلطی کے خوف سے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا آپ تو کسائی ہیں جو چاہیں کہیں کسائی نے کہا اگر میں لاعلمی کا اقرار کروں تو اللہ تعالیٰ میری زبان قطع کر دے۔ کسائی کا قول ہے میں نے ایک دفعہ بچارے سے دو دروازوں کی قیمت کے بارے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا دو منصوری ہیں یا دو پیچھڑ۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اسی سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت کسائی رے میں رشید کے پاس تھا محمد بن حسن اور کسائی کی ایک ہی روز وفات ہوئی۔ رشید نے دونوں کی وفات پر کہا آج فقہ و لغت دفن ہو گئے۔

ابن خلکان کا قول ہے بعض نے کہا ۱۹۲ھ میں کسائی نے طوس میں وفات پائی۔ ایک شخص نے وفات کے بعد کسائی کو خواب میں چاند کی طرح روشن چہرہ والا دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کسائی نے جواب دیا قرآن کی وجہ سے میری بخشش ہو گئی۔ پھر اس نے حمزہ کے بارے میں پوچھا کسائی نے کہا وہ علیین میں ہیں ہم انھیں ستاروں کی طرح دیکھتے ہیں۔

محمد بن حسن ——— یہ محمد بن حسن بن فرقد ابوعبداللہ الشیبانی امام ابوحنیفہ کے ساتھی دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد عراق آ گئے تھے۔ ۱۳۲ھ میں واسط میں ولادت ہوئی کوفہ میں پلے بڑھے۔ ابوحنیفہ، مسعر، ثوری، عمر بن ذر، مالک بن مغول سے سماع کیا، مالک، اوزاعی اور ابو یوسف سے لکھا بغداد میں رہ کر احادیث بیان کیں امام شافعی نے ۱۸۴ھ میں اپنی آمد پر ان کی طرف سے لکھا۔ رشید نے امام محمد کو رقہ کا قاضی بنایا پھر معزول کر دیا۔

امام محمد اپنے اہل سے کہا کرتے تھے تم مجھ سے کسی دنیاوی چیز کا سوال مت کرو ورنہ تم میرے دل کو مشغول کر دو گے۔ میرے مال سے جس قدر چاہو لے لو۔ اس سے میرا دل فارغ رہے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے امام محمد جیسا علم کا سمندر۔ ان سے زیادہ مہربان۔ ان سے بڑا فصیح کوئی نہیں دیکھا۔ مجھے ان کی تلاوت سن کر یوں محسوس ہوتا ہے گویا قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا۔ نیز انھی کا قول ہے میں نے ان سے بڑا عقلمند کوئی نہیں دیکھا۔ طحاوی کا قول ہے امام شافعی نے امام محمد سے کتاب السیر منگوائی۔ انھوں نے عاریۃً دینے کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا۔ امام شافعی نے ان کی طرف دو شعر لکھے

اسے دیکھ جس کی مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ جس نے اسے دیکھ لیا گویا اس نے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا۔ اسے کہہ دیجئے
کہ علم اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا واجب ہو۔

راوی کا قول ہے کہ اس نے آپ کو اسی وقت عاریۃً کے بجائے ہدیۃً دے دی۔ ابراہیم حربی کا قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے یہ پیچیدہ مسائل کہاں سے لیے۔ انھوں نے جواب میں فرمایا محمد بن حسن کی کتب سے۔ قبل ازیں گزر چکا کہ کسائی اور امام محمد کی وفات ایک ہی روز ہوئی جس پر رشید نے کہا آج لغت و فقہ دونوں رخصت ہو گئے۔ امام محمد کی عمر ۵۸ سال تھی۔

واقعات ۱۹۰ھ

اسی سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث نے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔ اہل شہر اور آس پاس کے کافی لوگ اس کے حمایتی بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ خراسان کے نائب علی بن عیسیٰ نے اس کا مقابلہ کیا لیکن رافع نے اسے شکست دے دی معاملہ بگڑ گیا۔

اسی زمانہ میں جب ہارون رشید ٹوپی پہن کر روم روانہ ہوا اس کے بارے میں ابوالمعالی کلابی نے شعر کہا:

(۱) تیری ملاقات کا خواہاں حرمین یا سرحدوں کی انتہا پر تجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔
(۲) تو دشمن کے علاقہ میں تیز رو گھوڑے پر اور اپنے علاقہ میں لکڑی کی انگیٹھی پر ہوتا ہے۔
(۳) تیرے علاوہ کسی خلیفہ نے تمام سرحدوں کو اکٹھا جمع نہیں کیا۔

رشید چلتے چلتے طوانہ تک پہنچ گیا وہیں پر اس نے پڑاؤ کیا نقفور نے اس کے پاس اطاعت خراج و جزیہ اپنی اولاد اور اہل مملکت کی طرف

سے سالانہ چودہ لاکھ دینار دینے کا پیغام بھیجا۔ اس نے رشید سے ہرقل بادشاہ کی گرفتار کی ہوئی لڑکی کا بھی مطالبہ کیا۔ الرشید نے ہدیہ تحفے تحائف خوشبو لگا کر بھیج دیا۔ رشید نے اس پر سالانہ تین ہزار دینار دینے کی شرط بھی لگائی۔ نیز یہ کہ وہ ہرقل کو آباد نہیں کرے گا پھر الرشید غزوہ پر عقبہ بن جعفر کو نائب بنا کر واپس چلا گیا۔

اسی سال اہل قبرص نے عہد توڑ دیا۔ معیوف بن یحییٰ نے ان کا مقابلہ کر کے اس کے اہل کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ایک مخلوق کو قتل کر دیا عبدالقیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے آدمی بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہورین کی وفات

اسعد بن عمرو ..... بن عامر ابو منذر البجلی الکوفی امام ابو حنیفہ کے ساتھی ہیں۔ بغداد اور واسط کے قاضی رہے بصارت ختم ہونے کے بعد قضاء سے استعفیٰ دے دیا۔ احمد بن حنبل کا قول ہے یہ صادق تھے اور ابن معین نے ان کی توثیق کی علی بن مدینی امام بخاری نے ان پر کلام کیا۔

سعدون مجنون ..... ساٹھ سال تک روزے رکھنے کی وجہ سے دماغ کمزور ہو گیا۔ لوگوں نے ان کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز ذوالنون مصری کے پاس کھڑے ہو کر ان کا کلام سنا۔ پھر زور سے چیخ مار کر اشعار پڑھے:

غیر مریض سے بیماری کی شکایت کرنا بے فائدہ ہے جب صبر ختم ہو جائے تو شکایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اصمعی کا قول ہے میں سعدون کے پاس سے گذرا تو وہ ایک مدہوش شیخ کے سرہانے بیٹھا ہوا اس سے مکھیاں دور کر رہا ہے۔ سعدون مجھے دیکھ کر کہنے لگا یہ مجنون ہے میں نے پوچھا تم مجنون ہو یا وہ مجنون ہے۔ اس نے کہا وہ مجنون ہے اسلئے کہ میں نے ظہر و عصر با جماعت ادا کی اس نے با جماعت یا بلا جماعت کسی طرح بھی ادا نہیں کی۔ علاوہ ازیں وہ شراب نوش ہے میں نہیں ہوں۔ میں نے کہا کیا تو اس کے متعلق کچھ کہے گا؟ تو اس نے چند اشعار پڑھے

(۱) میں شراب چھوڑ کر خالص پانی پینے لگا ہوں۔
(۲) کیوں کہ شراب عزیز عمر کو ذلیل اور حقیر چیز کو یاد کرتی ہے۔
(۳) اگر وہ نوجوان کیلئے جائز ہو سکتی ہے تو بڑھاپا آنے پر اس سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

اصمعی نے کہا آپ نے سچ فرمایا یہی مجنون ہے نہ کہ آپ۔

عبیدہ بن حمید ..... بن صہیب ابو عبدالرحمن التیمی الکوفی امین کے استاد ہیں۔ اعمش وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے احمد بن حنبل نے روایت کی اور ان کی تعریف بھی کی۔

یحییٰ بن خالد بن برمک کے حالات ..... یحییٰ بن خالد بن برمک ابو علی الوزیر جعفر برمکی کے والد مہدی نے اپنے لڑکے رشید کو ان کے حوالے کیا تھا۔ ان کی اہلیہ نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا تھا۔ رشید نے خلیفہ بننے کے بعد ان کا پورا خیال رکھا۔ ان کے بارے کہا کرتا تھا میرے والد نے کہا میرے والد نے یوں کہا علاوہ ازیں اس نے امور خلافت بھی ان کے سپرد کر دیئے تھے۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ برامکہ کا خاتمہ ہو گیا۔ رشید نے جعفر کو قتل کر کے اس کے والد یحییٰ کو جیل میں بند کر دیا حتیٰ کہ وہیں اس کی وفات ہو گئی۔

یحییٰ فیاض فصیح اصابت رائے کا مالک تھا اس نے اچھے اچھے کارنامے انجام دیئے۔ ایک دن اس نے اپنے لڑکے سے کہا ہر شی کا علم حاصل کرو اس لئے کہ جس چیز سے آدمی جاہل رہتا ہے وہ اس کی دشمن بن جاتی ہے نیز فرمایا تم سنی ہوئی عمدہ عمدہ چیزیں لکھو اور اچھی اچھی چیزیں یاد کرو اور اچھی اچھی چیزیں بیان کرو۔ نیز فرمایا جب دنیا تمہارے پاس ہو تو اس سے خرچ کرو کیوں کہ وہ فانی ہے جب دنیا نہ ہو پھر بھی خرچ کرو۔ کیوں کہ وہ ختم ہونے والی شے

سے یحییٰ جب راستہ میں سواری پر سوار ہوتے اس وقت ان سے کوئی سوال کرتا تو ہم ان کو دو سو درہم دے دیتے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا:

اے پاکیزہ نسل برمکی کے بیٹے اللہ نے اپنے فضل سے تیرے لئے دو باتیں مقدر کر دی ہیں تمہارے سامنے سے راستہ پر گزرنے
والے کے لئے تمہاری بخشش سے دو سو درہم ہیں۔ دو سو درہم میرے جیسے شخص کے لئے کم ہیں۔ وہ تو جلد یا سوار کے لئے ہیں۔

یحییٰ نے کہا تو نے سچ کہا پھر اس کیلئے ہم ورد کو گھر چلا گیا واپس آیا تو اس شخص نے شادی کر لی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتا تھا یحییٰ نے اسے چار ہزار درہم دیے، چار ہزار گھر کے عوض، چار ہزار سامان کے بدلے، چار ہزار آمد کی کفالت کے لئے، چار ہزار اور دے کر عوض پورے کیے۔

ایک روز ایک شخص نے اس سے سوال کیا یحییٰ نے جواب دیا تو نے ایسے وقت مجھ سے سوال کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے میرے ایک دوست کو بھیجا کہ وہ مجھ سے مطالبہ کریں کہ میں پسندیدہ چیز ہدیہ کروں اور یہ کہ مجھے تیرے متعلق پتہ چلا ہے کہ تو اپنی باندی تین ہزار دینار میں فروخت کرنا چاہتا ہے میں عنقریب اسے طلب کروں گا۔ اسلئے تین ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ اس کے بعد لوگوں نے میرے پاس آ کر اس کی قیمت تیس ہزار تک لگائی میں نے جب سنا تو میرا دل اس پر مطمئن ہو گیا۔ اور میں نے تیس ہزار دینار میں اسے فروخت کر دیا۔ اس شخص نے وہ باندی یحییٰ کو ھبہ کر دی۔ جب یحییٰ سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے پوچھا باندی کتنے درہم میں فروخت کی؟ میں نے کہا تیس ہزار دینار میں اس نے کہا تو ایک گھٹیا شخص ہے۔ اپنی باندی لے جا اور آئندہ خیال رکھنا پچاس ہزار سے کم فروخت نہ کرنا۔ پھر دوبارہ لوگوں نے اس کی قیمت پچاس ہزار دینار تک لگائی تو میں نے اسے فروخت کر دیا۔ پھر جب دوبارہ میں یحییٰ کے پاس آیا تو اس نے مجھے ملامت کرتے ہوئے وہ باندی مجھے واپس کر دی میں نے کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ تیسری بار اس نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا اسلئے میں بھی اس کے حق میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے ذکر کیا کہ ایک روز رشید نے منصور سے دس کروڑ درہم طلب کئے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ تھا بہت پریشان ہوا رشید نے اسے قتل اور گھر ویران کرنے کی دھمکی بھی دی۔ منصور نے یحییٰ کو صورتحال سے آگاہ کیا یحییٰ نے پانچ کروڑ دے دئے اور وہ کروڑ اپنے لڑکے سے دے دئے۔ اپنے لڑکے سے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ ان جیسوں سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے۔ یہ جاگیر شکر لانے والی اور ایک عرصہ تک باقی رہتی ہے پھر اپنے لڑکے سے اس کیلئے ایک کروڑ درہم لئے اپنی باندی سے دینار کا ایک ہار لیا جو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار میں خریدا تھا۔ اور کہنے لگا ہم نے یہ ہار ۱۰ لاکھ کا سمجھا تھا جب رشید کو مال پیش کیا گیا تو اس نے وہ ہار واپس کر دیا۔ اس نے یحییٰ کی باندی کو ھبہ کر دیا۔ پھر دوبارہ اس سے نہیں لیا۔

اس کے لڑکوں نے جیل میں اس سے کہا اے ابا! اس عزت و شان کے بعد ہماری یہ حالت ہو گئی اس نے کہا اے لڑکو! مظلوم کی بددعا کو حق ہے ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ غافل نہیں تھا پھر اس نے دو شعر پڑھے:

(۱) بہت سے لوگ ایک زمانہ تک خوش حال رہے اور زمانہ سرسبز و شاداب رہا۔
(۲) پھر زمانے نے ان سے اعراض کیا جب وہ ختم ہوتے تھے تو زمانہ انھیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

یحییٰ نے سفیان کیلئے ہر ماہ ایک ہزار درہم مقرر کیا ہوا تھا۔ سفیان اس کے لئے سجدہ میں دعا کیا کرتا تھا اے اللہ جیسے اس نے میرا خیال رکھا تو بھی اس کا خیال رکھنا یحییٰ کی وفات کے بعد ایک شخص نے اس سے خواب میں اس کی حالت کے بارے دریافت کیا۔ یحییٰ نے کہا سفیان کی وجہ سے اس کی بخشش ہوئی۔

یحییٰ بن خالد کی وفات رافقہ جیل میں اسی سال تیس محرم ستر سال کی عمر میں ہوئی۔ فضل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فرات کے کنارے میں دفن کیا گیا۔ اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ برآمد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا۔ خالق سبقت کر گیا۔ مدعی علیہ پیچھے آنے والا ہے اور مدعی ہے وہ فیصلہ کرے گا جس میں ظلم نہیں ہوتا۔ وہ رقعہ رشید کو دکھایا گیا تو وہ دن بھر روتا رہا اس کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں تھے۔

ایک شاعر نے یحییٰ کے بارے اشعار کہے:

(۱) میں نے سخاوت سے اس کی آزادی کا سوال کیا اس نے جواب دیا میں یحییٰ کا غلام ہوں۔
(۲) میں نے پوچھا تو اس کا زرخرید غلام ہے اس نے کہا نہیں میں اس کا وراثتی غلام ہوں۔

واقعات ۱۹۱ھ

اسی سال سواد عراق میں ثروان بن سیف کا ظہور ہوا۔ وہ شہروں کا چکر لگاتا تھا۔ رشید نے اس کا مقابلہ میں کیا اس نے اس کو زخمی کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ شیخ کو پابجولاں رشید کے پاس پہنچا دیا۔

اسی زمانہ میں شام میں ابو النداء کا ظہور ہوا۔ رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بنایا۔

اسی برس بغداد میں برف باری ہوئی... سال رواں ۱۹۱ھ میں بادشاہ روم نے یزید بن مخلد سے دس ہزار کے ساتھ جنگ کی۔ رومیوں نے طرطوس سے دو میل دور پچاس ساتھیوں سمیت اسے قتل کر دیا۔ باقی شکست کھا گئے۔

رشید نے گرمیوں کی جنگ کا والی ہرثمہ بن اعین کو مقرر کیا اسے تیس ہزار کا لشکر فراہم کیا جس میں مسرور خادم بھی تھا۔ اخراجات کا منتظم وہی تھا۔ قلعہ شیبان سے قریب درب کے پیچھے حدث تک چلا گیا اس نے کنیسوں اور گرجوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اہل ذمہ وغیرہ کو مسلمانوں سے لباس و ہیئت میں امتیاز کا حکم دیا۔

اسی سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر کے ہرثمہ کو مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں رشید نے ہرقلہ فتح کر کے اسے ویران کر دیا۔ اس کے باشندوں کو گرفتار کر لیا۔ لشکروں کو پورے روم میں پھیلا دیا۔ حمید بن معیوف ساحل شام سے مصر تک حاکم مقرر ہوا۔ جزیرہ قبرص میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو گرفتار کر کے ان کو فروخت کر دیا۔ ان کے پادری کو ابو البختری قاضی نے دو ہزار دینار میں فروخت کیا۔

اسی سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر مشرف با سلام ہوا اسی سال مکہ کے والی فضل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس کے بعد ۲۱۵ھ تک مسلمانوں نے گرمیوں کی جنگ نہیں لڑی۔

فوتیوں کی وفات حضرت فضل ابو عبد الرحمن بن القاسم (جو امام مالک بن انس سے روایت کرنے والے ہیں۔ رشید نے ان کی آمد پر ایک ہزار درہم انعام میں دی تھی۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کی) فضل بن موسیٰ السینانی محمد بن سلمہ محمد بن حسین معتمر البصری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۹۲ھ

اسی سال ہرثمہ بن اعین خراسان میں داخل ہو کر اس کا نائب بنا۔ علی بن عیسیٰ کے اموال و جائیداد پر قبضہ کر کے اسے اونٹ پر روم کی طرف سے سوار کر کے بلاد خراسان کا چکر لگوایا۔ ہرثمہ نے رشید کو بھی رقہ سے آگاہ کر دیا رشید نے اس کا حکم دیا اس کے بعد اسے رشید کی طرف بھیج دیا اس نے اسے اس کے گھر میں بغداد میں محبوس کر دیا۔

اسی سال رشید نے ثابت بن نصر بن مالک کو سرحدوں کا والی مقرر کیا اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر مطمورہ فتح کر لیا۔

اسی زمانہ میں ثابت بن نصر کے ہاتھ پر رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔

سال رواں ۱۹۲ھ میں بلاد آذربیجان میں خرمیہ کا ظہور ہوا رشید نے عبد اللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اس نے ان میں ایک جماعت قتل کر دی۔ بچوں کو قیدی بنا لیا۔ ایک جماعت مردوں کی بھی گرفتار کی جب وہ بغداد آیا تو رشید نے ان میں سے مردوں کے قتل کا حکم دیا۔ بچوں کے فروخت کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد تمیم بن خازم سے ان سے جنگ کی تھی اسی برس رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو نائب مقرر کر کے خود کشتی میں سوار ہو کر بغداد آ گیا۔ قاسم بن خازم اس کے ساتھ آ گئے تو رشید نے بغداد آنے کا مقصد خراسان میں رافع بن لیث سے جہاد کرنا تھا جس نے بغاوت کر کے خراسان کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا چنانچہ رشید نے ۵ شعبان کو خراسان کا

سفر شروع کیا۔ بغداد پر اپنے لڑکے محمد امین کو نائب بنایا۔ مامون نے اپنے بھائی امین کی طرف سے غدر کے خطرہ و خوف سے اپنے والد کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی۔ اس کے والد نے اجازت دے دی۔

رشید نے راستہ میں ایک امیر سے اپنے بعد بننے والے تینوں ولی عہدوں کی بدسلوکی سے آگاہ کیا۔ اس نے اسے اپنے جسم میں بیماری کا نشان دکھایا نیز یہ کہ تینوں نے مجھ پر جاسوس مقرر کئے ہوئے ہیں اور وہ تینوں میرے سانس گن رہے ہیں اور میری موت کے منتظر ہیں حالانکہ یہ بات ان کے حق میں بہت نقصان دہ ہوگی۔ امیر نے اس کیلئے دعا کی پھر رشید نے اسے اپنی عملداری کی طرف جانے کا حکم دیا اور اسے رخصت کیا۔ یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔

اسی سال ثروہ حروری نے بصرہ کے کنارہ سلطان کے عامل کو قتل کر دیا۔ اسی زمانہ میں رشید نے ہیثم یمانی کو قتل کر دیا۔ عیسیٰ بن جعفر رشید کی ملاقات کیلئے آ رہا تھا کہ راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن جامع ...... ابن اسماعیل بن عبداللہ بن مطلب بن ابی وداعہ ابوالقاسم مشہور گلوکاروں میں سے ہے یہ گانے میں ضرب المثل تھا۔ اولاً قرآن حفظ کیا۔ پھر قرآن چھوڑ کر گانے کے فن میں مشغول ہو گیا ابوالفرج بن علی بن حسین صاحب الاغانی نے اس کے عجیب واقعات بیان کئے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے اسماعیل بن جامع کا قول ہے کہ میں ایک روز اپنے بالا خانہ سے جھانک رہا تھا۔ اچانک ایک سیاہ فام باندی پر میری نظر پڑی جو پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھی۔ وہ بیٹھ گئی مشکیزہ رکھ کر گانے لگی۔

(۱) ...... اللہ کو میں اس کے ظلم کی شکایت کرتی ہوں۔ میری بخشش اس کیلئے شاہد ہے حالانکہ وہ مجھے ایذا دیتا ہے۔
(۲) ...... میرے دل کی تکلیف مجھے واپس کر دے۔ تو نے اسے قتل کر دیا۔ اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر چھوڑ۔

اسماعیل کا قول ہے اس کی بات سنکر مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں دوبارہ اس سے کلام سننے کا مشتاق تھا۔ اتنے میں وہ اٹھ کر چلی گئی۔ میں بھی نیچے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ میں نے اس سے دوبارہ کلام سنانے کا سوال کیا اس نے کہا میں نے ان کے سنانے کے دو درہم لیتی ہوں۔ میں نے اسے دو درہم دیئے اس نے اپنا کلام سنایا۔ میں نے اسے یاد کر لیا اور پورے دن اسے دھراتا رہا رات کو سو گیا صبح اٹھا تو وہ کلام میں بھول چکا تھا پھر وہ سیاہ فام باندی نظر آئی تو میں نے اس سے کلام سنانے کا سوال کیا اس نے حسب سابق دو درہم کا مطالبہ کیا میری طرف دیکھ کر کہنے لگی مجھے چار درہم زیادہ لگ رہے ہیں حالانکہ تو ان سے چار ہزار دینار کمائے گا۔

اسماعیل کا قول ہے کہ ایک روز میں نے وہی کلام رشید کو سنایا تو اس نے ایک ہزار درہم دیئے۔ میں نے تین بار مزید اسے سنایا تو اس نے تین ہزار درہم دیئے۔ میں مسکرایا تو اس نے وجہ پوچھی میں نے سیاہ فام کا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے ایک تھیلی پھینکی جس میں ہزار دینار تھے کہنے لگا میں سیاہ فام باندی کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

نیز اسی کا قول ہے کہ ایک صبح مدینہ میں میرے پاس صرف تین درہم تھے اچانک گردن پر مٹکا اٹھائے کنویں کی طرف دوڑتی ہوئی مغموم حالت میں گاتی ہوئی ایک باندی نظر آئی۔

(۱) ...... ہم نے اپنے دوستوں کو رات لمبا ہونے کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا ہماری رات تو چھوٹی ہوگی۔
(۲) ...... اس لئے کہ نیند نے ان کیلئے رات چھوٹی اور ہمارے لئے رات لمبی کر دی۔
(۳) ...... جب تکلیف دینے والی رات عاشق کے قریب ہوتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔
(۴) ...... اگر انہیں ہماری مثل تکلیف سے واسطہ پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی کا قول ہے میں نے تین درہم اسے دیکر اس سے دوبارہ کلام سنانے کا مطالبہ کیا۔ اس نے جواب دیا تو اس کے بدلہ تین ہزار دینار لے گا چنانچہ ایک رات اس کلام کے سنانے پر رشید نے مجھے تین ہزار دینار دیئے۔

محمد بن عطاء ابو وائل حنفی بصری مشہور شاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔ رشید کے زمانہ میں بغداد آیا ابو العتاہیہ کے ساتھ رہا ابوعثمان کا قول ہے

ماوراء النہر میں سے چار ہیں ان میں سے سب سے پہلے بکر بن نطاح ہیں۔ عمرو کا قول ہے کہ میں نے حسن بن وہب کو کہتے سنا۔ شعراء کی ایک جماعت جس میں بکر بن نطاح بھی تھا۔ ایک دوسرے کو شعر سنانے کیلئے جمع ہوئے جب وہ سنا کر فارغ ہو گئے تو بکر بن نطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے۔

(۱) اگر وہ رضامندی کا اظہار کرتی تو اسے یہ بات قصہ بنا دیتی۔
(۲) جیسی فکر ہو جاتی ویسی نیند آ جاتی۔
(۳) اس کے لئے ایک محبت کرنے والے عاشق کے بدلے میں ملاقات مردود ہے کاش دور جاتا۔
(۴) اسے کس چیز کا اور جان لے لی اس سے امید کرنے والا گزر رہے ہوئے لوگوں کی طرح پوچھا
(۵) جیسی کسی کی زندگی کے دیکھنے سے جو رنجیدہ ہوئی مگر کہا اس نے مجھے بیزار کر دیا۔

دوالی کا قول ہے سب شعراء جلدی سے آگے بڑھے تو اس کے سر کو بوسہ دینے لگے وفات کے بعد ابو العتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا۔

ابو بکر محمد بن الطائی مرثیہ شعر بھی ہم سے جدا ہو گیا اسی برس مقبول محلوں نے وفات پائی وہ قبرستان اس کا ٹھکانہ تھا۔ اس نے عمدہ اقوال نیچے نقل کر دیے چنانچہ اس نے رشید کو بڑے پر اثر انداز میں سنایا۔

عبداللہ بن ادریس ...... اودی کوفی اعمش، ابن جریج، شعبہ، مالک وغیرہ سے سماع کیا۔ امام احمد کی ایک جماعت نے روایت کی۔ رشید نے انہیں قضاء کی پیشکش کی۔ انہوں نے جواب دیا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر اسی طرح رشید نے ابن وکیع سے بھی پوچھا تھا انہوں نے بھی جواب دیا تھا۔ اس کے بعد رشید نے حفص بن غیاث کو قضاء کی پیشکش کی تو انہوں نے قبول کر لیا۔ رشید نے ہر ایک کو تکلیف کے عوض پانچ ہزار دینے چاہے ابن ادریس اور وکیع نے انکار کر دیا۔ حفص نے قبول کر لئے جس پر ابن ادریس نے کہا میں کبھی بھی اس سے کلام نہیں کروں گا۔

رشید ایک بار قاضی ابو یوسف امین اور مامون کے ساتھ حج سے واپسی پر کوفہ سے گزرا تو اس نے محدثین کو کہا کہ بیٹے کو حدیث سنائیں۔ ابن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے علاوہ تمام محدثین جمع ہو گئے۔ امین اور مامون ان سے فارغ ہو کر ابن ادریس کے پاس گئے تو انہوں نے ایک سو احادیث انہیں بیان کرائیں۔ مامون نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ان احادیث کو دہرا دوں چنانچہ ابن ادریس نے اجازت دے دی۔ انہوں نے تمام احادیث دہرا دیں۔ ابن ادریس نے ان کے حافظہ پر بڑا رشک کیا۔ اس کے بعد مامون نے ابن ادریس کو تحائف دینے چاہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد دونوں عیسیٰ بن یونس کے پاس گئے۔ مامون نے ان کیلئے دس ہزار کا حکم دیا تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مامون کا خیال تھا کہ انہوں نے اسے کم سمجھا ہے تو دگنا کر دیا۔ انہوں نے فرمایا اگر اس مسجد کو چھت تک سونے سے بھر دو گے پھر بھی حدیث کا معاوضہ قبول نہیں کروں گا۔ ابن ادریس کی موت کے وقت ان کی لڑکی رونے لگی انہوں نے کہا کیوں روتی ہو میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کئے۔

صعصعہ بن سلام ...... انہیں ابن عبداللہ ابو عبداللہ دمشقی بھی کہا جاتا ہے بعد میں اندلس منتقل ہو گئے عبد الملک بن معاویہ اور ان کے بیٹے کے زمانے میں اس کی دولت تھی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کا مذہب اندلس میں داخل کیا۔ اور قرطبہ میں امام الصلوٰۃ مقرر ہوئے ان کی زندگی میں مسجد میں درخت لگائے گئے اوزاعی اور شامی اسے جائز سمجھتے ہیں مالک اور ان کے اصحاب ناپسند کرتے ہیں۔

امام اوزاعی، سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ان سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں عبد الملک بن حبیب الفقیہ بھی ہیں۔ انہوں نے قریب ہی وفات پائی۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں صعصعہ کا ذکر کیا۔ حمیدی نے تاریخ اندلس میں صعصعہ کا ذکر کرتے ہوئے اسی سال ان کی وفات کا ذکر کیا۔ ابن حزم نے بیان کیا کہ اندلس میں مذہب اوزاعی کو سب سے پہلے اشاعت کرنے والے صعصعہ ہی ہیں۔ ابن حبیب کا قول ہے اندلس میں علم حدیث کی اشاعت کرنے والے سب سے پہلے شخص صعصعہ ہیں۔ ابن یونس نے ۱۸۰ھ کے قریب ان کی وفات کا ذکر کیا لیکن حمیدی کا قول زیادہ درست ہے۔

علی بن ظبیان ...... ابو الحسن عبسی مشرقی بغداد کے قاضی رشید نے ان کو قاضی بنایا تھا۔ ثقہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں

سے تھے اور رشید نے انہیں قاضی القضاۃ بنا دیا۔ رشید کے دوبارہ نکلنے کے وقت رشید بھی ان کے ساتھ باہر جاتا تو آپ نے قومس میں اسی سال رحلت فرمائی۔

عباس بن احنف کے حالات ...... ابن الاسود بن طلحہ ابو الفضل الشاعر المشہور خراسان کے عربوں میں سے تھے بغداد میں پلے بڑھے لطیف غایت، مقبول، اچھے شاعر تھے۔ ابو العباس نے عبداللہ بن معتز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر مجھ سے لوگوں میں سے اچھے شعر کہنے والے کے بارے پوچھا جائے تو میں کہوں گا عمدہ شعر کہنے والے عباس ہیں۔

(۱) لوگوں نے ہمارے بارے میں فتنوں کے ڈول کھینچے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے۔

(۲) تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگانے والا جھوٹا ہے۔ وہ شخص سچا ہے جسے اپنی جہالت کا علم ہی نہیں۔

ایک بار رشید نے نصف شب میں عباس کو بلوایا جس کی وجہ سے عباس اور ان کے اہل خانہ خوف سے سہم گئے۔ جب رشید کے سامنے پہنچے تو اس نے کہا تمہارا بھلا ہو، میں نے اپنی باندی کے بارے میں ایک مصرعہ کہا ہے تم تیار کرو۔ عباس نے کہا آج رات میں سب سے زیادہ خوف زدہ ہوا۔ رشید نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ رات کے وقت چوبدار کے گھر آنے کی وجہ سے۔ اس کے بعد عباس بیٹھ گیا تا کہ اس کی گھبراہٹ دور ہو۔ پھر اس نے کہا اے امیرالمومنین آپ شعر کہئے۔ رشید نے دو شعر کہے:

(۱)..... وہ ایسا میرا مال ہے کہ ہم نے اس کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی۔

(۲) . جوں جوں میں اس کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو۔

جب بات تجھ پر مخفی ہوتی ہے تو وہ چھپائی جاتی ہے اور تو انہیں دیکھ کر دیکھتا ہے جو چہرہ کو کہا کرتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔

رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لئے دس ہزار کا حکم دیا۔ اس کے بعض اشعار کی وجہ سے بشار بن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا ہوا ہے۔

(۱) میں ان لوگوں پر حیران ہوں جنہوں نے مجھے دور کھا یاد اور مجھے عشق کیلئے پیدا کر کے خوشی تمام ہو گئے۔

(۲)..... انہوں نے مجھے اٹھایا جب میں ان کا ارادہ پا جاتا تھا کر کر اٹھا تو وہ روٹھ گئے۔

(۳) اے سعد تو نے ان کے بارے مجھ سے باتیں کر کے میرے جنون میں اضافہ کر دیا اے سعد مجھے مزید باتیں بتا۔

(۴) اس کا عشق میرا کام ہے دل نے اس کے علاوہ کوئی چیز اس کا محل بنایا ہی نہیں۔

اصمعی کا قول ہے کہ میں بصرہ میں عباس بن احنف کے پاس گیا تو وہ بستر پر پڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے دور سے آنے والے مسافر تجھے اپنے غم پر رونا ہے جب تک وہ تجھ سے دور ہے تیرے جسم پر بیماریاں پڑ گئی ہیں۔

پھر اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر وہ درخت پر بیٹھے ہوئے ایک پرندہ کی آواز سے ہوش میں آیا۔ اور کہنے لگا۔

(۱) - دل کا مریض ہوں کو آواز دینے والا اپنی شگفتگی پسند ہے۔

(۲)..... اے کیا تو شوق دلانے والا ہے جو مجھے شوق دلاتا ہے ہم سب اپنے اپنے ٹھکانے پر رو رہے ہیں۔

راوی کا قول ہے اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا میں نے اسے حرکت دی تو وہ دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ صولی کا قول ہے عباس کی وفات اسی سال اس کے بعد اس سے پہلے ابراہیم موصلی ہوئی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ عباس، ہارون رشید کے زمانہ کے بعد بھی زندہ رہا۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور ...... زبیدہ کا بھائی رشید کے زمانے میں امیر مکہ نائب تھا۔ اس سال دنیا سے رخصت ہوئے۔

فضل بن یحییٰ ...... یہ فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک جعفر کا بھائی ہے، یہ اور رشید دودھ شریک بھائی ہیں۔ خیزران نے فضل کو دودھ پلایا۔

فضل کی والدہ زبیدہ بنت منیر جب نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا۔ زبیدہ تمین البربری کی مولدات میں سے تھیں اسی پر شاعر کے شعر ہیں:

(۱)…… تیرے فضل کے لئے کافی ہے کہ تو نے خلیفہ کے ساتھ ایک شریف عورت کا دودھ پیا۔
(۲)…… تو نے یحییٰ کو تمام میدانوں میں زینت بخشی جسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی۔

مورخین کا قول ہے فضل اپنے بھائی جعفر سے بڑا سخی تھا لیکن اس میں تکبر اور بداخلاقی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جعفر ہنس مکھ، خندہ رو خوش اخلاق تھا لیکن سخی کم تھا لوگ اس کی طرف زیادہ مائل تھے لیکن فیاضی کی صفت تمام برائیوں پر غالب ہوتی ہے اسی صفت نے فضل کے تمام عیوب پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔

ایک روز فضل نے اپنے طباخ کو ایک لاکھ درہم دیئے تو اس کا والد ناراض ہو گیا جعفر نے کہا کہ خوشی و تنگی تمام حالات میں اس نے مجھے نہیں چھوڑا اب خوشحالی میں میں اسے کیسے بھولوں۔ اسی کے بابت شاعر کا شعر ہے۔

فیاض لوگ جب آسانی میں ہوتے ہیں تو تنگ وقت والے ساتھیوں کو یاد کرتے ہیں۔

ایک روز فضل نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رونے لگا فضل نے پوچھا کم ہیں اس نے کہا نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ اس دنیا سے چلے نہ جائیں۔

علی بن جہضم نے اپنے والد کا قول نقل کیا کہ ایک صبح میں بالکل مفلس ہو چکا تھا حتیٰ کہ سواری کا چارہ بھی نہیں تھا۔ میں فضل کے پاس گیا اس وقت وہ دارالخلافہ سے آ رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے مرحبا کہہ کر مجھے بلایا۔ راستہ میں اس نے ایک غلام کو ایک لونڈی سے عشق کرتے دیکھا تو اسے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس نے مجھ سے شکایت کی میں نے کہا آپ کو وہی تکلیف پہنچی جو بنی عامر کے ایک شخص کو پہنچی جب کہ اس نے کہا۔

(۱)…… جب ہم منیٰ کے خیف مقام پر تھے ایک شخص نے جادوانہ حرکت کر کے دلوں کو غمگین کر دیا۔
(۲)…… اس نے لیلیٰ کے نام سے دوسری عورت کو بلایا گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعہ میرے سینہ کے پرندہ کو اڑا دیا۔

اس نے کہا ان دونوں شعروں کو لکھو میں نے سبزی فروش کے پاس اپنی پگڑی رہن رکھ کر اس کے بدلہ کاغذ لیکر اس پر دونوں شعر لکھ کر فضل کو دے دیئے۔ اس نے کہا اطمینان کے ساتھ گھر چلے جاؤ۔

جب میں گھر پہنچا تو خادم نے کہا انگوٹھی لا دیتا کہ اسے رہن رکھ کر ہم کھانے کا انتظام کریں میں نے کہا وہ تو رہن رکھ دی شام سے پہلے ہی فضل نے ایک بھاری مالی رقم میرے پاس بھیجی اور ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ ایک ماہ کا پیشگی بھی دے دیا۔

ایک روز ایک عمر رسیدہ شخص فضل کے پاس آیا اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ اس سے ضرورت پوچھی اس نے کہا تین لاکھ درہم قرض ہے یہ کہا اور اس کے بعد وہ نا امید ہو کر مغموم حالت میں چلا گیا۔ اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی قرضہ اس کے گھر پہنچ چکا تھا۔ ایک شاعر نے فضل کی بابت کیا خوب شعر کہا:

(۱)…… اے فضل نام والے فضل میں وہ خوبی نہیں جو تجھ میں ہے۔
(۲)…… جب اللہ نے تیرا فضل لوگوں میں وسیع دیکھا تو تیرا نام بھی فضل رکھ دیا گویا نام اور فضل دونوں مل جل گئے۔

رشید کے ہاں فضل کا رتبہ زیادہ تھا جعفر رشید کا خاص بندہ تھا رشید نے فضل کو بڑے بڑے امور کا منتظم بنایا تھا۔ ان میں سے ایک خراسان کی نیابت ہے رشید نے جب برامکہ کو قید و قتل کیا تو فضل کو سو کوڑے لگوا کر جیل میں بند کر دیا۔ حتیٰ کہ اسی سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے ساتھی تھے۔ اس کے بعد اس کا جنازہ نکالا گیا پھر عام لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ۴۵ سال کی عمر میں وہیں دفن کیا گیا اس کی موت کا سبب زبان کا بوجھل ہونا تھا۔ جمعرات اور جمعہ کے روز زیادہ ہو گیا تھا ہفتہ کی صبح اذان سے قبل اس کی وفات ہو گئی۔ ابن جریر کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۳ھ ابن الجوزی کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۲ھ ہے۔

ابن خلکان نے فضل کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ اس کے بڑے بڑے کارنامے بیان کئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بلخ میں اس نے بت خانہ منہدم کرا کر مسجد بنوائی تھی۔ جیل میں وہ یہ اشعار پڑھا کرتا تھا:

(۱) ہم اپنی تکلیف کی شکایت اللہ سے کرتے ہیں جو تکالیف دور کرنے والا ہے۔
(۲) [illegible] سے جو سخت ہو گئے ہیں ہم غفلت میں [illegible] میں۔
(۳) جب تیرا کوئی اندوہ ناک سے پاس آتا ہے تو ہم زمانہ سے تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا ہوتا ہے۔

محمد بن امیہ شاعر کی بھی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کا پایہ [illegible] شاعر تھا ایسے ہی [illegible] ان کے اشعار [illegible] سے ملتے گئے۔

منصور بن زبرقان: ان کا سلسلہ نسب نمیر تک [illegible] ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ شیعی مذہب [illegible] ہوئے بھی بغداد میں [illegible] اعتقاد ان سے [illegible] زبیدہ خاتون [illegible] ایک روز [illegible] تو انہوں نے ہارون کی تکلیف سے بچانے کیلئے لوگوں کیلئے ایک [illegible] کرنے کا حکم دیا [illegible] کی بابت شاعر کا شعر ہے:

تمہارے والد کی [illegible] کے ہر بار [illegible] ہے۔ [illegible] کھاتے ہیں۔ ان کے اشعار [illegible]
ملامت کی [illegible] کے لئے گئے تھے۔

یوسف بن قاضی ابی یوسف: [illegible] ابو اسحاق سے حدیث کا سماع کیا، [illegible] کے والد کی حیات ہی میں شرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے رشید کے حکم سے [illegible] لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ اسی سال بغداد کے قاضی ہونے کی حالت میں رجب میں رحلت فرمائی۔

واقعات ۱۹۳ھ

ابن جریر کا قول ہے اسی سنہ ماہ محرم میں فضل بن یحییٰ نے وفات پائی لیکن بلاذری کا قول ہے ۱۹۲ھ میں فضل نے وفات پائی جیسا کہ گزر چکا البتہ ابن جریر کا قول قریب الی الصواب ہے۔ [illegible] کا قول ہے سعید الجوہری نے اسی سال وفات پائی۔

اسی زمانہ میں رشید جرجان گیا اس کے پاس علی بن عیسیٰ کے خزانے [illegible] ہزار اونٹوں پر لائے گئے۔ یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے۔ اس کے بعد رشید بیماری کی حالت میں طوس گیا پھر وفات تک اسی جگہ قیام پذیر رہا۔

اسی زمانہ میں عراق کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث میں مقابلہ ہوا ہرثمہ نے اسے شکست دے کر بخارا فتح کر لیا اس کے بھائی بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے رشید کے پاس طوس بھیج دیا۔ وہ رشید کے سامنے [illegible] حاضر کیا گیا رشید نے [illegible] کر کے کہا اے بشیر [illegible] صرف اتنی مہلت ملی کہ میں تجھے قتل کر سکوں [illegible] اس کے بعد رشید نے قصاب کو بلا کر اس کے جوڑ جوڑ الگ کروا دئیے اس کے بعد رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! [illegible] اس کی طرح [illegible] کے بھائی [illegible] ٹکڑے کر دیجئے۔

رشید کی وفات: رشید نے طوس میں ایک خوفناک خواب دیکھا۔ جبرئیل بن بختیشوع اس کے پاس آیا تو اس نے رشید کو غمزدہ دیکھ کر سبب معلوم کیا۔ رشید نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے تخت کے نیچے سے ایک ہاتھ [illegible] ظاہر ہوئی [illegible] اس کے ساتھ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ یہ ہارون کی مٹی ہے۔ جبرئیل نے اس کے خواب کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اس سے کہا یہ بہت [illegible] خیالات خواب ہے آپ اسے بھول جائیں۔
[illegible] خراسان جاتے ہوئے [illegible] اس کو [illegible] آئی [illegible] تو [illegible] کی یاد آ گیا جس سے [illegible] ہو گیا۔
رشید نے جبرئیل سے کہا وہ خواب تجھے یاد ہے جو میں نے تجھے سنایا تھا اس نے کہا ہاں یاد ہے۔ پھر رشید نے مسرور خادم کو بلا کر کہا یہاں کی مٹی [illegible] لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک مٹھی سرخ مٹی لایا رشید نے دیکھ کر کہا یہ وہی مٹی ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ جبرئیل کا قول ہے کہ اس کے بعد تین روز گزرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ رشید نے [illegible] سعید بن [illegible] کے گھر میں جس میں [illegible] اس [illegible] قبر کھودنے کا حکم دیا [illegible] قبر پر [illegible] تیری طرف جانا ہے [illegible] قبر پر قرآن پڑھا [illegible] لوگوں نے

اس کی قبر پر تم قرآن [illegible] قبر کے کنارے [illegible] رشید نے بہت [illegible] وفات پا [illegible] برداشت کرے گا۔

حافظ ابن کثیر نے کہا اگر آپ لیٹ جائیں [illegible] گھوڑے پر [illegible] تم نے [illegible] قول نہیں سنا۔

بعض علماء سے یہ [illegible] استغفار [illegible] کرتے ہیں۔

۱۹۳ھ [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible] شب [illegible] سال [illegible] رشید نے وفات پائی [illegible] مدت ۲۳ سال [illegible]۔

ہارون الرشید کے حالات: ہارون الرشید امیر المومنین بن مہدی محمد بن المنصور [illegible] جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی ابو محمد یا ابو جعفر ان کی والدہ خیزران [illegible] ۱۴۸ھ، ۱۴۹ھ [illegible] قول ۱۵۰ھ [illegible] ان کے بھائی موسیٰ الہادی کی وفات کے بعد ربیع الاول میں [illegible] ۱۷۰ھ میں ان کی بیعت کی گئی۔

رشید نے [illegible] آپ [illegible] منبر پر خطبہ [illegible] احادیث بیان کی۔

[illegible] اپنے والد کی [illegible] روم [illegible] جنگ [illegible] کے خلیفہ [illegible] مسلمانوں [illegible] صلح [illegible] مسلمانوں [illegible] ۱۹۲ھ [illegible] خلیفہ بننے کے بعد [illegible] کے بارے میں شعر کہے:

(۱) تم سے [illegible] ملاقات کر سکتا ہے۔

(۲) [illegible] زمین میں [illegible] ہے۔

(۳) تم سے پہلے کسی خلیفہ نے [illegible] نہیں کیا۔

رشید [illegible] روزانہ [illegible] صدقہ کرتا تھا [illegible] ایک سو [illegible] سال [illegible] حج [illegible] علماء [illegible] فقہاء اور شعراء سے محبت کرتے [illegible] رکعات پڑھنے کا معمول تھا۔

ابن ابی مریم [illegible] رشید [illegible] معلومات [illegible] رشید نے [illegible] ایک بات [illegible] ابن ابی مریم [illegible] ہنسا [illegible] رشید [illegible] ابن ابی مریم [illegible] قرآن [illegible] نماز [illegible] دیگر باتوں [illegible] نماز [illegible]۔

ایک دفعہ [illegible] رشید کے پاس [illegible] رشید سے کہا [illegible] ابن ابی مریم [illegible] رشید [illegible] ابن ابی مریم نے [illegible]۔

پھر تمام بدن پر مل لی۔ رشید ہنسی کی وجہ سے بے قابو ہو رہا تھا۔

اس کے بعد ابن ابی مریم نے خادم خاقان کے ذریعہ اپنے غلام کو بلوایا۔ اس سے کہا کہ یہ خوشبو مشک کے پاس لے جاؤ۔ اسے کہہ دو اسے اپنی سرین پر لگائے۔ حتیٰ کہ میں اس کے پاس آ کر اس سے جماع کروں گا۔ رشید ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ پھر ابن ابی مریم عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تو یہ خوشبو امیر المومنین کو دیکر اس کی تعریف کرتا ہے حالانکہ آسمان و زمین ملک الموت اس کے محتاج ہیں۔ اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف ایسے انداز میں کر رہا ہے کہ گویا وہ سبزی فروش نانبائی یا کھجور فروخت کنندہ ہے قریب تھا کہ رشید ہنسی سے ہلاک ہو جائے۔ پھر اس نے ابن ابی مریم کیلئے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوائی کر ابن ابی مریم سے کہا آج حجابت کے فرائض آپ انجام دیں۔ جو کچھ آئیگا وہ ہمارے درمیان نصف ہوگا چنانچہ اس نے قبول کر لیا امراء کی طرف سے آنے والوں ہدایا کی تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی۔ دوسرے روز رشید نے ہدایا کی مقدار کے بارے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتا دیا۔ رشید نے اپنے حصہ کے بارے پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ سے دس ہزار درہم پر صلح کر لی ایک دن رشید نے محمد بن حازم ابو معاویہ الاعمی محدث کو حدیث سننے کیلئے مدعو کیا۔ ابو معاویہ کا قول ہے کہ رشید ہر حدیث سنکر کہتا صلی اللہ علی سیدی۔ نصیحت کی بات سنکر اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی حتیٰ کہ زمین پر اس کے آنسو گرنے لگتے۔

ابو معاویہ ہی کا قول ہے کہ ایک روز رشید کے پاس میں نے کھانا کھایا۔ اس سے فارغ ہو کر ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلوائے جسکی میں شناخت نہیں کر سکا۔ پھر اسنے ہاتھ دھلوانے والے کے بارے مجھ سے پوچھا تو میں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ اس نے کہا خلیفہ نے آپ کے ہاتھ دھلوائے ہیں۔ میں نے اس کیلئے دعا کی۔ اس نے کہا میں نے علم کی تعظیم میں یہ کام کیا ایک بار ابو معاویہ الاعمی نے متعدد طرق سے رشید کے سامنے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے احتجاج کی حدیث بیان کی۔ رشید کے چچا نے سوال کیا اے ابو معاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی۔ چچا کی بات سے رشید کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے رشید نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگوائی۔ لوگوں نے اس کی سفارش کی ساروں نے کہا یہ زندیق ہے پھر اسے جیل میں بند کر دیا۔ اس نے قسم کھا کر کہا جب تک مجھے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کس نے اس تک یہ بات پہنچائی ہے میں اسے رہا نہیں کروں گا رشید کے چچا نے مغلظ قسمیں اٹھا کر کہا مجھ تک یہ بات کسی نے نہیں پہنچائی۔ مجھ سے بیوقوفی کی وجہ سے جلدی میں یہ بات زبان سے نکل گئی۔ میں اس پر اللہ سے توبہ استغفار کرتا ہوں۔ تب جا کر رشید نے اسے رہا کیا۔

ایک شخص کا قول ہے میں رشید کے پاس گیا اس کے سامنے گردن کٹا ایک شخص پڑا تھا جلاد اس کی گدی میں تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے کہا میں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اس کے قرآن کو مخلوق کہنے کی وجہ سے اسے قتل کیا۔ ایک عالم نے رشید سے کہا شیخین سے محبت کرنے والوں کا اپنے اقتدار کی وجہ سے اعزاز کرو۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں میں خود ان دونوں سے محبت کرتا ہوں ان کے محبین سے خوش ہوتا ہوں ان کے مبغضین کو سزا دیتا ہوں۔ ابن سماک نے رشید سے کہا اللہ نے مجھے دنیاوی اعتبار سے سب سے اونچا مقام عطا کیا تو بھی کوشش کر کے اس کے نزدیک سب سے بڑا عابد بن جا رشید نے کہا مختصر ہونے کے باوجود تم نے نصیحت میں انتہا کر دی۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے اللہ نے مجھے دنیا میں سب سے اونچا مقام عطا کیا۔ تو کوشش کر کے آخرت میں بھی سب سے اونچا مقام حاصل کر۔ ایک روز رشید نے سماک کی موجودگی میں پانی طلب کیا۔ اس کے پاس ٹھنڈے پانی کا مٹکا لایا گیا۔ رشید نے ابن سماک سے نصیحت کی درخواست کی۔ ابن سماک نے کہا اے خلیفہ اگر آپ کو پانی نہ ملے تو آپ یہ مٹکا کتنے میں خرید کریں گے۔ اس نے جواب دیا نصف بادشاہت کے بدلے سماک نے کہا خوشی سے آپ اسے پیو پھر کہا اگر آپ کا پیشاب رک جائے تو پھر آپ کیا کرو گے۔ رشید نے کہا اس پر میں اپنی نصف حکومت لگا دوں گا۔ سماک نے کہا آپ کی حکومت کی یہ قیمت ہے کہ نصف پانی کے بدلے اور باقی نصف پیشاب کے بدلے ایسی خسیس شئی کے حصول کیلئے رغبت کرنا عقل و دانائی کے منافی ہے سماک کی یہ بات سنکر ہارون کے آنسو نکل آئے۔

ابن قتیبہ نے ریاشی کے واسطے سے اصمعی کا قول نقل کیا ہے کہ میں جمعہ کے روز رشید کے پاس گیا تو وہ ناخن تراش رہا تھا اس معاملہ میں، میں نے اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن صاف کرنا سنت ہے اور جمعہ کے روز رافع للفقر ہے اصمعی نے پوچھا آپ کو بھی فقر کا اندیشہ۔

اس نے جواب دیا مجھے تو سب سے زیادہ فقر کا اندیشہ ہے۔

ابن عساکر نے صیدی کا قول نقل کیا کہ ایک روز رشید نے میری موجودگی میں طباخ کو بلا کر اونٹ کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا اونٹ کے مختلف قسم کے گوشت اس وقت موجود ہیں۔ رشید نے کھانے میں اونٹ کے گوشت کا حکم دیا۔ کھانا آنے کے بعد رشید نے اس کا ایک لقمہ منہ میں لیا ہی تھا کہ جعفر برمکی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ رشید اس لقمہ کو چبانے کے بجائے اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنسی کے بارے میں پوچھنے لگا جعفر نے جواب دیتے ہوئے کہا کوئی خاص بات نہیں گذشتہ رات میرے اور باندی کے درمیان ہونے والی بات مجھے یاد آ گئی رشید نے کہا میرے حق کی قسم تجھے وہ بات بتانا ہوگی۔ جعفر نے کہا اے خلیفہ آپ نے یہ کھانا کتنے درھم میں خریدا۔ رشید نے کہا چار درھم میں۔

جعفر نے کہا بلکہ چار لاکھ درھم میں رشید نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے کافی عرصہ پہلے طباخ سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا۔ اس وقت وہ موجود نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ نے کہا تھا کہ اونٹ کا گوشت ضرور ہونا چاہئے۔ ہم بازار میں اونٹ کا گوشت نہ ملنے کی وجہ سے اس روز سے لے کر آج تک یومیہ ایک اونٹ ذبح کر رہے ہیں۔ اس پر چار لاکھ درھم خرچ ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی کہ خلیفہ کو یہ لقمہ چار لاکھ درھم میں پڑا ہے۔

اس کے بعد رشید نے وہ دستر خوان اٹھوا دیا۔ اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا اور مسلسل عصر تک اس پر گریہ طاری رہا۔ نماز عصر پڑھا کر اس نے حرمین اور مشرقی اور مغربی بغداد فقراء کیلئے دو لاکھ اس کے بعد کوفہ و بصرہ کے مساکین کیلئے ایک لاکھ درھم صدقہ کیا بعد نماز مغرب قاضی ابو یوسف رشید کے پاس آئے اور انہوں نے مسلسل پورے دن گریہ طاری رہنے کی وجہ دریافت کی۔ ہارون نے پورا واقعہ سنا دیا۔ ابو یوسف نے جعفر سے پوچھا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت ضائع ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔ اس نے کہا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔ ابو یوسف نے ہارون سے کہا آپ کیلئے تین خوشخبریاں ہیں:

(۱) — جب سے جعفر اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا رہے ہیں اس کے صدقہ کا ثواب آپ کو مل رہا ہے۔

(۲) — اللہ نے آج بھی آپ کو مساکین پر خرچ کرنے کی توفیق بخشی۔

(۳) — اللہ نے آپ کو خوف و خشیت عطا کی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ) — جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اور روکے اپنے نفس کو خواہش سے اس کیلئے دو باغات ہیں۔

رشید نے قاضی ابو یوسف کیلئے چار لاکھ درھم کا حکم دیا۔ اس کے بعد رشید نے کھانا منگوا کر کھایا۔ گویا کہ آج صبح کا ناشتہ انہوں نے اس وقت کیا۔

عمرو بن بحر الجاحظ کا قول ہے رشید کی طرح سنجیدہ و دانا لوگ کسی خلیفہ کیلئے جمع نہیں ہوئے۔ ابو یوسف اس کے قاضی۔ برامکہ اس کے وزراء فضل بن ربیع اس کا دربان۔ عمرو بن عباس اس کا ندیم مروان بن حفصہ اس کا شاعر۔ ابراہیم موصلی اس کا گویا ابن ابی مریم اس کا مذاقی لوگوں میں سے سب سے زیادہ ہنسی کی طرف راغب جس نے حرم کا پانی بند ہونے کے بعد اسے جاری کروایا۔ اللہ نے اس کے ہاتھ پر بہت سے امور خیر جاری فرمائے اس کی بیوی زبیدہ تھی۔ خطیب بغدادی نے رشید کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ایسی قوم ہیں جس کی تکلیف بڑی اور بعثت اونچی ہے ہم آپ ﷺ کے وارث اور خلافت ہم میں باقی ہے۔

ایک روز طواف کرتے ہوئے رشید سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے آپ سے کچھ سخت باتیں کرنی ہیں۔ رشید نے جواب دیا نہیں نہ وہ آنکھ ٹھنڈی ہو۔ اللہ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے برے کے پاس بھیجتے وقت اسے نرم انداز میں گفتگو کرنے کا حکم دیا۔ شعیب بن حرب کا قول ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستہ میں دیکھ کر دل میں کہا مجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے لیکن میرے نفس نے مجھے قتل سے خوف زدہ کیا۔ لیکن میں نے کہا آج ضرور میں یہ کام کروں گا۔ چنانچہ میں نے اسے پکار کر کہا اے ہارون تو نے لوگوں اور جانوروں کو ماندہ کر دیا۔ اس نے مجھے پکڑ کر لانے کا حکم دیا جب مجھے اس کے سامنے لے جایا گیا اس وقت وہ ایک کلہاڑی سے کرسی پر بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا۔ اس نے کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا مسلمان۔ اس نے پھر مجھ سے پوچھا کس قبیلے سے؟ میں نے کہا انبار سے۔ اس نے کہا تو نے مجھے میرا نام لے کر کیوں پکارا؟۔ میں نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ میں اللہ کو اس کے نام سے پکارتا ہوں تو آپ کو آپ کے نام سے کیوں نہ پکاروں علاوہ ازیں اللہ نے اپنے محبوب بندوں کے نام سے انہیں پکارا جیسا

لئے ... یا قرشی یا عمرو یا صالح یا ابراہیم یا موسیٰ یا حسن وغیرہ۔

پھر اس نے اپنے شخص کو نصیحت سے پُر لکھا اور فرمایا رشید کی غضب ... اس کے بعد رشید نے مجھے چھوڑنے کا حکم دیا۔

ایک روز ابن سماک نے رشید سے کہا تو اکیلا دنیا سے جائے گا۔ اکیلا قبر میں ہوگا۔ اکیلا قبر سے اٹھے گا۔ اللہ کے حضور پیشی اور جنت جہنم کے ٹھکانے کے بارے میں فکر کر۔ جس دن خاموشی پر گرفت ہوگی قدم لغزش کھا جائیں گے ندامت ہوگی۔ کوئی توبہ، معافی، کوئی فدیہ قبول نہیں ہوگا۔ رشید کی رونے کی آواز بلند ہوگئی یحییٰ بن خالد نے سماک سے کہا آج رات تم نے امیر کو مشقت میں ڈال دیا۔ سماک خود بھی روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

فضیل بن عیاض نے ایک شب مکہ میں وعظ کے دوران رشید سے کہا اے خوبصورت چہرے والے تجھ سے تمام لوگوں کے بارے باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) "ان کے رشتے ختم ہو جائیں گے" کہا کہ مجھ سے لیث نے مجاہد کے حوالے سے بیان کیا ان رشتوں سے مراد وہ رشتے ہیں جو ان کے درمیان دنیا میں قائم تھے یہ سنکر ہارون رو پڑے حتیٰ کہ سسکیاں لینے لگے۔

فضیل کا قول ہے کہ ایک روز رشید نے اپنا گھر آراستہ کر کے خوب اچھی طرح اس میں کھانے پینے کا انتظام کر کے تعریف کیلئے ابو العتاہیہ کو بلا کر کہا جس عیش و آسائش میں ہم ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا۔

(۱) جب تک چاہو محلات کی چوٹیوں میں بھی سلامت رہو۔

(۲) تم جو چاہتے ہو صبح سے شام تک تیری طرف دوڑا ہوا آتا ہے۔

(۳) جب موت کے وقت سینہ کی تنگی کی وجہ سے سانس غرغرانے لگا اس وقت تجھے اپنے دھوکہ میں ہونے کا یقین ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ہارون بہت رویا۔ فضیل بن یحییٰ نے ابو العتاہیہ سے کہا امیر نے تجھے بلایا تاکہ اسے خوش کرے اس کے بجائے تو نے اسے غمزدہ کیا رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو اس نے ہمیں اندھے پن میں دیکھا ... تو مزید نہ کی کوشش کی۔

ایک بار رشید نے ابو العتاہیہ سے مختصر الفاظ میں نصیحت کرنے کا کہا اس نے کہا۔

(۱) کسی سانس اور کسی لمحہ بھی موت سے غافل مت ہو اگر چہ دربانوں اور محافظوں کے سایہ میں ہو۔

(۲) خوب یقین کر لے کہ موت کے تیر ہر زرہ پوش اور ڈھال والے کو بھی جا لگتے ہیں۔

(۳) تو نجات کا خواہاں ہے مگر نجات کے راستے پر چل کر نہیں ہوتی۔

راوی کا قول ہے رشید بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ایک بار رشید نے ابو العتاہیہ کو جیل میں بند کر دیا اور اس کی نگرانی کیلئے ایک شخص مقرر کر دیا ابو العتاہیہ نے جیل کے دروازہ پر درج ذیل اشعار لکھے۔

(۱) اللہ کی قسم بڑی حیرت ہے ہر آدمی ظلم کرتا ہے۔

(۲) جزا کے دن کی طرف ہم سب جا رہے ہیں کل اللہ کے حضور پیشی ہوں گے اپنے جھگڑے کے لئے اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔

راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

حسن بن ابی الحکم نے محمد بن منصور کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا میں نے کہا۔ اللہ کے سامنے کوئی عمل رشید کیلئے اور سکوت طویل ہو گیا۔ رشید نے ابن عیینہ اور اس کی اولاد کیلئے ایک لاکھ کا حکم دیا۔ رشید کیلئے تعریف لکھی۔

اصمعی کا قول ہے ایک بار میں رشید کے ہمراہ حج پر تھا ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے اس کے کنارہ پر ایک حسین و جمیل عورت ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی اور شعر کہہ رہی تھی۔

(۱) سالوں کی ہلاکت نے ہمیں پائمال کر دیا زمانے کے حادثات نے ہمیں ادھر پھینک دیا۔

(۲) تمہارے عطا اور انعام سے کچھ حاصل کرنے کیلئے ہم خالی ہاتھ تمہارے پاس آئے۔

(۳) — اے بیت حرم کے زائرین اپنا ثواب اور اجر حاصل کروں۔
(۴) — مجھے دیکھنے والے نے میرا کیا وہ بھی دیکھ لیا میری مسافرت اور میرے مقام کی ذلت پر رحم کھاؤ۔

اصمعی کا قول ہے میں نے رشید کے پاس جا کر اس عورت کی صورتحال بیان کی رشید نے خود آ کر وہ اشعار سنے۔ اسکو اس پر رحم آ گیا اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مسرور خادم کو اس کا پیالہ سونے سے بھرنے کا حکم دیا۔ اس نے اس کا پیالہ سونے سے بھر دیا حتی کہ دائیں بائیں سونا گرنے لگا۔

ایک دفعہ رشید نے ایک بدو کو حج کے راستے میں اونٹوں کو ہانکتے ہوئے سنا

(۱) — اے قلم کے متکلم تو مر جائے گا اور تیری منی ختم ہو جائے گی۔
(۲) قلم کے خشک ہونے اور محبت کرنے کے بعد وہ مجھے کیسے تعویذ دے گا۔

رشید نے خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں۔ اس نے کہا چار سو دینار رشید نے کہا اس بدو کو دیدو۔ بدو کے اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر بطور مثال کے ایک شعر پڑھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں اور قعقاع کا ہمنشین محروم نہیں ہوتا۔

رشید نے اس کے لئے بھی خادم کو کچھ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے دو سو درہم اسے دیئے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے اس تمثیل کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک بار معاویہ بن ابی سفیان کو شیریں پیالوں کا ایک گلدستہ ہدیہ کیا گیا۔ اس نے وہ سب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے قعقاع بن عمرو سفیان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں ایک دیہاتی بیٹھا تھا جس کے لئے جام بچا نہیں تھا۔ بدو نے حیا کی وجہ سے سر جھکا دیا۔ قعقاع نے اسے اپنا پیالہ دے دیا۔ جس کی وجہ سے بدو جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں ایک روز رشید زبیدہ کے پاس سے مسکراتے نکلا۔ حاضرین نے مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا میں آج اس کے پاس گیا تھا میں نے قیلولہ اور رات کا آرام اسی کے پاس کیا سونے کے گرنے کی آواز نے مجھے بیدار کر دیا۔ مجھے بتایا گیا کہ مصر سے تین سو دینار آئے ہیں زبیدہ نے وہ دینار مجھ سے مانگے میں نے اسے دے دیئے۔ جب میں نکلنے لگا تو جھگڑتی ہوئی مجھ سے کہنے لگی میں نے تم میں کوئی خیر نہیں دیکھی۔ رشید نے ایک بار مفضل ضبی سے پوچھا کہ بھیڑیے کے بارے میں سب سے اچھا شعر کونسا کہا گیا۔ اگر تو نے سنا دیا تو تجھے یہ انگوٹھی (جس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے) دوں گا۔ اس نے ایک شعر سنایا۔

بھیڑیا ایک آنکھ سے سوتا ہے اور ایک آنکھ سے مصائب سے اپنا بچاؤ کرتا ہے لہذا وہ سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی ہے۔ رشید نے کہا صرف ہم سے انگوٹھی لینے کیلئے تو نے یہ شعر کہا۔ پھر وہ انگوٹھی رشید نے اس کے حوالہ کر دی۔ زبیدہ نے دوبارہ اس سے ایک لاکھ چھ سو دینار میں خرید کر وہ انگوٹھی رشید کو دیدی۔ اور کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ آپ کو پسند ہے۔ رشید نے انگوٹھی اور پیسے مفضل کے حوالہ کرتے ہوئے کہا ہم ہبہ کر کے چیز واپس نہیں لیتے۔

ایک روز رشید نے عباس بن احنف سے پوچھا کونسا شعر عربوں کے نزدیک سب سے نازک ہے اس نے کہا جمیل کا بثینہ کے بارے میں کاش میں بھرا انبوہ حاجیوں میں بثینہ میرے آگے آگے چلتی۔ مجھ پر اس کی گفتگو پوشیدہ نہ ہوتی۔

رشید نے اس سے کہا اس سے زیادہ لطیف تیرا یہ قول ہے "عشق نے اللہ کے تمام بندوں میں چکر لگایا حتی کہ جب وہ میرے پاس سے گزرا تو وہ کھڑا ہو گیا"۔ عباس نے کہا اے امیر! تیرا یہ قول اس سے زیادہ لطیف ہے۔

(۱) — کیا میرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میرا مالک ہے حالانکہ تمام لوگ میرے مملوک ہیں۔
(۲) — اگر تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے تو میں عشق کی وجہ سے کہوں گا تو نے اچھا کیا اس میں اور اضافہ کر۔

رشید جس پر اسے یہ شعر بہت پسند آیا۔ رشید کی تین خاص باندیوں کے بارے میں اس کے یہ شعر ہیں۔

(۱) — تینوں نو عمر باندیوں نے میری لگام پر قابو پا لیا۔ اور میرے دل کی ہر جگہ میں فروکش ہو گئی۔
(۲) — کیا بات ہے کہ ساری دنیا میری مطیع ہے اور میں ان کی نافرمانیوں کے باوجود ان کا مطیع ہوں۔
(۳) — اس کا سبب عشق کی بادشاہت ہے جس سے وہ مضبوط ہو گئی کیوں کہ عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقتور ہے۔

صاحب العقد نے اپنی کتاب میں کہا۔

وہ ظاہراً اعراض کرتی ہے محبت کو چھپاتی ہے دل راضی ہے لیکن نگاہ راضی نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں باندیوں، ان کی خادمہ اور اس کی بیوی کی خدمتگاروں کی تعداد چار ہزار تھی آج تک روز وہ سب اس کے سامنے حاضر ہوئیں۔ مطربات نے رشید کو گا کر گانا سنایا وہ بہت خوش ہوا۔ ان پر مال نچھاور کرنے کا حکم دیا۔ اس روز ہر ایک کے حصہ میں تین ہزار درہم آئے۔ یہ بات من وعن ابن عساکر نے بھی نقل کی۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار رشید نے مدینے سے ایک باندی خریدی جو اسے بہت پسند تھی۔ اس نے اس کے موالی اور اس کے ساتھ رہنے والوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ چالیس افراد اس کے سامنے لائے گئے اس نے فضل کو ان سے ملاقات کا حکم دیا۔ ان میں ایک ایسا بھی شخص تھا جو باندی کا عاشق تھا اور اس کی سکونت مدینہ میں تھی فضل نے اس سے اس کی ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ امیر مجھے اس باندی کے ساتھ بٹھائے۔ پھر میں تین رطل شراب نوش کروں۔ پھر وہ مجھے تین آوازوں میں گانا سنائے۔ فضل نے کہا تو مجنون ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن میں نے اپنی ضرورت امیر المومنین کے سامنے رکھ دی۔ چنانچہ اس کی ضرورت رشید کے سامنے پیش کی گئی رشید نے اس کی ضرورت پورا کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ باندی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ خدام اس کے سامنے تھے۔ ایک کرسی پر وہ شخص بیٹھ گیا اس نے ایک رطل شراب پی کر اس کو گانا سنانے کیلئے کہا۔

(۱) میرے دوستو! آؤ اللہ تمہیں برکت دے اگرچہ تمہارے علاقہ میں اعتدال پر نہیں۔
(۲) تو اس سے کہو ہمیں راستے سے جنگل جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم تمہاری ملاقات کیلئے گذر گئے۔
(۳) کل تم میں سے اور ہم میں سے اکثر صحرانشین ہو جائیں گے میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

اس نے گانا سنایا پھر فوراً خادم اس کے پاس آیا اس نے دوسرا رطل نوش کیا اور کہا گانا سناؤ میں تجھ پر قربان جاؤں۔

ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی ہم خاموش تھے اور عشق کو تکلم تھا۔ ہم بھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جو کسی کو معلوم نہیں تھی۔ راوی کہتا ہے اس نے اسے گانا سنایا۔ پھر اس نے تیسرا رطل نوش کیا۔ اور کہا مجھے گانا سناؤ (اللہ مجھے تجھ پر قربان کرے)۔

(۱) کیا ہی اچھا ہوا کہ ہم جدا نہیں ہوئے۔ زمانے نے ہم سے خیانت کی نہ ہم نے زمانے سے خیانت کی۔
(۲) کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لئے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

پھر وہ نوجوان کھڑا ہو کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا پھر اس نے گدی کے بل اپنے کو اوپر سے گرا دیا۔ اور مر گیا۔ رشید نے کہا نوجوان نے جلد بازی سے کام لیا۔ قسم بخدا!! اگر وہ جلدی نہ کرتا تو میں اس باندی کو اسے ہبہ کر دیتا۔

رشید بے شمار فضائل و مناقب کا مالک تھا۔ ائمہ نے ان میں سے کافی بیان کئے ہم نے بھی ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کئے۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے ہمارے نزدیک سب سے زیادہ رشید کی موت گراں تھی۔ کیونکہ مجھے اس کے بعد حوادثات زمانہ کا خوف ہے میری اللہ سے دعا ہے کہ میری عمر ختم کر کے اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔

رشید کی وفات کے بعد فتنے حوادثات اختلافات ظاہر ہوئے۔ خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ فضیل بن عیاض کا خیال صحیح ثابت ہوا قبل ازیں ہم نے اس کا خواب بیان کر دیا۔ ابن عساکر نے روایت کیا رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس محل کے اہل ہلاک ہو گئے۔ قبل ازیں گذر چکا کہ اس قسم کا خواب موسیٰ ہادی اور اس کے والد محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا قبل ازیں گذر چکا رشید نے وفات سے قبل قبر کھودنے کے وقت اس پر ختم قرآن کا حکم دیا تھا پھر اسے اٹھا کر لایا گیا وہ قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو نے اس قبر میں جانا ہے اس نے سینہ کے پاس قبر کے وسیع کرنے اور پاؤں کے پاس اس کے لمبا کرنے کا حکم دیا۔ پھر یہ آیت (ترجمہ) (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی) پڑھ کر رونے لگا۔

بعض کا قول ہے کہ رشید بوقت وفات کہہ رہا تھا اے اللہ احسان کے ذریعہ ہمیں نفع دے۔ ہمارے گناہ بخش دے اے ہمیشہ رہنے والے مرنے والے پر رحم کر۔ ان دنوں ان کو مرض تھا۔ بعض نے کہا سل کی بیماری تھی۔ جبرئیل نے اس کی بیماری چھپا رکھی۔ ایک دن رشید نے ایک شخص سے

کہا میرا پیشاب ایک بوتل میں بند کر کے جبرئیل کے پاس لے جاؤ اسے یہ نہ بتانا کس کا ہے چنانچہ وہ لے گیا اس نے پوچھا کس کا ہے اس نے کہا ہمارے محلے میں ایک مریض کا ہے اس نے کہا یہ پیشاب فلاں شخص کا ہے وہ اس کی بات سمجھ گیا۔ اس نے کہا اس کے بارے میں مجھے بتاؤ کیونکہ اس پر میرا قرضہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو فکر کی بات نہیں اگر بیمار ہے تو میں اس سے اپنا قرضہ وصول کر لوں۔ جبرئیل نے کہا جاؤ اپنا قرضہ وصول کر لو کیونکہ چند روز اس کی زندگی ہے اس نے آ کر رشید کو بتایا رشید نے جبرئیل کو بلایا لیکن وہ چھپ گیا حتیٰ کہ رشید کا انتقال ہو گیا۔ رشید اس حالت میں کہہ رہا تھا۔

(۱) ...... میں طوس میں مقیم ہوں حالانکہ طوس میں میرا کوئی دوست نہیں۔
(۲) ...... میں اپنی تکلیف کے دور ہونے کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اس لئے کہ وہی رحیم ہے۔
(۳) ...... اس کی فیصلہ کن قضا مجھے طوس لائی۔
(۴) ...... میری رضا صبر و تسلیم ہے۔

۱۹۳ھ ۳ جمادی الثانی یا جمادی الاولیٰ یا ربیع الاول ۴۵ یا ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر میں رشید نے طوس میں وفات پائی۔ اس کی کل مدت خلافت ۲۳ سال ۱ ماہ یا ۳ ماہ ۱۸ یوم تھی۔ اس کے لڑکے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ طوس کی بستی سناباذ میں اسے دفن کیا گیا۔ لوگ اس کی وفات کے بعد طوس سے واپسی پر کہہ رہے تھے

(۱) ...... لشکر کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں سب سے بڑا پڑاؤ وحشی ہے۔
(۲) ...... اللہ کا خلیفہ بوسیدہ گھر میں ہے اس کی قبر پر غبار اڑ رہی ہے۔
(۳) ...... قافلے فخر کرتے ہوئے اس پر آئے اور ندبہ کرتے ہوئے واپس ہوئے۔

ابو الشیص نے دو شعر میں اس کا مرثیہ کہا:

(۱) ...... مشرق میں سورج غروب ہو گیا اس پر آنکھیں اشکبار ہیں۔
(۲) ...... ہم نے کبھی طلوع ہونے کی جگہ سورج غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

شعراء نے رشید کا مرثیہ قصائد میں کہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے رشید جتنا میراث میں مال کسی خلیفہ نے نہیں چھوڑا اس نے جاگیروں اور حویلیوں کے علاوہ ایک کروڑ ۲۵ ہزار کے جواہرات و متاع چھوڑا۔ ابن جریر کا قول ہے رشید کی وفات کے وقت بیت المال میں سات کروڑ سے زائد تھے۔

رشید کی زوجات لڑکوں اور لڑکیوں کا بیان ...... رشید نے اپنے والد مہدی کی حیات میں ۱۶۵ھ میں ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر المنصور سے نکاح کیا جس سے محمد امین لڑکا پیدا ہوا۔ ۲۱۶ھ میں زبیدہ کی وفات ہو گی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ رشید نے اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی ام ولد سے بھی نکاح کیا جس سے علی بن رشید پیدا ہوا۔ اسی طرح اس نے ام محمد بنت صالح مسکین اور اپنی عم زاد عباسہ بن سلیمان بن ابی جعفر سے نکاح کیا۔ ۱۸۷ھ میں وہ دونوں ایک ہی شب زفاف میں اس کے پاس آئیں نیز رشید نے اپنی والدہ خیزران کے بھائی یعنی اپنے ماموں کی لڑکی عزیزہ بنت غطریف سے بھی شادی کی اسی طرح اس نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان العثمانیہ الجرشیہ کی لڑکی سے بھی نکاح کیا۔

یمن کے علاقہ جرش میں پیدا ہونے کی وجہ سے اسے جرشیہ کہا جاتا ہے۔ رشید کی وفات کے وقت زبیدہ و عباسہ و ابن صالح عثمانیہ اس کے نکاح میں تھیں ان کے علاوہ باندیاں تو بیشمار تھیں حتیٰ کہ بعض نے اس کے گھر میں چار ہزار حسین و جمیل باندیوں کی تعداد بیان کی۔

رشید کی مذکر اولاد کی تفصیل محمد امین بن زبیدہ مراجل باندی سے عبداللہ مامون ام ولد ماردہ سے محمد ابو اسحاق معتصم قصف لونڈی سے قاسم مؤتمن امۃ العزیز سے علی رقم باندی سے صالح ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ محمد ابو یعقوب محمد ابو عیسیٰ محمد ابو العباس محمد ابو علی یہ کل امہات اولاد سے تھے۔

اولاد مؤنث کی تفصیل ...... (۱) قصف کے بطن سے سکینہ (۲) ماردہ سے ام حبیب (۳) اروی (۴، ۵) حمدونہ اور فاطمہ غصص سے (۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) ام سلمہ، خدیجہ، ام القاسم، رملہ، ام علی، ام الغالیہ، ریطہ یہ سب امہات اولاد سے تھیں۔

محمد امین کی خلافت

۱۹۳ھ جمادی الثانی میں رشید کی وفات کے بعد صالح بن رشید نے رشید کے بعد بننے والے ولی عہد محمد امین بن زبیدہ کو بغداد اپنے والد کی وفات کا خط لکھا جس میں اس نے اس سے والد کی تعزیت بھی کی۔ چنانچہ ۱۴ جمادی الثانی جمعرات کے روز (رجاء) خادم خط انگوٹھی، چھڑی اور چادر لے کر اس کے پاس پہنچا۔ امین قصر خلد سے قصر ابی جعفر المنصور میں منتقل ہو گیا جو سونے کا بنا ہوا اونچا کمرہ تھا۔ امین نے لوگوں کو نماز پڑھا کر منبر پر کھڑے ہو کر انہیں خطبہ دیا۔ جس میں اس نے لوگوں سے اپنے والد کی تعزیت کی اور لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ خواص اور بنی ہاشم کے امراء نے اس کی بیعت کی اور فوج کی دو سال کی تنخواہ کا اس نے حکم دیا۔ پھر اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو باقی ماندہ افراد سے بیعت لینے کا حکم دیا اور خود منبر سے اتر آیا۔ امین کی حکومت اور اس کی پوزیشن مستحکم ہونے کے بعد مامون نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا جو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا باعث بنا، جیسا کہ آگے آئے گا۔

امین اور مامون کا اختلاف…… اس کا سبب یہ تھا کہ رشید نے خراسان کے اول شہر پہنچنے کے بعد اس کے تمام اموال، چوپائے اور ہتھیار، مامون کو دے دیئے نیز رشید نے اس کے لئے بیعت کی تجدید بھی کی۔ امین نے بکر بن معتمر کو خفیہ خطوط دیئے کہ رشید کی وفات کے بعد امراء تک یہ خطوط پہنچا دینا چنانچہ رشید کی وفات کے بعد اس نے امراء اور صالح بن رشید تک وہ خطوط پہنچا دیئے۔ ان میں مامون کے نام بھی سمع و اطاعت کا ایک خط تھا صالح نے لوگوں سے بیعت لے کر امین تک پہنچا دی۔ فضل بن ربیع لشکر لے کر بغداد روانہ ہو گیا۔ مامون کے لئے لی جانے والی بیعت کے بارے میں لوگوں کے دل صاف نہیں تھے۔ مامون نے بھی سمع و اطاعت کا لوگوں کو خط لکھا لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اس وجہ سے دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف ہو گیا لیکن عوام کا رجحان امین کی طرف تھا اس کے بعد مامون نے امین کو سمع و اطاعت کا خط لکھا نیز اس نے امین کے پاس خراسان کے جواہر میں سے چوپائے، کستوری وغیرہ بھیجے نیز کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہو گا امین نے جمعے کے روز بیعت لینے کے بعد بخت کی گیند بلے کے لئے دو میدانوں کو بنانے کا حکم دیا اسی کے بارے میں شاعر کے دو شعر ہیں:

(۱) اللہ کے امین نے میدان بنایا اس نے میدانوں کو بستان بنا دیا۔
(۲) اس میں ہرنیں آباد ہیں جو اس کی طرف ہدیہ کی جاتی ہیں۔

اسی سال شعبان میں زبیدہ رقہ سے خزائن اور رشید کی طرف سے دیئے جانے والے تحائف لے کر آئی امیر نے امراء کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا امین نے مامون کو بلاد خراسان، رے وغیرہ کا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ وغیرہ کا حاکم بنایا اپنے والد کے عمال کو ان کے علاوہ شہروں پر باقی رہنے دیا۔ اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نقفور کو برجان نے قتل کیا نو سال اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا استبراق دو ماہ حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔ اس کے بعد نقفور کی بہن کا شوہر میخائیل ابن جورجیس بادشاہ بن گیا۔ سال رواں ہی میں خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ رافع نے ترکوں سے کمک طلب کر لی۔ پھر وہ بھاگ گئے رافع تن تنہا رہ گیا جس سے اس کی قوت کمزور پڑ گئی۔ اسی سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن علیہ…… بلند پایہ کے علماء اور محدثین میں سے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی۔ بغداد میں انصاف کے منتظم تھے، بصرہ میں صدقات کے نگران تھے۔ ثقہ، باوقار، حلیم و ذہین تھے، بہت کم مسکراتے تھے اور ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھی اسی سے گھر کے اخراجات چلاتے اور اسی سے حج کرتے۔ اپنے اصحاب میں سے علماء محدثین کے ساتھ حسن سلوک کرتے۔ رشید نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا ابن مبارک کو ان کی قضاۃ کا علم ہوا تو انہوں نے ابیات نظم و نثر میں ملامت کا خط لکھا جس کی وجہ سے ابن علیہ نے قضاۃ سے استعفیٰ دے دیا چنانچہ ان کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا۔ اسی سال ۱۳ ذیقعدہ میں جان بجان آفرین کے سپرد کی۔ عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

محمد بن جعفر غندر: حضرت شعبہ وغیرہ کی ایک جماعت سے ان کا قرب تھا۔ شعبہ سے [illegible] ایک جماعت سے وہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی ہے آپ ثقہ حافظ تھے ان سے عجیب و غریب حکایات منقول ہیں جو ان کے امور دنیا سے غافل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ انہوں نے [illegible] آخر سال بصرہ میں وفات پائی۔

ابوبکر بن عیاش: القرشی [illegible] ابواسحاق سبیعی، اعمش، ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت [illegible] احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یزید بن ہارون کا قول ہے کہ ابوبکر صالح عالم تھے چالیس سال تک بستر پر پہلو نہیں لگایا۔ [illegible] کا قول ہے کہ [illegible] ساٹھ سال تک ہر شب ختم القرآن کیا۔ آپ کا معمول تھا [illegible] رمضان کے [illegible] وقت وفات ان کی [illegible] نے رونا شروع کیا تو [illegible] سے کہا کہ [illegible] ۱۸۰۰۰ ختم [illegible] اللہ نے [illegible]۔

واقعات ۱۹۴ھ

اس سال امین نے اپنے [illegible] کی جگہ [illegible] سے معزول کر کے عبداللہ بن حمید قحطبہ کو ان کا حاکم بنا دیا لیکن ان سے سرداروں اور فوجیوں کی جب جماعت قتل کر دی گئی اس کے اطراف [illegible] ہو گیا انہوں نے اس سے [illegible] کی درخواست کی [illegible] پھر [illegible] اس نے [illegible] بہت [illegible] امین نے اپنے بھائی [illegible] کو [illegible] کی ولایت سے معزول کر کے [illegible] اپنے [illegible] کا حکم دیا۔

نیز اس سال فضل بن ربیع نے امین کو مشورہ دیا کہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کا حکم دے اور اپنے بعد اسے ولی عہد بنائے [illegible] اس نے اپنے بعد اپنے بھائی مامون اور قاسم کے لئے دعا کا حکم دیا جس سے [illegible] کی بیعت [illegible] مامون [illegible] اس کے ساتھ [illegible] مامون کی خلافت [illegible] منتقل ہونے سے [illegible] امین نے اس بارے میں [illegible] اپنے بیٹے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا اور اپنے بعد اسے ولی عہد بنا دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کا ہے۔

جب مامون کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنے بھائی سے قطع تعلق ہو گیا [illegible] اور [illegible] اس نے ان کا نام [illegible] مٹا دیا [illegible] مامون نے [illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ اس کے پاس آ گیا [illegible]۔

اس کے بعد [illegible] مامون [illegible] نے اس کا استقبال کیا [illegible] مامون کے ساتھ [illegible] بہت [illegible] سے [illegible] مامون کے پاس بھیجا جس میں اس نے مامون [illegible] خوف سے [illegible] ان سے [illegible] کا حکم دیا [illegible] مامون نے [illegible] وزراء [illegible] امین [illegible] ربیع [illegible] مامون [illegible] اس سے [illegible] بیعت خلافت لے لی [illegible] مامون [illegible] نے [illegible] اپنے بیٹے [illegible] کے لئے دعا کرنے کا اعلان [illegible] مامون کی [illegible] کے لئے [illegible]

نے لکھ کر خانہ کعبہ میں رکھا تھا امین نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے [illegible] تحریری معاہدہ جو اس کے بعد امین و مامون کے درمیان تھا کتابت اور مراسلت [illegible] جیسا کہ ابن جریر نے ذکر کیا۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا اپنا علاقہ محفوظ کر کے اسے مضبوط کر لیا اور دونوں نے اپنے اپنے لشکر تیار کر لئے اور رعایا سے [illegible] کرنے والی زمانے میں دونوں نے اپنے باپ [illegible] کرنے کا ارادہ کیا [illegible] خود بادشاہت [illegible] انہوں نے اپنا بادشاہ مامون کو بنایا۔

اس سال حج کے [illegible] داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

سالم بن سالم ابو بحر البلخی: بغداد آئے اور یہیں [illegible] سفیان ثوری وغیرہ سے احادیث بیان کیں [illegible] عابد و زاہد تھے چالیس سال تک بستر نہیں بچھایا عیدین کے علاوہ مسلسل روزے رکھے۔ [illegible] سال تک [illegible] آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے بغداد آ کر رشید کو برا بھلا کہا جس کی وجہ سے اس نے [illegible] آپ کو قید میں ڈال [illegible] مسلسل آپ کی [illegible] کرتے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو [illegible] ڈال دیں۔ پھر آپ اللہ سے [illegible] کرتے رہے حتیٰ کہ رشید کی وفات کے بعد زبیدہ نے آپ کو رہا کر دیا پھر آپ مکہ میں اپنے اہل کے ہاں چلے گئے پھر آپ [illegible] ایک روز آپ نے [illegible] اس وقت آپ [illegible] سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید الثقفی: [illegible] آدمی [illegible] کرتے تھے [illegible] سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو النضر الجہنی المصاب: مسجد نبوی [illegible] کی طرف بیٹھتے [illegible] بہت کم [illegible] ان سے پوچھا جاتا [illegible] حاصل کرتے جو قبول ہو جاتی۔ جمعہ کے روز نماز سے پہلے نکل کر لوگوں کے مجمع میں یہ آیت [illegible] اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس میں باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے کام نہیں آئے گا) (اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا)۔ اسی حالت [illegible] لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے پھر نماز [illegible] کی طرف سے نکلتے ایک بار [illegible] سوال کرے [illegible] عمر رضی اللہ عنہ [illegible] رشید نے جواب دیا [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] زمانے میں [illegible] بات [illegible] انہوں نے [illegible] سے [illegible] آپ ان پر [illegible] تھے۔

واقعات ۱۹۵ھ

اس سال امین نے خطبوں سے مامون کا نام ختم کرنے کا حکم دیا [illegible] اپنے لڑکے کے لئے [illegible] مامون [illegible] کیا۔

[illegible] علی بن عیسیٰ [illegible] کا امیر مقرر کر کے [illegible] جنگ کے لئے [illegible]

مقابلہ میں نکالا تھا [illegible] اس کی بیعت میں چلی گئی کہ اس [illegible] فتح کیا ہے جس نے چار ہزار لشکر کے ساتھ اس کا سامنا کیا [illegible] گئی جس [illegible] جب اس کے ساتھی شکست کھا گئے اس کا سر طاہر کے سامنے لایا گیا اس نے وزیر مامون ذوالریاستین کو اس کی اطلاع لکھی اور [illegible] کے قتل کرنے والے کا [illegible] قتل کیا تھا [illegible] اس سے [illegible] جب امین کو اس کی اطلاع ملی اس وقت وہ مچھلی کے شکار میں مشغول تھا [illegible] کی کوئی خوف و پرواہ نہیں کیا۔

اس کے بعد امین نے عبدالرحمن بن جبلہ ابناوی کو بیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ طاہر بن حسین اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمدان بھیجا جہاں دونوں میں گھمسان کا رن پڑا آخرکار عبدالرحمن کے ساتھی شکست کھا گئے انہوں نے ہمدان میں پناہ لے لی طاہر نے ان کا محاصرہ کر لیا [illegible] چنانچہ طاہر نے ان سے صلح کی اور ان کو امان دی اس کے بعد عبدالرحمن نے غداری کی [illegible] ساتھیوں پر حملہ کر کے ایک جماعت قتل کر دی مقابلہ میں طاہر کے ساتھی جمے رہے حتیٰ کہ انہوں نے یکبارگی حملہ کر کے عبدالرحمن کو قتل کر دیا اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

اس کے بعد [illegible] طاہر نے قزوین اور اس کے مضافات سے امین کے ساتھیوں کو بھگا دیا اور ان شہروں میں مامون کی حکومت منعقد ہو گئی اسی سال ذی الحجہ میں سفیانی نے شام میں [illegible] اس نے اس کے مقابلہ میں لشکر بھیجا [illegible] اس کے باقی احوال عنقریب آئیں گے [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن یوسف ائمہ حدیث میں سے تھے اور بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی۔

بکار بن عبداللہ ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بارہ سال تک مدینہ کے امیر رہے [illegible] ایک بہادر عادل رحم دل شریف الطبع انسان تھے۔

ابونواس الشاعر نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن جراح [illegible] حکمی ہے جراح بن عبداللہ حکمی کی طرف ان کا نسب منسوب کیا گیا ہے [illegible] ان کے والد دمشق کے باشندے اور مروان بن محمد کے لشکر سے تھے [illegible] ایک عورت جلبان سے شادی کر لی۔ اس سے ابونواس اور ابو معاذ پیدا ہوئے۔ پھر ابونواس نے بصرہ جا کر ابو زید اور ابو عبیدہ سے ادب حاصل کیا سیبویہ کی کتاب پڑھی [illegible] کی صحبت میں رہے۔

قاضی ابن خلکان کا قول ہے کہ ابونواس ابو اسامہ والبہ بن حباب [illegible] کی صحبت میں رہے [illegible] عبدالواحد بن [illegible] یحییٰ قطان سے حدیث روایت کی [illegible] محمد بن ابراہیم کثیر صوفی اور ایک جماعت [illegible] نے روایت کی ہے۔

[illegible]

[illegible]

گنا زبیر در لے لوگوں کے لئے چھوڑ گیا ہے پھر اس نے کہا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے ہو۔

ابونواس کا قول ہے کہ میں نے ساٹھ خواتین سے روایت کرنے کے بعد شعر کہا تو آدمیوں کی بابت تمہارا کیا گمان ہے؟

محمد بن حبیب کا قول ہے کہ جب تم زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے امراء القیس اور اعشیٰ اور زمانہ اسلام کے شعراء میں سے جریر اور فرزدق اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کرو تو تمہارے لئے کافی ہے۔ کسی ساتھی نے ابونواس کی تعریف کی تو عمرو شیبانی کا قول ہے کہ اگر ابونواس کے اشعار میں وہ اشعار نہ ہوتے جو اس نے خمریات اور مردوں کے بارے میں کہے تو ہم اس کے اشعار کے ذریعے حجت پکڑتے۔

ایک بار ہم ان کے پاس شعراء کی ایک جماعت تھی کہ اس نے کہا تم میں سے اس شعر کا قائل کون ہے؟

"جب اس نے دیکھا تو ہم گزرے ہوئے کے گرد ہیں تو ان میں یوں چاند ستارے سے تک رہا ہو جیسے ہیں۔"

شعراء نے کہا ابونواس کا قول ہے پھر اس نے پوچھا یہ شعر تم میں سے کس کا ہے

"دوستی نے مجھ میں تیری محبت کی بیماری میں پھیلا کر ... ہے۔" شعراء نے جواب دیا یہ ابونواس کا شعر ہے اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا شاعر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ابن مناذر سے کہا تمہارے قریب ابونواس نے کیسا خوب شعر کہا:

(۱) اے چاند میں نے اسے ماتم کی مجلس میں حسرتوں کے درمیان ماتم سے کو دکرتے دیکھا۔

(۲) مجلس ماتم نے اس کی تم اس دن کی مرضی کے خلاف اسے میرے لئے نمایاں کیا۔

(۳) وہ روتا ہے اور اپنی آنکھوں سے موتی گراتا ہے پھر گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو عناب جیسی انگلیوں سے پونچھتا ہے۔

(۴) میت جس کے ماتمیوں کی یہ حالت ہے اس کا وارث ہمیشہ میرے لئے زندہ ہے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ ابونواس اپنے اس شعر میں سب سے بڑا شاعر ہے۔

(۱) مجھے دوست نے تمام چیزوں کی کیسے بچا کیا میری آنکھیں ... ایک محبت کی ... اس سے غائب ہوں۔

(۲) اگر میرے متعلق زمانے سے پوچھو تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے۔

ابو العتاہیہ کا قول ہے کہ میں نے زہد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے لیکن اس کے ... ان کی جگہ وہ تین شعر کہے جو ابونواس نے کہے کاش میرے ہوتے ہیں۔

(۱) اے ابونواس یاد رکھ جو کچھ ہو اس پر صبر کر یا بدل جا۔

(۲) اگر زمانے نے تجھ سے روگردانی کی تو کیا ہوا اس نے کئی بار تجھ سے اچھا سلوک کیا ہے۔

(۳) اے بہت گناہ کرنے والے اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

ابونواس نے ایک معزول ہونے والے کو کہا

(۱) خدا نے اسے عطا کیا اس کی کوئی حالت طلب رزق کی تدبیر کرنے والا ہے۔

(۲) اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ ساری دنیا کو ایک شخص میں جمع کردے۔

ذہلی نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے اشعار سنائے۔

(۱) اس نے ایک محبوب سے باعث عشق کیا تو اس سے شرماتا ہے جو اس سے نکلا ہے۔

(۲) ایک مرد حسین نے میرے دل کو فتح کیا اور اس کا چہرہ حسن کا نقاب لئے ہوئے ہے۔

(۳) جب سے اس نے اس کے حسن کی تعریف سنی ہے اس نے اس سے علیحدگی پر محنت کرلی۔

(۴) آنکھیں اس سے تجھے ... متعلق ہو ... محبت سے اعراض کر۔

(۵) [illegible] اس کے عشاق [illegible] جیسے [illegible] ہے۔

[illegible]

(1) [illegible]

(2) [illegible]

[illegible]

(1) [illegible]

(2) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(1) [illegible]

(2) [illegible]

(3) [illegible]

[illegible]

(1) [illegible]

(2) [illegible]

(3) [illegible]

(4) [illegible]

[illegible]

مجھ سے یہ [illegible] نے [illegible] ابن عباس نے کہا ہاں! [illegible] شعر کے

(۱) میں [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible] دو شعر اور ہیں

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

قصہ مختصر [illegible]

[illegible]

(۱) میں [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

(۷) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

ابو عثمان نے ابو نواس سے اپنا قصیدہ سنانے کی درخواست کی جس کا اول مصرعہ یہ ہے کل امت جول [illegible] طرف سے [illegible] الخ ابو نواس کے سنانے کے بعد ابو عثمان نے اسے بتایا کہ ابو نواس نے بیٹھنے کے لئے اس سے قطع کلامی پر قسم اٹھائی جس سے ابو عثمان خفا ہو گیا جب ابو عثمان رخ کرنے لگا اس نے کہا میں تجھے سب کچھوں؟ ابو عثمان نے کہا تم نے مجھ سے قطع کلامی پر قسم کیوں اٹھائی ابو نواس نے کہا بات سے کسی نے وفا نہیں کی۔

بعد اس کے دیوان اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں

(۱) بیمار بھی ہے کئی میں پڑے ہوں گے جو حسد سے حسن کی عمر گزار دیں گے۔

(۲) بہت سے عقلیں نگاہیں ہیں جن میں لا دینی میں پڑی ہیں۔

(۳) [illegible] فقرا سے [illegible] خود کرنے والا ہے

(۴) میں ہو نہ تو ہو جاؤں بعد میں جوانی میں پچھتاؤں۔

(۵) جب دل کھو آدمی دنیا کو آزماتا ہے تو اس پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس نے دوست کا لباس دشمن کو پہنایا ہے

(۶) لالچ مت کر اس لئے کہ لالچ کی بات ہے عیب کے بعد بڑی کی عزت ہے

(۷) قرار دادا اختیار کر لے [illegible] اس کے نفس ذات کو سمجھاؤ تو فروتن کر۔

(۸) دین کو خراب کرنے والا عقل کو ہلاک کرنے والا عزت کو تباہ کرنے والا [illegible] ہے

ابو العتاہیہ کو ابو نواس کا ایک کاغذ [illegible] ملا تو اس نے کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے

(۱) تعجب ہے [illegible] پر وہ کیسے [illegible] کرتا ہے جو [illegible] کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) حالانکہ ہر چیز میں اس کی وحدانیت کی علامت موجود ہے

پھر ابو نواس نے دو اشعار پڑھ کر اس کے قول کی تعریف کی اور کہا کاش میں یہ کلام کہہ پاتا یہ دو اشعار [illegible] اس نے [illegible] اس کے تنبیہ طرف یہ اشعار لکھے

(۱) پاک ہے وہ ذات جو انسان کو ایک کمزور چیز سے پیدا کرتی ہے۔

(۲) وہ اسے ایک قرار کی جگہ سے دوسری جگہ قرار کی طرف منتقل کرتی ہے

(۳) وہ آنکھوں سے پوشیدہ پردوں میں اسے بناتا جاتا ہے پیدا کرتا ہے

(۴) حتیٰ کہ سکون میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے

اس کے دیوان اشعار میں چند شعر یہ بھی ہیں

(۱) جب زمانے نے میری [illegible] مصیبت ڈال دی تو میری [illegible] عمل نے [illegible] دیا۔

(۲) عقل نے مجھے [illegible] عدل کی طرف مائل ہو [illegible] بات سے [illegible] کیا۔

(۳) [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہو۔

(۴) جب [illegible] پریشانیوں پر [illegible] الٰہی سے [illegible] گے

(۵) [illegible] کے حسن کو [illegible] ہیں۔

(۶) [illegible] گے [illegible]۔

(۷) بہت سے [illegible] انہیں [illegible] تھیں۔

(۸) [illegible] تو [illegible] تھی۔

(۹) [illegible] جائے گی [illegible] میں ہو گی۔

(۱۰) اللہ نے مخلوق کے لئے فنا مقرر کر دی ہے آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

ابو العباس نے ابو تمام کی یہ تعزیتی شعر سنے

(۱) اے بلند شان کی قدر والے جو ہر ایک کا بادشاہ ہے۔

(۲) تیری جو حمد ہو تمام کی تمام تیرے لئے ہے تو واحد لاشریک ہے۔

(۳) تیرے غضب سے مجھے ازلی بدبختی کا خوف ہے۔

(۴) اے رب اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا میں حاضر ہوں تمام تیرے لئے ہیں۔

(۵) بادشاہت تیری ہے تو واحد لاشریک ہے بات کو پلٹ دیتا ہے جب چاہتا ہے۔

(۶) تیرے حضور سارے ساتھی اللہ پر پہنچتے ہیں۔

(۷) تمام نبی ابرار فرشتے اور مجھے پکارنے والے تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔

(۸) تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں۔

(۹) تو واحد لاشریک ہے پاک ہے تو کتنا باجلال ہے۔

(۱۰) تو نے اپنے عادل رب کی نافرمانی کی اس نے تجھے کس قدر مہلت دی۔

(۱۱) جلدی اپنی امید سمیٹ لو اور اچھی طرح اپنا عمل کرو۔

(۱۲) تیری جو حمد ہو تمام تیرے لئے ہے۔

صولی نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن عباس کا قول ہے کہ ہم نے حضرت یحییٰ بن ثعلب کو کہتے سنا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس گیا میں نے ان کے پاس ایک شخص کو بہت ہی مسکین دیکھا وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا اور اس کے سامنے ایک جلد رکھی ہے جس سے مستفید ہوتا ہو تو میں نے اس سے قریب ہو کر اسے کہا کہ میں بنی شیبان کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ اس نے پوچھا تم نے کس علم کا سب سے زیادہ مطالعہ کیا ہے میں نے کہا لغت اور شعر کا۔ اس نے کہا میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ایک جماعت کو شعر لکھتے ہوئے دیکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ ابو نواس ہیں۔ میں لوگوں کو پھلانگ کر اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا تو اس نے مجھے یہ شعر لکھوائے

(۱) جب کسی زمانے میں تو تنہا ہو جائے تو اپنے آپ کو تنہا مت سمجھ اس لئے کہ تنہائی میں بھی ایک نگران ہوتا ہے۔

(۲) کسی لمحہ بھی اللہ کو غافل مت سمجھ اور نہ یہ کہ پوشیدہ چیز اس سے غائب ہے۔

(۳) ہم گناہوں سے غافل رہے حتیٰ کہ گناہ مسلسل آتے رہے۔

(۴) کاش اللہ گذشتہ گناہوں کو معاف کر دے اور توبہ کی اجازت دے تو ہم توبہ کر لیں۔

(۵) جب مجھ پر راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور دل میں غم کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں۔

(۶) تو میں گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے گناہوں میں ہلاک ہو گیا تو بھی میرا حصہ نہیں۔

(۷) اور میں جب امید اور خوف کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہوں تو میرا نفس بھی جو کرتا ہے اس کی توقع کرتا ہوں۔

(۸) اور مجھے اللہ کی خوشنودی سے بے پروا ہونے کا ڈر ہوتا ہے پھر میں اس کے فضل کی امید پا کر راہ اختیار کرتا ہوں۔

(۹) میں نے اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور طلب کرتے ہوئے سوال کرتا ہوں شاید بے نیاز کرنے والا مجھے سوال کرنے سے اسی طرح تیری سے بچا لے اشعار کہے ہیں جو اسے بڑھ گیا ہے اس کے ایسے اشعار ہیں جن سے متعدد مقامات پر رواۃ نے دلیل پکڑی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

حسن بن ابی کا قول ہے کہ میں مرض الموت میں ابو نواس کے پاس گیا میں نے اس سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے یہ اشعار کہے:

(۱) تو بے شک اپنے گناہوں کے لئے اللہ کی طرف سے ملنے والا ہے۔

(۲) بیشک اس کے پاس تعجب انگیز بڑے بڑے کام قریب ہیں قدرت اسے بھیجتا اور پہلے کی طرح اس سے عزت کرے گا۔
(۳) وہ زمانے کے خوف سے نجات دے گا جن تکالیف کا انکشاف ہوا ان پر خوش ہوگا۔

میں نے اسے کہا تو مجھے ان حالات میں کیا نصیحت کرتے ہیں اس نے کہا تم جو اعمال کرتے ہو ان پر بھروسہ نہ کرو اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے۔ اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو

مجھے حضرت امام شافعی کا یہ قول پہنچا ہے کہ مزنی ان کی وفات کے وقت ان کے پاس گئے تو وہ خوش تھا میں نے اس سے اس حال کی تیاری کے بارے میں پوچھا تو اس نے چند اشعار کہے
(۱) میرے گناہوں نے مجھے بڑی مشکل میں ڈالا لیکن جب میں نے انہیں تیرے عفو کے ساتھ ملایا تو تیرا عفو بڑا تھا۔
(۲) تو ہمیشہ سے گناہ معاف کرتا ہے۔
(۳) اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عابد ابلیس کا مقابلہ نہ کر سکتا جب کہ اس نے تیرے منتخب بندے آدم علیہ السلام کو بہکایا تھا۔

ابن عساکر نے روایت کی کہ لوگوں کو ان کے سر کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے
(۱) اے میرے رب اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بڑا ہے۔
(۲) مجرم آدمی کس سے امید رکھے اور کس کی پناہ لے اگر تجھ سے نیک آدمی ہی امید رکھے تو مجرم کس کو پکارتا ہے۔
(۳) اگر میں تجھ سے تیری تمنا کی امید رکھوں تو کیا بنے گا اور کس سے امید رکھے گا۔
(۴) تیرے پاس آنے کے لئے میرے پاس امید اور تیرے حسن عفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں اور پھر میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن عبد الاعلی کا قول ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور اس وقت میں تھا میں نے ان سے پوچھا آپ کیا محسوس کر رہے ہیں تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔
(۱) میرے دل پر جو گزر رہا ہے اگر اس کا ... میں ہوں تو یہ ہر دن میرے لیے ایک بیت عمر رہا ہے
(۲) ہر گزرنے والا دن میرے ایک حصے کو کم کر رہا ہے۔
(۳) میری جوانی اور میری قوت بڑھاپے کے ساتھ ختم ہو گئی اور میں نے گزرنے کے بعد طاعت الٰہی کیا کیا۔
(۴) میں نے اور گناہوں اور معاصی سے ... نے خیانت سے ہو شمار کیا۔

اس کے بعد اسی وقت ان کی وفات ہو گئی ان کی انگوٹھی کا نقش ان اللہ ثقۃ محمد تھا اس نے وفات کے وقت غسل کی وصیت کی تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا۔ وفات کے بعد ان کی لاش کو مصر لے جایا گیا اور وہاں دفن کیے گئے، وفات کے وقت ان کی عمر ... سال تھی بڑھاپے کے دنوں میں ... قبر مصر میں بنی ہوئی ہے ۲۰۴ھ میں ماہ رجب کی آخری ... کو ان کی وفات ہوئی۔

وفات کے بعد لوگوں میں سے کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور ان سے مغفرت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا میرے نبی کے بارے میں کہے جانے والے اشعار کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرما دی۔
(۱) جب تک ذکر کرنے والے لوگ ذکر کرتے رہیں اور غافل لوگ اس کے ذکر سے غافل رہیں
(۲) اے اللہ محمد ﷺ پر ان آنکھوں سے رحمت بھیج جو پہلے اور بعد میں آنے والے ہیں۔
(۳) ... پر رحمت بھیج جو لوگوں کے حق میں ہدایت کے لئے ہیں۔

ایک صاحب کہتے ہیں میں نے کہا کہ آپ نے ان اشعار کی وجہ سے مجھے حضرت کو ... میں دیکھا میں نے دیکھا کہ ... ان لوگوں نے دیکھا تو آپ نے ... اشعار پڑھ رہے تھے

اے میرے رب اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے تیرے عفو کا علم ہے کہ وہ بہت بڑا ہے ... یہ اشعار ان کی ہیں ابن عساکر کی روایت میں ہے

کہ کسی شخص نے وفات کے بعد اسے اچھی حالت بڑی نعمت میں دیکھا تو اس نے اللہ کے سلوک کی بابت پوچھا اس نے کہا اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔ اس نے سوال کیا تو تو گناہ کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک رات ایک نیک آدمی نے یہاں آ کر مصلی بچھا کر دو رکعت نفل پڑھی جس میں دو ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام مومنین کو اس کا ہدیہ کیا میں بھی ان میں شامل تھا۔ اللہ نے میری بھی مغفرت فرما دی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو اسامہ والبہ بن حباب کی صحبت اختیار کرنے کے وقت غالباً اس نے سب سے پہلا شعر یہ کہا۔

(۱) عشق کا حامل تھکنے والا ہے خوشی سے ہلکا ہو جاتا ہے۔

(۲) اگر وہ رو پڑے تو اسے اس کا حق ہے جو کچھ اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں۔

(۳) تو لاپرواہی سے کھلکھلا رہی ہے اور عاشق رو رہا ہے۔

(۴) تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا تندرست ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

مامون نے کہا اس کے یہ اشعار بڑے خوب ہیں۔

(۱) لوگ ہلاک ہونے والے انسانوں کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

(۲) جب کوئی عقلمند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس پہن لیا ہوا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ غالباً اس نے اللہ سے سب سے عمدہ امیدوارانہ اشعار یہی کہے۔

(۱) اطاعت کے مطابق گناہوں کا بوجھ اٹھا اس لئے کہ تو اللہ عفو و کریم سے ملاقات کرنے والا ہے۔

(۲) جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہوئے آئے گا تو تو بے حد قدرت والے بادشاہ اور بخشنے والے سے ملاقات کرے گا۔

(۳) دوزخ کے خوف سے ترک کرنے والے گناہوں پر کف افسوس ملے گا۔

واقعات ۱۹۶ھ

اسی سال مشہور شیخ الحدیث ابو العباس، ابو عمرو اوزاعی کے شاگرد ولید بن مسلم دمشقی نے وفات پائی۔

اسی زمانہ میں امین نے اسد بن یزید کو قید کیا کیونکہ اس نے امین پر بخل و عدم رعایت کے معاملے میں تنقید کی اور اس پر سختی کے الزام بھی لگایا تھا۔

اسی برس امین نے احمد بن مزید اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ مامون کی طرف طاہر بن حسین سے قتال کے لئے روانہ کیا ان کے حلوان کے قریب پہنچنے کے بعد طاہر نے لشکر کے اندر تفریق کروا دی اس سے دونوں امیروں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان دونوں کا اختلاف ہو گیا اور بغیر جنگ کے واپسی ہو گئی اس کے بعد طاہر حلوان چلا گیا اس کے پاس مامون کا ایک قاصد آیا کہ اپنے ماتحت علاقوں کو ہرثمہ بن اعین کے حوالے کر کے اہواز چلا جائے اس نے ایسا ہی کیا۔

سال رواں ہی میں مامون نے فضل بن سہل کا مرتبہ بڑھا کر اپنی دل کی مملکت کا امیر بنا دیا اس کا نام ذوالریاستین رکھا اسی سال امین نے عبدالملک بن صالح بن علی کو جو کہ قید میں تھا رہا کر کے شام کا نائب مقرر کیا تھا تاکہ وہ طاہر اور ہرثمہ سے قتال کے لئے لشکروں کو بھیجے کا حکم دیا اس نے رقہ پہنچ کر شام کے سرداروں کو دوستی اور اطاعت کا خط لکھا۔ چنانچہ ایک جماعت اس کی حمایت میں تیار ہو گئی مگر ان کے درمیان اور عبدالملک کے ساتھ آنے والے اہل حمص سے ہونے کی ابتداء حالات بگڑ گئے۔ لوگوں کے درمیان مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ عبدالملک بن صالح کا وہیں انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کی باقی ماندہ فوج بغداد واپس آ گئی اہل بغداد نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا یہ اسی سال ماہ رجب کا واقعہ ہے۔ حسین بن علی بن ماہان کے بغداد پہنچنے کے بعد امین کے ایلچی نے آ کر اسے طلب کیا اس نے جواب دیا اللہ کی قسم نہ میں داستان گو ہوں نہ مسخرہ اور نہ کسی محفل کا والی ہوں نہ مغنی افسوس نے پہنچ کے کام کیا اس بات کیلئے طلب کیا جاتا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی مامون کے لیے خلافت کی بیعت: جب امین نے طلب کرنے کے لیے حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اس کے پاس پہنچا اور یہ لشکر کے شام جانے کے بعد ہوا تو حسین بن علی نے لوگوں میں تقریر کی جس میں اس نے لوگوں کو امین کے خلاف تحریک دی۔ علاوہ ازیں اس نے امین کے کھیل کود اور معاصی کا ذکر کیا نیز یہ کہا کہ وہ خلافت کا اہل نہیں اور وہ لوگوں کے درمیان جنگ کا خواہاں ہے جو یہ اس نے تقریر میں لوگوں کو امین کے خلاف اکسایا [illegible] اس پر حملہ کے لیے اکٹھا ہونا چاہیے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔

محمد بن ماہان نے اس کے مقابلہ میں امراء اور ان کی جماعتوں نے ان کے خلاف میں جنگ کی۔ حسین نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور ان سے جنگ کا حکم دیا پہلا تو امین کا لشکر شکست کھا گیا انہوں نے اسے معزول کر کے عبداللہ مامون کے لئے بیعت کی یہ اسی سال رجب ۱۹۶ھ کے نصف کا واقعہ ہے۔

منگل کے روز دوپہر کے بعد امین بغداد میں قصر ابی جعفر میں منتقل ہو گیا۔ انہوں نے اس پر گرفت کی جو زبیدہ والدہ امین پر ہوئی اور عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے زبیدہ کو بھی منتقل ہونے کا حکم دیا انکار کرنے پر اسے مارا اور فی الحال زبیدہ کو بھی با لآخر وہ بھی اپنے بیٹوں کے ہمراہ منتقل ہو گئی پھر بدھ کے روز انہوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے ان میں آپس میں اختلاف ہو گیا۔ بغداد والوں کے دو گروپ بن گئے ایک گروپ امین کا اور دوسرا عباس بن عیسیٰ کا ان دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی آخر کار خلیفہ کا گروپ غالب آ گیا اور حسین بن علی بن ماہان کو گرفتار کر کے اسے بیڑیاں ڈال کر خلیفہ کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اس کی بیڑیاں اتار کر اسے خلیفہ کے سامنے بٹھا دیا۔

اس پر خلیفہ نے بے تحاشا لوگوں کو انعامات سے نوازا اور پھر ایک جمعہ کا دن ہی لوگوں نے تجدید حکومت کیا۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کو سامنے لایا گیا اس نے اس کے جرم پر اسے ملامت کی اس نے کہا آپ کے عفو نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا امین نے اسے معاف کر دیا اور اسے وزیر مقرر کر کے انگوٹھی دی اور [illegible] ہزار دینار دے کر اس کے سپرد کر دیے جو جائے معرکہ جنگ مقرر کر کے حلوان بھیج دیا۔ وہ پل کے پاس پہنچ کے ہمراہ چند لوگوں سمیت بھاگ گیا۔ امین کے سواروں نے اس کے تعاقب میں گئے انہوں نے اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس کا سر امین کے پاس لایا گیا جس کے بعد دوبارہ امین کی بیعت کی گئی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد فضل بن ربیع بھاگ گیا۔ طاہر بن حسین نے مامون کے لئے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ان میں اہواز کا شہر بھی تھا اور حرمین کے باشندوں نے امین کی بیعت توڑ کر مامون کی بیعت کر لی۔ طاہر مدائن کے قریب پہنچ گیا اس نے صلح سے مدائن کے مضافات سمیت اس پر قبضہ کر لیا اور اس طرف سے [illegible] دشمنوں کا قتل کیا امین کے پاس پہنچ گئے۔

اسی سال اہواز میں امین نے جو [illegible] سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور رمضان میں انہوں نے اس سے جنگ کی جس میں طاہر نے انہیں شکست دی اور ان کے سردار محمد بن یزید بن حاتم مہلبی کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اہواز کے پاس پہنچ گیا طاہر کے لشکر کا ایک دستہ [illegible] امین نے قریب [illegible] دیکھ کر امین نے اس کے ساتھ [illegible] قتال کے لئے [illegible] طاہر نے انہیں شکست دے کر [illegible] پر قبضہ کر لیا اور [illegible] قریب پہنچ گیا اس نے [illegible] کے لئے [illegible] ان کی [illegible] ہو گئے۔

چنانچہ انہوں نے [illegible] سے [illegible] کیا ایک شاعر نے اس پر اشعار کہے

(۱) امین سے کہہ دو کہ [illegible]۔

(۲) [illegible]۔

(۳) [illegible] جنگ کے لئے [illegible]۔

(۴) یہ محمد امین کی بدعملی سے ہے جو بندہ کا بھید اور اس کے عیوب منکشف ہو گئے۔

(۵) میرا بیٹا شطرنج میں پڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا آیا۔

(۶) اس بیچے قصر سے بھاگنے کا کوئی حیلہ نہیں آگے یہ دریا کی طرف بھاگ جا۔

امین کی جماعت متفرق ہو گئی۔۔۔ وہ پریشان ہو گیا اور امین کی جنگ کے بعد وہاں بغداد پر اور شہریوں کے حالات خراب ہو گئے بدمعاشوں نے اہل اصلاح کو خوف زدہ کر دیا گھر ویران ہو گئے، لوگوں میں فتنے پھوٹ پڑے حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بنا پر بھائی بھائی کو اور اولاد باپ کو قتل کرنے لگا جب بڑے فتنوں نے ختم کیا شہر میں فتنہ اور قتل و غارت گری عام ہو گئی۔

اسی سال طاہر کی طرف سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال مکہ مکرمہ اور مدینہ میں حج کے موقع پر لوگوں نے لئے دعا نہ کی۔

خواص کی وفات

اہل حمص کے امام و فقیہ محدث بقیہ بن ولید حمصی نے اسی سال وفات پائی۔

حفص بن غیاث قاضی۔۔۔۔ نوے سال سے عمر تجاوز تھی وفات کے وقت بعض ساتھیوں کو روتا ہوا دیکھ کر انہیں منع کرتے ہوئے کہنے لگا زندگی میں نے حرام کے لئے کبھی شلوار نہیں کھولی تیرہ برس مقدموں میں فیصلہ کرتے ہوئے میں نے کبھی نہیں سوچا کہ کس کے خلاف فیصلہ کروں، چاہے وہ قریبی، غیر قریبی، بادشاہ، رعایا کوئی بھی ہو۔

عبداللہ بن مرزوق ابو محمد الضبی رشید کا وزیر تھا بعد میں سب کچھ ترک کر کے زاہدانہ زندگی اختیار کر لی۔ عبداللہ نے اپنی امید پر موت کے وقت اپنے گھر والوں سے پرانے کپڑے کی وصیت کی۔

ابو نواس: حسن بن ہانی بن عبدالاول بن صباح شعراء کے استاد تھے شمار ہوتا، انہیں علم میں اعلیٰ درجہ حاصل تھا یعنی کسی زمانہ ان کے نزدیک علم نحو، لغت، فقہ وغیرہ کا بڑا قول ہے۔ ابو نواس، ابو مسلم بن ولید، ابو العتاہیہ و مسلم جمع ہو کر شعر میں ایک مصرعہ کا مقابلہ کرتے ابو نواس آخری عمر میں تائب ہو گئے تھے۔ ان کے عمدہ اشعار میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) مجھے عشق نے بالکل تیرے سامنے کھڑا کیا۔

(۲) میں تیری یاد کی محبت کی وجہ سے تیرے عشق کی ملامت کو مزید محسوس کرتا ہوں حتیٰ کہ میں چاہتا ہوں کہ ملامت گر مجھے ملامت کریں۔

(۳) میں اپنے دشمنوں کے مانند ہو گیا ہوں ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تم سے ان ہی سے میرا نصیب ملا ہے

(۴) تیرے مرتبہ کو والد بیٹے کی وجہ سے میں نے تعجب کیا کہ ہر آدمی کی عزت نہیں کرتا۔

واقعات ۱۹۷ھ

اس سال کی ابتداء میں طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین اپنے ساتھیوں نے بغداد کا محاصرہ کر کے امین پر تنگی کر دی۔ بغداد کا محاصرہ کیا۔ قاسم بن رشید اور اس کا چچا منصور ان کے پاس بھاگ گئے مامون نے ان کا اکرام کیا انہوں نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا والی بنایا بغداد کا محاصرہ سخت کر دیا اس پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ امین بہت پریشان ہو گیا فوج پر خرچ کرنے کے لئے اس کے پاس رقم ختم ہو گئی چنانچہ اس نے سونے چاندی کے برتنوں سے دینار و درہم ڈھالے۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ طاہر سے جا ملا۔ بہت سے تقریباً اہل شہر قتل ہو گئے ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔

امین سے بہت سے محلات، خوبصورت مقامات اور منزلوں کی طرف اشارہ [illegible] نے [illegible] سے آگ [illegible] دیا [illegible] سب [illegible] خلافت [illegible] بغداد [illegible] سے [illegible] کے لئے کیا گیا اسے قتل کر دیا گیا اور [illegible] ویران ہو گیا طاہر نے بغداد کی طرح کیا تو [illegible] ہو گیا بعض نے اس بارے میں یہ اشعار کہے:

(۱) اے بغداد! تجھے کس کی نظر لگ گئی؟ کیا تو بادشاہوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں تھا۔
(۲) تجھ میں وہ قوم نہیں رہتی تھی جن کا مسکن قرب زینت تھا۔
(۳) جدائی کے کوے کی آواز پر یہ پراگندہ ہو گئے۔ تجھے ان سے کس قدر سوزش پہنچی۔
(۴) میں اس قوم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جن کو یاد کرتے وقت میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔
(۵) زمانے نے انہیں متفرق کر دیا اور زمانہ ہی جدائی ڈالنے والا ہے

شعراء نے اس کے بارے میں بہت سے اشعار کہے ابن جریر نے ان میں سے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں انہوں نے اس کے بارے ایک طویل قصیدہ بھی ذکر کیا ہے جسے ہم نے مختصراً بیان کر دیا۔

طاہر نے امین کی جو جاگیریں [illegible] تھیں ان پر قبضہ کر لیا [illegible] اور [illegible] بیعت کی [illegible] سب نے قبول کر لیا اور [illegible] امراء [illegible] سے علیحدہ ہو کر طاہر کے ساتھ ہو گئے۔

اتفاق سے ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر غلبہ پا کر ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی جب امین کو [illegible] تو وہ گھبرا اور مضطرب ہو گیا [illegible] اس نے [illegible] طاہر نے [illegible] امین کا [illegible] ہو گیا [illegible] اس کی جانب [illegible] طاہر نے [illegible] محلوں [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] لے جانے سے [illegible] اس کے پاس [illegible] سامان لے جانے سے منع کر دیا [illegible] طرف [illegible] ساتھیوں کی ایک جماعت قتل ہو گئی [illegible] ایک [illegible] اس کے پاس [illegible] اس کے [illegible] پہنچا [illegible] جب [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible]۔

[illegible] ایک معرکہ ہوا جس میں [illegible] طاہر کو تکلیف [illegible] ہو گیا۔ طاہر اپنے ساتھیوں سمیت [illegible] ان کی آنکھوں سے [illegible] اپنے تمام [illegible] لیا۔ [illegible] اشعار کہے

(۱) [illegible]۔
(۲) [illegible] (۳) [illegible]

امین کا معاملہ بہت کمزور ہو گیا۔ [illegible] اخراجات کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں رہا [illegible] جمعیت بھی بہت کمزور ہو گئی [illegible] اسی طرح ایک عرصہ [illegible] یہ سال مکمل ہوا۔

اسی سال مامون کی طرف سے عباس بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال شعیب بن حرب، بقیہ بن الولید، مصر کے امام عبداللہ بن وہب، مصر کے قاری عثمان بن سعید [illegible] ابو سعید [illegible] اور وکیع بن جراح نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۸ھ

اسی سال خزیمہ بن خازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر طاہر سے امان طلب کی اور ہرثمہ بن اعین مشرقی بغداد کی طرف سے بغداد میں داخل ہو گیا۔ ۲۲ محرم کو خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے بغداد کا پل توڑ دیا اور اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ عبداللہ نے مامون کی بیعت کی دعوت دی محمد امین کو معزول کر دیا جمعرات کے روز طاہر مشرقی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اس نے خوب جنگ کرتے ہوئے گھروں کو لازم پکڑنے والوں کے لئے امان کا اعلان کیا اور [illegible] اور دار کرخ وغیرہ کے پاس واقعات پیش آئے۔ انہوں نے شہر ابو جعفر المنصور، قصر زبیدہ کو گھیراؤ کر لیا فصیل کے چاروں طرف اور قصر زبیدہ کے سامنے منجنیقیں نصب کر دیں ان کو پتھر مارے۔ امین اپنے بچوں اور والدہ کے ساتھ شہر ابو جعفر کی طرف منتقل ہو گیا راستے میں لوگ اس سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ وہ قصر ابو جعفر میں داخل ہو گیا پتھروں کی بارش کی وجہ سے وہ قصر خلد سے منتقل ہو گیا اس میں سامان قالین وغیرہ کے جلانے کا حکم دیا پھر شدید محاصرہ کیا ان سب تکالیف کے باوجود ایک روز امین رات کو دجلہ کے کنارے آیا اس نے شراب اور باندی منگوائی باندی نے گانا سنایا اس کی زبان پر [illegible] اور موت کے ذکر کے علاوہ کسی اور بات کے لئے روانی نہ ہوئی [illegible] اس کے علاوہ کچھ سنا اور اس کے ساتھ اشعار [illegible] کر رہی تھی اس نے اسے ترکی کا گانا سنایا۔

(۱) سکون و حرکت کے رب کی قسم موت کے بہت سے جال ہیں۔

(۲،۳) دن رات ستاروں کا اختلاف ایک [illegible] کی طرف بادشاہت منتقل کرنے کے لئے ہے۔

(۴) اللہ کی بادشاہت دائمی ہے جو غیر فانی ہے۔

پھر امین نے اسے گالیاں دے کر اٹھا دیا اس کے پاس شیشے کے رکھے ہوئے گلاس میں وہ ٹوٹ گئی۔ جس سے اس نے بدشگونی لی۔ باندی کے جانے کے بعد اس نے ایک آواز سنی کہ جس کے بارے میں تم پوچھتے ہو اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس نے اپنے ہم نشینوں سے اس آواز کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر دوبارہ اس نے وہی آواز سنی اس کے ایک دو راتیں بعد ہی چار صفر اتوار کے روز اسے قتل کر دیا گیا۔ اس محاصرہ میں اسے مشقت اٹھانی پڑی کھانے پینے کے لئے اس کے پاس سب کچھ ختم ہو گیا صرف ایک رات بڑی مشکل سے مرغی اور ایک چپاتی اسے میسر آئی۔ لیکن صبح تک پانی نہیں ملا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کا قتل ہوا۔

امین کے قتل کی کیفیت — جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو امیر نے اپنے وزراء سے مشورہ کیا بعض نے کہا آپ اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ یا شام چلے جائیں مال و قوت حاصل کریں لوگوں سے کام لیں کر بعض نے کہا اپنے بھائی مامون کی بیعت قبول کر لیں وہ آپ کو اتنا مال دے گا جو آپ اور آپ کے بچوں کے لئے کافی ہوگا آپ کو راحت ہوگی۔ بعض نے کہا کہ امان حاصل کرنے کے لئے آپ کے حق میں سب سے بہتر ہرثمہ ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ آپ پر مہربان ہے۔

امین نے اس تیسرے گروہ کی بات قبول کر لی چنانچہ چار صفر اتوار کے روز بعد نماز عشاء اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ آج رات وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے خلافت کا لباس پہنا چادر اوڑھی اپنے لڑکوں کو بلا کر گلے سے لگایا انہیں کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں آنسو آنکھوں کے [illegible] گھوڑے پر سوار ہو کر چلا [illegible] ہرثمہ کے پاس پہنچ گیا اس نے اس کا احترام و اکرام کیا پھر دونوں سوار ہو کر چلے گئے۔

ادھر جب طاہر کو علم ہوا تو وہ بہت غضبناک ہوا [illegible] اس نے سب کچھ ہرثمہ کی طرف منسوب کر دیا چنانچہ وہاں تک پہنچ گئے انہوں نے [illegible] کشتی کو ڈبو دیا اس میں جو موجود افراد تھے سب کو غرق کر دیا لیکن امین تیر کر دوسری طرف چلا گیا [illegible] انہوں نے طاہر کو اس سے آگاہ کیا جس نے اس کے تعاقب میں [illegible] بھیجے وہ اس گھر تک پہنچ گئے جس میں امین تھا [illegible] سے قریب ہو بیٹھے [illegible] اپنے کپڑوں میں [illegible] ان کے داخل ہونے کے وقت اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

تو ان میں سے ایک نے اس کے قریب ہو کر اس کی سرین پر تلوار سے حملہ کیا اس نے کہا تم پر افسوس میں ابن عم رسول ہوں، میں ہارون کا بیٹا ہوں اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو لیکن انہوں نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر اپنی اور طاہر کے سامنے رکھ دیا طاہر نے اس کے جسم کو ایک جل میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے چوتھے ماہ صفر کا واقعہ ہے۔

محمد بن امین کے حالات: محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور عبداللہ ابو موسیٰ الہاشمی العباسی اس کی والدہ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی۔ امین کی ولادت ۱۷۰ ہجری میں رصافہ میں ہوئی، ابوبکر بن ابی الدنیا نے عباس بن ہشام کے واسطے سے ان کے باپ سے نقل کیا ہے کہ امین ماہ شوال ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۳ھ جمادی الثانیہ کو مدینۃ السلام میں اسے خلیفہ بنایا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ ۵ محرم ۱۹۳ھ کو اسے خلیفہ بنایا گیا ۱۹۸ھ کو قریش الدندانی نے اسے قتل کر کے اس کا سر طاہر کے سامنے پیش کیا اس نے اسے قصر پر لٹکا کر آویزاں کر دیا۔

"اب مجھے اللہ ہی بادشاہی کا مالک ہے جس کو وہ حکومت چاہے عطا کر دے تمام امور اس کے ہاتھ میں ہیں۔"

امین دراز قد، سفید رنگ، خوبصورت، چھوٹی آنکھوں والا، بڑے جوڑوں والا، کشادہ کندھوں والا تھا۔ بعد میں اس پر لہو و لعب اور شراب نوشی کا حد درجہ غلبہ ہو گیا۔

ابن جریر طبری نے امین کی سیرت میں کچھ عجیب و غریب باتیں ذکر کی ہیں کہ وہ مخنثوں اور خصیوں کو جمع کرتا تھا۔ جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے تمام بادشاہوں کے خادموں کو بلوایا تھا اور اس نے پانچ کشتیاں شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل پر بنوائیں اور ان پر بے پناہ مال خرچ کیا ابونواس نے اس کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں جو امین کے مشاغل کے لحاظ سے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے۔

(۱) اللہ نے امین کے لئے ایسی سواریاں مسخر کیں جو کسی صاحب محراب کے لئے مسخر نہیں کیں۔

(۲) جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو امین پانی میں جنگل کے شیر پر سوار ہو کر چلتا ہے۔

پھر اس نے ان کشتیوں کی تعریف کی اور عمارتوں وغیرہ کے لئے خزانوں کو کھول دیا اور اس پر بے تحاشا مال خرچ کیا جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات کئے گئے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ جب امین کی شکست کا وقت آیا تو وہ بیٹھا تھا جس پر اس نے بہت سا مال خرچ کیا تھا اس کے لئے مختلف قسم کے تالیاں بجانے والے تھے۔ اس نے ایک باندی کو بلایا اور اپنے ساتھیوں کو حسین و خوبصورت قرار دے کر اسے گانے کا حکم دیا اور اس نے ایک باندی کو بلایا جس نے اس کی محفل کے لئے یہ شعر گایا تو امین کو اس سے ناگوار گزرا۔

"انہوں نے اسے اس کی جگہ پر تسلط کرنے کے لئے اسے قتل کیا جیسا کہ کسریٰ کے ساتھیوں نے اس سے دھوکہ کیا۔"

امین نے کہا اسے چھوڑو اور اس کے علاوہ کوئی اور گاؤ تو اس نے گایا

یہ آپ کی بات ہے اور بیان کی جاتی ہے:

(۱) انہوں نے کلیب پر حملہ کیا اور ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو ان کے پاس لے آئے۔

(۲) جب ان کے پاس ... کر سکے تو انہوں نے اپنے پیالے کو توڑ دیا۔

اس نے غصے سے ایک پیالہ مارا اور اسے باہر نکال دیا۔

"میری عمر کی قسم کلیب تجھ سے زیادہ مددگار اور کم جرم والا تھا پھر بھی خون میں لت پت ہو گیا ہے۔"

اس نے انگلی بھی دی اور وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا اور ان چیزوں سمیت اس شکست کے بلانے کا حکم دیا اور مورخین نے ذکر کیا ہے کہ امین ایک شاعر تھا شاعروں اور ... جیسا چاہتا تھا اس کا شکار تھا اس نے امین کی بہت زیادہ مدح کی۔ امین نے اسے زندقہ کے ساتھ تہمت لگائی

میں پایا تو اسے حاضر کر کے رہا کر دیا اسے بہت مال دیا اور اپنے ندیموں میں سے بنالیا۔

پھر امین نے دوسری بار ابونواس کو شراب نوشی کے جرم میں ایک طویل عرصہ تک جیل میں رکھا حتیٰ کہ اس سے شراب نوشی اور امرد پرستی سے توبہ کروالی چنانچہ اس نے توبہ کر کے اس پر عمل بھی کیا۔

امین نے کسائی سے تربیت حاصل کی قرآن بھی پڑھا خطیب نے ان سے ایک حدیث ذکر کی جو انہوں نے اس وقت سنائی جب مکہ میں ان کے لڑکے کی وفات پر لوگوں نے ان سے تعزیت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا احرام کی حالت میں مرنے والا قیامت میں کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔ قتل امین ہم پہلے مامون و امین کے درمیان اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے زوال تک پہنچ گیا پھر اس کی تنگی تک پہنچا پھر اس کے قتل تک پہنچی اس کا شدید محاصرہ کیا گیا کہ وہ محمد کی مدد کا محتاج ہو گیا پھر اسے حراقہ شب میں ڈالا گیا پھر اسے دریا میں ڈال دیا گیا وہ تیر کر دوسری جانب آ گیا وہاں سے خوف و بھوک مری کی حالت میں ایک گھر میں داخل ہو گیا وہ شخص اسے صبر و استقلال کی تلقین کرتا رہا چنانچہ امین رات کا ایک حصہ اسی میں مشغول رہا۔

پھر طاہر بن حسین کی طرف سے تلاش کرنے والے اس کے پیچھے پہنچ گئے چنانچہ وہ اس پر داخل ہوئے دروازہ تنگ تھا وہ اس پر ٹوٹ پڑے اس کے ہاتھ میں ایک تکیہ تھا جس کے ذریعے اس نے اپنا دفاع کیا وہ اس تک نہیں پہنچ پا رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اس کے سر پر اس کے گھٹنے پر تلوار ماری پھر اس کو ذبح کر کے اس کا سر اور دھڑ طاہر کے پاس لے گئے طاہر بہت خوش ہوا اس نے امین کا سر نیزے پر لٹکا ہوا دیکھا پھر طاہر نے اپنے عم زاد محمد بن مصعب کو امین کا سر، چھڑی اور چادر حوالہ کر دی۔ اسے ذوالیمینین کا لقب دیا وہ اسے حال پر ڈال کر مامون کے پاس لے گیا۔ مامون نے اسے دیکھ کر سجدہ شکر کیا۔ ذوالیمینین کو ایک کروڑ درہم انعام دیا اس نے سر پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف تعاون کرتے ہوئے مامون سے کہا ہم نے امین کو قیدی بنا کر لانے کا حکم دیا۔ مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا طاہر نے مامون کے پاس خط لکھا جس میں ساری صورتحال اور اس کا انجام ذکر کیا۔

امین کے قتل کے بعد فتنہ ختم ہو گیا لوگوں نے امن اور سکون کا سانس لیا طاہر جمعہ کے روز بغداد میں داخل ہوا اس نے لوگوں کو فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں آیات قرآنی ذکر کیں یہ کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اس نے لوگوں کو بیعت و اطاعت کی دعوت دی۔

اس کے بعد وہ اپنی چھاؤنی میں چلا گیا اس نے زبیدہ کو قصر ابی جعفر سے قصر خلد میں منتقل ہونے کا حکم دیا چنانچہ وہ اسی سال ماہ ربیع الاول جمعہ کے روز منتقل ہو گئی اس نے امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ اور عبداللہ کو خراسان میں ان کے چچا مامون کے پاس بھیج دیا جو ایک درست رائے تھی۔

امین کے قتل کے صرف پانچ یوم بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر کے اس سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اس وقت طاہر کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے اتحاد کر کے اس کا سامان لوٹ لیا یہ سمجھ کر کے موسیٰ بن امین خلافت کا مستحق ہے انہوں نے یا موسیٰ اور یا منصور کے نعرے لگائے حالانکہ وہ تو خراسان میں مامون کے پاس تھے طاہر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک طرف ہٹ گیا اس نے ان سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ لیکن پھر انہوں نے معافی مانگ لی اس نے بعض سے بیس ہزار دینار قرض لے کر ان کی چار ماہ کی تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خوش ہو گئے۔ ابراہیم بن مہدی نے امین کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا چند اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون نے اس پر اسے ملامت کی۔

ابن جریر نے اس پر لوگوں کے بہت سے مرثیے ذکر کر کے طاہر بن حسین کے اشعار ذکر کیے۔

(۱) تو نے رزق خلیفہ بن کیا تو نے بڑے سے بڑے معاشوں کو قتل کیا۔

(۲) تو نے خلافت و مامون کی طرف بھیج دیا جو جلدی جلدی سبقت کر رہی ہے۔

عبداللہ مامون بن رشید ہارون کی خلافت ــــــ ۱۹۸ھ چار جمادی الاخریٰ کو امین کے قتل کے بعد مامون کے لئے بیعت عام لی گئی اس نے حسن بن سہل کو عراق، فارس، اصفہان، کوفہ، بصرہ، حجاز، یمن کا والی بنایا اور حسین کو رقہ جا کر نصر بن شبث سے جنگ کا حکم دیا اسے جزیرہ شام و موصل مغرب کا والی بنایا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا نائب بنایا۔

اس سال عباس بن محمد بن علی ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانے میں حدیث، فقہ اور رجال کے تین امام سفیان بن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ اور قطان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۹ھ

اسی سال حسن بن سہل مامون کی طرف سے بغداد کا نائب بن کر آیا، اور طاہر بن الحسین کو ان کے بقیہ علاقوں کی طرف بھیجا گیا۔ طاہر جزیرہ، شام، مصر اور بلاد مغرب کا نائب بن گیا اور ہرثمہ خراسان کا نائب بن گیا۔ گزشتہ سال کے آخر میں حسن بن ہرش نے لوگوں کو آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دے کر دیہات اور [illegible] شہروں میں فساد برپا کیا۔ مامون نے اس کی طرف لشکر بھیجا جس نے اسی سال محرم میں اسے قتل کر دیا۔

اسی سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا کوفہ میں دس جمادی الثانی کو ظہور ہوا، اس نے لوگوں کو آل محمد کی رضا مندی اور کتاب و سنت پر عمل کی دعوت دی اور یہ ابن طباطبا کے نام سے مشہور تھا اور ابوالسرایا سری بن منصور شیبانی اس کا منتظم تھا اور اس کے پاس بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔

کوفہ کا نائب حسن بن سہل کی طرف سے سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا، حسن بن سہل نے اسے سرزنش کرتے ہوئے زہیر بن المسیب کو دس ہزار سواروں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا، جب فوجیں ان کے مقابل آئیں تو انہوں نے شہر کے باہر ان سے قتال کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور یکم رجب کو اچانک ابن طباطبا کی وفات ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا تھا۔

انہوں نے اس کی جگہ ایک بے ریش لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو امیر بنا دیا۔ پھر [illegible] نے ساتھ قصر ابن ہبیرہ کی طرف چلا گیا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد کے ہمراہ چار ہزار جوانوں کو جنگ کے لئے بھیجا تو ابوالسرایا نے ان کی بیخ کنی کی۔ ابوالسرایا غالب آ گیا، عبدوس اور اس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے، صرف ایک آدمی ہی بچ نکلا۔ ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم ڈھلوائے جن پر نقش تھا: ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا۔

اس کے بعد ابوالسرایا نے اپنے لشکر بصرہ، واسط اور مدائن کی طرف بھیجے، ان شہروں کے نائبین کو شکست دے کر زبردستی ان میں داخل ہو گئے اور ان پر ان کا اثر و رسوخ بڑھ گیا جس سے حسن بن سہل بہت پریشان ہوا، اس نے ابوالسرایا سے جنگ کے لئے ہرثمہ کو خط لکھ کر بلوایا تو اولاً اس نے انکار کیا، پھر تیار ہو کر گیا، اس نے ابوالسرایا کو متعدد بار شکست دی یہاں تک کہ اسے کوفہ کی طرف دھکیل دیا۔

کوفہ میں طالبیوں نے بہت سے لوگوں کے گھروں پر حملہ کر کے ان کی قیمتی اشیاء لوٹ لیں اور ان کی جاگیروں کو غصب کر لیا۔ الحاصل انہیں کافی غلبہ حاصل ہو گیا۔ ابوالسرایا نے مدائن پیغام بھیجا تو ہر طرف سے اس کی دعوت قبول کر لی گئی۔ حسین بن حسن افطس کو موسم حج میں حج قائم کرنے کے لئے مکہ بھیجا [illegible] جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ کو یہ خبر پہنچی تو وہ عراق کی طرف بھاگ گیا اور لوگ بغیر امام کے رہ گئے، انہوں نے [illegible] سے نماز پڑھانے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا، پھر انہوں نے قاضی محمد بن عبد الرحمن مخزومی سے کہا تو اس نے بھی انکار کر دیا، یہاں تک کہ [illegible] کے لئے روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا جس نے انہیں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی۔ حسین افطس لوگوں سمیت عرفات آیا [illegible] کے ہمراہ مزدلفہ [illegible] داخل ہوا، اس نے بیت اللہ کا طواف کیا، پھر وقوف کرنے [illegible] کی نماز [illegible] تین دن [illegible] امام [illegible] ہو گئے۔

اسحاق بن سلیمان الرازی، ابن نمیر اور [illegible] یونس بن بکیر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے دن حسین افطس مقام ابراہیم کے پیچھے [illegible] بیٹھا، اس نے [illegible] کعبہ کا غلاف اتار دیا اور کہا کہ ان ظالموں کے غلافوں سے بیت اللہ کو پاک کریں گے اور بیت اللہ پر دو زرد ریشمی غلاف چڑھائے جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا، جس نے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا [illegible] مال لوٹ لیا [illegible] اس کی طرف سے [illegible]

اس نے بیت اللہ کے ستونوں کا سونا پگھلانا شروع کیا جو شدید مشقت کے بعد تھوڑا سا تیار ہوا اس ظالم نے مسجد الحرام کی کھڑکیوں کو توڑ کر سستے داموں فروخت کر دیا اس نے بہت بری روش اختیار کی۔ جب سے ابو السرایا کی موت کا پتہ چلا تو اس نے اسے چھپائے رکھا طالبین کے ایک بوڑھے شخص کو امیر بنا دیا مسلسل بری روش پر چلتا رہا۔

پھر ۱۶ محرم کو افطس مکہ سے بھاگ گیا کیوں کہ اسے ہرثمہ کے ابو السرایا کو شکست دے کر اس کے لشکر اور طالبین سمیت کوفہ سے نکالنے کا پتہ چل گیا تھا پھر ہرثمہ اور منصور مہدی نے کوفہ میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو امن دیا ابو السرایا اپنی فوج کے ہمراہ قادسیہ چلا گیا پھر قادسیہ سے بھی وہ چل پڑا اور راستے میں مامون کے لشکر نے اس سے مقابلہ کر کے اسے شکست دے دی۔ ابو السرایا ہر طرح زخمی ہو گیا تھا اس کے لشکر نے بھاگ کر راس العین میں ابو السرایا کے گھر پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں مامون کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہو گئی انہوں نے ابو السرایا کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے نہروان میں حسن بن سہل کے پاس پہنچا دیا اس نے ابو السرایا کی گردن اڑانے کا حکم دیا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا اس کے سر کو شہر کا گشت کرایا گیا اس کے دو ٹکڑے کر کے بغداد کے دونوں پلوں پر لٹکانے کا حکم دیا اس کے خروج اور قتل کے درمیان دس ماہ کا فاصلہ تھا حسن بن سہل نے ابو السرایا کا سر مامون کے پاس بھیج دیا اس پر ایک شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)...... اے امیر المومنین! حسن بن سہل نے آپ کی تلوار سے ابو السرایا کو قتل کر دیا۔

(۲)...... اس نے ابو السرایا کے سر کو مرو کا گشت کروایا اور لوگوں کے لئے عبرت بنا کر باقی رکھا۔

طالبین میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد نے علی بن حسین بن علی کے ہاتھ میں بصرہ و شہر تھا اسے زید النار بھی کہا جاتا تھا کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو جلا دیا تھا علی بن سعید نے اسے گرفتار کر کے امان دے دی پھر اسے اس کے جرنیلوں کے ساتھ طالبین نے قتال کے لئے مکہ بھیج دیا۔

اسی زمانہ میں یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کا ظہور ہوا اسے قصاب بھی کہا جاتا تھا کیوں کہ اس نے بہت سے یمنیوں کو قتل کیا تھا ان کے اموال پر قبضہ کیا تھا قتل وزیر کہ میں اس کے ظہور اور اس کے کارنامے کا ذکر ہو چکا جب ابراہیم کو ابو السرایا کے قتل کی خبر ملی تو وہ یمن بھاگ گیا جب یمن کے نائب کو اس کا پتہ چلا تو وہ یمن سے خراسان بھاگ گیا ابراہیم نے بلاد یمن پر قبضہ کر لیا اس کے ساتھ متعدد معرکے ہوئے۔ محمد بن جعفر علوی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا کیوں کہ اس نے مکہ میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا وہ کہتا تھا کہ میرا خیال تھا کہ مامون دنیا سے رخصت ہو چکا لیکن اب مجھے اس کی زندگی کا یقین ہو گیا میں توبہ کر کے اپنے دعوے سے رجوع کرتا ہوں میں مامون کی اطاعت قبول کرتا ہوں میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

جب ہرثمہ نے ابو السرایا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی تو بعض لوگوں نے مامون سے چغلی کرتے ہوئے کہا ہرثمہ نے ابو السرایا سے مراسلت کر کے اس کو ظاہر ہونے کا حکم دیا ہے، مامون نے اسے مرو بلایا اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے سرزنش کی اس کا پیٹ روندا گیا پھر اسے جیل بھیج دیا گیا پھر چند روز بعد اسے قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی خبر کچھ دیر چھپائے رکھی۔ جب اہل بغداد کو اس کے قتل کا پتہ چلا تو عام لوگوں نے اور جنگجوؤں نے عراق کے نائب حسن بن سہل کی توہین کی اس سے اور اس کے عمال سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب چن لیا دونوں جانبوں کے لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ان کے اور حسن بن سہل کے درمیان شعبان کے تین دنوں میں لڑائی رہی پھر اس شرط پر جنگ بند ہوئی کہ حسن بن سہل رمضان میں خرچ کرنے کے لئے انہیں کچھ دے گا وہ بھیجی پہنچنے کی امید پر ذیقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا ذیقعدہ میں ہی ابو السرایا کے بھائی زید بن موسیٰ کا انبار کی جانب ظہور ہوا حسن بن سہل کی طرف سے بغداد کے نائب علی بن ہشام نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی وہ اسے گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لے آئے یوں اللہ نے اس فتنہ کو ٹھنڈا کیا۔ اسی سال مامون نے عباسیوں کو تلاش کرایا تو ان کی تعداد ۳۳ ہزار تھی۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو قتل کر کے میخائیل کو نائب بنا دیا۔

اسی برس مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو (یا امیر الکافرین) کہنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

اسی سال ہارون کے لڑکے محمد بن مستعصم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص میں سے اس سال اسباط بن محمد ابو عمرو، انس بن عیاض، مسلم بن قتیبہ، عمر بن عبد الواحد، ابن ابی فدیک، بشر بن اسماعیل، محمد بن میسر اور معاذ بن ہشام نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۱ھ

اسی سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت پر اکسایا اس نے جواب دے دیا پھر انہوں نے نیابت پر اسے اکسایا تو اس نے قبول کر لیا انہوں نے سہل کے نائب علی بن ہشام کو متعدد لڑائیوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال دیا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں فساق، عیار اور آوارہ لوگوں نے فساد مچایا لوگوں کے اموال لوٹ لئے خواتین اور مردوں پر بھی ہاتھ ڈالا دیہاتوں میں مویشیوں پر قبضہ کر لیا قطربل کے تمام لوگوں کو لوٹ لیا۔ خالد الدریوش سہل بن سلامہ ابو حاتم انصاری نے لوگوں کو ساتھ لے کر ان کا خاتمہ کیا جس کی وجہ سے حالات معمول پر آ گئے۔

سال رواں کے شوال میں حسن بن سہل نے بغداد آ کر فوج کی اصلاح کی منصور بن مہدی اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اسی سال مامون نے علی رضی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لئے بیعت لی اور اسے اپنے بعد ولی عہد بنایا اس کا نام رضی من آل محمد رکھا، سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اور اس کے لشکر نے سبز لباس زیب تن کر لیا تمام صوبوں اور شہروں میں اس کی اطلاع کر دی گئی، ۲۰۱ھ دو رمضان منگل کے روز یہ عمل میں آیا۔ کیوں کہ مامون نے اہل بیعت میں سب سے بہتر علی رضی کو پایا نیز بنی عباس میں علم و عمل میں اس کی مثل کوئی نہ تھی اس وجہ سے مامون نے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا ...... مامون کے بعد علی رضا کے ولی عہد بنانے کی خبر جب بغداد آئی تو اس کی سب عوام میں اختلاف ہو گیا بعض نے اتفاق اور بعض نے اختلاف کیا۔ جمہور بنو عباس نے اختلاف کیا یہ معاملہ مہدی کے دو لڑکوں ابراہیم اور منصور نے کھڑا کیا۔ چنانچہ ۲۶ ذی الحجہ منگل کے روز عباسیوں نے ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہوں نے اس کا لقب مبارک رکھا وہ سیاہ فام تھا اس کے بعد اس کے بھتیجے اسحاق بن موسیٰ بن مہدی کو خلیفہ بنایا انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر دی۔

پھر انہوں نے ۲۹ ذی الحجہ جمعہ کے روز پہلے مامون اور پھر ابراہیم کے لئے دعا کرنے کا ارادہ کیا لیکن عوام صرف ابراہیم کے لئے دعا پر راضی تھی اس پر ان کا اختلاف ہو گیا تھا کہ جمعہ کی نماز کے بجائے لوگوں نے تنہا تنہا چار رکعتیں پڑھیں۔

اسی زمانہ میں طبرستان کے نائب نے پہاڑی علاقوں بلاد ارز اور شیرز پر قبضہ کر لیا۔ ابن حزم نے ذکر کیا کہ سلم الخاسر نے اس کے متعلق اشعار کہے لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا کہ اس سے چند سال پہلے ہی سلم الخاسر کی وفات ہو چکی تھی۔

اسی زمانہ میں خراسان، رے، اصفہان، بلاد ارز اور شیرز میں قحط پڑا جس کی وجہ سے غلہ بہت مہنگا ہو گیا۔

اسی سال بابک خرمی کا ظہور ہوا جاہل اور احمقوں کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی وہ تناسخ کا قائل تھا۔ اس کے بقیہ احوال عنقریب آ رہے ہیں۔

اسی سال اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات ...... ابو اسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن مسعدہ، حرمی بن عمارہ، علی بن عاصم اور ابو السرایا کے ساتھی محمد بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۲ھ

اسی سال کے پہلے روز ہی بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی گئی پانچ محرم جمعہ کے روز ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا تو لوگوں نے اس کی بیعت کی مبارک اس کا لقب رکھا کوفہ اور ارض سواد پر اس کا غلبہ تھا فوج نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو اس نے ٹال مٹول کی پھر ہر ایک کو دو سو درہم

دیے انہیں مضافات لوٹنے کی اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے خوب لوٹ مار کی حتیٰ کہ فلاح اور بادشاہ کے آدمی بھی لوٹ لیے۔ ابراہیم نے مشرقی کوفہ کا عباس بن موسیٰ ہادی کو اور مغربی کوفہ کا اسحاق بن موسیٰ ہادی کو نائب بنایا۔

اسی سال خارجی مہدی بن علوان کا ظہور ہوا ابراہیم نے ابو اسحاق کی ماتحتی میں امراء کی ایک جماعت بھیج کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

اسی زمانے میں ابو السرایا کے بھائی کا کوفہ میں ظہور ہوا ابراہیم نے اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی انہوں نے اسے قتل کر کے اس کا سر ابراہیم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

اسی سال ۱۴ ربیع الثانی کو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی جو کچھ دیر بعد وہ ختم ہو گئی لیکن صبح تک آسمان پر دو سرخ ستون رہے کوفہ میں اصحاب ابراہیم میں لڑائی جاری رہی ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اس سال کے رجب کے ختم تک ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔

اسی زمانے میں ابراہیم سہل بن سلامہ مطوعی کے قید کرنے میں کامیاب ہو گیا لوگوں کی ایک جماعت اس کی پیروکار تھی وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے داعی تھے لیکن حد سے تجاوز کر کے بادشاہ پر انہوں نے اعتراضات کئے کتاب و سنت کے قیام کی انہوں نے دعوت دی اس کا دروازہ بادشاہ کے گھروں کی طرح بن گیا اس پر ہتھیار، محافظ اور شاہانہ نخوت تھی ایک فوجی دستے نے اس کا مقابلہ کر کے اس کی قوت پاش پاش کر دی وہ خود ہتھیار پھینک کر نوکروں اور تماشیوں کے درمیان چلا گیا پھر وہ ایک گھر میں روپوش ہو گیا اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس لایا گیا اس نے ایک سال تک اسے گرفتار کر کے رکھا۔

سال رواں ہی میں مامون خراسان سے عراق کا ارادہ کر کے آیا کیونکہ علی بن موسیٰ رضی نے مامون کو عراق میں لوگوں میں فتنے پھوٹنے اور اختلاف واقع ہونے کی خبر دی اور ہاشمیوں نے لوگوں سے کہا ہے کہ مامون مسحور و مجنون ہے اور علی بن موسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے وہ تجھ پر اعتراضات کرتے ہیں اور حسن بن سہل اور ابراہیم کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ مامون نے امراء کی ایک جماعت بلا کر اس سے ان معاملات میں مشورہ کیا انہوں نے مامون سے امان طلب کرنے کے بعد کہا فضل بن سہل نے تیرے سامنے ہرثمہ کے قتل کو خوبصورت کر کے پیش کیا اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی حالانکہ ہرثمہ تیرا خیر خواہ تھا طاہر بن حسین نے تیری خلافت کی راہ ہموار کی حتیٰ کہ اس نے خلافت کے زمام تیرے سپرد کی تو نے اسے پیچھے کر کے رقہ میں بٹھا دیا زمین اپنے اطراف سمیت تیرے ہاتھ سے چھٹ گئی جب مامون پر یہ بات متحقق ہو گئی تو اس نے بغداد کوچ کرنے کا حکم دیا فضل بن سہل ان کی خیر خواہی سمجھ گیا اس نے بعض کو مارا بعض کی داڑھیاں نوچیں مامون جب سرخس میں تھا کچھ لوگوں نے مامون کے وزیر فضل بن سہل پر حمام میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت وہ شوال کی ۲ تاریخ جمعہ کا دن تھا اس کی عمر ساٹھ سال تھی۔ جب مامون کو اس کے قتل کا علم ہوا تو اس نے اس کے تعاقب میں آدمی بھیجے وہ اس کے قاتلوں کو پکڑ کر لے آئے جو چار غلام تھے۔ اس نے اس کے بھائی حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اسے اس کی جگہ وزیر بنا دیا گیا۔ مامون عید کے روز سرخس سے عراق چلا گیا ابراہیم مدائن میں تھا اس کے مقابلہ میں مامون کی فوج برسرپیکار تھی۔

اسی سال مامون نے بوران بنت حسن بن سہل سے شادی کی علی بن موسیٰ رضی کی اپنی لڑکی ام حبیب سے شادی کی۔

اسی سال رضی کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے لوگوں کو حج کرایا اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کے لئے دعا کی پھر حج کے بعد وہ یمن چلا گیا اس پر حمدویہ بن علی بن ماہان کا غلبہ تھا۔ ابو حبیب بن سعید مصری، ابو عمرو بن حبیب اور فضل بن سہل وزیر، یحییٰ بن یحییٰ حمانی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۳ھ

اسی سال مامون عراق جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو وہاں پر اس نے اپنے والد کی قبر کے پاس چند روز قیام کیا ماہ صفر کے آخر میں علی بن موسیٰ رضی کی انگور کھانے کی وجہ سے اچانک وفات ہو گئی مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھا کر اپنے والد کی قبر کے پاس اسے دفن کر دیا۔ مامون اس کی وفات پر خوف زدہ ہوا اس نے حسن بن سہل کو تعزیتی خط لکھ کر اپنے غم سے آگاہ کیا بنی عباس کو خط لکھا کہ تم اس کی وجہ سے ناراض تھے اب تم بیعت و اطاعت

قبول کر لو انہوں نے بد احمت جواب دیا اسی سال حسن بن سہل پر بدغمی سے غلبہ پا گیا تو اسے ایک کمرہ میں بند کر دیا امراء نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون نے لکھا کہ میں اس خط کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں بغداد میں فتنے، عیار اور فساق ظاہر ہوئے حالات سنگین ہو گئے جمعہ کے روز ظہر کی نماز ہوئی موذن نہیں۔ نے خطبہ کے بغیر امامت کی۔ چار رکعتیں پڑھیں۔ معاملہ ختم ہو گیا ابراہیم اور مامون کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہو گیا پھر مامونیوں پر غالب آ گئے۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت توڑنا ...... آئندہ جمعہ کو لوگوں نے ابراہیم کی بیعت ختم کر کے مامون کی بیعت کر لی مامون کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نے ایک لشکر کے ساتھ بغداد کا محاصرہ کیا فوج کو عطیات کی لالچ دی تو انہوں نے مامون کی بیعت و اطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی۔

ابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد نے ایک جماعت کے ساتھ لڑائی کی پھر اس نے غداری کی تو وہ مامونیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ بالآخر ابراہیم روپوش ہو گیا اس کے ظہور کا کل زمانہ ایک سال گیارہ ماہ بارہ روز تھا۔ مامون اس وقت ہمدان چلا گیا۔ اسی سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خراس کی وفات

علی بن موسیٰ کے حالات ...... یہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی العلوی الرضی لقب رکھتے ہیں۔ مامون نے اسے خلافت سے دستبردار کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کیا پھر مامون نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اسی سال صفر میں وفات پائی۔ حدیث اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک جماعت مامون ابوالصلت الہروی ابوعثمان المازنی نے روایت کی اور کہتے تھے کہ میں نے انہیں کہتے سنا اللہ اپنے بندوں کو تقدیر کا پابند کرنے کی طاقت کے مکلف بنانے سے زیادہ عادل ہے اور قدرت سے زیادہ ان کو کرنے کی نسبت فرمایا جاتا ہے۔

ان کے چند اشعار یہ ہیں:

(۱) ہم میں سے ہر ایک دراز وقت کا امیدوار ہے موت امیدوں کی آفت ہے۔
(۲) جھوٹی چھوٹی امیدوں سے دھوکہ مت کھاؤ اعتدال اختیار کرو جانے کو چھوڑ دے۔
(۳) دنیا زوال پذیر سایہ کی مانند ہے جو اس میں اتر کر گذر جاتا ہے۔

واقعات ۲۰۳ھ

اسی سال مامون نے عراق جاتے ہوئے جرجان میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے منزل پر آیا اور وہاں ٹھہرتا ہوا نہروان آیا آٹھ روز وہاں ٹھہرا۔ اس نے طاہر کو خط لکھ کر اسے ملاقات کی دعوت دی چنانچہ اس سے ملاقات کی اس کے اہل بیت سرداروں نے اس کا استقبال کیا۔ جعفر بغداد کے روز مامون بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا مامون سمیت سب کا لباس سبز تھا اہل بغداد نے بھی سبز لباس زیب تن کیا۔ مامون اور اصحاب پھر رصافہ پر دجلہ کے کنارے محل میں فروکش ہوا امراء اور بڑے لوگ اس کے گھر آنے جانے لگے تمام بغدادیوں نے سبز لباس زیب تن کر لیا سیاہ لباس جلا دیا مسلسل آٹھ روز یہی کیفیت رہی۔

پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کیں اس نے سب سے پہلے سیاہ لباس پہننے کی اجازت مانگی کیونکہ اس نے کہا یہ لباس آباؤ اجداد کا ہے ۲۸ صفر آخری جمعہ کو مامون نے سبز لباس میں لوگوں کے لئے نشست کی۔ پھر اس نے سیاہ لباس منگوا کر

ظاہر کر دیا اس کے بعد ایک جماعت نے سیاہ لباس زیب تن کر لیا پھر باقی لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا اور وہ پہلے ہی کی طرف لوٹ آئے اس نے اس کے ذریعے ان کی اطاعت اور موافقت کا اندازہ لگایا بعض کا قول ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے آٹھ دن تک سبز لباس استعمال کیا۔ واللہ اعلم۔

مامون کا چچا چھ سال تک روپوش ہونے کے بعد جب مامون کے سامنے آیا تو مامون نے اسے کہا تو ہی سیاہ خلیفہ ہے ابراہیم نے عذر خواہی کی کہا مجھ پر آپ نے احسان کیا اس وقت مامون نے اشعار پڑھے:

(۱)... بہادر انسان کے لئے سیاہ لباس عیب کا باعث نہیں اور نہ اگر وہ ہے تو جوان کے لئے۔

(۲) اگر سیاہی کا تجھ سے کچھ حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے سفیدی کا حصہ حاصل ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عبداللہ بن قیس الاسدی نے اس کے ہم معنی اشعار کہے

(۱)... بہت سے سیاہ لباس والے ہاتھ کے سفید ہیں۔ کافروں نے ستمگروں پر حسد کیا۔

(۲) آنکھ کے سیاہ ہونے کی مثل کہ جسے لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالاں کہ وہ نور ہے۔

مامون نے ابراہیم کے قتل کی بابت ساتھیوں سے مشورہ کیا احمد بن خالد وزیر احول نے کہا اگر آپ نے قتل کر دیں گے تو اس کی مثل تو آپ کے لئے بہت ہیں اگر معاف کر دیا تو آپ کی مثل کوئی نہیں۔

اس کے بعد مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کے پاس مکانات بنانا شروع کر دیئے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو گیا اس نے سواد والوں کو دو خمس پر مقاسمت کا حکم دیا حالانکہ اس سے پہلے وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اس نے اماری پیمانوں کے برابر گوشت کا قفیز بنایا شہروں سے بہت سی اشیاء کم کر دیں لوگوں سے نرمی کا معاملہ کیا اپنے بھائی ابو عیسیٰ بن رشید کو کوفہ اور صالح کو بصرہ کا حاکم بنایا عبید اللہ بن حسن کو حرمین کا نائب بنایا۔ یحییٰ بن معاذ کا بابک خرمی سے مقابلہ ہوا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

خواص کی وفات

ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی کے حالات...... ہم نے الگ تفصیل سے ان کے حالات اپنی کتاب طبقات شافعیین میں بیان کئے یہاں پر ہم ان کا خلاصہ بیان کریں گے۔

یہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی القرشی المطلبی ہیں سائب بن عبید بدر کے دن اسلام لائے ان کے لڑکے شافع بن سائب کم سن صحابہ میں سے تھے ان کی والدہ کا نام ازدیہ تھا اس نے آپ کے حمل کے وقت خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ اس کی شرمگاہ سے نکل کر مصر میں ٹوٹ گیا پھر تمام شہروں میں اس کے حصے گرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ غزہ یا عسقلان ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا ان کی والدہ آپ کو لے کر ضائع ہونے کے خوف سے دو سال کی عمر میں مکہ لے گئیں وہیں پلے بڑھے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور دس سال کی عمر میں موطا یاد کر لی، پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا بعض کا قول ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں ان کے شیخ مسلم بن خالد زنجی نے انہیں اجازت دی پھر لغت اور شعر میں مشغول ہو گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عرب لوگوں میں رہے بیس سال سے وہاں پر لغات عرب اور فصاحت سیکھی۔ مثلاً اہل مکہ کی ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا امام مالک کی موطا سنی امام مالک کو آپ کی قرأت بہت اچھی لگی۔ مسلم بن خالد زنجی کے بعد ان سے حجازیوں کا علم سیکھا ان سے بہت سے لوگوں نے سماعت کی جن کے اسماء تہذیب میں ہم نے ذکر کئے ہیں امام شافعی نے قرآن میں اسماعیل بن قسطنطین عن شبل عن ابن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبرئیل عن اللہ عز وجل پڑھا اور فقہ میں مسلم بن خالد زنجی عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس وابن الزبیر عن جماعۃ من الصحابۃ عن رسول اللہ پڑھا امام مالک سے بھی جو ان سے ایک جماعت سے علم حاصل کیا اس سے آپ تک کے

لوگوں نے علم حاصل کیا۔

ابن ابی حاتم نے کہا ابو بشر الدولابی نے قاضی محمد بن ادریس وراق الحمیدی کی ابن الشافعی سے روایت کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نجران میں عہدہ کا والی بنا دیا پھر بعض لوگوں نے رشید سے شکایت کی کہ یہ خلافت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس نے کہا کہ ان کو حاضر کرو تو آپ کو بغداد بھیج دیا۔ ۱۸۴ھ میں آپ نے بغداد میں رشید سے ملاقات کی رشید کے سامنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن کا مناظرہ ہوا۔ محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی رشید سمجھ گیا کہ ان کی خلافت کے متعلق تہمت تھی۔ محمد بن حسن نے آپ کو اپنے گھر میں ٹھہرایا قاضی ابو یوسف کا ایک سال قبل انتقال ہو چکا تھا محمد بن حسن نے آپ کا خوب اکرام کیا امام شافعی نے ان کی کتب سے نقل کیں آپ سے ملنے رشید نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دو ہزار دینار دیا پھر امام شافعی مکہ چلے گئے اور سب اپنے اہل و قرابت میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد ۱۹۵ھ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عراق آ گئے تو آپ کے ساتھ بڑے بڑے علماء (احمد بن حنبل وغیرہ) کی ایک جماعت تھی پھر مکہ چلے گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد آ گئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے پھر وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی وہیں پر کتاب الام تصنیف کی۔

متعدد ائمہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) عبد الرحمن بن مہدی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اصول پر ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی تو آپ نے اس پر ایک رسالہ لکھا۔ عبد الرحمن بن مہدی آپ کے لیے دعا کرتے تھے۔

(۲،۳) مالک بن انس اور قتیبہ بن سعید ان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں۔

(۴) سفیان بن عیینہ۔

(۵) یحییٰ بن سعید القطان بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے نمازوں میں دعا کرتے تھے۔

(۶) ابو عبید کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں دیکھا۔

ان کے علاوہ بھی بے شمار علماء نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔

احمد بن حنبل چالیس سال تک نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ہر صدی کے آخر میں ایک مجدد بھیجا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبد العزیز مجدد بن کر آئے اور دوسری صدی کے آخر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مجدد بن کر آئے۔

اسی طرح یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا قریش کو گالی مت دو اس لیے کہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کو امام مذہب دلیل کا مرتبہ دیتے ہوئے سمجھا ہے۔ ابو نعیم عبد الملک بن محمد استرآبادی کا قول ہے کہ یہ حدیث محمد بن ادریس شافعی پر منطبق ہوتی ہے۔

یحییٰ بن معین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ آپ صدوق ہیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ اگر جھوٹ حلال ہوتا تو بھی آپ کی عزت و مروت آپ کو جھوٹ سے باز رکھتی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں۔ بعض نے ابو زرعہ کا قول نقل کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں تھی۔

محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی ایسی سنت ملی ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک نہ پہنچی ہو انہوں نے کہا نہیں۔ لیکن کہ یہ حدیث ان تک پہنچی تو یہ بھی کہا کہ ان کی کتب میں موجود ہے۔ قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحب رائے اور صاحب الحدیث کوئی انسان نہیں دیکھا۔ داؤد بن علی ظاہری نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل جمع کرتے ہوئے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بے شمار فضائل کے حامل ہیں مثلاً شرف نسب، دین و عقیدہ کی صحت، نفس کی سخاوت، ناسخ و منسوخ کی معرفت، حدیث کی معرفت، کتاب و سنت اور سیرت خلفاء کی یاد وغیرہ۔ پھر آپ کے علاوہ مصری آپ کے شاگردوں میں سے امام احمد بن حنبل کا ذکر کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت کے معانی کے سب سے بڑے عالم تھے ان سے دلائل کے تخریج میں سب سے زیادہ ماہر تھے نیز آپ سب سے بڑے مخلص تھے فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو حاصل کریں لیکن میری طرف کسی چیز کی نسبت نہ کریں نہ میری تعریف کریں انہیں اس پر اجر ملے گا۔ بعض نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ مقابلہ میں جب تم تک صحیح طور پر آپ ﷺ کی حدیث پہنچ جائے تو میرے قول کو چھوڑ کر اسے لے لو میں بھی اس کو اختیار کروں گا اگرچہ تم نے مجھ سے وہ نہیں سنی ایک روایت میں ہے میری تقلید مت کرو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کی طرف توجہ مت دو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کو دیوار پر مار دو کیوں کہ آپ کے مقابلہ میں میری بات کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ انسان کا شرک کے علاوہ ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرنا خواہش نفس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ ملاقات سے بہتر ہے نیز فرمایا اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ علم کلام میں کس قدر خواہش نفس ہے تو وہ اس سے ایسے بھاگتے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں نیز فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا حکم یہ ہے کہ انہیں کھجور کے تنوں سے مارا جائے قبائل میں انہیں گشت کرایا جائے اعلان کیا جائے کہ کتاب وسنت چھوڑ کر علم کلام کی طرف متوجہ ہونے والے شخص کی یہ سزا ہے۔

ربیع کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا تم اصحاب حدیث کو لازم پکڑو کیوں کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ درست باز ہیں، نیز فرمایا جب تم نے اصحاب حدیث میں سے کسی کی زیارت کی تو گویا تم نے اصحاب رسول کی زیارت کر لی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے انہوں نے ہمارے لئے اصل کو محفوظ کیا اس وجہ سے انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اسی مفہوم کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ حدیث فقہ کے علاوہ تمام علوم مشغلہ ہیں۔
(۲)۔۔۔ علم وہی ہے جس کے بارے میں فرمایا ہم سے یوں بیان کیا۔
اس کے علاوہ شیطانی وساوس ہیں۔

کہتے تھے کہ اللہ کا قرآن غیر مخلوق ہے قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سرکردہ اصحاب ربیع وغیرہ کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آیات صفات واحادیث پر تکییف، تشبیہ، تعطیل تحریف کے بغیر سلف کے طریقہ پر گزرتے تھے۔

ابن جریر کا قول ہے مجھے مزنی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)۔۔۔ جو تو چاہے وہ ہوتا ہے اگرچہ میں نہ چاہوں جو میں چاہوں وہ نہیں ہوتا اگر تو نہ چاہے۔
(۲)۔۔۔ تو نے لوگوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا علم میں جوان وعمر رسیدہ دونوں چلتے ہیں۔
(۳)۔۔۔ ان میں سے بعض بد بخت، بعض حسین، بعض قبیح ہیں۔
(۴)۔۔۔ اس پر تو نے احسان کیا اسے بے یار ومددگار چھوڑ دیا اس کی تو نے مدد کی اس کی مدد نہیں کی۔

ربیع کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین سب سے بہتر ہیں۔ ربیع نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)۔۔۔ دین میں لوگ تیز تھے ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے دین میں رائے کے ذریعہ بدعات ایجاد کر لیں جو دین آپ ﷺ لے کر آئے تھے۔
(۲)۔۔۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اللہ کے دین کو حقیر سمجھ لیا جو چیز انہوں نے اٹھائی اسی میں مشغول ہو گئے سنت کے بارے میں ہم نے آپ کے اشعار اور آپ کا کلام ذکر کر دیا۔ ہم نے آپ کے حکم ومواعظ کا بہترین حصہ طبقات شافعیہ کے شروع میں بیان کر دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۰۴ھ رجب کے آخر میں، جمعرات یا جمعہ کے روز ۵۴ سال کی عمر میں مصر میں ہوئی آپ سفید رنگ حسین دراز بارعب، شیعوں کی مخالفت میں داڑھی کو مہندی سے رنگتے تھے۔

اسحاق بن فرات اشہب بن عبدالعزیز المصری المالکی حسن بن زیاد ابو داؤد سلیمان بن داود طیالسی ابو بدر شجاع بن ولید ابو بکر حنفی عبدالکریم، عبدالوہاب بن عطاء خفاف نضر بن شمیل اور ہشام بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۵ھ

اسی سال مامون نے طاہر بن حسین کو بغداد، عراق اور خراسان کا نائب بنایا اس سے خوش ہو کر اس کے مرتبہ میں اضافہ کر دیا کیونکہ حسن بن سہل سوداوی میں مبتلا ہو گیا تھا مامون نے طاہر کی جگہ رقہ اور جزیرہ پر یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن طاہر جس سال بغداد آیا اس کے والد نے رقہ کا نائب بنا کر نصر بن شبث سے لڑنے کا حکم دیا تھا مامون نے عیسیٰ کو آذربائیجان کا حاکم بنا دیا۔ مصر کے نائب سری بن حکم کا انتقال ہو گیا سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا اس کی جگہ بشر بن داؤد کو سالانہ ایک کروڑ درہم پر والی بنا دیا۔

اس سال حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن منصور سلولی، بشر بن بکر دمشقی، ابو عامر عقدی، محمد بن عبید طنافسی، یعقوب حضرمی اور ابو سلیمان دارانی عبدالرحمن بن عطیہ بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمن بن عسکر ابو سلیمان دارانی نے اسی سال وفات پائی۔

ابو سلیمان دارانی اصلاً واسطی ہیں، مشرقی دمشق کی ایک بستی داریا میں سکونت پذیر تھے۔ سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، ان سے احمد بن ابی الحواری نے سماع کیا حافظ نے ان کے طریق سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ظہر سے قبل چار رکعت پڑھنے والے کے اللہ اس روز کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابو القاسم قشیری نے ابو سلیمان دارانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک واعظ کی مجلس میں بیٹھا تو اس کے وعظ نے میرے دل پر اثر کیا لیکن اٹھنے کے بعد اثر ختم ہو گیا پھر میں دوسری بار اس کی مجلس میں بیٹھا تو دل پر اثر ہوا لیکن اٹھنے کے بعد راستے میں اثر ختم ہو گیا، پھر تیسری بار بیٹھا تو اثر ہوا پھر میں نے گھر پہنچ کر تمام بداعمالیوں کے آلات توڑ دیئے اور صحیح راستہ کو لازم پکڑ لیا۔ قشیری کا قول ہے کہ میں نے یہ قصہ یحییٰ بن معاذ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا چڑیا نے سارس کا شکار کر لیا۔ چڑیا سے مراد واعظ اور سارس سے مراد ابو سلیمان ہے۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ جس شخص کو اچھی بات کا الہام ہو وہ جب تک اس کی بابت حدیث نہ سن لے اس وقت تک اس پر عمل نہ کرے حدیث سننے کے بعد اس پر عمل کرنا ضروری ہو گا۔

انہی کا قول نقل کیا ہے کہ بعض اوقات میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے تو میں کتاب و سنت کے بغیر اس پر عمل نہیں کرتا۔ نیز انہی کا قول ہے کہ خواہشات نفس کی عدم موافقت سب سے عمدہ عمل ہے۔ نیز فرمایا ہر چیز کے لئے ظہور علم اور الزام اللہ کے خوف سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا ہر چیز کے لئے ایک زنگ ہے دل کے نور کا زنگ پیٹ کا بھرا ہونا ہے۔ نیز فرمایا اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی ہر چیز بری ہے۔ انہی کا قول ہے کہ ایک رات میں محراب میں دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کر رہا تھا سردی شدید ہو گئی جس کی وجہ سے میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا ایک ہاتھ دعا کے لئے پھیلائے رکھا تھا تو مجھے نیند آ گئی آواز دینے والے نے آواز دی کہ جس طرح ہم نے ایک ہاتھ سے سردی ختم کی اگر تم دوسرا ہاتھ پھیلا کر رکھتے تو اس سے بھی ہم سردی ختم کر دیتے اس کے بعد میں نے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے کا تہیہ کر لیا۔

ابو سلیمان کا قول ہے ایک رات میں اپنے معمول سے غافل ہو کر سو گیا خواب میں ایک حور نظر آئی کہ میں پانچ سو سال تمہارے لئے پردہ میں پلی بڑھی ہوں اور تم سو رہے ہو۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ جنت میں نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے ہیں ان میں حوریں ہیں اللہ تعالیٰ ایک حور پیدا کرتا ہے جب اس کی تخلیق تمام ہو جاتی ہے تو فرشتے جنت کے کناروں پر خیمہ لگاتے ہیں ایک حور ان میں سے کرسی پر بیٹھتی ہے اس کی سرین کرسی کی ایک جانب سے نکلی ہوئی ہوتی ہے اہل جنت محل کے کناروں پر سیر کے لئے آتے ہیں وہ ان حوروں میں سے جس سے چاہیں خلوت

گرتے ہیں۔ ابو سلیمان نے کہا دنیا میں جنت کی نعمتوں کے تصور پر ان چیزوں کے بدلے عبادت ترک کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔

نیز فرمایا میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ میں پانچ پانچ روز [illegible] کے بعد ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا صرف اس کے معانی میں غور کر رہا ہوتا ہوں۔ بعض مرتبہ ایک آیت کی تلاوت سے میری عقل چلی جاتی ہے پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل لوٹا دیتی ہے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ دنیا و آخرت میں ہر خیر کی اصل اللہ کا خوف ہے دنیا کی کامیابی کی کنجی سیر ہونا ہے آخرت کی کامیابی کی کنجی بھوک ہے اور ایک روز مجھ سے کہا اے احمد ایک روز سلیمان نے [illegible] کی خواہش کی [illegible] اس سے ایک لقمہ [illegible] پھینک کر رونے لگے اور کہنے لگے الٰہی میری خواہش جلد پوری کر دی گئی [illegible] میری حفاظت میں کمی کر دی گئی حالانکہ میں توبہ کر چکا ہوں اس کے بعد انہوں نے موت تک نمک نہیں چکھا نیز فرمایا [illegible] جو شخص [illegible] خدمت کی لذت سے محروم ہے اسی طرح فرمایا جس نے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھا [illegible] اللہ سے [illegible] فرمایا خوف [illegible] غالب ہونا چاہیے اگر توبہ پر امید غالب آ گئی تو دل [illegible] ہو جائے گا ایک روز مجھ سے پوچھا [illegible] میں نے [illegible] ابو سلیمان ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے ہوش آنے پر فرمایا جب حسن [illegible] کا یہ حساب ہو رہا ہے تو ان لوگوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن سے اللہ ناراض ہو گیا۔

نیز فرمایا دنیا اگر میرے قبضہ میں ہو تو میں اسے ایک نیک کام میں خرچ کر دوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاؤں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔

نیز فرمایا ایک [illegible] اللہ نے جس سے منع کیا ہے [illegible] جس کا حکم دیا ہے [illegible] کی [illegible] نے کہا اس [illegible] عبادات میں [illegible] دن میں [illegible] جائے گا۔ [illegible] ترک کرنے والے [illegible] آخرت سے غافل ہو جاتا ہے جب آخرت [illegible] قلب میں [illegible]

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں ایک رات ابو سلیمان کے پاس تھا میں نے انہیں کہتے سنا اے اللہ تیری عزت و جلال کی قسم اگر تو مجھ سے گناہوں کا مطالبہ کرے گا میں تجھ سے تیرے عفو کا مطالبہ کروں گا اگر تو مجھ سے میرے بخل کا مطالبہ کرے گا تو میں تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا اگر تو مجھے دوزخ میں بھیجے گا تو میں اہل دوزخ کو بتا دوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرنے والا ہوں [illegible] شک نہیں کروں گا [illegible] سب سے زیادہ [illegible] سامنے نہ جانے [illegible] رہی۔

ابو سلیمان کا قول ہے کہ [illegible] کرنے کے لئے [illegible] آ رہا ہے نیز فرمایا [illegible] سال [illegible] ایک بات [illegible] جمعہ [illegible] اللہ سے غافل [illegible] نیز فرمایا [illegible] کی [illegible] ہے۔

جنید کا قول ہے مجھے ابو سلیمان کی سب سے اچھی بات یہ لگی [illegible] میں مشغول ہونے والا اپنے لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور اللہ میں مشغول ہونے والا اپنے [illegible] سب لوگوں سے غافل ہو جاتا ہے نیز فرمایا [illegible] حلال دنیا کا طالب اور لوگوں سے مستغنی شخص [illegible] قیامت کے دن [illegible] چودھویں کے چاند کی طرح [illegible] دنیا کے طلب کرنے والے شخص [illegible] قیامت کے روز [illegible] نیز فرمایا لوگوں نے [illegible] قیامت میں ہے نیز لوگوں نے [illegible] نیز فرمایا لوگوں سے [illegible] لوگوں نے [illegible]

کھانے کا جز بن مسکین میں حلاوت پایا جاتا ہے کہ وہ اسلام اور ایمان کی اصلاح ہے نیز عافیت اور اللہ کے ذکر میں ہے نیز فرمایا تہجد کے علاوہ مجھے دنیا میں رہنا پسند نہیں اور دنیا کو میں نہریں کھودنے اور پودے لگانے کے لیے پسند نہیں کرتا میں تو اسے قیام لیل اور گرمیوں میں روزے رکھنے کے لیے پسند کرتا ہوں نیز فرمایا اہل اطاعت کی راتوں کی لذت کھلاڑیوں کے کھیل سے اچھی ہے۔ انہی کا قول ہے بعض مرتبہ قرأت نصف رات میں میرا استقبال کرتی ہے اور میں دل کو مسکراتا ہوا دیکھتا ہوں نیز فرمایا قلب کے کثرت اوقات ہیں جن میں وہ خوشی سے رقص کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کی زندگی میں ہیں تو وہ عیش میں ہیں۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ ایک روز سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آ گئی حور نے اپنا پاؤں مار کر مجھے کہا اے میرے محبوب تو سو رہا ہے حالانکہ بادشاہ بیدار ہے، تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھ رہا ہے نیند کی لذت کو اللہ کے مناجات کی لذت پر ترجیح دینے والے کے لیے ہلاکت ہے، اٹھ فراغ کا وقت قریب آ گیا ہے محب ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو سو رہا ہے حالانکہ میں اتنی مدت سے پردوں میں تیرے لیے رکی ہوئی ہوں ابو سلیمان کہتے ہیں میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اس کے کلام کی شیرینی اب تک میرے قلب اور کانوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے سلیمان کو گریہ کناں دیکھ کر وجہ پوچھی انہوں نے کہا کل سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آ گئی تو حور نے آ کر مجھے اٹھایا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جس پر یہ اشعار لکھے تھے:

(۱)۔۔۔ لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالاخانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا۔

(۲)۔۔۔ تو ہمیشہ رہے گا اور اس میں موت نہیں، جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار۔

(۳)۔۔۔ اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن میں تہجد کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا۔

ابو سلیمان کا قول ہے کہ دل میں پانچ دن کی شہوت رکھا کرتی ہیں اور ہم کی جب وہیں کو ترشا ہاتی تھیں، نیز فرمایا دل میں شہوت کے ہوتے ہوئے تقویٰ کر لوگوں کے سامنے زہد ظاہر کرنا ٹھیک نہیں فرمایا عبا کے بجائے دو سفید کپڑے پہن کر زہد کو چھپانا بہتر ہے، فرمایا اونی کپڑے پہننا صوفی پن کی علامت نہیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خیر و خیار امت ہو کر سوتی کپڑے پہنتے تھے۔

ابن سلیمان کا قول ہے کہ انسان گفتگو سے پہلے اپنے دیدار سے نصیحت کرے، ابو سلیمان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے بندے اگر تو گناہوں پر مجھ سے حیا کرے گا میں دنیا و آخرت میں تیری پردہ پوشی کروں گا، احمد کا قول ہے میں نے صبر کے بارے میں ابو سلیمان سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا وہ ایک بہت مشکل چیز ہے احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے آہ بھری ابو سلیمان نے کہا قیامت میں تجھ سے اس کا سوال ہوگا اگر یہ گذشتہ گناہوں پر ہے تو قابل مبارک ہے اگر کسی دنیاوی شے کے فوت ہونے پر ہے تو پھر باعث ہلاکت ہے نیز فرمایا جو شخص اللہ تک پہنچنے سے پہلے لوٹ آیا وہ لوٹ آیا اگر وہ اللہ تک پہنچ گیا تو نہ لوٹا نیز فرمایا نافرمان اللہ کے نزدیک حقیر ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کے نزدیک باعزت ہوتے تو وہ اللہ کی توفیق سے گناہوں سے بچتے ہوتے، نیز فرمایا دنیا میں گریہ زاری، علم و حکمت اور فضل والے اشخاص قیامت میں اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے ذکر کیا کہ ابو سلیمان کو لوگوں نے یہ کہہ کر کہ یہ فرشتوں کو دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں دمشق سے نکال دیا تو وہ سرحد کی طرف چلے گئے اس کے بعد کسی نے خواب دیکھا کہ اگر تم ابو سلیمان کو نہیں لاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ لوگ ان کو تلاش کر کے واپس لے آئے۔

ابو سلیمان کی وفات ۲۰۴ھ یا ۲۰۵ھ یا ۲۱۵ھ یا ۲۳۵ھ میں ہوئی مرحوم کے انتقال آپ کی وفات سے تمام اہل اسلام کو تکلیف پہنچی، رحمہ اللہ، آپ کو داریا میں دفن کیا گیا آپ کی قبر مشہور ہے اور وہاں پر ایک قلعہ بھی ہے اور امیر ناصر الدین کی بنائی ہوئی ایک مسجد بھی ہے ہمارے زمانے میں آپ کا مزار از سر نو تعمیر کیا گیا۔ ابن عساکر نے احمد بن ابی الحواری کا قول نقل کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابو سلیمان کو خواب میں دیکھوں میں نے ایک سال بعد انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اے احمد میں ایک روز باب صغیر سے داخل ہوا تو میں نے شیح کا ایک گٹھا بندھا دیکھا میں نے اس سے ایک لکڑی لے لی پھر معلوم نہیں میں نے اس سے خلال کیا یا پھینک دیا اب تک میں اس کا حساب دے رہا ہوں۔ ابو سلیمان کے لڑکے سلیمان نے دو سال بعد وفات پائی۔

واقعات ۲۰۶ھ

اسی سال مامون نے داؤد بن ماسجور کو بصرہ، کسکر اور بطائح اور بحرین کا والی بنایا تاکہ زط قوم سے جنگ کرے اور اسی سال انبار میں سیلاب آیا جس سے بہت بڑی فصل کا نقصان ہوا۔

اسی سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقہ کا امیر بنایا اور نصر بن شبث سے قتال کا حکم دیا کیونکہ اس کے نائب یحییٰ کا انتقال ہو گیا تھا اس نے اپنے لڑکے احمد کو نائب بنایا جس کی مامون نے اجازت دے دی طاہر بن حسین نے اپنے بیٹے عبداللہ کے نام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا خط لکھا جسے تمام شہروں میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسی سال مکہ کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسحاق بن بشر، حجاج بن محمد، روح بن عبادہ، شبابہ بن سوار، محمد بن بشر، قطرب، وہب بن جریر اور امام احمد کے شیخ یزید بن ہارون نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۷ھ

اسی سال عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے بلاد عک میں خروج کرتے ہوئے رضی آل محمد کی طرف دعوت دی کیونکہ عمال نے بد روشی اختیار کر کے وہاں ظلم برپا کر رکھا تھا علاقے کے بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی مامون نے دینار بن عبداللہ کو عبدالرحمن کے نام امان دے کر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا پہلے وہ حج میں شریک ہوئے اس کے بعد یمن گئے انہوں نے عبدالرحمن تک امان پہنچا دیا اس نے سمع و طاعت اختیار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ میں دے دیا اسے بغداد لے آئے خلیفہ نے طالبیوں کو سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں پورے عراق و خراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی وہ اپنے بستر پر مردہ حالت میں پایا گیا کیونکہ رات کو وہ بخار کی حالت میں نماز پڑھ کر بستر پر لیٹ گیا تھا صبح اس کے گھر والوں نے اسے نماز کے لئے بیدار کرنا چاہا تو کوئی جواب نہ ملا وہ اس کے پاس گئے تو اسے مردہ پایا۔ جب مامون کو اس کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے کہا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے مقدم اور ہمیں مؤخر کیا کیونکہ مامون کو یہ پتہ چلا تھا کہ ایک روز طاہر نے جمعہ پڑھاتے ہوئے مامون کے لئے دعا نہیں کی اس کے بعد مامون نے اس کے لڑکے عبداللہ کو اس کی جگہ مقرر کیا اور اس کے علاوہ اسے بھی رقہ کے علاقوں جزیرہ شام وغیرہ کا حاکم بنا دیا۔ طاہر کی وفات کے بعد خراسان کے تمام علاقوں کا طلحہ کو عبداللہ بالقیہ حاکم بن گیا اس کا نائب بغداد پر اسحاق بن ابراہیم تھا، طاہر وہی ہے جس نے امین کو قتل کیا تھا۔ ایک روز طاہر نے مامون سے سوال کیا اس نے اس کا سوال پورا کر دیا اور مامون اس کی طرف دیکھ کر رونے لگا اس کی وجہ پوچھنے کے لئے طاہر نے مامون کے خادم کو دو لاکھ درہم دے کر معلوم کرنے کے لئے کہا تو اس نے مامون سے پوچھا مامون نے خادم سے کہا کہ اس کے ہاتھوں اپنے بھائی کے قتل کئے جانے اور اس کے سر کی طرف مسلسل اس کے پہنچنے کا یاد آیا۔

جب طاہر کو اس کا علم ہوا تو اس نے مامون سے کہیں دور رہنے کی کوشش کی اور مسلسل اس کی کوشش میں رہا حتیٰ کہ مامون نے اسے خراسان کا نائب بنا دیا اور اپنے خادموں میں سے ایک خادم اسے ہدیہ دیا۔ مامون نے خادم کو کہہ دیا کہ اگر تم اس کی طرف سے کوئی مشکوک بات دیکھو تو زہر دے دینا۔ چنانچہ جب طاہر نے خطبہ میں مامون کے لئے دعا ترک کی تو اس خادم نے سالن میں زہر ملا دیا اسی رات اس کی وفات ہو گئی۔

وہ ایک آنکھ سے محروم تھا، ایک شخص نے جو اس کا دشمن تھا اس کے بارے میں شعر کہا:

”اے دو ہاتھوں اور ایک آنکھ والے تم میں ایک آنکھ کا نقصان اور ایک ہاتھ زیادہ ہے“

اسے دو ہاتھوں والا کہنے کی وجہ یہ تھی:

(۱) طاہر نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ کی ضرب سے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔

(۲) طاہر بہت فصیح اور سخی تھا۔ طاہر نہایت فصیح تقریر والا تھا، شعراء سے محبت کرنے والا تھا اور انہیں مال سے خوب نوازتا تھا۔ ایک دفعہ طاہر زورق میں سوار ہوا تو اس پر شاعر نے چند شعر کہے:

(۱) مجھے ابن حسین کی کشتی پر تعجب ہے کہ وہ کیسے تیرتی ہے اور غرق کیوں نہیں ہوتی۔

(۲) ایک سمندر اس کے نیچے ہے اور ایک اس کے پیچھے سے بہایا جاتا ہے۔

(۳) اس سے زیادہ عجیب تر اس کی لکڑیاں ہیں کہ اس کے چھونے کے باوجود سرسبز کیوں نہیں ہوتیں۔

طاہر نے اس کو تین ہزار درہم دیئے اور کہا کہ اگر تم زیادہ اشعار کہتے تو ہم زیادہ انعام دیتے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ایک مرتبہ کسی معرکہ پر جانے کے وقت ایک شاعر نے کیا ہی خوب اشعار کہے:

(۱) اس کے سمندر پر سوار ہونے کے وقت میں نے اس کے قصر کی طرف دیکھا اس کے ہاتھ سے بادلوں کے چھا جانے والے

(۲) تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کی عظمت دیکھی جو سمندر کی طرح اس کے ہاتھ کی طرح بہتا ہے۔

۱۲ جمادی الثانی بروز جمعہ کے دن طاہر کی وفات ہوئی اس کی ولادت ۱۵۹ھ ہے۔ یحییٰ بن اکثم نے مامون کے حکم سے اس کے لڑکے کو خراسان سے خبر دی اور اس کو اس کی جگہ مقرر کیے جانے پر مبارک باد دی۔

اس سال خراسان میں سخت قحط ہوا یہاں تک کہ گندم کا ایک قفیز چالیس درہم تک پہنچ گیا۔

اسی سال مامون کے بھائی ابو عیسیٰ بن رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

بشر بن عمر زہرانی، جعفر بن عون، عبد الصمد بن عبد الوارث، قراد ابو نوح، محمد بن بشار، محمد بن کناسہ، ہیثم کے علاوہ ابو عبید کے شیخ ابو ہوازن کے مصنف محمد بن عمر واقدی اور ابو عمر، ہاشم بن قاسم اور یحییٰ بن صالح نے اسی سال وفات پائی۔

یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور کے حالات ...... ابو زکریا فراء کوفی بغداد میں سے کے نقد قراء سے مشہور ابو اعیین فراء کے نام سے مشہور تھے۔ نحو، لغت اور ادب میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ابو عمرو بن علاء کے ساتھ وہ حافظ اور امام تھے۔ مامون کے حکم پر انہوں نے کتاب لکھی لوگوں نے ان سے لکھی۔ مامون کے گھر میں ان کی کتب تیار کی گئیں۔ مامون کے لڑکوں کو وہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے جوتی اٹھانے میں جلدی کی حتیٰ کہ دونوں لڑکوں میں جھگڑا ہوا پھر فیصلہ ہوا کہ دونوں ایک ایک اٹھائیں۔ مامون نے اس بات میں بڑا افتخار کیا اور فرمایا کہ کسی وقت آپ سے زیادہ کوئی صاحب عزت نہیں ہے۔

چنانچہ محمد بن حسن نے فراء سے جو کہ دونوں بیٹے کی خالہ کے بیٹے تھے سہو کے بارے میں سوال کیا جواب میں فرمایا اس پر کچھ نہیں۔ اس نے کہا آپ اللہ کی قسم کس چیز سے آپ جیسا کوئی نہیں جنا۔ مشہور یہ ہے کہ یہ مسائل فراء کے خالہ کے لڑکے ہیں ابو بکر کے قول کے مطابق فراء کی وفات ۲۰۷ھ میں ہوئی۔ خطیب کے قول پر وقت بغداد میں ہوئی۔ کئی کے قول پر طریق مکہ میں ہوئی لوگوں نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔

واقعات ۲۰۸ھ

اسی سال حسن بن حسین خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا احمد بن ابی خالد نے اس کا تعاقب کر کے اسے پکڑ کر مامون کے سامنے حاضر کیا معافی طلب کرنے پر مامون نے معاف کر دیا۔

اسی سال محمد بن سماعہ کی طرف سے مامون کے مستعفی ہونے پر مامون نے ان کا استعفیٰ قبول کر کے ان کی جگہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو قاضی بنایا۔

اسی زمانہ میں مامون نے محمد بن عبدالرحمن مخزومی کو بغداد میں مہدی کے لشکر کا قاضی بنایا۔ محمد بن عمر واقدی کے معزول کرنے کے بعد بشر بن سعید

اور کسی کو عزت دیا۔

عمروی نے اس پر اشعار کہے:

(۱) اے صاحب کیا تیرے کاتب بادشاہ تیرا باقی بغیر بدلے کر رہا ہے۔

(۲) وہ قرآن حفظ سے بات بات پر آواز کو بلند کرتا ہے۔

(۳) وہ ایسی بات کو عمل طلب کرتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا جس کے حکم کا اطراف نے احاطہ کیا ہے۔

اسی سال عمار بن نعمان بن رشید نے مامون کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

سیدہ نفیسہ کی وفات ... یہ نفیسہ بنت ابو محمد الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب القرشیہ الہاشمیہ ہیں ان کے والد منصور کی طرف سے پانچ سال تک مدینہ کے نائب رہے پھر منصور نے ان سے ناراض ہو کر انہیں معزول کر دیا اور ان کا سارا مال چھین لیا اور انہیں بغداد کے جیل میں ڈال دیا اور منصور کی وفات تک وہ جیل میں ہی رہے پھر مہدی نے انہیں رہا کر کے ان کا سارا مال واپس کر دیا پھر مہدی ۱۶۸ھ میں ان کے ساتھ حج کو گئے اور حاجر کے مقام پر ۸۵ سال کی عمر میں نفیسہ کے والد کا انتقال ہوا۔

نسائی نے ان کی روایت بیان کی ہے اور ابن عدی نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے یحییٰ بن معین اور ابن عدی نے ان کی تضعیف کی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی اور بخاری نے ثقات میں ان کا ذکر کر کے ان کی تعریف کی۔

حاصل کلام یہ کہ ان کی بیٹی نفیسہ اپنے شوہر مؤتمن اسحاق بن جعفر کے ساتھ دیار مصر آئیں انہوں نے وہاں سکونت اختیار کی اور نیکی اور زہد کی وجہ سے مشہور ہوئیں اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور قراءت اور عبادت میں مشغول رہیں اور حسن اخلاق کا خاص خیال رکھتی تھیں عابدہ زاہدہ تھیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مصر آنے پر نفیسہ نے ان سے حدیث کا سماع کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب رجب رمضان میں ان کو نماز پڑھاتے اور جب ان کی وفات ہوئی تو نفیسہ کے حکم سے ان کا جنازہ نفیسہ کے گھر لایا گیا نفیسہ نے گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

نفیسہ کی وفات کے بعد ان کے شوہر نے انہیں مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا لیکن اہل مصر نے مصر ہی میں ان کی تدفین پر اصرار کیا چنانچہ انہیں محلے کے گھر میں جو آج کل مصر کے درمیان قرافہ کے نام سے مشہور ہے دفن کی گئیں ابن خلکان کے قول کے مطابق اسی سال رمضان میں ان کی وفات ہوئی ہمارے استاد کا قول ہے کہ اہل مصر نے نفیسہ کے بارے میں بڑی عقیدت کا اظہار کیا ہے جیسا کہ ان میں سے جاہل لوگ اب بھی ان سے اور دوسروں سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ خصوصاً اہل مصر ان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کفر تک پہنچانے والے ہیں بعض نے ان الفاظ کی نسبت زین العابدین کی طرف کی ہے حالانکہ وہ ان کے خاندان سے بھی نہیں ہیں مناسب یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں ایسا سلوک ہونے کا خیال رکھا گیا ہے بعد ازاں کی اصل یہ ہے کہ ان کے بارے میں غلو کیا جاتا ہے جو نہ کرنا چاہیے اور انہیں نفع اور نقصان کے بارے میں کچھ نہیں کرنا اور ان کے بارے میں گواہی دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نفع اور نقصان پہنچانے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے اللہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے۔

فضل بن ربیع کے حالات ... یہ فضل بن ربیع بن یونس بن محمد بن ابی فروہ ابو العباس الحاجب ہیں ان کا والد منصور کا حاجب تھا فضل شیبان اور آل عباس کے رئیسوں میں سے تھا رشید کا وزیر بھی رہا اور امین کا بھی آخر میں ایک عرصہ تک بیمار رہے پھر مامون نے ان کو معاف کر دیا اور اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ فضل ایک دن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اس کا بیٹا جعفر اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا فضل نے اپنے دس رقعے پیش کیے تاکہ یحییٰ ان پر دستخط کر دے لیکن یحییٰ نے ان میں سے کسی ایک پر بھی فیصلہ نہیں کیا تو فضل نے ان سب کو سمیٹ کر کہا واپس لوٹ جاؤ اور یہ اشعار پڑھتا ہوا نکلا۔

(۱) ہو سکتا ہے حالات تبدیل ہونے کی وجہ سے زمانہ ان کو پلٹ دے اور بادشاہ ان کو لوٹا دے۔

(۱) اور ضروریات پوری ہو جائیں اور دل کو حاصل ہو جائے اور ملاقات کے بعد کی اوقات صرف ہوں۔

مزید یحییٰ بن خالد نے اسے [illegible] جانے کی قسم دی اس نے اس سے کہا ان کے [illegible] ہو گیا اور مستقل ان کے پیچھے رہے حتیٰ کہ ان پر [illegible] کیا اسی پر اشعار اس نے کہے۔

(۱) زمانے نے آل برمک کا [illegible] کیا۔ ان کی حکومت پر [illegible] بنایا۔

(۲) زمانے نے یحییٰ کے عہد میں [illegible] کیا اسی طرح آل ملک کے عہد میں [illegible] کیا۔

پھر رشید کے بعد اس کے لڑکے امین کا وزیر بن گیا فضل مامون کے داخل ہونے کے بعد روپوش ہو گیا مامون نے اس کے لئے امان کا اعلان کیا۔ جس کی وجہ سے فضل روپوشی ختم کر کے مامون کے پاس آ گیا مامون نے اسے امان دے دیا پھر وہ مستقل روپوش رہا حتیٰ کہ اسی سال وفات ہو گئی۔

واقعات ۲۰۹ھ

اسی سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے پانچ سال لڑائی کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے امان طلب کرنے پر مجبور کر دیا ابن طاہر نے خط کے ذریعے اس کی اطلاع دی۔ مامون نے جواب دیا کہ اسے امیر المومنین کی طرف سے امان کو خط لکھو اس نے [illegible] دیا۔ چنانچہ وہ آ گیا عبداللہ نے اس شہر کو ویران کرنے کا حکم دیا جس میں نصر پناہ گزین تھا اس سے شر کا خاتمہ ہو گیا اسی زمانہ میں بابک خرمی سے [illegible] کے ہاں ایک نے اہل اسلام کے ایک امیر [illegible] کو گرفتار کر لیا جس سے مسلمانوں کو بڑا صدمہ ہوا۔

اسی سال صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

مزید اسی سال روم کے بادشاہ میخائیل بن جرجس نے وفات پائی جس نے نو سال حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا توفیل بن میخائیل روم کا بادشاہ منتخب کیا۔

اسی سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ الاشیب، ابو علی حنفی، بخاری کے شیخ حفص بن عبداللہ [illegible] قاضی [illegible] یعلی بن عبید الطنافسی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۰ھ

اسی سال نصر بن شبث بغداد میں داخل ہوا عبداللہ بن طاہر نے اسے بھیجا تھا بغداد میں اس کے داخل ہونے پر کسی نے اس کا استقبال نہیں کیا پھر [illegible] میں اسے اتارا پھر دوسری جگہ منتقل کر دیا اسی زمانہ میں مامون ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنے والے گروہ کی ایک جماعت کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا [illegible] ربیع الثانی کی رات مہدی جو چھ سال چھپا رہا تھا [illegible] کے بعد عورتوں کے ساتھ [illegible] کی صورت میں نقاب اوڑھے ایک گلی میں تھا۔ چوکیدار نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جا رہے ہو [illegible] مہدی نے یاقوت کی انگوٹھی اسے دی [illegible] دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی بڑا شخص ہے [illegible] اس نے ان کے چہرے سے نقاب ہٹانے کا حکم دیا لیکن انہوں نے [illegible] انہیں [illegible] کے پاس لے گیا [illegible] اس کے سپرد کر دیا اس نے ان کو مامون کے [illegible] اس وقت نقاب ابراہیم کے سر پر اور چادر سینہ پر تھی تاکہ لوگ [illegible] کس حالت میں یہ گرفتار کیا گیا مامون نے ایک مدت تک اسے جیل میں [illegible] کر دیا [illegible] گرفتار شدہ جماعت [illegible] انہوں نے جیل کے [illegible] کی کوشش کی تھی۔

[illegible] نے بیان کیا ہے کہ مامون نے ابراہیم کو [illegible]

اے امیر اگر آپ سزا دیں تو آپ کا حق ہے اگر معاف کر دیں تو آپ کا فضل ہے اس نے کہا کہ میں معاف کرتا ہوں اس لئے کہ غصہ طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔ ندامت توبہ کا نام ہے ان دونوں کے درمیان اللہ کا عفو ہے وہ تیرے سوال سے بہت بڑا ہے ابراہیم نے اس کی بڑائی بیان کرتے ہوئے سجدہ شکر ادا کیا۔

ابراہیم نے مامون کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا مامون نے اسے سن کر کہا وہی بات کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے لئے کہی آج تم کو سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ ابن عساکر نے ذکر کیا کہ مامون نے ابراہیم کو معاف کرنے کے بعد اس سے گانا سنانے کی درخواست کی اس نے کہا میں نے یہ کام چھوڑ دیا مامون نے دوبارہ حکم دیا تو ابراہیم نے سارنگی گود میں لے کر کہا:

(۱) — یہ خوشی کا مقام ہے اس کی منازل اور خوبیاں ویران ہو چکی ہیں دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلی کی اس کے امیر نے اسے سزا دی۔

(۲) — میں دنیا چھوڑ چکا ہوں وہ مجھ سے چلی گئی زمانے نے اس کو مجھ سے لپیٹ لیا اس نے مجھ سے رخ پھیر لیا۔

(۳) — اگر میں روؤں تو ایک عزیز شخص پر روؤں گا اگر میں اس کی تحقیر کروں تو کمینگی کی وجہ سے اس کی تحقیر کروں گا۔

(۴) — میں اس کی نظروں میں بدکار ہونے کے باوجود اللہ پر بالیقین حسن ظن رکھتا ہوں۔

(۵) — میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی اس نے مجھے دوبارہ معاف کر دیا دوبارہ معاف کرنا فضل احسان ہے۔

مامون نے کہا اے ابراہیم تو نے حق کو اچھی طرح بیان کیا ابراہیم سارنگی گود سے پھینک کر گھبرا کر کھڑا ہوا مامون نے کہا آرام سے بیٹھ جاؤ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں واللہ میرے دور حکومت میں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس کے بعد مامون نے دس ہزار دینار کا ابراہیم کے لئے حکم دیا اس پر خلعت مزید کی۔ اس کی تمام چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ ابراہیم مامون کے پاس انتہائی اعزاز واکرام کے ساتھ واپس ہوا۔

دلہن بوران — اسی سال مامون بوران بنت الحسن بن سہل کو گھر لایا۔ بعض کا قول ہے کہ مامون رمضان میں فم الصلح میں حسن بن سہل کی چھاؤنی میں گیا حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا تھا مامون نے امراء سرداروں کے ساتھ اس کے ہاں پڑاؤ کیا اس سال شوال کی ایک عظیم شب میں مامون بوران کے پاس گیا اس کے سامنے عنبر شمعیں جلائی گئیں اس کے سر پر بیشمار موتی اور سرخ سونے کے بنے ہوئے جواہر نچھاور کئے گئے ایک جوہر میں ہزار موتی تھے مامون کے حکم سے انہیں سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا انہوں نے کہا اے خلیفہ ہم نے تو لڑکیوں کے لئے انہیں نچھاور کیا تھا مامون نے کہا میں ان کو ان کے بدلے میں اور دے دوں گا چنانچہ وہ تمام جمع کئے گئے جب دلہن بوران آئی تو اس کے ساتھ آنے والیوں میں مامون کے بھائی کی والدہ اور مامون کی تائی زبیدہ بھی تھی۔ مامون نے زبیدہ کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا پھر اسے حجرے میں وہ تمام جواہرات پیش کئے۔ پھر بوران کو حاجت کے سوال کا حکم دیا اس نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا زبیدہ نے اسے کہا اپنے آقا سے اپنی حاجت کا سوال کرو۔

بوران نے کہا میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنے چچا سے راضی ہو کر اسے اس کے گھر واپس لوٹا دیں مامون نے کہا تمہارا یہ مطالبہ منظور ہے۔ پھر اس نے زبیدہ کے لئے حج کی اجازت کا سوال کیا مامون نے اس کی بھی اجازت دے دی۔ زبیدہ نے مامون کا دیا ہوا جبہ بوران کو دے دیا مامون کو ایک گول بستی دی اور ان کے والد حسن بن سہل نے اپنی تمام جاگیروں کا نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ کر مامون کے وزراء پر نچھاور کئے جس کے ہاتھ میں جس بستی کے نام کا ٹکڑا آیا اس بستی کے صاحب کو پیغام بھیج کر وہ بستی خاص اس کی ملکیت کر دی۔

حسن نے مامون اور اس کے ساتھیوں پر سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم خرچ کئے واپسی میں مامون نے اس کو دس کروڑ درہم دیئے۔ جس شہر میں مامون فروکش تھا (جو فم الصلح کا ایک صوبہ تھا) وہ بھی اس کے نام الاٹ کر دیا مامون اسی سال شوال کے آخر میں بغداد واپس آیا۔

اسی سال عبداللہ بن طاہر سوار ہو کر مصر گیا اس پر غالب آنے والے سری بن حکم سے بیشمار لڑائیاں کر کے اسے چھڑا لیا۔ اسی سال خواص میں سے ابو عمرو الشیبانی اللغوی، مروان بن محمد طاطری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۱ھ

ابوالجواب طلق بن غنام، عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، عبداللہ بن صالح عجلی نے اسی سال وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کے حالات ..... نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کیسان اصلاً حجازی تھے مہدی کی ایک باندی عتبہ نامی پر عاشق ہو گیا تھا اس نے کئی بار مہدی سے اسے مانگا مگر جب اس نے اصرار کیا تو مہدی نے کوئی جواب نہیں دیا باندی خلیفہ سے کہنے لگی آپ مجھے ایک مشکل سے فروخت کردہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ابوالعتاہیہ اس کے بارے میں بکثرت شعر کہتا تھا ان دونوں کا معاملہ عوام میں مشہور ہو چکا تھا مہدی بھی اسے کچھ نہ کہتا تھا بعض مرتبہ مہدی نے شعراء کو اپنی نشست گاہ پر بلایا ان میں ابوالعتاہیہ اور بشار بن برد نابینا بھی تھے بشار نے ابوالعتاہیہ کی آواز سن کر ساتھیوں سے پوچھا یہاں ابوالعتاہیہ بھی ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا اس نے عتبہ کے بارے میں کہے جانے والے قصیدہ کا اول شعر پڑھا عتبہ کو کیا ہوا کہ وہ تکبر سے کام لیتی ہے اس کے متکبرانہ نخرے کتنے ہی عجیب ہیں۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں نے اس سے بڑا کوئی جرأت مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاہیہ نے یہ اشعار کہے۔

(۱) خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لئے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے۔

(۲) خلافت اسی کے لئے ہے اور یہ ایک دوسرے کے مناسب حال ہیں۔

(۳) اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کا ارادہ کرے تو زمین لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے۔

(۴) اگر دلی ارادے اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال قبول نہ کرے۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اس شخص کو کیسے اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اٹھا دیا۔ راوی کا قول ہے واللہ اس دن ابوالعتاہیہ کے علاوہ کوئی بھی دربار شاہی سے انعام لے کر نہیں نکلا۔

ابن خلکان کا قول ہے ایک بار ابوالعتاہیہ کی ابونواس سے ملاقات ہوئی ابوالعتاہیہ ابونواس اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا ابوالعتاہیہ نے ابونواس سے یومیہ اشعار بنانے کی تعداد دریافت کی ابونواس نے جواب دیا ایک یا دو شعر بنا لیتا ہوں ابوالعتاہیہ نے کہا میں ایک سو یا دو سو یومیہ اشعار بنا لیتا ہوں۔ ابونواس نے کہا تیرے اشعار اس جیسے شعر کی طرح ہوتے ہیں کہ اے عتبہ تجھے اور مجھے کیا ہو گیا ہم ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے۔ ابونواس نے کہا اس قسم کے اشعار تو میں یومیہ ہزار بار ہزار بنا سکتا ہوں۔ بالفرض میں اس شعر جیسے یومیہ ایک یا دو شعر بناتا ہوں۔

اگر میں ابن جمیل کے دروازے والے ... میں جہاں کے ... ہیں (۱) ... (۲) ... اگر تو اس جیسا شعر بنانے کی کوشش کرے تو زمانہ بھر نہیں بنا سکتا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوالعتاہیہ کے لطیف اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

(۱) میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی کی وجہ سے نابینا ہو گیا ہوں۔

(۲) میرا حال یہ ہے کہ جب ایک ہوا چلتی ہے وہ میرے کپڑوں میں تیرے عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

ان کی ولادت ۱۳۰ھ میں اور وفات ۲۱۱ھ یا ۲۱۳ھ میں بغداد ... کے ساتھ ہوئی انہوں نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر یہ شعر لکھا جائے (کہ وہ شخص جس کا انجام موت ہے بہت جلد فنا ہونے والا ہے)۔

واقعات ۲۱۲ھ

اسی سال مامون نے محمد بن حمید طوسی کو موصل کے علاقہ میں ایک فرقہ سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان بھیجا اس نے ان کے متعلق بہت سے لوگوں کی ایک جماعت پکڑ کر مامون کے پاس بھیج دی۔

اسی سال میں مامون نے لوگوں میں اعلان کیا:

(۱) قرآن مخلوق ہے۔

(۲) آپ ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل الناس ہیں۔

یہ دونوں ان کے بہت بڑے جرم تھے جس کی وجہ سے انہوں نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔ اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس بن محمد بن علی عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسد بن موسیٰ، حسین بن جعفر، ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد، ابو مغیرہ عبد القدوس بن حجاج الخولانی الحمصی شیخ البخاری اور محمد بن یوسف الفریابی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۱۳ھ

اسی سال عبد السلام اور ابن جلیس نے بغاوت کر کے دیار مصر پر قبضہ کر لیا، قیسیہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اس کی مددگار بن گئی، مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق (معتصم) کو شام اور مصر کا حاکم بنایا اور اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم کا حاکم بنایا، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک کروڑ پچاس لاکھ درہم دیئے، کہا جاتا ہے کہ کسی بادشاہ نے کسی ایک دن میں اتنی رقم نہیں دی جتنی اس نے ایک دن میں دی ہے۔

اسی سال میں خراسان میں غسان بن عباد کو سندھ کا حاکم مقرر کیا گیا، اسی سال عبداللہ بن عبید اللہ نے لوگوں کو حج کرایا، اسی سال عبداللہ بن داؤد الخریبی، ابو عبد الرحمن مقری، عبید اللہ بن موسیٰ عبسی اور عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن خلکان نے بعض کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ماہان موصلی، ابو العتاہیہ اور ابو عمرو شیبانی نحوی نے ایک ہی روز اور وقت وفات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ابراہیم موصلی نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔

سہیلی کا قول ہے کہ سیرت کے راوی عبد الملک بن ہشام نے اسی سال وفات پائی لیکن ان کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۲۱۸ھ کا ہے جیسا کہ ابو سعید بن یونس نے تاریخ مصر میں اس کی تصریح کی ہے۔

عکوک شاعر کے حالات ..... ابو الحسن علی بن جبلہ الخراسانی لقب عکوک ہے، بغداد کے لوگوں کا غلام اور نابینا تھا، بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر میں انہیں چیچک نکلی جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں، یہ کالا اور برص والا تھا، فصیح بلیغ شاعر تھا اور بعد کے لوگوں نے اس کے اشعار لیے ہیں، جاحظ کا قول ہے کہ میں نے کسی بدوی یا شہری کو عکوک سے اچھا شعر کہتے نہیں دیکھا، اس کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱) میرا باپ قربان ہو اس پر جس نے تخیل میں میرا ایک ستارہ دیکھا اور میری زیارت کی۔

(۲) اس کی ملاقات کے حسن نے اس کی رات کی تاریکی میں چاند کی طرح چمک دکھائی ہے۔

(۳) اس نے ظلمت کا انتقام لیا تھا کہ کامیاب ہو گئی پھر اس کا بھی انتظار کیا تھا کہ وہ جو اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات میں ڈالا پھر وہ سلامتی کے ساتھ واپس ہو گیا۔

عکوک نے ابو دلف کے بارے میں کہا:

(۱) دنیا ابی دلف کی جگہ اور موت کے درمیان ہے۔

(۲) ابو دلف کے پیٹھ پھیرنے کے بعد دنیا بھی اس کے پیچھے پیٹھ پھیر جائے گی۔

(۳) مخلوق اور شہروں میں دیہات سے لے کر شہر تک۔

(۴) اس نے ان کے پاس ان کی راہ پر عمل کرنے کی امید رکھی ہیں۔

جب مامون نے یہ اشعار سنے تو اس نے ابو دلف کو طلب کیا، مامون نے اسے طلب کیا اور کہا کہ تو نے ہمارے مقابلہ میں

گیا۔ مامون نے ڈانٹ کر اسے کہا تو نے تو قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فوقیت دے دی۔ اس نے کہا اے امیر! آپ تو اہل بیت میں سے ہیں جن کو اللہ نے تمام لوگوں میں سے منتخب کر کے عظیم سلطنت عطا کی۔ تب نے تو تمام کے سر پر اس کو فوقیت دے دی۔ مامون نے کہا تو نے کسی کو نہیں بخشا کیوں کہ تو نے یہ شعر کہا تھا کہ صحراؤں اور شہروں کے تمام عرب جیسی اس کے باوجود میں تیرا قتل حلال نہیں سمجھتا لیکن تیرے شرک و کفر کی وجہ سے جو تو نے معبود کے بارے میں کہا۔

(۱) تو ایام اور زمانے کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے۔
(۲) تو نے جس کی طرف بھی نظر اٹھائی اس کے اندر تو نے اجل کا فیصلہ کر دیا۔

مامون نے کہا یہ سب اللہ کرتا ہے پھر اس کی زبان نکالنے کا حکم دیا اس کی زبان نکال دی گئی اسی سال اس کی وفات ہو گئی۔ عکوک نے حمید بن عبدالحمید طوسی کی مدح میں یہ شعر کہے:

(۱) اب تو فقط حمید کا نام ہے اس کے احسانات اس کے جسم کے ٹکڑے ہیں۔
(۲) حمید کی موت کے بعد دنیا کو سلام ہے۔

حمید کی وفات پر ابو العتاہیہ نے بھی مرثیہ کہا

(۱) اے ابو غانم تیرا گھر وسیع ہے تیری قبر اطراف سے آباد اور معمور ہے۔
(۲) لیکن انسان کی قبر کی آبادی کیا نفع دے گی جب کہ قبر میں اس کا جسم ٹوٹ رہا ہو۔

ابن خلکان نے عکوک کے عمدہ اشعار نقل کیے ہیں اختصار کی وجہ سے ہم نے انہیں چھوڑ دیا۔

واقعات ۲۱۴ھ

اسی سال ۲۶ ربیع الاول ہفتہ کے روز محمد بن حمید طوسی اور بابک خرمی کے درمیان جنگ ہوئی خرمی نے ابن حمید کے متعدد افراد کو قتل کر کے ابن حمید کو بھی قتل کر دیا باقی ماندہ شکست کھا گئے۔ مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ خراسان اور جبال، آذربائیجان، آرمینیہ اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ میں سے ایک کو اختیار کر لو عبداللہ بن طاہر نے خراسان کی نیابت اختیار کی کیوں کہ اسے مضبوط کرنے کی ضرورت اور خوارج کے ظہور کا خوف تھا اس زمانہ میں ابو اسحاق بن رشید دیار مصر میں داخل ہو کر عبدالسلام اور ابن جلیس سے جا لڑے اور دونوں کو قتل کر دیا۔

اسی سال بلال ضبابی شاری نے خروج کیا مامون نے اپنے لڑکے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں بھیجا وہ بلال کو قتل کر کے بغداد واپس آ گئے۔

اسی سال مامون نے علی بن ہشام کو جبل، قم، اصبہان اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

اس سال اسحاق بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ احمد بن خالد موصلی نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن قاسم بن صبیح۔۔ ابو جعفر کاتب مامون کے وزیر رسائل پر افسر مقرر ہوئے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کیے ان کے کچھ اشعار نقل کیے

(۱) کبھی انسان کو حیلے کے بغیر رزق دیا جاتا ہے۔
(۲) مجھ پر عیب نہ کر کہ میری ضرورت کو کسی نے ختم کیا۔
(۳) جب مجھے کسی کام پر قدرت نہیں ہے تو اسے پورا کرنے کے لیے میرا آزاد شخص پر ایک قسم کا قرض ہے جس کو پورا کرنا ضروری ہے۔
(۴) اور میں قدرت ہونے سے پہلے کے لیے کہنے کے بعد بھی اس میں حرکت نہیں کروں گا۔

(۵) خود پسندانہ طور پر کسی کے عمر رسیدہ کو ملامت کرنے والا انسان بے وقوف ہے۔

(۶) جب انسان کا سینہ راز چھپانے سے تنگ ہو جائے تو وہ سینہ جس میں وہ امانت رکھتا ہے اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔

اہل مصر کے شیخ حسن بن محمد مروزی، عبداللہ بن حکم مصری، اور محاضر بن مورع نے اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبداللہ بن الحکم بن اعین بن لیث بن رافع المصری ...... امام مالک کو مؤطا سنائی فقہ مالکی پر عبور حاصل کیا اور بلاد مصر میں صاحب مرتبہ آدمی تھے اہل ثروت اور اصحاب اموال تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر تشریف لائے تو آپ کو ایک ہزار دینار پیش کئے اور دیگر ساتھیوں سے جمع کر کے دو ہزار دینار پیش کئے یہ محمد بن عبداللہ بن حکم (جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے) کے والد تھے اسی سال وفات کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کو وفات کے بعد والد کی قبر کے پہلو میں قبلہ سے دفن کیا گیا ابن خلکان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے یمین جانب تینوں قبریں اور سامنے قبریں ہیں۔

واقعات ۲۱۵ھ

اسی سال ماہ محرم میں مامون ایک بڑے لشکر کے ہمراہ رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے بلاد روم گیا بغداد پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب مقرر کر کے تکریت پہنچے پر محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے اس سے ملاقات کی۔ مامون نے اسے اپنی لڑکی ام الفضل بنت المامون کو لے جانے کی اجازت دے دی کیونکہ دونوں کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بلاد حجاز چلا گیا ابو اسحاق بن رشید نے موصل پہنچنے سے پہلے اس کا استقبال کیا۔ مامون بڑے لشکر کے ہمراہ جمادی الاولیٰ میں طرطوس میں داخل ہوا وہاں پر اس نے قلعہ فتح کر کے اس کے قلعہ منہدم کرنے کا حکم دیا پھر اس نے دمشق میں کافی مدت قیام کیا اسی سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابو زید انصاری، محمد بن مبارک صوری، قبیصہ بن عقبہ، علی بن حسن شقیق، مکی بن ابراہیم نے اسی سال وفات پائی۔

ابو زید انصاری ...... سعید بن اوس بن ثابت البصری یا لغوی ثقہ تھے بعض کا قول ہے کہ یہ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔

ابو عثمان مازنی کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ اصمعی نے آ کر ابو زید انصاری کو بوسہ دیا اس کے سامنے بیٹھ گئے آپ چھیانوے سال سے زائد عمر پائی تھی ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو زید نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) خلق انسان (۲) کتاب الابل (۳) کتاب المیاہ (۴) کتاب القوس والترس (۵) اس سال یا اس کے بعد یا اس سے پہلے سن ایک سو سال کے قریب عمر پا کر آپ نے وفات پائی ابو عبیدہ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

واقعات ۲۱۶ھ

اسی سال روم کے بادشاہ توفیل بن میخائیل نے ارض طرطوس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے سولہ سو مسلمان قتل کر دیئے مامون کو خط لکھا جس کی ابتداء اس نے اپنے نام سے کی مامون نے اس کا خط پڑھتے ہی دوران سفر سے فوراً بلاد روم پر حملہ کر دیا شام و مصر کے نائب اس کے بھائی ابو اسحاق نے اس کی مصاحبت کی اس نے بہت سے شہر صلحاً اور بزور فتح کر لیے اس کے بھائی نے تیس قلعے فتح کیے۔ یحییٰ بن اکثم کو ایک دستے کے ہمراہ اطراف کی طرف بھیجا اس نے متعدد شہر فتح کئے ایک جماعت گرفتار کی متعدد قلعے جلا دیئے پھر لشکر کی طرف لوٹ آیا مامون نے بلاد روم میں وسط جمادی الاخریٰ سے نصف شعبان تک قیام کیا اس کے بعد وہ دمشق آ گیا۔

اسی سال عبدوس فہری بلاد مصر پر حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی۔ مامون ۱۴ ذی الحجہ کے روز دمشق سے

یہ معرکہ واقعہ ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

اسی زمانہ میں مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے یہ چیز جامع بغداد اور رصافہ میں ۱۳ رمضان جمعہ کے روز شروع ہوئی۔ کیونکہ وہ نمازوں کے بعد تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر انہوں نے باقی نمازوں میں بھی یہ چیز شروع کر دی۔ یہ بدعت مامون نے بلا دلیل ایجاد کی کیونکہ اس سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا لیکن صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں نمازوں کے بعد با آواز بلند ذکر کیا کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہو گئے۔

اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ابن بطال کا قول ہے مذاہب اربعہ میں یہ مستحب نہیں۔

امام شافعی کا قول ہے کہ امام [illegible] سے مروی ہے کہ یہ اس لئے تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر مشروع ہے جس کے معلوم ہونے کے بعد ضرورت نہیں رہی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نماز جنازہ میں فاتحہ بلند آواز سے پڑھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔

لیکن جو بدعت مامون کی ایجاد کردہ ہے وہ بدعت بہت بعد کی ہے۔

اسی سال سخت سردی پڑی۔

اسی سال لوگوں کو [illegible] نے حج کرایا۔ بعض کا قول ہے کہ [illegible] نے کرایا۔

حبان بن ہلال، عبدالملک بن قریب اصمعی، محمد بن بکار بن ہلال اور ہوذہ بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

رشید کی عمزاد اور بیوی زبیدہ، دختر جعفر بن ابی جعفر المنصور عباسیہ ہاشمیہ قرشیہ ہے، امین کی ماں تھی، رشید کی بہت پسندیدہ تھی۔ ہم رشید کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ رشید کی اس کے علاوہ کئی بیویاں اور لونڈیاں تھیں، اس کا اصل نام امۃ العزیز تھا، زبیدہ اس لئے کہا گیا کہ منصور اس کو بچپن میں [illegible] زبیدہ کہا کرتا تھا، اس لئے اس کا یہی نام مشہور ہو گیا، ۱۶۵ھ میں اس کی شادی ہوئی ہے۔ [illegible] ولیمہ میں بہت زیادہ خرچ کیا گیا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ [illegible] امین کے قتل کے بعد زبیدہ جب مامون کو خلافت پر مبارکباد دینے گئی تو اس سے کہنے لگی میں نے تجھ سے پہلے ہی آپ کو مبارکباد دی ہے اگرچہ میں نے ایک خلیفہ بیٹا کھویا ہے لیکن اس کے بدلہ میں ایک خلیفہ بیٹا پایا ہے جسے میں نے نہیں جنا، اور جس کے بدلہ میں آپ جیسا بیٹا مل جائے اس کا کوئی نقصان نہیں اور ماں اس بیٹے کا غم کیسے کرے جس نے تجھ آپ جیسا بیٹا [illegible] زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

خطیب نے متعدد طرق سے عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ کسی نے زبیدہ کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا [illegible] اس نے جواب دیا کہ مکہ کے راستے میں ایک کدال لگتے ہی اللہ نے میری مغفرت فرما دی [illegible]

ابن خلکان کا قول ہے کہ زبیدہ کی ایک سو لونڈیاں تھیں جو قرآن کی حافظہ تھیں ان میں سے ہر ایک قرآن کا دسواں حصہ پڑھتی تھی اور ان کے محل میں شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی آواز گونجتی رہتی تھی۔

بعض کا قول ہے [illegible]

واقعات ۲۱۷ھ

اس سال مامون مصر میں داخل ہوا اور عبدوس فہری کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس نے اسی وقت اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس کے بعد مامون دوبارہ دمشق آ گیا۔

اس زمانہ میں مامون دوبارہ روم پر حملہ آور ہوا اس نے سو دن تک لؤلؤۃ کا محاصرہ کر کے رکھا پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور عجیف کو نائب بنایا۔ رومیوں نے اس کو دھوکہ سے گرفتار کر لیا تو آٹھ دن تک ان کے قبضہ میں رہا پھر ان سے چھوٹ کر بھاگ آیا اور مسلسل محاصرہ جاری رکھا۔ روم کے بادشاہ توفیل نے آ کر اس کے لشکر کو گھیر لیا۔ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خود روانہ ہو گیا تو توفیل آگے سے بھاگ گیا اور امان طلب کرنے کے لئے خط بھیجا لیکن اس نے مامون سے پہلے اپنا نام لکھا۔ مامون نے اس کا نہایت سخت جواب دیا جو تیز تلوار پر مشتمل تھا۔ تحریر کیا کہ تم اسلام قبول کر لو ورنہ ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

حجاج بن منہال، شریح بن نعمان، موسیٰ بن داؤد ضبی نے اسی سال وفات پائی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۲۱۸ھ

اس سال جمادی الاولیٰ میں مامون نے اپنے لڑکے عباس کو بلاد روم بھیج کر طوانہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ مامون نے اس کے لئے تمام شہروں سے کاریگر جمع کئے چنانچہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ مامون نے اسے ایک میل مربع تک بنانے کا حکم دیا اور اس کی فصیل تین فرسخ بنائی گئی اور اس کے تین دروازے بنائے گئے۔

خلق قرآن کی آزمائش اور فتنہ کا ذکر: اسی سال مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ قرآن کے مسئلہ میں قاضیوں اور محدثوں کی آزمائش کرے اور ان کی طرف سے ایک جماعت روانہ کی جائے جس پر اس نے رقہ بھیجا۔ مامون نے اسحاق کو ایک تفصیلی خط لکھا اس کے بعد دوبارہ بھی مامون نے خطوط لکھے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی۔

خط کا مضمون یہ تھا کہ دین کے اصل کی وجہ سے قرآن محدث ہے اور ہر محدث مخلوق ہوتی ہے اس دلیل سے معتزلہ کا متکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم افعال الاختیاریہ مخلوق ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں بلکہ محدث ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فرمایا:

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ (وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ)

حضرت آدم کی پیدائش کے بعد ان سے سجدہ کا حکم صادر ہوا۔ لہٰذا یہ تمام الفاظ مخلوق نہیں ہیں۔ اس لئے اس کے بیان کا مقام اور ہے علماء نے اس پر الگ اصول دین کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

بہر حال مامون کا خط پہنچنے کے بعد لوگوں کو جمع کر کے سنایا گیا اور محدثین کی ایک جماعت نے جو محمد بن سعد کاتب واقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین، ابو خیثمہ زہیر بن حرب، اسماعیل بن ابی مسعود، احمد بن ابراہیم دورقی پر مشتمل تھی۔ مامون کے پاس رقہ بھیجا۔ مامون نے خلق قرآن کے مسئلہ میں ان کا امتحان لیا۔ انہوں نے اول مامون کی رائے سے اتفاق کیا۔ مامون نے انہیں واپس بغداد بھیج دیا، اسحاق نے فقہاء کے درمیان ان کے موقف کی اشاعت کا حکم دیا اور ابو اسحاق نے مشائخ حدیث اور محدثین کی ایک جماعت کو جمع کر کے ان محدثین کے موقف سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بھی مامون کی رائے سے اتفاق کیا، جس کی وجہ سے لوگوں میں ایک بہت بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بالتحقیق اور ماحصل دلائل کو پیش کرتے ہوئے ایک دوسرا خط لکھا جس میں بہت سے عقلی دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی پیش کیں جو اس پر بحث کرتی ہیں، ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے اور مامون نے اسحاق کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اسی کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف بلاتا رہے۔

خط کے پہنچنے کے بعد اسحاق نے بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کو بلایا جن میں امام احمد بن حنبل، قتیبہ، ابو حسان زیادی، بشر بن ولید کندی، علی بن ابی مقاتل، سعدویہ الواسطی اور دیگر بہت سے ائمہ شامل تھے سب سے پہلے تو اسحاق نے ان کے سامنے مامون کا خط پڑھا جب وہ پڑھ کر فارغ ہو گئے تو اسحاق نے بشر بن ولید سے خلق قرآن کے متعلق ان کی رائے معلوم کی انہوں نے جواب دیا قرآن اللہ کا کلام ہے اس نے کہا میں نے تم سے یہ سوال نہیں کیا میں نے قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں سوال کیا ہے انہوں نے جواب دیا قرآن خالق نہیں اسحاق نے کہا کہ میں اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتا انہوں نے جواب دیا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا پھر اسحاق نے ان سے پوچھا کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خدا واحد اور صمد ہے اس سے پہلے اور بعد کوئی چیز نہیں اور کوئی چیز بھی اس کے مشابہ نہیں انہوں نے جواب دیا ہاں پھر اس نے کاتب سے کہا انہوں نے جو جواب دیا ہے اسے لکھ لو پھر اسحاق نے دوسرے لوگوں سے یہی سوال کیا اور لوگ یہی جواب دیتے رہے جب امام احمد بن حنبل کی باری آئی تو آپ نے فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہتا اسحاق نے ان سے اس کا مفہوم پوچھا تو انہوں نے جواب دیا لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر اس پر ایک معتزلی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سے مخلوق ہونا ثابت ہے اسحاق نے امام احمد سے پوچھا سمیع بصیر کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواب دیا اس سے مراد وہی ہے جو اللہ کی مراد ہے اور اللہ کی شان وہی ہے جیسے اس نے اپنی تعریف کی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اسحاق نے سب کے جوابات لکھ کر مامون کے پاس بھیج دیے اور قوم میں سے بعض نے بادل نخواستہ خلق قرآن کے بارے اثبات میں جواب دیا کیونکہ انکار کرنے والے کو مامون کی ملامت سے معزول کر دیا جاتا اور بیت المال سے اس کا وظیفہ بند کر دیا جاتا اور اس کا سر قلم کر دیا جاتا اور فتویٰ دینے سے منع کر دیا جاتا۔ شیخ الحدیث کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا جاتا، لوگوں پر یہ بڑی آزمائش کا وقت آن پڑا۔

فصل

قوم کے جوابات موصول ہونے کے بعد مامون نے اسحاق کی تعریف کرتے ہوئے خط لکھا اور ایک ایک کا جواب بھی اس نے واضح کر دیا، مامون نے اسحاق کو ایک ایک کر کے لوگوں کی آزمائش کا حکم دیا جو لوگ اثبات میں جواب دیتے ان کے جواب کی تحقیق کی جائے اور جو جواب دینے والوں کو انکار کرتے ان کے چہروں پر مامون نے حکم دیا کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور جو ان میں سے خلق قرآن کے قائل ہو جائیں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو انکار کریں ان کی گردن اڑا دی جائے۔

چنانچہ اسحاق نے پھر مختلف لوگوں کو بلایا ان میں سے بشر بن ولید کندی کے دوست ابراہیم بن مہدی بھی تھے مامون نے ان دونوں کے بارے حکم دیا تھا کہ اگر یہ بھی جواب نہ دیں تو اس وقت انہیں قتل کر دیا جائے چنانچہ اسحاق نے ان سے خلق قرآن کے بارے میں سوال کیا تو جواب دینے والوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا اور قرآن کی اس آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے دلیل پکڑتے ہوئے اثبات میں جواب دیا۔

دو چار لوگ امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح بن میمون نے حسن بن حماد سجادہ اور عبیداللہ بن عمر قواریری تھے۔ اسحاق نے انکی بیڑیاں ڈال کر مامون کے پاس بھیجنے کے لیے تیار کیا اور دوسرے دن ان سے دوبارہ سوال کیا تو سجادہ نے اپنا موقف تبدیل کر لیا اور تیسرے دن سوال کیا تو قواریری کا موقف تبدیل ہو گیا صرف دو حضرات احمد بن حنبل اور محمد بن نوح ہی اپنے موقف پر رہے اور جب اسحاق نے دونوں کو طرسوس میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور مامون کے نام ایک خط بھی لکھا احمد بن حنبل راستے میں دعا کرتے رہے کہ مامون کو نہ دیکھ سکیں اور دونوں کے پہنچنے سے پہلے

کی اسے دنیا سے اٹھا لیجئے۔

پھر مامون نے اسحاق کو دوسرا خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ لوگوں نے اول تو اس قرآن کی اس آیت «الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان» سے دلیل کر کے اس ثبوت میں جواب دیا انہوں نے تاویل کرنے میں غلطی کی ہے سب کو میرے پاس بھیج دو اسحاق نے سب کو بلوا کر مامون کے پاس طرطوس بھیج دیا۔ لیکن راستہ ہی میں لوگوں کو مامون کی موت کی اطلاع مل گئی جس کی وجہ سے انکو رقہ لے جایا گیا پھر سب کو بغداد جانے کی اجازت مل گئی، امام احمد، محمد بن نوح سب سے پہلے مامون کے پاس بھیجا گیا لیکن اس کے باوجود مامون سے ملاقات نہیں ہوئی بلکہ اللہ نے اپنے بندہ اور ولی احمد بن حنبل کی دعا قبول کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مامون کو موت دے دی اور وہ بغداد واپس آ گئے اور عنقریب معتصم بن ہارون رشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب تفصیلات مکمل طور پر بیان ہوں گے جو انکو پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل گفتگو امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۴۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی۔

عبداللہ المامون ...... بن ہارون رشید العباسی القرشی الہاشمی ابو جعفر امیر المومنین ان کی والدہ ام ولد تھی جنہیں مراجل بادغیسیہ کہا جاتا تھا مامون کی ولادت ۱۷۰ھ میں ماہ ربیع الاول میں ان کے چچا ہادی کی وفات اور ان کے والد ہارون رشید کی خلافت جمعہ کی رات ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ مامون نے اپنے والد، ہشیم بن بشیر، ابو معاویہ ضریر، یوسف بن عطیہ، عباد بن عوام، اسماعیل بن علیہ، حجاج بن محمد الاعور سے احادیث روایت کی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے ابو حذیفہ اسحاق بن بشر، یحییٰ بن اکثم قاضی، ان کے بیٹے فضل بن مامون، معمر بن شبیب، ابو یوسف قاضی، جعفر بن ابی عثمان الطیالسی، احمد بن الحارث الشیعی، عمرو بن مسعدہ، عبداللہ بن طاہر بن حسین، محمد بن ابراہیم السلمی، دعبل بن علی الخزاعی نے روایت کی۔

راوی کا قول ہے کہ مامون کئی بار دمشق آیا ایک عرصہ تک اس نے وہاں قیام کیا۔

ابن عساکر نے ابو القاسم بغوی کے طریق سے احمد بن ابراہیم موصلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مامون سے شماسیہ میں سنا اس نے دو گھوڑوں کی دوڑ لگائی پھر لوگوں کے درمیان گھومنے لگا اور یحییٰ بن اکثم سے امور کے بارے میں پوچھنے لگا پھر اس نے کہا ہم سے یوسف بن عطیہ نے عن ثابت عن انس آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ابو بکر المانائی نے حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اکثم القاضی عن المامون عن ہشیم عن منصور عن الحسن عن ابی بکرۃ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے اور جعفر بن ابی عثمان طیالسی کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جعفر نے نماز عصر عرفہ کے روز مامون کی اقتداء میں ادا کی۔ سلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہنا شروع کر دی مامون نے کہا اے بے وقوفو! ابھی تکبیر نہیں۔ یہ ادائیگی ۱۰ ذی الحجہ کی سنت ہے چنانچہ اگلے روز منبر پر چڑھ کر اس نے تکبیر کہی پھر کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے ابن شبرمہ کے واسطے سے الشعبی عن البراء بن عازب عن ابی بردۃ بن نیار آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز عید سے قبل قربانی کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت مقدم کیا۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنے والے نے سنت کی پیروی کی۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اللھم اصلحنی واستصلحنی واصلح علی یدی۔

مامون ۱۹ محرم ۱۹۸ھ کو اپنے بھائی کے قتل کے بعد خلیفہ بنا ۲۰ سال ۵ ماہ اس کی خلافت کا زمانہ ہے اس میں کچھ عرصہ اعتزال رہا، یہاں تک کہ اس نے ۲۰۱ھ میں علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس پہنایا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ بغداد کی اور عام عباسیوں پر یہ بات گراں گزری تھی۔ انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر کے ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر مامون نے ان پر غلبہ حاصل کر کے اپنی خلافت مستحکم کر لی تھی۔ مامون معتزلی تھا اس لئے کہ مامون نے ایک جماعت (جس میں بشر بن غیاث مریسی بھی تھا) سے ملاقات کی تھی پھر انہوں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن مامون نے ان سے یہ مذہب حاصل کر لیا۔ مامون علم سے محبت کرتا تھا لیکن اسے اس میں بصیرت حاصل نہیں تھی اسی وجہ سے باطل مذہب اس میں داخل ہو کر رائج ہو گیا تھا

جس نے لوگوں کو اس کی دعوت دی اور بہت سے لوگوں کو اس میں قتل کیا۔ اس کے آخری ایام کا واقعہ ہے۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے مامون سفید، میانہ قد، خوبصورت، [illegible] کے بال [illegible] جس پر زردی غالب تھی، آنکھیں بڑی بڑی [illegible] اور تنگ جبین تھا اس کے رخسار پر سیاہ تل تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جسے مراجل کہا جاتا تھا۔ خطیب نے [illegible] محمد بن عباد کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں تھا لیکن یہ غریب ہے اس لئے کہ خلفاء کی ایک تعداد حافظ قرآن تھی۔

دوسروں کا قول ہے کہ مامون کا ماہ رمضان میں ۳۳ ختم القرآن کا معمول تھا ایک روز مامون املاء حدیث کے لئے تیار ہوا اس کے ارد گرد قاضی یحییٰ بن اکثم اور ایک بڑی جماعت بیٹھ گئی۔ مامون نے انہیں حفظ سے ۳۰ احادیث لکھوائیں۔ مامون کو فقہ، طب، شعر، فرائض، علم کلام، نحو، غرائب، حدیث اور علم نجوم میں مہارت حاصل تھی۔ اور زیج مامونی اسی کی طرف منسوب ہے اس نے سنجار کے میدان میں کرۂ ارض کی مقدار کی پیمائش کی تو اس کے اندازہ کے مطابق تھا۔ کئی باتوں میں منفرد ہو گیا ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ایک روز مامون کے سامنے علماء اور امراء کی مجلس لگی ہوئی تھی ایک عورت ظلم کی شکایت لے کر آئی اس نے بتایا کہ اس کے بھائی کی وفات ہوئی ہے اس نے ترکہ میں ۶۰۰ دینار چھوڑے ہیں مجھے ان میں سے صرف ایک دینار ملا ہے۔ مامون نے فی البدیہہ کہا تجھے تیرا حق پورا ملا ہے کیونکہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، ماں، بیوی، بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی ہے اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ مامون نے کہا دو بیٹیوں کو دو تہائی یعنی چار سو دینار مل گئے، والدہ کو سدس ۱۰۰ مل گئے، بیوی کو ثمن ۷۵ مل گئے، بارہ بھائیوں کے ہر بھائی کو دو دینار مل گئے، اس کے بعد صرف ایک دینار بچا وہ تجھے مل گیا۔ علماء اس کی حاضر جوابی اور تیز ذہنی پر انگشت بدنداں رہ گئے یہ روایت حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

ایک شاعر مامون کے پاس آیا جس نے اس کے بارے میں ایک اچھا شعر کہا تھا جب اس نے وہ شعر مامون کو سنایا تو اس نے اس سے کوئی خاص التفات نہ کیا اور وہ شاعر ناراض ہو کر مامون کے دربار سے چلا گیا اس شاعر کی عمارہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے اس سے کہا کیا میں تجھے ایک تعجب کی بات نہ بتاؤں میں نے مامون کو یہ شعر سنایا اس نے مجھ پر کوئی التفات نہ کیا اس نے اس شعر کے بارے میں پوچھا اس نے کہا یہ شعر ہے مامون امام الہدیٰ دین میں مشغول ہے اور لوگ دنیا میں مشغول ہیں۔ اس نے کہا تو نے زیادہ سے زیادہ اس شعر کے ذریعے مامون کو محراب کا زاہد عابد بنا دیا تو نے اس کے بس میں [illegible] جیسا عمر بن عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کچھ کہا جا سکتا ہو۔

(۱) اللہ دنیا میں جو مصافحہ کرنے والا [illegible] کے متعلق [illegible] سے اعراض کرنے والا ہے

مامون نے ایک روز اپنے ایک ہم نشین سے کہا وہ شعر [illegible] کا اول مجھے لکھ کر دے۔

(۱) [illegible] کی ایسی [illegible] سے معلوم ہوا [illegible] کی دوست کے [illegible] میں [illegible] ہے۔

(۲) شریح کا قول ہے کہ [illegible] کے ساتھ ملامت ہو [illegible] سے ملامت کرنے والا اس کی دوستی کا طالب ہوتا ہے۔

مامون کا قول ہے ایک روز میں مجلس کی بجائے [illegible] سے جا ملا میں نے [illegible] ایک شخص [illegible] دیکھا جو میری طرف [illegible] والے شخص کو اس طرح پایا کہ مجھ پر تعجب کرنے والے کی طرح [illegible] اس نے ایک شعر کہا

(۱) [illegible] ایک سال کی ملامت کرنے کے بعد [illegible] کے بارے میں [illegible] ہے۔

یحییٰ بن اکثم کا قول ہے کہ میں نے مامون کو عید کے روز لوگوں کو خطبہ دیتے سنا اس نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا اے لوگو! [illegible] کیا [illegible] کی جزا [illegible] کی مدت دراز ہو گی۔ [illegible] اور حق کے لئے ہے [illegible] اور جنت کے لئے [illegible] حساب و کتاب [illegible] عذاب ہے اس روز کا [illegible] عمل کا حساب ہے اس روز [illegible] بعد جمعہ [illegible] ہے۔

ابن عساکر نے حضرت [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ میں مامون کے پاس گیا اس نے مجھ سے خیریت دریافت کرنے کے بعد [illegible] کے بارے مجھ سے پوچھا میں نے کہا [illegible] بادشاہوں کی [illegible] کرنے والا [illegible] حاصل کرتے ہیں [illegible] اس نے [illegible] تصدیق کی، پھر اس نے مجھے کہا آج تک میں نے جو کہا وہ تمہیں معلوم ہے میں نے کہا مجھے غیب کا علم نہیں اس نے کہا آج میں نے یہ شعر کہے

(۱) میں نے اس دین پر صبح کی جس پر میں چل رہا ہوں اور آج کی صبح میں اس کے بارے میں معذرت نہیں کروں گا۔
(۲) نبی کے بعد حضرت علی سے محبت کرتا ہوں اور صدیق و عمر کو گالی نہیں دیتا۔
(۳) پھر ابن عفان ابرار کے ساتھ جنت میں ہے جو مقتول اور صابر ہے۔
(۴) میں طلحہ و زبیر کو گالی نہیں دیتا اگرچہ کہنے والا کہے کہ انہوں نے غدر کیا۔
(۵) میں حضرت عائشہؓ کو بھی گالی نہیں دیتا جو ان پر افترا کرتے ہیں ہم ان کے افتراء سے بری الذمہ ہیں یہ دوسرے مرتبہ کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر ترجیح دی جاتی ہے سلف کی ایک جماعت اور دار قطنی کا قول ہے کہ علی کو عثمان پر فضیلت دینے والے نے مہاجرین و انصار کو تکلیف دی۔ لیکن ان کے تین سو کے اجتہاد کو کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فوقیت دی یا اس کے بعد شیعوں کے غالی حالات ہیں جیسا کہ کتاب البلاغ الاکبر اور ناموس اعظم کے مصنف نے بیان کیا۔ یہ کتاب انہیں کفر اور الحاد تک پہنچانے والی ہے۔

ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص شیخین پر مجھے فضیلت دیتے ہوئے میرے پاس لایا گیا تو میں اس پر افتراء کی حد جاری کروں گا۔ لہٰذا آپ سے متواتر منقول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں مامون نے تمام مذہب کی حد تجاوز بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر دی اس کے علاوہ مامون نے ایک اور بدعت کی بنیاد رکھی اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ وہ بہت زیادہ شراب نوشی وغیرہ میں بھی مشغول رہتا تھا لیکن وہ جنگ کرنے، علماء کا احترام کرنے اور ان کے قرض ادا کرنے اور ملکوں کو فتح کرنے کے لحاظ سے بڑا بہادر اور جری تھا کہا کرتا تھا کہ معاویہ کے لیے عمرو بن العاص اور عبدالملک کے لیے حجاج تھا اور میں اپنے نفس کا صاحب ہوں اور وہ عدل کا خواہش مند تھا اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا تھا۔

ایک روز اس کے پاس ایک عورت مقدمہ لے کر آئی اس کا مخالف اس کے پاس کھڑا ہوا تھا مامون نے ابن اکثم سے جو پاس تھا کہا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مامون کے سامنے کھڑا کر دیا۔ عورت نے اس کے لڑکے عباس پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر چھین کر اس پر قبضہ کر لیا ہے تو دونوں کی آپس میں مناظرہ ہوا جس میں عورت نے بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا حاضرین میں سے کسی نے اسے ڈانٹا مامون نے اسے منع کرتے ہوئے کہا کہ حق نے اسے بولنے والا اور باطل نے اس کے لڑکے کو گونگا کر دیا ہے پھر مامون نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کیا اور مامون نے اپنے لڑکے عباس پر دس ہزار درہم لازم کر دیا۔

مامون نے ایک امیر کو لکھا کہ تیرے گھر کا سونے چاندی سے بھرا ہونا اور تیرے قرض خواہ کا ننگا ہونا اور تیرے پڑوسی کا فقر و فاقہ میں مبتلا ہونا جوانمردی نہیں۔

مامون نے ایک شخص کو اپنے سامنے کھڑا کیا کہ اس کے قتل پر قسم کھائی اس نے مامون سے نرمی کی درخواست کرتے ہوئے کہا اے امیر المومنین [illegible] خوب ہے۔ مامون نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں تو تیرے قتل پر قسم کھا چکا ہوں اس نے کہا اے امیر آپ کا حانث ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا قاتل بن کر ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔

مامون کہا کرتا تھا کہ اگر اہل جرم کو معلوم ہو جاتا کہ مجھے عفو کتنا محبوب ہے تو ان کا خوف جاتا رہتا اور ان کے قلوب خوش ہو جاتے ہیں۔

ایک روز مامون [illegible] اس نے [illegible] مامون [illegible] اپنے [illegible] کہا ہے مامون نے کہا اگر [illegible] میں اپنے اخلاق [illegible] بنا لوں۔

ھدبہ بن خالد مامون کے پاس ناشتہ کے لئے آئے جب دسترخوان اٹھنے کے وقت دسترخوان کے نیچے سے گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر کھانے لگے تو مامون نے ان سے پوچھا کیا آپ ابھی تک سیر نہیں ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ دسترخوان کے نیچے سے ٹکڑے اٹھا کر کھانے والے شخص سے فقر دور کر دیا جاتا ہے مامون نے انہیں ایک ہزار دینار دیئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن مہلب سے کہا اے ابا عبداللہ میں تجھے دس لاکھ درہم دے چکا ہوں اب

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

کرنے والا اور [illegible] ہے (۴) [illegible] اس کے [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] ختم ہونے والا ہے (۵) اے [illegible] تمہارے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہوا ہے۔

[illegible] نے [illegible] کہا اس شاعر کو آپ [illegible] نے کہا [illegible] اس [illegible] عیب [illegible] میں اسے [illegible] نہ سکا۔

جب معتضد نے قرطبہ کے آخری معرکہ جنگ کے لئے تیاری کی تو [illegible] اسے آخری عمر میں [illegible] تھا [illegible] نے اسے کہا [illegible] کو قتل کر دیا [illegible] اس نے یہ اشعار کہے

(۱) [illegible]

(۲) جب اس کے [illegible] اس کے [illegible] کیا [illegible] اس وقت بھی اس کے [illegible] کیا ہے۔

(۳) [illegible] نے [illegible] کو قتل کر دیا [illegible]

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جنگ کے وقت اپنے [illegible] لیتے ہیں اور دشمنوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ صبر کی حالت میں [illegible] جب [illegible] میں کہے گئے۔

(۱) [illegible]

(۲) ایک مرتبہ اس نے [illegible]

(۳) [illegible] والے ہیں۔

(۴) دنیا نے [illegible] دکھائے۔

(۵) [illegible]

۴۶۱ھ جب [illegible] کے وقت عصر کے بعد [illegible] سال کی عمر میں معتضد نے وفات پائی اس کی مدت حکومت [illegible] جب اس کی نماز جنازہ اس کے بیٹے ولی عہد [illegible] معتمد نے پڑھائی [illegible] قرطبہ میں [illegible] اس کی وفات پر یہ شعر کہے

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] نے اپنے [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) معتمد [illegible]

(۴) [illegible] معتمد [illegible]

(۵) مامون نے معتصم کو عبداللہ بن طاہر، اسحاق بن ابراہیم اور احمد بن ابی دؤاد کو اپنے ساتھ رکھنے اور ہر معاملہ میں ان سے مشورہ لینے کی وصیت کی۔

(۶) مامون نے معتصم کو یحییٰ بن اکثم سے علیحدہ رہنے کی وصیت کی اور کہا کہ اس نے کئی معاملات میں لوگوں کو دھوکہ دیا۔

(۷) علویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کے محسن کی قدر کرنا، ان کے بدکار سے درگزر کرنا اور ان کے سالانہ وظائف ان تک باقاعدگی سے پہنچانا۔

ابن جریر نے مامون کے حالات میں بیان کیا ہے کہ اس نے بہت سے عجیب اشعار کہے جنہیں یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں [illegible] ابن عساکر نے بھی بہت سی باتیں بیان کی ہیں۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

معتصم باللہ ابی اسحاق بن ہارون کی خلافت سن ۲۱۸ھ ماہ رجب طرطوس میں جمعرات کے روز مامون کی وفات سے قبل اس کی حالت مرض میں اس کے بھائی معتصم کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس کے بعد مامون کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض امراء نے مامون کے لڑکے عباس کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی مگر اس نے ان کے سامنے آ کر کہا یہ کیا بے وقوفی ہے میں نے معتصم کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اس کے بعد لوگ پرسکون ہو گئے اور فتنہ ختم ہو گیا اور اطراف میں معتصم کی خلافت کے خطوط بھیج دیئے گئے۔

معتصم نے طوانہ شہر میں مامون کی تعمیر کردہ عمارات کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور اس کے ہتھیار مسلمانوں کے قلعے کی طرف منتقل کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنے شہروں میں واپس لوٹنے کا حکم دیا پھر معتصم نے سوار ہو کر عباس بن مامون اور لشکر کی معیت میں بغداد کا رخ کیا چنانچہ وہ رمضان کے مہینے میں ہفتے کے روز بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا۔

اسی سال ہمدان، اصفہان، ماسبذان اور مہرجان کے بہت سے باشندے بابک خرمی کے دین میں داخل ہو گئے ان میں سے ایک جماعت نے ہمدان میں پڑاؤ کیا۔ معتصم نے ان کی طرف کئی لشکر روانہ کئے سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور اسے پہاڑی علاقوں کا حاکم بھی بنایا [illegible] چنانچہ وہ ذوالقعدہ کے مہینے میں روانہ ہوا اور اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے ساٹھ ہزار آدمی قتل کر دیئے اور باقی شہر روم بھاگ گئے۔

معتصم ہی کے ہاتھوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش شروع ہوئی اور آپ کو اس کے سامنے مارا پیٹا گیا جیسا کہ ۲۴۱ھ کے ذیل میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آ رہا ہے۔

اسی سال اعیان میں وفات پانے والے

بشر المریسی کے حالات بشر بن غیاث بن ابی کریمہ ابو عبدالرحمٰن المریسی المتکلم، معتزلہ کا شیخ، مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ ابتداء میں اس نے قاضی ابو یوسف سے فقہ حاصل کی اور ان سے حدیث روایت کی، اس کے بعد یہ علم کلام میں مشغول ہو گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے علم کلام سے منع کیا لیکن یہ باز نہیں آیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے انسان کا شرک کے سوا تمام گناہوں کی جزا ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا علم کلام میں جزا ہو کر ملاقات سے بہتر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد آمد کے موقع پر بشر سے ان کی ملاقات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ بشر قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال شنیعہ اس سے منقول ہیں۔ یہ مرجئہ کا قائد تھا [illegible] مریسیہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ کہتا تھا کہ سورج اور چاند کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ علامت کفر ہے۔ اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کیا [illegible] بدصورت تھا۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس کا والد یہودی رنگریز تھا۔ [illegible] مریس کی طرف منسوب ہے جو مصر کا ایک گاؤں ہے [illegible] نے اسی سال وفات پائی۔

ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب معافری ـــــ زیاد بن عبداللہ بکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت کے راوی ہیں اسی وجہ سے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے سیرت ابن ہشام کہا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے ان کی اصلاح کر کے ان میں کمی بیشی کی تھی۔ کچھ چیزیں درست کر کے لکھیں کچھ باتوں کی اصلاح کی نحو و لغت کے امام تھے مصر کے باشندے تھے۔

امام شافعی کی مصر آمد کے موقع پر ان سے ملاقات کی ایک دوسرے کو خوب عربی کے اشعار سنائے۔ اسی سال ۱۳ ربیع الاول مصر میں وفات پائی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی۔ سہیلی کا قول ہے ۲۱۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۹ھ

اسی سال محمد بن قاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا طالقان میں ظہور ہوا اس نے آل محمد کی رضامندی کی طرف دعوت دی بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے عبداللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی پھر وہ اس پر غالب آ گئے اور یہ بھاگ گیا بالآخر اسے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے معتصم کے پاس بھیج دیا۔ وسط ربیع الاول میں یہ معتصم کے پاس پہنچا اس نے ایک نہایت تنگ جگہ میں (جس کا طول ۳×۲ گز تھا) اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ تین دن بعد اسے کشادہ جگہ میں منتقل کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جاری کر دیا ایک خادم بھی اسے دیا یہ وہ مسلسل عید الفطر کی رات تک اسی میں رہا۔ عید الفطر کی رات لوگ عید کی تیاری میں لگ گئے یہ روشندان سے اسی کے ذریعے نکل کر بھاگ گیا پھر گمنام ہو گیا۔

اسی زمانہ میں گیارہ جمادی الاولیٰ کو اسحاق بن ابراہیم خرمیوں سے قتال کر کے اتوار کے روز بغداد واپس پہنچا۔ اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اس نے دشمن کے ایک لاکھ جانبازوں کا قتل کیا۔

سال رواں ہی میں معتصم نے عجیف کو ایک لشکر کے ہمراہ زط قوم سے قتال کرنے کے لئے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کیا ہوا تھا، وہ رہزنی کرتے تھے غلہ جات لوٹتے تھے۔ نو ماہ تک ان سے مسلسل لڑائی جاری رہی بالآخر وہ مقہور و مغلوب ہوئے ان کے ہزاروں افراد جلاوطن کر دیے گئے اس کے سرغنے محمد بن عثمان اور سملق نامی وغیرہ تھے جو بڑے چالاک اور شیطان تھے اللہ نے ان کے شر سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ سلیمان بن داؤد ہاشمی صاحب مسند اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ عبداللہ بن زبیر حمیدی، بخاری کے شیخ ابونعیم فضل بن دکین، علی بن عیاش، ابوغسان النہدی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۰ھ

اسی سال کے یوم عاشوراء میں عجیف کشتیوں کے ذریعے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے ان کو مشرقی بغداد میں اتارا گیا پھر انہیں چشمہ روم کی طرف بھیج دیا گیا رومیوں نے ان پر حملہ کر کے ان کی بیخ کنی کر دی ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا یہ ان سے آخری ملاقات تھی۔

اسی زمانہ میں معتصم نے حیدر بن کاؤس افشین کو ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ ملعون بابک خرمی سے قتال کے لئے تیار کیا اس کی پوزیشن بڑی مستحکم تھی اس کے متبعین آذربائیجان وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔

اس کا ظہور ۲۰۱ھ میں ہوا تھا یہ بہت بڑا زندیق اور شیطان تھا۔

افشین روانہ ہو گیا، افشین گھات لگانے قلعے تعمیر کرنے کے فن میں بڑا ماہر تھا۔ معتصم نے بغا کبیر کے ذریعے افشین کی فوج اور اس کے متبعین کے خرچ کے لئے ایک بھاری مالی رقم بھیجی، افشین اور بابک کی مڈبھیڑ ہوئی افشین نے بابک کے ایک لاکھ سے زائد افراد قتل کئے بابک کمزور ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا یہ پہلی شکست تھی جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہوئی۔ ان کے درمیان بے شمار معرکے ہوئے ابن جریر نے سب کی تفصیل بیان کی۔

اسی زمانہ میں معتصم نے بغداد سے نکل کر قاطول میں قیام کیا۔

اسی برس معتصم عظیم مرتبہ کے بعد فضل بن مروان سے ناراض ہو گیا اس کو وزارت سے معزول کر کے اس کا مال چھین کر اسے جیل میں بھیج کر دیا اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن زیات کو وزیر بنا دیا۔

اسی سال بھی گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ آدم بن ابی ایاس، عبداللہ بن رجاء، عفان بن مسلم، مشہور قاری قالون، ابو یحییٰ یزید حنفی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۱ھ

اسی سال بغا کبیر اور بابک کے درمیان خوفناک معرکے ہوئے بابک نے بغا کبیر کو شکست دے کر اس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا پھر افشین اور بابک کے درمیان جنگ ہوئی جس میں افشین نے اس کے بہت سے افراد قتل کر دیئے۔

اسی سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ عاصم بن علی، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، عبدان، ہشام بن عبیداللہ الرازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۲ھ

اسی سال معتصم نے بابک سے جنگ کے لیے افشین کی مدد کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کیا فوج کے خرچ کے لیے افشین کے پاس تیس کروڑ درہم بھیجے ہوتے اس سال گھمسان کا رن پڑا۔

افشین نے بابک کے شہر البذ کو فتح کر کے اسے مباح کر دیا یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے روز کا واقعہ ہے یہ کامیابی خوفناک معرکوں، شدید جنگوں اور بڑی کوشش کے بعد ہوئی ابن جریر نے اس کو خوب طوالت سے بیان کیا حاصل یہ کہ افشین نے شہر پر قبضہ کر کے بزور طاقت اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔

بابک کی گرفتاری کا واقعہ..... جب مسلمانوں نے بابک کے شہر پر قبضہ کر لیا جو اس کا دار السلطنت تھا وہ اپنے ساتھیوں بیوی بچوں اور والدہ سمیت وہاں سے بھاگ گیا پھر وہ مختصر سی ایک جماعت کے ساتھ الگ ہو گیا اسے کہیں زاد راہ کھانا بھی ختم ہو گیا ایک کاشتکار کے پاس سے ان کا گزر ہوا بابک نے اپنے غلام سے کہا یہ سونا لے جاؤ کاشتکار کو دے کر اس کے بدلے روٹیاں لے آؤ چنانچہ وہ اس سے روٹیاں لینے گیا اور اس کاشتکار کے ساتھی نے غلام کو روٹیاں لیتے دیکھ کر سمجھا کہ اس نے کاشتکار سے روٹیاں چھینی ہیں۔ وہ غلام کے خلاف دعویٰ کرنے کے لیے ایک قریبی قلعہ میں خلیفہ کے نائب سہل بن سنباط کے پاس چلا گیا۔ وہ خود سوار ہو کر غلام کے پاس آیا اس نے اس سے واقعہ کی بابت پوچھا غلام نے جواب دیا کہ میں نے سونا دے کر اس کے بدلے اس سے روٹیاں لی ہیں سنباط نے پوچھا تو کون ہے؟ اولاً غلام نے چھپانے کی کوشش کی لیکن پھر سنباط کے اصرار پر جواب دیا میں بابک کا غلام ہوں۔

سنباط نے پوچھا بابک کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ فلاں جگہ بیٹھا ہے اور ناشتے کی تیاری کر رہا ہے۔ سہل بن سنباط غلام کے ساتھ چل پڑا جب اس کی بابک پر نظر پڑی تو پیدل چل کر اس کے قریب پہنچا اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا اے میرے آقا آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا روم کا ارادہ ہے سنباط نے پوچھا روم میں آپ کس کے پاس جائیں گے؟ جو میرے قلعہ سے بھی زیادہ محفوظ ہے میں آپ کا غلام ہوں اور میرا علاقہ سنباط مسلسل اسی قسم کی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ اسے راضی کر کے اپنے ساتھ قلعہ میں لے گیا وہاں پر سنباط نے اس کا خرچ جاری کر دیا بہت سے تحفے تحائف اس کی خدمت میں پیش کیے۔

اس کے بعد سنباط نے افشین کے پاس اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اس کی گرفتاری کے لیے دو امیروں کو روانہ کیا جنہوں نے قلعہ کے قریب

چنانچہ انہوں نے سنباط کو خط کے ذریعے اپنی آمد سے مطلع کیا اس نے کہا تم میرا پیغام آنے تک اسی جگہ ٹھہرے رہو پھر ایک روز سنباط نے بابک سے کہا آپ مسلسل قلعہ میں رہنے سے اکتا گئے ہوں گے ہم نے آج شکار پر جانے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے ساتھ شکاری کتا اور باز بھی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سیر و تفریح کے لئے ہمارے ساتھ شکار پر چلیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ ابن سنباط بابک وغیرہ شکار کے لئے نکلے سنباط نے ان دونوں امیروں کو اطلاع دی کہ فلاں دن فلاں جگہ پر پہنچ جاؤ جب بابک وغیرہ اس جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں امیر لشکروں کے ساتھ سامنے آ گئے انہوں نے بابک کا محاصرہ کر لیا ابن سنباط بھاگ گیا جب وہ امیر اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے بابک کو سواری سے اترنے کا حکم دیا۔

بابک نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا ہم افشین کے بندے ہیں بابک اسی وقت سواری سے اتر گیا اس وقت اس کے پاس سفید زرہ تھی اس نے چھوٹے موزے پہنے ہوئے تھے ابن سنباط کی طرف دیکھ کر اس نے کہا تیرا برا ہو تو نے مجھ سے مال طلب کیوں نہیں کیا میں تجھے اس سے زیادہ مال دیتا پھر وہ سوار ہو کر اسے افشین کے پاس لے گئے جب وہ قریب پہنچے تو افشین نے نکل کر اس کا استقبال کیا دونوں کی ملاقات ہوئی بابک کو پیدل چلنے کا حکم دیا افشین خود بھی پیدل چل رہا تھا یہ ایک بدترین دن تھا یہ اسی سال دس شوال کا واقعہ ہے اس کے بعد افشین نے بابک کو اپنی نگرانی میں جیل میں رکھا معتصم کو اس کی اطلاع دی معتصم نے افشین کو بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ ان دونوں کو خطوں کی نگرانی میں بغداد بھیج دو لیکن افشین خود انہیں لے کر نہیں گیا۔ اس سال گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابوالیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن غیاث، مسلم بن ابراہیم، یحییٰ بن صالح اور عفان نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۳ھ

اسی سال تین صفر جمعرات کے روز افشین بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے معتصم کے پاس سامرا آیا۔ معتصم نے اپنے لڑکے واثق کو افشین کے استقبال کا حکم دیا۔ معتصم کو بابک کے معاملہ کی بڑی فکر تھی اس لئے کہ ہر روز اس کے پاس اس کی خبریں آتی رہتی تھیں۔ معتصم بابک کی آمد سے دو روز قبل [illegible] کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس گیا لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں تھا معتصم اس کی طرف دیکھ کر واپس آ گیا جب اس کی آمد کا دن آیا تو معتصم نے تیاری کی لوگوں نے دو صفیں بنا لیں۔ معتصم نے بابک کو ہاتھی پر سوار ہونے کا حکم دیا تا کہ اس کا معاملہ مشہور ہو اور لوگ اسے پہچان لیں۔ بابک نے ریشم کا جبہ اور سمور کی گول ٹوپی پہنی ہوئی تھی انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اس کے اطراف کو رنگ دیا اسے ریشم اور دیگر سامان سے آراستہ کیا۔ ایک شاعر نے اس پر شعر کہے:

"ہاتھی کو اس کی عادت کے مطابق رنگ دیا گیا اس پر خراسان کا شیطان سوار ہے۔"

جب معتصم کے سامنے اسے کھڑا کیا گیا تو معتصم نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اس کے سر کے ٹکڑے کرنے اس کے پیٹ چاک کرنے کا حکم دیا پھر اس کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اس کے جسم کو سامرا میں صلیب دی گئی بابک نے قتل کی رات شراب نوشی کی تھی وہ اسی سال ۱۳ ربیع الثانی جمعرات کی شب تھی اس ملعون نے اپنے دور حکومت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یہ ابن جریر کا قول ہے علاوہ ازیں اس نے بیشمار لوگوں کو گرفتار کیا تھا۔ افشین نے سات ہزار چھ سو مسلمان قیدی اس سے چھڑوائے تھے اس نے اس کی اولاد سے سترہ آدمی اور اس کی بیویوں اور لڑکوں کی بیویوں سے ۲۳ خواتین گرفتار کی تھیں۔ بابک دراصل ایک بدشکل [illegible] سے پیدا ہوا تھا اس کے حالات یہاں تک پہنچ گئے جہاں تک [illegible] گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں اور کئی عوام کو فتنے میں مبتلا کرنے کے بعد اس کے شر سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

بابک کے قتل کے بعد معتصم نے افشین کو تاج پہنایا اور ہیرے کے دو ہار [illegible] علاوہ ازیں بیس کروڑ درہم بھیجے اور سندھ کی ولایت اس کے نام لکھ دی معتصم نے افشین نے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور بابک کے شہر پر قبضہ کرنے اس کو چٹیل میدان بنانے پر شعراء کو حکم دیا کہ وہ افشین کے پاس جا کر اس کے بارے میں مدحیہ اشعار کہیں۔ چنانچہ شعراء نے اس کے بارے میں بڑے اچھے اشعار کہے۔ ان میں سے ابوتمام الطائی بھی ہے اس نے ابن جریر نے اس کا پورا قصیدہ نقل کیا ہے یہ بھی اسی کے اشعار ہیں:

(۱) [illegible] نے البذ شہر پر فتح حاصل کر لیا اور وہاں [illegible] بابک [illegible] جنگل [illegible] ہیں۔

(۲) اس حکومت نے جس سرکشی [illegible] استقلال [illegible] بلندی حاصل ہوئی۔

(۳) [illegible] شرقی [illegible] سے [illegible] کی [illegible]۔

(۴) [illegible] نے سامرا میں داخل [illegible] آ گیا تھا۔

(۵) اس [illegible] کے باشندوں کی [illegible] ہیں۔

(۶) [illegible] سے قتل [illegible] رہا کر دیا گیا ہے۔

اس سال ۲۲۳ ہجری میں رومی بادشاہ توفیل بن میخائیل نے اہل ملطیہ اور اس کے مضافات کے باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں ہرا کر بہت سے مسلمان قتل کر دیے اور بے شمار گرفتار کر لیے گرفتار شدگان میں ایک ہزار معروف خواتین تھیں رومیوں نے گرفتار شدگان کے [illegible] مسلمان افواج ان کے [illegible] [illegible] کی حفاظت کرنے [illegible] کوئی [illegible] کرنے والا کوئی نہ تھی۔

چنانچہ قتل [illegible] سے مقابلہ کیا تھا اس سے شکست کھا کر پہاڑوں میں چھپ گئے [illegible] معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اس نے اسی وقت فوجوں کو تیاری کا حکم دیا [illegible] معتصم نے پوچھا ان کا کون سا شہر سب سے زیادہ مضبوط ہے [illegible] عموریہ [illegible] اسلام [illegible] آج تک [illegible] رومیوں کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ محترم ہے۔

معتصم کے ہاتھوں عموریہ شہر کی فتح ... جب معتصم بابک کے قتل اور اس کے شہر پر قبضے سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجوں کو [illegible] [illegible] اپنے ساتھ [illegible] جنگ [illegible] [illegible] افشین [illegible] [illegible] آ [illegible] کا [illegible]۔

[illegible] افشین [illegible] [illegible] افشین [illegible] [illegible] ماہ شعبان [illegible] [illegible] افشین [illegible] [illegible]۔

[illegible] معتصم [illegible] افشین نے [illegible] معتصم نے [illegible] افشین [illegible] معتصم

اور قلب کا امیر خاص [illegible] لشکروں کے درمیان [illegible] کا انتظام تھا معتصم نے [illegible] اپنے لشکروں کا میمنہ میسرہ قلب مقدمہ ساقہ ترتیب دیئے [illegible] جس بستی پر بھی ان کا گزر ہوا اسے ویران کر دیا [illegible] کے اموال پر قبضہ کر لیا [illegible] کے بعض سب کو ساتھ [illegible] معتصم عموریہ کی طرف روانہ ہوا انقرہ اور عموریہ کے درمیان سات مرحلوں کا فاصلہ تھا۔

سب سے پہلے ۶ رمضان جمعرات کے روز [illegible] اشناس عموریہ پہنچا اس نے اس کا چکر لگایا اس کے بعد [illegible] دوسرے روز [illegible] معتصم [illegible] اس کا چکر لگا کر اس کے قریب ہی اترا۔ عموریہ کے باشندوں نے [illegible] قلعہ بند کر لیا [illegible] عموریہ [illegible] بڑی فصیلوں اور بڑے برجوں والا نہایت مضبوط شہر تھا۔

معتصم نے برجوں کو امراء پر تقسیم کر دیا اور ہر امیر اپنے حصہ کے برج کے سامنے آ گیا معتصم اس جگہ کے سامنے اترا جہاں اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔ ایک مسلمان [illegible] عیسائی بن گیا تھا [illegible] اس نے شادی کی تھی جب اس نے امیر المومنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا اور خلیفہ کے پاس آ گیا اس نے سلام کر کے معتصم کو فصیل کی اس جگہ کی رہنمائی کی جو سیلاب سے گر گئی تھی [illegible] عمارت بنا دی گئی تھی۔ معتصم نے [illegible] منجنیقیں نصب کیں سب سے پہلے [illegible] گر گئی [illegible] مسلمانوں نے [illegible] اسے [illegible] معتصم [illegible] سے بند کر دیا۔

معتصم [illegible] انہوں نے [illegible] کے لئے [illegible] فصیل [illegible] شہر [illegible] شاہ روم [illegible] کے پاس [illegible]

جب وہ غلام مسلمانوں کے لشکر کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو ان پر شک ہو گیا مسلمانوں نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے [illegible] مسلمان انہیں معتصم کے پاس لے گئے اس نے ان سے [illegible] شاہ روم کے [illegible] معتصم نے [illegible] مسلمانوں [illegible]

معتصم نے [illegible] سے بچنے کے لئے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] معتصم نے [illegible] فصیل [illegible] مسلمانوں [illegible] معتصم [illegible] مسلمانوں [illegible]

گئے یہاں اپنے ٹھکانے کو بھاگ گئے مسلمانوں نے جہاں کہیں پایا انہیں قتل کر دیا اسی طرح مسلمانوں نے [illegible] ایک گرجے میں [illegible] آگ لگا دی [illegible] اور جو اس میں موجود تھے ان کو قتل کر دیا اس نے [illegible] کو جلا دیا ایک مقام کے علاوہ کوئی ٹکڑا مکان نہ بچا [illegible] باقی تھی جس میں ان کا نائب یاطس [illegible] ہوئی تھی۔

معتصم گھوڑے پر سوار ہو کر یاطس کے قصر کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا [illegible] نے منادی کی اے یاطس تیرے سامنے امیر المومنین کھڑے ہیں جواب ملا کہ یہاں یاطس نہیں ہے معتصم غصے میں [illegible] آواز آئی یاطس [illegible] [illegible] معتصم [illegible] کیا گیا [illegible] گردن میں [illegible] خلیفہ کے سامنے لایا گیا [illegible] کے ساتھ خیمہ تک [illegible] معتصم نے [illegible] [illegible] اس سال [illegible] معتصم [illegible] گیا۔

عباس بن مامون کا قتل ۔۔۔ عباس اپنے چچا معتصم کے ساتھ غزوہ عموریہ میں شریک تھا اور [illegible] اپنے والد کی وفات کے بعد خلافت حاصل نہیں کر سکا تھا عجیف بن عنبسہ نے اسے اس بات پر ملامت کی اور معتصم کی بیعت کرنے پر شرمندہ کیا اور مسلسل اس کے کان بھرتا رہا حتیٰ کہ عباس نے معتصم کی خلافت ختم کرنے کے لیے امراء سے اپنی بیعت لینے پر اس کی بات مان لی اس نے اس کام کے لئے [illegible] حارث سمرقندی کو تیار کیا اس نے خفیہ طور پر امراء سے عباس کی بیعت لی اور ان سے عہد و پیمان لیا [illegible] اپنے چچا کا قتل [illegible] جب معتصم [illegible] پہنچا اس وقت [illegible] عجیف نے عباس کو [illegible] معتصم کو قتل کرنے اور [illegible] اپنی بیعت لے کر [illegible] عباس نے جواب میں کہا معتصم کو قتل کر کے [illegible] [illegible] جب [illegible] مال غنیمت میں مشغول ہو گئے عجیف نے اسے معتصم کے قتل کا اشارہ کیا [illegible] عجیف سے [illegible] معتصم کو قتل کرنے کا وعدہ کر لیا۔

جب وہ عموریہ سے واپس ہوئے تو معتصم کو اس کی اس بات کا علم ہو گیا اس نے [illegible] اس نے حارث سمرقندی کو پکڑ کر تحقیق کی اس نے ساری بات بتا دی۔ معتصم نے اس سے [illegible] اپنے بھتیجے عباس کو پکڑ کر [illegible] [illegible] معتصم نے عباس کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیان [illegible]

[illegible] معتصم نے [illegible] [illegible] [illegible] معتصم نے اپنے بھتیجے [illegible] [illegible]

[illegible] خلافت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معتصم نے [illegible] [illegible]

[illegible] سامرا [illegible]۔

واقعات ۲۲۴ھ

اسی سال آلِ طبرستان میں مازیار بن قارن بن یزد ہرمز ظاہر ہوا۔ یہ بلادِ خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر کو خراج دینے پر راضی نہیں تھا بلکہ وہ براہِ راست خلیفہ کو دینا چاہتا تھا تو جب وہ بعض شہروں کی طرف جاتا [illegible] سے خراج خلیفہ کو بھیجتا تاکہ خلیفہ اس پر قبضہ کر لے اس سے [illegible] ہوا [illegible] چپکے چپکے [illegible] بالآخر اس نے بغاوت کر دی اور معتصم کی مخالفت شروع کر دی اور [illegible] سے [illegible] کے بعد ہو گیا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس نے افشین کی بھی مدد کی تھی تاکہ عبداللہ بن طاہر کے مقابلے سے عاجز آ جانے پر معتصم اسے اس کی جگہ بلادِ خراسان کا والی بنا دے۔ معتصم نے اس کی طرف اسحاق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم بن مصعب کو ایک بڑے لشکر کے امراء اور نائبان کے درمیان بھیجا اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی ہے۔ بالآخر مازیار کو گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس لایا گیا۔ ابن طاہر نے افشین کے خطوط کا اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کر لیا۔ اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو اس نے معتصم کے لیے تحفہ کے طور پر رکھے تھے معتصم کے پاس بھیج دیا۔ جب خلیفہ کے سامنے اسے لایا گیا تو خلیفہ نے اس سے افشین کے خطوط کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے حتیٰ کہ وہ مر گیا اور بغداد کے پل پر بابک خرمی کے سامنے سولی دی گئی اور اس کے قریبی اور خاص خاص لوگوں کو قتل کر دیا۔

اسی دوران میں افشین نے اترجہ بنت اشناس سے اپنے بیٹے حسن کی شادی کی اور سامرا میں معتصم کے محل میں رخصتی ہوئی اور وہاں شاندار دعوتیں دی گئیں [illegible] معتصم [illegible] کہ ان کی داڑھیوں پر غالیہ خوشبو لگائی گئی۔

اسی سال آذربائیجان میں افشین کے قریبی رشتہ دار منکجور اشروسنی نے بغاوت کر دی کیونکہ افشین نے بابک کو قتل کرنے کے بعد شہروں پر [illegible] اسے بہت سے اموال حاصل کرنے کا پتہ چلا تو اس نے ان اموال کو معتصم سے چھپا لیا [illegible] عبداللہ بن عبدالرحمن [illegible] نے خلیفہ کے پاس اس کی خبر بھیج دی تو منکجور نے اس کی تکذیب کی اور اس نے عبداللہ کے قتل کا ارادہ کیا تو اہلِ اردبیل نے اسے اس سے بچا لیا۔ جب خلیفہ پر اس کا جھوٹ واضح ہو گیا تو اس نے اس کی طرف بغا کبیر کو بھیجا اس نے اس سے جنگ کی پھر اس کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔

اسی سال [illegible] کا انتقال ہوا کہتے ہیں کہ معتصم نے اسے قید کیا تھا [illegible] سامرا میں [illegible] اسی سال اس کی وفات ہوئی۔

اسی سال معتصم کے چچا ابراہیم بن مہدی بن منصور کی وفات ہوئی جو ابن شکلہ سے مشہور تھا [illegible] تھا ابن ماکولا کا قول ہے کہ یہ سیاہ فام تھا اور بڑی جسامت کی وجہ سے اسے تنین کہا جاتا تھا۔ ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کیے ہیں اور اس کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ دو سال تک اس نے اپنے بھائی رشید کی طرف سے دمشق میں امارت کے فرائض انجام دیئے پھر اس نے اسے معزول کر دیا پھر [illegible] دوبارہ وہاں کا امیر بنا دیا۔ [illegible] نے اس کی عدالت اور شجاعت کے مناقب بیان کیے ہیں۔ بغداد میں اس نے ۲۰۲ھ میں لوگوں سے بیعت لی اور اپنا لقب المبارک رکھا۔ ۲۰۳ھ میں مامون کی خلافت کے شروع میں جب وہ خراسان میں تھا حسن بن سہل نے ابراہیم سے جنگ کی تو ابراہیم نے اسے شکست دی پھر حمید الطوسی نے اس کا مقابلہ کیا تو ابراہیم شکست کھا گیا۔

پھر مامون کی بغداد آمد کے موقع پر وہ روپوش ہو گیا پھر مامون نے اس پر غلبہ پا کر اسے معاف کر دیا۔ اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ اور بارہ دن تھی۔ [illegible] ۲۲۴ھ میں ذی الحجہ کی [illegible] کو جمعہ کے روز فوت ہوا اور معتصم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

خطیب کا قول ہے کہ خلفاء کی اولاد میں ابراہیم بن مہدی جیسا فصیح [illegible] اور عمدہ شعر کہنے والا [illegible] سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا [illegible] بہت [illegible] تھا اور خلافت [illegible] مامون نے [illegible] سے [illegible]

اس کے بعد مجھ سے لوگوں کا [illegible] ابراہیم نے [illegible] بالکل ختم ہو گیا فضل نے کہا ابراہیم [illegible] میں آ کر [illegible] سے مامون پر
مامون کے اشعار [illegible] ابراہیم کے بارے میں چند اشعار کہے

(۱) اے میرے آقا کی مدت کو اپنے عطیات سے [illegible] ہو۔

(۲) [illegible] ہے [illegible] آزاد [illegible] ملتی نہیں [illegible] ہے

(۳) اور تمہارا ان سے [illegible] اختیار [illegible] کے لئے [illegible] پکارتی [illegible]۔

(۴) خلیفہ کی طرح [illegible] ہے اس [illegible] رہا ہے۔

اس نے [illegible] کے بعد اپنے بھائی کو [illegible] بدلے لئے تاکہ [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اس نے [illegible] آپ کا فضل [illegible] تو آپ [illegible] ہے مامون نے اس کا جواب دیا [illegible] کے لئے [illegible] ہے مامون نے [illegible] ابراہیم نے کہا۔

(۱) [illegible] میں نے اپنے [illegible] کی [illegible] ہو۔

(۲) اسی طرح [illegible] کے وقت کہا تھا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں مامون نے جواب دیا آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم جب مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے جرائم پر اسے سرزنش کی تو ابراہیم نے کہا اے امیر المومنین میں اپنے [illegible] کے سامنے [illegible] ہوں [illegible] آپ کا [illegible] مامون نے اس کے قتل کا حکم دیا [illegible] احمد بن ابی خالد نے کہا اے امیر اگر آپ اس کے قتل [illegible] تو آپ کو ایک حدیث سناؤں مامون نے کہا سناؤ اس نے کہا مجھ سے [illegible] نے [illegible] بیان کی ہے [illegible] قیامت کے روز عرش کے نیچے سے ایک منادی [illegible] سے لوگوں کو معاف کرنے والے [illegible] کی طرف [illegible] کھڑے ہو جائیں گے۔ مامون نے [illegible] کو قبول کرتے ہوئے [illegible] ابراہیم بن مہدی کے اشعار بہت عمدہ ہیں ابراہیم کی وفات ۲۲۴ھ میں [illegible] ذیقعدہ کے [illegible] اسی سال کے [illegible] جمعہ کے دن ۶۲ سال کی عمر [illegible] وفات پائی۔

سعید بن ابی مریم مصری، سلیمان بن حرب، ابو معمر [illegible] علی بن محمد المدائنی الاخباری، بخاری کے شیخ عمرو بن مرزوق [illegible] جس نے ایک ہزار [illegible] سے [illegible] اسی سال وفات پائی۔

ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی کے حالات لغت، فقہ، حدیث، قرآن، اخبار اور تاریخ کے امام تھے ان کی متعدد مشہور تصانیف ہیں [illegible] کتاب [illegible] کی [illegible] حدیث [illegible] کتاب [illegible] سے [illegible] کے [illegible]۔

[illegible] نے [illegible] کی کتاب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب کی تصنیف پر [illegible]
[illegible] ۲۱۸ھ [illegible]
[illegible] نے ابو عبید [illegible] کی کتاب [illegible] تصنیف ہے۔
[illegible]

(۱) [illegible]۔

(۲) آزمائش میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مددگار رہے۔
(۳) بھوک و تنگی میں یحییٰ بن معین کے مددگار رہے۔
(۴) غریب حدیث کی تصنیف میں ابو عبید کے مددگار رہے تاکہ آپ سے علم آئے تو لوگ فائدہ میں پڑ جائے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابو عبید ہراۃ کے ایک شخص کے غلام کے فرزند تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں آپ بہت بڑے عابد تھے۔ ابو عبید نے ابو زید انصاری، اصمعی، ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ، ابن الاعرابی، فراء اور کسائی وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی۔ اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ ہم ابو عبید کے محتاج ہیں اور ابو عبید ہمارا محتاج نہیں۔ احمد بن کامل نے ان سے احادیث اور ان کی تصانیف سے سماع پایا اور ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابو عبید ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونک دی گئی۔ آپ بڑے ادیب اور فقیہ تھے۔ قاضی احمد بن کامل کا قول ہے ابو عبید فاضل دیندار عالم ربانی اہل ایمان اہل اسلام اہل قرآن کے فنون میں ماہر تھے۔ قرآن، فقہ، عربیت، احادیث، حسن روایت میں بڑے کامل تھے۔ کسی نے کسی وقت ان کے علم اور کتب پر اعتراض کیا ہو، کتاب الاموال، کتاب فضائل القرآن اور بہت سی کتابیں ان کے علاوہ بھی ابو عبید کی تالیف کردہ ہیں۔

امام بخاری کے قول کے مطابق اسی سال، بعض کے قول کے مطابق گذشتہ سال مکہ یا مدینہ میں ۶۷ یا ۷۰ سال سے متجاوز عمر پا کر ابو عبید نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عثمان ابو الجماہر الدمشقی المقری، محمد ابن الفضل ابو النعمان السدوسی، صاحب حدیث البخاری، محمد بن حسن بن طالوت، سلیمان بن حرب، ابو عمر الحوضی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۵ھ

اسی سال محمد بن علی بن فرید کبیر کے ساتھ بغداد آیا۔ اسی سال معتصم نے جعفر بن دینار کو شاکریہ سے بدسلوکی کی وجہ سے معزول کر دیا اور ایتاخ اس کی جگہ عامل ہوا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بلال بن ... گدھے پر سوار کر کے بغداد بھیجا۔ معتصم نے اسے اپنے سامنے مار کھلوا کر کوڑے لگوائے، اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا اور بابک کی جانب اسے سولی دی گئی۔ مرنے سے پہلے اس نے اقرار کیا کہ افشین اس سے خط و کتابت کرتا تھا اور اسے خلافت سے بغاوت پر ابھارا کرتا تھا۔ معتصم نے اسے افشین کی تہمت کے بارے میں اس سے کہا ... اور افشین ملک فرغانہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح ایک ... حاکم بن کر ... وہاں ہو جائے اور خلیفہ کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور ان کے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے اور اس نے مسلمانوں کے خلاف ترک کو طلب کرنے کے لئے ... جانے کا ارادہ کیا ہے۔ معتصم نے ان سب باتوں سے ... اسے گرفتار کر لیا۔ معتصم نے اپنے قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی اور وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات اور اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم پر مشتمل مجلس منعقد کی۔ اس نے اس مجلس میں افشین پر ایسے الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ افشین اپنے اجداد کے دین پر قائم ہے۔

(۱) یہ کہ افشین غیر مختون ہے۔ افشین نے اس کی تکلیف کے خوف کا عذر کیا۔ قاضی نے کہا تم ان سے بہتر ہو کر اعتبار اس سے کہا کہ جنگ میں تم نیزہ زنی کرتے ہو تو اس کی تکلیف سے تمہیں ڈر نہیں اور تمہیں کھال کے کٹنے کا ڈر ہے۔
(۲) یہ کہ ایک امام اور مؤذن نے مسجد بنائی تو اس نے انہیں ہزار ہزار کوڑے لگائے۔
(۳) اس کے پاس ایک کتاب کلیلہ و دمنہ مصور صورت میں ہے جس نے اسے جواہرات اور سونے سے آراستہ کیا ہوا ہے۔ افشین نے عذر کیا ہے کہ یہ کتاب اسے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔
(۴) یہ کہ اہل مجوس سے خط و کتابت ان القاب سے کرتے تھے کہ تو غلاموں میں سے ایک ہے اور وہ ... یہ بات کا اقرار کرتا ...

جب افشین نے کہا کہ میں نے اس پر بندش اس لیے نہیں کی کہ میرے آباؤ اجداد سے اسی طرح خط و کتابت کیا کرتے تھے اور مجھے اس کے ترک سے اپنی ذات کا اندیشہ ہے۔

موبذ نے کہا تو بتا کہ تو نے فرعون کے لئے کیا باقی رہنے دیا، جس نے انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا تھا۔

(۵) افشین کی مازیار سے بھی خط و کتابت تھی جس کے ذریعے وہ [illegible] بغاوت پر اکساتا تھا۔

(۶) افشین تو مجھے بھی بابک کی مانند لگتا ہے جو اس کے کام میں اس پر غلبہ کا خواہاں ہے۔

(۷) افشین گلا گھونٹی ہوئی مرغی کو ذبح شدہ بکری کے گوشت پر ترجیح دیتا ہے۔

(۸) افشین پر جو [illegible] جس کے بعد معتصم نے اسے قتل کر کے [illegible] افشین نے کہا مجھے تم سے اسی بات کی توقع تھی۔ اسی سال [illegible] سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔ [illegible] ابو عمر جرمی نحوی [illegible] ابو دلف عجلی [illegible] نے اسی سال وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ کے حالات: یہ ابو الحسن الاخفش الاوسط [illegible] نحوی ہیں [illegible] تصنیف [illegible] میں سے کتاب معانی القرآن، کتاب الاوسط فی النحو وغیرہ ہیں۔ علم عروض پر بھی انہوں نے کتاب لکھی [illegible] اخفش کے لقب سے مشہور [illegible] سیبویہ کے شیخ ابو الخطاب [illegible] اخفش [illegible] سعید بن مسعدہ اوسط [illegible] علی بن سلیمان اخفش کے لقب سے مشہور ہوا۔ [illegible] وفات اسی سال ۲۲۵ھ میں ہوئی۔

الجرمی النحوی کے حالات: صالح بن اسحاق ابو عمر الجرمی [illegible] اصمعی سے [illegible] سیبویہ کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

[illegible] ابن خلکان نے بیان کیا ہے [illegible] ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

واقعات ۲۲۶ھ

اسی سال ماہ شعبان میں افشین نے جیل میں وفات پائی، معتصم کے حکم پر اسے سولی دی گئی پھر جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں پھینک دی گئی۔ [illegible] سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

[illegible] اسماعیل بن ابی اویس [illegible] نے اسی سال وفات پائی۔

ابو دلف عجلی: [illegible] ادریس بن معقل [illegible] ابو دلف عجلی [illegible] کتاب [illegible] کے لقب

قاضی جلال الدین قزوینی اپنی نسبت ابودلف کے خاندان کی نسبت کی طرف کرتے تھے ابودلف کریم سخی اور عاقل شخص تھا۔ شعراء ہر طرف سے اس کے پاس آتے تھے اور اسی طرح اہل علم بھی اس کے پاس آتے اور اس کی بخشش حاصل کرتے اور وہ ان میں سے تھا۔ یہ ادیب اور گانے میں ماہر تھا۔ ابودلف نے چند کتابیں لکھیں جن میں سے سیاست الملوک، بازوں اور شکار کے بارے میں، ہتھیار وغیرہ کے بارے میں ہے۔ بکر بن نطاح شاعر نے اس کی مدحت میں خوب اشعار کہے۔

(۱) اے کیمیا اور اس کے علم کے طالب، ابن عیسیٰ کی مدح تو سب سے بڑا کیمیا ہے۔
(۲) اگر زمین پر صرف ایک درہم باقی بچے اور تو ابن عیسیٰ کی مدح کرے تو تجھے وہی ایک درہم مل جائے گا۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ ابودلف نے اس شاعر کو ان دو شعروں پر دس ہزار درہم دیئے ابودلف نہایت عمدہ شخص تھا اور اس نے زندگی کی لذات کو پورا کیا اس کے بعد اس نے [illegible] اس کے انتقال سے قبل اس کی توبہ مکمل تھی۔ دلف بن ابودلف نے اس کی تحقیر کی [illegible] ابودلف تشیع کی طرف مائل تھا اس کا بیٹا کہتا تھا کہ جو غالی شیعہ نہیں ہے وہ کافر ہے۔

ایک روز اس کے لڑکے نے کہا [illegible] میں نے تیری والدہ سے خریدنے سے قبل اس سے تعلقات کئے تھے اور یہ اسی کا اثر ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے نے خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اس نے اسے کہا امیر کو جواب دو وہ کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ چل پڑا اس نے مجھے ایک وحشت ناک گھر میں داخل کیا جس کی دیواریں سیاہ چھت اور دروازے بند تھے۔ پھر اس نے مجھے سیڑھی کے ذریعے ایک بالاخانے میں داخل کیا جس کی دیواریں [illegible] اور زمین پر راکھ کے نشان تھے اور میں نے دیکھا ابودلف ننگا بیٹھا اور اپنے گھٹنوں کے درمیان سر رکھے بیٹھا تھا اس نے سوالیہ انداز میں مجھ سے پوچھا دلف ہے میں نے اثبات میں جواب دیا پھر اس نے یہ اشعار پڑھے

(۱) ہمارے گھر والوں کو ہماری تکلیف سے مطلع کر جو ہمیں لاحق ہے اور جو ہم نے برزخ میں پائی ان سے چھپا مت۔
(۲) ہم سے ہمارے تمام اعمال کے بارے میں سوال کیا گیا ہے تم میری وحشت اور جس سے میں نے ملاقات کی اس پر رحم کرو۔
(۳) اگر مرنے کے بعد ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کے لئے راحت ہوتی۔
(۴) لیکن موت کے بعد ہمیں اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا پھر ہم سے تمام اعمال کی بابت سوال کیا گیا۔

واقعات ۲۲۷ھ

اس سال سرحدی علاقوں کے ایک باشندے ابوحرب مبرقع یمانی نے شام میں خلیفہ کی اطاعت سے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی کیوں کہ ایک سپاہی نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ عورت کے مزاحمت کرنے پر سپاہی نے اس کے ہاتھ پر مارا جس کا نشان اس کی کلائی پر پڑ گیا جب اس کے شوہر ابوحرب کو پتہ چلا تو اس نے اس سپاہی کو قتل کر دیا اس کے بعد ابوحرب نقاب میں چھپ کر پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ بند ہو گیا جب اس کے پاس کوئی آتا تو وہ اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دیتا [illegible] خدمت کرتا بہت سے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سفیانی ہے جو ملک شام کا مالک بنے گا اس کا معاملہ بڑھ گیا یہاں تک کہ [illegible] کر لی۔

معتصم نے مرض الموت میں ایک ہزار کے قریب [illegible] اس کے مقابلہ میں بھیجا جب معتصم کا امیر رجاء فوج کے ساتھ وہاں پہنچا تو اس نے ابوحرب کی جماعت کو بہت زیادہ پایا تو اس کے اکثر کاشتکار تھے اس نے موجودہ حالت میں جنگ لڑنے سے گریز کیا [illegible] اس لئے تاکہ زمانہ کٹائی آئے اس لئے جنگ مؤخر کر دی جب کھیتی کٹنے کا وقت آیا تو لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے ساتھ ایک ہزار کی جماعت رہ گئی

جب معتصم نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] زراعت [illegible] اسے چھوڑ کر چلے گئے تو اس پر حملہ کر کے [illegible] معتصم کے پاس لے آیا معتصم نے مقابلہ میں تاخیر کرنے پر اسے ملامت کی اس نے کہا اس وقت اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھے [illegible] اس وجہ سے میں اس سے جنگ نہ کر سکا [illegible] معتصم نے اس کو گرفتار کرا دیا۔ اسی سال جمعرات کے روز ۱۹ ربیع الاول کو ابو اسحاق محمد معتصم باللہ بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور نے وفات پائی۔

معتصم کے حالات: امیر المومنین ابو اسحاق محمد بن معتصم بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور العباسی [illegible] سے مشہور تھا۔ اس کی [illegible] آٹھواں خلیفہ تھا۔

یہ اس کی [illegible] میں سے آٹھواں خلیفہ تھا اسے آٹھ فتوحات ہوئیں، آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ دن اس کی خلافت رہی۔ معتصم ۱۸۰ھ سال کے آٹھویں ماہ شعبان میں پیدا ہوا ۴۸ سال کی عمر میں معتصم نے وفات پائی اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں اپنے بھائی مامون کی وفات سے آٹھ سال بعد معتصم نے ۲۲۷ھ [illegible] کے آخر میں وفات پائی۔

معتصم ان پڑھ تھا [illegible] ایک غلام کے ساتھ کتابت سیکھنے جاتا تھا وہ غلام مر گیا اس کے والد رشید نے پوچھا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا اس نے کتابت سے راحت حاصل کر لی۔ ہارون رشید نے کہا تجھے کتابت سے اس حد تک نفرت ہو گئی ہے کہ غلام کی موت کو راحت کا سبب کہہ رہے ہو کہا اسے چھوڑ دو اسے کتابت نہ سکھاؤ اسی وجہ سے وہ ان پڑھ رہ گیا [illegible] تھا۔

خطیب نے اپنے طریق سے اس کے بارے میں دو عجیب روایت کی ہیں۔

(۱) [illegible] عباسیہ کی [illegible] گئی۔

(۲) جمعرات کے روز بیعت کی گئی۔

نفطویہ نے لکھا ہے [illegible] نقل کیا ہے کہ روم کے بادشاہ نے اسے خط لکھا [illegible] معتصم نے کاتب سے کہا کہ لکھو میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اور تیری بات سن لی ہے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا نہ کہ سنے گا عنقریب کافر جان لیں گے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم میں جنگ کر کے [illegible] شکست سے دوچار کیا۔ عموریہ کو فتح کر کے اس نے تیس ہزار آدمی قتل کیے اتنے ہی گرفتار کر لیے ان فتوحات میں ساتھ [illegible] شہر کے اطراف میں آگ لگا کر اسے جلا دیا اس کے [illegible] ایک [illegible] دروازوں میں سے ایک پر نصب [illegible] جامع مسجد کی طرف ہے۔

احمد بن ابی داؤد سے منقول ہے کہ بعض اوقات معتصم اپنی کلائی میرے سامنے کر کے کہتا اسے پوری طاقت سے دانتوں سے کاٹو میں اسے [illegible] انکار کرتا تو کہتا مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوتی پھر میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے اس کی کلائی کو کاٹتا لیکن اس پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

ایک روز اپنے بھائی کی خلافت کے دوران میں معتصم ایک خیمے کے پاس سے گزر رہا تھا [illegible] ایک عورت [illegible] کی آواز دے رہی تھی اس نے عورت سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا اس خیمے والے نے میرا بچہ چھین لیا معتصم نے اس کو چھوڑنے کا کہا اس نے جواب نہ دیا معتصم نے ہاتھ سے [illegible] تو اس کی ہڈیوں کی آواز [illegible] معتصم نے اسے چھوڑا تو اس کی وفات ہو گئی پھر معتصم نے وہ بچہ اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔

بحالت خلافت معتصم بہت بڑی جنگوں میں [illegible] جنگوں پر خرچ کرنے پر [illegible] تھا عمارات وغیرہ کا شوق نہیں تھا [illegible] کا قول ہے کہ معتصم نے [illegible] ایک کروڑ درہم کے [illegible] مساکین لوگوں پر صدقہ کیا [illegible] کا قول ہے کہ معتصم نے [illegible] اس بات کا خیال [illegible] کیا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کا قول ہے کہ میں ایک روز معتصم کے پاس گیا اس کے پاس ایک [illegible] لونڈی تھی اس نے مجھ سے اس کے متعلق دریافت

کہا میں نے شاہی سے سنا کہا ہے وہ مہربت سے اس پر غالب ہے اور زندگی ختم ہو جاتی ہے جو دوسری جانب ایک چیز سے نکل کر اس کے ہجر کی طرف جاتی ہے۔ جب میں نے اس کی آواز میں مجھے نے گھوڑے ہیں جو جنوب پر سوئے ہیں کے بارے میں: بیٹھے ہیں اس سے بیاد اللہ جو تو نے اس کی صفت کی ہے اور اس کے مکانات سے نکال کر ہے۔ معتصم کے تقریباً تیس ہزار غلام ترک تھے اور وہاں آٹھ آلات حرب اور چوپایوں کا۔ کہ قائد کی موسم کے آلات حرب اور چوپائے رکھنے کا شوق نہیں تھا۔ اپنی وفات کے وقت کہنے لگا (اور جو کلمات نہیں دیا) جا تھا جب وہ اس پر اترنے لگے تو ہم نے اسے اور تم کو بچایا اور وہاں ہی ہو گئے اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر کم ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور کہا میں مخلوق کو برا نہ ہوں۔ کہنے لگا اب تم حیلے جاتے ختم ہو گئے اس نے اپنے مرض وفات میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا ہوں اور میں تجھ سے پہلے تجھ سے نہیں ڈرتا تھا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اسی سال ۱۸ ربیع الاول بوقت چاشت جمعرات کے روز معتصم نے سُرّ من رأیٰ میں وفات پائی۔ اس کی ولادت سن ۱۸۰ھ کو ہوئی اور بعض کے مطابق اس کی ولادت ۱۷۹ھ ۱۷ شعبان میں کے مدد ہوئی۔ ۲۱۸ھ اور رجب میں خلیفہ بنا۔ معتصم سفید رنگ، سرخ زرد ڈاڑھی والا جس کی ڈاڑھی لمبی تھی اس کا رنگ تیز تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا۔ معتصم رشید کے ان بیٹوں میں سے ایک تھا جن کا نام محمد تھا وہ یہ ہیں ابو اسحاق محمد بن معتصم، ابو العباس محمد بن امین، ابو عیسیٰ محمد اور ابو احمد، ابو یعقوب، ابو ایوب یہ بات ہشام کلبی نے ذکر کی اس کے بعد اس کا لڑکا ہارون خلیفہ بنا۔ ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات نے ان اشعار میں سے اس کا مرثیہ کہا۔

(۱) جب لوگوں نے تجھے چھپایا اور تیرے ہاتھوں پر مٹی ڈال دی۔
(۲)...تو میں نے کہا جا تو کتنا ہی اچھا نگہبان تھا کتنا ہی اچھا دین کا مددگار تھا۔
(۳) اللہ نے تیرے بدلے میں امت کو ہارون عطا کر کے اس کی اصلاح کر دی۔

بعض نے کہا ہے مروان بن ابی الجنوب کا قول ہے۔

(۱) ابو اسحاق کے چاشت کے وقت مرنے کے ساتھ ہم مر گئے اور ہارون کی وجہ سے تمام کام زندہ ہو گئے۔
(۲) جو جمعرات ہمارے لئے ناپسند امر لائی وہی جمعرات ہمارے لئے پسندیدہ امر لائی۔

ہارون واثق بن معتصم کی خلافت

اسی سال معتصم کی وفات کے بعد ربیع الاول میں اس کی بیعت کی گئی۔ کنیت ابو جعفر تھی اس کی والدہ رومی ام ولد تھی جس کا نام قراطیس تھا اس سال حج کے موقع پر چار ذیقعدہ کو حیرہ کے مقام پر اس نے وفات پائی کوفہ میں داؤد کے گھر میں دفن کی گئی۔ جعفر بن معتصم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال رومی بادشاہ توفیل بن میخائیل کی وفات کے بعد اس کے لڑکے میخائیل بن توفیل کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی تدورہ نے روم پر بادشاہت کی۔

بشر الحافی الزاہد المشہور:...... بشر حارث بن عبدالرحمن بن عطاء بن ہلال بن ماہان بن عبداللہ المروزی ابو نصر زاہد جو حافی سے مشہور ہوئے مروزی ہیں کہا جاتا ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ بشر کے دادا کا نام عبداللہ بغبور تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے۔

کہتے ہیں کہ بشر ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے وہاں پر حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، ابن مہدی، مالک، ابوبکر بن عیاش وغیرہ سے بہت سی چیزوں کا سماع کیا ان سے ابو خیثمہ، زہیر بن حرب، سری سقطی، عباس بن عبدالعظیم، محمد بن حاتم نے سماع کیا۔

محمد بن سعد کا قول ہے کہ بشر نے بہت سے اقوال سے سماع کیا پھر لوگوں سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے، حدیث بیان نہیں کی۔ عبادت گزاری اور زہد پر بہت سے لوگوں نے تعریف کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بشر کی وفات پر فرمایا عامر بن عبد قیس کے علاوہ بشر کا کوئی مماثل نہیں۔ اگر بشر شادی کر لیتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا ایک روایت میں ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے اپنا مثل کوئی نہیں چھوڑا۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑا عاقل و حافظ پیدا نہیں کیا۔ کبھی آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی آپ کے ہر بال میں عقل تھی اگر آپ کی عقل اہل بغداد پر تقسیم کی جائے تو سب عقلمند بن جائیں اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہ آئے۔ بعض کا قول ہے کہ بشر ابتداء میں شاطر تھا آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک روز آپ کو راستے کے چوراہے میں ایک رقعہ ملا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے اللہ آپ کا نام یہاں پڑا ہوا ہے۔ پھر عطار کے پاس جا کر ایک درہم کی غالیہ خوشبو خریدی اسے اس رقعہ پر لگا کر اونچی جگہ رکھ دیا جہاں پر کسی کی رسائی نہ ہو اس کی برکت سے اللہ نے آپ کے قلب کو زندہ کر کے آپ کو رشد و ہدایت عطا فرما دی۔ پھر آپ زاہد و عابد بن گئے۔

بشر کے اقوال زریں ...(۱)... دنیا کا طالب ذلت کے لئے تیار رہے۔

(۲) آپ سالن کے بغیر روٹی کھاتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں عافیت کو سالن بناتا ہوں۔

(۳) آپ برہنہ پاؤں جوتے کے بغیر چلتے تھے ایک روز آپ نے کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی کون؟ بشر نے کہا میں ہوں۔ ایک چھوٹی سی لڑکی نے کہا اگر آپ دو دانق کی جوتی خرید لیں تو آپ سے حافی کا نام ہٹ جاتا ہے۔ مورخین کا قول ہے کہ بشر کے برہنہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک بار بشر نے موچی سے جوتی کا تسمہ مانگا اس نے کہا تم فقراء نے لوگوں کو کلفت میں ڈال دیا اس کی بات سن کر بشر نے ہاتھ سے ایک جوتی پھینکی اور پاؤں سے دوسری نکال کر پھینک دی اور قسم اٹھائی کہ آج کے بعد میں جوتی نہیں پہنوں گا۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ حافی کی وفات یوم عاشورہ یا رمضان میں بغداد یا مرو میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ صحیح یہ ہے کہ اسی سال ہوئی۔ بعض کا قول ہے ۲۲۶ھ میں ہوئی لیکن اول قول صحیح ہے آپ کی وفات کے بعد تمام اہل بغداد آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا نماز عشاء کے بعد آپ آسودہ خاک ہوئے۔ اہل حدیث میں سے علی وغیرہ جنازہ لے جانے کے وقت زور زور سے کہہ رہے تھے واللہ آخرت سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے بعض نے نقل کیا ہے کہ جنات آپ کے گھر میں نوحہ کر رہے تھے وفات کے بعد بعض نے آپ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ اللہ نے مجھ سے محبت کرنے والوں کی مغفرت فرما دی۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ بشر کی تین بہنیں تھیں۔ مخہ، مضغہ، زبدہ وہ سب بشر کی طرح عابدہ زاہدہ اور متقی تھیں۔ ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کبھی چراغ گل ہو جاتا تو میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں۔ کیا بیچ کے وقت میں مشتری کے سامنے ان دونوں کو الگ الگ کر کے رکھوں؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اگر دونوں میں فرق ہے تو پھر الگ کرنا ضروری ہے ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ ہمارے نزدیک سے شاہی مشعلیں گزرتی ہیں میں ان کی روشنی میں ایک یا دو دھاگے سوت کاتتی ہوں اب مجھے اس سے نجات دلائیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا آپ متقی خاندان کی معرفت کے ختم ہونے کی وجہ سے تمام صدقہ کر دو۔ ایک مریض کی آہ بھرنے کی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اس میں شکوہ و شکایت نہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں یہ اللہ سے شکایت ہے اس کے بعد اپنے لڑکے سے کہا جاؤ دیکھو تو یہ عورت کون ہے؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا یہاں تک کہ وہ بشر حافی کے گھر میں داخل ہوئی معلوم ہوا کہ وہ ان کی بہن مخہ تھی۔

خطیب نے زبدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میرے بھائی بشر گھر آئے تو آپ نے اس حالت میں رات گزاری کہ آپ کا ایک پاؤں گھر کے اندر تھا اور ایک پاؤں گھر سے باہر تھا صبح آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا آج رات میں بشر نصرانی بشر مجوسی بشر یہودی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کہ اللہ نے کونسی بات کی وجہ سے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی اس لئے کہ میرا نام بھی بشر ہے آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ نے صرف اپنے فضل و کرم سے مجھے اس عظیم دولت سے نوازا اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا۔ ابن عساکر نے آپ کے حالات نہایت شاندار طریقے سے جوانمردیت کے ساتھ بیان کئے ہیں نیز آپ کے اچھے اشعار بیان کئے آپ یہ اشعار بطور مثال پڑھا کرتے تھے

(۱)... تو کنوئیں پانی میں مزہ اٹھانے سے بچتا ہے حالانکہ گناہوں کے حوض سے مزہ کر پیتا ہے۔

(۲)... تو اللہ کو دکھانے کی ترغیب دیتا ہے تو نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے کھایا جاتا ہے۔

(۳) اے معتصم تو کسوف پر ہوتا ہے حالانکہ سماں میں آگ بھڑکی ہوئی ہے جو تجھ پر بھڑک رہی ہے۔

(۴) کیا تو جنت سے بحث میں آئے گا حالانکہ وہ حرام ہے اپنے دین سے تکلیف دہ ہے۔

احمد بن یونس، اسماعیل بن عمرو بجلی، معروف منیٰ مشہور، سعید بن منصور، محمد بن صباح الدولابی، ابو الولید الطیالسی، یوسف بن خلاق، ابو الحکم المصری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۸ھ

اس سال رمضان میں واثق نے امیر شناس پر خلعت کی اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اسی سال محمد بن داؤد امیر نے لوگوں کو حج کرایا اس سال مکہ کے راستہ میں مہنگائی بہت ہوئی اور لوگ عرفہ کے موقعہ پر شدید گرمی پڑی اس کے بعد ٹھنڈک ہوا اور بارش آئی سب کچھ ہو گیا منیٰ میں بھی شدید بارش ہوئی، جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ٹکڑا گرنے سے حجاج کی ایک جماعت ہلاک ہوئی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال ابوالحسن مدائنی اسحاق بن ابراہیم موصلی کے گھر میں اور حبیب بن اوس طائی ابو تمام شاعر نے وفات پائی، میں کہتا ہوں کہ ابوالحسن مدائنی ان کا نام علی بن مدائنی ہے اپنے زمانہ کے اہل اخباریین میں سے تھے گزشتہ سال کے ذیل میں ہم نے ان کے حالات بیان کر دیئے۔

ابو تمام الطائی الشاعر ...... مؤلف حماسہ تھے اس نے ہمدان میں اپنے وزیر کے گھر میں خواتین کی خوبیوں کے بارے میں لکھا، حبیب بن اوس بن حارث بن قیس بن اشج بن یحییٰ ابو تمام طائی شاعر الادیب ہے، خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں سے منقول ہے کہ وہ ابو تمام حبیب بن تدرس نصرانی کہتے تھے اس کے والد نے اس کا تدرس کی جگہ حبیب بن اوس رکھ دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو تمام کا تعلق اصل میں جاسم بستی سے ہے جو دمشق کے علاقوں میں طبریہ کے قریب ہے دمشق میں ایک جولا ہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ جوانی میں اسے مصر لے گیا۔ یہ بات ابن خلکان نے تاریخ ابن عساکر سے نقل کی اس نے خوب شاندار انداز میں ابو تمام کے حالات بیان کئے۔

خطیب کا قول ہے کہ یہ ابو تمام تھا وہ جامع مسجد مصر میں لوگوں کو پانی پلاتا تھا پھر اس نے ادباء کی مجلس اختیار کی ان سے علم حاصل کیا خود بھی ذہین و فطین تھا شعر پسند کرتا تھا اس نے شعر گوئی میں بہت محنت کی حتیٰ کہ اچھا شاعر بن گیا خوب اس کی شہرت ہوئی معتصم تک اس کی خبر پہنچ گئی اس نے اسے (سر من رائی) بلوایا ابو تمام نے اس کی مدح میں قصیدے کہے، معتصم نے اسے انعام دیا شعراء وقت پر اسے مقدم کر دیا پھر یہ بغداد آ گیا ادباء و علماء کی مجلس میں رہا، بااخلاق، ظریف اور حسن اخلاق کا مالک تھا خطیب نے اس کی سند سے کچھ اخبار نقل کی ہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو تمام کو قصائد کے علاوہ چودہ ہزار ارجوزے زبانی یاد تھے۔ بعض کا قول ہے کہ طائی میں تین شاعر ہیں ابو تمام اپنی قوت میں دہ طائی اور بحتری ماہر تھا شعر میں مشہور تھے اپنے زمانہ میں مشہور شعراء کی ایک جماعت سے یہی ادب و اخلاق میں بحتری تھا اس کے مرثیہ سے چند اشعار نقل کئے ہیں۔

(۱) اے قوت کے حیف اس لئے کہاں ہے اشعار کے جمع کرنے والے بحتری۔

(۲) کاش تیرا قدر مجھے معلوم ہوتا اور تیرے نزدیک تجھے مر کر نہ ہوا۔

خطیب نے ابو تمیم بن محمد بن عرفہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابو تمام کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔ اسی طرح ابن جریر کا قول ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۲۳۲ھ میں ابو تمام نے وفات پائی، اس کی وفات موصل میں ہوئی اس کی قبر پر گنبد بنایا گیا، وزیر محمد بن عبد الملک الزیات نے اس کا مرثیہ ان اشعار میں کہا

(۱) ایک عظیم خبر آئی جس نے سینہ کو تنگ کر دیا۔

(۳) جب کسی نے کہا حبیب مر گیا تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اے موت مت دفناؤ۔

ایک دوسرے شاعر کہتے ہیں۔

(۱) ختم ہو گئے شعراء اور بانجھ ہو گیا شعر کیونکہ حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو موت آ گئی ہے۔

(۲) وہ دونوں ایک ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اس سے پہلے دنیا میں بھی دونوں ساتھ ہی تھے۔

الصولی نے ابو تمام کے اشعار کو حروف ابجد کی ترتیب پر جمع کیا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ محمد بن معتصم کی مدح میں اس نے کہا بعض کا قول ہے ابن مامون کے قصیدہ میں کہا۔

حاتم کی سخاوت میں عمرو کا اقدام احنف کی بردباری اور ایاس کی ذہانت پائی جاتی ہے۔

بعض معترضین نے اسے کہا تو نے خلیفہ کے بارے میں یہ شعر کہا ہے کہ ان کی شان تو ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور تو نے عرب کے بدوؤں سے زیادہ یہ کہا ہے کہ انہیں معترضین اور عرب کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دی اس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا۔

(۱) میں نے سخاوت اور بہادری میں کمتر لوگوں سے جو اسے تشبیہ دی ہے اس کا انکار نہ کر۔

(۲) اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نور سے کمتر والی چیز جیسے طاق اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ پیش کیا تو اس میں یہ دو شعر نہیں تھے اس نے یہ دو شعر فی البدیہہ کہے تھے اس کے تھوڑی مدت بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ خلیفہ نے اس قصیدہ پر اسے موصل کا عامل مقرر کر دیا۔ چالیس روز اس نے اس میں قیام کیا پھر اس کا انتقال ہو گیا لیکن یہ بات غیر صحیح اور بے اصل ہے اگرچہ بعض لوگوں نے زمخشری وغیرہ سے اس کا اعتبار کیا ہے۔ ابن عساکر نے ابو تمام کے چند اشعار بیان کئے۔

(۱) اگر رزق کا مدار عقل پر ہوتا تو بہائم جہالت کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔

(۲) کسی مسافر کے لئے مشرق اور مغرب جمع نہیں ہوئے مگر کسی جنگل میں برف اور ابر جمع ہوئے۔

(۳) اگر میں غم و غیرت سے خالی ہوتا تو کسی مقام پر اس کے جانے کے نظیر کی پروا نہ ہوتی۔

(۴) مسلسل مہینوں اور سالوں سے تیرے بدن کا لباس ہے اور میرے غم و فکر دور کرنے والا ہے۔

ابو نصر فارابی تیمی، ابو محمد مسدد اور عمرو بن الفضل اور یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۹ھ

اسی سال واثق نے کوتوالوں کو ان کی خیانت کے ظاہر ہونے اور ان کی طرف سے امور میں حد سے تجاوز کرنے کے باعث انہیں سزا دی۔ پس اس نے ان کے اموال چھیننے کا حکم دیا اس نے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم و بیش کوڑے مارے، بعض سے ایک لاکھ یا اس سے کم دینار لئے۔ وزیر محمد بن عبدالملک نے پولیس کے افسروں سے مطالبات کی مد میں ظلم کیا گیا انہیں گرفتار کیا گیا انہیں بڑی مصیبت اور سخت مشقت سے واسطہ پڑا۔

اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملہ میں غور و فکر کرنے کے لئے بیٹھا انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا تو کوتوالوں اور افسروں کی بڑی رسوائی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ایک رات واثق دارالخلافہ میں بیٹھا تھا وہ بھی اس کے پاس بیٹھ کر داستان سرائی کرنے لگے واثق نے ان سے سوال کیا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے دادا رشید نے برامکہ کو کیوں سزا دی تھی؟

حاضرین مجلس سے ایک نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک روز رشید کے سامنے ایک باندی پیش کی گئی جس کے حسن نے رشید کو حیرت میں ڈال دیا رشید نے اس کے مالک سے اس کا بھاؤ معلوم کیا تو اس نے کہا میں نے ایک لاکھ سے کم میں فروخت نہ کرنے کی قسم کھائی ہے، رشید نے اس سے ایک لاکھ دینار میں باندی خرید کر یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس پیغام بھیجا کہ بیت المال سے اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج

وہ وزیر نے عذر کیا اس وقت بیت المال خالی ہے رشید نے زجر و توبیخ کرتے ہوئے وزیر کے پاس پیغام بھیجا کہ اس وقت بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں ابو العود مسلسل وزیر سے اس کا مطالبہ کرتا رہا وزیر نے کہا اس کے پاس دراہم بھیج دو تاکہ شاید وہ انہیں زیادہ سمجھ کر باندی کو واپس کر دے چنانچہ ایک تھیلی میں انہوں نے ایک لاکھ دراہم بھیج دیئے انہوں نے رشید کے راستے میں رکھوا دیئے۔

جب رشید نماز کے لیے نکلا تو اس نے ان سے اس تھیلی کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا یہ باندی کا ثمن ہے اس نے ایک خادم کو ان دراہم کے بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیا اور اسے مال کا جمع کرنا پسند آ گیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی نگرانی شروع کی [illegible] نے سے خرچ کر دیا اس کے بعد رشید اور ان کی بات [illegible] بھی انہیں گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے کا ارادہ [illegible] ایک رات ابو العود نے اس سے گفتگو کی تو اس نے فوراً اسے تیس ہزار دراہم دیئے اس نے وزیر یحییٰ سے دراہم کا مطالبہ کیا وہ ایک عرصہ تک ٹال مٹول کرتا رہا پھر ایک رات ابو العود نے گفتگو میں عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی۔

(۱) حضور نے وعدہ کیا اور وعدہ کرنے کی تمہیں کاش حضور اپنا وعدہ پورا کر دے۔

(۲) اس نے ایک بار کام کیا ہے عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے۔

رشید نے اس کے قول (عاجز وہ ہے جو اپنا کام پورا نہ کرے) کو بار بار دہرانے لگا اور اسے پسند کرنے لگا رات گزرنے کے بعد صبح ہوتے ہی یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا رشید نے اسے وہ شعر سنائے اور رشید ان کی تعریف بھی کرنے لگا اس نے رشید سے ان اشعار کے قائل کا پوچھا اس نے بتایا کہ یہ اشعار ابو العود کے ہیں۔ رشید نے ابو العود کو تیس ہزار دراہم اور بیس ہزار دینار اپنی طرف سے دیئے اور تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد ہی رشید نے برامکہ کو پکڑ لیا ان کا معاملہ جو ہونا تھا سو ہوا۔

جب واثق نے یہ بات سنی کہ عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے تو اسے بھی یہ بات بہت پسند آئی پھر اس نے کاتبوں کو پکڑا اور ان سے اموال چھینے۔ اس سال بھی گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

قراء میں مشہور خلف بن ہشام البزار عبداللہ بن محمد المسندی نعیم بن حماد خزاعی اور ہشام بن عبداللہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۰ھ

اس سال مدینہ کے اردگرد بنو سلیم نے خروج کر کے زمین میں فساد برپا کیا انہوں نے مسافروں کو خوف زدہ کر دیا۔ باشندگان مدینہ نے ان سے قتال کیا بنو سلیم نے انہیں شکست دے کر مکہ و مدینہ کے درمیان گھاٹیوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا۔ واثق نے بغا کبیر ابو موسیٰ ترکی کو ایک لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں بھیجا۔ اس نے ماہ شعبان میں ان سے مقابلہ کر کے پچاس جانبازوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کر لیا باقی شکست کھا گئے بغا کبیر نے انہیں امان اور امیر کی اطاعت کی طرف دعوت دی بہت سے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے وہ ان کو لے کر مدینہ چلا گیا ان کے سرداروں کو [illegible] حویلی میں بند کر دیا خود حج پر چلا گیا عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ اسی سال بھی گذشتہ امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

عبداللہ بن طاہر بن حسین — خراسان اور اس کے نواح کا نائب تھا اس کے ماتحت علاقوں کا سالانہ خراج ۴۸ کروڑ درہم تھا۔ واثق نے اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے طاہر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔

اسی سال کے ربیع الاول میں [illegible] عبداللہ کی وفات سے ۹ روز قبل اشناس ترکی نے وفات پائی۔

ابن خلکان وغیرہ نے کہا ہے کہ عبداللہ بن طاہر بن حسین نے ۲۳۰ھ میں مرو یا نیشاپور میں وفات پائی۔ عبداللہ [illegible] تھا اس سے عمدہ اشعار بھی ہیں۔ [illegible] وزیر ابو القاسم مغربی نے ذکر کیا ہے کہ [illegible] اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ عبداللہ بن طاہر کو خربوزے پسند تھے اسی وجہ سے مصری خربوزے اسی کی طرف منسوب ہیں بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے عبداللہ کی

سے مصر کی [illegible] ان کے کلام و اشعار میں سے چند شعر درج ذیل ہیں
(۱) میری عزت [illegible] کے ساتھ [illegible] اگرچہ میرا ثواب تیرے پاس محفوظ ہے۔
(۲) مجھے [illegible] کے حوالے مت کر تاکہ میں اس پر قائم رہ سکوں۔
(۳) ہم سب عشق کے غلام ہیں اور [illegible] آنکھیں شکار کرتی ہیں۔
(۴) جاتی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہیں۔
(۵) جب [illegible] آنکھوں اور رخساروں کا [illegible] ہیں۔
(۶) میری [illegible] سے تیری [illegible] خوف [illegible] جب [illegible] اظہار [illegible] ہیں۔
(۷) تو ہمیں جنگ کے میدان [illegible] دیکھتا [illegible] ہوگا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ [illegible] غلطی ہے [illegible] کے [illegible] جس کی تعریف [illegible] تھا ایک بار ابو تمام [illegible] کے پاس آیا تو [illegible] مہمان نوازی کی [illegible] ایک [illegible] کے پاس ان کے لئے کتاب الحماسہ تصنیف کی جب ابو تمام نے [illegible] ہمدان [illegible] مصر کے [illegible] برف [illegible] تک [illegible] مجلس میں [illegible] کے بعد [illegible] اللہ [illegible] یہ بہت [illegible] اس شخص کی [illegible] حکومت کے [illegible] موصل [illegible] عرصہ [illegible] حکومت [illegible] کیا ہو۔

علی بن جعد جوہری [illegible] کتاب الطبقات کے مؤلف محمد بن سعد اور سعید بن محمد الجرمی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۱ ہجری

اس سال محرم میں [illegible] رومیوں کے قیدیوں سے [illegible] مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔

اور اسی سال احمد بن نصر خزاعی کے قتل کا واقعہ پیش آیا [illegible] احمد بن نصر بن مالک بن الہیثم الخزاعی [illegible] کے [illegible] قتل کیا [illegible] احمد بن نصر [illegible] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر [illegible] قیام کے [illegible] ہاتھ پر بیعت کی [illegible] احمد بن نصر [illegible] خلق قرآن [illegible] اعتقاد [illegible] قرآن [illegible] مخلوق [illegible] واثق [illegible] قرآن کو مخلوق [illegible]

[illegible] امر بالمعروف و نہی عن المنکر [illegible] قرآن کے غیر مخلوق ہونے [illegible] لوگوں [illegible] ایک جماعت [illegible] احمد بن نصر [illegible] شعبان [illegible] بیعت [illegible] شعبان [illegible] رات [illegible] ساتھی [illegible] شراب [illegible]

حالانکہ یہ اس سے پچھلی رات تھی، طبل کی آواز سن کر کوئی بھی نہیں آیا سارا انتظام درہم برہم ہو گیا سلطنت کے چوکیداروں نے آواز سن لی اس نے بغداد کے نائب محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اس کی اطلاع کر دی لوگوں نے بدحواسی کی حالت میں صبح کی۔

بغداد کے نائب نے ان دونوں شخصوں کو تلاش کروایا انہوں نے احمد بن نصر کے بارے میں اقرار کر لیا پھر اس کے خادم کو پکڑ لیا اس نے بھی اس بات کا اقرار کر لیا جس کا ان دونوں نے اقرار کیا تھا اس نے احمد بن نصر کو اس کی جماعت کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ پکڑ کر سرمن رای بھیج دیا۔

یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے خلیفہ نے خواص کی ایک جماعت بلوائی قاضی احمد بن ابی دؤاد معتزلی کو بھی بلوایا واثق نے احمد بن نصر کو اپنے سامنے حاضر کیا واثق نے اس سے کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہیں کی۔ جب احمد بن نصر واثق کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اس سے سوال کیا کہ قرآن کے بارے تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے پھر اس نے سوال کیا کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد بن نصر نے اپنے آپ کو قتل کے لیے وقف کر دیا اپنے جسم کو بیچ دیا۔ خوب اچھی طرح خوشبو لگائی شرمگاہ پر پردے کے لیے مضبوط کپڑا باندھ لیا تھا۔

اس کے بعد واثق نے احمد بن نصر سے سوال کیا کیا قیامت کے دن تو اپنے رب کو دیکھے گا؟ احمد نے جواب دیا اے امیر اس کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں ہے چنانچہ ارشاد باری ہے ”اس روز چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے“ اسی طرح آپ نے فرمایا تم روز قیامت شب کے چودھویں چاند کی طرح اپنے رب کی زیارت کرو گے ہم اس خبر پر یقین رکھتے ہیں خطیب نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا تیرا ناس ہو جائے کیا وہ ایسے دیکھا جائے گا جیسے محدود و مجسم کو دیکھا جاتا ہے اور جگہ گھیرتا ہے اور نظر اس کا حصر کرتی ہے میں اس صفات کے حامل رب کا انکار کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ جو واثق نے کہا وہ جائز ہے اور اس کے رد میں یہ صحیح خبر نہیں کی جا سکتی پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے سفیان نے حدیث مرفوع بیان کی ہے کہ ابن آدم کا قلب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے قبضہ میں ہے وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اس حدیث سے آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ اے مقلب القلوب میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے احمد نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا، اسحاق نے خوفزدہ ہو کر کہا کیا میں نے تجھے حکم دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی خیر خواہی کروں۔

واثق نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے احمد بن نصر کی سزا کے بارے میں سوال کیا۔

مغربی بغداد کے معزول قاضی عبدالرحمن بن اسحاق نے کہا اس کا خون حلال ہے احمد بن ابی دؤاد کے دوست ابو عبداللہ نے کہا اے امیر اسے قتل کر کے اس کا خون مجھے پلا دیجئے۔ واثق نے اس بات کی تائید کی ابن ابی دؤاد نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کروائی جائے ہو سکتا ہے اسے کوئی بیماری یا عقل میں کوئی نقص ہو۔

واثق نے کہا جب تم مجھے اس کی طرف کھڑے ہوتے دیکھو تو میرے ساتھ کوئی کھڑا نہ ہو اس لئے کہ میں اپنے گناہ شمار کر رہا ہوں پھر وہ اس کی طرف صمصامہ لے کر کھڑا ہوا وہ عمرو بن معدیکرب کی تلوار تھی اور موسیٰ ہادی کو خلافت کے زمانہ میں ہدیہ میں دی گئی تھی وہ ایک تلوار تھی اس کے نیچے کے حصے کو کیلوں سے مضبوط کیا گیا تھا۔

جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے آپ کے کندھے پر تلوار ماری احمد بن نصر رسیوں سے بندھا ہوا چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا، پھر دوسرا وار اس نے آپ کے سر پر کیا پھر اس نے صمصامہ سے آپ کے پیٹ پر ضرب ماری تو آپ چمڑے کے فرش پر گر پڑے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ سے درگزر کا معاملہ کرے۔ اس کے بعد سیما دمشقی نے اپنی تلوار سونتی پھر آپ کی گردن پر وار کیا آپ کا سر تن سے جدا کر دیا آپ کو اٹھا کر اس جگہ لے گئے جس میں ایک خیمہ تھا اس میں آپ کو سولی دی گئی آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور آپ کے بدن پر قمیص تھی۔ آپ کا سر مشرقی اور مغربی بغداد میں کئی دنوں تک لٹکایا گیا اس پر محافظوں کی نگرانی تھی آپ کے کان میں ایک پرچہ لٹکایا گیا جس میں لکھا تھا یہ احمد بن نصر بن مالک کا سر ہے جسے عبداللہ ہارون امام واثق باللہ امیر المومنین نے قتل کیا ہے اس نے اس پر خلق قرآن اور تشبیہ کی نفی کے مسئلہ پر حجت قائم کی اور اس پر توبہ پیش کی اور اسے حق کی طرف رجوع کا موقع دیا مگر اس نے عناد اور تصریح سے

[illegible] ہجری [illegible] سے [illegible] ابن [illegible] آپ [illegible] عبداللہ [illegible] عبدالرحمن [illegible] سے آگے بیان کیا ہے [illegible] کے بعد [illegible] نے ان کے [illegible] آپ کے [illegible] کے [illegible] نے [illegible] میں [illegible] ملاقات [illegible] کی [illegible] جب اہل [illegible] سے [illegible] کی وجہ سے بہت خوش تھا۔

احمد بن [illegible] نے [illegible] بن [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible] آپ سے [illegible] امام [illegible] کے بھائی [illegible] یحییٰ بن معین نے [illegible] کیا۔

یحییٰ بن معین نے ایک دفعہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ نے آپ کا خاتمہ شہادت پر کیا آپ ہمیشہ [illegible] بیان کیا کرتے تھے [illegible] یحییٰ بن معین نے آپ کی [illegible]۔

امام احمد نے ایک دفعہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپ کتنے سخی تھے کہ آپ نے جان اللہ [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] آپ کے [illegible] (ترجمہ) [illegible] سے [illegible]۔

[illegible] کہتے ہیں [illegible] نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ سے پوچھا [illegible] آپ نے [illegible] آپ نے جواب دیا [illegible] اللہ [illegible] آپ نے [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] سے [illegible]۔

احمد بن نصر [illegible] ۲۳۱ھ [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] متوکل کے [illegible] خلیفہ [illegible] متوکل کے پاس [illegible] سے [illegible] نے [illegible] احمد بن نصر [illegible] متوکل [illegible] نے متوکل سے کہا [illegible] احمد بن نصر [illegible] قرآن [illegible] متوکل [illegible]۔

[illegible] بن عبدالملک [illegible] روایت [illegible] متوکل نے [illegible] احمد بن نصر [illegible] سے [illegible]۔

متوکل نے [illegible] کے [illegible] نے [illegible] سال [illegible]۔

[illegible] کتاب [illegible] احمد بن نصر [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] کے [illegible]۔

اسی [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible]

مرنا چاہو زیادت لیا تھا کہ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

اسی سال بلاد ربیعہ میں عمرو خارجی کا خروج ہوا، موصل کے نائب نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو شکست دے دی۔

اسی سال وصیف کردوں کی ایک جماعت جو ۵۰۰ افراد پر مشتمل تھی گرفتار کر کے لایا، جنہوں نے بغاوت کی تھی۔ خلیفہ نے اسے ۷۵ ہزار دینار دیئے اور اس پر خلعت کی۔

اسی سال خاقان الخادم بلاد روم سے آیا، اس کے اور رومیوں کے درمیان صلح اور فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ رومیوں کے سرداروں کی ایک جماعت بھی آئی۔ واثق نے (خلق قرآن اور آخرت میں اللہ کی رویت نہیں ہو گی) کے مسئلے پر ان کے امتحان کا حکم دیا، چار کے علاوہ سب نے اثبات میں جواب دیا، ان چار کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا، اسی طرح واثق نے قیدیوں کے امتحان کا بھی حکم دیا، اثبات میں جواب دینے والوں کا فدیہ دے کر آزاد کر دیا گیا، نفی میں جواب دینے والوں کو آزاد نہیں کیا گیا۔ یہ ایک بڑی بھاری بھول، بے دینی اور گمراہی کی بدعت تھی جس کا کتاب و سنت اور عقل سلیم میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب و سنت اور عقل سلیم اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اپنی جگہ پر بیان ہو چکا۔

فدیہ ادا کرنے کے مقام میں دریائے لامس پر خاقان کے پاس جمع کیا گیا کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو مسلمانوں کے پاس ذمی مرد و عورت کے بدلے چھوڑا جائے گا، چنانچہ پل بنایا گیا، جب رومی کسی مسلمان مرد و عورت قیدی کو چھوڑتے اور مسلمان کسی رومی کو چھوڑتے تو نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھتی۔ جب مسلمانوں سے چھوڑا جاتا اور قیدی ان تک پہنچتا تو وہ بھی نعرۂ تکبیر کی طرح کوئی نعرہ لگاتے، یہ عمل مسلسل چار دن ہوتا رہا، آخر میں خاقان کے پاس رومیوں کی ایک جماعت بچ گئی، ان کے بدلے میں رومیوں کے پاس کوئی مسلمان قیدی نہیں تھا۔ خاقان نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں بھی رہا کر دیا۔

اسی سال مذکور ہے کہ طاہر کے بھائی حسن بن حسین کا اسی سال ماہ رمضان میں طبرستان میں انتقال ہوا۔

اور ذوالحجہ میں مغنی مخارق [illegible] کا انتقال ہوا۔ اسی سال محمد بن داؤد نے حج کرایا۔ لغت کے امام ابن الاعرابی کا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

[illegible] کے راوی امیہ بن بسطام، [illegible] عمرو الطیالسی اور محمد بن سعدان نحوی کی وفات اسی سال ہوئی۔

اس کے علاوہ احمد بن نصر خزاعی، ابو تمام طائی، کامل بن طلحہ، محمد بن سلام جمحی، ابو عبد الرحمن [illegible] منہال بن بحر، امام شافعی کے اصحاب میں سے خلق القرآن کے مسئلے پر جیل کاٹنے والے ابو یعقوب بویطی اور امام مالک سے روایت کرنے والے [illegible] کی اسی سال وفات ہوئی۔

واقعات ۲۳۲ھ

اس سال بنو نمیر نے یمامہ میں فساد برپا کیا، واثق نے بغا کبیر کو ان کی طرف بھیجا، اس وقت وہ یمامہ میں تھا، اسے مقابلہ کا حکم دیا، اس نے ان سے مقابلہ کر کے ایک بڑی جماعت کو قتل کیا، بعض کو گرفتار کر لیا، باقی شکست کھا کر بھاگ گئے، پھر بنو نمیر نے بغا کی فوج سے مقابلہ کیا، بغا کے ساتھیوں کی تعداد کم تھی اور ان کی تعداد زیادہ تھی، ان کے درمیان بہت سے معرکے ہوئے، بالآخر بغا نے ان پر فتح پائی۔

یہ کل واقعہ جمادی الآخرہ کا ہے، اس کے بعد بغا نے بنو نمیر کے سرداروں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد لایا، اس نے اس معرکہ میں دو ہزار سے زائد افراد قتل کیے۔

اسی سال حجاج راستے میں پیاس کی شدت سے تنگ آ گئے، بہت سارے لوگ مر گئے، ایک گھونٹ پانی کئی دیناروں میں بکا اور پیاس کی شدت سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال واثق نے دونوں حرمین کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور انہیں مال تقسیم کیا، اسی سال ذی الحجہ میں خلیفہ واثق کی وفات

ہوئی، واثق بیماری کی وجہ سے نماز عید پر بھی حاضر نہ ہو سکے تو قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی نے ان کی نیابت میں لوگوں کو نماز عید پڑھائی، مرض کی شدت کی وجہ سے تنور گرم کر کے واثق کو اس میں بٹھایا گیا جس سے مرض کی شدت میں کمی آ گئی، اگلے روز واثق نے گذشتہ روز کے مقابلہ میں تنور زیادہ گرم کرنے کا حکم دیا اور پہلے دن کی بہ نسبت زیادہ دیر اس میں بیٹھا پھر اس کو تخت رواں پر رکھا گیا، اس کے ساتھ اس کے امراء و وزراء بھی تھے اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، کسی کو خبر نہ ہوئی حتیٰ کہ اس کا چہرہ محمل کے تخت پر پڑا، بعض نے کہا کہ اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے جنازہ کی نماز احمد بن ابی داؤد معتزلی نے پڑھائی، قصر ہارونی میں اسے دفن کیا گیا، ان کی آنکھوں کو چوہے نے کھا لیا۔

واثق سفید و سرخ رنگ، حسین جسم والا، عجیب ہیئت کا خوبصورت تھا، اس کی بائیں آنکھ کی پتلی تھی جس پر سفید داغ تھا، اس کی ولادت سن ۱۹۵ ہجری مکہ کے راستے میں ہوئی۔ ۳۶ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم رہی۔ لکھتے ہیں اس مرض میں نجومیوں کو [illegible] مستحق تھا جو مرض کی شدت کے وقت واثق نے [illegible] پچاس سال کے لئے [illegible] کے بعد [illegible] اختیار کیا گیا [illegible] کے پاس پہنچا ہے جب سب نجومی جمع ہو گئے تو واثق نے [illegible] اور حکومت کب تک کی ہے میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے غور و فکر کر کے بتایا کہ ابھی پچاس سال واثق [illegible] لیکن اس کے بعد واثق صرف دس [illegible] جیسا کہ [illegible] ابن جریر نے بیان کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ حسین بن ضحاک نے ذکر کیا ہے کہ وہ معتصم کی وفات کے چند روز بعد واثق کے پاس گیا، واثق کی پہلی مجلس تھی جس میں اس نے اسے گانا سنایا۔

(۱) اس دن نعش اٹھانے والوں کو علم نہ تھا کہ انہوں نے اس کی نعش رکھنے کے لئے اٹھایا یا ملاقات کے لئے اٹھایا۔

(۲) اس کے بعد میں ہر شام اور صبح رونے والیاں جو چاہیں کہیں۔

راوی کا قول ہے کہ واثق اور حاضرین یہ اشعار سن کر اتنا روئے کہ ساری مجلس رونے میں مشغول تھی اور ایک شخص نے یہ [illegible] سے الگ ہو گیا کہ [illegible] کرنے والا [illegible] خود واثق کی [illegible] ہے، اس شعر سے اس کے [illegible] اور [illegible] باپ کی [illegible] کے بعد [illegible] سے [illegible] گیا۔

خطیب نے بیان کیا کہ احمد بن [illegible] شاعر نے واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک کاغذ پر چند اشعار لکھ کر [illegible] کے حوالے کئے تو [illegible] کی طرف سے [illegible] یہ اشعار ان کے حوالے [illegible] یہ شعر تھے

(۱) تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں کہ جب اہل مصیبت سو گئے تو نہ صبر رہا نہ ہی تسلی رہی ہے۔

(۲) خلیفہ مر گیا ہے اس کے لئے کسی نے غم نہیں کیا اور دوسرا خلیفہ بنا اس پر کسی نے خوشی نہیں منائی۔

(۳) وہ گیا تو اس کے ساتھ اس کی نحوست بھی چلی گئی اور یہ اس کی جگہ کھڑا ہوا ہے تو اس کے ساتھ اس کی مصیبت بھی کھڑی ہو گئی۔

راوی کا قول ہے کہ واثق نے اس کو گرفتار کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کی لیکن اس کی زندگی میں وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ابن ابی داؤد معتزلی کے بعد اس کے پاس آیا تو واثق نے کہا [illegible] تمہارے حق میں کسی [illegible] کے جواب میں کہا [illegible] ان میں [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ بھی [illegible] ساتھ ہیں۔

خطیب کا قول ہے [illegible] واثق پر ناراض ہو گیا تھا [illegible] واثق [illegible] کی طرف [illegible] بعض کا قول ہے [illegible] واثق نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

خطیب نے واثق کے یہ شعر نقل کیے ہیں

(۱) [illegible]

(۲) بادشاہ امیر کے ہاتھوں یہ رزق کی تنگی کا مدار ہے جو ہمیشہ چھٹتا رہتا ہے۔

اس کے قصہ سے یہ اثر ہوا ہے تیرے نفس نے مجھے ذلت سے دور کر دیا اور مجھے اسے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کرے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا، اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

"تقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کر انہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا۔"

واثق کے دو شعر ہیں:

(۱) غلط کام چھوڑ دے اس کا ارادہ بھی مت کر جس سے تو اچھائی کرتا ہے اس سے مزید اچھائی کر۔

(۲) عنقریب تو دشمن کی تدبیر سے کفایت کیا جائے گا اور تو دشمنی کی بابت تدبیر مت کر۔

قاضی یحییٰ بن اکثم کا قول ہے خلفاء بنو عباس میں سے آج تک کسی نے آل ابی طالب سے واثق سے زیادہ حسن سلوک کا معاملہ نہیں کیا واثق کی وفات کے وقت تمام آل ابی طالب آسودہ حال تھے۔

واثق بوقت وفات بار بار یہ دو شعر پڑھتا رہا:

(۱) موت میں امیر و غریب سب مشترک ہیں۔

(۲) نہ فقر والوں کو فقر نے اور نہ مال والوں کو مال نے نقصان و فائدہ پہنچایا۔

اس کے بعد واثق نے بستر لپیٹنے کا حکم دیا تو وہ لپیٹ دیا گیا پھر وہ رخسار زمین کے ساتھ لگا کر کہنے لگا اے ہمیشہ رہنے والی ذات فانی ذات پر رحم کر۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کی وفات کے وقت ہم اس کے اردگرد بیٹھے تھے۔ بعض بعض سے کہنے لگے کیا اس کی وفات ہو گئی؟ تو میں دیکھنے کے لئے اس کے قریب گیا کہ کیا اس کے نفس کو افاقہ ہو گیا یا نہیں؟ تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آ گیا اس نے میری طرف دیکھا تو میں خوف کی وجہ سے واپس آ گیا میری تلوار کا قبضہ کسی چیز کے ساتھ الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا اس وقت واثق کا انتقال ہو گیا جس کمرہ میں وہ تھا اس کا دروازہ بند کر دیا گیا وہ اکیلا اس میں رہ گیا لوگ اس کے بھائی ابو جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز و تکفین سے غافل ہو گئے میں نے دروازہ پر چوکیداری کی میں نے گھر میں کسی چیز کی حرکت محسوس کی میں اندر گیا تو دیکھا کہ چوہے نے اس کی وہ آنکھ جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے رخساروں کو کھا لیا۔

۲۳۲ھ ۲۴ ذی الحجہ بدھ کے روز قصر ہارونی میں ۳۲ یا ۳۶ سال کی عمر میں واثق نے وفات پائی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم یا پانچ سال دو ماہ ۲۱ یوم تھی اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کے حالات ...... اس کے بھائی واثق کی وفات کے بعد ۲۴ ذی الحجہ بدھ کے روز بوقت زوال اس کی بیعت کی گئی ترکوں نے محمد بن واثق کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے متوکل کی عمر بوقت خلافت ۲۶ سال تھی۔ احمد بن ابی داؤد قاضی نے متوکل کو خلافت کا لباس پہنایا سب سے پہلے اسی نے اس کو سلام خلافت کیا اس کے بعد عام و خاص نے اس کی بیعت کی بعد کی صبح انہوں نے متفق ہو کر اس کا لقب منتصر باللہ رکھا۔ ابن داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اس کا لقب متوکل علی اللہ رکھا جائے چنانچہ سب نے اسی پر اتفاق کر لیا اس نے اطراف میں خطوط لکھے عام فوج کو آٹھ ماہ کا، مغاربہ کو چار ماہ کا باقیوں کو تین ماہ کا وظیفہ دینے کا حکم دیا جس کی وجہ سے تمام لوگ خوش ہو گئے۔

متوکل نے واثق کی زندگی میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے اس پر کوئی چیز نازل ہوئی جس پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا تھا اس نے اس کی تعبیر معلوم کی تو اسے بتایا گیا کہ اس سے خلافت کی طرف اشارہ ہے یہ بات اس کے بھائی واثق کو معلوم ہوئی تو اس نے ایک عرصہ تک جیل میں رکھا پھر اسے رہا کر دیا۔ اسی سال امیر حج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔ حکم بن موسیٰ عمرو بن محمد الناقد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۳ھ

اس سال ۷ صفر بدھ کے روز خلیفہ متوکل نے واثق کے وزیر علی بن محمد بن عبدالملک بن الزیات کو گرفتار کیا متوکل اس سے چند وجوہ کی بناء پر ناراض تھا جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ..... بعض مرتبہ واثق متوکل پر غصہ ہو جاتا تھا ابن زیات اس کے غصہ میں اضافہ کر دیتا تھا یہ بات متوکل نے اپنے دل میں رکھی ہوئی تھی پھر احمد بن ابی داؤد اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا تھا۔

(۲) ..... ابن زیات نے واثق کو محمد بن واثق کے بارے میں ولی عہد بنانے کا مشورہ دیا اور لوگوں کو اس کی طرف پھیرا۔

متوکل نے دار الخلافہ کے ایک گوشے میں خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ بالآخر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف متوکل ہی خلیفہ بنا۔ اسی وجہ سے متوکل نے خلافت کے فوراً بعد اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔

وہ ناشتہ کے بعد اس کے پاس آیا اس نے سمجھا کہ خلیفہ نے اسے بلایا ہے اسی وقت ایتاخ اسے پولیس کے پاس لے گیا اس کا گھیراؤ کیا گیا اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا انہوں نے اس کی کل جائداد پر قبضہ کر لیا انہوں نے اس کی خاص مجلس میں شراب نوشی کے برتن پائے متوکل نے سامرا میں فوج بھیج کر اس کی جائداد اپنی تحویل میں لے لی۔

متوکل نے اسے سزا دینے کا حکم دیا انہوں نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی۔ مسلسل اسے بے خواب رکھنے لگے جب بھی وہ سونے کا ارادہ کرتا تو وہ اسے لوہے کا تار چبھو دیتے پھر اس کے بعد لکڑی کے بنے ہوئے تنور میں اسے ڈال دیا جس کے بیچ کیلیں لگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس پر ایک چوکیدار مقرر کر دیا جو اسے سونے اور بیٹھنے سے منع کرتا تھا اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکالنے کے بعد اس میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی پھر اس نے اس کے پیٹ اور پیٹھ پر ضربیں ماریں حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکال کر اسے جلا دیا گیا پھر اس کا جسد اس کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اسے دفن کر دیا کتوں نے نعش نکال کر اس کا باقی ماندہ گوشت اور کھال کا بھی صفایا کر دیا۔

اس کی وفات اسی سال گیارہ ربیع الاول کو ہوئی اس کی کل جائداد نوے ہزار کی قیمت کے برابر تھی قبل ازیں گزر چکا کہ متوکل نے اس سے احمد بن نصر خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تو اس نے جواب میں کہا اگر متوکل نے احمد کو کفر کی حالت میں قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے آگ میں جلا دے متوکل نے کہا تھا کہ میں ہی اسے آگ میں جلاؤں گا۔

اسی زمانہ میں ابن الزیات کے قتل کے بعد جمادی الاولیٰ میں احمد بن ابی داؤد قاضی معتزلی پر فالج کا حملہ ہوا چار سال بعد اس مرض میں اس کا انتقال ہوا جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا تھا۔

جس وقت متوکل نے اس سے خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تھا جو کہ گزر چکا۔ پھر متوکل نے منشیوں اور کارندوں کی ایک جماعت سے ناراض ہو کر بہت سا مال وصول کیا۔

اسی برس متوکل نے اپنے لڑکے محمد منتصر کو حجاز و یمن کا حاکم بنایا ماہ رمضان میں یہ تقرری عمل میں آئی۔

اسی زمانہ میں رومی بادشاہ توفیل بن میخائیل نے اپنی والدہ تدورہ کا قصد کیا اسے کسی مقام پر ٹھہرا کر ایک خانقاہ اس کے حوالے کر دی جس شخص کے ساتھ وہ متہم تھی اسے قتل کر دیا اس کی بادشاہت چار سال رہی۔

امیر مکہ محمد بن داؤد نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن حجاج شامی، حیان بن موسیٰ عربی، سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی، سہل بن عثمان عسکری، محمد بن سماعہ قاضی، مولف مغازی محمد بن عائذ دمشقی، یحییٰ مقابری اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے یحییٰ بن معین نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۴ھ

اسی سال محمد بن البعیث بن حلبس نے آذربائیجان میں بغاوت کر دی اور لوگوں کے سامنے متوکل کی وفات کا اظہار کیا، ان علاقوں کے کافی لوگ اس کے ہم نوا بن گئے، وہ مرند شہر میں قلعہ بند ہو گیا، ہر طرف سے فوج اس کی طرف آئی، متوکل نے پے در پے اس کے مقابلے میں کئی لشکر روانہ کئے، انہوں نے چاروں طرف سے اس کے شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا، اس نے خوفناک مقابلہ کیا، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بڑے استقلال کا مظاہرہ کیا، بغا الشرابی نے اس کے اموال کو مباح کر دیا، اس کے سرکردہ ساتھیوں میں کافی لوگوں کا خاتمہ کر دیا، باقی سب کو گرفتار کر لیا، ابن البعیث کی قریب کا خاتمہ کر دیا، اسی برس جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا۔

اسی زمانے میں امیر کبیر ایتاخ نے حج کیا اور اس کے ساتھ حاجی گئے، یہ ایک خزری باورچی غلام تھا اس کا آقا سلام الابرش سے مشہور تھا، معتصم نے ۱۹۹ھ میں اسے اس سے خرید لیا تھا، پھر اس نے معتصم کے ہاں اونچا مقام حاصل کر لیا، پھر اس کے بعد واثق کے پاس بھی اسی طرح رہا، اس نے بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کیں، پھر اس کے بعد متوکل کے پاس بھی اسی طرح رہا، اسے اپنی شہسواری، بہادری اور دلیری کی وجہ سے یہ مقام ملا، اسی سال ایک شب اس نے متوکل کے پاس شراب پی تو متوکل نے اس پر سختی کی، اس نے متوکل کے قتل کا ارادہ کر لیا، صبح ہونے کے بعد متوکل نے اس سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ آپ میرے والد اور مربی ہیں، پھر ایتاخ نے اس سے حج کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے حج کی اجازت دے دی اور جس شہر میں اس نے فروکش ہونا تھا اس کا اسے امیر بنا دیا، جس وقت وہ حج پر روانہ ہوا تو جرنیل اس کی خدمت کے لئے اس کے ساتھ گئے، متوکل نے اس کی جگہ وصیف خادم کو دربان بنا لیا۔

اسی سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا، ابو خیثمہ زہیر بن حرب، سلیمان بن داؤد الشاذکونی، عبداللہ بن محمد النفیلی، ابو الربیع زہرانی، علی بن عبداللہ بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن ابی بکر مقدمی، اسحاق الموصلی الندیم اور یحییٰ بن یحییٰ تمیمی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۵ھ

اسی سال جمادی الثانی میں جیل میں ایتاخ کی ہلاکت کا واقعہ پیش آیا، کیونکہ جب وہ حج سے واپس ہوا تو خلیفہ کے ہدایا موصول ہوئے، جب اس نے سامرا میں داخل ہونے کا ارادہ کیا جہاں پر متوکل تھا، بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے لکھا تھا کہ امرا اور بنی ہاشم کے سرکردہ لوگ اس سے ملاقات کریں، چنانچہ وہ بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا، اسحاق بن ابراہیم نے اس کو اور اس کے دونوں لڑکوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد النصرانی سمیت گرفتار کر لیا، پھر اس نے اسے اپنے بیت خانہ میں بند کر دیا۔

ایتاخ کی ہلاکت شدت پیاس کی وجہ سے ہوئی کیونکہ اس نے شدید بھوک کے بعد کھانا کھایا، پھر اس نے پانی طلب کیا تو اسے پانی نہیں دیا گیا حتیٰ کہ اسی سال پانچ جمادی الاولیٰ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی، اس کے دونوں لڑکے متوکل کے دور خلافت میں جیل میں رہے، پھر متوکل کے لڑکے منتصر نے خلیفہ بننے کے بعد ان کو رہا کر دیا۔

اسی زمانے میں شوال میں بغا محمد بن البعیث اور اس کے دونوں بھائیوں صقر اور خالد اور اس کے نائب علاء اور اس کی جماعت کے سرکردہ افراد کو سامرا لے آئے، بغا لوگوں کو دکھانے کے لئے انہیں اونٹوں پر سوار کر کے لایا، جب ابن البعیث کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا، متوکل نے تلوار اور چمڑے کا فرش منگوایا، جلاد آ کر اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے، متوکل نے ابن البعیث سے کہا تو ہلاک ہو، کس چیز نے تجھے بغاوت پر آمادہ کیا؟ اس نے کہا اے خلیفہ! بدبختی نے، آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھینچی ہوئی رسی ہیں، اور آپ کے بارے میں دو گمانوں نے میرے معاملے کی طرف سبقت کی، ان میں سے ایک آپ کا ہے، پھر وہ فی البدیہہ کہنے لگا۔

(۱) ۔۔۔ لوگوں نے مان لیا کہ آپ آج مجھے قتل کر دیں گے جو امام الھدیٰ ہیں اور معاف کرنا انسان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

(۲) ۔۔۔ میں خطا کی پیداوار ہوں آپ کا عفو نبوت سے پیدا ہوا۔

(۳) ۔۔۔ آپ بلندیوں کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے بہتر ہیں، بلاشبہ آپ کام کرنے والوں میں سے بہتر ہیں۔

متوکل نے کہا یہ ادیب ہے پھر اس نے اسے معاف کر دیا بعض کا قول ہے کہ معتز بن متوکل نے اس کے بارے میں سفارش کی متوکل نے اس کی سفارش قبول کر لی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی بیڑیوں سمیت اسے جیل میں ڈال دیا گیا وہ ایک مدت بعد جیل سے فرار ہو گیا فرار ہوتے وقت اس نے یہ اشعار کہے:

(۱) ۔۔۔ تو نے کتنے ہی امور کا فیصلہ کیا جو دوسروں نے چھوڑ دیے تھے اللہ اس نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

(۲) ۔۔۔ جو شے میرے لئے نفع بخش نہیں اس میں مجھے ملامت مت کر مجھ سے دور ہو جا قلم چل چکا۔

(۳) ۔۔۔ تنگی اور خوشحالی دونوں میں مال تلف کروں گا کوئی وہ ہے جو تنگ داری میں عطا کرے۔

اسی سال متوکل نے ذمیوں کو مسلمانوں سے لباس، عمائم اور کپڑوں میں متمیز رہنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ اماموں کے آگے پیچھے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ڈالیں کسانوں کی طرح زنار استعمال کریں، گھوڑے پر سوار نہ ہوں ان کا پالان لکڑی کا ہو اس کے علاوہ بھی دیگر ایسے امور کا انہیں حکم دیا جو ان کی نفسوں کو ذلیل کرنے والے تھے نیز وہ کا غذا استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے لئے علم ہو ان کے گرجا گھروں کو ویران کرنے کا حکم دیا ان کی وسیع جگہوں کی وسعت ختم کر دی انہیں عشر ادا کرنے کا حکم دیا ان کی کشادہ جگہوں کو مساجد بنانے کا حکم دیا ان کی قبریں زمین کے برابر کر دی گئیں یہ حکم تمام شہروں اور صوبوں میں لکھ کر بھیج دیا گیا۔

اسی سال محمود بن الفرج النیشا پوری کا ظہور ہوا جس لکڑی پر بابک کو سولی دی گئی تھی وہ اس کے قریب آ کر بیٹھتا تھا جو (سر من رای) میں دار الخلافہ کے قریب تھی اس نے نبوت اور ذوالقرنین کا دعویٰ کیا۔ ۲۹ افراد پر ایک چھوٹی سی جماعت اس کی ضلالت اور جہالت پر اس کے ساتھ متفق ہو گئی اس نے ان کے لئے ایک فرضی قرآن بھی بنایا تھا جس کے بابت اس کا کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل اللہ کی طرف سے اس کے پاس یہ قرآن لے کر آتے ہیں اسے پکڑ کر متوکل کے پاس لایا گیا متوکل نے اس سے اقرار جرم کروا کر اسے اپنے سامنے کوڑے لگوائے اس نے اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے آئندہ کے لئے توبہ کی۔ خلیفہ نے اس کے متبعین میں سے ہر ایک کو اسے تھپڑ لگانے کا حکم دیا چنانچہ ہر ایک نے اسے دس تھپڑ مارے ان سب پر اللہ کی لعنت ہو پھر اسی سال تین ذی الحجہ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی۔

اسی برس ۲۷ ذی الحجہ ہفتہ کے روز متوکل نے اپنے بعد اپنی اولاد کو ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی ان کا نام محمد بن منتصر ابو عبد اللہ المعتز (جس کا نام محمد یا زبیر تھا) ابراہیم (جس کا نام اس نے المؤید باللہ رکھا اور اسے خلافت نہیں ملی) ہے۔ متوکل نے ہر ایک کو کچھ علاقے دے دیے جن کے وہ نائب تھے ان میں اس کے نام کی کرنسی بھی چلائی جاتی تھی۔ ابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے شہر اور صوبے بھی مقرر کئے ہیں۔ متوکل نے ہر ایک کے لئے دو جھنڈے باندھے سیاہ اور ولی عہدی کا دوسرا عامل ہونے کا اپنی رضامندی کی ان کے لئے تحریر بھی لکھی اکثر امراء نے ان کی بیعت کی یہ ایک تاریخی دن تھا۔

سال رواں ہی کے ماہ ذی الحجہ میں دجلہ کا پانی تین روز تک زردی مائل ہو گیا پھر اس پانی میں تبھٹ آ گئی لوگ اس سے گھبرا گئے۔

اسی زمانہ میں متوکل کے پاس یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو انہی علاقوں سے پکڑ کر لایا گیا کچھ شیعہ اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ اس نے اس کے مارنے کا حکم دیا چنانچہ اسے اٹھارہ کوڑے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانہ میں بند کر دیا گیا اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے اسی سال ۲۳ ذی الحجہ منگل کے روز بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کا لڑکا محمد وزیر بنایا گیا اس پر پانچ خلعتیں کی گئیں تلوار کا اسے قلادہ ڈالا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اسحاق مامون کے زمانہ میں عراق کا نائب تھا وہ اپنے سادات اور اکابر کی تبع میں خلق قرآن کا داعی تھا جن کے بارے میں ارشاد

تھا انہوں نے بتایا ہے اور سب ہم نے اپنے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کی تو انہوں نے اسکی موافقت سے جھکا دیا اور لوگوں کی آزادی کرتے تھے اور انہیں سوال سے پاس سمجھا کرتے تھے۔

اسحاق بن ماہان ابو محمد التمیمی الندیم یہ الموصلی کے نام سے مشہور تھا اور حدیث، ادب، لغت اور شعر میں بڑا ماہر تھا فن موسیقی میں بھی بڑا مشہور تھا اسی لئے اس زمانے میں اس کی نظیر نہیں تھی۔
معتصم کا قول ہے کہ اسحاق جب گاتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا، مامون کا قول ہے کہ اسحاق بن ماہان گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بنا دیتا کیونکہ مجھے اس کی عفت، پاکیزگی اور امانت کا جو علم ہے اس کے علاوہ اشعار اور ایک بڑا دیوان بھی ہے اس کے پاس لوگوں کی بہت سی کتب تھیں [illegible] گزشتہ سال وفات [illegible] نابینا ہو گیا تھا [illegible] اس کے حالات بیان کئے ہیں [illegible] شاعر ادباء اور [illegible] کی حکایات بھی نقل کی ہیں [illegible] عجیب واقعہ ہے کہ اس نے ایک روز [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے۔
شریح بن یونس، شیبان بن فروخ، عبید اللہ بن عمر القواریری اور اپنے زمانے کے [illegible] اللہ امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۶ھ

اسی سال متوکل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور اس کے ارد گرد کے مکانات اور حویلیاں منہدم کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ جو شخص تین دن بعد یہاں پایا گیا اسے زمین دوز قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا، لہٰذا جیسے سب لوگ وہاں سے چلے گئے اس جگہ کو کاشتکاری کے لئے خالی کر دیا گیا اور اس پر ہل چلا دیا جاتا اور قبر کو معطل کر دیا جاتا اسی سال محمد بن منتصر بن متوکل نے لوگوں کو حج کرایا، اسی سال محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے اپنے چچا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو زہر دے کر ہلاک کر دیا یہ محمد بن ابراہیم امرائے فارس میں سے تھا۔
اسی زمانہ میں مامون کی بیوی بوران کے والد حسن بن سہل نے وفات پائی یہ سرداروں میں سے تھا ابن جریر کا قول ہے اسحاق بن ابراہیم موصلی نے بھی اسی برس وفات پائی ہے واللہ اعلم۔
سال رواں کی [illegible] ابو سعید محمد بن یوسف مروزی کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کے لڑکے یوسف کو آرمینیہ کا حاکم بنایا گیا ابراہیم بن منذر حزامی، مصعب بن عبد اللہ زبیری اور ہدبہ بن خالد [illegible] نے اسی سال وفات پائی اور ابو الصلت ہروی ضعیف کی وفات اسی سال ہوئی۔

واقعات ۲۳۷ھ

اسی سال آرمینیہ کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بطریق کو گرفتار کر کے خلیفہ کے نائب کے پاس بھیج دیا تھا اسی لئے ان علاقوں میں شدید غضب ہوا اور وہاں کے باشندوں نے [illegible] بغاوت کر دی انہوں نے اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف تھا یوسف ان کے مقابلہ میں آیا تو انہوں نے اسے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت سمیت قتل کر دیا اور [illegible] سردی کی شدت سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔
جب متوکل کو اس کی خبر ملی تو اس نے بغا کبیر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجا اس نے ان کا محاصرہ کر کے ان میں سے تیس ہزار کو قتل کر دیا اور ایک بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا اس کے بعد بغا کبیر [illegible] کے صوبہ [illegible] کی طرف روانہ ہو گیا اور بڑے بڑے شہروں کی طرف آیا [illegible] اور انہیں جلا دیا۔
اسی سال ماہ صفر میں متوکل احمد بن ابی داؤد قاضی معتزلی سے ناراض ہو گیا وہ فالج زدہ ہو گیا تھا متوکل نے اسے معزول کر کے یحییٰ بن اکثم کو

نیلی جبشی اور مظالم کی وجہ سے قاسم کا افسر بنا دیا۔ ۲۳۷ھ میں خلیفہ نے قاضی ابن ابی داؤد کی جاگیروں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اس کے بیٹے ابو الولید محمد کو [illegible] اور [illegible] ان کو اس پر [illegible] ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار کی قیمت کے نفیس جواہرات لایا پھر سولہ لاکھ درہم پر صلح ہو گئی۔

کہا جاتا ہے کہ ابن ابی داؤد پر فالج کا حملہ ہو گیا تھا جس نے اس کے [illegible] آ [illegible] طریقے سے سارا [illegible] خلق قرآن [illegible] بعض شاعر نے اس بارے میں کہا ہے کہ

(۱) اگر تو میں [illegible] اور تیرے عزم میں [illegible] ہوتی۔

(۲) تو تجھے فقہ میں مشغولیت ہوتی اگر قرآن کے مخلوق [illegible]۔

(۳) اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو [illegible] کی اصل دین [illegible] ہے۔

اسی سال عید الفطر کے موقع پر متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے جسد [illegible] اس کے سر اور جسم کو جمع کر کے اس کے وارثوں کے حوالے کرنے کا حکم دیا اس فیصلے سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی آپ کے جنازے میں بہت لوگ جمع ہوئے اور [illegible] اور اس کے جنازے کی لکڑی کو چھونے لگے یہ ایک [illegible] دن تھا

اس کے بعد لوگ اس تنے کے پاس آئے جس پر آپ کو سولی دی گئی تھی اسے بھی چھونے لگے عوام خوشی [illegible] متوکل نے نائب کو خط لکھا کہ لوگوں کو اس قسم کی باتوں اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے منع کیا جائے پھر متوکل نے اطراف میں خط لکھے کہ لوگوں کو علم کلام اور خلق قرآن کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع کیا جائے اور کہا کہ جو شخص علم کلام سیکھے گا اور اس کے بارے میں گفتگو کرے گا تو موت تک کے لئے اس کا ٹھکانہ قید خانہ ہوگا۔ نیز اس نے لوگوں کو یہ بھی حکم دیا کہ قرآن و سنت کے دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

اس کے بعد متوکل نے امام احمد کو بغداد سے بلوا کر ان سے ملاقات کی ان کا خوب اعزاز و اکرام کیا اس نے بعض اوقات [illegible] بھیجے لیکن آپ نے قبول نہیں فرمائے اپنے معمولات میں سے متوکل نے آپ کو [illegible] آپ نے [illegible] کی [illegible] کر اسے پھینک دیا۔ متوکل [illegible] اپنے ہاں کا کھانا [illegible] آپ کے پاس [illegible] کہ [illegible] ان دنوں آپ مسلسل روزے رکھتے تھے اس لئے [illegible] آپ کو [illegible] آپ کے [illegible] اور جب کھانا آپ سے [illegible] قبول کرتے تھے [illegible] تھا متوکل کے زمانہ میں سنت کا مقام بلند ہو گیا [illegible] متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو آپ کی [illegible] سے [illegible] ابن ابی داؤد کی جگہ [illegible] قاضی بنا دیا [illegible] متوکل نے اپنی طرف سے [illegible] جعفر [illegible] ابن ابی داؤد کے بعض ساتھیوں نے اس موقع پر درج ذیل اشعار کہے

(۱) میں نے [illegible] کے [illegible] افسانے بنے ہوئے ہیں۔

(۲) ان دنوں نے [illegible] اس طرح [illegible] جس طرح [illegible] نے [illegible] کی ہوئی تھی۔

(۳) ان [illegible] سے [illegible] خیال کیا جاتا ہے کہ [illegible] ہے۔

(۴) گویا [illegible] نے اس پر [illegible] ایک آنکھ سے دیکھا ہے۔

(۵) جب [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] کی [illegible] شکست [illegible] ہیں۔

اسی سال [illegible] جنگ [illegible] جعفر بن ابی جعفر منصور [illegible] حاتم الاصم، عبد الاعلیٰ بن حماد، عبید اللہ بن معاذ العنبری، ابو کامل فضیل بن حسین جحدری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۸ھ

اسی سال ربیع الاول میں بغا کبیر نے تفلیس شہر کا محاصرہ کر لیا تفلیس کا حاکم مقابلہ میں نکلا۔ بغا کبیر نے اسے گرفتار کر کے اس کی گردن زنی کر دی اور پھر اس نے آگ کے گولے شہر میں داخل کر کے شہر کی طرف پھینک دیے اس شہر کی تعمیر صنوبر کی لکڑی کی بنی ہوئی تھی اس نے اس کو آگ لگا دی تھی اور پچاس ہزار باشندے جل کر مر گئے پھر جب آگ بجھ گئی اس لئے کہ لکڑی کی تھی تو آگ باقی نہیں رہی تو بغا نے شہر میں داخل ہو کر باقی ماندہ افراد کو قتل کر دیا اور بچے ہوئے مال سے جو کچھ تھا لے لیا اس کے بعد بغا کبیر دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا جن کے باشندوں نے یوسف سے جنگ میں مدد کی تھی اس نے ان کا محاصرہ کیا اور ان پر جرأت کرنے والوں کو سزا دی۔

اسی زمانہ میں فرنگی تین سو کشتیوں میں سوار ہو کر دمیاط کی طرف مصر کے ساحل سے آئے اور انہوں نے اس میں داخل ہو کر وہاں کے باشندوں کو قتل کر دیا جامع مسجد اور منبر کو جلا دیا اور ۶۰۰ خواتین کو گرفتار کر لیا جن میں سے ۱۲۵ مسلمان تھیں باقی سب قبطی تھیں۔ انہوں نے ان کا مال ساز و سامان اٹھا لیا اور کئی لوگ ان سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے حتیٰ کہ جھیل میں غرق شدگان کی تعداد ان کے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں سے بھی زیادہ تھی اور وہ بہت سا مال غنیمت لے کر اپنے شہروں کو لوٹ گئے اللہ ان پر لعنت کرے۔ اسی سال موسم گرما کی جنگ علی بن یحییٰ آرمنی نے لڑی گذشتہ امیر حج نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور امام محدث اسحاق بن راہویہ، بشر بن ولید فقیہ حنفی، داؤد بن رشید، محمد بن بکار بن ریان، محمد بن ابی السری عسقلانی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۹ھ

اسی سال محرم میں متوکل نے ذمیوں کو بالکل الگ کرنے کا سختی سے حکم دیا۔ اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا حکم دیا۔ اسی زمانہ میں متوکل نے علی بن جہم کو خراسان جلاوطن کیا۔

اسی زمانہ میں نصاریٰ کی عید شعانین اور یوم نیروز ایک ہی دن آ گئے یعنی ۲۰ ذوالقعدہ اتوار کے دن نصاریٰ نے خیال کیا کہ اسلام میں یہ اتفاق پہلی بار پیش آیا اس سال بھی گرمیوں کی جنگ علی بن یحییٰ آرمنی نے لڑی۔ والی مکہ عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ ابو الولید محمد بن قاضی احمد بن ابی دؤاد ایادی معتزلی نے اس سال وفات پائی میں کہتا ہوں داؤد بن رشید اور دمشق کے مؤذن صفوان بن صالح۔ عبدالملک بن حبیب المالکی صاحب تفسیر و مسند مشہور، عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن مہران رازی، محمود بن غیلان اور وہب بن بقیہ نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن عاصم انطاکی: …… ابو علی آپ کا شمار عابد زاہد لوگوں میں ہے تھے جو اہل معاملات کے متعلق کلام کیا کرتے تھے ابو حاتم کا کہنا ہے کہ ان کا کلام عمدہ ہے عبدالرحمن سلمی کا قول ہے کہ احمد بن عاصم حارث محاسبی اور بشر حافی کے طبقہ میں سے تھے ابو سلیمان دارانی نے آپ کی فراست کی وجہ سے آپ کا نام جاسوس القلوب رکھا تھا آپ نے ابو معاویہ اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی اور آپ سے احمد بن ابی الحواری، محمود بن خالد اور ابو زرعہ دمشقی وغیرہ نے روایت کی آپ سے احمد بن ابی الحواری نے نقل کیا کہ مخلد بن حسین نے ہشام بن حسان سے روایت کیا ہے کہ ایک صبح کے وقت میں نے حسن بصری کو بیٹھے ہوئے دیکھا ان سے پوچھا اے ابو سعید آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھا ہے۔

حسن بصری نے جواب دیا کہ میں نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میرے نفس نے مجھے آرام کی دعوت دی تو میں نے اس کی بات نہیں مانی۔

احمد بن عاصم کے اقوال زریں: (۱) جب تو اپنے قلب کی اصلاح کا ارادہ کرے تو اپنی زبان کی حفاظت سے اس کی مدد حاصل کر۔

(۲) یعنی خواہشات کو ترک کرنا: حق کی محبت جہاں بھی ہو اس سے گناہ ترک کر کے معاف ہو جائیں گے۔

(۳) تھوڑا سا یقین بھی قلب سے سارا شک نکال دیتا ہے اور تھوڑا سا شک تیرے دل سے سارا یقین زائل کر دے گا۔

(۴) جو شخص اللہ کو جتنا زیادہ پہچانتا ہے وہ اس سے اتنا زیادہ ڈرتا ہے۔

(۵) باقی عمر میں درست عمل کر لے تو تجھے گزرے ہوئے کا اجر بھی مل جائے گا۔

آپ کے اشعار یہ ہیں:

(۱) میرے دل میں یقین اور محبت ہے اگر میں چاہتا تو تو مجھے ملامت کرنے والا نہ ہوتا۔

(۲) اگر میرے لئے عمل ہو تو یقین ہے کہ تو میرا احوال جانتا ہے۔

(۳) کاش اطاعت کے علاوہ میری خواہش ہوتی لیکن میں تیرا ہو کر رہتا کیسے ملامت کرتا۔

(۴) ہم جوان اور ضعیف ہو گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اس کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

(۵) میت کے سب ہم پر پہلے ہیں موت کے خوف سے اسباب ہم پر وارد ہو گئے ہیں۔

(۶) جان لیجئے کہ عطا دل کی تلاش ہے اس کے بیان پر دلیل ہے۔

(۷) ہم کسی خوف اور ڈر میں رہتے ہیں ہم نے تیری طرف سے اللہ کا سہارا لیا ہے کہ ہم اس کے بیان میں اس سے جا ملیں گے۔

(۸) اپنے رب کی طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں اس کا عذاب بچنے سے مطمئن ہو جائیں۔

(۹) ہر تکلیف اللہ کے بعد آسانی ہے۔

(۱۰) زمانہ چاہے تو طرح طرح کی مصیبت اور تجربہ ہو جائے گی، موت اس کا خاتمہ کر دے گی۔

واقعات ۲۴۰ھ

اس سال اہل حمص نے اپنے گورنر ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیونکہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کر دیا تھا انہوں نے اس کو اپنے ہاں سے نکال دیا تو متوکل نے ان کی طرف عتاب بن عتاب اور محمد بن عبدویہ کو امیر بنا کر بھیجا اگر وہ اسے قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ مجھے اطلاع کرو، پس جب وہ ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا تو اس نے ان میں عجیب و غریب کام کئے۔

اس سال متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر کے اس کا پچھتر ہزار دینار کا مال اور بصرہ میں اس کی بہت سی زمین پر قبضہ کر لیا اور اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس بنایا اسی سال محرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے کی وفات کے بیس دن بعد بغداد میں وفات پائی۔

احمد بن ابی داؤد: یہ احمد بن ابی داؤد ابو عبداللہ قاضی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جو لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دیتے تھے۔

ابن خلکان نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابو عبداللہ احمد بن ابی داؤد فرج بن جریر بن مالک بن عبداللہ بن عباد بن سلام بن مالک بن عبد ہند بن لخم بن مالک بن قنص بن منعہ بن برجان بن دوس بن الدیل بن امیہ بن حذافہ بن زہر بن ایاد بن نزار بن معد بن عدنان۔

خطیب کا قول ہے کہ ابن ابی داؤد، معتصم اور واثق کے زمانہ میں چیف جسٹس تھے۔ سخی اور ادیب اور فصیح اور اخلاق حسنہ کے مالک تھے انہوں نے جہمیہ کے مذہب کا اعلان کیا اور خلیفہ کو خلق قرآن اور آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے پر اکسایا۔

صولی کا قول ہے برامکہ کے بعد لوگوں کے ہاں ابی داؤد سے زیادہ مکرم کوئی نہیں تھا اگر یہ اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالتا تو اس پر سب لوگ اتفاق کر لیتے۔ مؤرخین کا قول ہے ابی داؤد کا سن ولادت ۱۶۰ھ ہے یحییٰ بن اکثم سے عمر میں ۲۰ سال چھوٹا تھا۔ ابن خلکان کا قول ہے ابی داؤد کا تعلق اصلاً بلاد قنسرین سے تھا اس کا والد تجارت کے لئے شام جاتا تھا پھر ابی داؤد کو لے کر عراق چلا گیا ابی داؤد وہاں پر علم میں مشغول ہو گیا واصل بن عطاء کے دوست ھیاج بن علاء سلمی کی صحبت اختیار کی اس سے مذہب اعتزال حاصل کیا بعض کا قول ہے ابی داؤد نے یحییٰ بن اکثم قاضی کی صحبت اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ابن خلکان نے کتاب الوفیات میں آپ کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

ایک شاعر نے آپ کی تعریف میں ایک شعر کہا:

''رسول اللہ خلفاء ابی داؤد سب ہم میں سے ہیں۔''

ایک شاعر نے ان کے رد میں چند اشعار کہے:

(۱)...... نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دو کہ وہ زمین میں لوگوں کے سردار ہیں۔
(۲)...... رسول اللہ خلفاء ہم میں سے ہیں ہم بنی عیاد کے داعیوں سے اظہار براءۃ کرتے ہیں۔
(۳)...... ہم ایاد میں سے نہیں جب وہ احمد بن ابی داؤد کی دعوت تسلیم کر لیں۔

جب احمد بن ابی داؤد کو ان کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے کہا اگر میں سزا کو پسند نہ کرتا تو میں اسے عبرت ناک سزا دیتا چنانچہ اس نے اسے معاف کر دیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ازہر نے متعدد طرق سے ہم سے جریر بن احمد ابو مالک کا قول نقل کیا ہے کہ میرا والد احمد بن ابی داؤد نماز کے دوران اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے اللہ سے مخاطب ہو کر یہ اشعار پڑھتا تھا۔

(۱)...... تو کمزور سبب نہیں ہے امور کی فلاح کا مدار اسباب کی قوت پر ہوتا ہے۔
(۲)...... آج ہم آپ کے محتاج ہیں اس لئے کہ مرض کے وقت ہی ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے۔

خطیب نے روایت کیا کہ ابوتمام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آ کر کہنے لگا شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس نے کہا ایک سے ناراض اور تو سب سے ناراض ہے پھر اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ بات کہاں سے حاصل کی؟ اس نے جواب دیا ابونواس کے اس قول سے۔ اللہ کے لئے عجیب نہیں کہ وہ سارے عالم کو فرد واحد میں جمع کر دے ابوتمام نے ایک روز اس کی تعریف میں کہا۔

(۱)...... سارے زمانے کی برائیاں احمد بن ابی داؤد کی اچھائیوں میں تبدیل ہو گئی۔
(۲)...... تو نے آفاق میں سفر صرف اس لئے کیا ہے کہ میری سواری اور میرا توشہ تیرے عطیے سے ہو۔
(۳)...... تیری بابت گمان اور امیدیں کیا ہی خوب ہیں خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار ہے۔ اس نے اس سے پوچھا کیا تو ان اشعار میں منفرد ہے یا کوئی اور بھی تیرے ساتھ اس میں شریک ہے اس نے جواب دیا میرا گمان ہے لیکن میں نے ابونواس کے قول پر بھی نظر ڈالی ہے۔

اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور کی تعریف میں رواں ہو جائیں پھر بھی ہماری مراد تو ہی ہوتا ہے محمد بن صولی کا قول ہے کہ ابوتمام کے احمد بن ابی داؤد کی مدح میں چند اشعار میں سے چند یہ ہیں:

(۱)...... اے احمد تیرے حاسدین بہت ہیں اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں۔
(۲)...... تو بزرگی اور فخر قدیم کے بیٹے اور چوٹی کے مقام پر اترا ہے جو بہت فخر والا ہے۔
(۳)...... ہر غنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے۔
(۴)...... ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔
(۵)...... تو ایاد کے لئے چودھویں کا چاند ہے۔
(۶)...... تو نے از راہ تواضع امیر بننے سے اجتناب کیا ورنہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے۔

(۷)...... ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بڑی بات کہہ دی۔ اگر اس کا ضعیف، مسکین، گمراہ مخلوق کے بارے میں یہی عقیدہ ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ابن ابی داؤد نے ایک روز ایک شخص سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ سے سوال کروں تو مجھے آپ کے عطیات کا ثمن دینا پڑے گا اس نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے پانچ ہزار درہم دیے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے ایک روز ایک شخص نے ابی داؤد سے گدھے کا سوال کیا اس نے خادم سے کہا اسے گدھا، خچر، ٹٹو، گھوڑا دے دو اور کہا اگر مجھے اس کے علاوہ کسی اور سواری کا معلوم ہوتا میں وہ بھی اسے دے دیتا۔ پھر خطیب نے اپنی اسانید سے ایک جماعت سے اس کے کچھ حالات نقل کئے ہیں جو اس کی سخاوت، فصاحت، ادب، بردباری، ضروریات کی طرف جلدی سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔

محمد بن مہدی بن واثق سے منقول ہے کہ ایک روز ایک بوڑھے نے واثق کو سلام کیا اس نے اس کو جواب نہیں دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کرے اس نے کہا اے خلیفہ آپ کے استاد نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے جب کہ ارشاد خداوندی ہے جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تحفہ دو یا اسے اسی جیسا واپس کر دو تو آپ نے نہ تو مجھے اس سے بہتر تحفہ دیا اور نہ ہی اس جیسا تحفہ دیا۔ ابن ابی داؤد نے کہا اے خلیفہ یہ شخص متکلم ہے اس نے ابی داؤد کو اس سے مناظرہ کرنے کا حکم دیا ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا قرآن مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا مجھ سے انصاف کر سوال میرا حق ہے ابن ابی داؤد نے کہا تم سوال کرو اس نے سوال کیا آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ ابی داؤد نے کہا انہیں اس کا علم نہیں تھا اس نے کہا جس چیز کا انہیں علم نہیں تھا اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا۔

اس بات سے ابن ابی داؤد بہت شرمندہ ہوا پھر ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ مجھے معاف کیجئے انہیں اس بات کا علم تھا پھر شیخ نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا پھر انہوں نے اس بات کی دعوت کیوں نہیں دی کیا تمہارے لئے اس چیز کی گنجائش ہے جس کی ان کے لئے گنجائش نہیں تھی، دوبارہ ابن ابی داؤد شرمندہ ہوا، واثق نے اس شیخ کے لئے چار ہزار دینار کا حکم دیا لیکن اس نے قبول نہیں کئے۔ مہدی کا قول ہے کہ میرے والد گھر جانے کے بعد لیٹ کر بار بار شیخ کے اس قول کو دہراتے رہے پھر اس نے شیخ کو بلا کر چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اس کے بعد اس نے پھر کسی کی آزمائش نہیں کی۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں غیر معروف لوگوں سے یہ واقعہ خوب طوالت سے بیان کیا ثعلب نے ابی الحجاج کے حوالے سے کچھ اشعار سنائے جو اس نے ابی داؤد کی مدح میں کہے:

(۱)...... اے ابن ابی داؤد تو نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا تیری اطاعت کرنے والا مرتد ہو گیا۔

(۲)...... تو نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا کیا تجھے اللہ کے پاس نہیں جانا۔

(۳)...... اللہ کا کلام ہے جو اس نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ خیر الوریٰ پر نازل کیا۔

(۴)...... جو تیرے دروازہ پر مہمانی طلب کرتے ہوئے آیا وہ جنگل میں بلا شبہ اترنے والے شخص کی طرح ہے۔

(۵)...... اے ابن ابی داؤد تو نے اس قول سے اچھی بات بیان کی کہ میں قبیلہ ایادی کا ایک فرد ہوں پھر خطیب نے متعدد طرق سے ابن ابی داؤد کی ہجو میں یہ اشعار نقل کئے۔ اگر تیری رائے میں درستگی ہوتی تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا قبل ازیں یہ اشعار گزر چکے۔

خطیب نے احمد بن موفق یا یحییٰ الجلاء کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ واقفیہ میں سے ایک شخص نے خلق قرآن کے مسئلہ میں مجھ سے مناظرہ کیا اس نے مجھ پر ناپسندیدہ الزامات لگائے شام کو میں گھر آیا تو بیوی نے رات کا کھانا پیش کیا لیکن میں اس سے کچھ کھا نہیں سکا اور مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اور گرد امام احمد اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے یہ آیت (فان یکفر بھا ھؤلاء) پڑھ کر ابن ابی داؤد کی طرف اشارہ کیا پھر آپ نے (فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکافرین) پڑھ کر امام احمد اور ان کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ بعض کا قول ہے میں نے خواب میں دیکھا ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ آج رات احمد ابن ابی داؤد ہلاک ہو گیا میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا آج رات اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اس طرح ایک شخص نے احمد بن ابی داؤد کی ہلاکت کی رات خواب میں دیکھا کہ دوزخ نے ایک لمبا سانس لیا جس سے ایک شعلہ نکلا میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اس نے ابی داؤد کا کام تمام کر دیا۔

ابن ابی داؤد کی ہلاکت: اسی سال ۲۴۰ھ محرم [illegible] کے [illegible] اس کے لڑکے [illegible] سے [illegible] مر گیا اور [illegible] اس کی موت سے چار سال پہلے اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا کہ وہ بچھونے پر گر پڑا اور اپنے جسم کی کسی چیز کو حرکت دینے کی طاقت نہ رکھتا تھا اور چار سال تک کھانے پینے اور نکاح کی لذت سے محروم رہا۔

ایک دفعہ ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں تیری عیادت کے لئے نہیں آیا بلکہ تجھ سے تیری اپنی ذات کی تعزیت کرنے آیا ہوں میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم کی قید میں ڈال دیا ہے جو تیرے لئے ہر قید سے سخت ہے۔ پھر وہ شخص اس کے لئے بد دعا کرتا ہوا اس کے پاس سے نکلا کہ اللہ اس کے مرض میں اضافہ کرے چنانچہ اس کے مرض میں اضافہ ہو گیا گزشتہ سال اس سے بہت سا مال تاوان وصول کیا گیا [illegible] اگر [illegible] کافی [illegible] اسے [illegible]

ابن خلکان کا قول ہے کہ اس کی پیدائش ۱۶۰ھ میں ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ [illegible] ابن ابی داؤد امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اکثم سے عمر میں بڑا تھا اور [illegible] ابن ابی داؤد کی ملاقات کا ذریعہ یحییٰ بن اکثم بنا تھا اس نے مامون کے پاس [illegible] اس کے بعد مامون نے اپنے بھائی معتصم کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی چنانچہ معتصم نے ابن ابی داؤد [illegible] واثق [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] معتصم [illegible] اس کے [illegible] نے یحییٰ بن اکثم کو قضا سے معزول کر کے اس کی جگہ ابن ابی داؤد کو [illegible] کے [illegible] ابن خلکان نے ذکر کیا ہے [illegible] البتہ اس کے [illegible] سے [illegible] کیا گیا [illegible] اللہ کی [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات خوب تفصیل سے بیان کئے [illegible] ابن عساکر نے [illegible] نقل کیا ہے کہ [illegible] ابن ابی داؤد نے [illegible] کہا کہ [illegible] بہت پسند ہیں۔

"اگر [illegible] سے [illegible] اگر [illegible] سے [illegible] کے درمیان [illegible]

[illegible] سے [illegible]"

خواص کی وفات

خواص [illegible] مالکی [illegible] سے [illegible] عبدالسلام بن سعید [illegible] مشہور فقہاء مالکیہ میں سے تھے۔ عبدالرحمٰن بن قاسم [illegible] الشیخ [illegible] سعید [illegible] عبداللہ بن وہب [illegible] کتب [illegible] اس سال وفات پائی۔

[illegible] کہتے ہیں [illegible] چند اشعار [illegible] یہ ہیں

(۱) [illegible] کا قصد [illegible] سے [illegible]

(۲) [illegible] نصیحت [illegible] نے قصد [illegible]

(۳) [illegible] اس کی [illegible] بلکہ [illegible]

(۴) [illegible] سے [illegible]

(۵) [illegible] نے [illegible] کی [illegible]

مؤلف مدونہ سحنون المالکی ابو سعید عبدالسلام بن سعید بن حبیب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ التنوخی ہیں اصلاً حمص کے شہر سے تھے ان کے والد حمص کی فوج کے ساتھ بلاد مغرب آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے بالآخر مذہب کی سرداری ان پر ختم ہو گئی ان کے استاد ابن القاسم تھے اس کا سبب یہ تھا کہ امام مالک کے دوست اسد بن فرات بلاد مغرب سے مصر آئے تو امام مالک کے دوست عبدالرحمن بن القاسم سے ان سے بہت سے مسائل پوچھے جنہوں نے ان کے جواب دیئے۔ عبدالرحمن بن القاسم نے وہ جوابات قلم بند کر لئے پھر وہ مغرب چلے گئے ان سے ۱۸۸ھ میں سحنون نے نقل لئے پھر سحنون ابن القاسم کے پاس مصر آیا اس نے ابن القاسم کے سامنے وہ مسائل دوبارہ پیش کئے انہوں نے ان میں کچھ کمی زیادتی کی اور باقی چھوڑ دیئے۔ سحنون ان کو مرتب کر کے بلاد مغرب پہنچ گیا ابن القاسم نے اسد بن فرات کے نام سے خط لکھ دیا کہ وہ اپنا نسخہ سحنون کے نسخے کے ساتھ ملا کر اپنے نسخہ کی اصلاح کر لے تو اسد بن فرات نے ایسا نہیں کیا پھر ابن القاسم نے ان پر بددعا کی۔ یہ ان کی شان سے عام زمان کی اور سے اتنا فائدہ حاصل کیا۔ لوگ سحنون کی طرف سفر کرنے لگے مغرب کی سے ہر طرف مشہور ہو گئی اسی زمانہ کے سرداروں کے علاوہ اس کی سحنون وفات تک قیروان کے قاضی رہے ۸۰ سال کی عمر پا کر اسی سال ماہ رجب میں فوت ہو گئے۔)

واقعات ۲۴۱ھ

اسی سال جمادی الآخری میں اہل حمص نے اپنے حاکم محمد بن عبدویہ کے خلاف بغاوت کر دی اور چاہا کہ اسے قتل کر دیں اور ان کے نصاریٰ نے بھی ان کی مدد کی اس نے خلیفہ کو خط لکھ کر اس کی اطلاع دی تو خلیفہ نے اس کو مقابلہ کرنے کا حکم دیا اور دمشق کے حاکم کو محمد بن عبدویہ کی فوجی مدد کرنے کا حکم دیا۔

نیز خلیفہ نے حمص کے حاکم کو حکم دیا کہ ان میں سے تین بڑے شریروں کو اتنا مارا جائے کہ وہ مر جائیں پھر انہیں ان کے دروازوں پر سولی دی جائے اور ان کے بیس آدمیوں کو تین تین سو کوڑے لگائے جائیں اور انہیں بیڑیاں ڈال کر سامرا بھیج دیا جائے اور وہاں کے سب گرجے اور کنائس گرا دیئے جائیں اور جامع مسجد کی جانب جو گرجا ہے اسے مسجد میں شامل کر لیا جائے۔ خلیفہ نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور بعض امراء نے ان کی مدد کی اور ... تھے تو حمص کے عامل نے خلیفہ کے حکم پر عمل کیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ متوکل نے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم بغدادی کو مارنے کا حکم دیا جس کے بارے میں سترہ آدمیوں کا قول ہے کہ اسے ہزار کوڑے لگائے جائیں کیونکہ اس نے بغداد کے قاضی کے پاس ان افراد نے اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عائشہؓ اور حفصہؓ کو گالیاں دی ہیں یہ معاملہ خلیفہ تک پہنچایا گیا۔ بغداد کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا کہ اسے سب لوگوں کے سامنے کوڑے لگائے جائیں اور جب وہ مر جائے تو اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کے بعد اس کی لاش حوالے نہ کی جائے۔ چنانچہ اس ملعون کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا اللہ اس کا برا کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر ہے۔ اور باقی امہات المومنین پر تہمت لگانے والے کے بارے میں دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی ان کی طرح ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال بغداد میں ستارے بکھر گئے یہ جمادی الاولیٰ کی پہلی شب جمعرات کے دن کا واقعہ ہے اسی سال رومیوں نے عین زربہ پر حملہ کیا اور وہاں کے زط کو قید کر لیا ان کی عورتیں، بچے اور جانور سب گرفتار کر لئے۔

اسی کا قول ہے کہ اسی سال جعفر بن عبدالواحد ... کی موجودگی میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کے بارے میں فدیہ کا لین دین ہوا مسلم مرد قیدیوں کی تعداد ۷۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۱۲۵ تھی بادشاہ روم کی ماں تدورہ نے قیدیوں کو نصرانیت کی دعوت دی تھی قیدیوں کی کل تعداد بیس ہزار کے قریب تھی جس نے انکار کیا اسے قتل کر دیا گیا

اسے قتل کر دیا جاتا، چنانچہ بارہ ہزار قتل کر دیئے گئے بعض نصرانی ہو گئے۔ باقیوں کو فدیہ دے کر انہیں آزاد کرا دیا گیا مرد و زن سب کی تعداد ۱۰۰۰۹ کے قریب تھی۔

اسی زمانہ میں بجہ نے ارض مصر کی فوج پر حملہ کیا، بجہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کی وجہ سے اس سے قبل مسلمانوں سے نہیں لڑتے تھے اس بار انہوں نے صلح توڑ کر معاہدے کی صریح خلاف ورزی کی۔ بجہ حبشیوں کی ایک قوم ہے جو بلاد مغرب کے سوانات کی رہائشی ہیں ان شہروں میں سونے چاندی کی کانیں ہیں ان کانوں کا ان کے ذمہ سالانہ ٹیکس مصر پہنچانا ضروری تھا جب متوکل کی حکومت آئی تو سالوں سے ادا کیا جانے والا ٹیکس انہوں نے بند کر دیا مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باذغیسی مولی الہادی نے خلیفہ کے پاس یہ باتیں لکھ کر بھیجیں اس پر متوکل بہت غصہ ہوا اس نے اپنے ساتھیوں سے بجہ کے بارے میں مشورہ کیا اسے بتایا گیا کہ یہ شتربان اور صحرائی لوگ ہیں ان کے علاقے دور دراز ہیں، بیابان ہیں ان کے مقابلہ میں جانے والے لشکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہاں قیام کے لئے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے جائے اس بات نے متوکل کو ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔

پھر متوکل کو ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ صعید کے اطراف میں غارت گری کر رہے ہیں اہل مصر اپنی اولاد کے بارے میں ان سے خوف زدہ ہیں خلیفہ نے محمد بن عبداللہ قمی کو ان سے قتال کے لئے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ علاقوں کا امیر بنا دیا اور مصر کے عمال کو ان کی ہر ممکن مدد کا حکم لکھا چنانچہ وہ روانہ ہو گیا اس کے ساتھ وہ لوگ بھی روانہ ہو گئے جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آ ملے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار پیادوں اور سواروں کے ساتھ ان کے شہر میں داخل ہو گیا اس نے سات کشتیوں میں روٹی سالن بھی رکھا کشتی والوں کو حکم دیا کہ وہ سمندر میں داخل ہو جائیں اور بلاد بجہ کے وسط میں پہنچنے کے بعد ان سے ملیں پھر وہ چلتے چلتے ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے بھی آگے نکل گیا۔

بجہ قوم کا بادشاہ علی بابا اپنی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ قمی کی فوج سے بھی زیادہ تھی ان کے مقابلہ میں آیا یہ ایک مشرک اور بت پرست قوم تھی علی بابا مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا تاکہ ان کا توشہ ختم ہونے کے بعد وہ انہیں ہاتھوں ہاتھ لے لیں، مسلمانوں کا توشہ ختم ہونے کے بعد بجہ ان میں طمع کرنے لگے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ کشتیاں پہنچ گئیں جن میں کھانا، کھجور، روغن وغیرہ تھے جن کی مسلمانوں کو اس وقت ضرورت تھی اس کے بعد حبشیوں کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا انہوں نے مسلمانوں سے قتال کی تیاری شروع کر دی ان کے اونٹ وحشی اور بدکنے والے تھے جس چیز کو دیکھتے اور سنتے اسی کی طرف بھاگ پڑتے۔

جنگ کے روز مسلمانوں کا امیر لشکر میں گیا اور ان کے پاس جو گھنٹیاں تھیں انہیں نے ان کے گھوڑوں کی گردنوں میں باندھ دیا معرکہ کے روز مسلمانوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا اس کی گھنٹیوں کی آواز سن کر بجہ قوم کے گھوڑے بدک گئے وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جسے چاہا قتل کر دیا مقتولین کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں دوسرے روز وہ سواریوں کے بغیر جمع ہو گئے قمی نے ان کی اسی طرح بیخ کنی کر دی ان کے باقی ماندہ افراد بھی قتل کر دیئے ان کے بادشاہ کو امن دے کر پکڑ لیا اس سے گذشتہ ٹیکس وصول کیا اور اسے قیدی بنا کر خلیفہ کے پاس لے گیا۔

یہ واقعہ اس سال کے پہلے روز پیش آیا۔ خلیفہ نے ان علاقوں کا اسے امیر بنا دیا اس سے ملحقہ علاقوں کی دیکھ بھال اور راستوں کی نگرانی قمی کے سپرد کی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال جمادی الثانی میں یعقوب بن ابراہیم قوصرہ کی وفات ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ یہ متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا عبداللہ بن محمد بن داؤد نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ حج کے اوقات اور مکہ کے راستے کے والی جعفر بن دینار نے اس سال حج کیا۔

ابن جریر نے اس سال کسی محدث کی وفات کا ذکر نہیں کیا خواص میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، جبارہ بن مغلس حمانی، ابو توبہ حلبی، عیسیٰ بن حماد، یعقوب بن حمید بن کاسب نے اسی سال وفات پائی۔

امام احمد بن حنبل

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن ہمیسع بن حمل بن نبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہ السلام ابو عبداللہ شیبانی ثم مروزی ثم بغدادی۔ یہ حافظ کبیر ابو بکر بیہقی نے اس کتاب میں جس میں انہوں نے امام احمد کے مناقب جمع کئے اپنے شیخ ابو عبداللہ حاکم صاحب مستدرک سے اسی طرح آپ کا نسب بیان کیا ہے۔

صالح بن امام احمد سے منقول ہے کہ میرے والد نے یہ نسب میری ایک کتاب میں دیکھا تو مجھے کہا تو اس کا کیا کرے گا؟ لیکن انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ ان کے والد ایک مرو سے بغداد آئے اس وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے ۱۶۴ھ ماہ ربیع الاول میں امام احمد بغداد میں پیدا ہوئے جب امام احمد تین سال کے تھے تو ان کے والد کی وفات ہو گئی پھر ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی صالح نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میرے کان چھید کر ان میں موتی ڈال دیئے گئے جب میں بڑا ہو گیا تو میرے سپرد کئے گئے میں نے ۳۰ درہم میں انہیں فروخت کر دیا۔

۲۴۱ھ ماہ ربیع الاول جمعہ کے روز ۷۷ سال کی عمر میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

امام احمد بغداد ہی میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آتے جاتے تھے پھر اسے ترک کر کے حدیث میں مشغول ہو گئے سب سے پہلے آپ نے ۱۶ سال کی عمر میں ۱۷۹ھ میں اپنے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے پہلا حج ۱۸۷ھ میں اور ۱۹۱ھ میں تیسرا ۱۹۶ھ میں چوتھا ۱۹۷ھ میں کیا، پانچواں ۱۹۸ھ میں کیا۔

۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کا سفر کیا ان سے آپ یحییٰ بن معین اسحاق بن راہویہ بھی تھے۔

امام احمد کا قول ہے کہ میں نے پانچ حج کئے ان میں سے تین پیدل چل کر [illegible] ایک حج میں ۳۰ درہم خرچ کئے۔ [illegible] کا قول ہے کہ ایک حج میں۔ میں راستہ بھول گیا [illegible] لوگوں سے راستہ پوچھتا [illegible] امام احمد کا قول ہے کہ میں [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] تھا [illegible] ہاں جا [illegible] سے [illegible] چلے گئے [illegible] بھی نہیں ہوئی۔

ابن جوزی نے اپنی سند کے ساتھ یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو کہتے ہوئے سنا کہ احمد نے مصر آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے یہ حکایت [illegible] امام احمد [illegible] ہے کہ امام احمد نے بلاد اطراف کا چکر لگا کر سوائے مصر کے سب جگہ سے حدیث لی۔ [illegible] آپ کا احترام کرتے تھے۔ [illegible] نے امام احمد کے شیوخ کا [illegible] حروف ابجد کی ترتیب پر مرتب کئے۔ بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد نے مسند میں امام شافعی سے روایات لی ہیں [illegible] وفات کے بعد چھپ گئے۔ علامہ شافعی کے [illegible] الاقدم ابو یعلیٰ کی لکھے۔

تم یقین کرو کہ بیہقی نے امام احمد کی روایات ایک ہی جگہ کی ہیں جن کی تعداد [illegible] سے ان میں سب سے زیادہ [illegible] روایت ہے جسے امام احمد نے امام شافعی عن مالک عن الزہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح جنت کے درختوں کے ساتھ لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دے [illegible] بغداد میں ۳۰ سال سے زائد عمر میں جب وہ مصر گئے امام شافعی سے ملاقات ہوئی امام شافعی نے ان سے فرمایا اے ابو عبداللہ جب تمہیں کوئی صحیح حدیث معلوم ہو جائے تو مجھے بتا دینا تاکہ میں اس کی طرف جاؤں خواہ وہ حجازی ہو یا شامی ہو یا عراقی ہو یا یمنی ہو [illegible] یہی ان سے [illegible] امام شافعی کا امام احمد سے [illegible]

وجہ سے امام شافعی حدیث کی صحت اور اس کے ضعف میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے دیگر ائمہ اور علماء کے ہاں بھی امام احمد کا یہی مرتبہ تھا جیسا کہ انہوں نے امام احمد کی تعریف کی ہے اس کے بیان میں آئے گا اور وہ علم حدیث میں ان کے علو مرتبہ کے قائل تھے اپنے زمانہ ہی میں دور دور تک امام احمد کی شہرت پھیل گئی تھی اور اطراف میں ان کا نام مشہور ہو گیا تھا۔

بیہقی نے ایمان کی بابت امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے نیز کلام اللہ غیر مخلوق ہے نیز امام احمد نے کلام اللہ کو مخلوق کہنے والوں کا رد کیا بیہقی نے ابو عمارۃ اور ابو جعفر کے واسطے سے احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ لفظاً محدث ہے انہوں نے استدلال میں قرآن کی آیت (ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید) پیش کی، پھر فرمایا لفظ لوگوں کا کلام ہے ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی احمد کا قول نقل کیا ہے قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پا سکتا ہے اس کے علاوہ ہمارے اقوال و افعال وہ تو مخلوق ہیں میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے افعال عباد میں اس مفہوم کو بیان کیا انہوں نے صحیح میں بھی اسے ذکر کیا۔ اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت بخشو۔ اسی وجہ سے دیگر ائمہ کا قول ہے کلام کلام باری ہے آواز آواز قاری ہے۔ بیہقی نے اسے بیان کیا۔

بیہقی نے اسماعیل بن محمد بن اسماعیل السلمی کے طریق سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے اسی طرح ابن الحسن میمونی کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جب جہمیہ نے امام احمد کے خلاف اللہ کے قول (ما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وہم یلعبون) سے استدلال کیا تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کا نزول ہماری طرف محدث ہو، ذکر محدث نہ ہو نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ آپ ﷺ کا ذکر ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا پھر بیہقی نے دار آخرت میں دیدار الٰہی کے بارے میں امام احمد کا کلام نقل کیا ہے کہ اور اس بارے میں حضرت صہیب کی حدیث سے استدلال کیا اور وہ حدیث اضافہ ہے امام احمد کا کلام تشبیہ کی نفی کرنے اور علم کلام میں مشغولیت ترک کرنے اور قرآن و حدیث میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ سے جو کچھ بیان ہوا اس سے تمسک کرنے میں ہے۔

بیہقی نے عن حاکم عن ابی عمرو بن سماک عن حنبل بیان کیا ہے کہ امام احمد نے اللہ کے اس قول (وجاء ربک) کی تاویل کی کہ ہے اس سے اللہ کے ثواب کا آنا مراد ہے۔ پھر بیہقی نے کہا یہ اسناد بے غبار ہے۔

امام احمد نے متعدد طرق سے ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ اچھا ہے، جس کو اچھا نہ سمجھیں وہ عند اللہ خراب ہے۔ تمام صحابہ نے حضرت صدیق کی خلافت کو صحیح سمجھا میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں حضرت صدیق کی تقدیم پر صحابہ کا اجماع بیان کیا گیا حقیقت وہی جو ابن مسعود نے بیان کی۔ دیگر ائمہ نے بھی اس کی صراحت کی۔

امام احمد آزمائش کے زمانہ میں جب حمص کے پاس سے گزرے تو عمرو بن عثمان حمصی نے آپ سے خلافت کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا خلفاء راشدین کی ترتیب پر خلافت واقع ہوئی جس نے علی کو عثمان پر مقدم کیا اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے ہی عثمان کو علی پر مقدم کیا تھا۔

امام احمد کا زہد و تقویٰ اور تقشف .... بیہقی نے بحوالہ مزنی امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رشید سے کہا کہ یمن کو قاضی کی ضرورت ہے رشید نے کہا تم کسی کا انتخاب کرو ہم اسے قاضی بنا دیں گے امام احمد علم حاصل کرنے والوں کے ساتھ امام شافعی کے پاس آتے تھے امام شافعی نے ان سے سوال کیا آپ قضاۃ قبول کریں گے امام احمد نے فرمایا میں تو آپ کے پاس دنیا سے بے رغبتی کرنے والے علم کے حصول کے لئے آتا ہوں آپ مجھے قاضی بننے کی دعوت دے رہے ہیں اگر علم حاصل کرنے کا معاملہ نہ ہوتا تو آج کے بعد میں کبھی آپ سے بات نہ کرتا اس کے بعد امام شافعی خاموش ہو گئے۔ بعض کا قول ہے کہ امام احمد اپنے چچا اسحاق اور ان کے لڑکوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے نہ ان سے بات کرتے کیونکہ انہوں نے شاہی عہدہ قبول کیا تھا۔

ایک دو تین روز سے آپ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے آٹا قرض کے طور پر مانگا وہ آپ کی حالت سمجھ گئے فوراً انہوں نے آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر اسی وقت آپ کے سامنے حاضر کر دی آپ نے پوچھا اتنی جلدی روٹی کیسے تیار ہو گئی انہوں نے

جواب دیا میں نے صالح کا تنور گرم دیکھا تو اس میں روٹی لگا کر لے آیا تو آپ نے فرمایا میرے سامنے سے اٹھا لو آپ کا دروازہ جو اس کے گھر کے سامنے کھلتا تھا آپ نے اس کے بند کرنے کا حکم دیا۔ بیہقی کا قول ہے کہ صالح نے خلیفہ متوکل کا ہدیہ قبول کیا تھا اس وجہ سے امام احمد نے اس کے تنور کی پکی ہوئی روٹی نہیں کھائی۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ میرے والد نے خلیفہ کی فوج کے پاس سولہ روزہ قیام میں ستو کا ربع مد کھایا۔ تین دن بعد ستو کی ایک مٹھی پھانک لیتے تھے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے چھ ماہ بعد آپ کی صحت نے عود کیا۔ کمزوری کے باعث آپ کی آنکھوں کے گوشے ڈھیلوں سے مل گئے تھے۔

بیہقی کا قول ہے کہ ایک زمانے میں خلیفہ آپ کے پاس کھانے کی عمدہ عمدہ اشیاء بھیجتا تھا لیکن آپ اس میں سے کچھ تناول نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار مامون نے اصحاب حدیث پر تقسیم کرنے کے لئے سونا بھیجا تو آپ کے علاوہ سب نے سونا لیا۔

سلیمان شاذکونی کا قول ہے کہ میں امام احمد کے پاس گیا انہوں نے تانبے کا ایک برتن دوادارے پاس یمن میں رہن کے طور پر رکھا جب آپ اسے لینے کے لئے آئے تو انہوں نے دو برتن نکال دیئے اس نے کہا دونوں میں سے آپ اپنا برتن رکھ لیں۔ آپ نے اپنے برتن کی عدم شناخت کی وجہ سے دونوں کو اسی کے پاس چھوڑ دیا۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ ہم واثق کے زمانہ میں تنگی میں تھے ایک شخص نے میرے والد کو خط لکھا کہ مجھے چار ہزار درہم میراث میں ملے ہیں جو صدقہ اور زکوۃ کے نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں قبول کر لیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے دوبارہ پیشکش کی پھر بھی آپ نے انکار کر دیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب ہم نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو ختم ہو جاتے اور ہم کھا لیتے ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم دے کر کہا میں نے کچھ رقم آپ کے نام سے تجارت میں لگائی تھی یہ اس کا نفع ہے آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا ہمارا گزر بسر چل رہا ہے اللہ آپ کو آپ کی نیت کا اجر دے ایک تاجر نے آپ کو تین ہزار درہم کی پیشکش کی تو آپ نے قبول نہیں کی۔ ایک بار یمن میں آپ کا خرچہ ختم ہو گیا آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو ایک مٹھی دیناروں کی پیش کی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ ہمارا گزارا چل رہا ہے اس وجہ سے آپ نے قبول نہیں کی۔

ایک بار یمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے آپ دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ گئے جب آپ کو آپ کے اصحاب نے گم پایا تو وہ آئے اور انہوں نے آپ کا حال پوچھا انہیں چوری کا بتایا گیا انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا آپ نے اس میں سے صرف ایک دینار لیا تا کہ ان کے لئے ثواب لکھا جائے چنانچہ ان کے لئے ثواب لکھا گیا۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ امام احمد کی مجالس آخرت کے تذکرے سے لبریز اور دنیا کے تذکرے سے خالی ہوتی ہے۔ میں نے آپ کو کبھی دنیا کا تذکرہ کرتے نہیں دیکھا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ امام احمد سے توکل کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا دنیا سے بالکل یکسو ہو جانا آپ سے اس پر دلیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگ میں حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے آپ سے ضرورت کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

انہوں نے کہا جس کی ضرورت ہے اس سے اپنی حاجت کا سوال کرو آپ نے فرمایا مجھے وہی دو چیزیں پسند ہیں جو اسے پسند ہیں۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب صفار کا قول ہے کہ ہم نے (سرمن رای) میں امام احمد سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اے اللہ ہماری محبوب چیز سے آپ زیادہ واقف ہیں آپ ہمیں اپنی محبوب شئے عطا کر دیجئے پھر آپ خاموش ہو گئے ہم نے کہا اور زیادہ دعا کیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ ہم آپ سے اس قدرت کے ساتھ سوال کرتے ہیں جس سے تو نے آسمان و زمین کو کہا (خوشی یا ناخوشی سے چلے آؤ) ان دونوں نے کہا ہم خوش خوش چلے آئے ہیں اے اللہ ہم آپ سے آپ کی رضا کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہم آپ سے فقر سے پناہ مانگتے ہیں اسی طرح ذلت سے سوائے تیری فنا بھی اور تیری طرف ذلیل ہونے کے اے اللہ ہم کو نہ زیادہ دے کہ راہ راست سے بھٹک جائیں اور نہ اتنا کم کہ ہم آپ کو بھول جائیں۔

بیہقی کا قول ہے کہ ابی الفضل نے احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ اس امت کا جو فرد غیر حق پر ہو اور اپنے کو حق پر سمجھتا ہو تو اسے حق پر لوٹا کر دے تا کہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے۔ اے اللہ اگر تو محمد ﷺ کی امت کے گناہوں کا فدیہ قبول کرے تو مجھے فدیہ کے طور پر قبول کرلے۔

صالح بن احمد کا قول ہے کہ میرے والد وضو کا پانی خود کنویں سے نکالتے تھے جب ڈول اوپر آ جاتا تو الحمد للہ کہتے میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا (تمہارا کیا حال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون میٹھا پانی لائے گا) اس کے بارے میں آپ کے متعدد واقعات ہیں آپ نے زہد پر ایک جامع مانع کتاب لکھی نہ اس سے پہلے ایسی کتاب لکھی گئی نہ اس کے بعد۔

اسماعیل بن اسحاق سراج کا قول ہے کہ مجھ سے امام احمد نے پوچھا جب حارث محاسبی تمہارے گھر آئیں تو تم مجھے ان کی زیارت کرا دو گے؟ میں نے کہا کیوں نہیں میں اس سے بہت خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا میں نے ان کو آج رات اپنے گھر کی دعوت دی اور میں نے ان کے لئے کھجور وغیرہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ مشائخین کے درمیان وہ آ گئے امام احمد ان سے پہلے ہی پہنچ کر ایک ایسے کمرے میں بیٹھ گئے جس سے وہ انہیں دیکھ سکتے تھے لیکن وہ امام احمد کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد انہوں نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ وہ سب آ کر حارث کے سامنے بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں حتیٰ کہ نصف شب کے وقت ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا حارث نے اس پر اور اس کے متعلقات زہد تقویٰ وعظ پر گفتگو کی، حاضرین میں سے ایک رونے لگا۔ دوسرا زور سے رونے لگا تیسرا چلا کر رونے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام احمد کے کمرہ میں گیا تو وہ بھی گریہ کناں تھے حتیٰ کہ وہ بیہوش ہونے کے قریب ہو گئے۔ مسلسل صبح تک ان کی یہی حالت رہی جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے امام احمد سے ان کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا میں نے اس شخص کی طرح زہد کی بابت کسی کو سوال نہیں کرتے دیکھا اور نہ ہی ان حاضرین کی مثل کسی کو دیکھا لیکن اس کے باوجود تم ان کی ملاقات سے اجتناب کرو۔

امام بیہقی کا قول ہے کہ حارث بن اسد کا زاہد ہونے کے باوجود علم کلام سے تعلق تھا ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے امام احمد نے اس کی صحبت کو اچھا نہیں سمجھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام احمد نے یہ سمجھا ہو کہ حارث بن اسد میں ان کے زہد کے جیسی طاقت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا زہد اور تقویٰ حد سے بڑھا ہوا تھا جس کی شرعاً اجازت نہیں اسی وجہ سے ابو زرعہ رازی نے حارث کی کتاب الرعایہ دیکھ کر فرمایا کہ بدعت ہے۔ کتاب لانے والے شخص سے کہا تیرے لئے ثوری اور اوزاعی اور لیث وغیرہ کا طریقہ لازم ہے اور اس کتاب کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ اگر تو ہمیشہ اپنی خواہش حاصل کرنا چاہتا ہے تو تو ہمیشہ اللہ کی خواہش کے مطابق عمل کر نیز فرمایا فقر پر صبر اکابرین کو حاصل ہوتا ہے نیز فرمایا فقر غنیٰ سے بہتر ہے نیز انہیں کا قول ہے کہ فقر سے بہتر کوئی شے نہیں آپ فرماتے تھے کہ ناامیدی کے بعد بندہ پر رزق کا حصول لازم ہے جب وہ طمع سے آگے بڑھ جائے تو پھر ضروری نہیں امام احمد حساب کے خوف سے قلت دنیا پسند کرتے تھے ابراہیم کا قول ہے ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا یہ علم آپ نے اللہ کے لئے حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا حصول علم کے لئے یہ شرط شدید ہے لیکن ایک شے کے محبوب ہونے کی وجہ سے میں نے اسے جمع کیا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کے لئے عزیز ہے لیکن ایک شے کے محبوب ہونے کی وجہ سے میں نے اسے جمع کیا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد کے پاس آ کر کہا میری والدہ ۲۰ سال سے اپاہج اور معذور ہے اس نے مجھے آپ کے پاس دعا کے لئے بھیجا ہے امام احمد نے غصہ میں فرمایا ہم اس کی دعا کے زیادہ محتاج ہیں پھر آپ نے اس کے لئے دعا کی آدمی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اس کی والدہ خود چل کر آئیں اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت عطا فرما دی ایک سائل کو امام احمد نے ایک ٹکڑا دیا ایک شخص نے اس سے کہا تو جس قدر چاہے اس کا عوض لے لیں لیکن یہ ٹکڑا مجھے دیدے اس نے کہا جیسے آپ اس کی برکت کے خواہاں ہیں میں بھی اس کی برکت کا متمنی ہوں۔

امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان ...... مامون پھر معتصم پھر واثق کے زمانہ میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید، ضرب شدید دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر جمے رہنے کے باعث آپ کو سخت تکالیف پہنچیں۔ آیات

مشہور اخبار ماثورہ کے مطابق امام احمد عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم و یقظہ میں وصیت کی تھی۔ آپ راضی ہو گئے اور ایمان و احتساب کے باعث محفوظ ہو گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی حاصل کی اللہ نے آپ کو وہ چیز عطا فرمائی جو اولیاء بلاء کو اصلی منازل تک پہنچانے والی ہے اور وہ اپنے محبوں کے بلاء کے بغیر عطا کرتا ہے۔

اللہ نے فرمایا

الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ
الذین صدقوا و لیعلمن الکاذبین

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

اصبر علی ما اصابک ان ذالک من عزم الامور

اس کے علاوہ بھی اس معنی کی دیگر آیات ہیں۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے حضرت سعید کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ سے میں نے سوال کیا کن لوگوں کو سب سے زیادہ آزمایا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر ان کے مثل اللہ ہر شخص کو اس کے دین کے مطابق اور مضبوط دین والے پر اس کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس پر ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا امام مسلم نے متعدد طرق سے حضرت انس کے واسطے سے آپ ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ جس میں تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

(۱)۔۔۔ سب سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو۔

(۲)۔۔۔ انسان کو صرف اللہ کے لئے محبت ہو۔

(۳)۔۔۔ اسلام لانے کے بعد آگ میں جل جانا کفر اختیار کرنے کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہو۔

ابو القاسم بغوی نے متعدد طرق سے معاذ بن جبل کا قول نقل کیا ہے کہ تم فتنہ اور آزمائش ضرور دیکھو گے جس میں کمی کے بجائے شدت ہی آئے گی اور نفوس میں بخل ہی بڑھتا ہی چلا جائے گا، ہر امر پہلے سے زیادہ سخت ہوگا بغوی کا قول ہے کہ میں نے احمد سے سنا اے اللہ ہم سے راضی ہو جا۔ بیہقی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھے خط دے کر مصر سے امام احمد کے پاس بھیجا میں نماز فجر کے بعد پہنچا اور میں نے وہ خط امام احمد کے حوالے کر دیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم نے یہ خط پڑھا میں نے نفی میں جواب دیا پھر انہوں نے اسے کھول کر پڑھا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا امام شافعی نے یہ لکھا ہے کہ مجھے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا امام احمد کو خط لکھو انہیں میرا سلام لکھو اور کہو کہ عنقریب تم پر آزمائش آئے گی اور تم کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی جائے گی لیکن تم نفی میں اس کا جواب دینا ان شاء اللہ قیامت تک تمہارا جھنڈا بلند ہوگا ربیع کا قول ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے آپ نے اپنا پہنا ہوا قمیص اتار کر میرے حوالے کر دیا جب میں امام شافعی کے پاس پہنچا تو میں نے صورتحال ان سے بیان کی آپ نے فرمایا میں تجھے قمیص کی بابت تکلیف نہیں دوں گا لیکن اسے پانی میں تر کر کے مجھے دیدو تا کہ میں اس سے تبرک حاصل کروں۔

ائمہ سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا خلاصہ۔۔۔۔ قبل ازیں گزر چکا ہے کہ مامون پر معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو گئی تھی جس نے اسے راہ حق سے گمراہ کر کے اس کے سامنے خلق قرآن اور صفات الٰہیہ کی نفی مزین کر کے پیش کی۔ بیہقی کا قول ہے کہ مامون سے قبل تمام خلفاء سلف کی پیروی کرنے والے تھے مامون کے خلیفہ بننے کے بعد معتزلہ نے اس کا قرب حاصل کر کے اس کے سامنے خلق قرآن کا مسئلہ خوبصورت کر کے پیش کیا پھر اتفاقاً رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے مامون کو طرطوس کا سفر پیش آ گیا اس نے بغداد میں اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دے۔ وفات سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں مامون نے لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دینا شروع کی۔

بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو جب مامون کا خط ملا تو اس نے محدثین کی ایک جماعت کو بلا کر انہیں اس کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس کی تحریف سے انکار کر دیا۔ اس نے انہیں سزا اور وظائف بند کرنے کی دھمکی دی اس کے بعد اکثر نے اس کی دعوت قبول کر لی لیکن امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے باعث ان دونوں کو بیڑیاں ڈال کر اونٹ پر سوار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا جب یہ دونوں رحبہ میں پہنچے تو ایک بدو جابر بن عامر نے امام احمد سے سلام کر کے کہا آپ لوگوں سے ملاقات کرنے والے ہیں اس لئے آپ ان کے لئے نحوست مت بنیں آج آپ لوگوں کے لئے سردار ہیں اس لئے آپ مامون کی بات پر عمل مت کیجئے ورنہ لوگ آپ کی اقتدا کریں گے اور قیامت کے روز سب کے گناہوں کا بوجھ آپ کو اٹھانا پڑے گا اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ صبر کیجئے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کے قتل کا فاصلہ ہے اگر آپ کو قتل نہ کیا گیا پھر بھی آپ نے جانا ہی ہے اس حالت میں اگر آپ زندہ رہے تو قابل تعریف بن کر رہیں گے۔

امام احمد کا قول ہے کہ اس بدو کی باتوں سے میرے عزم و ارادے میں پہلے سے زیادہ مضبوطی آ گئی خلیفہ کے قریب پہنچ کر اس سے ایک میل کے فاصلے پر انہیں اتارا گیا۔ خادم اپنے آنسو صاف کرتا ہوا امام احمد بن حنبل کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مامون نے آپ کے لئے ایک نہایت تیز تلوار تیار کی ہے اس نے رسول اللہ کی قرابت کی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ اگر آپ اپنے موقف سے نہ پھرے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا راوی کا قول ہے اس کی بات سن کر امام احمد گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ آپ کے حلم نے اس فاجر کو آپ کے اولیاء کو قتل و ضرب کی جرأت عطا کی ہے اے اللہ! اگر واقعی تیرا کلام غیر مخلوق ہے تو اس کی طرف سے ہماری کفایت فرما راوی کا قول ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اچانک مامون کی موت کی خبر آئی امام احمد فرماتے ہیں مامون کی وفات کی خبر سن کر ہم بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد معتصم کے خلیفہ بننے کی خبر آئی اور یہ احمد بن ابی داؤد اس کے ساتھ مل گیا اور یہ معاملہ پہلے سے بھی شدت اختیار کر گیا انہوں نے ہمیں کشتی میں بعض قیدیوں کے ساتھ بغداد بھیجا مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی ہوئی تھیں۔ محمد بن نوح کا راستے ہی میں انتقال ہو گیا امام احمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رمضان میں امام احمد بغداد پہنچے۔ ۱۸ دن تک جیل میں رہے پھر انہیں جیل سے نکال کر معتصم کے سامنے کوڑے مارے گئے امام احمد جیل میں قیدیوں کو امامت کراتے تھے۔

معتصم کے سامنے آپ کو سزا دینے کا بیان —— معتصم نے امام احمد کو جیل سے نکلوا کر آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا امام احمد فرماتے ہیں کہ بیڑیوں کی زیادتی کی وجہ سے مجھ میں چلنے کی سکت نہ رہی میں نے ان کو اپنے ازار بند میں باندھ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر ایک سواری پر سوار کر کے مجھے معتصم کے پاس لے جایا گیا بیڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے قریب تھا کہ میں سواری سے گر جاتا۔ پھر مجھے ایک تاریک کمرہ میں بند کر دیا گیا وضو کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک برتن میں مجھے پانی مل گیا جس سے میں نے وضو کیا پھر میں نے اندازہ سے رو بقبلہ ہو کر نماز ادا کی لیکن الحمد للہ صبح معلوم ہوا کہ میری نماز صحیح طور پر قبلہ رخ ادا ہوئی۔ پھر ابن ابی داؤد کی موجودگی میں مجھے معتصم کے پاس لے جایا گیا اس نے اس سے کہا تم نے تو کہا تھا کہ وہ جوان ہے یہ تو ادھیڑ عمر شیخ ہے جب میں بالکل اس کے قریب ہو گیا تو اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ بیڑیوں کے بوجھل ہونے کے باوجود میں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس سے پوچھا آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف۔ میں نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں پھر میں نے وفد عبدالقیس کی بابت ابن عباس کی حدیث معتصم کے سامنے ذکر کی۔ میں نے کہا اسی چیز کی طرف اللہ کے رسول نے دعوت دی۔ اس کے بعد ابن ابی داؤد نے کوئی بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا معتصم نے کہا اگر تو مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضہ میں نہ ہوتا تو میں تجھ سے بالکل تعرض نہ کرتا۔ پھر اس نے کہا اے عبدالرحمن میں نے تجھے آزمائش کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امام احمد نے کہا الحمد للہ یہ مسلمانوں کے لئے کشادگی ہے پھر اس نے عبدالرحمن اور احمد سے مناظرہ کا حکم دیا۔ اس نے مجھ سے قرآن پاک کے بارے میں سوال کیا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ معتصم نے مجھے جواب کا حکم دیا میں نے اس کے علم کے بارے میں سوال کیا اس نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے جس نے اللہ کے علم کو مخلوق کہا وہ کافر ہے وہ خاموش ہو گیا انہوں نے آپس میں کہا اے امیر اس نے آپ کو اور ہمیں کافر کہا لیکن میں نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔

پھر عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تھا اور قرآن نہ تھا میں نے کہا اللہ تھا اور علم نہ تھا؟ وہ خاموش ہو گیا پھر وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے میں نے کہا خلیفہ کتاب اللہ و سنت رسول سے مجھے کچھ عطا کیجئے تا کہ میں اس کے مطابق بات کروں، ابن ابی دواد نے کہا آپ صرف ان دونوں ہی کے ساتھ بات کرتے ہو؟ میں نے کہا اسلام کا دار و مدار ان دونوں پر ہے پھر ان کے درمیان مناظرے ہوتے رہے، پھر انہوں نے امام احمد کے خلاف قرآن کی اس آیت (ما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث) اور (واللہ خالق کل شیء) سے دلیل پکڑی تو امام احمد نے جواب دیا یہ اللہ کے قول (تدمر کل شیء بامر ربہا) سے عام مخصوص بالبعض ہے، پھر ابن ابی دواد نے کہا اے خلیفۃ اللہ یہ تو گمراہ مضل ہو گیا ہے، آپ کے سامنے قاضی اور فقیہ موجود ہیں آپ ان سے سوال کیجئے۔ معتصم نے ان سے سوال کیا تو سب نے ابن ابی دواد کے موافق جواب دیا پھر دوسرے اور تیسرے روز بھی مناظرہ جاری رہا اور ان تمام دنوں امام احمد بحث میں ان پر غالب رہے۔

راوی کا قول ہے پھر ابن ابی دواد نے بات شروع کی اور وہ ان میں علم کلام کے اعتبار سے اور عقل و فہم میں بہت سے ایسے مسائل کا ذکر کرتا جن کی نقل سے وہ عاجز تھا اور وہ ان سے احتجاج کا انکار کرنے لگے میں نے ان سے کہا، یہ کیا ہے؟ میں نے اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھی۔ مجھ سے ابن حوث نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا اور یہ ایک تدبیر تھی میں نے کہا میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ اللہ احد صمد ہے جس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے وہ خاموش ہو گیا پھر میں نے ان کے سامنے رؤیت آخرت کے بارے میں احادیث بیان کیں انہوں نے اس کی اسناد کو کمزور کرنے اور محدثین کی بات بعض ایسی جھوٹی چیزیں ثابت کرنے کی کوشش کی جن سے وہ محدثین پر الزام لگانے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ ناممکن اور دور کی بات تھی اور وہ اسے کیسے پا سکتے تھے؟ اس مقام کلام کے درمیان خلیفہ نرمی سے کہتا رہا اے احمد مجھے جواب دیجئے تا کہ میں تجھے اپنے خواص اور اپنے قریبی رشتہ داروں میں شامل کروں۔ امام احمد نے کہا اے امیر آپ قرآن و سنت سے کوئی دلیل دیجئے تا کہ میں اسے قبول کروں۔

امام احمد نے ان کے آثار سے انکار کے بعد قرآن کی آیات (یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا) اور (وکلم اللہ موسیٰ تکلیما) اور (انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی) اور (انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون) اور اس کی مثل دیگر آیات سے ان کے خلاف دلیل دی اب وہ سب لاجواب ہو گئے تو انہوں نے بادشاہ کے جوہر پر کی طرف عدول کرتے ہوئے کہا اے امیر یہ ضال مضل اور بدعتی ہے۔

بغداد کے نائب اسحاق نے کہا اے امیر یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ یہ شخص دو خلیفوں پر غالب آ کر چھوڑا جائے، اس کی اس بات نے خلیفہ کو غضبناک کر دیا حالانکہ وہ اس سے قبل نرم تھا پھر اس نے مجھے کہا اے احمد تجھ پر اللہ کی لعنت ہو میں تیرے بارے میں جواب کی طمع کرتا تھا لیکن تو نے انکار کر دیا پھر اس نے کہا اسے پکڑو اور اس کے کپڑے اتارو اور اسے گھسیٹو چنانچہ مجھے گرا لیا گیا اور میرے کپڑے اتار دیے گئے امام احمد فرماتے ہیں میرے پاس ایک کپڑا تھا جس میں نبی کریم ﷺ کے چند موئے مبارک بندھے ہوئے تھے۔ مجھے کوڑوں اور مارنے والوں کے درمیان لایا گیا میں نے کہا اے امیر آپ ﷺ نے فرمایا ہے مسلم کا خون تین صورتوں کے علاوہ جائز نہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں جب وہ یہ کہہ دیں تو انہوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیے۔ آپ نے کس وجہ سے میرا خون حلال کر لیا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی بات مجھ میں نہیں پائی جاتی اے امیر آپ بھی ایک روز میری طرح اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اس سے آپ ڈریں۔ اس کے بعد وہ رکا پھر انہوں نے کہنا شروع کیا اے امیر یہ ضال مضل کافر ہے۔

پھر انہوں نے مجھے حکم دیا میں سزا دینے والوں کے سامنے کھڑا ہو گیا ایک کرسی لائی گئی میں اس پر کھڑا ہو گیا ان میں سے بعض نے مجھے کہا دونوں ہاتھوں سے لکڑی کو پکڑ لے میں اس کی بات سمجھ نہ سکا میرے ہاتھ چھوٹ گئے جلادوں کو بلایا گیا ان کے پاس کوڑے تھے ان میں سے ایک نے مجھے دو کوڑے مارے معتصم نے کہا اللہ تیرے ہاتھ کو توڑے زور سے مارو پھر دوسرے نے دو کوڑے مارے پھر اس کے بعد کوڑے مارتے رہے حتیٰ کہ میں بیہوش ہو گیا میری عقل جاتی رہی جب افاقہ ہوا تو میری عقل لوٹ آئی۔ معتصم مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دے رہا تھا لیکن میں نے قبول نہ کیا وہ کہہ رہے تھے افسوس خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے لیکن میں نے ان کی بات قبول نہیں کی۔ انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کر دیا پھر معتصم نے مجھے

دعوت دی لیکن میں نے قبولیت سے انکار کر دیا پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا پھر وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا لیکن عقل کے زائل ہونے کی وجہ سے میں اس کی بات سمجھ نہ سکا انہوں نے پھر مارنا شروع کر دیا پھر میری عقل جاتی رہی جس کی وجہ سے مجھے مار بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس بات سے معتصم گھبرا گیا اس نے مجھے چھوڑنے اور میری بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا۔ یہ ۲۲۱ھ پچیس رمضان کا واقعہ ہے پھر خلیفہ نے مجھے میرے گھر پہنچانے کا حکم دیا۔۔۔ امام احمد کو تیس سے زائد یا اسی کوڑے مارے گئے لیکن مار بڑی سخت تھی امام احمد دراز قد پتلا جسم گندمی رنگ بہت متواضع انسان تھے۔

آپ کو دارالخلافہ سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر روزہ کی حالت میں منتقل کیا گیا ضعف کی وجہ سے افطاری کے لئے آپ کو ستو پیش کیا گیا لیکن آپ نے روزہ افطار نہیں کیا نماز ظہر آپ نے ان کے ساتھ ادا کی قاضی ابن سماعہ نے آپ سے پوچھا آپ نے خون میں لت پت حالت میں نماز پڑھی امام احمد نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں جسم سے خون بہتے ہوئے نماز ادا کی۔

بعض کا قول ہے کہ جس وقت سزا دینے کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا آپ کو خطرہ ہو گیا کہ شلوار گر کر شرمگاہ بے پردہ ہو جائے آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دے کر اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار اپنی جگہ آ گئی۔ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریاد رسوں کے فریاد رس اے رب العالمین اگر تو جانتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ بے پردہ نہ کر۔

جب آپ گھر تشریف لے آئے تو جراح نے آپ کا ناکارہ جسم نکال دیا اور آپ کا علاج کیا نائب بروقت آپ کا پوچھتا کیوں کہ معتصم اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا اور وہ نائب سے آپ کی صحت کا پوچھتا رہتا تھا۔ آپ کے صحت مند ہونے کے بعد معتصم اور عوام بہت خوش ہوئی۔ صحت مند ہونے کے بعد ایک عرصہ تک آپ زندہ رہے لیکن سردی میں آپ کے انگوٹھوں میں درد ہوتا تھا اہل بدعت جو آپ کو تکلیف دینے والے تھے ان کو آپ نے معاف کر دیا دلیل میں اللہ کا قول (چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں) تلاوت کرتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح یہ آیت بھی (پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)۔

نیز قیامت کے روز اعلان ہوگا صرف وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کا اجر اللہ کا ذمہ ہے صرف وہی لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں معاف کیا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں:

(۱)۔۔۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔
(۲)۔۔۔ عفو سے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۳)۔۔۔ متواضع شخص کو اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرتا ہے۔

آزمائش کے زمانہ میں اپنے موقف پر جمنے والے چار شخص ہیں:

(۱)۔۔۔ امام احمد بن حنبل آپ ہی ان کے سرخیل تھے۔
(۲)۔۔۔ محمد بن نوح بن میمون نیشاپوری راستہ ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔
(۳)۔۔۔ نعیم بن حماد خزاعی جیل میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔
(۴)۔۔۔ ابو یعقوب بویطی واثق کے زمانے میں وفات پائی۔ بیڑیوں کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تھے۔

احمد بن نصر خزاعی اس سے پہلے ان کے انتقال کی کیفیت بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد کے بارے میں ائمہ کے تعریفی کلمات۔۔۔۔۔۔ امام بخاری کا قول ہے امام احمد کو سزا دیے جانے کے وقت ہم بصرہ میں تھے ابو الولید طیالسی کو میں نے کہتے سنا اگر امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے۔ اسماعیل بن خلیل کا قول ہے امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ مزنی کا قول ہے احمد آزمائش کے دن ابو بکر ارتداد کے دن عمر سقیفہ کے دن عثمان دار کے دن علی جمل کے دن قابل تعریف تھے حرملہ کا قول ہے میں نے امام شافعی کو کہتے سنا میں عراق سے نکلا میں نے امام احمد سے بڑا افضل عالم متقی کسی کو نہیں پایا۔ شیخ احمد یحییٰ بن سعید قطان

کا قول ہے بغداد آنے والوں میں سے سب سے زیادہ مجھے امام احمد محبوب تھے۔

قتیبہ کا قول ہے کہ سفیان ثوری کی وفات سے تقویٰ امام شافعی کی وفات سے سنن فوت ہو گئے۔ امام احمد کی وفات سے بدعات کا ظہور ہوگا۔ نیز فرمایا احمد بن حنبل امت میں مقام نبوت میں پر کھڑے تھے۔ بیہقی کا قول ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تکلیف پہنچنے والوں میں صابر تھے۔

ابو عمر بن نحاس کے سامنے حضرت احمد کا تذکرہ آ گیا تو فرمایا وہ دین میں کس قدر بصیرت رکھنے والے تھے دنیا کے معاملہ میں کس قدر صابر تھے۔ زہد کے بارے میں کس قدر معلومات رکھنے والے تھے۔ صالحین سے کس قدر ملنے والے تھے۔ گذشتہ لوگوں کے کس قدر مشابہ تھے۔ ان پر دنیا پیش کی گئی تو انکار کر دیا بدعات کی نفی کی۔ امام احمد کو سزا دینے کے بعد بشر حافی نے فرمایا امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا تو وہ سرخ سونا بن کر نکلے۔ میمونی کا قول ہے امام کی آزمائش سے قبل یا بعد میں علی بن المدینی نے مجھ سے کہا اسلام میں امام احمد کی مثل استقلال کا مظاہرہ کسی نے نہیں کیا۔ مجھے ان کی بات پر بڑا تعجب ہوا۔ میں ابی عبید قاسم بن سلام کے پاس گیا میں نے علی بن مدینی کا قول ذکر کیا انہوں نے فرمایا علی بن مدینی نے سچ کہا اس لیے کہ ارتداد کے دن ابوبکر کو انصار و اعوان مل گئے تھے لیکن احمد بن حنبل کو اعوان و انصار نہیں ملے تھے پھر ابو عبید نے امام احمد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا میں نے اسلام میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا اسحاق بن راھویہ کا قول ہے کہ امام احمد زمین پر اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت تھے علی بن مدینی کا قول ہے جب میں کسی آزمائش میں ڈالا جاؤں اور امام احمد اس کے بارے فتویٰ دے دیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میں جس حالت میں بھی اللہ سے ملاقات کروں۔ نیز انہیں کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے مابین حجت سمجھتا ہوں پھر فرمایا امام احمد جیسی جرأت کون کر سکتا ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے چند چیزوں میں امام احمد ابن حنبل بالکل منفرد تھے محدث، متقی، زاہد، عالم، عاقل، حافظ ان چیزوں میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ یحییٰ بن معین ہی کا قول ہے ہم میں سے بعض نے امام احمد جیسا بننے کی کوشش کی لیکن ناکام ہے۔ ذہلی کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت سمجھتا ہوں۔ ہلال بن معلی ارقی کا قول ہے اللہ نے اس امت پر چار افراد کے ذریعہ احسان فرمایا:

(۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے احادیث کو سمجھ کر ان کی تفسیر بیان کی ان کے مجملات کو بیان کیا حدیث کے خاص و عام کو بھی بیان کیا۔

(۲) ابو عبید نے فرمایا کہ امام احمد نے حدیث کے غرائب کو واضح فرمایا۔

(۳) یحییٰ بن معین جنہوں نے احادیث سے کذب دور کیا۔

(۴) امام احمد کو پیدا فرمایا جنہوں نے بے مثال ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا۔

اگر یہ چار افراد نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے ابوبکر بن ابی داؤد کا قول ہے احمد بن حنبل اپنے اہل زمانہ پر فائق تھے۔ ابوبکر بن محمد بن رجاء کا قول ہے میں نے احمد ابن حنبل کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ابو زرعہ رازی کا قول ہے ہم نے اپنے اصحاب میں احمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ بیہقی نے حاکم کے واسطے سے یحییٰ بن محمد عنبری کا قول نقل کیا ہے کہ ہم کو ابو عبداللہ البوسنجی نے احمد کے بارے میں اشعار سنائے۔

(۱) اگر تو ہمارے امام کے بارے میں سوال کرے تو وہ علم ہے جو لوگوں میں سے ائمہ نے انہی سے تمسک کیا۔

(۲) وہ آپ ﷺ کے بعد ان لوگوں کا جانشین ہے جو خلیلوں کے جانشین بنے اور وہ دنیا سے چلے گئے۔

وہ تمہ پر تمہ کے مانند ہیں مثال کی برابری اس کی مانند مثال ہی کرتی ہے صحیح میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا مخالفین کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی حتی کہ اللہ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی پر ہوں گے۔ بیہقی نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اس علم کو خلف سے اس کے عادل ہی اٹھائیں گے وہ اس سے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تحریف کو باطلین کی منسوب کی ہوئی باتوں کو جاہلین کی تاویلوں کو دور کریں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے اس کے اسناد میں ضعف ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبداللہ نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے ذریعہ ہر حامل علم کے عدالت پر حجت پکڑی ہے۔ امام احمد اہل علم کے ائمہ میں سے ہیں۔

آزمائش کے بعد امام احمد کا حال:...... امام احمد دارالخلافہ سے گھر چلے گئے آپ کا علاج کیا گیا حتیٰ کہ آپ صحیح ہو گئے۔ پھر گھر ہی میں رہنے لگے حتیٰ کہ جمعہ و جماعت کے لئے بھی نہیں نکلتے تھے حدیث بیان کرنا ترک کر دی۔ آپ کی جاگیر سے ماہانہ آپ کی آمدنی سترہ درہم آتی تھی اسی سے آپ صبر و شکر کے ساتھ اپنے اہل و عیال کا گزارہ کرتے تھے۔ معتصم اور اس کے لڑکے واثق کے زمانہ میں بھی آپ کی یہی حالت رہی جب متوکل خلیفہ ہوا تو لوگ بہت خوش ہوئے، کیونکہ وہ سنت اور اہل سنت سے محبت کرنے والا تھا اس نے بغداد کے نائب کو لکھا کہ وہ احمد کو اس کے پاس بھیجے۔ چنانچہ اسحاق نے آپ کو بلوا کر خوب آپ کا اعزاز و اکرام کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتا ہے اس نے دوران گفتگو آپ سے قرآن کے بارے میں بھی سوال کیا تو آپ نے فرمایا سوال برائے سوال ہے یا برائے ہدایت ہے اس نے کہا برائے ہدایت آپ نے فرمایا وہ اللہ کا نازل شدہ کلام ہے جو غیر مخلوق ہے اتنی بات سے اسحاق کو اطمینان قلب حاصل ہو گیا اس کے بعد اسحاق نے آپ کو خلیفہ کے پاس بھیجا اور خود آپ سے پہلے ہی پہنچ گیا۔

بغداد کے نائب اسحاق کو اطلاع ملی کہ امام احمد اس کے لڑکے کے پاس سے گزرے ہیں لیکن امام احمد نہ اس کے پاس گئے اور نہ اسے سلام کیا اسحاق نے آپ سے ناراض ہو کر خلیفہ کو شکایت کر دی خلیفہ نے کہا اگرچہ امام احمد میرا فرش روند دے پھر بھی انہیں واپس جانا ہے تو چلا جائے چنانچہ امام احمد راستے ہی سے واپس ہو گئے علاوہ ازیں امام احمد اسے پاس آنا پسند بھی نہیں کرتے تھے لیکن یہ بات لوگوں کے لئے آسان نہیں تھی آپ کی واپسی اسحاق کی وجہ سے ہوئی یہی شخص آپ کی ضرب کا سبب بنا تھا۔

ایک موقع پر ابن ثلجی بدعتی نے متوکل کے کان بھر دیئے کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد کے گھر میں پناہ لی ہوئی ہے اور وہ یہیں پر وہاں کے لئے بیعت لے رہا ہے خلیفہ نے بغداد کے نائب کو رات کے وقت آپ کے گھر پر حملہ کا حکم دیا چنانچہ رات کے وقت حملہ کیا گیا انہوں نے آپ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا پھر آپ سے انہوں نے وہ بات دریافت کی آپ نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تو ظاہر و باطن ہر حال میں ہر وقت امیر کا مطیع ہوں پھر انہوں نے آپ کے گھر کی مکمل تلاشی لی لیکن کچھ بھی نہیں ملا، جب متوکل تک یہ خبر پہنچی تو اسے بہت ندامت ہوئی، یعقوب بن ابراہیم تو صرف آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ خلیفہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ دس ہزار درہم دیئے ہیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے کہا اے ابو عبداللہ آپ کے انکار سے مجھے آپ کے اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی کا خطرہ ہے مصلحت کا تقاضہ ہے کہ آپ انہیں قبول کر لیں یہ کہہ کر وہ اس رقم کو آپ کے پاس رکھ کر چلا گیا صبح آپ نے اپنے اہل اور چچا کے لڑکوں کو بلا کر کہا آج رات اس رقم کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی تھی پھر آپ نے انہیں ضرورت مند صحابہ میں کا علم تھا اور وہ ساری رقم تقسیم کر دی حتیٰ کہ جس تھیلی میں رقم تھی وہ بھی کسی کو دے دی ضرورت کے باوجود اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں دیا آپ کے پوتے نے آ کر ایک درہم مانگا آپ نے اپنے لڑکے صالح کی طرف دیکھا تو اسے ایک ٹکڑا دے دیا آپ خاموش ہو گئے علی بن جہم نے خلیفہ سے کہا امام احمد نے آپ سے رقم لے کر ساری صدقہ کر دی اور کہا احمد مال کا کیا کرے گا اسے تو ایک روٹی کافی ہے خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا۔

جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کے لڑکے محمد کی تھوڑے دنوں کے فاصلے سے وفات ہو گئی اور بغداد کا نائب عبداللہ بن اسحاق کو بنا دیا گیا تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو بلائے، چنانچہ اس نے امام احمد سے آنے کی درخواست کی آپ نے جواب میں فرمایا میں عمر رسیدہ اور ضعیف ہو چکا ہوں اس نے خلیفہ کو امام کے اس جواب سے مطلع کر دیا خلیفہ نے امام احمد سے پر زور آنے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ میں آپ کی زیارت کا متمنی ہوں آپ کی دعاؤں کی برکت کا خواستگار ہوں، مجبوراً امام احمد بیمار ہونے کے باوجود اپنے لڑکوں اور چچا کے ساتھ روانہ ہو گئے جب لشکر کے قریب پہنچے تو وصیف الخادم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا وصیف نے کہا کہ اللہ نے آپ کو آپ کے دشمن ابن ابی داؤد پر قدرت عطا کر دی ہے آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا آپ کا لڑکا عبداللہ خلیفہ اور وصیف کے لئے دعا کرتا رہا۔

سر من رای پہنچنے کے بعد آپ کو ایتاخ کے گھر میں اتارا گیا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا میرے لئے اس کے علاوہ کوئی مکان کرایہ پر لیا جائے بڑے بڑے سردار آپ کے پاس آتے تھے خلیفہ کے سلام آپ کو پہنچاتے تھے وہ اپنی زیبائش کا سامان اور ہتھیار اتار کر آتے تھے خلیفہ نے آپ کے پاس نرم نرم بستر بھیجے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ یہیں قیام فرما کر لوگوں کو احادیث سنائیں جو آپ نے عرصہ دراز سے چھوڑ رکھی تھی لیکن

آپ نے فرمایا میں یہ معاملہ اس مصیبت سے بڑھ کر ہے خلیفہ روزانہ کھانے پینے کی مختلف اشیاء بھیجتا تھا اور وہ کہتا تھا آپ کھاتے ہیں لیکن آپ روزہ رکھتے [illegible] مسلسل آٹھ دن روزہ سے رہے ایک ہفتے کے بعد تھوڑا سا ستو پیا۔

پھر یحییٰ بن خاقان خلیفہ کی جانب سے آپ کے پاس بہت سا مال لے کر آیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا اس نے کہا کہ خلیفہ کہتا ہے کہ آپ کے اہل پر تقسیم کر دیا۔ خلیفہ نے روزانہ آپ کے گھر والوں کے لیے چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا لیکن آپ نے اپنے اہل و عیال کو نصیحت کرتے ہوئے ان پر غضب ناک ہو کر کہا کہ ہمارے چند دن باقی رہ گئے ہیں گویا کہ موت ہم پر اتر آئی ہے [illegible] کے بعد جنت ہو یا دوزخ ہم دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوں گے کہ ہمارے پیٹوں نے ان کا مال کھایا [illegible] آپ کے گھر والوں نے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] اگر مجھے معلوم ہوتا [illegible] اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

اس کے بعد آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ مسلسل فاقوں اور بیماری کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو گئے متوکل دیکھ بھال کے لیے روزانہ طبیب آپ کے پاس بھیجتا تھا جس نے خلیفہ کو بتایا کہ امام احمد کے جسم میں کوئی بیماری نہیں بلکہ کثرت صیام اور عبادت کے [illegible] یہ بات سن کر متوکل خاموش ہو گیا [illegible] متوکل نے امام احمد کے پاس آدمی بھیج کر [illegible] امام احمد نے جواب دیا [illegible] خلیفہ نے [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible]۔

جب آپ [illegible] خلیفہ [illegible] امام احمد نے [illegible] آپ کو [illegible] خلیفہ [illegible]۔

متوکل نے امام احمد کو [illegible] خلیفہ کی [illegible] امام احمد نے [illegible]۔

امام احمد کا قول ہے جب میں معتز کے پاس [illegible] خلیفہ [illegible] آپ [illegible] آپ کے لیے ایک [illegible] تیار کیا گیا لیکن آپ ایک [illegible] آپ نے [illegible] خلیفہ کے پاس [illegible] آپ [illegible]۔

بعض امراء نے متوکل سے کہا امام احمد آپ کے [illegible] متوکل نے [illegible] امام احمد کے بارے میں [illegible] خلیفہ [illegible] متوکل نے [illegible] آپ [illegible] امام احمد [illegible] آپ کے [illegible]۔

امام احمد کا متوکل کے خلیفہ کی طرف سے [illegible] اپنے انتقال کے سال تک [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] آپ سے [illegible] اور [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ نے ان کے قول [illegible] [illegible]۔

ایک شخص نے متوکل کے پاس [illegible] [illegible]۔

[illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible]۔

امام احمد بن حنبل کی وفات۔۔۔ آپ کے بیٹے صالح کا قول ہے [illegible] [illegible] آپ کے [illegible] [illegible]۔

[illegible] امام احمد بن حنبل کی طرف سے [illegible] [illegible]۔

[illegible] آپ نے [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دنیا میں تم مجھ سے دعا کرتے تھے وہ دعائیں مجھ سے مانگو، میں نے عرض کیا اے میرے رب! آپ سے ہر گناہ کی بخشش کا خواستگار ہوں۔ حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ، چنانچہ میں اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری جنت میں ہیں ان کے دو سبز بازو ہیں جن کے ذریعہ وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اڑ کر جاتے ہیں، وہ اس آیت (الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین) کی تلاوت کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے پھر میں نے احمد سے بشر حافی کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا بشر حافی کے کیا کہنے میں نے انہیں رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے ان کے سامنے ایک دسترخوان بچھا ہوا اللہ نے ان کے پاس آ کر فرمایا ہے اے دنیا میں کھانا پینا اور نعمتیں ترک کرنے والے آج کھا پی لے نعمتوں سے آسودہ حال ہو جا۔

ابو محمد بن حاتم نے محمد بن مسلم وراق کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابو زرعہ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا انہوں نے فرمایا اللہ نے مجھ سے فرمایا اسے مالک، شافعی، احمد کے ساتھ کر دو، احمد بن خرزاد انطاکی کا قول ہے میں نے خواب دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی اللہ رب العزت فیصلے فرمانے کے لیے نمودار ہو گئے۔ عرش کے پیچھے سے ایک ندا دینے والا ندا دے رہا ہے ابو عبداللہ کو جنت میں داخل کرو میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے فرشتہ سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ مالک ثوری، شافعی، احمد بن حنبل ہیں۔

ابو بکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن ایوب مقدسی کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ایک کپڑا لپیٹ کر آرام فرما ہیں، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین آپ سے وہ کپڑا اتار رہے ہیں۔

ابی داؤد کے حالات میں حجی حوادہ کا قول گزر چکا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ احمد بن حنبل اور ابن ابی داؤد دونوں نے جامع مسجد الگ الگ حلقہ لگایا ہوا ہے آپ ﷺ دونوں حلقوں کے درمیان میں کھڑے ہیں آپ ﷺ نے قرآنی آیت (فان یکفر بھا ھؤلاء) پڑھ کر ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا اور (فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکافرین) پڑھ کر احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

واقعات ۲۴۲ھ

اس سال شہروں میں خوفناک زلزلے آئے قومس شہر میں زلزلہ کی وجہ سے متعدد عمارتیں منہدم ہو گئیں، ۴۵ ہزار ۹۶ افراد ہلاک ہو گئے۔ اس زمانہ میں رومیوں نے بلاد جزیرہ پر غارتگری کر کے بہت لوٹ مار کی دس ہزار کے قریب بچے قیدی بنا لے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال مکہ کے امیر عبدالصمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

منصور شہر کے قاضی حسن بن علی بن جعد نے اسی سال وفات پائی۔

ابو حسان الزیادی، مشرقی بغداد کے قاضی امام حسن بن عثمان بن حماد حسان بن عبدالرحمن بن یزید ... ولید بن مسلم، وکیع بن جراح، واقدی وغیرہ سے سماع کیا۔ ابو بکر بن ابی الدنیا، علی بن عبداللہ الفرغانی الغافقی جو طفل سے مشہور ہوئے، اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے ابو حسان زیادی سے سماع کیا ابن عساکر نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ زیاد بن ابیہ کے خاندان سے نہیں تھے انہوں نے ان کے اجداد میں سے کسی کی ام ولد سے شادی کی تھی اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے اور آپ کو زیادی کہا گیا، پھر اس نے آپ کی سند سے حضرت جابر سے حدیث روایت کی ہے کہ حلال و حرام واضح ہیں خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابو حسان علماء افاضل اہل معرفت، ثقات اور امانت داروں میں سے تھے اور ان کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی ہے فن تاریخ میں ماہر تھے ان سے بیشمار احادیث مروی ہیں بعض کا قول ہے کہ ابو حسان مرد صالح، دیندار تھے

تھے لوگوں کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ہم نے ان کے مفصل حالات بیان کیے ہیں ابن عساکر نے آپ کی عمدہ عمدہ باتیں نقل کی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی ولیمہ کے موقع پر آپ کے کسی ساتھی نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا۔ آپ کے پاس صرف دو دینار کی ایک تھیلی تھی آپ نے وہ تھیلی اسے دے دی پھر اس سے اس کے کسی ساتھی نے ضرورت کا اظہار کیا تو اس نے وہ تھیلی اسے دے دی اور وہ اس سامان سے بے خبر تھے اور سامان منے اسی دوسرے شخص سے قرض کے طور پر وہی رقم مانگی تو اس نے وہی تھیلی آپ کے پاس بھیج دی، وہ سامان سے حیران ہو کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا فلاں شخص نے مجھے دی ہے اس طرح یہ تینوں جمع ہو گئے تو انہوں نے آپس میں اس رقم کو تقسیم کر لیا۔

اور جن کے ... سے مؤطا کے راوی ابو مصعب زہری، مشہور قاری عبداللہ بن ذکوان، محمد بن اسلم طوسی، محمد بن رمح اور محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی، قاضی یحییٰ بن اکثم نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۳ھ

اس سال عید الاضحی کے موقع پر متوکل اقامت کے ارادے سے عراق سے دمشق ہو گئے جس سے عراق کے باشندوں کو بہت قلق ہوا یزید بن محمد مہلبی نے اس بارے میں اشعار کہے:

(۱) جب خلیفہ نے عراق سے منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں گمان کرتا ہوں کہ شام عراق کی مصیبت پر ضرور خوش ہوا ہوگا۔
(۲) اگر خلیفہ نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑ دیا ہے تو خوبصورت عورت پر طلاق کی آزمائش ضرور پڑے گی

اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح کسی کے باپ نے لوگوں کو حج کروایا۔

خواص کی وفات

ابو اسحاق ابراہیم بن عباس ... جاگیرات کے افسر تھے ان کا نام ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول صولی شاعر کاتب ہے محمد بن صول کا پوتا تھا، ان کا دادا بکر جرجان کا بادشاہ تھا اور صول جرجان ہی کا تھا پھر مجوسی بن گیا پھر یزید بن مہلب ابی صفرہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

ان کا ایک دیوان بھی ہے ابن خلکان نے ان کا ذکر کر کے اس میں سے چند عمدہ اشعار بھی لکھے ہیں:

(۱) بہت سے مصائب ایسے ہیں جن سے نوجوان تنگ دل ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔
(۲) وہ تنگ ہو گئی جب اس کے حلقے مضبوط ہو گئے تو وہ کھل گئی حالانکہ میں خیال کرتا تھا کہ وہ نہیں کھلے گی
(۳) تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور آنکھ تجھ پر رو رہی ہے۔
(۴) تیرے بعد مجھے کسی کی موت کا خوف نہیں مجھے تو تیری ہی موت کا خوف تھا۔

اس نے معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن زیات کو یہ اشعار لکھے

(۱) تو زمانے کے بھائی چارے سے میرا بھائی تھا جب اس نے منہ موڑا تو سخت جنگ بن گیا۔
(۲) میں زمانے کے مقابلہ میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اب میری حالت یہ ہے کہ میں تیرے مقابلہ میں زمانے کی پناہ لیتا ہوں۔
(۳) میں تجھے مصائب کے مقابلے کے لئے تیار کرتا تھا اب میں تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔

اس کے یہ اشعار بھی ہیں:

(۱) ہم وطنوں کی آزمائش میں مجھے اس وطن کی طرف ان کے اشتیاق سے ... کہ جس شہر میں بھی تو آرام کرے گا وہاں مجھے اس کے بسنے والوں اور وطن کے بدلے مل جائیں گے۔

ابراہیم بن عباس نے اسی سال وسط شعبان میں سرمن رای میں وفات پائی۔ حسن بن مخلد بن جراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہاشم بن محمد نے اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں احمد بن سعید رباطی، حارث بن اسد محاسبی، امام شافعی کے دوست حرملہ بن یحییٰ التجیبی، عبداللہ بن معاویہ جمحی، محمد بن عمر العدنی، ہارون الحمالی، ہناد بن سری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۳ھ

اس سال صفر میں خلیفہ متوکل شاہانہ نخوت کے ساتھ دمشق آیا، یہ ایک تاریخی دن تھا اس نے وہاں اقامت کا ارادہ کیا ہوا تھا اس نے حکومت کے دفاتر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دیا، محلات تعمیر کرانے کا حکم دیا، چنانچہ داریا کے راستہ میں محلات تعمیر کئے گئے ایک عرصہ تک متوکل نے وہاں اقامت کی، پھر اس نے اسے ناموافق پایا کیونکہ اس کی ہوا سرد تر اور اس کا پانی عراق کے پانی کے مقابلہ میں زیادہ سخت تھا، موسم گرما میں زوال کے بعد سے ہوا چلنا شروع ہوتی ثلث لیل تک اس میں شدت اور غبار کی زیادتی ہوتی رہتی تھی، اس نے پسو بھی وہاں زیادہ دیکھے، موسم سرما کی آمد پر خطرناک بارشیں اور سخت برف باری دیکھی اس کے ساتھی افراد کی زیادتی کی وجہ سے اشیاء کے نرخوں میں بھی بہت اضافہ ہو گیا۔ بارش اور برف باری کے باعث مال بھی رک گئے۔ بالآخر وہ وہاں سے اکتا گیا۔ پھر اس نے بغا کو روم کی طرف بھیجا، دمشق میں دو ماہ دس یوم قیام کرنے کے بعد سامرا آ گیا۔ جس سے اہل بغداد بہت خوش ہوئے۔ اسی زمانہ میں متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو آپ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ پھر متوکل بہت خوش ہوا۔ یہ نیزہ عید وغیرہ کے موقع پر آپ ﷺ کے آگے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ اصل میں یہ نجاشی کا تھا اس نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ہدیہ کر دیا۔ پھر متوکل نے پولیس افسر کو حکم دیا کہ اس کے سامنے وہ نیزہ اسی طرح اٹھایا جائے جس طرح آپ کے سامنے اٹھایا جاتا تھا۔

سال رواں ہی میں متوکل نے بختیشوع طبیب سے ناراض ہو کر اسے جلاوطن کر دیا اور اس کے مال پر قابض ہو گیا۔ اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس برس عیدالاضحیٰ، یہود کی عید فطیس اور نصاریٰ کی شعانین اتفاقاً ایک ہی روز آئے۔ احمد بن منیع، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، حمید بن مسعدہ، عبدالحمید بن بیان، علی بن حجر، وزیر محمد بن عبدالملک الزیات، مؤلف اصلاح المنطق یعقوب بن السکیت نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۵ھ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ شہر بنانے اور اس کی نہروں کے کھودنے کا حکم دیا۔ کہا گیا کہ اس نے اس کی تعمیر اور دارالخلافہ کے محل لولوہ پر دو کروڑ دینار خرچ کئے۔

اسی زمانہ میں مختلف شہروں میں زلزلے آئے ان میں سے ایک انطاکیہ شہر ہے جس میں زلزلے کی وجہ سے پندرہ سو عمارتیں منہدم ہو گئیں اس کی فصیل سے نوے سے زائد برج گر گئے، گھروں کے روشن دانوں سے خوفناک آوازیں سنی گئیں، لوگ گھروں سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اس کی سمت میں اقرع نامی پہاڑ گر گیا، وہ سمندر میں دھنس گیا اس وقت سمندر نے حرکت کی، تحریک کرنے والا سیاہ بدبودار دھواں بلند ہوا اس سے ایک میل کے فاصلے پر نہر دھنس گئی جس کا کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گئی۔

ابوجعفر بن جریر کا قول ہے اہل تینس نے مسلسل شور کی آواز سنی جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے، راوی کا قول ہے اسی سال رہا، رقہ، حران، راس العین، حمص، دمشق، طرسوس، مصیصہ، اذنہ، سواحل شام میں بھی زلزلہ آیا، لاذقیہ اپنے اہل سمیت اٹھ گیا، اس کے تمام مکانات منہدم ہو گئے، اکثر باشندے بھی ہلاک ہو گئے، جبلہ اپنے اہل سمیت ہلاک ہو گیا۔ سال رواں ہی میں مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ پانی کا ایک

مشکیزہ دس درہم میں فروخت ہونے لگا۔ پھر متوکل نے آدمی بھیج کر اس پر بہت مال خرچ کیا حتیٰ کہ چشمہ دوبارہ نکل آیا۔

اسحاق بن اسرائیل، سوار بن عبداللہ قاضی، ہلال الرازی کی اسی سال وفات ہوئی۔

اسی زمانہ میں دیوان التوقیع کا افسر نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا متوکل کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا۔ پھر ایک واقعہ میں اس حد تک نوبت پہنچ گئی کہ متوکل نے اس کی کل جائیداد و آمدنی پر قبضہ کر لیا۔ ابن جریر نے تفصیل سے اس کا واقعہ بیان کیا ہے۔

احمد بن عبدہ ضبی، مکہ کے مہمان نواز ابو الحسن القواس احمد بن نصیر نیشاپوری، اسحاق بن ابی اسرائیل اسماعیل بن موسیٰ ذوالنون مصری، عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم، محمد بن رافع، ہشام بن عمار، ابوتراب نخشبی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن الراوندی ...... الزندیق۔ یہ احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابوالحسن بن الراوندی ہے۔ قاشان کی ایک بستی کی طرف سے منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے۔ پھر بغداد میں پھلے پھولے۔ زندقیت پر کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔

ان میں خوبیاں بھی تھیں، لیکن انہوں نے اپنی خوبیوں کو دنیا و آخرت میں نقصان دہ چیزوں میں استعمال کیا۔ ابن الجوزی کے بیان کے مطابق ہم نے ۲۹۲ھ میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ یہاں پر ان کا تذکرہ ابن خلکان کی وجہ سے کیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کی وفات کا تذکرہ اسی سن میں کیا۔ ان پر ان کا حال مشتبہ ہو گیا۔ انہوں نے جرح کے بجائے ان کی تعریف کی، چنانچہ فرمایا وہ ابوالحسین احمد بن اسحاق الراوندی العالم المشہور علم کلام میں انہوں نے گفتگوں کی اپنے زمانہ کے فضلاء میں سے تھے۔ چودہ سو کے قریب انہوں نے کتب تصنیف فرمائیں۔ فضیحۃ المعتزلہ، کتاب التاج، کتاب الزمردۃ، کتاب القضیب وغیرہ انہی میں سے ہیں ان میں خوبیاں تھیں علماء سے ان کی گفتگو ہوئی، منفرد مذہب اختیار کیا جسے اہل کلام نے ان سے نقل کیا۔ ۲۴۵ھ مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی بعض کا قول ہے بغداد میں وفات پائی۔ اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا جو غلط ہے۔ ابن الجوزی ان کا سن وفات ۲۹۸ھ ذکر کیا جیسا کہ وہاں پر حوالات کے ساتھ ان کے حالات بیان ہو گئے۔

ذوالنون مصری ثوبان بن ابراہیم بعض کا قول ہے ابن الفیض بن ابراہیم ابوالفیض المصری مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ ابن خلکان نے وفات میں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ کے فضائل اور احوال ذکر کئے اور آپ کی وفات اسی سن میں بیان کی۔ بعض کا قول ہے آپ کا سن وفات ۲۴۶ھ ہے بعض نے سن وفات ۲۴۸ھ بیان کیا۔ موطا کو امام مالک سے روایت کرنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپکے والد نوبہ کا باشندہ تھا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اہل اخمیم میں سے تھا۔ آپ حکیم، فصیح شخص تھے۔

آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا اندھی چنڈول اپنے گھونسلے سے گر گئی زمین پھٹ کر اس کے لئے سونے چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی ایک میں تل دوسری میں پانی تھا جس نے اس سے کھایا اس سے پیا۔

ایک بار متوکل کو آپ کی شکایت کی گئی اس نے مصر سے آپ کو عراق بلوایا۔ جب آپ متوکل کے پاس پہنچے تو آپ نے وعظ کیا جس سے متوکل کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اس نے آپ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا۔ اس کے بعد جب بھی متوکل کے سامنے آپ کا ذکر آتا تو متوکل آپ کی تعریف کرتا۔

واقعات ۲۴۶ھ

اسی سال دس محرم کو متوکل ماحوزہ آیا وہ قصر خلافت میں فروکش ہوا، قاریوں کو بلا کر ان کو خوب دیا یہ ایک تاریخی دن تھا۔

اسی برس رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان فدیہ کے لین دین کا معاملہ ہوا چار ہزار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دیکر آزاد کرایا گیا۔

اسی زمانہ میں شعبان میں بغداد میں مسلسل ۲۱ روز زوردار بارش ہوئی۔ ارض بلخ میں بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا۔

اسی سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا خواص میں سے موسم حج کے منتظم محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا۔

خواص کی وفات

احمد بن ابراہیم دورقی، حسین بن ابی الحسن مروزی، مشہور قاری ابو عمرو دوری، محمد بن مصفیٰ حمصی نے اسی کی وفات پائی۔

دعبل بن علی...... ابن رزین بن سلیمان الخزاعی ان کے موالی ظریف شاعر خوب مدح اور ہجو کرنے والا تھا۔ دعبل ایک دن سہل بن ہارون کاتب کے پاس گیا جو بخیل تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوایا۔ ایک پیالہ میں مرغ لایا گیا لیکن اتنا سخت کہ چھری سے بھی اس کا کاٹنا مشکل تھا نہ دانت اس میں کام کرتی تھی۔ جب اس کے سامنے لایا گیا تو اس میں مرغ کا سر نہیں تھا سہل نے طباخ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے نہ کھانے کے خیال سے اسے نکال کر پھینک دیا۔ سہل نے کہا تو ہلاک ہو میں تو اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو اس کی ٹانگیں نکال کر پھینک دیتا ہے سر میں حواس اربعہ ہوتے ہیں اسی کے ذریعہ مرغ بانگ دیتا ہے اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ اس کی مثال دی جاتی ہے اس کی ہڈیاں بڑی مزیدار ہوتی ہیں۔ اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کے بارے میں علم نہیں۔ اس نے کہا وہ تیرے پیٹ میں ہے۔ اس موقع پر دعبل نے چند اشعار میں اس کے بخل اور کنجوسی کو بیان کیا۔

احمد بن ابی الحواری...... آپ کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن حارث ابو الحسن تغلبی الغطفانی مشہور زاہد، عابد، نیک، صالح، احوال صالحہ اور کرامتوں والے تھے۔ اور اصلاً کوفی ہیں بعد میں دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ابو سلیمان درانی سے تربیت حاصل کی۔ سفیان بن عیینہ، وکیع، ابی اسامہ وغیرہ سے احادیث روایت کی آپ سے ابو داؤد، ابن ماجہ، ابو حاتم، ابو زرعہ دمشقی، ابو زرعہ رازی اور ایک مخلوق نے روایت کی ابو حاتم نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی تعریف کی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعہ سیراب کریں گے۔ جنید بن محمد آپ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ آپ پھولوں کا گلدستہ ہیں۔

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ آپ نے ابو سلیمان سے ان کی مخالفت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایک روز احمد ابو سلیمان کے پاس آئے اس وقت ابو سلیمان لوگوں سے گفتگو میں مشغول تھے۔ احمد نے ان سے کہا لوگوں نے تنور گرم کر رکھا ہے اس کا کیا کیا جائے ابو سلیمان جواب دیے بغیر لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ احمد نے دوسری بار سوال کیا پھر ابو سلیمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار سوال کرنے پر ابو سلیمان نے احمد سے کہا جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر ابو سلیمان لوگوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد ابو سلیمان حاضرین سے کہنے لگے میں نے احمد کو تنور میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تنور میں بیٹھ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس نے میری مخالفت نہ کرنے کا مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ چلو ہم چل کر انہیں دیکھ آئیں۔ چنانچہ وہ گئے تو واقعی احمد تنور میں بیٹھے ہوئے تھے آگ میں آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا۔

ابن عساکر کا قول ہے ایک صبح احمد کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی۔ لیکن آپ کے پاس اس کے مناسب حال کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ نے خادم کو قرض کے طور پر آٹا لانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اس نے آپ کو دو سو درہم پیش کئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا اس نے کہا آج رات میرے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ احمد نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا مخلوق میں اسی طرح ہوتا ہے پھر آپ نے دو سو درہم اٹھا کر اسی کو دے دیے آپ کے پاس کوئی چیز نہیں بچی آپ نے اپنے لئے آٹا قرض لیا۔

آپ کے خادم نے بیان کیا کہ ایک بار آپ نے سرحد پر جہاد کیا۔ صبح سے زوال تک آپ کے پاس خوب ہدایا آتے۔ آپ غروب کے وقت تک سب وہ تقسیم فرما دیتے۔ پھر مجھ سے کہنے لگے اسی طرح بن جاؤ اللہ کی عطا کردہ کوئی چیز واپس نہ کرو، نہ تم ذخیرہ اندوزی کرو۔

مامون کے زمانہ میں جب آزمائش دمشق میں آئی تو دمشق میں احمد بن ابی الحواری، ہشام بن عمار، سلیمان بن عبدالرحمن، عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا ابن ابی الحواری کے علاوہ سب نے مامون کے مطابق جواب دیا۔ آپ کو دار الحجارۃ میں قید کر دیا گیا۔ پھر وہاں پر آپ کو دھمکی دی گئی تو آپ نے وہاں توریہ کرتے ہوئے مامون کے مطابق جواب دے دیا۔ پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

ایک رات احمد نیند سے بیدار ہو کر پوری رات (ایاک نعبد وایاک نستعین) دہراتے رہے۔

آپ نے اپنی کتب تنور میں پھینک کر فرمایا تو میرے لئے اللہ کی ذات تک پہنچنے کے لئے کیا ہی اچھی دلیل تھی لیکن مدلول کی معرفت اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال محال ہے۔

آپ کے اقوالِ زریں ...... (۱) ...... اللہ کی ذات پر اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔

(۲) ...... علم کا حصول آدابِ خدمت کے لئے۔

(۳) ...... جس نے دنیا کو پہچان لیا اس نے دنیا سے زہد کو اختیار کر لیا۔

(۴) ...... جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے آخرت کی طرف رغبت کی۔

(۵) ...... جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس نے اللہ کی رضا کو ترجیح دی۔

(۶) ...... جس نے دنیا کی طرف نظرِ ارادت اور محبت کی اللہ تعالیٰ زہد اور یقین کا نور اس کے دل سے نکال لے گا۔

احمد کا قول ہے میں نے شروع میں ابوسلیمان سے وصیت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا ہر وقت نفس امارہ کی مخالفت کر، مسلمانوں کی تحقیر مت کر، اللہ کی اطاعت کو اوڑھ، اس کی خوف کو اپنے کا کپڑا بنالے، اخلاص کو توشہ بنا، صدق اچھی چیز ہے، میری ایک بات پلے سے باندھ لے جو شخص تمام اوقات تمام افعال و احوال میں اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں میں سے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ احمد کا قول ہے میں نے ابوسلیمان کے یہ کلمات پسند آگئے۔ مجھے انہیں یاد رکھا اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔ صحیح قول یہی ہے کہ احمد نے اس سال وفات پائی۔ بعض نے آپ کا سن وفات ۲۳۰ھ بھی بیان کیا۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی واللہ اعلم۔

واقعات ۲۴۷ھ

اسی سال ماہ شوال میں خلیفہ متوکل منتصر کے ہاتھوں فوت ہوگیا۔ کیونکہ اس نے اپنے بعد ولی عہد اپنے لڑکے معتز کو جمعہ کے خطبہ کا حکم دیا۔ اس نے نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ اس کا بھائی منتصر اس کی وجہ سے اپنے والد اور بھائی سے ناراض ہوگیا۔ اس کے والد نے اسے بلوا کر اس کی اہانت کی۔ اس کے سر پر ضرب لگوائی۔ اسے تھپڑ مارے۔ اس کے بھائی معتز کے بعد ولی عہدی سے اسے معزول کر دیا۔ ان باتوں کی وجہ سے اس کے غصہ میں بہت اضافہ ہوگیا۔

عید الفطر کے روز بیماری کے باوجود متوکل نے خطبہ دیا۔ پھر وہ چار میل تک بنائے گئے خیموں میں گیا وہاں پر اترا۔ تین شوال کو اس نے حسب عادت مجلس شراب پر ساتھیوں کو بلوایا۔ چار شوال بدھ کے روز اس کے لڑکے منتصر اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر متوکل کو قتل کر دیا۔ بعض کا قول ہے اسی سال شعبان میں متوکل دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ منتصر اور امراء کی ایک جماعت نے تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے اس کی طرف سبقت کی۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے اس کے لڑکے کو خلیفہ بنالیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات ...... جعفر بن معتصم بن الرشید بن محمد المہدی بن منصور العباسی آپ کے والدہ ام متوکل جسے شجاع کہا جاتا تھا جو ام ولد تھی۔ ام متوکل رائے اور دانائی میں سردار عورتوں میں سے تھی۔ آپ کی ولادت ۲۰۶ھ فم الصلح میں ہوئی۔ ۲۳۲ھ میں آپ کے بھائی واثق کے وفات کے بعد آپ کی بیعت کی گئی۔

خطیب نے متعدد طرق سے آپ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نرمی سے محروم ہونے والا انسان تمام خیر سے محروم ہوتا ہے۔ پھر متوکل نے یہ اشعار کہے:

(۱) ...... نرمی خوش قسمتی اور بردباری سعادت ہے۔ نرمی میں دھیرج اپنی اختیار کر تو نجات پا جائے گا۔

(۲) ...... غور و فکر کے بغیر عقل میں کوئی فائدہ نہیں۔ اگر تو آسانی کا ارادہ کرتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے متوکل نے اپنے والد معتصم اور یحییٰ بن اکثم سے احادیث روایت کی آپ سے علی بن جہم شاعر، ہشام بن عمار دمشقی نے روایت کی۔

متوکل اپنے دور خلافت میں دمشق گیا اور ارض داریا میں اس نے محل تعمیر کروایا۔

ایک روز متوکل نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں کہا خلفاء رعیت پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ اور میں رعایا سے نرمی کرتا ہوں تا کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔ احمد بن مروان مالکی نے احمد بن علی بصری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ متوکل نے احمد بن معذل وغیرہ علماء کو اپنے گھر بلوایا جب وہ آ گئے تو متوکل ان کے سامنے آیا۔ احمد بن معذل کے علاوہ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبید اللہ سے پوچھا احمد بن معذل کیا ہماری بیعت سے متفق نہیں اس نے کہا اے امیر اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن معذل نے کہا اے خلیفہ میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں میں نے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچایا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے قیام کو اپنے لئے پسند کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ متوکل احمد کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کیا علی بن جہم متوکل کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے۔ جنہیں وہ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ علی نے اسے وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔ جب تم مروہ کے کنویں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو اس نے اسے وہ موتی دیئے جن کی قیمت ایک لاکھ کے مساوی تھی پھر اس نے یہ اشعار سنائے۔

(۱)…… ہر زمانے میں ایک معتمد ہے تمام معتمد اس سے چلو بھرتے ہیں۔
(۲)…… بدامنی میں اس سے امید اور خوف کیا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے۔
(۳)…… دین اور دنیا کے تمام لوگ جیسے اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت رہے گی۔
(۴)…… اس کے دونوں ہاتھ فیاضی میں دو سمندروں کے مانند ہیں دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں۔
(۵) جس قدر اس کا دایاں ہاتھ سخاوت کرتا ہے اسی قدر اس کا بایاں ہاتھ بھی سخاوت کرتا ہے۔

راوی کہتا ہے اس نے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی اسے دے دی۔ خطیب کا قول ہے یہ اشعار علی بن بحتری نے متوکل کے بارے کہے ابن عساکر نے علی بن جہم کا قول نقل کیا ہے کہ متوکل کی خاص باندی قبیحہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اس نے غالیہ خوشبو سے رخسار پر جعفر لکھا ہوا تھا۔ متوکل نے غور سے دیکھ کر یہ اشعار کہے۔

(۱)…… اے مشک سے رخسار پر جعفر لکھنے والی میری جان تجھ پر قربان ہو اس کے رخسار سے مشک کا نشان ختم کر دو۔
(۲)…… اگر اس نے اپنے رخسار پر مشک سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کی وجہ سے کئی سطریں لکھی ہیں۔
(۳)…… اے وہ جس کے قلب میں جعفر کی امیدیں ہیں اللہ تیرے دونوں ہاتھوں سے جعفر کو سیراب کرے۔
(۴)…… اے مملوک تیرے کیا کہنے قبیحہ اور اطاعت جعفر اس کا مطیع ہے پھر متوکل نے قبیحہ کو حکم دیا اس نے اس کے سامنے گا دیا۔

فتح بن خاقان کا قول ہے ایک روز میں متوکل کے پاس گیا تو وہ سوچ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے امیر زمین پر آپ کی اس حالت کے بعد بھی آپ سے زیادہ کوئی خوش عیش ہوگا۔ اس نے کہا مجھ سے زیادہ وہ خوش عیش ہے جس کا کشادہ مکان ہو۔ نیک بیوی ہو۔ دنیا کے اعتبار سے آسودہ حالت ہو وہ ہم سے نا آشنا ہو تا کہ ہماری تکلیف سے محفوظ رہے اور محتاج ہو تا کہ ہم اسے تنگ نہ کریں۔

متوکل عوام کا محبوب…… اہل سنت کی مدد کرنے والا تھا بعض نے لوگوں نے اہل ردہ کو قتل کرنے کی وجہ سے اس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مشابہ کہا کیونکہ اس نے حق کی مدد کی ان پر حق پیش کیا حتیٰ کہ وہ دوبارہ دین میں داخل ہو گئے۔ بنی امیہ کے مظالم کا ازالہ کرنے کی وجہ سے بعض نے اس کو عمر بن عبد العزیز کے مشابہ قرار دیا متوکل نے بدعت کے بعد سنت کو زندہ کیا۔ بدعت اور اہل بدعت کا خاتمہ کیا۔

ایک شخص نے متوکل کی وفات کے بعد اسے خواب میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ متوکل نے کہا تھوڑی سی

... میں نے پوچھا ... اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔

خطیب نے سعید بن احمد سے نقل کیا ہے کہ میں نے متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ وہ متوکل کی ... کہہ رہا ہے ... یہ اشعار پڑھ رہا ہے جو ... ہے۔

عمرو بن شیبان کا قول ہے کہ متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو کہتے سنا

(۱) اے جسم کے ... سونے والی آنکھ! اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا۔
(۲) تو نے شریر فرقے کو نہیں دیکھا انہوں نے ہاشمی اور فتح بن خاقان سے کیا کیا؟
(۳) جنہوں نے مظلوم کی حالت میں اللہ سے ملاقات کی تو آسمان والے ایک ایک دو دو کر کے چیخ پڑے۔
(۴) عنقریب تم اس کے بعد دوسرے فتنے دیکھو گے جن کی شان بھی نرالی ہوگی۔
(۵) تم جعفر پر روؤ اپنے خلیفہ کا مرثیہ کہو اس پر تو جن و انس رو رہا ہے۔

جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے یہ خواب بیان کیا تو اسی رات متوکل کی وفات کی خبر آئی کہ اسی رات اسے قتل کر دیا گیا۔ راوی کا قول ہے پھر ایک ماہ بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا اور وہ ... کے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا اللہ نے میری بخشش کر دی۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا تھوڑی سی سنت کو زندہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری بخشش فرما دی۔ میں نے کہا اب یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں کہ میں اللہ کے سامنے اس سے مقدمہ کروں گا۔

ہم نے اس کے قتل کی کیفیت بیان کی کہ ... بدھ کی شب ۴ شوال کو قتل کیا گیا۔ جمعہ کے دن اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی ... سامرا میں جعفریہ ... دفن کیا گیا۔ اس کی مدت خلافت ۱۴ چودہ سال ۱۰ ماہ ... ۴۰ سال کی عمر تھی۔ متوکل گندمی رنگ، حسین آنکھوں، خفیف داڑھی والا ... تھا۔

محمد منتصر بن متوکل کی خلافت: قبل ازیں گزر چکا کہ اس نے امراء کی ایک جماعت سے مل کر اس کے والد کے قتل کی سازش کی ... باپ کے قتل کی رات ... بدھ کی صبح اس کی بیعت کی گئی ... منتصر نے ... معتز کو بلایا جس کو متوکل نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا ... اس نے ... بیعت کی۔ بیعت منعقد ہونے کے بعد سب سے پہلے منتصر نے فتح بن خاقان پر باپ کے قتل کی تہمت لگائی اور اسی کے بدلے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد آفاق میں ... بیعت کا ... بھیج دیا گیا۔ خلافت کے ... محمد بن سعید ... کا ... مقرر کیا۔

کسی شاعر نے دو شعر کہے

(۱) ... جب ... بیعت ... کیا گیا۔
(۲) ... ہے۔

... اس کی بیعت لی گئی ... اپنے ... کے ساتھ ... چلا گیا۔

اسی سال ... منتصر نے ... ابن ... کو ... سے ... بنا دیا۔

محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔ خواص میں سے اس سال ابراہیم بن سعید جوہری، سفیان بن وکیع بن الجراح، سلمہ بن شبیب نے وفات پائی۔

ابو عثمان المازنی النحوی: نام بکر بن محمد بن عثمان المازنی البصری ہے۔ اپنے زمانہ میں نحاۃ کے شیخ تھے۔ نحو میں آپ کے استاذ ابو عبیدہ، اصمعی، ابو زید انصاری وغیرہ تھے۔ آپ سے ابو العباس مبرد نے ... روایت کی ... آپ ... اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ مبرد نے آپ سے روایت نقل کی ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی کہ آپ ایک سو دینار کے عوض

سیبویہ کی کتاب سنائیں لیکن آپ نے نہیں سنائی۔ بعض لوگوں نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی۔ آپ نے فرمایا کتاب سیبویہ میں قرآنی آیات کی وجہ سے میں نے اس پر اجرت قبول نہیں کی۔ اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک باندی نے گانا گایا۔ اظلوم ان مصابکم رجلاً رد السلام تحیۃ ظلم۔ حاضرین نے اس شعر میں لفظ رجلا پر اعراب کے بارے میں اختلاف کیا کہ اس پر نصب یا رفع۔ اگر نصب ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ اسم ہے یا غیر اسم ہے۔ باندی نے کہا کہ مجھے مازنی نے نصب دینے کی وجہ سکھائی ہے۔ پس خلیفہ نے آپ کو بلوا کر آپ سے پوچھا تم مازنی ہو؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر خلیفہ نے سوال کیا۔ مازن تمیم، مازن ربیعہ، مازن قیس کس سے آپ کا تعلق ہے۔ میں نے کہا مازن ربیعہ سے۔ پھر خلیفہ نے میری زبان میں مجھ سے بات کرنا شروع کر دی اس نے میم کے بجائے باء کہا۔ کیونکہ وہ اپنی زبان میں میم کو باء سے اور باء کو میم سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ میں نے مکر کو ناپسند کیا جیسے کہ کہا، اس پر اس نے تعجب کیا۔ وہ میرے مقصود کو سمجھ گیا۔ پھر اس نے نصب کی وجہ دریافت کی۔ میں نے کہا مصابکم کا معمول المصدر ہے جو رجل۔ تو آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے نکلنا چاہا تو مطلوب کر دیا۔ خلیفہ نے آپ کو ایک ہزار دینار انعام دے کر رخصت کیا۔ آپ نے اللہ کے لئے ذمی کے ایک سو دینار چھوڑے تھے تو اللہ نے اس کے بدلے آپ کو ایک ہزار دینار دیئے۔ کیونکہ ذمی کو قرآنی آیات پڑھنے کی وجہ سے آپ کو ایک ہزار دینار ملنا تھا۔

مبرد نے آپ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو آپ نے کتاب سیبویہ پوری پڑھ کر سنائی آخر میں اس نے کہا اے شیخ اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے مجھے اس کتاب کا ایک حرف بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ مازنی نے اسی سال یا ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۲۳۸ھ

اس سال منتصر نے وصیف ترکی کو رومیوں سے موسم گرما کی جنگ لڑنے کے لئے بھیجا۔ کیونکہ رومی بادشاہ نے بلاد شام کا ارادہ کیا تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ نے وصیف کو تیار کیا۔ اس کے ساتھ اور بھی فوج تیار کی۔ خلیفہ نے اسے رومیوں سے قتال سے فارغ ہو کر چار سال تک سرحد پر ہی قیام کا حکم دیا۔ خلیفہ منتصر نے عراق کے نائب کو طویل خط لکھا جس میں بکثرت قرآنی آیات مکتوب تھیں جو قتال پر ابھارنے والی اور اس کی طرف رغبت دلانے والی تھیں۔

اسی زمانہ میں ۲۳ صفر ہفتہ کی رات ابوعبداللہ معتز اور مؤید ابراہیم خلافت سے دستبردار ہو گئے انہوں نے اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈالی۔ انہوں نے کہا خلافت سے عاجز آنے کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ لہذا اب تم مسلمان ہماری بیعت سے آزاد ہو۔ کیونکہ انہیں ان کے بھائی منتصر نے دستبردار نہ ہونے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ اس کا مقصد ان کی دستبرداری سے اپنے لڑکے عبدالوہاب کو اپنے بعد ولی عہد بنانا تھا۔ جس کا مشورہ اسے ترکی کے امراء نے دیا تھا۔ چنانچہ دونوں دستبرداروں، قاضیوں، سرداروں اور عام لوگوں کی موجودگی میں اس نے اس بارے میں خطبہ دیا۔ نیز اس بارے میں اس نے ایک خط لکھ کر آفاق میں بھیج دیا تاکہ وہ بھی اس سے باخبر ہو کر منابر پر خطبوں میں اس کا اعلان کریں اور وہ پے در پے لکھنے کی جگہوں پر لگا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ پر غالب ہے۔

اس نے ان سے حکومت چھین کر اپنے لڑکے کو دینے کا ارادہ کیا لیکن تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے قتل کے بعد اس نے چھ ماہ بھی مکمل نہیں کئے تھے کہ اسی سال صفر کے آخر میں ایک بیماری میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

منتصر نے خواب دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف سیڑھی پر چڑھ رہے تھے حتیٰ کہ سب سے آخری پچیسویں سیڑھی تک چڑھ گیا۔ اس نے معبروں سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ تیری خلافت پچیس سال تک پہنچے گی۔ حالانکہ اس سے مراد اس کی عمر کے پچیس سال تھے جو اسی سال کے آخر میں پورے ہو رہے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ ہم ایک روز خلیفہ منتصر کے پاس گئے تو بہت زیادہ اس پر گریہ طاری تھا۔ بعض ساتھیوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں یہ کہتے دیکھا اے محمد تو ہلاک ہو تو نے مجھے قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا۔ مجھ سے حکومت چھین لی۔ قسم بخدا تو چند روز تک

ہی اس سے فائدہ حاصل کرے گا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اس نے کہا میں اپنی گھبراہٹ اور آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا۔ اس کے جھوٹ باز اور مکار ساتھیوں نے اس سے کہا خواب میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ اٹھ ہمارے ساتھ شراب کی مجلس میں چل تا کہ تیری گھبراہٹ دور ہو۔ چنانچہ اس نے شراب کا حکم دیا۔ شراب لائی گئی۔ اس کے ساتھی بھی آ گئے لیکن وہ شکستہ ہمت تھا۔ مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

مؤرخین کا منتصر کی اس بیماری کے بارے میں اختلاف ہے جس کے سبب اس کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول ہے اس کے سر میں بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کے کان میں تیل کے قطرے ڈالے گئے۔ جب وہ قطرے اس کے دماغ تک پہنچے تو جلدی اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے اس کے معدہ میں ورم آ گیا تھا جو اس کے قلب تک پہنچ گیا۔ اسی کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کا قول ہے اس کے حلق میں مسلسل دس روز تک درد رہا اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے پچھنے لگانے والے نے زہریلے نشتر سے اس کی فصد کی۔ اسی روز اس کا انتقال ہو گیا۔

ابن جریر کا قول ہے بعض ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ جب یہ پچھنے لگانے والا گھر آیا تو اسے بخار تھا۔ اس نے اپنے شاگرد کو بلا کر کہا مجھے پچھنے لگاؤ۔ اس کے شاگرد نے استاد سے اسے فصد لگایا۔ اللہ نے اس پچھنے لگانے والے کو بھلا دیا۔ اسے یاد ہی نہیں رہا حتی کہ اسے فصد کے بعد یاد آیا۔ جبکہ زہر اس میں سرایت کر گیا۔ اس نے وصیت کی اور اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ مرض الوفات میں عیادت کے لئے اس کے پاس آیا اس نے خلیفہ سے طبیعت کے بارے میں پوچھا اس نے کہا میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو گئی۔ بعض کا قول ہے جب لوگ اس کے اردگرد جمع تھے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا دنیا کے حصول پر میرا نفس خوش نہیں ہوا اب میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں۔

اسی سال پچیس ربیع الاول عصر کے وقت اتوار کے دن چھبیس سال یا پچیس سال چار ماہ کی عمر میں اس کی وفات ہو گئی۔ بالاتفاق کل چھ ماہ اس کی خلافت باقی رہی۔

ابن جریر نے بعض حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ منتصر کے خلیفہ بننے کے بعد یہ بات عام زبان زد تھی کہ چھ ماہ سے زائد منتصر کی خلافت نہیں قائم رہ سکے گی۔ حکومت کی وجہ سے اپنے والد کو قتل کرنے والے کی حکومت اس سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ نے اپنے والد کو قتل کیا تو اس کی حکومت چھ ماہ سے زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ یہاں پر بھی اسی طرح ہوا۔

منتصر بڑی آنکھوں بلند ناک، کوتاہ قد، بارعب حسین بدن والا تھا۔ یہ بنی عباس کا پہلا خلیفہ تھا جس کی قبر کو اس کی والدہ حبشیہ رومیہ کے اشارہ سے نمایاں کیا گیا۔ منتصر کے عمدہ کلام میں سے ہے اللہ تعالیٰ باطل والے کو عزت نہیں دیتا اگرچہ چاند اس کی پیشانی سے طلوع ہو۔ اور حق والے کو ذلیل نہیں کرتا خواہ اس کا اپنا تابع بن جائے۔

ختم شد

حصہ دہم ...... تاریخ ابن کثیر

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

خواتین کے مسائل اور ان کا حل ۲ جلد —— جمع و ترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
فتاویٰ رشیدیہ مبوّب —— حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی
کتاب الکفالۃ والنفقات —— مولانا عمران الحق کلیانوی
تسہیل الضروری لمسائل القدوری —— مولانا محمد عاشق الٰہی البرنی
بہشتی زیور مدلل مکمل —— حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے —— مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے —— " " " "
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی —— اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد —— مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل —— مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظام اراضی —— " " "
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں قرآنی احکام) —— " " "
انسانی اعضا کی پیوندکاری —— " " "
پراویڈنٹ فنڈ —— " " "
خواتین کے لیے شرعی احکام —— امیر عزیز احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی —— مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب و احکام —— " " "
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت —— فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ —— مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب و احکام —— انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت —— مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت —— حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
التصحیح النوری شرح قدوری اعلیٰ —— مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور —— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل —— مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی —— شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنزالدقائق —— مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں —— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح —— " " " "

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱
مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

تفاسیر علوم قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر علوم قرآنی

[illegible]	[illegible]
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
قصص القرآن ۴ حصے ۱ جلد	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ
تاریخ ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندویؒ
قرآن اور ماحولیات	ڈاکٹر محمد اقبال
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
لغات القرآن	مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن	قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی)	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
حل لغات القرآن (عربی انگریزی)	جان پینرس
[illegible]	[illegible]
قرآن کی باتیں	مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد	مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دیوبند
تفہیم مسلم ۳ جلد	مولانا زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی ۲ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابو داؤد شریف ۳ جلد	[illegible]
سنن نسائی ۲ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۴ جلد	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
مشکوۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد	مولانا عابد الرحمن کاندھلوی / مولانا عبداللہ جاوید
ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد	[illegible]
[illegible]	[illegible]
مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ شریف ۵ جلد اعلیٰ	مولانا عبداللہ جاوید غازیپوری
تقریر بخاری شریف ۳ حصے کامل	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
تجرید بخاری شریف ۲ جلد	علامہ زین الدین احمد بن عبدالطیف
تنظیم الاشتات ۲ جلد	مولانا ابو الحسن صاحب
شرح اربعین نووی ترجمہ و شرح	مولانا محمد زکریا اقبال
[illegible]	[illegible]

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۰۲۱-۳۲۲۱۳۷۶۸-۳۲۴۳۱۸۹۱